صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

یکم اپریل 1976ء

(30 ۔ ربیع الاول 1396ھ)

جلد 17 ۔ شمارہ 11

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(جمعرات ۔ یکم اپریل 1976ء)

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ۔ ۔ ۔ ۔ 1197

مسودات قانون (جو ایوان میں پیش کئے)—

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976ء ۔ 1199

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ 1199

مسودہ قانون (ترمیم) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976ء ۔ 1200

قیمت : 1.00

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

جمعرات ۔ یکم اپریل 1976ء
(پنجشنبہ ۔ 30 ربیع الاول 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پ ۲۸ س ۶۴ رکوع ۱۶ آیات ۱۱ تا ۱۴

کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں پہونچتی اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم منہ پھیر لوگے تم ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہونچا دینا ہے۔ اللہ جو معبود برحق ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔ اے ایمان والو تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بھی تمہارے دشمن ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کردو درگزر کرو اور بخشش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق

وزیر خزانہ : جناب والا ! بہت سے فاضل اراکین اسمبلی جن میں حزب اختلاف کے ارکان بھی شامل ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ارکان بھی شامل ہیں ۔ اس بات پر متفق ہیں اور میں نے ان سے مشورہ بھی کیا ہے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسرائیلیوں نے جو مظالم عربوں پر ڈھائے ہیں اور انہوں نے جو انسانیت کش جارحانہ اور ظالمانہ رویہ اختیا کیا ہے اس سلسلے میں فلسطینیوں کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو ۔ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق کل سارے عالم اسلام اور سارے پاکستان میں عربوں کے اس جائز موقف کی حمایت میں ہڑتال ہو گی ۔ اس سلسلے میں فاضل ارکان یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں اور شہروں میں جا کر اس ہڑتال کو کامیاب بنائیں اور اس سلسلے میں ہم نے اس چیز پر اتفاق کیا ہے کہ آج چونکہ جانا ہو گا اس لئے آج کی کاروائی کو ملتوی کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے بھی جانا ہے کیوں کہ لڑکش ڈیلیگیشن آیا ہوا ہے ۔

وزیر خزانہ : جی یہ بڑا ضروری ڈیلیگیشن ہے اور سینٹ کے چیئرمین بھی آئے ہوئے ہیں ۔ اس لئے جس طرح ہم نے طے کیا ہے ایوان کو جلدی ملتوی کیا جائے اور کل پوری چھٹی ہو گی ۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے منگل کو دو سیشن کر لیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا جناب والا ! قومی اسمبلی بھی کل چھٹی کر رہی ہے کیونکہ آج کل ان کے اجلاس بھی ہو رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : در اصل بات یہ ہے کہ ارکان اسمبلی کو اپنے اپنے گاؤں اور قصبوں میں اس موقف کو کامیاب اور پورا کرنے کے لئے جانا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : We want to serve the country in the cause.

وزیر خزانہ : اسکو compensate کرنے کے لئے منگل کو اگر ضرورت ہوئی تو دو سیشن کر لیں گے ۔ یہ پیشکش بہت سے فاضل ازاکین اسمبلی جن میں حزب اختلاف کے ارکان بھی شامل ہیں متفقہ طور پر کی ہے ۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کیے گئے)

مسٹر سپیکر: آج جو مسودات قانون پیش ہوں گے۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976

(مسودہ قانون نمبر 13 بابت 1976)

حاجی محمد سیف اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان: میں مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976 پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1976 پیش کر دیا گیا ہے۔

اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اس کی رپورٹ 60 دن کے اندر اندر پیش ہونی چاہئے۔

مسٹر محمد حنیف ٹارو موجود نہیں ہیں۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی مالے مغربی پاکستان مصدرہ 1976

(مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1976)

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب

امنڈمنٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1976) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1976) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 80 days.

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد حنیف تارو موجود نہیں ہیں ! حاجی محمد سیف اللہ خان !

مسودہ قانون (ترمیم) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976

(مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1976)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (ترمیم) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کردیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 80 days.

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں جملہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! ان سوالات کو repeat کرا لیں ۔

Mr. Speaker : All right. Let them be repeated.

Now, before I adjourn the House, I would like to make an announcement that on Monday we shall meet at 3.30 p.m, and on Tuesday we shall have two sittings. First sitting will be held at 8 30 a.m. and the second sitting will be held in the after-noon at 4.30 p.m.

The House is adjourned accordingly to meet on Monday at 3.30 p.m.

(اسمبلی کا اجلاس 5 اپریل 1976 بروز سوموار ساڑھے تین بجے بعد دوپہر تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

———

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

سوموار۔ 5 اپریل 1976ء
(دو شنبہ ۔ 4 ربیع الاول 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے بعد دوپہر منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

پ ۸ ص ۷ رکوع ۱۴ آیت ۵۴ تا ۵۶

بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن کی مدت میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہوا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اس نے سورج و چاند اور ستاروں کو پیدا کیا سب کے سب اسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں خبردار ہو کہ مخلوق بھی اس کی ہے اور حکم بھی اس کا ہے خدائے رب العلمین بڑی برکت والا ہے۔ لوگو! اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرتا پھرو اللہ سے خوف رکھتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے دعائیں مانگتے رہنا بیشک اللہ کی رحمت احسان کرنے والے نیکوکاروں کے قریب ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ سردار محمد عاشق موجود نہیں ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائی ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں چوہدری امان اللہ لک موجود نہیں ہیں ۔ میاں خورشید انور ۔

پولیس تھانوں میں بجلی اور ٹیلیفون کی سہولتیں

*5812 ۔ **میاں خورشید انور :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں گذشتہ ایک سال کے عرصہ میں کتنے پولیس تھانوں میں بجلی اور ٹیلیفون مہیا کئے گئے ۔

(ب) گذشتہ ایک سال میں حکومت نے کتنے پولیس سٹیشنوں کو موٹر سائیکلیں اور جیپیں فراہم کی ہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) سال 73-1972 کے دوران جو کہ اس سوال کا مطلوبہ سال ہے ۔ کسی پولیس تھانے کو بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔ جبکہ مندرجہ ذیل تھانہ جات و چوکیات کو ٹیلیفون مہیا کئے گئے ۔

تھانہ جات	12
چوکیات	29

(ب) سال 73-1972ء میں صوبہ پنجاب کے مندرجہ ذیل تھانہ جات میں جیپ موٹر سائیکلیں اور سکوٹر مہیا کئے گئے ۔

موٹر سائیکلیں	1 تھانہ
سکوٹر	2 تھانہ جات
جیپ	3 تھانہ جات

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! آپ پہلے سوالات چھوڑ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا اس وقت نام پکارا تھا آپ موجود نہیں تھے ۔ اگلا سوال میاں خورشید انور ۔

سڑکوں پر حادثات کی روک تھام

*5936 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں سال 73-1972ء کے دوران سڑکوں پر جو حادثات ہوئے تھے ان کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) ان حادثات میں کتنے افراد اور کتنے جانوروں کی جانیں تلف ہوئیں اور کتنے لوگ زخمی ہوئے تھے ۔

(ج) مذکورہ سال میں مذکورہ حادثات کے سلسلے میں کتنی ٹرانسپورٹ کمپنیوں یا ٹرک مالکان کے خلاف کارروائی کی گئی ۔

(د) سڑکوں کے حادثات روکنے کے لئے حکومت نے کون سی نئی تدابیر اختیار کی ہیں ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ میں سال 1972ء میں سڑکوں کے 2493 حادثات ہوئے ۔

(ب) ان حادثات میں 1237 افراد اور 5 مویشی ہلاک ہوئے 2610 افراد زخمی ہوئے ۔

(ج) مذکورہ سال میں 4 روٹ پرمٹ معطل اور تین منسوخ کئے گئے ۔

(د) سڑکوں کے حادثات کی روک تھام کے لئے مفصل تدابیر سوال نمبر 5018 کے جواب میں مورخہ 17-3-76 کو ایوان کے سامنے پیش کی جا چکی ہیں جو درج ذیل ہیں ۔

1 ۔ ہر ضلع میں ٹریفک کی پڑتال کے لئے موٹر موبائل پیٹرول انسپکٹر تعینات کئے گئے ہیں ان کو ہدایت ہے کہ وہ سختی چیکنگ کریں اور ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر کڑی نظر رکھیں اور خلاف ورزی کرنے والے ڈرائیوروں کے چالان موٹر وہیکلز آرڈیننس مجریہ 1965ء اور موٹر وہیکلز رولز مجریہ 1969ء کے تحت کریں ۔ ہر ایم ۔ ایم ۔ پی ۔ آئی کو اچالک اور

رفتار چیکنگ کے لئے موٹر کار مہیا کی گئی ہے تاکہ متعلقہ روٹ پر چلنے والی گاڑیوں کی رفتار اور دیگر خلاف ورزیوں کو اچھی طرح سے چیک کر سکیں ۔

2 ۔ لاہور ۔ لائل پور اور راولپنڈی میں سپیشل مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں جو کہ روڈ ٹرانسپورٹ 1961ء کے تحت چالان شدہ کیسوں کا فیصلہ کریں گے اور مجرموں کو سخت سزا دیں گے ۔

3 ۔ ہر لیبر انسپکٹر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ گاڑیوں کے ڈرائیوروں کے ڈیوٹی کے اوقات پراونشل ٹرانسپورٹ کو آرڈیننس کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق پڑتال کریں اور جرم کرنے والوں کے خلاف کارروائی کریں ۔

4 ۔ تمام موٹر وہیکاز ایگزامینرز کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سختی سے گاڑیوں کا معائنہ کریں اور موزونیت کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے وقت اچھی طرح گاڑی کی پڑتال کریں تاکہ کوئی نقص باقی نہ رہے اور حادثہ کا باعث نہ بنے ۔ اس طرح فنی خرابی کی وجہ سے گاڑیوں کے حادثات میں ملوث ہونے پر موٹر وہیکل ایگزامینز کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے ۔

5 ۔ ٹریفک سٹاف خاص طور پر ہر سہ ماہی لائسنس ۔ رجسٹریشن ۔ موزولیت سرٹیفکیٹ اور انشورنس وغیرہ چیک کرتا ہے ۔

6 ۔ تیز رفتاری چیک کرنے کے لئے ٹریفک سٹاف روزانہ مجسٹریٹ کے ہمراہ کارروائی کرتا ہے ۔

7 ۔ ہر دو ہفتہ کے بعد گاڑیوں کی تیز لائٹوں کے خلاف مہم چلائی جاتی ہے ۔

8 ۔ تیز رفتاری روکنے کے لئے بڑے روٹوں پر چلنے والی بسوں میں سپیڈ گورنر لگانے کے حکام جاری کئے گئے ہیں تاکہ گاڑی 50 میل سے زیادہ نہ چل سکے ۔

9 ۔ ہر ضلع کے ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر کو ڈرائیونگ ٹیسٹ بورڈ میں شامل کیا گیا ہے تاکہ ٹیسٹ کے معیار کو بہت سخت کیا جا سکے ۔

10 ۔ قانون میں ایک شق رکھی جا رہی ہے جو کہ گاڑیوں کی رفتار سے متعلق ہو گی ۔

11 ۔ میونسپل بائی لاز کے تحت جانوروں سے چلنے والی گاڑیوں اور سائیکلوں کے سامنے ریفلیکٹرز لگائے جائیں گے ۔

12 ۔ گاڑیوں میں ہر قسم کی ریکارڈنگ قانون کے تحت بند کر دی گئی ہے ۔

13 ۔ قانون میں ایک شق رکھی جا رہی ہے کہ گاڑیاں رات کے وقت جب ایک دوسرے کو کراس کریں تو روشنیاں مدھم رکھیں ۔

شق نمبر 11 ، 12 اور 13 پر عمل کرانے کے لئے ایک ٹریفک کمیٹی بنا دی گئی ہے جس میں ہوم سیکرٹری ، آئی ۔ جی پولیس اور دوسرے ماہرین شامل ہیں اور اس کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ان انتظامات کو قانون کی شکل دی جائے گی ۔

14 ۔ خطرناک موڑوں کے لئے Cats Eyes Signs اور سگنل مہیا کرنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے ۔

15 ۔ پولیس کو یہ ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ تیز رفتاری کے مرتکب پائے جانے والے ڈرائیوروں کی گاڑیاں قبضہ میں لے لی جائیں ۔

16 ۔ جس کمپنی کی بس مہلک حادثات میں ملوث پائی جائے اس کے روٹ پرمٹ منسوخ کر دئے جائیں ۔

17 ۔ تمام سیکرٹریز ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ ان تمام ہارنوں کو جو کہ گاڑیوں میں خلاف قانون 154 موٹر وہیکل رولز 1969ء نصب کئے گئے ہیں نکال دیں اور ایسے ہارن نصب کرنے/کرانے والوں کو قانون کے تحت سزا دیں ۔

18 ۔ ڈرائیوروں کو ٹریفک قوانین سے روشناس کرانے کے لئے اور ان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہر ضلع میں ایم ایم ٹی آئی مہینہ میں دو بار مختلف بسوں/ٹرکوں کے اڈوں پر جا کر ان کو ہدایات دیتے ہیں ۔

19 ۔ ریڈیو ۔ ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے عوام کو ٹریفک کے قوانین کا احترام کرنے کی تلقین کی جاتی ہے ۔

علاوہ ازیں صوبائی رابطہ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 76-2-20 میں ٹریفک کے متعلق مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے جن پر عمل ہوگا ۔

(ا) ڈرائیوروں و ٹریفک قوانین کی تعلیم و تربیت دینے کے لئے ہر صوبہ کے داولحکومت میں کم از کم ایک مثالی ادارہ قائم کیا

جائے اور مستقبل میں ان ہی اداروں یا ان کے ماتحت چلنے والے اداروں سے کامیاب ہونے والے افراد کو ہی لائسنس جاری کئے جائیں ۔

(2) ٹریفک کے قوانین کو سکولوں اور تعلیم بالغاں کے مراکز کے نصاب میں شامل کیا جائے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شق نمبر 10 میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "قانون میں ایک شق رکھی جا رہی ہے جو کہ گاڑیوں کی رفتار سے متعلق ہو گی" ۔ تو یہ کونسا قانون ہے اور اس میں کونسی شق رکھی گئی ہے ، آیا وہ لاگو ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ۔ یہ سوال 72-73 کا ہے اور اب 1976 ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کو کس نے بتایا ہے کہ یہ سوال 72-73 کا ہے ؟

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : یہ تو میاں خورشید انور صاحب نے اپنے سوال میں لکھا ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : It relates to that year. Question was not asked in that year.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : اسی لئے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آیا وہ قانون لاگو ہوا ہے یا نہیں اور وہ کونسا قانون ہے ۔ جس میں وہ شق رکھی گئی تھی ؟

Mr. Speaker : The answer is in future tense.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں نے تو عوام کی بہتری کے لئے یہ سوال پوچھا ہے اور اس کا جواب ایوان میں آنا چاہیے ۔

وزیر خزانہ : تو جواب آ رہا ہے ۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں ۔ اصل میں یہ جواب میں لکھا ہوا نہیں اور میں اسے ویسے ہی درمیان میں پڑھ گیا ہوں ، وہ سنا نہیں گیا ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ایک ٹریفک کمیٹی بنائی گئی ہے ۔ جس میں آئی-جی پولیس ، ہوم سیکرٹری اور بہت سے ماہرین شامل ہیں ۔ میں اسے مزید واضح کر دیتا ہوں کہ اس کمیٹی کے اجلاس ہوئے ہیں اور میں نے کہا ہے کہ جب اس کمیٹی کی رپورٹ finalize ہو گی ۔ تو پھر اسے قانون کی شکل دی جائے گی اور میں نے پہلے بھی یہی عرض کی ہے ۔ اور یہ بات 1972-73 سے تعلق نہیں رکھتی ، یہ اس سے قریب کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو وہ قانون تو ابھی بننا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب ! میں نے یہی تو پوچھا ہے کہ وہ کونسا قانون ہے اور اس میں وہ کونسی شق رکھی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ قانون ابھی بنا ہی نہیں ، ابھی قانون بنایا جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جی نہیں ! اس میں لکھا ہے کہ قانون بنایا جا رہا ہے اور اسی لیے میں نے پوچھا ہے کہ وہ کونسا قانون ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہاں لکھا ہے "قانون میں ایک شق رکھی جا رہی ہے جو کہ گاڑیوں کی رفتار سے متعلق ہو گی" ۔ تو یہ صیغہ مستقبل ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب ! یہاں کمیٹی کا ذکر آیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی اس پر غور کر رہی ہے ، جب کمیٹی کسی نتیجے پر پہنچے گی تو اسے قانون کی شکل دی جائے گی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب ! یہ کونسا قانون ہے ۔

مسٹر سپیکر : جو بھی قانون بنے گا وہ آپ کے سامنے آ جائے گا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں سینئر وزیر سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ انہوں نے حادثات کی روک تھام کے لئے اتنے مناسب اقدامات کیے ہیں پھر بھی کیا وجہ ہے کہ حادثات میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سال گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اسی مناسبت سے سڑکوں میں بھی اضافہ ہونا چاہیے یعنی وہ کھلی اور چوڑی ہونی چاہئیں اور اس کے علاوہ ٹریفک سگنلز کا اور پولیس کا اور ڈرائیوروں کی تربیت کا بھی انتظام ہونا چاہیے ۔ یعنی اس میں بہت سے پیچیدہ مسائل ہیں اور اس وقت دنیا کے جو سب سے ترقی یافتہ ممالک ہیں ان میں بھی باوجود اس کے کہ وہاں بہت سے بندوبست موجود ہیں ، وہاں بہت پیسہ ہے ، وہاں پولیس بہت ہے ، وہاں سڑکیں بھی چوڑی ہیں ، ان تمام ممالک میں ٹریفک کے حادثات کی تعداد بڑھ رہی ہے اور قابو میں نہیں آ رہی ۔ اس لئے کہ اس میں بہت سے اور factors بھی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جناب کو غلطی لگی ہے ۔

میرے خیال میں جناب نے پہلے ہی صفحہ الٹ دیا ہے ، اس لئے میں استدعا کروں گا کہ ان سوالات کو لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس کی بات بعد میں ہو گی ۔ اب جو سوال ہے اس کی بات کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں گزارش کر رہا ہوں کہ دو سوالات رہ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنے سوال کا نمبر پڑھیں تو میں پڑھ دیتا ہوں اور اگر آپ نمبر پیش نہیں کریں گے تو میں اگلے معزز ممبر کو سوال کے لئے بلاؤں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! اگر آپ نہیں پڑھیں گے تو کونسا پہاڑ گر جائے گا ۔ میں ایک بات کر رہا ہوں اور آپ اس پر توجہ ہی نہیں فرما رہے ۔

مسٹر سپیکر : میں وقفہ سوالات میں اس طرح توجہ نہیں کرتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر آپ توجہ نہیں کریں گے تو کونسا آسمان یا پہاڑ گر پڑے گا ۔ میں کھڑا ہوں اور آپ توجہ ہی نہیں فرما رہے ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر اس میں کیا ہو جائے گا ۔ چوہدری علی بہادر خان !

سید ناہش الوری : جناب ! یہ نہایت اہم بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اس سلسلے کو بند کر دیا ہے ۔ اگلا سوال

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : سوال نمبر 6119 ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں پھر استدعا کروں گا کہ آپ اس نااتفاقی پر نظر ثانی فرمائیں ۔

Mr. Speaker : I don't want speeches during the question hour. I have heard you ; that is all. I told you that I will decide it later on.

چوہدری امان اللہ لک : تو کیا آپ کے سامنے سربسجود ہو کر ہم بات کیا کریں ۔

Mr. Speaker : There is at least minimum decorum for the House. No speeches are called for during the question hour.

بسوں کے حادثات کی روک تھام

*6119 ۔ چوھدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1973ء سے اب تک کتنے افراد بسوں کے حادثات میں ھلاک ہوئے اور حکومت ان حادثات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : سال 1973ء تک صرف بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والے افراد کے اعداد و شمار دوسرے تمام حادثات میں ھلاک ہونے والوں سے علیحدہ نہیں رکھے جاتے تھے ۔ اس لئے سال 1973ء میں سڑکوں کے حادثات میں مجموعی طور پر ھلاک ہونے والے افراد کی تعداد ہی دی جا سکتی ہے ۔ جو 1408 ہے البتہ سال 1974ء سے فروری 1976ء تک صرف بسوں کے حادثات میں 1572 افراد ھلاک ہوئے ۔ ٹریفک کے حادثات کی روک تھام کے سلسلے میں اقدامات کی تفصیل سوال نمبر 5018 کے جواب میں مورخہ 17-2-76 کو ایوان کے سامنے پیش کر دی گئی تھی ۔ اور کچھ مزید تفصیلات سوال نمبر 5936 کے جواب میں آج بھی پیش کی گئی ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں پھر استدعا کروں گا کہ کونسا طریقہ کار ہے کہ میں کھڑا ہوں اور آپ توجہ ہی نہیں فرما رہے ۔

Mr. Speaker : When I called the question the Hon'ble Member was not persent in the House. We have been sitting in this House for the last four years. When the name of an Hon'ble Member is called the only thing that he is required to do is to read the figure which gives the number of his Question but the Hon'ble Member didn't do that.

(*Interruption*)

I am sorry there is no such provision which allows him to do so. I called the next member and he gave the number of his question and the question was answered.

چوھدری امان اللہ لک : جناب ! میں پھر استدعا کروں گا کہ آپ نے جذبات کی رو میں بہہ کر یہ کیا ہے ۔ آپ اس پر نظر ثانی فرمالیں ۔

Mr. Speaker : I have already told you that I will decide it later on. When you are not in a mood to listen how can

I help you. You don't seek any help from the Hon'ble Members sitting in the House including the Speaker who sits in this House.

چوہدری امان اللہ لک : میں عرض کروں گا کہ اس میں غصے کی کون سی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے غصے کی بات ہی نہیں کی ۔ اس میں غصے کی کونسی بات ہے جو آپ کو غصہ نظر آ رہا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جب میں نے آپ کو بتایا کہ دو سوالات رہ گئے ہیں تو ایسے محسوس ہوا جیسے آپ کو غصہ آ گیا ہو ۔

مسٹر سپیکر : نہیں میں نے تو کہا ہے ۔ I will decide it later on میں نے آپ کو ایک مرتبہ کہا ، دو مرتبہ کہا اور جن کے دو سوالات رہ گئے ہیں ۔

He has resumed his seat. He did what I said.

چوہدری امان اللہ لک : وہ تو خوف زدہ ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں خوف زدہ ہونے کی کیا بات ہے ؟

چوہدری محمد اشرف : کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے حادثات پرائیویٹ بسوں سے زیادہ ہو رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اپنے سوال کی وضاحت کریں ۔

چوہدری محمد اشرف : کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر : سوال کی وضاحت بیان کریں ۔ زیادہ ہونے سے کیا مراد ہے یا ratio میں ؟

چوہدری محمد اشرف : تعداد میں ۔

مسٹر سپیکر : ratio میں نہیں ۔ کہ ان کی کتنی بسیں ہیں اور ان کے کتنے ہوتے ہیں ۔

He is talking about the number.

وزیر خزانہ : اس کے لئے الگ سوال کی ضرورت ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان اقدامات کے باوجود ، جو انہوں نے دوسرے سوال کے جواب میں بیان کئے ہیں ، حادثات میں برابر اضافے کی کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا جواب انہوں نے پہلے سوال کے جواب میں دے دیا تھا انہوں نے وہ فیکٹرز بھی سوال کے جواب میں گنوائے تھے ۔

سید نابش الوری : ان فیکٹرز کے باوجود حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ان کا جواب توجہ سے نہیں سنا ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ان فیکٹرز کی وجہ سے حادثات کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے ۔

سید نابش الوری : کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت ان حادثات کو موثر طور پر کنٹرول کرنے میں ناکام ہو گئی ہے ؟

وزیر خزانہ : میں نے اس کا جواب فاضل رکن ممتاز احمد کاہلوں کے سوال میں بھی دیا تھا ۔ اگر کوئی فاضل رکن باہر کے ملکوں کے ساتھ موازنہ کرے ، کیونکہ اکثر جب آدمی کسی چیز کے متعلق جاننا چاہتا ہے تو وہ اس کے بارے میں دوسرے ملکوں کے متعلق بھی جاننا چاہتا ہے کہ انہوں نے کیا کیا ۔ جن ممالک کے پاس ہم سے زیادہ چوڑی سڑکیں ہیں ، ہم سے زیادہ پولیس ہے ٹریفک سگنلز ہیں ، ہم سے زیادہ کنٹرول کی سب چیزیں ہیں ، ٹریفک کے حادثات پھر بھی ساری دنیا میں موٹر گاڑیوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ کی سے بڑھ رہے ہیں ۔ یہ کہنا کہ پاکستان کی حکومت اس میں ناکام ہو گئی ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے ۔ یہ کہنا چاہئے کہ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے اور موجودہ وسائل کے باوجود حکومت اس پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے ۔ لیکن یہ بہت مشکل مسئلہ ہے ۔ امریکہ میں ایک سال میں اتنے لوگ مارے جاتے ہیں جتنے ویت نام کی ساری جنگ میں نہیں مارے گئے ۔ ایک دن میں 4 جولائی کو جو ان کی آزادی کا دن ہے ، پانچ سو آدمی حادثات میں مارے جاتے ہیں ۔ یہ مشکل مسئلہ ہے ۔ اگر وسعت سے سوچیں گے تو آپ مقابلتاً دیکھ سکیں گے کہ دوسرے ممالک کے وسائل کے مقابلے میں پاکستان اپنے وسائل میں حادثات پر قابو پانے کی بہترین کوشش کر رہا ہے ۔

سید نابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ان حادثات کو کنٹرول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان اقدامات کو محض کاغذی رکھا گیا ہے اور ان پر صحیح عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ۔

وزیر خزانہ : ان میں سوائے ایک دو کے ، شق نمبر دس ، جس کے متعلق بیگم ریحانہ سرور نے سوال پوچھا تھا اور تیرہ ، جن کے متعلق میں نے

عرض کیا ہے کہ ٹریفک کمیٹی بنائی گئی ہے ۔ کیونکہ یہ انٹر پراونشل کانفرنس میں ڈسکس ہوا ۔ تو ٹریفک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں ہوم سیکرٹری ، انسپکٹر جنرل پولیس اور دیگر ٹریفک کے ماہرین ہیں ۔ وہ کمیٹی بہت سے اقدامات پر غور کر رہی ہے ۔ جب وہ اقدامات اس کمیٹی کی رپورٹ سے آ جائیں گے ، پھر ان کو قانون کی شکل دی جائے گی ۔ اب سوال یہ پوچھا گیا کہ کون سے قانون کی شکل دی جائے گی ۔ دیکھا جائے گا کہ پہلے کون سے قوانین موجود ہیں ۔ کسی میں ترمیم کر دی جائے گی اور کسی میں اضافہ ۔ اگر ایسے کوئی قانون موجود نہ ہوئے تو پھر نیا قانون بنا دیا جائے گا ۔ لیکن مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ پہلے ایسے قوانین ہیں ۔ صرف ان میں ترمیم کرنے سے یہ کام چل جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور : میں ان کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔ حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ میرا سوال ضمنی نہیں بنتا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں نے بھی ضمنی سوال پوچھا تھا اور سید تابش الوری نے بھی ۔ میرا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو اصل وجہ معلوم ہو گی اور وہ بتا سکیں گے لیکن انہوں نے وضاحت نہیں کی ۔ میں ان کی خدمت میں یہ بات پیش کرنی چاہتا ہوں کہ سارا ٹریفک سٹاف ، MMP/s اور MES ان کے رشوت کے ریٹ دن بدن بڑھ رہے ہیں اور وہ چیکنگ کرنے کی بجائے رشوت وصول کرتے ہیں ۔ اگر آپ اس کا سدباب کر سکیں تو انشاءاللہ حادثات میں بھی کمی ہو سکے گی ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حادثات over-speeding کی وجہ سے ہوتے ہیں یا technical defects کی وجہ سے ؟

وزیر خزانہ : دونوں وجہ سے ہوتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کس ایک کی تعداد تو یقیناً زیادہ ہو گی ۔ ایک جیسے تو نہیں ہو سکتے ۔

وزیر خزانہ : یہاں تعداد نہیں دی گئی ۔ اگر آپ الگ سوال پوچھیں تو میں عرض کر دوں گا ۔

راجہ محمد افضل خان : جب تک آپ کے پاس اعداد و شمار نہیں ہوں گے تو پھر آپ صحیح طریقہ کیسے استعمال کر سکتے ہیں کہ اعداد و شمار کے لحاظ سے کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے ۔

وزیر خزانہ : میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ آپ کا سوال یہ تھا کہ یہ دونوں میں سے کون سا defect ہوتا ہے ۔ میں نے کہا کہ دونوں ہوتے ہیں ۔ سوال کی نوعیت یہ ہے کہ فلاں سن میں کتنے لوگ بسوں کے حادثات میں ہلاک ہوئے ۔ اس کے جواب میں یا تو آپ مجھ سے یہ پوچھتے تو بتاتا میرے پاس تفاصیل ہوتیں ۔ اب تو تفاصیل نہیں ہیں ۔ اگر فاضل رکن الگ سوال پوچھیں تو تفاصیل بتا دی جائیں گی ۔

Mr. Speaker : We go to the next question.

ضلع جہلم میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں

*6152 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع جہلم میں 1972ء تا 30 اپریل 1974ء ڈکیتی ، قتل اور چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں ۔ ان کی تفصیل کیا ہے ۔

(ب) 1972ء تا 30 اپریل 1974ء مذکورہ ضلع میں کتنا ناجائز اسلحہ برآمد ہوا ۔ اس کی تفصیل بھی بتائی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبد الخالق) : (الف) تعداد واردات از 1972ء تا 30 اپریل 1974ء تفصیل :

ڈکیتی	2
قتل	131
چوری	772

(ب) ناجائز اسلحہ جو برآمد کیا گیا اور اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

رائفل	31
بندوق	129
ریوالور	108
پستول	68
کار بائین	14
سٹین گن	1
دستی بم	20

دستی کلہ	2
تلوار	6
خنجر	17
برچھی	19
کلہاڑی	7
چاقو	110
کارتوس مختلف بور	2426
چھرا	8

چوہدری محمد اشرف : کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ جو ناجائز اسلحہ لوگوں پر ڈالا جاتا ہے ، وہ دوسرے لوگوں سے لے کر ناجائز طور پر ڈالا جاتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کے اس ضمنی سوال سے سوال کی نیچر بدل گئی ہے -

چوہدری محمد اشرف : یقیناً ان کے علم میں ہوگا -

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال یہ ہے کہ جو اسلحہ برآمد کیا گیا ، کیا یہ واقعی وہی اسلحہ ہے جو ان سے برآمد ہوا ، یا ان پر ڈالا گیا ہے تو یہ ضمنی سوال کس طرح بنتا ہے ؟

چوہدری محمد اشرف : اگر مجھ سے نہیں بن سکا ، تو آپ نے بنا تو دیا ہے -

مسٹر سپیکر : میں نے تو کہا ہے کہ یہ تو آپ نے پوچھا ہی نہیں کہ کن سے برآمد ہوا ہے ؟

چوہدری محمد اشرف : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اسلحہ لوگوں پر ڈالا جاتا ہے ، کیا یہ وہی اسلحہ ہوتا ہے جو لوگوں سے برآمد کیا جاتا ہے یا کوئی اور ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال کا حصہ نہیں بنتا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا - کیا یہ اس واقعہ ہے کہ جو اعداد و شمار دئے گئے ہیں ، یہ فرضی ہیں اور پولیس نے اپنی کارروائی اور مقدمات کی تعداد مکمل کرنے کے لئے فرضی مقدمات قائم کئے ہیں ؟

وزیر خزانہ : یہ بالکل حقائق پر مبنی ہیں - ہر چیز ریکارڈ پر موجود ہے - اگر فاضل رکن تفصیل پوچھیں کہ یہ اکتیس رائفلیں کس کس سے برآمد ہوئی ہیں تو میں ان کی خدمت میں تفصیل عرض کر دوں گا -

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ اسلحہ جو برآمد کیا گیا ہے ، اس کی ڈسپوزل کا طریقہ حکومت کو زیادہ سے زیادہ آمدنی کراتا ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : اگلا سوال ، مرزا افضل حق ۔

راجہ محمد افضل خان : میں نے ڈسپوزل کا طریقہ پوچھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے اس ضمنی سوال کی میں نے اجازت نہیں دی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ یہ اسلحہ با اثر لوگوں کو دیا جاتا ہے یا اس کو ڈسپوز آف کرکے زیادہ سے زیادہ آمدنی حکومت وصول کرتی ہے ؟

Mr. Speaker : This question confines itself only to recovery and not to its disposal. That would be a separate question.

پولیس افسر تنویر احمد فاروقی کی موت کی تحقیقات

*6185 ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلامی کانفرنس کے موقع پر 18،19 فروری کی درمیانی رات کو شملہ پہاڑی لاہور کے نزدیک ایک کار اور سکوٹر کے حادثہ میں سکوٹر سوار پولیس افسر تنویر احمد فاروق زخمی ہونے کے بعد ہسپتال جا کر انتقال کر گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متوفی تنویر احمد فاروق سرکاری فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے تھانہ قلعہ دیدار سنگھ سے لاہور آئے ہوئے تھے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس حادثہ کے ذمہ دار کار کے مالک کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا جب کہ پولیس کے پاس کار کا نمبر بھی موجود ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کے اعلیٰ افسران نے آج تک اپنے ایک پولیس افسر کی موت کی تحقیقات کرانا بھی گوارا نہیں کیا ۔

(ھ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متوفی کے پسماندگان کو پولیس ویلفیئر فنڈ یا وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم فنڈ یا گورنر فنڈ سے کوئی مالی امداد نہیں دی گئی حالانکہ متوفی سرکاری ڈیوٹی سر انجام دیتے ہوئے حادثہ کا شکار ہوا تھا۔

(و) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متوفی کی ہلاکت کی تفتیش اور متوفی کے پسماندگان کی امداد کے لئے کوئی اقدام کرے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 90 مورخہ 19.2.1974 کو جرم 338/279/304 ت پ تھانہ قلعہ گوجر سنگھ میں درج ہوا رپورٹ ابتدائی میں حادثہ کرنے والی کار کا نمبر درج نہ تھا موقع پر رنگ وہیل کیپ اور چند ٹوٹے ہوئے پرزے برآمد ہوئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ حادثہ کرنے والی مرسڈیز کار تھی مورخہ 21.2.74 کو محمد ایوب ڈرائیور وزارت خارجہ نے بیان دیا کہ وہ سرکاری گاڑی میں ایمپریس روڈ پٹرول پمپ سے پٹرول ڈلوا رہا تھا۔ اس نے حادثہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا کار ڈرائیور اپنی کار کی بتیاں گل کرکے اسمبلی ہال کی طرف کار بھگا کر لے گیا اس نے کار نمبر 7131/ایل۔ ای۔ ڈی پڑھا تھا۔ معلومات کرنے پر یہ کار مرسڈیز نہیں بلکہ واکس ہال پائی گئی ہے جبکہ موقع پر وہیل کیپ وغیرہ مرسڈیز کار کے پائے گئے تھے۔ کار کا سراغ نہیں لگ سکا۔ لہٰذا مقدمہ ہذا 19.12.74 کو داخل دفتر ہوا۔

(د) غلط ہے۔ لیکن پوری کوشش کے باوجود مجرموں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔

(ھ) غلط ہے۔ متوفی کے پسماندگان کو پولیس ویلفیئر فنڈ سے مبلغ پانچ ہزار روپے وقوعہ کے روز یعنی مورخہ 19.2.74 کو ہی ادا کر دئے گئے تھے۔

(و) مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر مذید کارروائی ضروری نہیں۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلون : جناب سپیکر ملسٹر صاحب نے جیسا کہ بیان فرمایا ہے کہ 5 ہزار روپیہ اس کو پولیس کے ویلفیر فنڈ سے دیا گیا ہے اور جو اس کے پراویلنٹ کے بقایاجات تھے وہ بھی دئے گئے ہیں تو اس قلیل رقم سے اس کے پسماندگان کی گزر بسر مشکل ہے ۔کیا میں یہ توقع کر سکتا ہوں اورکیا وزیر موصوف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس پسماندگان کیسے گزر بسر کر رہے ہیں اور ضرورت کے مطابق ان کی کفالت کا بندوبست کیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ پتہ کروں گا ۔

ضلع میانوالی کے تھانوں میں رجسٹر شدہ مقدمات

*6213۔ملک خالق داد خان بندیال : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال رواں میں ضلع میانوالی کے تھانوں میں چوری ۔ ڈاکہ ۔ اغوا اور قتل کے کتنے کیس رجسٹر ہوئے ۔ ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا ۔ کتنے مقدمات کی تفتیش جاری ہے اور اس تفتیش کو جاری ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور کتنے ملزمان کو عدم پتہ قرار دیا گیا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ سوال 1974ء میں پوچھا گیا تھا ۔ 1974ء میں ضلع میانوالی کے تھانوں میں چوری ۔ ڈاکہ ۔ اغوا اور قتل کے مقدمات کے سلسلہ میں مطلوبہ تفصیلات حسب ذیل ہیں :۔

نمبر شمار	قسم مقدمہ	تعداد درج شدہ مقدمات	تعداد چالان شدہ مقدمات	زیر تفتیش	عرصہ تفتیش
1 -	چوری	183	156	—	—
2 -	ڈاکہ	—	—	—	—
3 -	اغوا	23	19	—	—
4 -	قتل	58	57	—	—

تمام چالان شدہ مقدمات میں ملزمان کا علم ہوتا ہے اور انہیں عدم پتہ قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ عدم پتہ مقدمات میں ملزمان کی تعداد کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔

ایمبیسی ہوٹل گڑھی شاہو میں ہپیوں کا قیام

*6370 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حال ہی میں گڑھی شاہو کی آبادی میں ایمبیسی نام کا ایک ہوٹل بنایا گیا ہے ۔ جس کا موجودہ پٹے دار ہپیوں کو اقامتی سہولتیں مہیا کرتا ہے ۔

(ب) کیا حکومت کو اس بات کا علم ہے کہ مذکورہ ہوٹل میں ہپیوں کے قیام سے اہالیان علاقہ میں اضطراب پایا جاتا ہے اور انہوں نے ضلعی حکام سے اس نوع کی متعدد عرضداشتیں پیش کی ہیں کہ مذکورہ ہوٹل کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا جائے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہوٹل کے پٹے دار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ سوال جون 1974ء میں پوچھا گیا تھا ۔ اس وقت یہ ہوٹل شروع ہوا تھا ۔

(ب) یہ درست ہے ۔ اضطراب تھا ۔

(ج) اس ہوٹل کی انتظامیہ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو مرائے ایکٹ کے تحت درخواست دی کہ ہوٹل کو باضابطہ طور پر رجسٹر کیا جائے ۔ جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے نا منظور کی اور حکم دیا کہ پولیس اسے بند کرا دے ۔ اس پر ہوٹل کی انتظامیہ نے مختلف عدالت ہائے کے مجاز میں چارہ جوئی کی اور ناکام ہوئی ۔ اب اس نام کے ہوٹل کا کوئی وجود نہیں ۔

سیالکوٹ میں انتظامی اور عدالتی شعبوں کی علیحدگی

*6604 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع سیالکوٹ میں انتظامی اور عدالتی شعبے علیحدہ علیحدہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے مگر عملاً ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور کب تک صحیح طور پر پورے ضلع میں عمل درآمد شروع ہو جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی ہاں ۔ ضلع سیالکوٹ میں عدلیہ اور انتظامیہ کے شعبے اگست 1974ء سے تجرباتی طور پر علیحدہ کئے گئے ہیں ۔ ضلع سیالکوٹ میں مزید 13 مجسٹریٹ متعین کر دیئے گئے ہیں اور ان کا عدالتی عملہ بھی متعین کر دیا گیا ہے ۔ اب کل 22 مجسٹریٹ ضلع سیالکوٹ میں کام کر رہے ہیں جن میں سے 13 عدالتی اور 9 انتظامی مجسٹریٹوں کے طور پر کام کر رہے ہیں اور ان عدالتوں نے کام شروع کر دیا ہے ۔

جناب والا اس کے علاوہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے علم میں ہے کہ لاء ریفارمز آرڈیننس 1975ء کے تحت سارے پنجاب کے تمام اضلاع میں مجسٹریٹوں کی سالمہ اور چالیس کی ratio مقرر کی گئی ہے - یعنی سالمہ جوڈیشل کام کے لئے اور چالیس ایگزیکٹو کام کے لئے ہیں ۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں لاء ریفارمز آرڈیننس 1975ء کے مطابق مجسٹریٹوں کی سالمہ فیصد تعداد جوڈیشل کام کے لئے مختص کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سیالکوٹ کے ضلع میں بھی ہے ؟

وزیر خزانہ : میں یہ اضافی طور پر بتا رہا ہوں اور چالیس مجسٹریٹ ایگزیکٹو کام کے لئے ہیں اس پر عملدرآمد ہو چکا ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میں فاضل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جوڈیشل مجسٹریٹ جو ہیں ان کا ایگزیکٹو کنٹرول ہائی کورٹ کے پاس ہو گا یا پنجاب گورنمنٹ کے پاس ہو گا ۔

وزیر خزانہ : ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس ہو گا ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : District Magistrates will be underthe Punjab Government and not the High Court.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت ہوں گے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی مراد جوڈیشل کام سے اور ایگزیکٹو کام سے کیا ہے ؟

وزیر خزانہ : جو سارا دن صرف عدالتی کام کریں گے اور عدالتی مقدمات کی سماعت کریں گے وہ جوڈیشل ورک ہے اور بلکہ اس کی بھی تفصیلات طے ہو رہی ہیں کیونکہ ہائی کورٹ نے ورک لوڈ اسیچ کیا ہے کہ اتنے پولیس ایک مجسٹریٹ کرے اس کے مطابق ہم تعداد کا تعین کر رہے

ہیں ۔ سارے پنجاب میں اس کے لئے رقم جو ہے وہ مختص کی جا چکی ہے تاکہ جتنے مجسٹریٹ جوڈیشل ورک کے لئے چاہئیں وہ متعین کر دیئے جائیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ انتظامی اور عدالتی شعبے الگ الگ کرنے سے جو مراد ہے کہ عدلیہ کے شعبے ہائی کورٹ کے ماتحت ہوں گے اور انتظامی شعبے صوبائی حکومت کے ماتحت ہوں گے کیا آپ اس کے مطابق عمل کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے اس کا جواب تو دے دیا ہے ۔

سید تابش الوری : نہیں جناب والا ! یہ انتظامیہ اور عدلیہ کی علیحدگی کا جو مسئلہ ہے وہ تو آپ کو بہتر طور پر معلوم ہے ۔

Mr. Speaker : You may draw your own conclusions. That is a different thing.

سید تابش الوری : اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو الگ الگ نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ! اس سے بڑی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اخبارات میں اس کی غلط رپورٹنگ ہو سکتی ہے ۔ اس لئے اس کی وضاحت ہونی چاہیے ۔

وزیر خزانہ : اخبارات کو غلط فہمی نہیں ہو گی کیونکہ انہوں نے لاء ریفارمز آرڈیننس 1975ء دسمبر کا پڑھا ہوا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آئین میں یہ موجود ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ الگ الگ شعبے ہوں گے اور ان کو الگ الگ حیثیت دی جائے گی اور اسی کے مطابق یہ اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ : آئین کی enforcement قانون کے ذریعے سے ہی ہوتی ہے ۔

سید تابش الوری : جی ہاں ۔

وزیر خزانہ : تو میں آپ کو قانون کا حوالہ دے رہا ہوں کہ لاء ریفارمز آرڈیننس دسمبر 1975ء کے تحت جو فیصلہ ہوا ہے وہ ان کی functional division ہے کہ ایک functionally judicial کام کریں گے اور دوسرے functionally exceutive کام کریں گے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت ہوں گے ۔ یہ میں نے کہا ہے ۔ لاء ریفارمز آرڈیننس دسمبر 1975ء کے تحت آئین کے تحت کسی قانون کے ذریعے ہی عمل ہوتا ہے ۔ تو یہ ہے وہ قانون جس کے تحت اور جس کے مطابق ہم عمل کر رہے ہیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ امر ان کے علم میں ہے کہ اس قسم کی functional division چلے بھی ہو چکی ہے اور یہ فیل ہوئی تھی ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں بھی جتنے مجسٹریٹ اضلاع میں تعینات تھے وہ ایگزیکٹیو کام بھی کرتے تھے اور جوڈیشل کام بھی کرتے تھے ۔ اگر یہ بات درست ہے تو اب یہ اس کو distinguish کس طرح کر رہے ہیں ؟ یہ انہوں نے کہا ہے کہ سکیم کے تحت ساٹھ فیصد کام ان کو جوڈیشل دیا گیا ہے اور چالیس فیصد ایگزیکٹیو دیا گیا ہے ۔

سید ناہش الوری : وہ اس بات کی وضاحت کریں کہ کیا وہ جو ایگزیکٹیو والے ہیں وہ جوڈیشل کام نہیں کریں گے کیا وہ مقدمات نہیں سنیں گے ؟

وزیر خزانہ : ہاں ۔ محترم لیڈر آف دی اپوزیشن نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ پہلے یہ مجسٹریٹ دونوں کام کرتے تھے اب ان کو مختص کر دیا گیا ہے کہ ساٹھ فیصد ضلعی ہیڈ کوارٹر پر صرف جوڈیشل کام کریں گے اور کتنا کام کریں گے ۔ ان کی کتنی تعداد ہو گی ۔ اس کے پوسٹس جو طے کیے گئے ہیں وہ تین سو پوسٹس فی مجسٹریٹ فی ماہ ہیں ۔

Mr. Speaker : That is immaterial to the answer of this question.

انہوں نے اتنا پوچھا ہے کہ کیا وہ exclusively وہی کام کریں گے اس کا جواب یہی ہے کہ جی ہاں ۔ وہ exclusively جوڈیشل کام کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ ایگزیکٹیو مجسٹریٹ صاحبان کی کون کون سی اور کیا کیا duties ہیں جو وہ اب ادا کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : ایگزیکٹیو کی کیا ڈیوٹی ہے آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب تقسیم کار جو کی گئی ہے اس کے پیش نظر سابقہ ڈیوٹی کیا تھی اور اب اس میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک الگ سوال ہے اگر آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو لکھ کر دے دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ انتہائی اہم سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال کی اہمیت سے تو مجھے انکار نہیں ہے اسی لئے تو میں نے اسے ضمنی کی بجائے ایک الگ سوال کا درجہ دیا ہے ۔ اہمیت کے پیش نظر ہی کہہ رہا ہوں ورنہ تو سپلیمنٹری نہیں بنتا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چالان اور مقدمات تو چلے گئے ساٹھ فیصد کے پاس تو چالیس فیصد کیا کام کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : اگلا سوال ۔ چوہدری لال خان ۔

لاہور میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں

*6920 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ وارداتوں پر قابو پانے کے لئے پولیس کے مسلح دستے یہاں پر ہر وقت گشت کرتے رہتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ وارداتوں کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست نہیں ہے صوبائی دارالحکومت میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں میں معتدبہ کمی واقع ہوئی ہے اس سال کے دوران 15 مارچ تک چوری ۔ نقب زنی اور ڈکیتی کی کل 911 وارداتیں ہوئی ہیں ۔ جب کہ گزشتہ سال اسی عرصہ کے دوران 1175 مقدمات درج کئے گئے تھے ۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) واردالوں کو روکنے کے گشتی دستوں کے علاوہ مشتبہ عناصر پر کڑی نگرانی رکھی جاتی ہے۔ نتیجتاً جرائم میں کمی ہو گئی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔

غلے کی سمگلنگ

*6921 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1974ء تا یکم اکتوبر 1974ء کتنے افراد کو صوبہ پنجاب سے ہندوستان غلہ سمگل کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : یکم جنوری 1974ء تا یکم اکتوبر 1974ء کسی بھی شخص کو صوبہ پنجاب سے ہندوستان غلہ سمگل کرنے کے الزام میں گرفتار نہیں کیا گیا۔

دیہاتی چوکیداروں کو مہنگائی الاؤنس کی عطائیگی

*6990 ۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا دیہاتی چوکیداروں کو دوسرے درجہ چہارم کے ملازمین کی طرح مبلغ 85 روپے ماہوار مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : دیہاتی چوکیداروں کو ماہانہ مہنگائی الاؤنس نہیں دیا جاتا وجوہات یہ ہیں کہ دیہاتی چوکیدار سرکاری ملازم نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ادا کی جاتی ہے اس کی ادائیگی باشندگان و زمینداران دیہہ سے افراد کنبہ اور ملکیتی رقبہ کی بناء پر جمع شدہ ٹیکس کی رقم سے بر شناسی کی جاتی ہے۔

چوہدری طالب حسین : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو چوکیدار رکھے جاتے ہیں ان کی تنخواہ کا تعین کون کرتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب اس کے لئے آپ کو نوٹس چاہئے ؟

وزیر خزانہ : جی جناب والا۔

راجہ فضل خان : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان چوکیداروں سے کتنے گھنٹے کام لیا جاتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اصل میں یہ تو کوئی چوکیدار ہی صحیح طور پر بتا سکتا ہے کیوں کہ یہ چوکیدار کی مرضی پر منحصر ہے ۔

(قہقہہ)

صوبہ میں جرائم کی روک تھام

*7119 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء قتل ۔ ڈاکے اور چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں اور ان میں سے کتنے وقوعے ایسے ہیں جن میں پولیس مجرمان کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پولیس کے عملے میں کمی کی وجہ سے پولیس کی کارکردگی اچھی نہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت جرائم کے سدباب کے لئے پولیس کی نفری میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) صوبہ میں جرائم کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مطلوبہ تفصیلات حسب ذیل ہیں :-

نمبر شمار	قسم مقدمہ	تعداد مقدمہ	تعداد عدم پتہ مقدمات
1 -	قتل	2210	156
2 -	ڈکیتی	26	8
3 -	چوری	22115	6692

(ب) یہ درست ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی اور روز افزوں مسائل کے مقابلہ میں پولیس کی نفری ناکافی ہے تاہم پولیس کی کارکردگی بہتر ہے پولیس کی نفری میں اضافہ کی کئی تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں ۔

(ج) صوبہ میں جرائم کی روک تھام کے لئے مناسب تدابیر زیر عمل ہیں ۔ پولیس کی گشت اور ناکہ بندیوں کا سلسلہ تیز کر دیا

گیا ہے اور وقتاً وقتاً سماج دشمن عناصر کے خلاف تعزیری کارروائی کی جاتی ہے ان اقدامات سے 1975ء میں 1974ء کی نسبت جرائم کی تعداد میں کمی ہوئی ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ پولیس کی تعداد میں اضافے کے باوجود جرائم میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : مگر وہ تو کہہ رہے ہیں کمی واقع ہو گئی ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا۔ اگر تو وزیر موصوف یہ کہہ دیں کہ جرائم بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ ہمیں تو پھر بھی ماننا پڑے گا۔

مسٹر سپیکر : پھر تو آپ کا پہلا سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ سوال کا جواب حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا۔ اس سلسلہ میں دو غلط فہمیاں ہیں۔ ایک تاثر تو یہ ہے کہ پولیس کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے تو اس سلسلہ میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پولیس کی تعداد میں آبادی کے لحاظ سے اضافہ نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر 1948ء میں پولیس کی تعداد ایک لاکھ آبادی پر ایک سو سے کچھ زیادہ تھی مگر اس وقت ایک لاکھ کی آبادی پر تعداد 91 ہے۔ یعنی پولیس کی تعداد میں جو اضافہ ہوا ہے وہ آبادی کے اضافہ کی شرح سے کم ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ پولیس کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا۔ اس میں ریزرو پولیس اور ایف۔ ایس۔ ایف بھی شامل ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا۔ اس میں پنجاب کی تمام پولیس شامل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام طور پر یہ تاثر ہوتا ہے کہ پولیس کی تعداد کے بڑھنے سے تمام جرائم خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ جرائم معاشی بھی ہوتے ہیں جرائم معاشرتی بھی ہوتے ہیں اور یہ معاشرے میں اصلاح اور تبدیلیوں سے ختم ہو سکتے ہیں۔ ہاں البتہ معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ تعزیری اقدامات کی بھی ضرورت ہے اور یہ معاشی اور معاشرتی تبدیلیاں عوامی حکومت پچھلے چار سال سے کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جرائم کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

راجہ محمد انقبل خان : جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ پنجاب پولیس کی کل تعداد کتنی ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ اس وقت پنجاب پولیس کی کل تعداد 38 ہزار ہے ۔

مسٹر سپیکر : ملک شاہ محمد حسن سوال نمبر 5061 ۔

پولیس کی نفری میں اضافہ

*5061 ملک شاہ محمد حسن : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت پنجاب میں آبادی کے اضافہ کے پیش نظر پولیس کی نفری میں کوئی اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور کہاں تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : حکومت پولیس کی نفری میں وقتاً فوقتاً اضافہ کرتی رہتی ہے ۔ لیکن یہ اضافہ مالی وسائل کے مطابق ہوتا ہے ۔ نہ کہ آبادی کے پیش نظر ۔

جناب والا ! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ 1948ء میں ایک لاکھ کی آبادی پر 137 پولیس والے تھے اور اب 1976ء میں ایک لاکھ کی آبادی پر تناسب 91 ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ 1948ء کے مقابلے میں پولیس کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے لیکن ٹوٹل آبادی کی بنیاد پر تناسب 1948ء سے کم ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! اس میں ریزرو پولیس بھی شامل ہے ۔

وزیر خزانہ : اس میں پنجاب کی تمام پولیس شامل ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! ریزرو فورس کے متعلق پوچھ رہا ہوں ۔

وزیر خزانہ : اس میں تمام پولیس شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : ملک شاہ محمد حسن سوال نمبر 5417

لاہور میں فٹ پاتھوں پر کار پارک کرنے کے الزام میں چالان

*5417 ۔ ملک شاہ محمد حسن : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ کیا لاہور کارپوریشن کے علاقہ میں فٹ پاتھوں پر کار کھڑی کرنے کے الزام میں فروری 1974ء میں کوئی چالان کئے گئے اگر ایسا ہے تو کتنے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخاق) : جی ہاں ۔ 139 چالان ہوئے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک سوال نمبر 5807

اسلحہ کے لائسنسوں کا اجراء

*5807 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اس وقت صوبہ میں آتشیں اسلحہ و کارتوس بنانے کے کتنے لائسنس ہولڈر ہیں ان کے نام اور پتے ایوان کی میز پر رکھے جائیں ۔

(ب) کیا حکومت پنجاب اسلحہ سازی کے لائسنس جاری کرنے کی مجاز ہے ۔ اگر ہے تو کس حد تک اور کیا حکومت اسلحہ سازی کے مزید لائسنس جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) اس وقت پنجاب میں اسلحہ ڈیلرز کی کل تعداد کتنا ہے ۔ ان کی تفصیلات نام و دیگر کوائف مہیا کئے جائیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اس وقت صوبہ میں اسلحہ ساز لائسنس ہولڈروں کی تعداد سترہ (17) ہے ۔ ان کی *فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) اسلحہ سازی کے لائسنس مرکزی حکومت کی منظوری کے بعد صوبائی حکومت جاری کرتی ہے اس لئے مزید لائسنس جاری کرنے کا آخری فیصلہ مرکزی حکومت کی صوابدید پر منحصر ہے ۔

(ج) اس وقت صوبہ میں اسلحہ ڈیلروں کی تعداد ایک صد اکسٹھ (161) ہے ۔ ان کی *فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت مزید اسلحہ جاری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا پنجاب حکومت نے مرکزی حکومت سے کوئی سفارش کی ہے ؟

وزیر خزانہ : پنجاب حکومت نے ایسی کوئی سفارش نہیں کی ۔

---

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

واجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کیا حکومت پنجاب اسلحہ ساز فیکٹریوں کی حوصلہ افزائی کرے گی یا صوبائی حکومت نے کوئی ایسا اقدام کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو مرکزی مسئلہ ہے - ورنہ میں آپ کو اس ضمنی سوال کی اجازت دے دیتا - اگلا سوال چوہدری امان اللہ لک -

---

محکمہ پولیس میں ہیڈ کوارٹر رولز کا نفاذ

***5951 - چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آئی - جی پولیس پنجاب نے جو ہیڈ کوارٹر رولز 1964ء میں بنائے تھے کیا وہ محکمہ پولیس میں اب بھی نافذ ہیں - اگر ایسا ہے تو ان رولز کی موجودگی میں کتنے دفتریوں کو 1964ء سے اب تک جونیئر کلرک بنایا گیا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : ویسٹ پاکستان پولیس ڈیپارٹمنٹ منسٹریل سروس (ہیڈ کوارٹرز) رولز مجریہ 1964ء کا نفاذ حکومت مغربی پاکستان نے کیا تھا - یہ قوانین محکمہ پولیس میں چند ترامیم کے بعد اب بھی نافذ ہیں - اور رولز کی رو سے اب تک 3 دفتریوں کو جونیئر کلرک کے عہدہ پر ترقی دی گئی -

---

تحصیل خوشاب میں چوری کی وارداتوں کی روک تھام

***7367 - ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے تھانہ جات خوشاب - نوشہرہ کٹھ سکھرال - مٹھہ ٹوانہ - کنجوال اور نور پور تھل میں 1974ء و 1973ء میں چوری کی کل کتنی وارداتوں کے مقدمات درج ہوئے - ان مقدمات میں کتنی مالیت کا مال چوری ہوا اور کتنی مالیت کا مال مسروقہ برآمد کیا گیا -

(ب) علاقہ میں چوری کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مطلوبہ تفصیلات درج ذیل ہیں :۔

نمبر شمار	تھانہ	تعداد مقدمات	درج شدہ	مال مسروقہ	مالیتی (روپے)	مال برآمد شدہ	مالیتی (روپے)
		1973ء	1974ء	1973ء	1974ء	1973ء	1974ء
1 -	خوشاب	100	109	98715	213890	57467	185008
2 -	مٹھہ ٹوانہ	44	50	35839	61497	30215	60746
3 -	کنجیال	36	12	29426	34465	31419	28520
4 -	نوشہرہ	14	7	39281	6190	40247	6101
5 -	لور ہور	12	15	20522	60767	19660	47827
6 -	کٹھ سکھرال	14	13	17501	39985	17158	39245
	میزان	220	206	241284	412794	196193	367447

(ب) چوری کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے پولیس رات کو باقاعدہ گشت کرتی ہے اور متوقع راستوں پر ناکہ بندی بھی کی جاتی ہے ۔

بچوں کے اغوا کی وارداتیں

*7425 ۔ چوہدری بشیر احمد چٹھہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب پولیس کوئی ایسا ریکارڈ رکھتی ہے جس میں گم شدہ معصوم بچوں کا اندراج ہو ۔ اگر ایسا ہے تو قیام پاکستان سے اب تک صوبہ میں کتنے معصوم بچے گم یا اغوا کئے گئے ۔ ایسے کتنے بچے خود بخود گھر آ گئے ۔ کتنے بچے اغوا کنندگان سے برآمد ہوئے اور کتنے ملزمان گرفتار ہوئے نیز کتنے مجرموں کو اس جرم میں آج تک سزائے موت یا دوسری سزائیں ہوئیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جن بچوں کی گمشدگی کی اطلاع پولیس کو دی جائے ان کا باقاعدہ اندراج کیا جاتا ہے ۔ قیام پاکستان سے ماہ فروری 1976ء تک صوبہ میں کل 4705 بچے گم یا اغوا ہوئے ۔ ان میں 336 بچے از خود گھروں کو واپس آ گئے جب کہ 4008 بچوں کو پولیس نے برآمد کیا ۔ اس سلسلے میں 8913 ملزموں کو گرفتار کیا گیا جن میں سے 1847 سزایاب ہوئے ۔ ان میں سات ملزمان کو سزائے موت اور دو ملزمان کو حبس دوام کی سزا ہوئی اور بقیہ کو مختلف میعاد کی قید یا مشقت یا جرمانہ کی سزائیں دی گئیں ۔

پولیس کی نفری میں اضافہ

*7426 ۔ چوہدری بشیر احمد چٹھہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ میں 43-1947ء اور 69-1968ء میں پولیس کی نفری میں کل کتنے آئی جی ۔ ایڈیشنل آئی جی ۔ ڈی آئی جی ۔ ایس ایس پی ۔ ایڈیشنل ایس پی ۔ ڈی ایس پی ۔ انسپکٹر ۔ سب انسپکٹر ۔ اے ایس آئی ۔ ہیڈ کانسٹیبل اور کتنے فٹ کانسٹیبل تھے اور آجکل مذکورہ بالا تمام افسران و اہلکاران کی تعداد کیا ہے ؟

(ب) کیا آبادی اور جرائم میں اضافہ کے پیش نظر حکومت پولیس کی نفری بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالمطالب) : (الف)

	1947-48ء	1968-69ء	
	پنجاب بمعہ بہاولپور	پنجاب بمعہ بہاولپور	موجودہ نفری
	رینج	رینج	
1 ۔ السپکٹر جنرل پولیس/ کمشنر پولیس	2	1	1
2 ۔ ایڈیشنل آئی جی	—	1	1
3 ۔ ڈی آئی جی	4	6	11
4 ۔ ایس ایس پی	1	2	1
5 ۔ ایڈیشنل ایس پی	1	3	4
6 ۔ ڈی ایس پی/اے ایس پی	79	70	144
7 ۔ السپکٹر	174	169	323
8 ۔ سب السپکٹر	995	1085	1620
9 ۔ اے ایس آئی	1314	1682	2192
10 ۔ ہیڈ کانسٹیبل	3754	2627	4324
11 ۔ کانسٹیبل	28047	21743	29695

(ب) آبادی اور جرائم کے پیش نظر پولیس نفری میں اضافہ ممکن نہیں البتہ سالی وسائل کے مطابق حکومت وقتاً فوقتاً اضافہ کرتی رہتی ہے ۔ جرائم کی رفتار ہمارے یہاں آبادی میں اضافے کے تناسب سے نہیں بڑھی بلکہ کم ہو رہی ہے ۔

ضلع بہاولنگر میں جوڈیشیل حوالات

*7454 ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع بہاولنگر میں واقع تھانوں ۔ صدر بہاولنگر ۔ چشتیاں اعریف ۔ منچن آباد اور ہارون آباد کی جوڈیشیل حوالاتوں میں مرد خانہ و زنانہ کمروں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے اور ان کی لمبائی ۔ چوڑائی کیا ہے اور ان میں کس قدر سازمان رکھنے کی گنجائش ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : 1 ۔ تھانہ صدر بہاولنگر ۔ ڈسٹرکٹ جیل کے ایک حصہ میں حوالات موجود ہے جہاں ملزمان کو رکھا جاتا ہے ۔

2 ۔ تھانہ چشتیاں ۔ (الف) میں جوڈیشیل حوالات میں چھ کمرے ہیں ۔ 4 بڑے کمرے ہیں جن کی لمبائی 20 فٹ چوڑائی 14 فٹ اور ہر کمرہ میں 20 ملزم رکھے جاتے ہیں ۔

(ب) دو چھوٹے کمرے ہیں جن کی لمبائی 14 فٹ چوڑائی 12 فٹ اور ہر کمرے میں 6 ملزم رکھے جاتے ہیں ۔

3 ۔ تھانہ منچن آباد ۔ یہاں جوڈیشیل حوالات میں دو کمرے ہیں ایک کمرہ بڑا ہے جس کی چوڑائی 24 فٹ لمبائی 10 فٹ اور اس میں 12 ملزمان رکھے جاتے ہیں ۔ ایک کمرہ چھوٹا ہے جس کی لمبائی 15 فٹ چوڑائی 10 فٹ ہے اس میں 4 ملزمان رکھے جاتے ہیں ۔

یہاں پر زنانہ قیدیوں کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے ۔ حوالاتی عورتوں کو داخلے کے لئے بہاولنگر جیل میں بھیجا جاتا ہے ۔

4 تھانہ ہارون آباد ۔ یہاں پر جوڈیشیل جیل کا صرف ایک کمرہ ہے جس کی لمبائی 24 فٹ اور چوڑائی 10 فٹ ہے اس میں 20 ملزمان رکھے جا سکتے ہیں ۔ یہاں پر کوئی جوڈیشیل جیل عورتوں کے لئے نہیں ہے اس لئے زنانہ قیدی بہاولنگر جیل جاتی ہیں ۔

جوڈیشیل حوالاتوں میں رفع حاجت کی سہولتیں

*7454 (الف) ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں واقع تھانوں صدر بہاولنگر ۔ چشتیاں شریف ۔ منچن آباد اور ہارون آباد کی جوڈیشیل حوالاتوں کے کمروں میں جہاں ملزمان کو بند رکھا جاتا ہے وہاں رفع حاجت کی سہولتیں نہیں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حوالاتوں میں ملزمان کے لئے رفع حاجت کا علیحدہ انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : 1 ۔ تھانہ صدر بہاولنگر ۔ یہاں بجوڈیشل لاک اپ نہیں ہے ۔ ملزمان کو بہاولنگر جیل میں رکھا جاتا ہے ۔

2 ۔ تھانہ چشتیاں ۔ حوالات کے کمرہ کے نزدیک بیت الخلاء واقع ہے ملزمان کو ایک گھنٹہ کے لیے صبح اور شام دن میں دو دفعہ باہر نکالا جاتا ہے اس کے علاوہ حوالات کے اندر چھوٹی قسم کے بیت الخلاء مہیا کئے گئے ہیں جن کی صفائی دن میں دو بار بھنگی اور بھشتی کرتے ہیں ۔

3 ۔ تھانہ منچن آباد : حوالات منچن آباد میں بیت الخلاء پہلے سے موجود ہے ۔ جن میں دو مرتبہ خاکروب صفائی کرتے ہیں ۔

4 ۔ تھانہ ہارون آباد ۔ یہاں پر بیت الخلاء کا ملزمان کے لئے معقول انتظام نہیں ہے ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بہاولنگر سے کہا جا رہا ہے کہ وہ ایک مکمل اس سلسلہ میں برائے منظوری حکومت کو بھجوائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے فرمائیں گے کہ آپ بیت الخلاء کے اس طریق کار کی توثیق کرتے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ فاضل رکن کا سوال آنے پر ہم نے ایس ۔ پی کو حکم دیا ہے جیسا کہ فاضل رکن بھی استحسار کر رہے ہیں کہ اس مسئلہ کا حل کرے ۔ مالی وسائل کے تحت انشاء اللہ اس کا علاج کیا جائے گا ۔

محکمہ پولیس میں مقدمات کا اندراج

*7810 ۔ ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ پولیس کے خلاف 1971ء سے اب تک متعدد مقدمات ملتوی پڑے ہیں جن میں ملزمان کا چالان تو ہو چکا ہے مگر چالان تاحال عدالت میں پیش نہیں کئے گئے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو 1971ء سے تفصیل بتائی جائے کہ ہر چالان کس جرم کے متعلق ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 1971ء یا اس سے پیشتر کا کوئی ایسا مقدمہ معرض التواء میں نہیں جس کا چالان عدالت میں پیش نہ کیا گیا ہو ۔

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کی رو سے سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ 1972ء میں بھی کوئی کیس نہیں ۔

لاہور کے حلقہ نمبر 6 کے ضمنی انتخاب کے انتظامات کے لئے پولیس

*7855 ۔ مسٹر رؤف طاہر : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور کے حلقہ نمبر 6 کے حالیہ ضمنی انتخاب کے انتظامات کے لئے پنجاب کے کون سے اضلاع سے پولیس منگوائی گئی اور پولیس کی کل تعداد کیا تھی جس نے حلقہ نمبر 6 کے ضمنی انتخاب میں کام کیا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : حلقہ نمبر 6 لاہور کے گذشتہ ضمنی انتخاب کے انتظامات سلسلہ کے میں پنجاب کے تمام اضلاع سے پولیس منگوائی گئی تھی لاہور سے 2797 اور دوسرے اضلاع سے 1637 اور کل تعداد جس نے انتظامات میں حصہ لیا 4434 تھی ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جب سارے ملک میں انتخابات ہوں گے تو اتنی بڑی تعداد میں پولنگ سٹیشن پر تعینات کرنے کے لئے پولیس کہاں سے لائیں گے ۔ ایک طریق کار آپ نے اختیار کیا ہے اس کے مطابق ہر پولنگ اسٹیشن پر پولیس تعینات ہوگی جب کہ کل نفری انہوں نے 3800 بتائی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ پولیس کے علاوہ انہوں نے ایف ۔ ایس ۔ ایف کی کتنی تعداد کو یہاں منگوایا ؟

مسٹر سپیکر : یہ اس سوال کا ضمنی سوال نہیں بن سکتا ۔ آپ پولیس سے متعلق ضمنی سوال پوچھیں ۔

شاہد علی ولد عبدالغفور خان پٹھان ساکن اللہ آباد کے خلاف کارروائی

*7896 ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) مسمی شاہد علی ولد عبدالغفور خان پٹھان ساکن اللہ آباد ضلع م یار خان نے سال 1958ء سے لے کر ماہ نومبر 1975ء تک

کل کتنے مقدمات تھانہ لیاقت پور میں مختلف اشخاص کے خلاف درج رجسٹر کرائے اور ان میں سے کتنے مقدمات جھوٹے ثابت ہونے کی بناء پر پولیس نے داخل دفتر کئے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ شخص عادی مقدمہ باز ہے اور اس کے بیشتر مقدمات دوران تفتیش ہی جھوٹے ہونے کی بناء پر خارج ہو جاتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے شخص کے خلاف غنڈہ ایکٹ یا دیگر قوانین کے تحت کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو کیا اب اس سلسلہ میں حکومت قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) شاہد علی ولد عبد الغفور خان پٹھان سکنہ اللہ آباد نے 1958ء سے لے کر نومبر 1975ء تک مندرجہ ذیل پانچ (5) مقدمات تھانہ لیاقت پور میں درج رجسٹر کروائے تھے ۔

1 ۔	197/65	بجرم 392 ت پ
2 ۔	110/67	ایضاً 429 ایضاً
3 ۔	118/67	ایضاً 381 ایضاً
4 ۔	55/73	ایضاً 380 ایضاً
5 ۔	70/75	ایضاً 380 ایضاً

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا تمام مقدمات دوران تفتیش جھوٹے ثابت ہونے پر خارج ہوئے تھے ۔

(ج) مذکورہ مدعی کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کرانے کی بناء پر کارروائی زیر دفعہ 182 ت پ عمل میں لائی گئی تھی ۔ غنڈہ ایکٹ کے تحت مذکور کے خلاف اس وقت کارروائی کی جائے گی جب مقامی پولیس کے پاس کافی و معقول مواد دستیاب ہو گا ۔

جناب والا ۔ فاضل رکن کا سوال موصول ہوتے ہی میں نے ایس ۔ پی کو حکم دیا کہ ان پانچوں مقدمات میں اس کے خلاف 182 ت پ کے تحت فوراً

ایکشن لیا جائے ۔ فاضل ممبر نے جس غرض سے سوال پوچھا تھا، وہ پہلے پورا ہو چکا ہے ۔ میں نے اس کا بہت اچھی طرح سے نوٹس لیا ہے ۔

سمگلنگ کے مقدمات کا اندراج

*7903 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں 1972ء سے لے کر 1975ء تک سمگلنگ کے کتنے مقدمات درج کئے گئے ۔

(ب) ان درج شدہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا جا چکا ہے اور کتنے ایسے مقدمات ہیں جن کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبے میں یکم جنوری 1972ء تا دسمبر 1975ء سمگلنگ کے 933 مقدمات درج ہوئے ۔

(ب) 134 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 661 مقدمات زیر سماعت ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ سمگلنگ کے ان اعداد و شمار سے جو کہ انسداد سمگلنگ کے عملے نے دئے ہیں وہ مطمئن ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی مراد مقدمات سے ہے یا سمگلنگ کے عملہ کی کارکردگی سے ہے ۔ آپ کی کیا رائے ہے ۔ آپ چاہتے ہیں کہ زیادہ مقدمات درج ہوں ۔ یا کم مقدمات درج ہوں ؟

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ ہمیشہ اطمینان اسی طرح کیا جاتا ہے ۔ اگر وہ زیادہ سے زیادہ مقدمات درج کرے زیادہ سے زیادہ گرفتاریاں کرے ۔ زیادہ سے زیادہ سمگلنگ کا انسداد کرے اور زیادہ کیس پکڑے ۔ اتنے سال میں اتنے کم آدمی پکڑے گئے ہیں ۔ کیا وہ اس سے مطمئن ہیں ؟

وزیر خزانہ : کافی حد تک ۔

چوہدری نور اشرف : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کو سزائیں دی گئی ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ جو سوال پوچھا گیا تھا وہ یہ تھا کہ درج شدہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اس کا جواب میں نے (ب) میں عرض کیا ہے کہ 134 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ان سمگلروں میں عورتیں بھی ہیں یا تمام مرد ہی ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ اس کے لئے تو فاضل رکن کو ایک علیحدہ سوال پوچھنا پڑے گا ۔

چور بازاری کے مقدمات کا اخراج

*7904 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں 75-1974ء میں چور بازاری کے کتنے مقدمات درج کئے گئے اور ان مقدمات میں سے کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا اور مجرموں کو کیا کیا سزائیں دی گئیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : سال 1974ء اور 1975ء میں چور بازاری کے 1303 مقدمات درج ہوئے ان میں سے 740 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ مختلف مجرمان کو 2000 روپے تک جرمانے کئے گئے اور بعض کو سات دن سے چھ ماہ قید بامشقت کی سزائیں دی گئیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر شیر محمد بھٹی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر شیر محمد بھٹی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 29 اور 30 مارچ 1976ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا ۔ اس لئے رخصت کی منظوری کی درخواست کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Kindly extend leave till 6th April :

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور (شہید)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور (شہید) صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I bring to your kind notice that I could not attend the Assembly Session on 29. 3. 1976 and 30. 3. 1976 because I had gone to Karachi on official duty.

Kindly grant leave of the House and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 30. 3. 1976 and 1. 4. 76. Kindly request the House to grant leave for these days. Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رائے عمر حیات خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے عمر حیات خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 2 اپریل 1976ء کو بوجہ طبیعت کی ناسازی اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی اس دن کی رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں نے پرسوں ایک تحریک التوائے کار دی تھی۔

مسٹر سپیکر : سیکرٹری صاحب اس کو چیک کروائیں کہ اس تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے۔

میرے پاس دو تحاریک التوائے کار pending پڑی ہوئی ہیں ان میں سے ایک کا نمبر 50 ہے جو سید تابش الوری کی طرف سے آئی ہوئی ہے۔

بہاولپور ڈویژن میں گریڈ 15 تک کی آسامیوں پر باہر کے لوگوں کی بھرتی سے حکومت کے احکامات کی صریحاً خلاف ورزی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہر ڈویژن میں گریڈ 15 تک کی آسامیاں لازمی طور پر ہر ڈویژن ہی میں مستقل سکونت رکھنے والے

امیدواروں سے پر کی جائیں گی۔ لیکن اس فیصلہ پر دوسرے ڈویژن میں عموماً اور بہاولپور ڈویژن میں خصوصاً پورے طور پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ حکومت کے صریح احکامات کے باوجود اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ بہاولپور میں گریڈ 15 تک کی آسامیوں پر بہاولپور سے باہر کے لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مقامی امیدوار چھوٹی چھوٹی آسامیوں پر بھی ملازمت کے استحقاق سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس صورت حال نے عوام میں سخت اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! جیسا کہ تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ بہاولپور کی تدریسی آسامیاں جو سکیل نمبر 8 اور 15 سے تعلق رکھتی ہیں یہ صوبائی کیڈر کی ہوتی ہیں اور قوانین کے مطابق ان پر تقرری تربیت یافتہ ٹیکنیکل اساتذہ کی کی جاتی ہے۔ نظامت فنی تعلیم ان آسامیوں کو دیگر اداروں کی آسامیوں کے ساتھ اخباروں میں مشتہر کرتے ہیں اور قابلیت کی بنیاد پر تقرری کی جاتی ہے۔ ایسی کوئی مثال نہیں جس میں اس نظامت نے کسی بہاولپور کے اہل اور سکوالی کو نظر انداز کیا ہو۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ بہاولپور کی آسامیوں پر تقرری پرنسپل اپنے دو سینئر اساتذہ کے مشورے سے کرتا ہے۔ یہ آسامیاں دفتر روزگار بہاولپور کی معرفت سے پر کی جاتی ہیں اور بہاولپور کے غیر سکوالی کی تقرری حکومت اس وقت کرتی ہے جب تک مطلوبہ معیار کا امیدوار بہاولپور سے دستیاب نہیں ہوتا۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں 15 گریڈ کی آسامیوں پر بہاولپور کے افراد کا تقرر کیا جاتا ہے اور گزشتہ 6 ماہ میں ایسی نو آسامیوں پر تقرری کی گئی ہے جن میں سے سب کا تعلق بہاولپور ڈویژن سے ہے۔ جناب والا ! ان کے حقوق کی پامالی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ ملک غلام نبی صاحب جب بات کرتے ہیں تو بڑے قومی درد سے کرتے ہیں ہمیشہ صوبائی سطح پر فیصلہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں لیکن جس طرح سے دوسرے وزراء کا طریقہ ہے کہ جو نیچے سے آئے ہوئے اعداد و شمار ہوتے ہیں ان کو پڑھ کر سنا دیتے ہیں اس طرح سے انہوں نے یہ جواب بھی سنا دیا ہے۔ تو جناب والا ! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ فار ہوائز بہاولپور میں 17 آسامیوں پر بہاولپور سے باہر کے لڑکے متعین کئے گئے۔ ان کا نام اگر آپ کہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں

لیکن وزیر موصوف ۔ فرمایا ہے کہ ایسے لوگ جو وہاں پر دستیاب نہیں ہیں انہیں رکھا گیا ہے ۔ تو جناب والا ! جو دستیاب نہیں ہیں ان میں مالی ہیں ۔ ان میں چپڑاسی ہیں ۔ ان میں جونئر کارکس ہیں ۔ ان میں سینئر کارکس ہیں ۔ ان میں شاپ اسسٹنٹ ہیں ۔ جناب والا ! یہ صورتحال صرف ووکیشنل انسٹیٹیوٹ فار مین کی ہے اور ووکیشنل انسٹیٹوٹ فار وومن میں بھی حال ہی میں دو آسامیوں پر تقرری کی گئی ہے اور ان میں سے ایک میں حفیظہ بیگم ہیں اور دوسری سرور بھٹہ ۔ سوائے ان دونوں کے اور کوئی بھی جاوالپور سے تعلق نہیں رکھتی اور ان میں ایک گریڈ 7 کی ہے اور دوسری گریڈ 6 کی ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا ! اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں سٹینو ٹائپسٹ کی آسامی تھی اس کے لئے نہ انٹرویو لیا گیا اور نہ ہی اس کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا اور ایک شخص کو انجینئرنگ یونیورسٹی سے بھرتی کیا گیا کیونکہ وائس چانسلر صاحب انجینئرنگ یونیورسٹی ہی سے تشریف لے گئے ہیں اور وہاں کی بیشتر آسامیوں پر انجینئرنگ یونیورسٹی ہی کے لوگوں کو اور اپنے ساتھیوں کو وہاں رکھ رہے ہیں ۔ جناب والا ! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بہاولپور جو پہلے ہی بہت حساس علاقہ ہے اور محرومیوں اور حق تلفیوں کی وجہ سے آپ کی توجہ کا مستحق ہے اس کے ساتھ یہ سلوک کہ مالی چپڑاسی اور جونیئر کلرک تک اگر بہاولپور سے بھرتی نہ کئے جائیں تو آخر وہ لوگ کہاں جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ملک غلام نبی صاحب تو کہہ رہے تھے کہ وہ وہاں سے ہی بھرتی کئے گئے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر میں نے یہ غلط کہا ہے تو جناب وزیر تعلیم صاحب اس کی انکوائری کروائیں ۔ میں یہ اعداد و شمار ہی نہیں بلکہ میں ان کے نام تک پیش کر دوں گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ ٹھیک ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے لیکن چونکہ وائس چانسلر صاحب انجینئرنگ یونیورسٹی سے تعلق رکھتے تھے اس لئے وہ اپنے ساتھ یہاں سے ان لوگوں کو لے گئے ہیں ۔ جناب والا ! کاش یہ بتاتے کہ جو لوگ وائس چانسلر صاحب یہاں سے لے گئے ہیں کیا وہ لاہور ڈویژن کے ہیں یا کسی اور ضلع کے ہیں ۔ یہ کہاں کے ہیں ۔ اگر میں ان کی دلیل کو مان لوں تو پھر جب وہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں

لگے تھے تو وہ لاہور کے نہیں تھے بلکہ وہ باہر کے تھے اور ان پر تو لاہور والوں کو ہی لگنا چاہئے تھا ۔ اور آج والس چانسلر صاحب ان کو وہاں لے گئے ہیں ۔ جہاں تک ان کے درد کے تعلق ہے اس درد کا مجھے بھی احساس ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی نوکریوں پر جو انہوں نے گنوائی ہیں اگر وہاں کے مقامی لوگوں کی تقرری نہیں ہوئی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ مجھے بتائیں گے کہ ان آسامیوں پر وہاں کے مقامی لوگوں کی تقرری نہیں ہوئی تو میں محکمہ کو آرڈر کر دوں گا کہ جہاں پر میرٹ کا اتنا دخل نہیں ہے مقامی طور پر جو لوگ وہاں کے رہنے والے ہیں ان کو ترجیح دیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! یہ گورنمنٹ کا نوٹیفیکشن موجود ہے اور یہ صرف بہاولپور ڈویژن کے لئے نہیں ہے یہ تو ہر ڈویژن کے لئے ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر ڈویژن کے لئے جو مقامی سکونت رکھنے والے لوگ ہیں ۔ یہ آسامیوں ان سے پر کی جائیں ۔ اور اگر اس کے خلاف پر کی گئی ہیں تو وہ آرڈرز void ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ یہ بات میرے نوٹس میں لائیں ۔

He will look into the matter.

بیگم بلقیس حبیب اللہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں بھی اسی علاقے کی رہنے والی ہوں چونکہ اسلامیہ یونیورسٹی میں اچھے لوگ جو حکومت یا ادارے کے خیر خواہ ہیں وہ صرف جمعیت اور جماعت اسلامی کے نہیں ہیں اس لئے تابش صاحب کچھ زیادہ ہی زور دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آ سکی کہ کیوں وہ زیادہ زور دے رہے ہیں ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ : جناب والا ! وہ اس لئے زیادہ زور دے رہے ہیں کہ وہاں زیادہ جمعیت کے لوگوں کو بھرتی کیا جائے اور میں یہ کہوں گی کہ وہاں پر ایک قسم کے اشتہارات بھی چھپوائے گئے ہیں جن میں چند لوگوں کے نام بھی دئے گئے ہیں اور جن میں پروفیسر گلزار صاحب کا نام بھی ہے ۔ یہ سب لوگ جمعیت کے آدمی ہیں اور اسلامیہ یونیورسٹی میں وہ لوگ پہلے بھی بڑی شر پسند باتیں کرتے ہیں اور تخریبی کاروائیاں کرتے تھے ۔ اب بڑی مشکل سے وہ ادارہ ان کی تخریبی کاروائیوں سے صاف

ہوا ہے ۔ تو جناب والا ! اب اگر وزیر تعلیم صاحب خود کبھی لوٹس کے آدمی بھرتی کر دیں گے تو پھر ہمارے لئے ایک بڑی مصیبت کھڑی ہو جائے گی ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! معلوم نہیں کہ محترمہ صاحبہ کیا فرمانا چاہتی ہیں میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ گریڈ ۔ 15 تک کے لوگوں کو مقامی طور پر بھرتی کیا جانا چاہئے جناب والا ! اس سلسلہ میں حکومت کا نوٹیفیکیشن موجود ہے وزیر اعظم صاحب کی ہدایات موجود ہیں لیکن ان ہدایات کے باوجود ان احکامات پر عمل نہیں کیا اور یونیورسٹی سے باہر کے لوگوں کو مالی رکھا گیا ہے اور مالی تو جمعیت کا کوئی آدمی بھرتی نہیں ہو سکتا تو میں نہیں سمجھتا کہ جمعیت اس میں کہاں سے آ گئی ہے ۔ مسلم ایک کہاں سے آ گئی ہے اور پیپلزپارٹی کہاں سے آ گئی ہے ۔

Mr. Speaker : He has invited you. You can bring all these facts to his notice.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف انکوائری کرائیں گے اور اگر نوٹیفیکیشن کے مطابق عمل نہیں کیا گیا تو وہ اس سلسلے میں قصور وار افراد کے خلاف کارروائی کریں گے ؟

وزیر تعلیم : آپ میرے پاس آئیں ۔ میں آپ کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ میری خوشی کا سوال نہیں ہے بلکہ یہ تو وہاں کے مقامی لوگوں کے استحقاق کا مسئلہ ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ خوشی کا سوال ہے ۔ اگر ان کا حق غصب ہو رہا ہے اور سلب کیا جا رہا ہے اور پھر وہ ان کو ادا کر دیا جائے تو کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہے ؟

سید تابش الوری : اس لئے ہی آپ فرمائیں کہ آپ اس کی انکوائری فرمائیں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں ضرور انکوائری کروں گا اور یہ ہدایتوں کا گو میں وکیل نہیں ہوں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ بعض اوقات discretionary powers ایسی ہوتی ہیں کہ آپ کیسی وقت کہتے ہیں کہ فلاں مجرم کی آپ ضمانت نہیں لے سکتے ، مگر فیصلہ کرنے والے کو آپ یہ

اختیار دیتے ہیں ۔ قانون واضح ہوتا ہے لیکن وہ فیصلہ کرنے والا اپنی صوابدید کے مطابق کہتا ہے کہ میں اس کی ضمانت لیتا ہوں ۔ آپ سارے جہان کے قوانین پیش کرتے ہیں کہ جناب آپ یہ نہیں کر سکتے اور وہ کہتے ہیں کہ میں کرتا ہوں کیونکہ میرے پاس اختیار ہے ۔ تو اگر آپ یہ فرماتے ہیں کہ وائس چانسلر اپنے کسی آدمی کو وہاں لے گیا ہے تو شاید اس نے سمجھا ہو گا وہ in the interest of the Unitersity بہتر کام کرے گا ۔ اس لئے اس نے اس پر تکیہ کیا ۔ اگر اس کے باوجود بھی آپ چاہتے ہیں کہ وہ نہیں ہونا چاہئے تو پھر آپ مجھے پوری فہرست دیں ۔ میں اس کی یقیناً انکوائری کروں گا اور آپ کو مطمئن کروں گا کہ ایسا کیوں نہیں ہوا ۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے لئے چانسلر کمیٹی کا تشکیل نہ دیا جانا اور نہ ہی امیدواروں کے انتخاب کے لئے انتخابی بورڈ کا بنایا جانا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے لئے مسلسل مطالبوں کے باوجود ابھی تک چانسلر کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی اور نہ ہی مختلف اسامیوں پر امیدواروں کے انتخاب کے لئے کوئی اعلیٰ سطح کا انتخابی بورڈ بنایا گیا ہے ۔ جس کی وجہ سے ایک طرف تو یونیورسٹی کے ترقیاتی و توسیعی کام متاثر ہو رہے ہیں ۔ اور دوسری طرف چانسلر کمیٹی اور سلیکشن بورڈ کی عدم موجودگی میں مختلف اہم ترین اسامیوں کے لئے ایسے امیدواروں کا اس طریق کار پر انتخاب و تقرر کیا جا رہا ہے جس میں اہلیت و قابلیت جانچنے کے مروجہ قواعد انصاف کے عمومی تقاضوں اور مقامی ضرورتوں کو کماحقہ، پیش نظر نہیں رکھا گیا ۔ اس صورت حال نے پورے بہاولپور ڈویژن میں تعلیمی و سماجی سطح پر ہیجان و اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس سلسلے میں میری درخواست یہ ہے کہ جہاں تک چانسلر کمیٹی کا تعلق ہے اس کی میں نے منظوری دے دی ہے اور وہ تشکیل کر چکے ہیں ۔ شاید اس کا ابھی اعلان نہیں ہوا اور وہ منظر عام پر نہیں آئی ۔ جہاں تک سید تابش الوری صاحب کا یہ خیال ہے کہ وہاں پر

ملازمتوں کے حصول کے لئے تعلق رکھنے والے بہاولپور کے لوگوں کو ترجیح نہیں دی جاتی ۔ اس کے لئے میں نہایت ادب سے درخواست کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا : میں نے اس تحریک میں یہ نہیں کہا کہ بہاولپور کے لوگوں کو ترجیح نہیں دی گئی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں چونکہ یہ یونیورسٹی ابتدائی مراحل سے گزر رہی ہے اس لئے ہمیں بہت لائق اور قابل قدر انسانوں کی ضرورت ہے جو یونیورسٹی کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی طاقت بخشیں ۔ اگر شروع ہی میں ہم نے ایسا کیا کہ اگر فرسٹ ڈویژن بہاولپور سے نہیں ملتا ہے تو ہم تھرڈ ڈویژن لے لیتے ہیں تو یہ اچھا نہیں ہو گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے یہ نہیں کہا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں تو انہوں نے کہا ہے کہ جس معیار کے ہونے چاہئیں اس معیار کے نہیں آ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کی ریکروٹمنٹ کا جو مروجہ طریقہ ہے اس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جس معیار کا وہ تصور لئے بیٹھے ہیں اس سے بہت زیادہ معیار کے لوگ ہم وہاں رکھ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر : میری مشکل یہ ہے کہ میری جو تحریر ہے اس کو بھی صحیح طور نہیں سمجھا جا رہا ہا میں سمجھا نہیں سکتا ۔ میں نے صرف یہ گزارش کی ہے کہ ریکروٹمنٹ کا جو مروجہ طریقہ کار ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ پوسٹ ایڈورٹائز کی جاتی ہے اور سارے ملک کے قابل ترین افراد وہاں پر اشتہار کے جواب میں درخواستیں دیتے ہیں ۔ ان کا انٹرویو ہوتا ہے اور کچھ رولز بنے ہوئے ہیں اور ان کے مطابق تعیناتی ہوتی ہے ۔ جناب والا ! اس کے لئے ملتان یونیورسٹی اور دوسری یونیورسٹیوں میں چانسلر کمیٹیاں موجود ہیں ۔ انتخابی بورڈ موجود ہیں لیکن بہاولپور یونیورسٹی میں نہ کوئی بورڈ بنایا گیا نہ کوئی چانسلر کمیٹی بنائی گئی ۔ وائس چانسلر صاحب بغیر کسی اشتہار کے ، بغیر کسی آسامی کے مشتہر کئے اپنے طور پر جسے چاہتے ہیں وہاں ملازمت دے دیتے ہیں ۔ لہذا یہ جو طریقہ کار ہے یہ انصاف کے مروجہ تقاضوں کے خلاف ہے ۔ میری یہ گزارش ہے اور میں اس سلسلے میں

وضاحت یہ کرنی چاہتا ہوں کہ انہوں نے ابھی تک جتنی آسامیوں کی تعیناتی کی ہے اُن میں سے نوے فی صد آسامیوں کا کوئی اشتہار جاری نہیں کیا گیا۔ کوئی انتخابی بورڈ قائم نہیں کیا گیا۔ کوئی قابلیت اور اہلیت کا معیار متعین نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ اگر واقعی ملک کے قابل ترین افراد کو آپ بھرتی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے open competition ہونا چاہئے۔ کسی ایک شخص کو چاہے وہ کتنا ہی قابل، کتنا ہی لائق اور کتنا ہی دیانتدار کیوں نہ ہو اسے کسی طور پر یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی من مانی کارروائی کرتا رہے۔ جناب والا! میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایک کیمسٹری کی پوسٹ کے لئے ایک پی۔ ایچ۔ ڈی امیدوار نے ان کو درخواست دی لیکن اس کی درخواست کا جواب تک نہ دیا اور اس کے مقابلے میں لاہور کے لڑکے کو جو سیکنڈ ڈویژن تھا اسے رکھ لیا گیا۔ اسی طرح جناب والا! دوسری پوسٹ جو کہ تاریخ اسلام کی پوسٹ تھی اسے مشتہر نہیں کیا گیا اور اس کی جگہ تاریخ کا آدمی لگا لیا گیا۔ جناب والا! اسی طرح زرعی یونیورسٹی کے ریٹائرڈ غلام حریری صاحب کا معاملہ ہے۔

مسٹر سپیکر: سید صاحب اس پر open discussion نہیں ہوتی ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ ہم قابل ترین افراد رکھ رہے ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لئے جو مروجہ طریقہ کار ہے وہ اختیار نہیں کیا گیا۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اگر ان کو نہیں پتہ تو میں ان کو بتاتا ہوں کہ جو تقرریاں عمل میں لائی گئی ہیں وہ عارضی ہیں اور جب وہ گورنر کی کونسل یعنی چانسلر کمیٹی تشکیل کر لی گئی تو یہ تمام تقرریاں چانسلر کمیٹی کے روبرو پیش کی جائیں گی۔ اگر چانسلر کمیٹی ان کو approve کرے گی تو پھر وہ وہاں رہیں گے اگر approve نہیں کرے گی تو پھر اس میں ردوبدل کیا جائے گا۔ اور جس طرح آپ فرما رہے ہیں چانسلر کمیٹی لئے واضح قوانین کی روشنی میں کام کرے گی۔ لیکن ابھی ہم نے کام کو چلانا ہے اس لئے وائس چانسلر کے پاس وہ اتھارٹی ہے کیونکہ چانسلر کمیٹی موجود نہیں ہے اور وائس چانسلر کو یہ اجازت دی ہے کہ آپ جس کو بہتر سمجھتے ہیں سردست کام چلانے کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں اور ہم سے تنخواہیں ہی لیتے رہیں باقی

عملہ بھی پیسے لیتا رہے اور دوسرا کام بھی suffer کرے ۔ اس لئے بردست کام کو چلانے کے لئے یہ کیا گیا ہے تاکہ لڑکے پڑھیں اور کام چل سکے ۔ اس کے بعد چانسلر کمیٹی کے روبرو پیش کریں ۔ استحقاق کی بنیاد پر چانسلر کمیٹی جس کو منتخب کر لے گی وہ permanent cadre میں آ جائیں گے ۔ جو باقی آپ کی سب کمیٹیاں ہیں وہ بھی معرض وجود میں آ جائیں گی ۔ اور جس بات کی طرف سید تابش الوری صاحب اشارہ کر رہے ہیں ان سب کا حل کیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف کو یہ وضاحت فرمانی چاہیے کہ جتنی بھی آسامیاں ہیں یہ بڑی سینئر آسامیاں ہیں ۔ اور مختلف لوگوں کو گریڈ سترہ سے لے کر گریڈ بیس دیا جا رہا ہے دس دس ترقیاں دی جا رہی ہیں تو اس کے لئے اشتہار تو دیا جائے تاکہ open competition ہو ۔ جناب والا ! یہ تو وہ تسلیم کریں گے کہ جب تک open competition نہ ہو اور اشتہار نہ دیا جائے کس طرح سے مختلف طبقے کے لوگ اپلائی کر سکتے ہیں ۔ اس لئے وزیر موصوف کو یہ یقین دہانی کرانی چاہیے کہ وہ اس کی تحقیقات کرائیں گے کہ اب تک اشتہار کے بغیر اور مشتہری کے بغیر کس طرح یہ آسامیاں پر کی گئی ہیں اور آئندہ ایسا نہیں ہوگا ۔ اور جب بھی چانسلر کمیٹی بنائی جائے گی وہ ان تمام معاملات کی نگرانی کرے گی کیونکہ ہمارا مقصد بھی صرف یونیورسٹی کی اصلاح ہے اور آپ کا مقصد بھی یونیورسٹی کی اصلاح ہے ۔

وزیر تعلیم : بالکل ٹھیک ہے ۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے ۔ انہوں نے جن افراد کو مختلف جگہوں پر مقرر کیا ہے یا تعینات کیا ہے اس سلسلے میں میں چانسلر کمیٹی کی رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب کمیٹی کا فیصلہ آئے گا اور آپ اس وقت یہ ساری باتیں میرے نوٹس میں لائیں گے کہ کن لوگوں نے ضابطے کے باہر جا کر کام کیا ہے تو اس کے لئے میں تدارک کروں گا اور یقیناً ان سے اس بات کی پوچھ گچھ کروں گا کہ وہ گریڈ 18 یا 19 یا 20 کے لئے competent نہیں ہیں وہ تو ہمارے پاس آئیں گے چانسلر کمیٹی کی approval کے بعد جب تک ہماری approval نہیں ہوگی اس وقت تک وہ مستقل نہیں ہوں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! چانسلر کمیٹی کب بن رہی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! چانسلر کمیٹی بن چکی ہے ۔ میں نے approval دے دی ہے ۔ شائد وہ نام آپ کے سامنے نہ ہوں اور وہ وائس چانسلر کے پاس ہوں یا وہ آپ کے گزٹ کے اندر چھپ چکے ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر قانون و پارلیمانی امور ! میں نے تحریک التوا نمبر 73 کے متعلق کہا تھا کہ آپ کو ڈپٹی کمشنر لاہور کا آرڈر available ہو گیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس تحریک کو پڑھ دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ پہلے دو مرتبہ پڑھی جا چکی ہے ۔ اس کے پڑھنے کی اتنی اہمیت نہیں ہے ۔

وزیر قانون : میں نے آرڈر منگوایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ایک آرڈر تو ڈپٹی کمشنر promulgate کرتا ہے اور ایک آرڈر وہ ہے جس میں reasons ہوں ۔ I want that order.

وزیر قانون : جناب میں نے آرڈر منگوایا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب ! میری تحریک التوائے کار نمبر 58 رہ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ 147 ہے ۔

وزیر قانون : میں نے رپورٹ طلب کی ہے ۔

Mr. Speaker : It will come up tomorrow.

راجہ صاحب اس میں recent occurrence کیا ہے ۔ آپ نے بغیر پڑھے ہی دے دی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : میں نے اس کو بہت اچھی طرح پڑھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے لکھی ہے پڑھی تو میں نے ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : یہ بہت تشویشناک ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے خبر کے خلاف اپنی تحریک التوائے کار نہیں دی ہے کہ فلاں خبر پڑھی ہے ۔ اس کے contents کے متعلق آپ نے تحریک التوائے کار دی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : خبر چھپی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے خبر کے خلاف تحریک دی ہے ۔ اس کے contents کے متعلق دی ہے ۔

راجہ محمد الفضل خان : آپ نے contents کی تسلی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو merits of the case پر آ گئے ہیں ۔ وزیر موصوف اس سوال کا جواب دیں گے ۔ میں یہاں merits decide نہیں کرتا میں تو یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ خبر چھپی ہے اس میں جو ذکر کیا گیا ہے اس میں recent occurrence کیا ہے ؟

راجہ محمد الفضل خان : recent occurrence یہ ہے کہ حکومت نے جو کارخانے قومیائے ہیں اس کی وجہ سے ان اجناس کی قیمتوں میں کمی ہو گئی ہے اس میں یہ تمام ضرب کسانوں پر لگی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا نمبر 58 ہے ۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ حکومت نے جو قیمتیں مقرر کی ہیں اس سے کسانوں کو اور کاشتکاروں کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ملک کے اندر قیمتوں میں جنرل پرائسز کی کمی کا رجحان ہوا ہے ۔ تو یہ تو بہت اچھی بات ہے اور یہ خوش آئند بات ہے ۔ اس سے تو خوش ہونا چاہئے کہ ملک میں قیمتوں میں کمی کا رجحان پایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے پہلے اس کو پڑھ لینے دیں ۔

زرعی اجناس کی قیمتوں میں 15 فیصد تک کمی کے باعث اور کھیتی باڑی کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے کاشتکاروں میں پریشانی

مسٹر سپیکر : راجہ محمد الفضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 3 مارچ 1976ء کی خبر ہے کہ گزشتہ برس کے مقابلے میں زرعی اجناس کی قیمتوں میں 15 فیصد تک کمی واقع ہو گئی ہے کھیتی باڑی کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے کاشتکاروں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے ۔ زمیندار نئی فصل کی آمد پر مسرت کا اظہار کرنے کی بجائے پریشان نظر آتے ہیں ۔ اس خبر سے زمیندار طبقہ میں پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے ۔ حکومت کی غلط منصوبہ بندی سے اور لیکس کی بھرمار سے زراعت میں استعمال ہونے

والی اجناس میں متعدد گنا اضافہ ہو گیا ہے جو کہ کسانوں کے لئے دشواریوں کا سبب بن رہا ہے اس لئے بحث کی جائے۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ۔ اس میں کوئی recent occurrence نہیں ہے وہ قیمتیں آج کم نہیں ہوئیں انہیں تو تین چار ماہ گزر گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال میں نے admit کر لی ہے ۔ آپ سے پوچھنے سے قبل اگر وزیر قانون صاحب facts and figures سے میری تسلی کر دیں گے تو ٹھیک ہے وگرنہ میرے حساب سے یہ recent occurrence ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ ملک میں قیمتوں میں کمی کا رجحان عام پایا جاتا ہے اور کسانوں اور کاشتکاروں کے لئے گندم کی قیمت کا تعین کیا گیا ہے ۔ حکومت اس سے کم نرخ پر خریدنے کو تیار نہیں بلکہ اس نرخ پر خرید کرے گی ۔ کاشتکار کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کتنی چیزیں ہیں جن کی قیمتیں حکومت نے مقرر کی ہیں ۔

وزیر قانون : اس وقت گندم کی قیمت 37 روپے من ہے ۔

مسٹر سپیکر : کون کون سی آئٹم ہیں ۔ چاول ہے ۔ گندم ہے ۔ گنا ہے ۔ کپاس کی بھی ہے ؟

وزیر قانون : کپاس کی نہیں ہے ۔ باسمتی چاول 62 روپے سے 90 روپے۔ موٹا چاول 26 سے 39 روپے کر دیا گیا ہے ۔ اس لئے حکومت کی پالیسی کا جہاں تک تعلق ہے حکومت اسی قیمت پر خرید کرے گی ۔ اس سے کاشتکار کو نقصان نہیں ہو گا ۔ اگر مارکیٹ میں ملک کی پیداوار بڑھ گئی ہے اور کھلی مارکیٹ میں قیمتیں کم ہو رہی ہیں تو حکومت جو قیمت خرید تعین کر چکی ہے وہ مناسب قیمت پر خرید کرے گی اگر جنرل قیمتوں میں کمی کا رجحان ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : جنرل قیمتوں میں دوسری آئیٹمز آ جاتی ہیں ۔

وزیر قانون : یہ تو جناب ظاہر بات ہے کہ جب زرعی آئیٹمز کی قیمتیں کم ہوتی ہیں تو دوسری چیزوں کی قیمتیں کم ہو جایا کرتی ہیں اور یہ دنیا میں ہر ملک میں مختلف حالات کے تحت ہوتا رہتا ہے ۔

واجد علی الفضل خان : جناب والا ۔ میری ایک اور تحریک التوا کار ہے ۔

ہیپٹر سپیکر : لیس منٹ گزر گئے ہیں میں نے ان کو تقریر کرنے سے روک دیا ہے ۔

I will take it up tomorrow.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ آپ کو علم ہوگا کہ پچھلے سیشن میں حکومت نے یقین دہانی کرائی تھی کہ پرنسپلز آف پالیسی پر بحث ہو گی لیکن وہ نہ ہو سکی ۔ اس سیشن میں ایجنڈا پر پہلے روز جو جاری ہوا تھا وہ آئٹم دکھائی دی اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایجنڈا دو تین مرتبہ تبدیل ہوا ہے اب وہ پرنسپلز آف پالیسی کا آئٹم ایجنڈے پر نظر نہیں آتا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایجنڈے پر ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت اس سیشن میں بحث کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ نہیں ؟

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے قانون سازی کر لیں ۔

Chaudhri Talib Hassain : That is violation of the rules.

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ پچھلے سیشن میں اس پر بحث نہیں ہوئی ۔ ہمیں اس پر بحث کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کیوں کہ اتنا اچھا معاشی انتظامی اور معاشرتی نظام ہے کہ ہم اس کو high-light کرنا چاہتے ہیں ۔ میں اس لئے یہ پیشکش کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف پرائیویٹ میمبرز ڈے میں سے کسی ایک روز کو ختم کر لیں اور ہم اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اس کے لئے کوئی ٹائم لیمٹ بنا لیں ہم آپ کے ساتھ ہر معاملے میں تعاون کریں گے ۔ ہمیں اس میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں نے یہ اس لئے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ آئین کے مطابق پرنسپلز آف پالیسی کو لانا چاہئے ۔ اس پر بحث ہونی چاہئے ۔ وقت گزر گیا ہے اس بات کا بولس ہم پچھلے سیشن میں لائے تھے ۔ اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے ۔ لیکن پچھلا سیشن ختم ہو گیا اور اس پر بحث نہ ہو سکی ۔ ان کا یہ فرمانا کہ انتظامی ، معاشی ، معاشرتی اور دوسرے حالات سب درست ہیں تو یہ آج تک بحث کے لئے تاریخ کیوں مقرر نہیں کر سکے اور دوسرے یہ کہ Private Member's Day ختم کر کے اگر اس پر بحث کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کہنا مناسب نہیں ۔ یہ

حکومت کی ذمہ داری ہے آئینی بھی اور قانونی بھی اور اس کے لئے Private Member's Day کو ختم کر کے وہی دن اس بحث کے لئے مقرر کرنا نہایت نا مناسب ہے ۔ رہا یہ سوال کہ وہ تیار ہیں تو انہیں بتانا چاہئے کیونکہ پہلے ایجنڈا تیار ہوتا ہے اور پھر اس میں تبدیلی ہوتی ہے ۔ جیسے کہ آپ کی خدمت میں تحریک کی جاتی ہے اور اس کے مطابق آپ ایجنڈا تیار کراتے ہیں ۔ پھر اس میں تبدیلی ہوتی ہے ۔ یہ آپ کا کام ہے ۔ میں تو یہی گزارش کر سکتا ہوں کہ دیر ہو رہی ہے اور حکومت کو جلد از جلد اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے ۔ اگر واقعی ان کے حالات درست ہیں تو پھر وہ ہم سے Private Member's Day کی قربانی کیوں مانگتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں اور میں offer کرتا ہوں اگر فاضل قائد حزب اختلاف میری پیشکش کو قبول کریں تو وہ اور میں اور جناب وزیر قانون آپ کے دفتر میں بیٹھ کر کوئی فیصلہ کر لیں اور یہ مسئلہ کل ہی طے کر لیں ، ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر سپیکر : کرنل محمد اسلم خان ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب سپیکر ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1976ء) ، پیش کردہ جناب وزیر مواصلات و تعمیرات ، پنجاب ، کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) شاہرات پنجاب مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1976ء) ، پیش کردہ جناب وزیر مواصلات و تعمیرات ، پنجاب ، کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی شروع کرتے ہیں ۔ وزیر قانون !

وزیر قانون : جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء ، جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء ، جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی و بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے ، فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سید تابش الوری :
مسٹر رؤف طاہر :
مخدوم زادہ سید حسن محمود : | میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by Ist May, 1976.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Lahore Development Autority (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by Ist May, 1976.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Nawabzada Mohammad Khan Khakwani, (not present), Chaudhari Talib Hussain, Mr. Rauf Tahir, Mr. Nazar Hussain Mansoor (not present), Raja Mohammad Afzal (not present), Haji Muhammad Saifullah Khan (not present) and Syed Tabish Alwari.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move ;

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1976.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1976.

Minister for Law & Parliamentary Affairs : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 3 Part I cannot be moved. Only one can be moved.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Alright Sir.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری !

سید تابش الوری : جناب سپیکر - اس وقت ایوان کے سامنے مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء زیر بحث ہے - یہ ترقیاتی ادارہ حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اور اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ یہ لاہور کی ترقی کے لئے ، لاہور کی توسیع کے لئے اور لاہور کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لئے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے گا - یہ خوش خبری سنائی گئی کہ یہ ادارہ لاہور شہر کو ایشیا کا خوبصورت ترین شہر بنانے میں مدد گار ثابت ہوگا - ابھی اس ادارے سے متعلق قانون پر پورے طور پر عمل درآمد شروع نہیں ہوا تھا اور یہ ادارہ اپنے صحیح خد و خال کے ساتھ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل پر آمادہ نہ کیا جا سکا تھا -

(اس مرحلہ پر ممتاز ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

آج اس ایوان میں اس قانون میں اتنی تیز رفتاری کے ساتھ ، اتنی تعجیل کے ساتھ ایک ترمیمی بل پیش کر دیا گیا ہے ۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری موجودہ حکومت قانون سازی کے سلسلے میں اس سنجیدگی ، اس تعمق نظر اور اس پالیسی کی قائل نہیں جس کے پیش نظر ایسے قوانین مرتب ہوتے ہیں اور منظور کئے جاتے ہیں جو نسل در نسل اثر انداز ہوتے ہیں اور سالہا سال تک ان میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ۔ یہ بل چونکہ ہمارے بائیکاٹ کے روز منظور ہوا ، نہایت جلدی میں منظور ہوا ؛ اس لئے اس میں وہ بنیادی نقائص رہ گئے ، وہ خامیاں برقرار رہیں جو اس ایوان میں تفصیلی طور پر زیر غور آنے کے بعد دور کی جا سکتی تھیں ۔

جناب والا ۔ جہاں تک اس ترقیاتی ادارے کی مقصدیت کا تعلق ہے ، اس کے اغراض و مقاصد کا تعلق ہے ، لاہور کی ترقی اور توسیع کا تعلق ہے ، میں ہی نہیں پورا ایوان ان اغراض و مقاصد سے نہ صرف متفق بلکہ اس کا متقاضی ہے کہ وسیع پیمانے پر ایسے اقدامات کئے جانے چاہئیں جن سے لاہور کی موجودہ بدصورتی کو ، لاہور کی مفلوک الحالی کو ، لاہور کی ناگفتہ بہ حالت کو ، لاہور کی صحت و صفائی کے ناقص انتظامات کو ، لاہور کی سڑکوں کی خستگی کو دور کیا جا سکے ۔ اس وقت لاہور جس تیزی سے آبادی کے اعتبار سے پھیل رہا ہے اور جس طرح یہ شہر گنجان آباد ہوتا جا رہا ہے اس کے نتیجے میں اور حکومت وقت کے ناقص انتظامات کے باعث لاہور شہر کے عوام ان بنیادی شہری سہولتوں سے محروم ہیں جن کے وہ نہ صرف آئینی طور پر بلکہ قانونی ، اخلاقی اور سماجی طور پر مستحق اور سزاوار ہیں ۔ حکومت ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپوں کے منصوبوں کے اعلانات کرتی ہے ، نئے نئے خواب دکھائے جاتے ہیں ، ہر سال وعدوں اور یقین دہانیوں کے تانے بانے بنے جاتے ہیں ۔ لیکن نتیجہ وہی ، ڈھاک کے تین پات ۔ نتیجہ وہی خستہ حالی ہے ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب نایب الورنی صاحب پرلسپل ایکٹ کی پالیسی پر بحث کر رہے ہیں ۔ ان کو اس امنڈمنٹ بل کی پالیسی پر بحث کرنا چاہئے ۔ میں گزارش کروں گا وہ اپنے دلائل کم از کم اس امنڈنگ بل کی حد تک محدود رکھیں ۔

Mr. Deputy Speaker: Please confine yourself to the amending Bill.

سید تابش الوری: جناب والا ۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ ان وعدوں ، ان یقین دہانیوں اور اس قانون سازی کی کیا اہمیت ہے جس کے نتیجے میں شہریوں کو ان کے حقوق حاصل نہیں ہوتے ۔ انہیں سہولتیں میسر نہیں آتیں ۔ ان کے مفادات کا تحفظ نہیں ہوتا ۔ ان کی اجتماعی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد: وہ پراسیول ایکٹ پر بات کر رہے ہیں ۔ اس کا تعلق ہی کوئی نہیں ۔

سید تابش الوری: جناب والا ۔ آپ اس مسودہ قانون پر اگر غور فرمائیں گے تو یہ دیکھیں گے کہ اس میں جو ترامیم کی گئی ہیں ، ان کے تحت بہت سے نئے اختیارات حاصل کئے جا رہے ہیں ۔ جن کے تحت وہ لاہور کے مختلف شعبوں سے متعلقہ ترقیاتی امور سر انجام دینے کے مزید اختیارات حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ جب وہ موجودہ اغراض و مقاصد اپنے اس دائرے کا محور بنا رہے ہیں تو مجھے حق حاصل ہے کہ میں ان اغراض و مقاصد اور ان سے متعلقہ صورت حال پر اظہار خیال کروں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس قسم کی قانون سازی ، اس اعلانات اور فیصلے جو محض طاق نسیاں کی زینت بنتے ہیں ، جو محض سستی قسم کی شہرت کا باعث بنتے ہیں ، جو محض لوگوں کو فریب دینے کے لئے کئے جاتے ہیں ، ان کا سلسلہ بند کرنا چاہئے ۔ کیونکہ لوگ ان کے نتیجے میں over expectations کا شکار ہو رہے ہیں ۔ وہ توقعات کی زیادتی میں مبتلا ہو رہے ہیں ۔ ان کے سامنے ایسی صورت حال پیدا کی جا رہی ہے ، ایسے نقشے مرتب کئے جا رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک نئی جنت میں محسوس کرنے لگتے ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ over expectations کے نتیجے میں عوام خود کو نئی نئی جنتوں میں محسوس کرنے

ہیں ۔ لیکن عملاً انہیں ہر لمحے ہر نئے سورج کے ساتھ ۔ نئی نئی مصیبتوں نئے نئے مسائل اور نئے نئے دوزخوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ اور یہ صورت حال پورے صوبے میں ایک بے اعتمادی تذبذب اور بے یقینی کی فضا پیدا کر رہی ہے اور ایسی فضا پیدا کر رہی ہے جس میں عوام کا حکومت پر سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے ۔ وہ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ حکومت جو اعلان کرتی ہے جو فیصلہ کرتی ہے جو پروگرام مرتب کرتی ہے اس پر عمل نہیں کرتی ۔ اس کے نتیجے میں حکومت کے فیصلے غیر موثر ہوتے جا رہے ہیں ۔ ن کا اعتماد مجروح ہوتا جا رہا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر شہریوں میں عوام کے مختلف حلقوں میں یہ تاثر روز بروز گہرا ہوتا جائے کہ حکومت اپنے اعتماد کو ختم کر چکی ہے اور تضاد فکر و عمل کے نتیجے میں اپنے منشور اپنے لائحہ عمل پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو وہ کس طرح سے حقیقی طور پر اس صوبے کی ترقیاتی و توسیعی سکیموں میں اپنا کردار صدق دل سے یکسوئی سے یکجہتی سے ادا کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ! میں اس بات پر یقیناً حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے لاہور کی بدصورتی بد حالی اور خستگی کا احساس کر کے اس کی ترقی و توسیع کی طرف ایک ابتدائی قدم اٹھایا ہے اور کچھ ایسی سکیمیں شروع کی ہیں جن کے نتیجے میں لاہور کے مختلف حصوں میں کم از کم سڑکوں کی توسیع اور نکاس آب کے بعض منصوبے زیر عمل نظر آ رہے ہیں ۔ ہم اس حد تک اس قانون سے متفق ہیں کہ مختلف شعبوں میں ترقیاتی اور توسیعی سکیمیں جو ہیں ان کو ایک خاص مقصد اور خاص حد تک زیر عمل لانے کے لئے ترقیاتی ادارہ مفید ہے اور کام کر سکتا ہے ۔ لیکن جس صورت میں اب اس ادارے کو توسیع دی جا رہی ہے اس کی حدود کار کو لا محدود بنایا جا رہا ہے اور اس کی ذمہ داریوں میں غیر ضروری اضافہ کیا جا رہا ہے اس کے نتیجے میں ہمارے یہ اندیشے بے جا نہیں کہ آئندہ چل کر اگر اغراض و مقاصد کی یہی توسیع جاری رہی تو وہ ان محدود مقاصد کو بھی حاصل کرنے میں ناکام رہے گا جن کے متعلق ہمیں کچھ خوشگوار توقعات وابستہ کرنے کا موقع ملا ہے ۔ جناب والا ! حکومت اور خاص طور پر موجودہ صوبائی حکومت نے یہ روش اختیار کر لی ہے کہ وہ مختلف مقاصد کے لئے مختلف قسم کے خود مختار ادارے کارپوریشنیں اور بورڈز قائم کرنے پر سب سے زیادہ زور دے رہی ہے اور ایک ایک کام کے لئے تین تین اور چار چار

ادارے قائم کیے جا رہے ہیں اور ان میں لا محدود افراد کو بھرتی کیا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں ایک طرف تو متعلقہ کام اپنی مقصدیت و معنویت کے اعتبار سے متاثر ہو رہے ہیں کیونکہ ایک ہی کام کو مختلف ادارے مختلف انداز میں مختلف طریقہ کار سے ادا کر رہے ہیں اور دوسری طرف صوبائی خزانے پر الٹا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے اس قدر Top heavy administration قائم ہو گئی ہے کہ ہمارے خزانے کے کروڑوں روپے ان اداروں کے الے اللوں پر صرف ہو رہے ہیں اور پنجاب کا صوبہ جو اپنے وسائل کے اعتبار سے اپنے مسائل کے پیش نظر انتہائی مشکلات اور مالی مشکلات میں مبتلا ہے ایسے نئی نئی مشکلات سے دو چار کر کے ہمارے صوبے کی معیشت کے لیے خطرات پیدا کیے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ درست ہے کہ اس ترقیاتی ادارے کے لئے مرکز سے ہمیں کچھ قرض ملا ہے ہمیں امداد ملی ہے لیکن بہر حال اس قرض اور اس امداد کی ادائیگی اسی صوبے کے سپرد ہے ۔ ادائیگی ایک سال میں ہو یا دس سال میں بہر حال ہمیں ہی یہ بوجھ برداشت کرنا ہے اس لیے ہم بنیادی طور پر اس بات پر پہلے بھی اصرار کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں کہ ایک کام کو ایک ہی ادارے کے سپرد کیا جائے اور اس پر موثر کنٹرول کرنے کے لئے اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے محدود عملے کو زیادہ ذمہ داریوں کے ساتھ متعین کیا جائے تاکہ لوگ اپنی ذمہ داری محسوس کر کے توجہ کے ساتھ زیادہ بہتر طور پر اس کام کی انجام دہی کر سکیں ۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ مختلف اداروں کو مختلف کام سپرد کیے گئے ہیں لیکن کوئی ادارہ ذاتی طور پر کسی تشخص کے ساتھ اپنا کام سر انجام دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ اپنی ڈیوٹی اور اپنے فرائض دوسرے اداروں کے سپرد کر دیتا ہے یا بہانے کر کے اپنے ان فرائض سے کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے ۔ موجودہ بل کے ذریعے بھی جناب والا ! یہی کوشش کی جا رہی ہے اور دو مختلف اداروں کو میونسپل کارپوریشن اور ترقیاتی ادارہ لاہور کو ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑا کر دیا گیا ہے اور میونسپل کارپوریشن کے تقریباً نوے فیصد اختیارات اور اغراض و مقاصد اس بل کے ذریعے ترقیاتی ادارہ لاہور کے سپرد کئے جا رہے ہیں جس کے نتیجے میں دو عملی پیدا ہو جائے گی اور جس طرح دو ملاؤں میں مرغی حرام ہوتی ہے اسی طرح سے ان دو اداروں کے درمیان لاہور کے شہری شدید مشکلات اور شدید قسم کی دقتوں میں مبتلا ہو کر رہ جائیں گے چونکہ دونوں ادارے الگ الگ خود مختار

حیثیت میں ایک ہی نوعیت کے کام کریں گے اور دونوں یہ کام صحیح طور پر انجام نہیں دے سکیں گے ۔ عوام ان دونوں اداروں کے اختیارات تصادم کے نتیجے میں اس بات سے محروم ہوں گے کہ وہ کس کے خلاف صحیح طور پر شکایت لے کر کس کے پاس جائیں ۔ ہمارا یہ ایوان اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ پورے صوبے کی اجتماعی اور انفرادی ترقی کے سلسلے میں اپنے اقدامات کرے اور ایسی قانون سازی کرے جس کے نتیجے میں صورت حال بہتر ہو نہ کہ بد سے بدتر ہوتی چلی جائے ۔

جناب والا ! موجودہ بل کے تحت اگر آپ غور فرمائیں تو ٹریفک ادارے کو یہ اختیار منتقل کیا جا رہا ہے کہ وہ تعمیر مکانات کے منصوبے بنائے اسے یہ اختیارات دیئے جا رہے ہیں کہ وہ علاقے کو سنوارنے اور خوبصورت بنانے کے لئے کوشش کرے اپنی کسی ملکیت کو کسی جائیداد کو فروخت کرے یا تبادلہ کر دے یا تعمیراتی کاموں کو بڑھائے ان کے اخراجات برداشت کرے یا مطالعہ کرائے سروے کرے تجربات کرے اور مختلف علاقوں میں صحت و صفائی سڑکوں کی تعمیر ذرائع آمد و رفت کی توسیع کے علاوہ تعلیمی سہولیات ٹریفک ، کوڑا کرکٹ اٹھانے ، تاریخی آثار قدیمہ ، مالیتی ثقافتی اور تفریحی اہمیت کی حامل اشیاء اور مقامات کی حفاظت کے لئے سکیم بھی تیار کرے ۔ جناب والا ! یہ وہ اغراض و مقاصد ہیں جو بنیادی طور پر میونسپل کارپوریشن کے اغراض و مقاصد ہیں اور ان کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ان فرائض سے احسن طور پر سبکدوش ہوں ۔ اب انہی اتھارٹیز کو میونسپل کارپوریشن کی بجائے بلکہ ساتھ ساتھ ترقیاتی ادارہ لاہور کو بھی یہی فرض سپرد کیا جا رہا ہے اور اس طرح سے اس ادارے کو اس قدر وسعت دی جا رہی ہے کہ وہ اپنے محدود مقاصد کو چھوڑ کر جو بنیادی کام ہے انہیں انجام دینے کا اہل نہیں رہے گا ۔ جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اگر کسی ادارے کو کسی خاص ملت کے لئے اور خصوصی مقاصد کے تحت قائم کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر طور پر زیادہ اچھی طرح سے خدمت سر انجام دے سکتا ہے اور وہ جواب دہ بھی ہو سکتا ہے ۔ اور اگر فرائض و اختیارات لا محدود ہوں گے تو وہ اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا ۔ جناب والا ! ہم نے مختلف اداروں کی ناکامی دیکھی ہے ۔ جناب والا ! ہم نے مختلف کارپوریشنوں کو انتہائی غفلت اور کوتاہیوں کا مجرم پایا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صوبہ اپنے وسائل کے اعتبار سے اپنے

ناقص تجربات اور اصراف بے جا کا مزید متحمل نہیں ہو سکتا ۔ خدا کے لئے صوبہ پنجاب کی مالی حالت پر ترس کھائیے اور اپنے محدود وسائل کو اس قسم کے اللے ، تللے کاموں پر صرف نہ کیجیئے کہ ہم اپنی آئندہ بنیادی ضرورتوں کو بھی پورا نہ کر سکیں ۔ اور مرکز کے محتاج ہو کر رہ جائیں ۔ اور آئندہ اپنا تمام تر کام قرضوں اور گرانٹوں کی بنیاد پر سرانجام دیں ۔

اس بنیاد پر جناب والا ! میرا استدلال یہ ہے کہ میونسپل کارپوریشن کے فرائض ذمہ داری کو ترقیاتی ادارے کے سپرد نہ کیا جائے ۔ اس طرح دو عملی پیدا ہو جائے گی ترقیاتی ادارے کو صرف اپنے مخصوص مقاصد کے کے لئے استعمال کرنا چاہئے جس کے لئے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے ۔ موجودہ صورت میں ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس ترقیاتی ادارے کی توسیع اس لئے کی جا رہی ہے کہ اس کے تحت مختلف شعبوں میں الگ الگ بورڈ الگ الگ مینیجنگ ڈائریکٹر اور الگ الگ ادارے قائم کر کے اسے اتنا پھیلا دیا جائے کہ اس میں ایک طرف تو اپنے منظور نظر افراد کو بھرتی کر سکیں اور دوسری طرف اسے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر سکیں ۔ دوسری طرف جناب والا ! میونسپل کارپوریشن آج نہیں تو کل ایک انتخابی ادارہ ہو گی منتخب ادارہ ہو گی اور عوامی نمائندے بھی اس میں ترجیحی طور پر شامل ہوں گے ۔ اور اسے آپ عوامی نمائندوں سے علیحدہ کر کے ایک خالصتاً سرکاری ادارہ بنا کر رکھ دیں گے ۔ اور یہ سرکاری ملازم لاہور کی قسمت کے مالک بن بیٹھیں گے ۔ جناب والا ! ایک طرف تو میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیوں کو انتخابات سے محروم رکھا جا رہا ہے اور وہاں عوامی نمائندوں کے عمل دخل کو کم کر دیا گیا ہے ۔ اور دوسری طرف میونسپل کارپوریشن کے اختیارات کو ترقیاتی ادارے کے سپرد کر کے عوام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی سازش کی جا رہی ۔ جو آئین کے تحت انہیں حاصل ہے ۔ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت انہیں حاصل ہے ۔ جو سماجی اور اخلاقی طور پر انہیں حاصل ہے ۔ جناب والا ! آج اگر ہم نے اس قانون کو منظور کر لیا اور اس میں مناسب ترامیم نہیں کیں اور میونسپل کارپوریشن کے تمام اختیارات ترقیاتی ادارے کے سپرد کر دئے تو آئندہ ہمارے عوامی نمائندے اس منتخب ادارے میں بیٹھ کر کیا کام سرانجام دیں گے ۔ کیا خدمت انجام دیں گے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The House is not in quorum.

Mr. Deputy Speaker : The House is in order.

ویسے تو آپ کا یہ قانونی حق ہے لیکن میں مخدوم زادہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ بار بار کورم کا اعتراض نہیں اٹھانا چاہئے۔

مخدم زادہ سید حسن محمود : جناب جب تک آپ کورم بحال نہیں رکھیں گے میں یہ حق استعمال کرتا رہوں گا۔

Mr. Deputy Speaker : The House is in order. Syed Tabish Alwari to continue his arguments.

سید تابش الوری : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر ہم واقعی لوکل گورنمنٹ کے نظام پر یقین رکھتے ہیں اور انہیں عوام اور شہریوں کی مدد سے چلانا چاہتے ہیں اور عوام کو اقتدار اور حکومت کا اصل سرچشمہ سمجھتے ہیں تو قول کی بجائے عمل کے ذریعہ ثابت کرنا ہوگا اور اس قسم کی قانون سازی کرنا ہو گی۔ جس کے ذریعہ عوام واقعی اقتدار اور حکومت کا سرچشمہ ثابت کئے جا سکیں۔ جناب والا! کیا وزیر قانون فرمائیں گے کہ کس قانون کے ذریعہ میونسپل کارپوریشن کے اختیارات ترقیاتی اداروں کے سپرد کئے جا رہے ہیں۔ وہ ادارہ جو خالصتاً لوکر شاہی کی بنیاد پر چلایا جائے گا۔ جب آپ یہ مجرمانہ کام کر رہے ہیں تو آپ بتائیں پھر کس طرح سے آپ عوام کے اختیارات کے ذریعہ سے بہتر طور پر کام کر سکیں گے جب ان اداروں کے اغراض و مقاصد دوسرے اداروں کے سپرد کر دئے جائیں گے تو آپ انہیں محض نشستند، برخاستند، کے لئے منتخب کرنا چاہیں گے۔ آپ یہ چاہیں گے کہ عوامی نمائندے عوامی نمائندگی کے دعوے کے باوجود اپنا سارا کاروبار سرکاری ملازموں کے ذریعہ چلائیں۔ اور اگر آپ یہ کرنا چاہتے ہیں تو صاف طور پر اعلان کریں کہ ہم نہ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی جمہوری اداروں پر یقین رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی جمہوری اداروں کو جمہوری انداز میں چلانا چاہتے ہیں۔ جو پارلیمانی نظام کا خاصہ ہوتے ہیں۔ جو جمہوریت اور شہری نظام حکومت کا لازمہ ہوتے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس کے ذریعہ سے عوامی اداروں کے اختیارات سلب کر کے سرکاری ملازمین کو

عوام کے بنیادی حقوق کا مالک بنایا جا رہا ہے ۔ اس طرح سے نہ صرف یہ کہ عوام فریب میں مبتلا ہو جائیں عوام کو فریب میں مبتلا کیا جا رہا ہے ۔ بلکہ اس ملک اور اس صوبے میں جمہوریت اور بلدیاتی نظام کی بیخ کنی کی جا رہی ہے ۔ اس کی جڑوں میں تیزاب ڈالا جا رہا ہے اور آہستہ آہستہ ایسی صورت پیدا کی جا رہی ہے کہ اگر یہ حکومت کسی وقت بھی بلدیاتی اداروں کا الیکشن کرانے کے قابل ہوئی ۔ آج تو وہ اپنے حالات کی وجہ سے اپنی بے اعتمادی کی وجہ سے الیکشن نہیں کرانا چاہتی ہے ۔ بلکہ nomination کروانا چاہتی ہے ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر وہ کسی بھی وقت الیکشن کرانے کے لئے تیار ہوئی ۔ تو وہ الیکشن بھی محض اس اعتبار سے ایک دھوکہ اور ایک فریب ہوں گے کہ وہ جن اداروں میں منتخب ہو کر جائیں گے ۔ ان میں کوئی اختیارات اور اغراض و مقاصد کی تخصیص موجود نہیں ہو گی ۔

جناب والا ! پھر اس بل کے ذریعہ بنیادی طور پر میونسپل کارپوریشن کی مالی حالت پر بھی حملہ کیا جا رہا ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی مالی حالت انتہائی قابل ہے انتہائی خراب ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ ترقیاتی ادارے کے نام پر مرکز سے قرض لیا جا رہا ہے اور اس قرض کے ذریعہ سے لاہور کی ترقیاتی سکیموں کو زیر عمل لانے کا اعلان کیا جا رہا ہے ۔ لیکن دوسری طرف اس میونسپل کارپوریشن کی 2 فیصدی آمدنی بھی مستقل طور پر اسی ادارے کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا جا رہا ہے ۔

وزیر قانون : سید صاحب کس کلاز کے تحت بات کر رہے ہیں ۔ کس کلاز میں کہا گیا ہے کہ 2 فیصدی کے اختیارات ایل ۔ ڈی ۔ اے کو دئے جا رہے ہیں ! یہ ذرا بتائیں تو سہی ۔ کہاں ہے ؟ ذرا بل میں دیکھیں تو سہی ۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! کلاز 8 میں کہا گیا ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی طرف سے دئے جانے والا چندہ جو کہ کارپوریشن کی کل سالانہ آمدنی کا 2 فیصد ہو گا ۔

وزیر قانون : یہ کب کی کلاز پڑھ رہے ہیں ۔ آپ کوئی پرانا بل تو نہیں پڑھ رہے ہیں ۔

سید ناہض الوری : جو بل ہمیں آپ نے فراہم کیا ہے ۔ میں وہ ہی پڑھ رہا ہوں ۔

وزیر قانون : آپ خدا را دیگویں - کہیں پرانا بل تو نہیں لے بیٹھے ہیں - کلاز 8 میں تو یہ ہے -

8. In the Principal Act, in Section 27 in sub-section (2), of clause (a), after the word 'grants' the words and loans' shall be added.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Then what is the objection.

Minister For Law : The objection is that he is saying LMC has been taxed to the extent that two per-cent of the income of LMC will go to the LDA. I say there is no such provision any where in the Bill.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But you have a right to answer in your reply.

Minister For Law : There is no such provision in the Bill which has been introduced.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, the Minister has a right to contradict him when his turn comes.

Mr. Deputy Speaker : He has got other right also to point out whether the Hon'ble Member is relevant or irrelevant.

Makhdumzada Syed Hussan Mahmud : Is it a point of order ?

Minister For Law : It is a contradiction.

Mr. Deputy Speaker : If the Hon'ble Member is irrelevant he has a right to point it out.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : All right. Instead of saying he can anticipate that there shall be power taken away from the Municipal Corporation.....

Mr. Deputy Speaker : Then it is irrelevant.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Why ?

Minister for Law : There is no question of anticipation, How you can anticipate that two per cent shall be taken ? I think what Syed Tabish Alwari was actually referring to and Makdumzada Syad Hasan Mahmud has come to his rescue was in the first Ordinance. But in the second Ordinance that clause was deleted by me and I am responsible for the deletion. Now that Ordinance is coming as Bill but that clause doesn't exist. If he is referring to the earlier Ordinance, that is not before the House.

سید تابش الوری : مجھے چونکہ یہی بل سپلائی کیا گیا تھا ۔ اس میں یہ کلاز ہے اگر delete کر دیا گیا ہے ۔ تو یہ اچھی بات ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بات صاف ہو گئی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ deletion پر میں بہت خوش ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! بل ہم نے introduce کیا ہی نہیں ۔ یہ پہلا آرڈیننس تھا ۔ وہ آرڈیننس اس آرڈیننس کے release ہونے پر lapse ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : مجھے وہی سپلائی کیا گیا ہے ۔ میں اپنی تصحیح کر لیتا ہوں یہ اچھی بات ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید صاحب آپ کی تقریر ختم ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب ایک نکتہ باقی رہ گیا ہے ۔

وزیر قانون : سید تابش الوری صاحب مزید غور کر لیں ۔ ممکن ہے انہوں نے پوری تقریر پرانے آرڈیننس کے مطابق تیار کی ہو ۔ نئے کے مطابق تقریر تیار کریں ۔

سید تابش الوری : میں عملہ سے درخواست کروں گا ۔ کہ بل کی تازہ ترین کاپی مجھے سپلائی کریں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! اس بل پر یا کسی بل پر جو بھی تقریر سید تابش الوری صاحب نے کرنی ہے انہیں کرنے دیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس بل کے تحت ترقیاتی بورڈ کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ دو مختلف شعبوں کے لئے الگ الگ ایم ۔ ڈی ۔ اور

الگ الگ عملہ متعین کرے ۔ اور اس شکل میں اس ترقیاتی ادارہ کو اور زیادہ مالی طور پر زیر بار کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے ۔ حالانکہ یہ ادارہ جن مقاصد کے لئے قائم کیا گیا ہے ۔ اسے اگر ایک یونٹ اور ایک ادارے کے طور پر کام کرنے پر آمادہ کیا جائے ۔ تو اس کے نتائج اتنے موثر اور اتنے خوشگوار نہیں ہو سکتے ہیں جن کی توقع کی جانی چاہئے ۔ اس طرح سے جناب والا ! ایک چیئرمین کے تحت بہت سے ایم ۔ ڈی ۔ رکھنے کا مقصد سیاسی افراد کی تقرری ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو ادارے بھی قائم کئے جائیں ۔ ان میں اپنے پسندیدہ افراد اسی طور پر حاکم اعلیٰ بنا دیئے جائیں کہ وہاں پر جائز و ناجائز سیاسی کام بغیر کسی پس و پیش کے کئے جا سکیں ۔ اس سلسلہ میں نہ کوئی اہلیت اور قابلیت کا معیار مقرر ہے ۔ نہ کوئی معیار متعین کیا گیا ہے ۔ اور نہ کوئی تحفظات فراہم کئے گئے ہیں ۔ جن کی وجہ سے ایسے لوگ میسر آ سکیں جو واقعی تجربہ کار ہوں ۔ جو واقعی اپنے کام کی وسیع پیمانے پر اہلیت رکھتے ہوں ۔ جو واقعی اس متعلقہ شعبے میں اپنی مہارت کے لئے مشہور ہوں ۔ یہی وجہ ہے کہ ان گزشتہ تین دنوں کے اندر اندر ایک بڑا سیاسی ڈرامہ عمل میں آیا ہے اور اس ترقیاتی ادارے کے ڈائریکٹر جنرل کو راتوں رات مستعفی کرا کے ایک اور شخص کو راتوں رات ڈائریکٹر جنرل بنا دیا گیا ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : How far it is relevant ?

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کے ساتھ ہی لئے لئے مینیجنگ ڈائریکٹر بنانے کے اختیارات دیئے جا رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید صاحب ! اس بل کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! اس بل کے تحت لئے لئے مینیجنگ ڈائریکٹر بنانے کا اختیار دیا جا رہا ہے تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ مینیجنگ ڈائریکٹر سیاسی طور پر سیاسی کارکن ہوں گے سیاسی افراد ہوں گے جنہیں سیاسی مقاصد کے لئے مقرر کیا جائے گا ۔

Mr. Deputy Speaker : Totally irrelevant.

سید ثابش الوری : جناب والا ! اگر آج ایک ڈائریکٹر جنرل کو نکالا جا سکتا ہے ۔ تو آپ اندازہ کر سکتے ہے کہ آئندہ اس ادارے کی بدحالی اور مفلوک الحالی کیا ہوگی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! مینیجنگ ڈائریکٹر نے تو استعفیٰ دیا ہے یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ نکالا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نکالا گیا ہے یا اس نے استعفیٰ دیا ہے اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ تو آپ خود ہی فیصلہ کریں میں اور شیخ عزیز احمد صاحب تو شروع ہی سے چیخ و پکار کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس طرح سے تو آپ یہ کہیں گے کہ وہاں سے ایک چیف انجینئر صاحب کا تبادلہ کر دیا گیا ہے تو اس کا اس ترمیم سے کیا تعلق ہے ۔ اس طرح سے ایک اوورسیئر کے تبادلے کا سوال پیدا ہو جائے گا It is not relevant and I rule it out.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Perhaps you have not studied the Bill. You are being conveyed a wrong impression from the other side. This Bill clearly proposes under clause-15 conditions in a half-hearted way. They have proposed to have water sewerage schemes and agencies for which there will be Managing Directors and similar agencies, as many as they like, and each one will be headed by a Managing Director.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کے تبادلے کے اختیارات تو گورنمنٹ کے پاس ہیں ۔ وہ پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : We are not justifying this Clause. We are criticising it.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کسی آدمی کی particular یا particular change تبادلے سے اس کا کیا تعلق ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں سید حسن محمود صاحب سے بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ اگر کوئی بورڈ ہوگا تو اس کا کوئی نہ کوئی تو ہیڈ ہوگا ۔ اس کو خواہ آپ مینیجنگ ڈائریکٹر کہہ لیں یا اور کچھ کہہ لیں لیکن اس کا کوئی نہ کوئی تو ہیڈ ہو گا ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : This is the argument which we are advancing.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تو بڑی موٹی سی بات ہے اس بورڈ کا جو عہدہ ہے آخر اس کی بھی تو appointinng authority ہے - اور اس appointing authority نے اپنی lawful jurisdiction میں اگر کوئی وہاں تبادلہ کیا ہے تو اس کا اس ترمیم سے کیا تعلق ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تبادلے کی بات نہیں کر رہا ہوں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب تبادلہ کیا گیا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! اس کا تبادلہ نہیں کیا گیا بلکہ اس نے استعفیٰ دیا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس ترمیم کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کس کے ساتھ ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جو آدمی وہاں سے گیا ہے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : May I read that clause ?

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے اس کو پڑھا ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود : آپ اس کو دوبارہ پڑھیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ میرے پاس موجود ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : سید صاحب آج تو بڑا وقت لگ گیا ہے -

سید تابش الوری : جناب بل بھی بڑا اہم ہے -

مسٹر سپیکر : بل تو بڑا اہم ہے یا نہیں ہے مگر اس میں تو کوئی خاص بات نہیں ہے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Innocent Bill !

Mr. Speaker : Not innocent. No bill in that sense is innocent. Every bill is meant to change certain existing facts.

innocent تو اس میں کوئی نہیں ہے اور اس sence میں اگر آپ mischief کا لفظ استعمال کر رہے ہیں کہ there is a presumption that there is no mischief in a Bill.

Otherwise every Bill has some effect. ۔ اس sense میں تو ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The member was discussing the question.

مسٹر سپیکر : میں نے ساری بات سنی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کیا راستے میں سنی ہے ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ آخر میں تو وہاں جا کر بیٹھتا ہوں مجھے تو ایک temptation تھی اور وہ temptation میں نے روک لی ہے ۔ شیخ عزیز صاحب نے یہاں ایک اعتراض کر دیا تھا وہاں تو آدمی کو تقریر سنتے سنتے ایک re-action آتا ہے کہ اب ممبر irrelevant ہو گیا ہے یا ممبر relevant بول رہا ہے ۔ ان تمام باتوں کو سننے کے باوجود کیسے react نہ کروں کیونکہ چیئر پر تو آدمی نہیں بیٹھا ہوتا ۔ تو وہ اب ایک عادت پڑ گئی ہے ایک condition ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ آپ اس بل کو اتنا اہم قرار نہیں دے رہے ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب تو آپ دس منٹ لیٹ ہو گئے ہیں ۔ میں تو یہاں پر لکھ کر گیا تھا کہ چھ بج کر پچیس منٹ پر نماز کے لئے بریک ہوگی اور یہ شاید انہوں نے پڑھا نہیں ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : تو جناب والا ۔ اس وقت ساڑھے چھ بجے کا وقت تھا اور میں نے پہلے بھی کہا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ بڑی ضروری چیز ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو مغرب کی نماز کا وقت ہے اور یہ جمعہ کی نماز کی طرح تو نہیں ہے کہ مسجد مبارک میں دو بجے جمعہ ہوگا اور ڈیوس روڈ پر جو مسجد ہے وہاں جمعہ ہونے چار بجے ہوگا ۔ مغرب کی نماز کا تو چار پانچ منٹ کا وقت ہوتا ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ مغرب کی نماز کا تو پونے سات بجے تک وقت ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر چھ بج کر چالیس منٹ پر بریک کر لیں گے ۔ سید تابش الوری اب تو آپ کی کافی تقریر ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری : نہیں جناب سپیکر ۔ ابھی تو میں نے اور تقریر کرنی ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ ان کی تقریر تو نماز کے بعد بھی ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ پنتالیس منٹ تو آپ نے کہا ہے ۔ اس سے بہت پہلے میں اجلاس کو ملتوی کر دوں گا ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ اصل پرنسپل بل کے تحت اس ترقیاتی ادارے کی حدود کار کو لاہور میٹروپولیٹن سٹی تک یا اس اوریا تک محدود کیا گیا تھا جسے حکومت نوٹیفائی کرے لیکن اس موجودہ امنڈلنگ بل کے تحت اس ترمیمی بل کے تحت ترقیاتی ادارے کا دائرہ پورے صوبے میں وسعت پذیر کر دیا گیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ متضاد صورت حال کو justify کیا جا سکے گا ۔ جو اصل ایکٹ ہے وہ تو لاہور میں نافذ ہے اور ترقیاتی ادارے کے اغراض و مقاصد بھی لاہور شہر سے متعلقہ ہیں لیکن جناب والا ۔ اس میں جو ترمیم کی جا رہی ہے اس کے تحت اس کو پورے صوبہ پر محیط کیا جا رہا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون کے نزدیک اس کی کیا وجہ جواز ہوگی ۔ وہ کس طرح سے اس ادارے کو اس حد تک لا محدود کر دیں گے کہ وہ پورے صوبہ میں جہاں بھی چاہیں سکیمیں تیار کریں ۔ جہاں بھی چاہیں صحت و صفائی کا کام اپنے سپرد کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ ابھی اس کی تفصیل میں آئیں گے جب ہم کلاز کو deal کریں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ ہم پرنسپل پر بحث کر رہے ہیں اور پرنسپل یہ ہے کہ یہ کہاں وسعت پذیر ہوگا اور اس کی وسعت جناب والا ۔ پورے صوبے پر حاوی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : لیکن وہ تمام تفاصیل کہ وہ وہاں کیا کریں گے ۔ When we will be dealing with the clauses, we shall deal with this matter.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ یہ نکتہ بڑا اہم ہے ۔

مسٹر سپیکر : نکتے کی اہمیت سے انکار نہیں ہے ۔ مگر اس کی تفاصیل سے انکار ہے We are not dealing with the clause.

سید ناہش الوری : تو جناب والا ۔ ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ اس بل کے محرک کا مقصد اگر اس ترقیاتی ادارے کو پورے صوبہ تک پھیلانا ہے تو پھر اس بحث کا دائرہ بڑا وسیع ہو جائے گا اور پھر آپ ہمیں اجازت دیں گے کہ ہم پورے صوبے کی میونسپل کمیٹیوں یا میونسپل کارپوریشنوں کو سامنے رکھ کر اس ترمیمی بل پر اظہار خیال کریں ۔ جناب والا ۔ میں چاہوں گا کہ جناب وزیر قانون اس کی وضاحت کریں تاکہ ہم اپنی بحث کا دائرہ محدود کر سکیں یا ان حدود تک اپنے آپ کو اظہار خیال کا پابند کریں جہاں تک وہ اس بل کو پھیلانا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اگر اس ترقیاتی ادارے کو اس طرح وسعت پذیر کر دیا گیا تو یہ تو اپنی جگہ خود حکومت ہو جائے گی جس کو خود صوبائی حکومت کی ترجیح حاصل ہو جائے گی کہ وہ تمام میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں اور شہری نظام کو کنٹرول کر سکے اور اس طرح سے یہ ایسی صورت حال ہوگی جس کو ہم اس روشنی میں زیر بحث لا سکیں گے ۔

Mr. Speaker : When we will deal with the clause, we shall do it in detail.

سید ناہش الوری : جناب والا ۔ ان معروضات کو اگر میں اجمالاً پیش کرنا چاہوں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس ترمیمی بل کو از سر نو زیر غور لایا جائے اور اس میں جو لا محدود اختیارات میونسپل کارپوریشنوں کے ترقیاتی ادارے کے سپرد کئے جا رہے ہیں ۔ ان کو ختم کیا جائے تاکہ میونسپل کارپوریشن انتخاب کے بعد اپنے عوامی نمائندوں کے ذریعے اپنی عوامی ذمہ داریاں پوری کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے اس ادارے کو مختلف اداروں میں بانٹنے کی بجائے ایک سنگل یونٹ برقرار رکھا جائے ۔ اسے ایک خاص مدت کے لئے محدود مقصد کے تحت کام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ یہ اپنے کام کرنے کے بعد میونسپل کارپوریشن کو اپنی ذمہ داریاں سپرد کرنے کا فریضہ ادا کر سکے ۔ اسی طرح سے جناب والا ۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس بل کو اس طور پر دوبارہ مرتب کیا جائے کہ اس کے تحت ترقیاتی ادارے کے اخراجات کم سے کم ہو سکیں ۔ top heavy administration کے طور پر لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کی بجائے ہم ایک محدود انتظامیہ لیکن ایک اہل انتظامیہ کے ذریعے لاہور کو خوبصورت بنانے اس کے سانچہ صحت و صفائی کا

معیار بلند کرنے اور لاہور کے شہریوں کو حقیقی بنیادی شہری سہولتیں فراہم کرنے کا فریضہ ادا کر سکیں ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker: There shall be a break for Magrib Prayer for ten minutes. We shall reassemble at 6-50 p.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود !

چوہدری محمد حنیف : جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائے جانے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔

The House is in quorum. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Mr Speaker, the present Bill proposes to amend the Lahore Development Authority Act of 1975. I think when you, Mr. Speaker, and I were young, there was probably not even a Municipal Corporation of Lahore. Perhaps it started with a Municipality and gradually as the town grew in population it became a Corporation at a much later stage. Whatever the developments we have seen in this great city, they were of those times when the burden of exchequer on the Municipality itself was very very low and the taxes were considerably low. All these developments took place subsequently. When there was the question of over-population, additional areas were to be added, the old city was to be demolished and different schemes were to be introduced for modernization, the Lahore Improve Trust was created and that has existed for a long long time performing a good deal of functions, and the beautiful extension in the Gulberg, in the Model Town area and other suburbs of the city have been a great asset. Suddenly it has dawned on the Government to create yet another authority by the name of Lahore Develop-

ment Authority. There was justification in the creation of one in Karachi and subsequently Capital Development Authority in Islamabad. There was an influx of population in Karachi of unprecedented nature and, besides, the city was the capital of Pakistan. When the Capital was shifted, the need arose to develop Islamabad and there the Capital Development Authority was created. I don't see any justification whatsoever for the comparatively smaller needs, ie the extension of the City of Lahore, to introduce a top heavy administration by the name of Lahore Development Authority. It is the habit of this Government to create additional posts whether they are called advisers or the boards. You know, Mr. Speaker, this Province had been run by the Director of Agriculture, and now you have got livestock board, animal husbandry board, fertilizer board and what not. In every department we are having boards and boards and boards, and each board is headed by a Minister. Now, how the funds be raised? I am sure the pretext, the arguments advanced by the Law Minister or the Minister concerned will be Provincial Grants and foreign loans. I know that for sewerage and water supply, there will be foreign loans of million dollars. There will be foreign consultants and feasibility report will be prepared by them. It will be approved by the World Bank, the foreign financing agencies and the work could have been executed without super-imposing Lahore Development Authority under the supervision of experienced consultants, as has happened elsewhere, and there was no need to duplicate the work of the Corporation.

Mr. Speaker, now they propose to further extend what was done in 1975. Our argument is that this government indulges in legislation every six monts with an amending bill since they don't foresee, they don't anticipate, and I will show you when we will come to the clauses that there is the repetition of certain clauses, which are actually redun-

dant. They don't seem even to go through their own legislation. Now, Mr. Speaker, in this bill they propose to create not departments, or administrative wings or wings, sections or divisions within Lahore Improvement Trust but they psopose to create agencies. Firstly, the LDA itself is an agency of Government. Now they are going to create agencies, and one of them is water and sewerage supply agency, but simultaneously they have proposed such other agencies as they from time to time may appoint. Now for each of the agencies, they propose to have a Managing Director. Now, first there will be the Chairman, then there will be perhaps the Deputy Chairman (Planning), who will be an officer under him. The post will be so high that under him there will be several Managing Directors, which are not even in WAPDA. Whatever loan you may get, it is likely the American Consultants give you the loan, the most of the money will be spent on the staff itself and the bulk of it will go to the advisers. Over thirty to forty per cent out of loans will be spent on staff, on their welcome, on their transportation, on their Travelling Allowance and D. As, and on their beautiful vehicles which-ever they might have to use.

Mr. Speaker, the previous bill was passed and now suddenly this new amending bill has come. The aims and objects have not been given as to what was the deficiency in the bill already passed nor they have given as to why the necessity has arisen. Mr. Speaker, we wish the Government to realise that ours is a poor Province and to burden it, to burden the residents of Lahore with so much of taxation, with so much of highly salaried people and their administrative staff, or heavily staffed organizations is not justifiable at all. There were certain Housing schemes running into lacs and lacs of rupees and for them we have additional sewerage and water schemes, which were laid out over stretches of miles, and it would be understandable. But the

university campuses have been built, major things of unimportance are under construction probably for MPAs and MNAs and additional Secretariat Building. All these are out-side the scope of the Lahore Development Authority because these works will be executed by the Public Works Department and not by the Lahore Development Authority. I don't know what they propose to entrust to the Lahore Development Authority except for sewerage and water supply.

Mr. Speaker : But this is not what the new legislation is proposing. This is something already proposed.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, that is true. But it is not for the first time that the sewerage matter is being handed over to the Lahore Development Authority. It is already with them.

Mr. Speaker : That I know. That argument is all right but that Lahore Municipal Corporation was sufficient actually is not relevant to the present legislation.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : All right. But I say that the entire bill was passed and now for the purpose of amending, they have specifically provided for water and sewerage. I am criticising this and that is my argument that why did they leave an agency within the Lahore Development Authority. Lahore Development Authority is an agency for development of the City of Lahore. Now we are dividing the Lahore Development Authority not into one agency but into several agencies over which Lahore Development Authority will sit. Now, they are proposing not only a director but they are proposing for each agency a Managing Director, drawing probably five thousand or ten thousand rupees a month. That is why I consider this bill to be absolutely ridiculous and it is going to burden the citizens of Lahore with heavy expenditures, with heavy loans, foreign debts especially when we have not revalued

our rupee, and the meterials that we are going to import will put Lahore under heavy debt, which it will not be able to pay for decades to come. Therefere, it cannot be very productive and useful as far as the people and the Government are concerned.

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! اس بل کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ترمیمی بل کہا گیا ہے لیکن اس کا دائرہ اختیار پورے پنجاب تک پھیلا دیا گیا ہے ۔ اگر جناب وزیر قانون اس کو پیش کرنے سے پہلے ہی پڑھ لیتے تو شاید وہ اس قسم کی جو حرکت ان سے ہوئی ہے وہ نہ کرتے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے کہ ٹاؤن امپرومنٹ ایکٹ جو تھا وہ کوئی بہت غلط قانون تھا ؟

مسٹر رؤف طاہر : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا جو ترمیمی بل ہے اس کا دائرہ اختیار پورے پنجاب تک پھیلایا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹاؤن امپرومنٹ ٹرسٹ ایکٹ جو تھا اگر آپ اس کو بہت غلط قانون سمجھتے ہیں تو پھر you argue on that lines.

مسٹر رؤف طاہر : میں اس کی تفصیلات بتاؤں گا لیکن اس کی یا تو یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ حکومت لوکل باڈیز کے دائرہ اختیار سے نکلنے کے لئے لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو پورے پنجاب پر محیط کرنا چاہتی ہے اور وہ ادارے کو پورے کا پورا سرکاری افسران کے حوالے کرنا چاہتی ہے اور اس کی جو وجہ ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ موجودہ حکومت کا انحصار دن بدن نوکر شاہی پر بڑھتا جا رہا ہے ۔ نہ تو وہ لوکل باڈیز اور لوکل گورنمنٹ کے انتخابات کرانے کے لئے تیار ہے اور نہ وہ ان وعدوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے بر سر اقتدار آنے سے پہلے کئے تھے ابھی حال ہی میں اس سلسلے میں اعلان کیا گیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ میں الیکشن کیا ہوں گی ۔

Mr. Speaker : That may not be very relevant.

مسٹر رؤف طاہر : میری بات آپ مکمل تو ہو لینے دیں اس کے بعد آپ سمجھ جائیں گے کہ یہ relevant ہے یا نہیں ۔ ابھی حال ہی میں اعلان

کیا گیا ہے کہ وہاں نامزدگیاں ہوں گی لیکن اس کے باوجود وہ جو کارپوریشن کے نامزدہ اراکین ہوں گے ان کے دائرہ اختیار سے بھی ایل ڈی اے کو اس طریقے سے نکالا گیا ہے کہ اس کا دائرہ اختیار پورے پنجاب تک پھیلا دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد آپ یہ دیکھیں گے کہ کوئی کسی قسم کا مقامی لاہور کا جمہوری ادارہ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی جو کچھ کرے گی اس کو کنٹرول کرنے کے لیے موجود نہیں ہوگا ۔ اس کے علاوہ ماضی کا یہ تجربہ شاہد ہے اور جناب سپیکر ! آپ ایک لوکل ادارے کے ممبر بھی رہے ہیں ۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ اس نوکر شاہی نے پورے چھبیس سال میں اور ان چار سالوں میں خاص طور پر کس طریقے سے ان اداروں کو لوٹ کھسوٹ کا اور رشوت کا ایک اڈہ بنا رکھا ہے ۔ آپ اس ضمن میں اگر مجھے اجازت دیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ جس طریقے سے سفید ہاتھی وابستہ ہے اسی طریقے سے ایک نیا سفید ہاتھی لاہور شہر کے شہریوں پر مسلط کیا جا رہا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر ! کہتے تو یہ ہیں کہ یہ لاہور شہر کی ترقی کے لئے ۔ عوام کی ترقی کے لئے اور یہاں پر صحت و صفائی کا خیال رکھنے کے لئے یہ ترقیاتی ادارہ بنایا جا رہا ہے لیکن تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ پچھلے سات سال میں محض شہنشاہوں کی گزرگاہوں کو خوبصورت بنانے کے لئے کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور جہاں پر غریب عوام رہتے ہیں جو غریب بستیاں وہاں کچھ نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس بل کی طرف بھی آئیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : میں اس بل میں کی بات کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : Lahore Development Authority that exists today under the present bill. Let us discuss the present clause.

مسٹر رؤف طاہر : جناب ! واقعہ یہ ہے کہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کا ہمارا جو ماضی کا تجربہ ہے یہ ادارہ محض امراء کی بستیوں کو اور دوسری جو گزرگاہیں ہیں وزراء کرام کی یا شہنشاہوں کی جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ان کو خوبصورت بنانے پر زور دیتا رہا ہے لیکن اس بل کے ذریعے ان پر کوئی اس قسم کی پابندی نہیں ہے ۔ یہ بل جب پاس ہو جائے گا تو اس میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ جو نواحی بستیاں ہیں ۔ جہاں غریب عوام رہتے ہیں ان کی حالت کو بہتر بنایا جا سکے گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس بل میں اس طریقے سے مختلف کلاؤز کو لایا جاتا اور ان کی بنیاد

یہ ہوتی کہ جو walled city ہے جو پرانا شہر ہے جو نواحی بستیاں ہیں سب سے پہلے ان کی ترقی پر زور دیا جائے گا۔ وہاں کے غریب عوام کو مختلف قسم کی سہولتیں دینے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس میں ایسا نہیں کیا گیا۔ اب آپ اس کا خواہ کچھ ہی نام رکھ لیں میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا نام امراء کی بستیوں کا ادارہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ بل پیاری بستیوں کی ترقی کے لئے نہیں ہے۔ یہ وزراء کرام کی بستیوں کی ترقی کے لئے ہے۔ اور جہاں جناب سپیکر! موجودہ وزراء نے یا سابق وزراء نے پلاٹس لئے ہوئے ہیں شادمان ہو یا گلبرگ ہو یا کوئی اور بستیاں ہوں ان کو خوبصورت بنانے کے لئے یہ بل لایا گیا ہے۔ لاہور شہر کے لوگوں اور پنجاب کے صوبے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ مرکز ہمیں جو اس سلسلے میں امداد دے گا اس کو امراء کی بستیوں پر خرچ کیا جائے گا یہ پارٹی دعویٰ کرتی ہے کہ ہم مزدوروں اور کسانوں کے نمائندے ہیں۔ ہم اس ملک میں سوشلزم لانا چاہتے ہیں لیکن جناب سپیکر! آپ اگر حقیقت پر غور کریں۔ اگر آپ غیر جانبداری سے سوچیں تو۔۔۔۔

Mr. Speaker : Let us be relevant and come to the provisions of the present bill.

مسٹر رؤف طاہر : میں جناب آپ ہی سے اپیل کر رہا ہوں کیونکہ ان پر تو کوئی اثر نہیں ہو گا لیکن چونکہ آپ غیر جانبدار ہیں آپ پر ہی کچھ اثر ہو جائے۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی مہربانی ہے نوازش ہے مگر یہ جو بل ہے آپ اس کے متعلق بھی کوئی بات کریں۔

مسٹر رؤف طاہر : میں اسی بل کی بات کر رہا ہوں اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں اور جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ میں تو آپ کو اس زمرے میں نہیں سمجھتا لیکن اگر آپ اپنے آپ اس زمرے میں سمجھنے لگ گئے ہیں تو یہ دوسری بات ہے۔ لیکن اس میں جو قباحتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ لوگوں کی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد جو ہو گی اس کو اتھارٹی حاصل کر سکے گی۔ دنیا کے اور ممالک میں بھی ایسے قوانین وضع کئے گئے ہیں۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں بھی ایسے قوانین وضع کئے گئے ہیں لیکن ر[illegible] ر واضح

طور پر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ فلاں ایریا ہو گا تاکہ لوگوں کو پتہ ہو کہ ان کی زمینیں جو ہیں وہ acquire ہوئی ہیں اور اتھارٹی کے پاس اس قسم کی فاضل زمینیں ہوں لیکن اس سلسلے میں جہاں اتھارٹی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی جائیداد کو بیچ سکتی ہے یا کسی اور طریقے سے لیز پر دے سکتی ہے۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ کوئی جائیداد۔ کوئی پلاٹ۔ کوئی کوارٹر نہ دیا جائے۔ اتھارٹی کو اختیارات اس قسم کے نہیں ہونے چاہئیں کہ اتھارٹی براہ راست یکطرفہ طریقے سے ان پلاٹس کو ان کوارٹرز کو کسی کے حوالے بھی کر سکے۔ چاہئے یہ کہ اگر ان کو یہ اختیارات دینے ہی ہیں تو اس میں قرعہ سسٹم رائج کیا جائے۔

وزیر قانون : یہ بل کی کس کلاز میں ہے۔

مسٹر رؤف طاہر : یہ جناب آپ نے کہا ہے کہ اتھارٹی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد لے بھی سکتی ہے اور بیچ بھی سکتی ہے۔

Mr. Speaker : Let us deal with the clause generally.

When we come to the amendments we shall take up clauses.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر! جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے لیکن یہ generalization میں اس قسم کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کہ سپیشل گروپ آف پرسنز کا vested interest پیدا ہو جائے اور وہ کروڑوں روپے کو اپنی بستیوں پر اپنے پلاٹس کی ترقی کے لئے خرچ کر سکے۔ آپ اس کو generalize اگر اس طریقے سے کرنا چاہتے ہیں کہ اس تمام روپے سے اور ان تمام سہولتوں سے جو کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی مہیا کرے گی ایک محدود طبقہ اور گروہ ہی فائدہ اٹھا سکے گا تو میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ لاہور شہر کو مختلف حصوں میں جو اتھارٹی کے تحت تقسیم کیا گیا ہے غریب بستیوں کے لئے اس طرح ایک علیحدہ ادارہ بنایا جائے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، لیاقت لائبریری کا علاقہ ہے، راجہ بازار ہے، کمہار واڑہ ہے، جہاں سے آپ کسی وقت کارپوریشن کے ممبر بھی منتخب ہوئے ہیں۔ آج کل بھی شائد آپ وہاں جاتے ہوں۔ وہاں کی حالت بھی آپ نے دیکھی ہو گی۔ اب جناب والا! یہ کہہ رہے ہیں کہ لاہور کو "خوبصورت" بنایا جائے گا۔

جناب والا ! خوبصورت تو اس کو بنائیں گے جب اس کا کوئی وجود ہوگا ۔ جناب والا ! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ لاہور کو خوبصورت تو بنائیں گے مگر صرف وہی علاقے جو پہلے ہی صاف ستھرے ہیں ۔ جناب والا ! بڑے بڑے لوگ آئے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم یہ کریں گے ۔ وہ کریں گے ۔ لیکن آج تک کچھ نہیں ہو سکا ۔ آپ بھی بالکل انہی کے نقش قدم پر چلیں گے ۔ اور آج جس طرح ان کا کوئی وجود نہیں ہے اسی طرح آپ کی پارٹی کا بھی کوئی وجود نہیں رہے گا ۔

جناب والا ! اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی بنانا ہی مقصود تھا تو پہلے بلدیاتی ادارے میں انتخاب کروائے اور منتخب لوگ اس کے ممبر ہوتے ۔ عوام کی حکمرانی ہوتی ۔ عوام حکومت اور اقتدار میں برابر کے شامل ہوتے ۔ اس وقت تو اس بل کی کوئی گنجائش موجود تھی ۔ جناب والا ! لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ ایکٹ کو اب repeal کر دیا گیا ہے اس کی جگہ لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا بل آیا ہے کروڑوں روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے ۔ ہر شخص جانتا ہے ۔ پہلے بھی ان افسران نے لاکھوں روپیہ لوٹا ہے اور اب بھی یہ غلط سکیمیں پیش کر کے کروڑوں روپے کو برباد کریں گے ۔ جناب والا ! آپ دیکھ لیں نئی آبادی جیسے شادمان کالونی ہے ، گلبرگ ہے ان کا بھی سیوریج سسٹم ٹھیک طرح سے نہیں بنایا گیا ۔ کیونکہ ان پر کوئی چیک تو ہوتا نہیں ہے ۔ اور وہ صرف اس طریقہ سے ہو سکتا ہے اگر آپ مخلص ہوں ۔ تو لوکل گورنمنٹ کے چلے الیکشن کروائیں ۔ اس کے بعد یہ بل لے آئیں تو ہم اس کی حمایت کریں گے ۔ ورنہ جناب والا ! لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی عوام کے منتخب نمائندوں کے دائرہ اختیار سے بھی باہر رہے گی ۔ اور پھر جناب والا ! انہوں نے پنجاب کا نام لکھ کر اسی کا دائرہ کار پورے پنجاب میں بڑھا دیا ہے ۔

تو اس لئے جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر آپ نے اسے صحیح طور پر چلانا ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے ۔ جناب وزیر قانون جنہوں اپنے سوشلسٹ ہونے پر بہت ناز ہے اخر ہے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں ۔ کہ کیا کسی اشتراکی ملک میں ایسا ہوتا ہے کہ کسی ہوائی ادارے کو افسران کے حوالہ کر دیا جائے ۔ اور پہلے کی طرح وہ پھر کروڑوں

روپیہ خرد برد کر جائیں ۔ جناب کسی اشتراکی ملک میں اس طرح سے پلاٹ نہیں دیئے جاتے اور نہ ہی صرف حکومت کے منظور نظر لوگوں کو پلاٹ دیئے جاتے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! رؤف طاہر صاحب دو سال تک امپرومنٹ ٹرسٹ کے ممبر رہے ہیں ۔ میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے دور میں کبھی کوئی پلان دیا تھا ۔ جناب والا ! وہ اس کی وضاحت کریں تاکہ ان کے قول و فعل کے تضاد کا پتہ چل سکے ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کروں گا کہ چند افسران کے خلاف انکوائری مکمل ہوئی اور ایکشن لیا جانے والا تھا ۔ اس وقت میری جگہ جناب مسعود صاحب کو ٹرسٹی بنایا گیا اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اگر آج بھی وزیر قانون کے پاس اخلاق جرأت ہے تو انہیں عدلیہ پر مشتمل ایک بورڈ بٹھانا چاہئے اور سب کچھ پتہ چل جائے گا ۔ جب یہ ٹرسٹی تھے جب ان کی حکومت تھی تمام غلط منصوبے افسران نے پیش کر کے دونوں ہاتھوں سے روپے کو برباد کیا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں کہتا ہوں ہائی کورٹ تو کیا اسی ہاؤس کے تین ۔ چار یا پانچ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی جائے سب کچھ معلوم ہو جائے گا ۔ آپ کے عہد حکومت میں جب آپ ٹرسٹی رہے ہیں یہ تمام سفارشات ہوتی رہی ہیں اور اگر میری طرف سے ایک بھی سفارش ثابت ہو جائے تو میں اس وقت اس ہاؤس سے مستعفی ہو جاؤں گا لیکن آپ یہ بتائیں کہ آپ نے اپنے عہد میں کوئی ایک سکیم پیش کی ہو اور ہم نے نہ کی ہو ۔ آپ نے اپنے عہد میں کسی کی انکوائری کروائی تھی ۔ اور اگر کروائی ہو تو ہم نے اسے چیلنج کیا ہو ۔ آپ اس کا نام بتائیں میں اس وقت مستعفی ہو جاؤں گا ۔ لیکن اتنے بلند بانگ دعوے نہ کیجئے گا ۔ بہت ساری باتیں اس ایوان کے سامنے آ جائیں گی ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا میں سمجھتا ہوں یہ ایوان پنجاب کا سب سے بڑا جمہوری ادارہ ہے اس سے کوئی چیز نہیں چھپانی چاہئے ۔ میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ چھپی ہوئی چیزوں کے متعلق بتائیں اور

اس کے علاوہ یہ بھی ثابت کریں کہ میں نے کسی کو نامزد کیا ہو یا کسی کی کوئی سفارش کی ہو ۔ یہ بتائیں مجھے خوشی ہو گی ۔

Mr, Speaker : You have been conducting this in your time. Let us come to the present bill.

مسٹر رؤف طاہر : اس کے علاوہ جناب والا ! دوسری بات یہ ہے کہ مختلف شہروں کی ترقی کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس سلسلہ میں اور خاص طور پر لاہور کے ساتھ نا انصافی کی گئی ہے جناب والا ! اگر آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مرکز نے لاہور کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا ہے اور میں یہ مطالبہ کروں گا کہ مرکز کو کم از کم اتنی رقم ضرور دینی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں relevancy کیا ہے ؟

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لاہور کے شہریوں کے لئے کوئی جد و جہد کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری عبد اشرف

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ چوہدری عبد اشرف ۔

چوہدری عبد اشرف : جناب والا ۔ موجودہ بل جو کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے نام سے موسوم ہے ۔ جو آج اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے اور حکومتی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ اسے آج ہی پاس کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ بات کریں جو یہاں کہی گئی ہے ۔

چوہدری عبد اشرف : یہ ان کے لئے نہیں بلکہ عوام کے حق میں نہ ہو گا ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج سے چند ماہ پہلے یہی بل جس میں آج یہ ترمیم لائی جا رہی ہے اس ہاؤس میں پیش ہوا تھا ۔ اس وقت اپوزیشن ہاؤس میں موجود نہیں تھی ۔ آپ جانتے ہیں اور یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس بل کی بات کریں ۔ پرانے بل کی بات تو تین بجے چلے بھی کہہ چکے ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف : میں اس پر آ رہا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : No interruption please.

چوہدری محمد اشرف : اس وقت آپ نے بغیر سوچے سمجھے اس قانون کو بنایا تھا جس کی وجہ سے آج یہ نوبت آئی ہے کہ فوری طور پر اس بل میں حکومت کو ترمیم کرنا پڑی ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت کی بات کریں ۔ اس وقت کی بات نہ کریں ۔

چوہدری محمد اشرف : میں اسی بات پر آ رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ اگر حکومتی پارٹی یہ سمجھتی کہ چونکہ اپوزیشن ہاؤس میں موجود نہیں ہے ۔ اس لئے وہ اپنی پارٹی کی پارلیمانی میٹنگ بلا کر اس میں اسے پاس کرا لیتی تو آج یہ نوبت نہ آتی ۔ یہ جو غلط ۔ غیر قانونی ۔ غیر آئینی ۔ غیر جمہوری ۔ اور غیر عوامی بل بنایا تھا ۔ آج اس میں اس ترمیم کی ضرورت پیش نہ آتی اور اس کی نوبت نہ آتی ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order please

اگر تو حکومتی پارٹی یہ چاہتی ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ اس میں Then they are welcome to do so ۔ کریں further proceed نہ

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ اس بل کے ذریعہ سے انہوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم لاہور کو ایک خوبصورت شہر بنائیں گے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کے ارادے حقیقت پسندانہ ہوں تو اسی شہر میں ایسی بستیاں بھی ہیں جن کو شادمان ۔ گلبرگ اور نیو مسلم ٹاؤن کہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس بل کی بات کریں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ میں نے ابھی ایک گھنٹہ تقریر کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ 6 گھنٹے تقریر کریں ۔ آپ متعلقہ بات کریں ۔ آپ

بات کو repeat کر رہے ہیں ۔ ابھی تک ایک لفظ بھی متعلقہ نہیں کیا ہے ۔ پہلے مقررین کی بات دہرانے کی اجازت نہیں ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ ابھی تک میں نے شروع ہی نہیں کیا ہے یہ بل ہی ایسا ہے کہ اس کو دہرائے بغیر چارہ نہیں ہے ۔ میں یہ ذکر کر رہا ہوں کہ اگر یہ بل صحیح طور پر لاہور کی ترقی کے لئے پیش کیا جا رہا ہے تو ممکن ہے کہ ہم اس کو اسی طرح سے قبول کر لیتے ۔ لیکن اس میں چند نقائص ہیں جن کی نشاندہی ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ لاہور میں ایسی نواحی بستیاں بھی موجود ہیں جو کہ لوگوں نے بنائی ہیں اور دوسری قسم کی ہیں ۔ جہاں پر گندے پانی کے نکاس وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ یہ دیانتداری سے کام کریں ۔ تو جو پرانا قانون ہے ۔ اس کے تحت تمام کام ہو رہے ہیں ۔ انہوں نے اپنے ذاتی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بورڈ تشکیل دئے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ ان میں بہت سے ملازم بھرتی کئے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ دلیل مخدوم زادہ صاحب اپنی تقریر میں دے چکے ہیں ۔ آپ اور بات کریں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں جو بھی ایسا ادارہ بنایا جائے گا ۔ اس ادارے کی جو آمدنی ہوگی اس پر ان کا انحصار ہو گا ۔ جناب والا ۔ جو اخراجات ہوں گے وہ ان ملازمین کو دئے جائیں گے اور وہ اخراجات بھی ان کی اپنی آمدنی میں شامل ہوں گے ۔ جناب والا ! یہ بجٹ تو مینیجنگ ڈائریکٹر یا پھر دوسرے یا تیسرے اپنی تنخواہوں میں ہی کھا جایا کریں گے تو اس کی کوئی اتنی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی بات نہیں ہے ۔ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے یہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو دلیلیں پہلے آپ کے فاضل اراکین دے چکے ہیں وہ دلیلیں دہرائی نہیں جا سکتیں ۔ یہ بات تو تقریر میں کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے یہ کہا اور میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ لیکن اپنی طرف سے اس بات کو دہرانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ میں تو اپنی تقریر کرتا ہوں ان کی تائید نہیں کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے جو پانچ منٹ لئے ہیں ان میں تو آپ نے وہی کچھ دہرایا ہے جو مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے کہا تھا ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ میں نے تو وہ سنا نہیں ہے کیونکہ میں اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر آپ اس وقت ایوان میں نہیں تھے تو ایوان تو اس کو اب دوبارہ سننے کا پابند نہیں ہے ۔

ملک مختار احمد اعوان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل رکن کی ساری تقریر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب چرا کر کر گئے ہیں اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے ۔ لہذا آپ ان کو بھی تقریر کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد اشرف ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ اس بل میں آپ نے اس ادارے کو وہ وہ اختیارات دئے ہیں جن کا وہ جائز اور ناجائز طور پر استعمال کر کے لوگوں کا استحصال کریں گے ۔ اس میں آپ یہ چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتے ہیں کہ اس میں یہ چیزیں درج ہیں کہ منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں کو حاصل کرنا اور اس کے بعد اپنی کسی ملکیتی جائیداد کو فروخت کرنا ۔ اس کا تبادلہ کرنا اور تعمیراتی کام کرنا اور کمیٹی کے اخراجات کو برداشت کرنا ۔ اگر جناب والا ۔ آپ ان تمام چیزوں پر اچھی طرح سے غور کریں تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں جس وقت بھی کوئی ادارہ یا کوئی حکومت کسی بھی رقبے کو acquire کرتی ہے تو جناب والا ۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ وہ لوگ جو حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اس حیثیت میں ہوتے ہیں وہ اپنا رقبہ اور اپنی ملکیتیں حکومت کو نہیں دیتے ۔ اب میں آپ کو لاہور کی ایک مثال بھی دے سکتا ہوں کہ لاہور میں بہت سے individuals کے رقبے ہیں اور بہت سے افسروں کے رقبے بھی ہیں جن کو حکومت نے ابھی تک acquire نہیں کیا ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ کو نشان دہی بھی کرا سکتا ہوں کہ جو رقبے پہلے acquire کئے گئے تھے ان میں بھی وہ لوگ ابھی بچے ہوئے ہیں جو حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ یا جو influence رکھتے ہیں یا جو افسران کے رشتہ دار ہیں یا ان کے بھائی ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں پر بھی وہی لوگ استحصال کا شکار ہوں گے جن

کے رقبے کنال یا دو کنال کے قریب ہوں گے اور ان کے ان رقبوں کو لے کر پھر ممبران اسمبلی کو یا اپنے رشتہ داروں کو الاٹ کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر۔ آپ ان چیزوں کو ignore نہیں کر سکتے۔ ان کو چاہئے تو یہ تھا کہ یہ چلے اس کو دیکھ لیتے اور پھر اس کے بعد اس کو شروع کرتے۔

جناب سپیکر۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کے کئی لوگوں کو رقبے کے معاوضے دئے جائیں گے تو جناب والا۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ لوگ ابھی تک موجود ہیں جن کو ایوب حکومت نے معاوضے دینے تھے اور حکومتی پارٹی نے ان کو بارہ لاکھ روپے ادا کئے جو کہ پہلی حکومتیں نہیں چاہتی تھیں۔ جناب سپیکر۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ شق اس بل میں اس لئے رکھی جا رہی ہے تا کہ یہ اپنے رشتہ داروں کو اور اپنے بھائیوں کو یہ رقوم دیں۔

چوہدری طالب حسین : ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔ گھنٹی بجائی گئی۔۔۔ کورم ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحب۔ آپ متعلقہ ہوں اور ان چیزوں کو نہ دہرائیں جو پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

چوہدری محمد اشرف : بالکل جناب والا۔ میں تو relevant تقریر ہی کر رہا تھا۔

Mr. Speaker: No. It is not your statement but it is my decision. You have not even heard what the earlier speaker has said. That is why it has become necessary to hear what you say.

چوہدری محمد اشرف : جناب والا۔ اگر آپ ناراض ہوتے ہیں تو پھر میں بولتا ہی نہیں۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ ناراض ہونے کی بات نہیں ہے

I would like to encourage you.

چوہدری محمد اشرف : جناب والا۔ آپ میرے محسن ہیں ہیں تو آپ کو ناراض کر ہی نہیں سکتا اس لئے جناب والا۔ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے ۔

That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by Ist May, 1976.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That the Lahore Development Authoritp (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1976.

(تحریک منظورنہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود
نوابزادہ محمد خان خاکوانی
مسٹر رؤف طاہر
مسٹر نذر حسین منصور
راجہ محمد افضل خان
حاجی محمد سیف اللہ خان

معزز ممبر موجود نہیں ہیں

سید تابش الوری ، چوہدری محمد اشرف ، چوہدری طالب حسین صاحب آپ ترامیم move کر رہے ہیں ؟

چوہدری طالب حسین : نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 4)

مسٹرسپیکر : اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 5)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 6)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمد اور نوابزادہ محمد خان خاکوانی موجود نہیں ہیں چوہدری طالب حسین صاحب ۔ آپ ترمیم move کر رہے ہیں ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں move نہیں کرنا چاہتا ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر لئو حسین منصور

واجد محمد افضل خان

حاجی محمد سیف اللہ خان

معزز ممبر موجود نہیں ہیں

سید تابش الوری ۔ ترمیم نمبر 2 پیش کریں گے ۔

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore Development Authority Act 1975, for

the words "Agency" and "Agencies", wherever occurring, the words "Wing or Administrative Division" and "Wings or Administrative Divisions" be substituted, respectively.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore Development Authority Act 1975, for the words "Agency" and "Agencies", wherever occurring, the words "Wing or Administrative Divislon" and "Wings or Administrative Divisions" be substituted, respectively.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 3 Mr. Hassan Mahmud, Mr. M. K. Khakwani, Mr. Nazar Hussain Mansoor, Raja Muhammad Afzal Khan, Hajl Muhammad Saifullah Khan (not present). Mr. Raui Tahir Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 6 of the Bill for the proposed sub-section (2) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act 1975, the following be substituted, namely :—

(2) The Authority, shall establish by special order Wings or Administrative Divisions, provided that from the coming into force of this Act there shall be a Wing or an Administrative Division hereinafter called 'the Water and Sanitation Wing or Administrative Division'.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 6 of the Bill for the

proposed sub-section (2) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act 1975, the following be substituted namely :—

(2) The Authority, shall establish by special order Wings or Administrative Divisions, provided that from the coming into force of this Act there shall be a Wing or an Administrative Divising hereinafte called 'the Water and Sanitation Wing or Administrative Division'.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 4 Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Mr. M. K. Khakwani, Mr. Nazar Hussain Mansur, Raja Muhammad Afzal Khan Haji Muhammad Saifullah Khan (not present). Mr. Rauf Tahir, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 6 of the Bill, the proposed sub-section (3) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act 1975, be re-numbered as sub-section (3) (a) and the following new sub-section (1) (b), be added thereafter, namely :—

(3) (b) The Authority may delegate similar powers as in sub-clause (3) (a) to such other Wings or Administrative Divisions that may henceforth be established under the Act.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 6 of the Bill, the proposed sub-section (3) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act

1975, be re-numbered as sub-section (3) (a) and the following new sub-section (3) (b), be added thereafter, namely :—

(3) (b) The Authority may delegate similar powers as in sub-clause (3) (a) to such other Wings or Administrative Divisions that may henceforth be established under the Act.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 5. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Mr. M. K. Khakwani, Mr. Nazar Hussain Mansur, Raja Muhammad Afzal Khat, Haji Muhammad Saifullah Khan (not persent). Mr. Rauf Tahia, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish alwari : I beg to move :

That in Clause 6 of the Bill, the proposed sub-section (4) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 6 of the Bill, the proposed sub-section (4) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 6. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Mr. M. K. Khakwani, Mr. Nazar Hussain Mansur, Raja Muhammad Afzal Khan, Haji Muhammad Saifullah Khan (not present). Mr. Rauf Tahir, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Claese 6 of the Bill, in the pro-

posed Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, for the words "Managing Director", wherever occurring, the word "Director" be substituted.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ بہت ساری ترامیم ہیں جن میں "مینیجنگ ڈائریکٹر" یا "ایجنسیز" کا لفظ ہے ۔ تو یہ کس طرح move ہو سکتی ہیں جبکہ کلاز 3 تو منظور ہو چکی ہے ۔

"All the Managing Director of the agencies established by the Authority."

اب اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب redundant ہو گئیں اور اسی طرح کلاز 4 میں بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کلاز 3 میں یہ لکھا ہے ۔

"All the Managing Director of the agencies established by the Authority."

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ۔ اوپر دیکھیں ۔

"All the Managing Director of the agencies established by the Authority."

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو مینیجنگ ڈائریکٹر آ گئے ۔ اسے substitute تو نہیں کیا جا سکتا ۔ اسی طرح جہاں جہاں ایجنسیز آ گئی ہیں لہذا وہ ترامیم ایجنسیز کو relate کرتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ایجنسیز کا کہاں لکھا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ۔ ایک تو یہ کلاز ہے ۔

"All the Managing Director of the agencies established by the Authority."

سید قابش الوری : جناب والا ۔ یہ لفظ "ایجنسی" کلاز 6 میں ہے اور جہاں تک کلاز 6 کا تعلق ہے وہ تو ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : کلاز 3 میں بھی ہے ۔

"All the Managing Director of the agencies establised by the Authority."

وزیر قانون و پارلمانی امور : جناب والا ۔ اس کے بعد اور بھی آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترامیم نہیں آنی چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ ایجنسی کلاز 6 سب سیکشن (4) میں ہے ؟

سید تابش الوری : سب سیکشن (4) میں ہے ۔

Mr. Speaker : Clause 6(3) is like this :

> "Save as provided in Sections 13, 14, 19, 22, 23, 24, and 28 of this Act and the matters specified in the schedule, the Agency established under sub-section (2) shall perform all functions and exercise all powers of the Authority with regard to water supply, sewerage and drainage with power to collect rates, fees and charges for water supply, sewerage and drainage.

یہ جنرل ایجنسی کے بارہ میں ہے ۔

سید تابش الوری : definition میں اس کا پہلے ذکر کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : definition کلاز 2 میں آ گئی ہے ۔

وزیر قانون : کلاز 5 میں دیکھیں وہاں لکھا ہوا ہے :

> 5(3) (xii) "establish as many agencies as may be considered necessary....."

سید تابش الوری : ہم کہتے ہیں نہیں ہونی چاہئے ۔

Mr. Speaker : You want to substitute it by another word. That is the objection.

وہ ترمیم نمبر 2 پر اعتراض کر رہے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتی ان کو move نہ ہونے دیں ۔

I will decide it later on.

Mr. Speaker : Syed Sahib move No. 8 instead of No. 7.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, in the Proviso to sub-section (6), for the words "immediately without assigning any reason" occurrring in lines 3-4, the words "after giving him an opportunity of being heard" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, in the Proviso to sub-section (6), for the words "immediately without assigning any person" occurring in lines 3-4, the words "after giving him an opportunity of being heard" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Are you moving No. 7.

Syed Tabish Alwari : Yes Sir, I move :

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, in para (a) of sub-section (4), for the word "Governmet" occurring in line 1, the word "Authority" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore

Development Authority Act, 1975, in para (a) of sub-section (4), for the word "Government" occurring in line 1, the word "Authority" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر - کیا ہی بہتر ہوتا کہ اگر وزیر قانون ہم نے جو ترامیم دی ہیں ان میں سے کچھ نہ کچھ مان لیتے - تاکہ لوگ اس بل کے پاس ہونے پر ان کو مبارکباد دیتے - لیکن آج تو لوگ ان کو گالیاں نکالیں گے کہ اتنا ناقص بل آج تک نہ بنا ہے اور نہ ہی بنے گا - جو ترامیم اس کلاز میں دی گئی ہیں یہ نہایت ضروری تھیں اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک شخص کو مینیجنگ ڈائریکٹر کا نام دیا گیا ہے - اس کو اتنے وسیع اختیارات دینا یہ سراسر نا انصافی ہوگی - جناب سپیکر - یہ موجودہ حکومت جو اپنے آپ کو عوامی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور عوامی حکومت کہلاتی ہے اگر یہ منتخب نمائندوں کے سپرد کر دیتے تو کیا اچھا ہوتا - وہ لوگ اس ادارے کو اچھی طرح چلاتے اور اس کی کارکردگی اچھی طرح ہوتی اور ان کو یہ معلوم ہوتا کہ لوگوں کو کیا کیا تکالیف ہیں - یہی لوگ تو چار سال سے اس پر قبضہ کئے ہوئے ہیں اور اب بھی اس پر قبضہ رکھنا چاہتے ہیں جو اس کو لائنز پر چلانے کے لئے سوچ رہے ہیں - آئندہ انتخاب ہونے والے ہیں اور یہ انتظامیہ کے پاس ہونے پر ان کو جیتنا چاہتے ہیں - اسی وجہ سے یہ بل ہاؤس میں لائے ہیں اور میں وزیر قانون سے ایک مرتبہ پھر درخواست کرتا ہوں کہ اس پر غور کریں اور ہماری ترامیم کو قبول کر لیں -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب والا - موجودہ بل کی ضمن 6 ترقیاتی ادارہ لاہور کے اغراض و مقاصد اور حدود کار کو متعین کرنے کے لئے ہے -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : آرڈر - آرڈر -

سید تابش الوری : جناب سپیکر - ترقیاتی ادارے کے اغراض و مقاصد براسپول بل میں ایک ہی جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ درج کر دئے گئے ہیں - - -

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔

The House is adjourned till 8.30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 6 اپریل 1976ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 5807)

فہرست لائسنسداران برائے اسلحہ سازی پنجاب

ضلع لاہور

1 ۔ میسرز بخش الٰہی اینڈ کمپنی ۔ شاہراہ قائداعظم ۔ لاہور

2 ۔ میسرز والٹر لاک اینڈ کمپنی ۔ شاہراہ قائداعظم ۔ لاہور

3 ۔ میسرز ابراہیم اینڈ کمپنی ۔ میکلوڈ روڈ ۔ لاہور ۔

4 ۔ میسرز ایم ۔ احمد اینڈ سنز برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور

ضلع شیخوپورہ

1 ۔ میسرز ولکن کمپنی ۔ 21 میل جی ٹی روڈ کھوڑی ۔ تھانہ مرید کے ۔ ضلع شیخوپورہ

ضلع گوجرانوالہ

1 ۔ صوفی محمد شفیع اینڈ سنز ۔ جی ٹی روڈ ۔ گوجرانوالہ

ضلع سیالکوٹ

1 ۔ میسرز امام‌الدین اینڈ سنز لمیٹڈ ۔ چاہ جٹاں ۔ سیالکوٹ

2 ۔ میسرز موسے اینڈ سنز رجسٹرڈ ۔ چاہ جٹاں سیالکوٹ

3 ۔ میسرز غنی اینڈ کمپنی ۔ کالج روڈ ۔ سیالکوٹ سٹی

4 ۔ میسرز ایسٹرن آرمرز کمپنی رجسٹرڈ ۔ مجاہد روڈ ۔ سیالکوٹ سٹی

ضلع راولپنڈی

1 ۔ میسرز اظہر کمپالنڈ انڈسٹریز ۔ لٹن سٹریٹ ۔ صدر راولپنڈی

2 ۔ میسرز غلام حسین اینڈ برادرز ۔ لٹن سٹریٹ ۔ صدر راولپنڈی

3 ۔ میسرز الٰہی بخش اینڈ سنز ۔ راولپنڈی

ضلع کیمبلپور

1 ۔ میسرز امام دین اینڈ برادرز ۔ اخلاص ۔ پنڈی گھیب ضلع کیمبلپور

2 ۔ میسرز فیض محمد اینڈ برادرز ۔ اخلاص ۔ ضلع کیمبلپور
3 ۔ میسرز ولی محمد ۔ فقیر محمد ۔ اخلاص ۔ ضلع کیمبلپور

ضلع سرگودھا

1 ۔ میسرز ایم کمال اینڈ سنز ۔ گول چوک سرگودھا

فہرست لائسنسداران برائے اسلحہ
لاہور ڈویژن

ضلع لاہور

1 ۔ میسرز اے حمید اینڈ کمپنی اسلحہ ڈیلرز ٹولنٹن مارکیٹ لاہور
2 ۔ میسرز اے بی اکرام اینڈ کمپنی ۔ کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور
3 ۔ میسرز ولکن اینڈ کمپنی ۔ شاہراہ قائداعظم ۔ لاہور
4 ۔ میسرز چیمپئن آرمز اینڈ آلوز مکلیگن روڈ لاہور
5 ۔ میسرز سنٹرل آرمرز اینڈ آلوز لیلا گنبد لاہور
6 ۔ میسرز ماہید اینڈ کمپنی لیلا گنبد لاہور
7 ۔ علی برادرز اینڈ کمپنی شاہراہ قائداعظم لاہور
8 ۔ میسرز فضل الہی اینڈ کمپنی شاہراہ قائداعظم لاہور
9 ۔ میسرز شاہ اینڈ کمپنی شاہراہ قائداعظم لاہور
10 ۔ میسرز والٹر لاک اینڈ کمپنی ۔ شاہراہ قائداعظم لاہور
11 ۔ میسرز لاہور آرمز اینڈ آلوز یلغار روڈ لاہور
12 ۔ میسرز چوہدری اینڈ برادرز ۔ میکلوڈ روڈ لاہور
13 ۔ میسرز ایم ابراہیم اینڈ برادرز میکلوڈ روڈ لاہور
14 ۔ میسرز کے جلیل اینڈ کمپنی انارکلی لاہور
15 ۔ میسرز عبدالرشید اینڈ برادرز ۔ آرمرز ڈیلرز قصور ۔ ضلع لاہور

ضلع شیخوپورہ

1 ۔ میسرز ایس اے غفور اینڈ کمپنی سوداگران اسلحہ شیخوپورہ

2 ۔ میسرز مرد محمد اینڈ سنز ۔ سوداگران اسلحہ ۔ مین بازار شیخوپورہ

3 ۔ میسرز راؤ سالار جنگ خان اینڈ کمپنی ۔ ننکانہ صاحب ۔ ضلع شیخوپورہ

ضلع گوجرانوالہ

1 ۔ میسرز ایم غلام حسین اینڈ سنز آرمز ڈیلر ۔ جی ٹی روڈ ۔ گوجرانوالہ

2 ۔ میسرز حبیب اللہ اینڈ سنز لرلک بازار ۔ گوجرانوالہ

3 ۔ صوفی محمد شفیع اینڈ سنز جی ٹی روڈ گوجرانولہ

4 ۔ میسرز قدیر اینڈ برادرز مین بازار ۔ وزیر آباد ۔ ضلع گوجرانوالہ

5 ۔ میسرز حمید احمد ۔ فضل احمد ۔ مین بازار حافظ آباد ۔ ضلع گوجرانوالہ

ضلع سیالکوٹ

1 ۔ میسرز امام الدین اینڈ سنز سیالکوٹ

2 ۔ میسرز موسے اینڈ سنز سیالکوٹ سٹی

3 ۔ میسرز غنی اینڈ کمپنی ۔ سیالکوٹ سٹی

4 ۔ میسرز ایسٹرن آرمز کمپنی سیالکوٹ

5 ۔ میسرز ملک اینڈ سنز سیالکوٹ

6 ۔ میسرز ایم ۔ ایف کھوکھر اینڈ کمپنی سیالکوٹ

7 ۔ میسرز سٹینڈرڈ آرمز کمپنی ۔ سیالکوٹ سٹی

8 ۔ میسرز ممتاز آرمری سیالکوٹ سٹی

9 ۔ میسرز سکندر اینڈ کمپنی ۔ سیالکوٹ سٹی

10 ۔ میسرز پاک ویل الٹر ہرالڈ ۔ سیالکوٹ

11 ۔ میسرز بلوچ آرمز سٹور ۔ سیالکوٹ

12 ۔ میسرز یوسف موسے جی سیالکوٹ سٹی

13 ۔ میسرز بیکو انڈ سٹریر سیالکوٹ سٹی

14 ۔ میسرز نیشنل آرمز سٹور ۔ سیالکوٹ سٹی

15 ۔ میسرز شہزاد آرمز سٹور ۔ سیالکوٹ سٹی

راولپنڈی ڈویژن

ضلع راولپنڈی

1 ۔ میسرز الہی بخش اینڈ سنز ۔ بنک روڈ راولپنڈی

2 ۔ میسرز اظہر کمپانڈ انڈسٹریز کول سنٹر راولپنڈی

3 ۔ میسرز غلام حسین اینڈ سنز کول سنٹر راولپنڈی

4 ۔ میسرز اے ۔ ایم ابراہیم جی اینڈ سنز میسی گیٹ راولپنڈی

5 ۔ میسرز داؤد سنز آرمری اندرون مستی گیٹ راولپنڈی

6 ۔ میسرز علی برادرز ۔ بنک روڈ راولپنڈی

7 ۔ میسرز مالوف چائنہ ہاؤس بنک روڈ راولپنڈی

8 ۔ میسرز فضل سنٹر ہسپتال روڈ راولپنڈی سٹی

9 ۔ میسرز چوھدری اینڈ کمپنی لیاقت روڈ راولپنڈی

10 ۔ میسرز محمد خالد اینڈ برادرز لیاقت روڈ راولپنڈی

11 ۔ میسرز حسن ذکریا آرمز ڈیلر جناح روڈ راولپنڈی

12 ۔ میسرز شیخ اینڈ کمپنی راجہ بازار راولپنڈی

13 ۔ میسرز راجہ اینڈ کمپنی رضا شاہ پھلوی روڈ راولپنڈی

14 ۔ میسرز خالد خان اینڈ کمپنی واہ کینٹ راولپنڈی

15 ۔ میسرز منظور اینڈ سنز سید مارکیٹ اسلام آباد

ضلع کیمبلپور

1 ۔ میسرز حاجی محمد شفیع آرمز ڈیلرز کیمبلپور

2 ۔ میسرز سید اکبر شاہ اینڈ کمپنی آرمز ڈیلرز تلہ گنگ ضلع کیمبلپور

ضلع جہلم

1 ۔ میسرز راجہ محمد سرور اینڈ سنز جہلم ریلوے روڈ

2 ۔ میسرز حاجی سلطان محمد اینڈ سنز آرمز ڈیلر ۔ ٹرک بازار جہلم سٹی

3 ۔ راجہ اللہ دتہ اینڈ سنز آرمز ڈیلر چکوال ضلع جہلم

ضلع گجرات

1 ۔ میسرز کرم الٰہی تھاپڑ ۔ آرمز ڈیلر ۔ مین بازار گجرات

2 ۔ میسرز شیر خان عبدالغفور ۔ آرمز ڈیلر ۔ کچہری روڈ گجرات

3 ۔ میسرز ڈان آرمز سٹور ۔ کچہری روڈ گجرات

4 ۔ میسرز ایم غلام نبی اینڈ سنز آرمز ڈیلرز ۔ منڈی بہاؤالدین

5 ۔ میسرز چوہدری برادرز ۔ آرمز ڈیلرز لالہ موسیٰ ۔ ضلع گجرات

ملتان ڈویژن

ضلع ملتان

1 ۔ میسرز آرمز سنٹر ۔ لوہاری گیٹ ملتان

2 ۔ محمد رحیم الدین اینڈ سنز لوہاری گیٹ ملتان

3 ۔ میسرز مجید اینڈ سنز لوہاری گیٹ ملتان

4 ۔ میسرز ایم نذیر اینڈ سنز لوہاری گیٹ ملتان

5 ۔ میسرز ذی شان برادرز حسین آگاہی ملتان

6 ۔ میسرز سید برادرز حسین آگاہی ملتان

7 ۔ میسرز محمد شفیع ۔ عبدالرحمان ۔ لوہاری گیٹ ملتان

8 ۔ میسرز جعفری برادرز ۔ حرم گیٹ ملتان

9 ۔ میسرز محمد ابراہیم اینڈ سنز کاب گیٹ وہاڑی ۔ ضلع ملتان

10 ۔ میسرز کنور اختر علی ۔ آرمز ہاؤس ۔ خانیوال ۔ ضلع ملتان

ضلع ساہیوال

1 ۔ میسرز منٹگمری سٹور ۔ ساہیوال

2 ۔ میسرز سجاد ۔ اسحاق سہگل ۔ ساہیوال

3 ۔ میسرز مسعود برادرز ساہیوال

4 ۔ میسرز آغا عبدالحمید اینڈ سنز ساہیوال

5 ۔ میسرز محمد اختر محمد سرور ۔ سکندر ہاؤس ساہیوال

6 ۔ میسرز شبیر برادرز ساہیوال

7 ۔ میسرز غلام دستگیر ۔ حویلی ۔ ضلع ساہیوال

8 ۔ میسرز شاہ نواز خان ۔ پاک پتن ۔ ضلع ساہیوال

9 ۔ میسرز فاروق اینڈ برادرز آرمز ڈیلرز اوکاڑہ ۔ ضلع ساہیوال

ضلع مظفر گڑھ

1 ۔ میسرز مظفر گڑھ آرمز سٹور مظفر گڑھ

2 ۔ میسرز منظور حسین چوہارہ روڈ لیہ ضلع مظفر گڑھ

3 ۔ میسرز قریشی اسلحہ ہاؤس کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

4 ۔ میسرز محمد یونس اینڈ سنز کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

ضلع ڈیرہ غازی خان

1 ۔ میسرز سٹینڈرڈ آرمز سٹور ۔ صدر بازار ڈیرہ غازی خان

2 ۔ مالک آرمز سٹور ۔ کالج روڈ ڈیرہ غازی خان

3 ۔ ڈسٹرکٹ اسٹیبلشمنٹ ملٹی پرپز کوآپریٹو سوسائٹی آرمز ڈیلرز ڈیرہ غازی خان

4 ۔ میسرز اے آر قادری اینڈ کمپنی ۔ آرمز ڈیلرز ڈیرہ غازی خان

5 ۔ میسرز میر حاجی خان ۔ سیف اللہ خان اینڈ سنز آرمز ڈیلرز راجن پور ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان

6 ۔ میسرز میر حاجی خان ۔ سیف اللہ خان آرمز ڈیلرز ۔ روجھان ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان

سرگودھا ڈویژن

ضلع جھنگ

1 ۔ میسرز نور محمد ۔ عبدالحکیم ۔ آرمز ڈیلرز جھنگ صدر

2 ۔ میسرز کرنال جنرل سٹور ۔ آرمز ڈیلرز جھنگ

3 ۔ میسرز سید حامد علی اینڈ سنز آرمز ڈیلرز جھنگ

4 ۔ میسرز حسن اینڈ حسن آرمز ڈیلرز جھنگ

5 ۔ ملک عبدالمجید ۔ آرمز ڈیلرز چنیوٹ ضلع جھنگ

6 ۔ میسرز محمد فاروق ۔ صغیر احمد آرمز ڈیلرز جھنگ

7 ۔ میسرز فیروز دین اینڈ سنز آرمز ڈیلرز جھنگ صدر

8 ۔ میسرز عصمت اللہ ۔ محمد یوسف ۔ آرمز ڈیلرز ۔ شورکوٹ ۔ جھنگ

ضلع سرگودھا

1 ۔ میسرز صاحبزادہ غلام فخرالدین ۔ ولی محمد آرمز ڈیلرز کچہری روڈ سرگودھا

2 ۔ میسرز حاجی چراغ دین ۔ غلام قادر ۔ آرمز ڈیلرز کچہری روڈ سرگودھا

3 ۔ میسرز مجاہد ہاؤس ۔ کچہری بازار سرگودھا

4 ۔ میسرز کرم الٰہی نشتر مارکیٹ سرگودھا

5 ۔ میسرز ارشد میڈیکل ہال ۔ آرمز ڈیلرز کچہری بازار سرگودھا

6 ۔ میسرز جنرل ملز اینڈ آرمز سٹور کچہری بازار سرگودھا

7 ۔ میسرز مقصود میڈیکل اینڈ آرمز سٹور کچہری بازار سرگودھا

8 ۔ میسرز جدید میڈیکل اینڈ آرمز سٹور کچہری بازار سرگودھا

9 ۔ میسرز جنرل کمرشل ایجنسی آرمز ڈیلرز کچہری بازار سرگودھا

10 ۔ میسرز مغل اسلحہ ہاؤس سرگودھا

11 ۔ میسرز رحمان اسلحہ ہاؤس کچہری بازار سرگودھا

12 - میسرز پاکستان میڈیسن اینڈ آرمز کمپنی کچہری بازار سرگودھا
13 - میسرز نذیر اینڈ کمپنی آرمز ڈیلرز بھلوال ضلع سرگودھا
14 - میسرز کھل میڈیکل اینڈ آرمز سٹور - جوہر آباد - ضلع سرگودھا
15 - میسرز اعوان اسلحہ ہاؤس خوشاب - ضلع سرگودھا -
16 - میسرز مرزا محمد الیاس آرمز ڈیلرز بلاک نمبر 12 سرگودھا
17 - میسرز محمد اقبال آرمز ڈیلرز بلاک نمبر 14 سرگودھا
18 - میسرز محمد اختر آرمز ڈیلر بھلوال ضلع سرگودھا
19 - میسرز محمد اقبال مغل ہاؤس - آرمز ڈیلرز سرگودھا
20 - میسرز ایم کمال اینڈ سنز آرمز ڈیلر سرگودھا

ضلع لائل پور

1 - میسرز شیخ محمد لطیف آرمز ڈیلرز - ریل بازار لائل پور
2 - میسرز شیخ احسان کریم اینڈ سنز آرمز ڈیلرز - ریل بازار لائل پور
3 - میسرز مرزا عبدالعزیز اینڈ سنز کچہری بازار لائل پور
4 - میسرز محمد علی اینڈ سنز الٹرلیشنل آرمز - ڈیل گھر لائل پور
5 - میسرز محمد خلیل ارشد آرمز ڈیلر لائل پور
6 - میسرز محمد یوسف اینڈ کمپنی بیرون جعفری گیٹ ریل بازار لائل پور
7 - میسرز محمد افضل آفتاب احمد آرمز ڈیلرز ٹوبہ ٹیک سنگھ
8 - میسرز محمد یوسف - عبدالخالق مارکیٹ بازار جڑانوالہ - ضلع لائل پور
9 - میسرز محمد نذیر اینڈ کمپنی آرمز ڈیلرز ریلوے بازار لائل پور
10 - میسرز مستری غلام رسول آرمز ڈیلر جنیوٹ بازار لائل پور
11 - میسرز میاں دوست محمد کاپی بازار جڑانوالہ - ضلع لائل پور
12 - میسرز محمد علی میاں رجادہ - آرمز ڈیلرز لاہور روڈ - جڑانوالہ ضلع لائل پور

13 ۔ میسرز بھٹی اینڈ کمپنی تاندلیانوالہ ۔ ضلع لائل پور

14 ۔ میسرز ارشد اینڈ کمپنی ۔ نیشنل کلاتھ مارکیٹ لائل پور

15 ۔ میسرز محمد یوسف آرمز ڈیلرز حاجی چوک کچہری ضلع لائل پور

16 ۔ میسرز محمد شفیق اینڈ برادرز ۔ آرمز ڈیلرز ۔ لوہا لیک سنگھ ضلع لائل پور

17 ۔ میسرز محمد سلیم آزاد ۔ آرمز ڈیلرز گوجرہ ضلع لائل پور

18 ۔ میسرز فضل محمد ۔ پیر محل ۔ تحصیل لوہا لیک سنگھ ۔ ضلع لائل پور

ضلع میانوالی

1 ۔ میسرز غلام محمد خان ۔ خانکی خیل ۔ ضلع میانوالی

2 ۔ میسرز غلام محمد ۔ محمد انور خان ۔ خانکی خیل ۔ بھکر ضلع میانوالی

3 ۔ میسرز فضل احمد خان ۔ میانوالی

بہاولپور ڈویژن

ضلع بہاولپور

1 ۔ میسرز حاجی محمد دین ۔ آرمز ڈیلرز ۔ شہزادی چوک ۔ بہاولپور

2 ۔ میسرز جمیل اینڈ کمپنی ۔ آرمز ڈیلرز ۔ شاہی بازار ۔ بہاولپور

3 ۔ میسرز بشیر اینڈ کمپنی ۔ آرمز ڈیلرز شاہی بازار ۔ بہاولپور

4 ۔ میسرز برکت علی ۔ آرمز ڈیلرز ۔ احمد پور ایسٹ ۔ بہاولپور

ضلع بہاولنگر

1 ۔ میسرز شیخ محمد صدیق ۔ محمد ادریس اینڈ کمپنی آرمز ڈیلرز ۔ ریل بازار بہاولنگر

2 ۔ میسرز محمد سرفراز احمد ۔ لیو بازار ۔ چشتیاں ۔ ضلع بہاولنگر

3 ۔ میسرز محمد شاکر اینڈ سنز ۔ اسلحہ ڈیلرز بہاولنگر

4 ۔ میسرز محمد امین اینڈ سنز ۔ آرمز ڈیلر ۔ فقیر والی ۔ چاولنگر

5 ۔ میسرز محمد برخوردار ۔ آرمز ڈیلر ۔ فورٹ عباس ۔ ضلع بہاولنگر

6 ۔ میسرز چوہدری ریاست علی آرمز ڈیلرز ہارون آباد ضلع چاولنگر

7 ۔ میسرز محمد بشیر ۔ آرمز ڈیلرز فورٹ عباس ۔ ضلع بہاولنگر

8 ۔ میسرز محمود احمد خان ۔ آرمز ڈیلرز ۔ چشتیاں ۔ ضلع چاولنگر

9 ۔ میسرز رحمت اللہ اینڈ سنز ۔ آرمز ڈیلرز ۔ فقیر والی ضلع چاولنگر

ضلع رحیم یار خان

1 ۔ میسرز پنجند آرمز کمپنی ۔ رحیم یار خان

2 ۔ میسرز غنی سنز ۔آرمز ڈیلرز ۔ رحیم یار خان

3 ۔ میسرز گلزار آرمز کمپنی ۔ رحیم یار خان

4 ۔ میسرز جاوید آرمز کمپنی ۔ رحیم یار خان

5 ۔ میسرز جاوید آرمز کمپنی ۔ صادق آباد ۔ ضلع رحیم یار خان

6 ۔ میسرز نیشنل آرمز کمپنی ۔ صادق آباد ضلع رحیم یار خان

7 ۔ میسرز حاجی عبدالرحمان اینڈ کمپنی ۔ آرمز ڈیلرز ۔ خان پور ضلع رحیم یار خان

کل تعداد اسلحہ تاجران پنجاب ۔ 161 یکصد اکسٹھ

———

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

منگل ۔ 6 اپریل 1976ء
(سہ شنبہ ۔ 5 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ط وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ط وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ج فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

پ ۵ ۔ س ۴ ۔ رکوع ۸ ۔ آیات ۷۹ تا ۸۱

اے انسان تجھ کو جو فائدہ پہنچتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو نقصان پہنچتا ہے وہ تیری [illegible] کی وجہ سے ہے اور اے پیغمبر ہم نے تم کو لوگوں کی ہدایت کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس بات کا اللہ [illegible] جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا۔ تو بلاشبہ اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے۔ تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ آپ کی فرمانبرداری دل سے منظور ہے) لیکن تمہارے پاس سے جب چلے جاتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض لوگ تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو وہ مشورے کرتے ہیں اللہ ان کو لکھتا جاتا ہے۔ تم ان کی پرواہ مت کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کارساز کافی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سلطان پورہ روڈ لاہور کی تعمیر

*4100 ۔ **مرزا فضل حق** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں سلطان پورہ روڈ جو سلطان پورہ اور اس کی نواحی آبادیوں کوچہ محمدی ۔ کوٹ خواجہ سعید اور فیض باغ سے گزرتی ہے کی حالت نا گفتہ بہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک میں جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں ۔ کئی جگہ سے تو سڑک کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور کارپوریشن کو مذکورہ سڑک کی دوبارہ تعمیر کے احکامات صادر کرے گی تاکہ لوگوں کی پریشانی دور ہو ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) صرف 400 فٹ لمبی سڑک کی حالت نشیب زدہ ہونیکی وجہ سے غیر تسلی بخش ہے ۔

(ج) اس سڑک کو درست کرنے کے لیے مبلغ 97,720 روپے کا تخمینہ تیار ہوگیا ہے ۔ بعد از منظوری تخمینہ و ٹینڈر اس سڑک کو سال رواں میں بنا دیا جائے گا ۔

مجاہد آباد رام گڑھ کی گلی نمبر 39 میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام

*4329 ۔ **مرزا فضل حق** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مجاہد آباد رام گڑھ لاہور کی بیشتر گلیوں میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام ہے مگر گلی نمبر 39 میں کوئی سٹریٹ لائٹ نہیں ہے جس کی وجہ سے اکثر چوری کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گلی نمبر 39 میں سٹریٹ لائٹ نہ لگوانے کی کیا وجوہ ہیں نیز حکومت کب تک مذکورہ گلی میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام کرے گی اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں - گلی نمبر 39 میں لائٹ نہیں ہے -

(ب) گلی نمبر 39 مجاہد آباد رام گڑھ میں سٹریٹ لائٹ لگوانے کے لیے واپڈا کو لکھا جا رہا ہے -

---

شاہدرہ کے مشرقی جانب لائن کے نیچے سڑک کی تعمیر

*5027 - **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شاہدرہ کے مشرقی جانب آبادی دن بدن تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ریلوے لائن کو عبور کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر لائن کے اوپر پل یا لائن کے نیچے سڑک بنانے کے لیے کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے - اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکیم پر کب تک عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : جی ہاں -

(ب) شاہدرہ ٹاؤن ریلوے کراسنگ پر پل تعمیر کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے -

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ حلقہ نمبر 6 کے انتخاب کے دنوں میں حکومت کی طرف سے کئی وزیروں نے پل تعمیر کرنے کے لیے یقین دہانی کرائی تھی ؟

مسٹر سپیکر : اگر رئیس شبیر احمد صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے تو ان سے پوچھئے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا! یہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ دن اور وقت بتائیں کہ فلاں دن فلاں جگہ پر فلاں وزیر نے یہ بات کہی تھی جس کے متعلق میں ان کو کہوں کہ وہ اس کا جواب دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! انھوں نے انتخابی جلسوں میں تقریر کرتے ہوئے پل کی تعمیر کے سلسلے میں کہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ بڑی wide بات ہے ۔ یا تو آپ specify کریں کہ فلاں دن فلاں جلسے میں فلاں وزیر نے یہ بات کہی تھی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب کیا وہ انتخابی وعدہ تھا ؟

مسٹر سپیکر : اگلا سوال ۔

شاھدرہ ٹاؤن میں گراؤنڈ یا پارک کی تعمیر

***5028 ۔ چوھدری امان اللہ لک :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شاھدرہ ٹاؤن کی آبادی تقریباً 60 ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ آبادی میں لڑکوں کے کھیلنے کے لیے کوئی گراؤنڈ یا پارک نہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں کوئی گراؤنڈ یا پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ۔

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ گراؤنڈ موجود ہے ۔

(ج) گراؤنڈ پہلے ہی موجود ہے ۔

ضلع کیمبلپور میں ہیلز ویکس کولسل کے ترقیاتی منصوبے کے لیے رقم کی تخصیص

***6145 ۔ ملک منور خان :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ ۔

(الف) حکومت نے پیپلز ورکس کونسل ضلع کیمبلپور کے لیے 1973-74ء کے بجٹ میں ترقیاتی سکیموں کے لیے کل کتنی رقم مختص کی اور اس رقم میں سے کتنی پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعے اور کتنی ٹھیکوں کے ذریعے خرچ کی گئی ۔

(ب) ضلع کیمبلپور کی پیپلز ورکس کونسل نے 1973-74ء کے لیے جو ترقیاتی منصوبے ٹھیکوں پر دیئے ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے اور تمام ٹھیکیداروں کے نام کیا ہیں ۔

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) (1) کل رقم جو حکومت نے سال 1973-74ء میں عوام تعمیراتی پروگرام کے تحت ترقیاتی سکیموں کے لیے مختص کی ۔ 10,00,000.00 روپے

(2) سابقہ باقی رقم ۔ 18,38,120.26 ,,

میزان 28,38,120.26 ,,

(3) کل رقم جو پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعے خرچ کی گئی ۔ 17,14,930 32 ,,

(4) کل رقم جو ٹھیکوں کے ذریعے خوچ کی گئی ۔ 6,40,055.33 ,,

(ب) تفصیل منصوبہ جات جو ٹھیکوں پر دیے گئے ۔

نمبر شمار	نام سڑک	نام ٹھیکیدار	ادائیگی دوران 1973-74ء	
1	2	3	4	
1۔	سروالا روڈ	وارث خان از شکر درہ	73,135.73	روپے
2۔	حیدر چوک تا گڑھی متنی روڈ	فضل جمیل از کیمبل پور	75,220.	,,
3۔	سرکہ دامان روڈ	شیر افضل از کیمبل پور	11,616.00	,,
4۔	کیمبل پور ، جسیاں روڈ ۔	فضل جمیل از کیمبل پور	28,091.00	,,

1	2	3	4
5۔ حسن ابدال پتھر گڑھ روڈ	-	- -	48,275.30 روپے
6۔ تلہ گنگ ملک وال روڈ	منظور حسین از پنڈ سلطانی		44,691.31 ,,
7۔ ٹبی لنک روڈ			37,840.00 ,,
8۔ مرجال روڈ	ملک محمد صادق		1,144.55 ,,
9۔ سڑک کیمبل پور تا بس سٹینڈ	شیر افضل از کیمبل پور		36,000.00 ,,
10۔ نوتھیاں کڑیال روڈ	منظور حسین از پنڈ سلطانی		88,961.81 ,,
11۔ پنڈی گھیب نوشہرہ روڈ	نور محمد از کھوڑ		13,046.60 ,,
12۔ کھوڑ کمپنی تا کھوڑ گاؤں	منظور حسین از پنڈ سلطانی		20,111.12 ,,
13۔ کامل پور - شیر جنگ روڈ	عبدالعزیز از فتح جنگ		26,453.48 ,,
14۔ پنجند لنک روڈ	نذیر احمد		1,38,903.55 ,,
15۔ پنجند لنک روڈ	نذیر لنک روڈ	-	-
16۔ نوتھیال کڑیاں روڈ	نور محمد از کھوڑ		27,856.16 ,,
17۔ ٹمن اکوال روڈ	حاجی غلام حیدر از تلہ گنگ		27,808.00 ,,
	میزان		6,40,055.33 روپے

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ٹھیکیدار نے ٹھیکے کی مدت میں ٹھیکہ ختم کر لیا تھا اور کام مکمل کر دیا تھا۔

مسٹر سپیکر : کام مکمل ہو گیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جب ٹھیکہ دیا جاتا ہے اس کے لیے وقت مقرر کیا ہوتا ہے اور عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ فنڈز ختم ہو جاتے ہیں اس کے باوجود کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں وقت کی کونسی بات ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : سوال یہ ہے کہ کام مقرر میعاد میں ختم ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : مقررہ میعاد کی بات کہاں سے آ گئی ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : سوال نکلتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال نکلنے کی بات نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : سوال تو بنتا ہے ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ اجازت دیں یا نہ دیں ۔ اس میں میعاد گزرنے کی بات ہے کام ہونے کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : کام مکمل ہو گیا ہے ۔ اور پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے ۔

چاہ بوہڑ والا ملتان میں فرش اور نالیوں کی تعمیر

***6234 ۔ سید ناظر حسین شاہ :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل بلدیہ ملتان نے چاہ بوہڑ والا میں فرش اور نالیوں کی تعمیر کا ٹھیکہ ایک شخص مسمی فیاض عرف چاند نامی کو دیا تھا جس نے ابھی تک صرف آدھا کام مکمل کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ علاقہ کے عوام نے اس امر کی اطلاع بلدیہ ملتان کو دے دی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چاہ بوہڑ والا ملتان کے فرش اور نالیوں کی تعمیر کا بقایا کام جلد مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات ۔ (رئیس شبیر احمد) (الف) اس حد تک درست ہے کہ

مذکورہ کام ٹھیکیدار سمی فیاض احمد کو دیا گیا تھا ۔ البتہ فرش بندی اور نالیوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے ۔

(ب) کام کے دوران کام کی رفتار سے متعلق علاقہ کے عوام اور متعلقہ عملہ کی معرفت اطلاعات کا موصول ہونا تسلیم ہے ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے ۔

ملتان شہر کی بستیوں میں ڈسپنسریوں کا اجراء

*6235 ۔ **سید ناظم حسین شاہ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان شہر کے محلہ طارق آباد ۔ چاہ تھلے والا ۔ شجاع آباد روڈ ۔ محلہ فرید آباد اور گھاس منڈی میں کوئی ڈسپنسری نہیں ہے جس کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ علاج معالجہ سے محروم ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ محلوں میں علیحدہ علیحدہ ڈسپنسری کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) ملتان شہر کے محلہ طارق آباد ۔ چاہ تھلے والا ۔ شجاع آباد روڈ ۔ محلہ فرید آباد اور گھاس منڈی کے مرکز میں لکڑ منڈی ڈسپنسری موجود ہے جو ان آبادیوں کے شہریوں کی ضروریات کو پورا کرتی ہے ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سمندری کنجوانی گڑھ سڑک کی پتن لہر شاہانہ تک پختگی

*6339 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تقریباً 4 سال پہلے تحصیل سمندری ضلع

لائلپور میں ڈسٹرکٹ کونسل نے سمندری کنجوانی گڑھ سڑک کو پتن نہر شاھانہ تک پختہ کرنے کی منظوری دی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک سمندری سے تقریباً 18 میل تک پختہ ہو چکی ہے لیکن پتن نہر شاھانہ تک ایک میل کے ٹکڑے کو ابھی تک پختہ نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے اس ایک میل ٹکڑے کے درمیان جو دیہات واقع ہیں ان کے مکینوں کو سخت تکلیف کا سامنا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سمندری کے اس علاقہ کے لوگوں کو ساہیوال جانے کے لیے پتن نہر شاھانہ بہترین راستہ ہے ۔

(د) اگر جزوھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایک میل کے ٹکڑے کو پختہ نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اس علاقے کے لوگوں کی تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) سمندری کے لوگوں کو ساہی وال جانے کے لیے بہترین اور نزدیک ترین راستہ نور شاہ پتن ہے ۔ اب نور شاہ پتن پر ضلع کونسل ساہیوال نے کشتیوں کا پل تعمیر کیا ہے ۔ نور شاہ سے ساہیوال تک پختہ سڑک ہے سمندری سے دریا کے کنارے تک پختہ سڑک موجود ہے ۔ دریائی حصہ سروس روڈ موجود ہے ۔

(د) اگر سڑک ہذا کے ایک میل کے ٹکڑے کو پختہ کر بھی دیا جائے تو پھر بھی لوگوں کو ساہیوال جانے کے لیے تکلیف ہوگی کیونکہ پتن سے آگے ضلع ساہیوال میں کوئی پختہ سڑک نہیں ہے ۔ مزید برآں نور شاہ پتن پر پل بن جانے سے نہر شاھانہ

پتن کی کوئی اہمیت نہیں رہی ۔ اس کے علاوہ ضلع کونسل لائل پور کی مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے اس ٹکڑے کو بنانے سے قاصر ہے ۔

جلال پور پیروالہ (ملتان) کے سول ہسپتال کے لیے ادویات کے کوٹے میں ابزادی

*6381 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیر والہ ضلع ملتان کا علاقہ دور افتادہ اور پسماندہ ہونے کے علاوہ غیر معمولی طور پر سیلاب زدہ بھی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل ملتان کے تحت یہاں ایک سول ہسپتال قائم ہے جو شہری آبادی کے علاوہ دیہی ڈیڑھ لاکھ آبادی کی صحت کا ضامن ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال کو دیہاتی ڈسپنسری کے معیار پر ادویہ کا سالانہ کوٹہ صرف 5 ہزار روپے مہیا کیا جاتا ہے جو اس قدر قلیل ہے کہ چلی سرمائی میں ہی ختم ہو جاتا ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کے لیے ادویہ کا سالانہ کوٹہ کم از کم دس ہزار روپے مخصوص کرے گی ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ مگر دیہی آبادی کو طبی سہولتیں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال شجاع آباد سے بھی میسر ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ سال رواں میں ادویہ کے لیے تقریباً مبلغ گیارہ ہزار روپے کی رقم ڈسپنسری ہذا کے لیے مختص کئے گئے ہیں ۔

راجہ فضل خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر کے ہسپتال تک پہنچنے کے لیے موبائیل ایمبولینس کا بندوبست کر رکھا ہے ؟

وزیر بلدیات : اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے ۔

جلالپور پیروالہ (ملتان) کے ہسپتال کے لیے ایکسرے پلانٹ کی فراہمی

***6382 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان جس کی شہری آبادی 15 ہزار اور نواحی دیہی آبادی ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے میں ایک ہسپتال ضلع کونسل کا موجود ہے جو مذکورہ علاقہ کی صحت کا واحد ہسپتال ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ہسپتال ضلعی ہیڈ کوارٹر سے تقریباً 60 میل اور تحصیلی ہیڈ کوارٹر سے 27 میل دور ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں ایکسرے پلانٹ کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو ایکسرے حاصل کرنے کے لیے دور جانا پڑتا ہے جو موجب کوفت ہوتا ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں ترقیاتی پروگرام کے تحت ایکسرے پلانٹ نصب کرنے کا ارادا رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ایکسرے پلانٹ شجاع آباد کے ہسپتال میں موجود ہے ۔ اور جلالپور پیروالہ کے لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں ۔

(د) جی نہیں ۔ ایسی کوئی تجویز فی الحال زیر غور نہ ہے ۔

ڈسٹرکٹ کونسل ملتان میں چندہ (برائے تعلیم) کی معافی

*6495 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈسٹرکٹ کونسل ملتان سے چندہ (برائے تعلیم) لیتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو چندہ سالانہ کیا ہوتا ہے ۔

(ب) پرائمری ایجوکیشن اور دیگر ادارہ جات تعلیمی گورنمنٹ کے پاس آنے سے پہلے ڈسٹرکٹ کونسل کتنا خرچہ کرتی تھی ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پہلا خرچہ چندہ سے کم تھا ۔

(د) کیا حکومت یہ چندہ معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ادارہ کی حالت سنبھل سکے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) درست ہے ۔ سالانہ چندہ مبلغ 28,00,000 روپے ہے ۔

(ب) مبلغ 40,05,104 روپے ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) جی ہاں ۔ حکومت نے تیس فیصد کی کٹوتی یکم جولائی 1975ء سے ختم کر دی ہے اور مزید پنشن بیس فیصد سے دس فیصد یکم جولائی 1974ء سے کم کر دی ہے ۔ اس طرح ادارہ کو کافی سہولت مل جائے گی ۔

ڈونگہ بونگہ میں ڈسپنسری کی عمارت کی تعمیر

*6736 ۔ **راؤ مراتب علی خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1969ء میں جناب گورنر مغربی پاکستان نے ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر کے دورہ کے دوران سول ڈسپنسری ڈونگہ بونگہ میں مریضوں کے قیام کے لیے ڈسٹرکٹ کونسل اور صوبائی حکومت کے مساوی فراہم

کردہ اخراجات پر ایک بڑا کمرہ تعمیر کرنے کی منظوری عطا فرمائی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1970ء میں مذکورہ بالا طریق سے سرمایہ فراہم کرکے ظفر نامی ٹھیکیدار کے ذریعہ منصوبہ کے کام کا آغاز کیا گیا تھا مگر ٹھیکیدار مذکور چھتوں تک عمارت کی تعمیر کرکے بھاگ گیا اور پھر یہ منصوبہ سرخ فیتہ کا شکار ہوگیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1970ء سے تاحال ہزاروں روپیہ صرف ہونے کے باوجو یہ عمارت نامکمل ہے ۔

(د) مذکورہ منصوبہ پر کس قدر خرچ ہوا ۔ کس قدر سرمایہ اصل کام سے زائد رقم کی صورت میں ٹھیکیداروں کو ادا کیا گیا اور یہ منصوبہ کس اوورسیئر یا انجینئر کی زیر نگرانی تعمیر ہو رہا ہے ۔

(ہ) کیا حکومت مذکورہ بالا نامکمل عمارت کو مکمل کرانے کے لیے رقم فراہم کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نیز ضلعی انتظامیہ نے اپنی تحقیقات میں ایسی بے قاعدگی کا کس کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور اس کے خلاف کیا تادیبی یا انضباطی کارروائی کی گئی نیز کیا ٹھیکیدار کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔ عمارت مکمل ہو چکی ہے ۔

(د) عمارت ہذا پر مبلغ 50,233 روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ ٹھیکیدار کو مبلغ 8000 روپے کی زائد ادائیگی ہو گئی تھی ۔ یہ منصوبہ پہلے متوفی غلام حسین اوورسیئر اور اب رانا نعیم سینئر سرویئر اور چوہدری منظور احمد انجینئر انچارج کے زیر نگرانی مکمل ہوا ہے ۔

(ھ) مذکورہ عمارت مکمل ہو چکی ہے - نیز بے قاعدگی کردہ ملازم مسٹر محمد اجمل اکاؤنٹنٹ کو تبدیل کیا جا چکا ہے اور ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ کرکے اس سے زائد رقم کی واپسی کی کارروائی کی گئی ہے - اس نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے اور مقدمہ زیر سماعت ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس اکاؤنٹنٹ کے لیے تبدیلی کی سزا کافی ہے ؟ اگر اس کے خلاف کوئی چیز پائی گئی تو تادیبی کارروائی کیوں نہیں ہوئی ؟

وزیر بلدیات : کیس عدالت میں ہے -

قصبہ ڈونگہ بونگہ میں گندے پانی کی نکاسی

***6740 - راؤ مراتب علی خان :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر کے 15 ہزار سے زائد باشندے گندے پانی کی عدم نکاسی کے باعث دس سال سے ایک مستقل عذاب سے دوچار ہیں -

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ قصبہ مذکور کے اندر چار مقامات پر روزمرہ کا گندہ پانی اور بارش کا پانی ہر سال تباہی مچا دیتا ہے جس سے سینکڑوں مکانات منہدم ہو جاتے ہیں -

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ کئی سالوں سے وافر مقدار میں گندہ پانی جمع ہونے سے سیم کی صورت پیدا ہو گئی ہے اور تمام آبادی کے مکانات قابل انہدام ہو کر خطرناک صورت اختیار کر چکے ہیں اور انسانی جانوں کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے -

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ قصبہ مذکور میں ایسا گندہ پانی جمع رہنے سے ناقابل برداشت تعفن پیدا ہو چکا ہے جس سے مچھروں کی شدید بہتات ہے - نتیجتاً ملیریا اور دیگر متعدی

بیماریوں کی وجہ سے ہر سال انسانی جانوں کا اتلاف ہو جاتا ہے ۔

(ھ) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قصبہ مذکور کی واجبی ضروریات کو نظر انداز کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) چار جوھڑوں میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے ۔

(ج) سیم پیدا ہو گئی ۔ اس سال 447 مکان گرے اور 587 مکانات کو نقصان پہنچا ۔

(د) درست ہے ۔

(ھ) کمیٹی کی مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے کوئی سکیم تکمیل کو نہیں پہنچی ۔ پبلک ہیلتھ انجینیرنگ بہاولنگر کے پمپ منگوا کر پانی کے نکاس کا عارضی انتظام کیا گیا ہے ۔

بلال گنج سوہنی روڈ لاہور میں نصب شدہ نلکے کو بند کرنا

***6901 - چوھدری منظور احمد** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلال گنج سوہنی روڈ لاہور میں نصب شدہ نلکے کو گوالوں اور تانگے والوں نے ذاتی مصرف میں لے رکھا ہے اور مذکورہ نلکے پر گوالے اور کوچوان مویشیوں کو نہلاتے ہوئے آپس میں لڑتے ہیں اور گالی گلوچ اور غلیظ مذاق کرتے ہیں جس سے محلہ کی خواتین سخت نالاں ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نلکے کی وجہ سے اہل بلاک کے کوارٹروں کے درمیان ضائع شدہ پانی ایک جوہڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس سے گزرنے والوں کو سخت دقت پیش آتی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نلکے کو فوری طور پر بند کرنے کا

ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) بلال گنج موہنی روڈ کا سرکاری نلکہ 1967ء سے قبل لاہور کارپوریشن نے نصب کرایا تھا بعد میں جب پانی کی فراہمی کا نظام لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کے سپرد ہوا تو یہ نلکہ بھی ٹرسٹ کو منتقل ہوگیا ۔ اس نلکے سے اردگرد رہنے والے بے شمار غریب لوگ مفت پانی حاصل کرتے ہیں جو اپنے گھروں میں پانی کا علیحدہ کنکشن لینے یا پانی کا بل ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے ۔ یہ درست ہے کہ بعض گوالے اور کوچوان بھی اس نلکے سے پانی حاصل کرتے ہیں لیکن اکثریت غریب لوگوں کی ہے جو اس نلکے سے مفت پانی پیتے ہیں ۔

(ب) متذکرہ نلکے کی وجہ سے علاقے میں کوئی جوہڑ نہیں بنا ۔ اس نلکے کا ضائع شدہ پانی کسی جگہ جمع نہیں ہوتا بلکہ بالکل قریب بنی ہوئی گندے پانی کی نالی میں چلا جاتا ہے ۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ اس نلکے کے قریب ایک صارف کی پرائیویٹ لائن سے پانی رس رہا تھا جس کے باعث کچھ کیچڑ سا بن جاتا تھا ۔ اب اس لائن کی مرمت کرا دی گئی ہے ۔

(ج) اس نلکے کو بند کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ اس اقدام سے کم از کم اڑھائی تین سو غریب لوگ جن میں بچے بوڑھے اور عورتیں شامل ہیں پانی جیسی ضروری سہولت سے محروم ہو جائیں گے ۔

مونٹ ابورسٹ انڈسٹریل کارپوریشن سے قریبی مکینوں کو پیش آنے والی تکلیف سے بچانا

***6945 ۔ چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 84 ۔ میکلوڈ روڈ لاہور جہاں پر ''مونٹ ایورسٹ انڈسٹریل کارپوریشن'' واقع ہے کے عین اوپر چند رہائشی گھر ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ صنعتی ادارے میں جب سوئی گیس کی بھٹی پورے پریشر سے چلتی ہے تو (خاص طور پر گرمیوں کے موسم میں) بھٹی سے خارج ہونے والی گرمی سے اوپر والے گھروں کے مکینوں کے لیے دوزخ کا نمونہ بن جاتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بھٹی سے لرزش پیدا ہوتی ہے کیوں کہ گیس دباکہ سے جلتی ہے جس سے اس بلڈنگ کے مکین کسی وقت بھی کسی حادثہ سے دو چار ہو سکتے ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ صنعتی ادارہ میں سلائی مشینوں پر کئے جانے والے رنگ سے بدبو خارج ہوتی ہے جو اوپر کے حصہ میں رہائش پذیر مکینوں کو سخت پریشان کرتی ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ صنعتی ادارہ میں نصب شدہ بھٹی تمام دن چلتی رہتی ہے اور بسا اوقات یہاں رات کو اوور ٹائم بھی لگایا جاتا ہے ۔

(و) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ صنعت سے قریبی مکینوں کو پیش آنے والی تکالیف سے بچانے کے لیے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات ۔ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔

(ہ) جی ہاں ۔

(و) لاہور میونسپل کارپوریشن بائی لاز کے مطابق ضروری اقدامات عمل میں لائے گئے ہیں اور مالکان بھٹی کے متعدد چالان بھی کئے جا چکے ہیں اور آئندہ بھی چالان کئے جائیں گے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اگر چالان کرنے سے اس جرم کا انسداد نہیں ہوا تو کیا حکومت کوئی دوسرا طریقہ کار اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات : جی ہاں ! مکینوں کو اس عذاب سے نجات دلانے کے لیے مؤثر اقدامات کا جائزہ لیا جا رہا ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! یہ اقدامات فوری ہونے چاہئیں ۔ آگے گرمیاں آ رہی ہیں ۔ وہاں کوئی ایر کنڈیشن تو نہیں جو انہیں ٹھنڈک پہنچائے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : اگر چالانوں کا طریقہ کامیاب نہیں ہو سکتا تو کیا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے کہا ہے کہ دوسرے اقدامات پر غور کیا جا رہا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : تو یہ دس سال تک ہوتا رہے گا ، پہلے بھی اسی طرح ہوتا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ پوچھیں کہ اس پر کب تک غور ہوتا رہے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس حکومت کے غور ختم ہی نہیں ہوتے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کا سوال نہیں بنتا ۔ بجائے اس کے کہ آپ شکایت کریں آپ ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ان اقدامات کے متعلق آپ کب تک فیصلہ کریں گے لیکن آپ اس میں interested معلوم نہیں ہوتے ۔

سرگودہا میں اضافی بستی کی تعمیر

***7209 ۔ ملک محمد اعظم** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودہا شہر میں عوام کو رہائشی ضرورت کے مطابق پلاٹ دستیاب نہیں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرگودہا کے عوام کے لیے کوئی مزید اضافی بستی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور کہاں ؟

وزیر ہاؤسنگ و اربکل پلاننگ ۔ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ چک نمبر 71 این ۔ بی ۔ سرگودھا میں کم آمدنی والے لوگوں کے لیے ہاؤسنگ سکیم کا منصوبہ منظور کیا جا چکا ہے ۔ اس سلسلے میں سروے وغیرہ کا کام اسی مالی سال میں شروع ہونے کی توقع ہے ۔ اس کی لاگت کا تخمینہ ایک کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کے قریب ہے ۔ اور یہ تقریباً 387 ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوگی ۔ امید ہے کہ یہ منصوبہ 1976-77ء کے مالی سال میں پایۂ تکمیل کو پہنچے گا ۔

ملک بھ اعظم : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ اس کی تعمیر کب تک شروع کر دی جائے گی ؟

وزیر ہاؤسنگ و اربکل پلاننگ : جلد از جلد تعمیر شروع کر دی جائے گی ۔

ملک بھ اعظم : جلد از جلد میں کتنے سال لگیں گے ؟

مسٹر سپیکر : آپ اندازاً بتا دیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و اربکل پلاننگ : اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں ۔ سرگودھا میں ایک centralised سکیم محکمہ ہاؤسنگ نے شروع کی تھی جو مکمل ہے اور اس کی دیکھ بھال کا کام میونسپل کمیٹی سرگودھا کے سپرد کیا گیا ہے ۔ اس سکیم میں حکومت کی پالیسی کے مطابق بے گھر لوگوں کو پلاٹ دیے گیے ہیں ۔ آبادی کے دباؤ کے پیش نظر سابقہ حکومتوں نے مکانات کی کمی دور کرنے پر کوئی توجہ نہ دی ۔ پہلے یہ سکیم چک 71 شمالی میں تجویز کی گئی تھی مگر اب یہ سکیم چک 43 میں تجویز کی گئی ہے ، اس کے لیے زمین حاصل کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ موجودہ مالی سال میں اس کے لیے 30 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ پراجیکٹ 1976-77 میں مکمل ہو جائے گا اور چھ ہزار خاندانوں کی رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*7301 **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں کون کون سی ہاؤسنگ سکیموں کے تحت کہاں کہاں بستیاں زیر تعمیر ہیں اور وہ کس مرحلہ میں ہیں۔

(ب) مذکورہ ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کب تک شروع کی جائے گی اور الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہوگا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ (رئیس شبیر احمد) : (الف) حکومت اس وقت مندرجہ ذیل شہروں میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہاؤسنگ سکیموں پر عملدرآمد کر رہی ہے جن کے ذریعے پلاٹ فراہم کئے جائیں گے۔

(1) لاہور (2) لائل پور (3) چنیوٹ (4) گوجرانوالہ (5) ملتان (6) رحیم یار خان (7) مظفر گڑھ (8) جہلم (9) کیمبلپور (10) بہاولنگر (11) سرگودھا (12) سیالکوٹ (13) راولپنڈی (14) شیخوپورہ (15) گجرات (16) جھنگ (17) بہاول پور (18) وہاڑی (19) خان پور (20) اوکاڑہ

ہاؤسنگ سکیمیں ترقی کے مختلف مراحل سے گزر رہی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) ہاؤسنگ سکیمیں جو تقریباً مکمل ہوچکی ہیں۔

(1) کیمبلپور (2) جھنگ۔

(2) ہاؤسنگ سکیمیں جو ترقی کے آخری مراحل تک پہنچ گئی ہیں۔

(1) جہلم (2) چنیوٹ (3) وسن پورہ لاہور (4) ملتان (5) مظفر گڑھ (6) رحیم یار خان (7) بہاول پور۔

(3) ہاؤسنگ سکیمیں جن میں ترقی کی رفتار تسلی بخش ہے۔

(1) راولپنڈی (2) لائل پور (3) گوجرانوالہ (4) بہاولنگر (5) وہاڑی (6) خان پور۔

(4) ہاؤسنگ سکیمیں جن کے لیے زمین حاصل کی جا رہی ہے۔

(1) شیخوپورہ (2) اوکاڑہ (3) سیالکوٹ (4) گجرات (5) سرگودھا مندرجہ بالا سکیموں کے علاوہ حکومت لاہور میں 380 فلیٹوں پر مشتمل ایک کثیرالمنزلہ منصوبہ پر علمدرآمد کر رہی ہے۔ لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں بھی کام کی رفتار تیز کر دی گئی ہے اور اسی طرح لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی ملتان روڈ سکیم بھی ترقی کے منازل طے کر رہی ہے۔ اس سال تقریباً 30 اضافی بستیوں پر کام شروع کیا جائے گا۔

(ب) ایسی ہاؤسنگ سکیموں میں جو تقریباً مکمل ہو چکی ہیں یا جلد ہی مکمل ہونے والی ہیں الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں لی جا رہی ہیں اور اس ضمن میں ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ مناسب تشہیر بھی کی جا رہی ہے۔ رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار وضع کردہ پالیسی کے تحت حسب ذیل ہوگا :۔

(1)	الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی	60 فیصد
(2)	الاٹمنٹ بذریعہ حکومت	10 ,,
(3)	الاٹمنٹ بذریعہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی	10 ,,
(4)	الاٹمنٹ برائے سپیشل گروپس (اس میں کچھ وکلاء صحافی اور آرٹسٹ وغیرہ بھی ہیں)	10 ,,

لاہور میں کثیرالمنزلہ منصوبہ میں فلیٹوں کی الاٹمنٹ مندرجہ ذیل طریقہ سے ہوگی۔

(1)	الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی	50 فیصد
(2)	الاٹمنٹ بذریعہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی	10 ,,
(3)	الاٹمنٹ بذریعہ حکومت	10 ,,
(4)	الاٹمنٹ برائے سپیشل گروپس	30 ,,

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان دنوں ان سکیموں کے لیے الاٹمنٹ بند ہے۔ یہ پابندی کب ختم کی جا رہی ہے یا ختم کر دی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : پہلی بات تو یہ ہے کہ الاٹمنٹ پر پابندی ہے اگر پابندی ہے تو یہ کب تک رہے گی۔

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : الاٹمنٹ پر ایسی کوئی پابندی نہیں ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو فہرست یہاں دی گئی ہے یہ نا مکمل اور پرانی ہے کیونکہ ساہیوال شہر میں ایک ہاؤسنگ سکیم چل رہی ہے جس کے لیے زمین بھی لے لی گئی ہے اور کافی کام بھی مکمل ہو چکا ہے لیکن اس فہرست میں اس کا ذکر نہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : میں اس کے متعلق پتہ کر لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : ویسے جب یہ سوال پوچھا گیا تھا یہ جواب بھی تب کا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ انہوں نے الاٹمنٹ کے طریق کار میں فرمایا ہے کہ الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی 60% ہے اور باقی تین طبقوں کے لیے دس دس فیصد ہے تو باقی دس فیصد کن لوگوں کو الاٹ کی جائیں گی ؟

مسٹر سپیکر : یہ جو آپ نے چار کیٹیگریز بنائی ہیں ، اس کے متعلق انہوں نے پوچھا ہے کہ اس طرح 90 فی صد بنتا ہے ، سو فی صد نہیں بنتا ۔

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : سو فی صد بنتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر ان کی تسلی کرا دیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : (1) الاٹمنٹ بذریعہ

قرعہ اندازی	60 فی صد
(2) الاٹمنٹ بذریعہ حکومت	10 فی صد
(3) الاٹمنٹ بذریعہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی	10 فی صد
(4) الاٹمنٹ برائے سپیشل گروپس	10 فی صد
(5) الاٹمنٹ برائے گورنمنٹ سلازمین	10 فی صد

مسٹر طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ لائل پور شہر میں آبادی کی ضرورت کے مطابق جو ہاؤسنگ سکیمیں زیر تکمیل ہیں ، وہ بہت ناکافی ہیں ؟ اگر اتفاق فرماتے ہیں تو کیا لائل پور میں

مزید ہاؤسنگ سکیمیں بنانے کا کوئی پروگرام زیر غور ہے ، یا ایسا ہوگا ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : اس کے لیے علیحدہ سوال دیں ، ویسے یہ زیر غور ہے -

مسٹر سپیکر : آپ نے جواب تو دے دیا ہے کہ زیر غور ہے - اب علیحدہ سوال کی کیا ضرورت ہے -

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر - ایسے سوالات جن میں ممبرز نے مخصوص پیریڈ کے لیے جواب مانگا ہو ' ان کے علاوہ سوالات جو جنرل سکیموں کے ہوتے ہیں تو وہ جواب اس روز جب وہ وزیر دے رہے ہیں - اس روز تک تصور ہوگا یا اس کو ہم کیسے سمجھیں گے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا انحصار سوال کی نوعیت پر ہے -

چوہدری امان اللہ لک : سوالات ، جو جنرل پالیسی کے متعلق ہیں اس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : آپ کی بات ٹھیک ہے - میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں - جو سوال جنرل نوچز کے ہوں ، ان کا جواب اسی پیریڈ کا ہونا چاہیے ، کسی مخصوص پیریڈ کے لیے نہیں آنا چاہیے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا آپ سے سوال ہے ، اس روز تک تصور ہوں گے -

مسٹر سپیکر : میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے - جب تک مخصوص پیریڈ کے لیے کوئی سوال نہ ہو ، تب تک جواب up to date ہونا چاہیے -

چوہدری محمد یعقوب اعوان : فاضل منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ دس فی صد الاٹمنٹ سپیشل گروپس کے لیے مخصوص ہے - سپیشل گروپس سے کیا مراد ہے -

مسٹر سپیکر : اس کی انہوں نے وضاحت کر دی ہے - وکلا اور صحافی یہ اسی وقت انہوں نے کہہ دیا تھا اور میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ نے ایک سپلمنٹری بچا لیا ہے -

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : I am sorry.

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر! مینٹل ہسپتال کے سامنے کا کچھ حصہ ہے جو شادمان کالونی کے درمیان میں آتا ہے ، اس میں یہ کہا گیا تھا کہ جھگیاں بنا لیں گے ۔ اور لوگوں سے فارم بھی داخل کرائے گئے تھے ۔ اس کے بارے میں میں کئی دفعہ ڈاکٹر مبشر صاحب سے بھی اور شیخ رشید صاحب سے بھی پوچھ چکی ہوں ، مگر ابھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کا فیصلہ کب ہوگا ۔ کئی کئی سو بلکہ کچھ ہزار روپے لگا کے لوگوں نے الٹی سیدھی جھگیاں بنائی ہیں ۔ وہ صحیح ہو جانی چاہئیں تاکہ وہ اپنا کام کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : اس پر توجہ کی جائے ۔

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : توجہ کی جائے گی ۔

بیگم آباد احمد خان : مہربانی ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ملتان روڈ پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جو سکیم ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اس میں الاٹمنٹ کب تک ہو سکے گی ؟

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : سوال دوبارہ کریں ۔ میں سمجھا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال یہ ہے کہ ملتان روڈ کی ہاؤسنگ سکیم میں کب تک الاٹمنٹ شروع کر رہے ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : زیر غور ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ہاؤسنگ سکیمیں جن میں ترقی کی رفتار تسلی بخش ہے ، ان میں راولپنڈی ، لائل پور ، گوجرانوالا ، بہاول نگر ، وہاڑی ، خان پور ہیں ۔ کیا اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ یہ کب تک پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں گی ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی مشکل سوال ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : کچھ نہ کچھ تو جواب ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : وہ پوچھ رہے ہیں کہ کب تک متوقع ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ : کوشش کریں گے کہ اس سال ہو جائیں ۔

کٹھالہ شیخان تا بھیکو موڑ سڑک کی مرمت

*7372 ۔ **چوہدری لال خان :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات ، تحصیل پھالیہ میں کٹھالہ شیخان تا بھیکو موڑ براستہ میانوالی سڑک کا سولنگ بالکل ٹوٹ چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی تکلیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ سولنگ کو دوبارہ ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) مذکورہ سڑک کو ترقیاتی پروگرام سال 1975-76ء میں مرمت کرنے کے لیے شامل کیا گیا تھا ۔ جو ترجیح وار نمبر شمار 12 پر درج ہوئی تھی ۔ مگر دوران سال جو رقم مہیا کی گئی اس رقم سے صرف دو سڑکوں پر کام کیا جا رہا ہے ۔ جو سالانہ ترقیاتی پروگرام نمبر 1 اور نمبر 2 پر درج ہیں ۔ ضلع کونسل کی مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے اس سڑک کی مرمت فی الحال نہیں کی جا سکتی ۔ بہرحال رقم مہیا ہونے پر سڑک کی مرمت شروع کر دی جائے گی ۔

صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے درجہ اول و دوم ملازمین کی خالی آسامیاں

*7533 ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے درجہ دوم (سینئر) و درجہ اول (جونیئر) و (سینئر) کی آسامیاں کافی عرصہ سے خالی چلی آ رہی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ درجہ دوم (جونیئر) کے ملازمین

کو مقررہ کوٹہ کے مطابق ترقی نہیں دی گئی اور نہ نئی بھرتی ہی کی گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت مذکورہ سروس کے ملازمین کو ترقی دینے اور براہ راست بھرتی کا مسئلہ طے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ حال ہی میں لوکل کونسل سروس میں درجہ اول جونیئر اور درجہ دوم سینئر کو ترقیاں دے دی گئی ہیں باقی ماندہ آسامیوں پر بھرتی کا مسئلہ محکمہ کے زیر غور ہے جس میں تقریباً دو ماہ کا عرصہ درکار ہوگا ۔

(ب) درجہ دوم جونیئر کے ملازمین کو ترقی دینے کے لیے مناسب کارروائی کی جا رہی ہے ۔

(ج) اس کا جواب جزو (الف) اور (ب) میں دیا جا چکا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جن آسامیوں پر بھرتی میں دو ماہ کا عرصہ درکار ہے ، ان کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر بلدیات : یہ اعداد و شمار پوچھ رہے ہیں ، اس کے لیے علیحدہ سوال دیں ۔

سید تابش الوری : میں نے پوچھا ہے کہ بہت عرصے سے آسامیاں خالی چلی آ رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ باقی ماندہ آسامیوں کے متعلق پوچھ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : وہ کتنی آسامیاں خالی ہیں جن میں دو مہینے کے عرصے میں بھرتی مکمل کر لی جائے گی ؟

وزیر بلدیات : اعداد و شمار مجھے ابھی ملے ہیں :

(ا) درجہ اول جونیئر کے تین افسران کو 27-1-76 کو اور چوتھے کو 17-3-76 کو درجہ اول سینیر میں ترقی دی گئی ۔

(2) درجہ دوم سینیر کے دو افسران کو درجہ اول جونیئر میں 28-3-76 کو ترقی دی گئی ۔

(3) درجہ دوم جونیئر کے گیارہ افسران کو 2-12-75 کو درجہ دوم سینیر میں ترقی دی گئی ۔ جب کہ چار آسامیوں پر ابھی ترقی دینا باقی ہے ۔

مسٹر سپیکر : صرف چار آسامیاں ہیں ؟

وزیر بلدیات : جی ہاں ۔

(4) درجہ دوم سینیر کی تین آسامیاں براہ راست تقرر سے پر کرنی ہیں ۔ ان کے لیے انٹرویو شروع ہونے والے ہیں ۔ لیڈیز سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن کا انٹرویو کل ہی ہوا ہے ۔

بہاول (سرگودھا) میں اضافی بستی کی تعمیر

***7536 ۔ میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بہاول ضلع سرگودھا میں ایک اضافی بستی تعمیر کرنے کی سکیم مرتب کی گئی تھی جس پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ قصبہ میں رہائشی مکانات کی سخت قلت ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ منصوبہ پر فوری عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ تاحال بہاول ضلع سرگودھا میں اضافی بستی تعمیر کرنے کا

کوئی منصوبہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے تیار نہیں کیا ۔

(ب) محکمہ ہذا کی اطلاع و سروے رپورٹ کے مطابق قصبہ بہلوال میں بے خانماں خاندان کی تعداد صرف 428 کے قریب ہے ۔

(ج) وزیر اعظم کے دورہ لائل پور ، جھنگ سرگودھا ، میانوالی کے دوران جو کھلی کچہریاں لگائی گئی تھیں وہاں پیش کردہ مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ بہلوال میں ہاؤسنگ سکیم کا قیام عمل میں لایا جائے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے حکم صادر فرمایا کہ بہلوال میں ہاؤسنگ سکیم کی تعمیر کمشنر سرگودھا ڈویژن اور متعلقہ میونسپل کمیٹی کے اشتراک سے ہونی چاہیے اس حکم کے مطابق اس سلسلہ میں مزید کارروائی کمشنر سرگودھا ڈویژن کریں گے ۔

سکھو چک تحصیل شکر گڑھ کی گلیوں اور نالیوں کی تعمیر

*7712 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے سکھو چک تحصیل شکر گڑھ کی گلیوں اور نالیوں کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیکہ کس تاریخ پر دیا اور ٹھیکیدار کا نام کیا تھا نیز ٹھیکے کی میعاد کیا تھی ۔

(ب) کیا مذکورہ ٹھیکے کا کام مقررہ میعاد میں مکمل ہو گیا تھا ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ قصبے کی گلیاں اور نالیاں کب تک مکمل ہو جائیں گی ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ٹھیکہ مورخہ 30 نومبر 1974ء کو دیا گیا تھا ٹھیکیدار کا

نام میسرز لودھی ٹریڈرز ہے ۔ کام کی میعاد تکمیل چار ماہ تھی ۔

(ب) مذکورہ ٹھیکہ کا تمام کام عندالمیعاد مکمل نہیں ہو سکا کیونکہ گلیوں سے ملبہ نہیں ہٹایا جا سکا تھا جو محکمہ ہذا کی ذمہ داری میں شامل نہ تھا اور جونہی ملبہ ہٹا لیا جائے گا اس کے چار ماہ کے اندر اندر جملہ گلیوں اور نالیوں کی تعمیر مکمل ہو سکے گی ۔

ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ ملبہ کب تک ہٹایا جائے گا اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : بہت جلد ۔

لاہور میں ناجائز تجاوزات

***7717 ۔ چوہدری لال خان :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن کے زیر انتظام ٹاؤن پلاننگ سکیم نمبر 212 ۔ جی شالی سانده روڈ کرشن نگر لاہور اور سکیم نمبر 213 جنوبی سانده روڈ راج گڑھ لاہور میں کتنا کتنا رقبہ کھلی جگہ کے طور پر اور کتنا کتنا رقبہ رفاہ عامہ کی سہولتوں کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ سکیم وار تفصیل بیان کی جائے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مندرجہ بالا سکیموں کے متذکرہ رقبہ جات میں بعض افراد نے ناجائز تجاوزات یعنی رہائشی مکانات ، کوارٹرز اور دوکانیں وغیرہ تعمیر کر رکھی ہیں مگر ان کے خلاف مذکورہ کارپوریشن نے ابھی تک کوئی اقدام نہیں کیا ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ۔ سکیم وار تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ۔

(ج) لاہور میونسپل کارپوریشن نے مذکورہ سکیموں میں سے متذکرہ تجاوزات کو ہٹانے اور کھلی جگہوں اور رفاہ عامہ

کی سہولتوں کے لیے مخصوص جگہوں کی حفاظت کے لیے اب تک کیا اقدام کئے ہیں ۔

(د) متذکرہ ناجائز تجاوزات تعمیر کرنے والے افراد اور کارپوریشن کے متذکرہ افسران کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے یا آئندہ کرنے کا ارادہ ہے اور اگر نہیں تو کیوں ۔

(ھ) متذکرہ سکیموں کی کھلی جگہوں کو خوبصورت بنانے اور اس میں بچوں کے کھیلنے کے لیے پارک تعمیر کرنے کے کون کون سے منصوبے حکومت کے زیر غور ہیں اور ان کے لیے کتنی کتنی رقم مختص کی گئی ہے ؟

وزیر بلدیات ۔ (رئیس شبیر احمد) (الف) : احمد دین سکیم نمبر 212 اے ۔ بی ۔ ایس ۔ سانده روڈ شمالی میں اوپن سپیس (چلڈرن پارک) 6 کنال 112 مرلہ 110 مربع فٹ ہے ۔ پبلک سروس کے لیے رقبہ تعدادی 3 مرلے 183 مربع فٹ مخصوص ہے ۔ سکیم نمبر 213 بی ۔ ایس ۔ جنوبی سانده روڈ راج گڑھ میں 2 اوپن سپیس (2 چلڈرن پارک) جن کا کل رقبہ 6 کنال 2 مرلہ 48 مربع فٹ مخصوص ہے ۔

(ب) 1970ء میں احمد دین سکیم نمبر 212 اے شمالی میں اوپن سپیس (چلڈرن پارک) کے لیے مخصوص آراضی کے اردگرد ناجائز تجاوز کنندگان نے دیوار تعمیر کی جس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی گئی تو تعمیر کنندگان کیس عدالت دیوانی میں لیے گئے فیصلہ بحق کارپوریشن ہوا اور تعمیر شدہ چار دیواری مسمار کر دی گئی ۔ 1974ء میں مالکان آراضی نے دوبارہ چھپر وغیرہ تعمیر کر لیے ۔ حسب ضابطہ کارروائی کی گئی تو مالکان نے پھر حکم امتناعی حاصل کر لیا ۔ 27 مارچ 1975ء کو فیصلہ بحق کارپوریشن ہو گیا ۔ مالکان آراضی نے سکیم کی ترمیم کے لیے درخواست دی اور ایڈمنسٹریٹر لاہور میونسپل کارپوریشن نے موقع ملاحظہ کرنے کے بعد حکومت کو تحریر کیا کہ 3 کنال آراضی برائے اوپن سپیس مخصوص رہے گی اور مالکان

بلا معاوضہ کارپوریشن کے نام انتقال کرائیں گے اور بقایا رقبہ پر تعمیری پلاٹ بنانے کی منظوری دی جائے جو ابھی تک حکومت کے پاس زیر کارروائی ہے اندریں حالات ایک شخص نے پبلک سروس اور جزوی طور پر اوپن سپیس کی آراضی پر مکان تعمیر کر لیا جس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی گئی ۔ تعمیر کنندہ نے عدالت دیوانی سے حکم امتناعی حاصل کر لیا جو ابھی تک زیر کارروائی ہے ۔

سکیم جنوبی ساندہ روڈ نمبر B.S./213 میں جملہ تعمیرات دیرینہ ہیں ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے اور متذکرہ کارروائی مکمل ہونے کے بعد مساری کی جا سکے گی ۔

(ج) جواب (ب) میں تفصیلی جواب دے دیا گیا ہے ۔

(د) ان ناجائز تجاوزات کے سلسلہ میں دو اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی گئی تھی اور ان کو معطل کر دیا گیا تھا ۔

(ہ) سکیم نمبر 212 اے احمد دین شاہی کی آراضی تین کنال کے گرد خاردار تار لگا کر اس پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور آئندہ اس پر تجاوز ہونے کا امکان نہیں ہے ۔ متذکرہ سکیموں کے لیے بجٹ میں کوئی رقم خاص طور پر مخصوص نہیں ہے البتہ لاہور میونسپل کارپوریشن حدود میں اوپن سپیس کو پارکوں میں تبدیل کرنے اور موجودہ پارکوں کو ترقی دینے کے لیے بائیس لاکھ روپیہ کی رقم بجٹ میں مخصوص شدہ ہے اس رقم میں سے متذکرہ پارکوں کی ترقی کے لیے خرچ کیا جا رہا ہے ۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے ورک چارج ملازمین کی مستقلی

*7775 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حقیقت ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ نے سوا سال قبل

ٹاؤن شپ ڈویژن کو محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے حوالے کر دیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹاؤن شپ ڈویژن کے تمام ورک چارج ملازمین کو بھی اس محکمے کے تحت کر دیا گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت کے تحت کام کرنے والے تمام محکموں کے ورک چارج ملازمین کو مستقل کر دیا گیا ہے ۔ لیکن محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ورک چارج ملازمین کو ابھی تک مستقل نہیں کیا گیا ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ان ملازمین کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ در حقیقت ٹاؤن شپ ڈویژن محکمہ مواصلات و تعمیرات سے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو منتقل ہوا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو اس بات کا علم نہیں کہ صوبائی حکومت کے تحت کام کرنے والے تمام محکموں کے تمام ورک چارج ملازمین کو مستقل کیا جا چکا ہے یا نہیں ۔

جہاں تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا تعلق ہے ۔ ٹاؤن شپ کے پچاس فیصد ملازمین کو حکومت کی پالیسی کے تحت ریگولر کیا جا چکا ہے ۔ باقی پچاس فیصد ملازمین کا کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ کو منظوری کے لیے بھیج دیا گیا ہے ۔

(د) جیسا کہ جزو (ج) میں بیان کیا جا چکا ہے ۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے اور مندرجہ بالا باقی ملازمین کے ریگولر کئے جانے کا حتمی فیصلہ جلد ہو جائے گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اصولی طور پر تمام کے تمام ورک چارج سرکاری ملازمین کو مستقل بنیاد پر رکھنے کا فیصلہ ہو گیا ہے اور جن پچاس فیصد ملازمین کو ریگولر کیا جا چکا ہے

ان کے اور باقی پچاس فیصد ملازمین کے درمیان امتیاز کیوں روا رکھا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے کہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ سو فیصد ہو گئے ہیں ۔

سید ناہش الوری : انہوں نے یہ کہا ہے کہ پچاس فیصد کو تو ریگولر کیا جا چکا ہے اور باقی پچاس فیصد کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی منظوری کے لیے بھیج دیا گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ان سو فیصد میں سے پچاس فیصد لوگوں کو جو ریگولر کیے گئے ہیں اور باقی پچاس فیصد کو کس بنیاد پر حتمی منظوری کے لیے روکا گیا ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : آپ اجازت دیں تو میں یہ پڑھ دوں جناب والا ! اس سے پہلے یہ ہاؤسنگ و فزیکل ڈیپارٹمنٹ معرض وجود میں آنے پر محکمہ تعمیرات پنجاب کی لاہور ٹاؤن شپ ڈویژن کو اس میں مدغم کر دیا گیا تھا اور تمام کے تمام ورک چارج ملازمین جو اس وقت اس ڈویژن میں کام کر رہے تھے انہیں محکمہ ہاؤسنگ میں ان کی آسامیوں کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا تھا ۔ حکومت کی اصلاحات کے مطابق مستقل طور پر ورک چارج آسامیوں کو دو حصوں میں مستقل کرنا تھا ۔ ایسے ملازمین کی کل تعداد 106 ہے جن میں سے 53 کو مستقل کر دیا گیا ہے اور باقی 53 کو مستقل کرنے کے سلسلے میں کیس محکمہ خزانہ میں زیر غور ہے ۔ مستقل کئے جانے کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ مستقلی کے لیے ان ملازمین کی کم از کم سروس تین سال لازمی ہے جیسے ہی محکمہ خزانہ سے منظوری آ جائے گی انہیں مستقل کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال تو یہ تھا کہ وہ 53 جن کو ریگولر کیا گیا ہے ان کی اور ان کی کیٹیگری میں کیا فرق ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : ان ملازمین کو phases میں ریگولر کیا جانا تھا ۔

منڈی گڑھا موڑ اور سب تحصیل ٹبہ سلطان پور میں واٹر ورکس کی تعمیر کے منصوبہ کے لیے رقم کی تخصیص

*7802 ۔ **ملک خان محمد کھوکھر** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا منڈی گڑھا موڑ اور سب تحصیل ٹبہ سلطان پور میں واٹر ورکس کی تعمیر کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس منصوبے کے لیے رقم مختص ہو چکی ہے ۔

(ب) حکومت کب تک اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) 1975-76ء مالی سال میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں البتہ آئندہ مالی سال کے لیے تجویز زیر غور ہے ۔

(ب) اگر یہ منصوبہ مالی سال 1976-77ء کے ADP میں شامل کر لیا گیا تو یہ سکیم دو سالوں میں مکمل ہوگی ۔

گڑھا موڑ سے خانیوال تک سڑک کی پختگی

*3-78 ۔ **ملک خان محمد کھوکھر** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گڑھا موڑ سے خانیوال تک براستہ وہنیوال پختہ سڑک کی تعمیر کا منصوبہ حکومت منظور کر چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک مذکور کے کچھ حصہ پر سولنگ ہو چکی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت بقیہ حصہ کو کب تک پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اور کیا باقی ماندہ سڑک کو پختہ کرنے کے لیے رقم مختص ہو چکی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

وہاڑی شہر میں ہیلز کالونی غربی کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*7805 ۔ **علامہ رحمت اللہ ارشد** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بے گھر افراد کی آباد کاری کے لیے وہاڑی شہر میں ہیلز کالونی غربی کے نام سے حکومت نے ایک کالونی تعمیر کی تھی جس میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ ڈسٹرکٹ الاٹمنٹ کمیٹی ملتان کے سپرد تھی جس کے رکن وہاں کے ایک ایم ۔ پی ۔ اے صاحب تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں وہاں کے بعض افراد نے مذکورہ ایم ۔ پی ۔ اے ۔ کے خلاف وزیر اعلیٰ کو تار ارسال کیا جس پر وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے الزامات کی تحقیقات کی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ کے مکینوں کی جانب سے ایم ۔ پی ۔ اے ۔ مذکور کے خلاف لگائے تمام الزامات غلط ثابت ہوئے اور قبل ازیں ڈپٹی کمشنر ملتان بھی اس سلسلہ میں تحقیقات کر چکے تھے جنہوں نے مذکورہ ایم ۔ پی ۔ اے ۔ کو بری الذمہ قرار دیا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جھوٹی اطلاع دینے والوں کے خلاف حکومت نے اب تک کیا کارروائی کی ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔ کالونی کی تعمیر کی تھی جس میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی ضلع ہذا نے کی جس میں میاں خورشید انور ایم ۔ پی ۔ اے شریک رکن coopt member تھے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) معائنہ ٹیم کی تحقیقات کے مطابق ایم ۔ پی ۔ اے ۔ مذکورہ کے خلاف کوئی malafide ثابت نہیں ہوا ڈپٹی کمشنر ملتان نے کوئی تحقیقات نہیں کی ۔

(د) معائنہ ٹیم نے شکایت کنندگان کے خلاف کسی کارروائی کی سفارش نہیں کی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا جناب وزیر موصوف اس بات پر غور فرمائیں گے کہ انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ایک ایم ۔ پی ۔ اے ۔ صاحب کے خلاف جھوٹی تاریں دی گئیں تو پھر جب اس ایم ۔ پی ۔ اے ۔ کے خلاف کوئی بات ثابت نہیں ہوئی اور تاریں جھوٹی ثابت ہوئی ہیں تو کیوں ان لوگوں کے خلاف ٹیلیگراف ایکٹ کے تحت کارروائی نہیں کی گئی ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جو معائنہ ٹیم گئی تھی اس نے کوئی ایسی سفارش نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ کیا کریں گے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : تاہم فاضل رکن حسب ضابطہ کارروائی کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ کیا کارروائی کریں گے ۔ گورنمنٹ اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہتی ہے یا نہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا ٹیلیگراف ایکٹ کے تحت کوئی کارروائی کی جائے گی ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کریں گے حسب ضابطہ ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : شکایت کنندگان کے خلاف ۔

ملک احسان الحق اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہاؤسنگ اور ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر جوہر آباد کا اپنے اختیارات سے تجاوز

*7860 ۔ **ملک منور خان :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ملک احسان الحق اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہاؤسنگ اور ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر جوہر آباد نے سینا پلاٹ قائد آباد جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا کے حقوق ملکیت اپنی ملی بھگت سے بغیر شرائط پوری کرنے کے اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے دیئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے

تو کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ - (رئیس شبیر احمد) : قائد آباد میں واقع سینما کے پلاٹ کے حقوق ملکیت خریدار کو ایڈمنسٹریٹر تھل کے حکم نمبری تھل ڈی اے XXVII جی 945 مورخہ 22 جنوری 1970ء کی تعمیل میں منتقل کئے گئے تھے - اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھل تفویض شدہ اختیارات کی رو سے حقوق ملکیت منتقل کرنے کا مجاز تھا - بدیں وجہ افسر مذکورہ کے خلاف کسی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا -

---

محکمہ سماجی بہبود پنجاب کے ایگزیلری ورکرز کی محکمانہ ترقی

***7882 - ملک ثناء اللہ خان** : کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں محکمہ سماجی بہبود پنجاب کے ایگزیلری ورکرز کا دس فیصد محکمانہ کوٹہ برائے ترقی بصورت سینیارٹی مقرر تھا -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس اصول پر کس حد تک اور کب تک عمل درآمد کیا گیا - نیز اس اصول کے تحت صوبہ پنجاب میں ایگزیلری ورکرز کی ترقی کے لیے کتنی سیٹیں مختص تھیں اور جن ایگزیلری ورکرز کو ان کا جائز حق دیا گیا ان کی تعداد بتائی جائے -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب نفی میں ہے تو اس پر کیوں عمل درآمد نہ کیا گیا اور کب سے اس اصول کو ترک کیا گیا - جن ایگزیلری ورکرز کی حق تلفی کی گئی ان کی تلافی کے لیے محکمہ ہذا کیا اقدامات اور تدابیر اختیار کرے گا ؟

وزیر سماجی بہبود (رئیس شبیر احمد) : (الف) دی ویسٹ پاکستان سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ (گزیٹڈ پوسٹس) ریکروٹمنٹ رولز 1964ء کے قواعد بھرتی کے مطابق ایگزیلری ورکرز کی ترقی

کے لیے سوشل ویلفیئر افیسر کی کل آسامیوں میں سے (نہ کہ اگزیلری ورکرز کی آسامیوں میں سے) زیادہ سے زیادہ دس فی صد آسامیوں پر محکمہ میں کم از کم بارہ سال کی مذکورہ ملازمت رکھنے والے اگزیلری ورکرز کو سوشل ویلفیئر آفیسر کی آسامی پر ترقی کے لیے گنجائش رکھی گئی ۔ بعد ازاں ان قوانین میں حکومت کی نوٹیفیکیشن مجریہ اپریل 1973ء کی ترمیم کے مطابق مدت بارہ سال کی بجائے سات سال اور تعلیمی قابلیت میٹرک رکھی گئی ۔

(ب) ان قوانین پر 31-1-75 تک عمل جاری رہا ۔ جب پاکستان حکومت کی نوٹیفیکیشن نمبر 71-/68-1-111-آر-او-ایس مورخہ 31 جنوری 1975ء کو قوانین مذکورہ میں ترامیم جاری ہوئیں جن کے تحت اگزیلری ورکر کو سوشل ویلفیئر آفیسر کی اسامی پر تقرری کے لیے سات سال کا تجربہ بحیثیت اگزیلری ورکرز اور تعلیمی قابلیت بی ۔ اے رکھی گئی ۔ مورخہ 31 جنوری 1975ء کی نوٹیفیکیشن سے پیشتر 1972ء میں پانچ اگزیلری ورکرز کو ترقی دی گئی ۔ جب کہ 1973ء میں تین مزید آسامیوں پر اگزیلری ورکرز کو ترقیاں دی گئیں ۔ مئی 1974ء سے قبل جو آسامیاں ورکروں کو دی جا رہی ہیں ان کی تعداد کم تھی اس کے بعد ڈائریکٹر نے حکم دیا کہ یہ تناسب کل آسامیوں کا 10 فی صد کر دیا جائے اور آئندہ کی آسامیوں میں اسے ایڈجسٹ کر دیا جائے ۔ دوبں اثناء رولز میں ترمیم کی نوٹیفیکیشن جاری ہو گئی ۔ بہرحال نئے قواعد کے تحت جو سوشل و یلفیئر افسروں کی بھرتی کی گئی ان میں 28 میں سے 5 اگزیلری ورکروں کو بطور سوشل ویلفیئر افسر تعینات کیا گیا ہے ۔

(ج) نوٹیفیکیشن مجریہ 31 جنوری 1975ء کے بعد اگزیلری ورکرز کی ترقی کا کیس نئے قوانین کے اجراء کی روشنی میں روک دیا گیا ہے ۔ تاہم اگزیلری ورکر جو اب نیشنل پے سکیل 6 میں

کام کر رہے ہیں انہیں موزوں قابلیت کے مطابق نیشنل سکیل 11 اور پھر اس کے بعد 16 میں ترقی دینے کے لیے مناسب اقدامات اور قوانین وضع کرنے کی تجاویز زیر غور ہیں۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا! وزیر موصوف نے جواب فراہم کیا ہے وہ نامکمل ہے ایگزلری ورکرز کے حقوق کی حق تلفی ہو رہی ہے اور ان سے نا انصافی ہو رہی ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ سوال کریں وہ جواب دیں گے ویسے تو سوال کا جواب بڑی تفصیل سے دیا گیا ہے۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا! جواب کے جزو (ب) میں کہا گیا ہے کہ 31 جنوری 1978ء کو ایک نوٹیفیکشن ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایگزلری ورکرز کو بھی ترقی دی جائے گی۔ جناب والا! اس وقت کے وزیر ساجی بہبود جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ ہم 207 ایگزلری ورکرز میں سے دس فیصد کو ترقی دے رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں 10 فیصد کوٹہ نوٹیفیکشن کے بعد ہوا ہے؟

ملک ثناء اللہ خان : پہلے بھی دس فیصد کوٹہ تھا۔

وزیر ساجی بہبود : جواب میں تو موجود نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں نوٹیفیکیشن سے پہلے بھی دس فیصد کوٹہ تھا؟

وزیر ساجی بہبود : جناب والا! اس سے زیادہ تفصیل سے کیا جواب دیا جائے۔ اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو تحریک استحقاق پیش کر دیں۔

مسٹر سپیکر : وہ تو بعد کی بات ہے۔ اگر وہ تحریک دینا چاہیں گے پھر تو آپ اور میں ان کو روک نہیں سکتے۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا! ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے محکمہ کو لکھا تھا کہ ایگزلری ورکرز کو جائز حقوق دیے جائیں۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ دس فیصد کوٹہ نوٹیفیکشن کے بعد ہوا ہے۔ اس سے پہلے کوئی قانون نہیں تھا۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا! جواب میں لکھا گیا ہے کہ رولز میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب پوچھ رہے ہیں کہ رولز میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے یا نہیں ؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! فاضل ممبر میرے پاس تشریف لے آئیں میں ان کی تسلی کر دوں گا۔

ایگزیلری ورکرز کی سینیارٹی کی بنا پر ترقی

***7883 - ملک ثناء اللہ خان :** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) صوبے میں محکمہ سماجی بہبود کب وجود میں آیا اور اس کے وجود میں آنے کے وقت ایگزیلری ورکرز کی ترقی کے قواعد و دیگر شرائط ملازمت کیا تھیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایگزیلری ورکرز کی ترقی کا کوٹہ محکمانہ سینیارٹی کی بناء پر دس فیصد مقرر تھا۔ اگر ایسا ہے تو اس اصول پر کس حد تک اور کب تک عملدرآمد ہوتا رہا۔

(ج) جن ایگزیلری ورکرز کو اس اصول پر ترقی دی گئی اور جن کو اس کے قطع نظر ترقی سے محروم رکھا گیا ان کی علیحدہ علیحدہ فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے اور انہیں ترقی سے محروم رکھنے کی وجوہ بھی بتائی جائیں۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ جزو (ج) میں درج جن ایگزیلری ورکرز کو ترقی سے محروم رکھا گیا ان کی سالانہ خفیہ رپورٹس ان کی ترقی کے وقت ہیڈ آفس سے گم پائی گئی تھیں جس کی وجہ سے ان کی ترقی کے کیس رک گئے اور وقت گذر جانے کے بعد وہ خفیہ رپورٹیں پھر تیار کروائی گئیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس معاملہ کی چھان بین کرکے ذمہدار افراد کے خلاف تادیبی کارروائی اور متاثرہ افراد کے ساتھ انصاف کرنے

کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر سماجی بہبود (رئیس شبیر احمد) : (الف) محکمہ سماجی بہبود بصورت نظامت جولائی 1963ء میں وجود میں آیا ۔ سال 1964ء میں ویسٹ پاکستان سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ (گزیٹڈ پوسٹس) رولز 1964ء جاری کئے گئے جن میں ورکروں کی بھرتی بحیثیت سوشل ویلفیئر افسران کے لیے زیادہ سے زیادہ دس فیصد کوٹہ مقرر کیا گیا اور ساتھ ہی اس کے یہ شرط تھی کہ وہ بحیثیت اگزیلری ورکرز بارہ سال کی محکمانہ سروس بھی رکھتے ہوں ۔ 9 اپریل 1973ء میں ان قوانین میں مدت ملازمت 12 سال سے گھٹا کر 7 سال کر دی گئی اور ساتھ تعلیمی قابلیت کم سے کم میٹرک رکھی گئی ۔

(ب) جی ہاں ۔ اس اصول پر اس وقت تک عمل ہوتا رہا ۔ جب تک قوانین میں بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبر 111/1-68/71 آر-او-ایس مورخہ 10 جنوری 1975ء کو ترمیم جاری نہیں ہوئی تھیں ۔

(ج) سینیارٹی کے لحاظ سے آٹھ اگزیلری ورکرز کو ترقی دی گئی جن کی فہرست بمعہ مکمل سینیارٹی لسٹ کے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ترقی سے محروم رکھنے کی وجہ ضابطہ میں مذکورہ بالا ترمیم ہے ۔

(د) جی نہیں ۔ لہذا کسی چھان بین اور تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

فہرست اگزیلری ورکرز جن کو بطور سوشل ویلفیئر آفیسر کی آسامی پر ترقی کئی گئی

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری آگزیلری ورکر
1	۔ مسٹر طارق منیر	15-6-61
2	۔ مس زاہدہ پروین	24-7-61

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری بطور آگزیلری ورکر
3	۔ مسٹر محمد سلیم گھمن	5-8-61
4	۔ مسٹر مزمل حسین	7-8-61
5	۔ مسٹر محمد شریف رانا	1-10-61
6	۔ مس سعیدہ عذرا	20-6-62
7	۔ مس این ۔ زیڈ ۔ صدیقی	20-7-62
8	۔ مسٹر محمد انور	23-4-63

محکمہ سماجی بہبود حکومت پنجاب کے سب بیے سینئر اڑسٹھ آگزیلری ورکرز کی سینیارٹی لسٹ

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری
1	۔ مسٹر طارق منیر	15-6-61
2	۔ مس زاہدہ پروین	24-7-61
3	۔ مسٹر محمد سلیم گھمن	5-8-61
4	۔ مسٹر مزمل حسین	7-8-61
5	۔ مسٹر محمد شریف رانا	16-10-61
6	۔ مسز سعیدہ عذرا	20-6-62
7	۔ مس این زیڈ صدیقی	20-7-62
8	۔ مسز سلطانہ زاہدہ	20-8-62
9	۔ مس امت اللطیف	8-2-63
10	۔ مسٹر محمد انور	23-4-63
11	۔ مس لبنیٰ ذوالفقار	1-7-63
12	۔ مسٹر محمد صادق	2-7-63
13	۔ مس خالدہ ناہید	9-7-63

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری
14۔	مسز زبیدہ بیگم	1-8-63
15۔	مسٹر امیر محمد	7-2-64
16۔	مسٹر محمد اختر	26-2-64
17۔	مسٹر محمود چوہدری	7-3-64
18۔	مسٹر محمد اسلم	26-3-64
19۔	مسٹر محمد صادق	14-4-64
20۔	مسٹر عبدالحی کل	18-4-64
21۔	مسز افتخار بیگم	2-6-64
22۔	مسز مقصودہ بیگم	18-6-64
23۔	مسٹر محمد اقبال	5-1-65
24۔	مسٹر جارج پرویز	17-4-65
25۔	مسٹر محمد ارشاد	2-9-65
26۔	مسمات سعید ارشاد بیگم	13-4-66
27۔	مسٹر مولا بخش	16-4-66
28۔	مسٹر عبدالرشید	18-4-66
29۔	مسٹر انیس احمد	27-4-65
30۔	مسٹر محمد جمیل انور	14-11-66
31۔	مس سعادت غلام قادر	1-12-66
32۔	مسٹر مختار احمد	14-2-67
33۔	مس نسیم اختر رانا	16-2-67
34	مس خالدہ بٹ	16-2-67
35۔	مسٹر عبدالخلیل	24-2-67
36۔	مس شمیم فردوس	28-2-67
37۔	مس عصمت آرا	1-3-67

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری
38۔	مسٹر محمد صادق	1-3-67
39۔	عزیزہ چوہدری	30-3-67
40۔	مسٹر محمد حیات	7-4-67
41۔	مس صفیہ بیگم	12-4-67
42۔	مس محمودہ چوہدری	27-4-67
43۔	مس الماس حفیظ	27-4-67
44۔	مس ممتاز بانو	13-5-67
45۔	مسٹر سردار احمد	10-5-67
46۔	مسٹر تنویر اختر	23-5-67
47۔	مسٹر شبیر حسین	26-5-67
48۔	مسٹر محمد عباس	29-5-67
49۔	مس صفیہ اختر	30-5-67
50۔	مسٹر یوسف جاوید	1-6-67
51۔	مسٹر محمد صادق	14-6-67
52۔	مس رضیہ بیگم	20-6-67
53۔	مسٹر عبدالمجید	22-6-67
54۔	مسٹر غلام صابر	23-6-67
55۔	مسٹر تاج محمد	7-8-67
56۔	مسٹر امداد علی رضوی	6-10-67
57۔	مسٹر محمد اشرف	14-10-67
58۔	مسٹر رحمت علی	11-11-67
59۔	مسز عزیزہ چوہدری	17-12-67
60۔	مسٹر مصوی خان	29-12-67
61۔	مسٹر غلام حسن	23-12-67

نمبر شمار	نام	تاریخ تقرری
62۔	مسٹر محمد امیر خالد	26-11-67
63۔	مسٹر غلام قادر خان	6-1-68
64۔	مس بی بی رانی	18-1-68
65۔	مسٹر گلزار حسین شاہ	26-1-68
66۔	مس منصورہ خانم	29-1-68
67۔	مسٹر عطا محمد	16-2-68
68۔	مس نذیر بیگم	26-2-68

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا ! جزو (د) کا جواب غلط دیا گیا ہے اس سلسلہ میں ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں میرے پاس خط بھی موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : جزو (د) کا جواب یہ لکھا ہوا ہے کہ جی نہیں ۔ کسی چھان بین اور تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا ! ایگزلری ورکرز کی خفیہ رپورٹیں گم ہو گئی تھیں میں اس سلسلہ میں چٹھی بھی پیش کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے آپ پیش تو کر سکتے ہیں مگر وزیر موصوف نے یہ یقین دہانی کروا دی ہے کہ وہ اس پر غور کریں گے ۔

ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ جن 14 ایگزیلری ورکرز کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے یا ان کی حق تلفی ہوئی ہے ۔ وہ ان کو ان کا حق دلائیں گے ۔

وزیر سماجی بہبود : ضرور جناب بیٹھے کس لیے ہیں ۔

ریواز گارڈن لاہور میں فلیٹوں کی الاٹمنٹ

*7900 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ریواز گارڈنز میں کل کتنے فلیٹ بنائے گئے ہیں اور ان فلیٹوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے نیز ان میں کل کتنے فلیٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں -

(ب) مذکورہ فلیٹوں کی الاٹمنٹ کے لیے مزید کتنی درخواست پہنچ چکی ہیں اور ان درخواستوں کا فیصلہ کب کیا جائے گا اور کوئی کون سی وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان فلیٹوں کی الاٹمنٹ کی جائے گی -

(ج) مذکورہ فلیٹوں میں سے کتنے فلیٹوں کا قبضہ دیا جا چکا ہے - ایسے الاٹیوں کے نام اور پتے بتائے جائیں -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) ریواز گارڈن سکیم لاہور میں کل فلیٹوں کی تعداد 380 ہے - ان میں سے 50 فیصد بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کئے گئے ہیں - باقی الاٹمنٹ کا طریقہ کار مندرجہ ذیل ہے -

1—10 فیصد عام کوٹہ (یہ کوٹہ الاٹ ہو چکا ہے 38 فلیٹ) -

2—30 فیصد برائے سپیشل کوٹہ (114 فلیٹ صحافیاں - برائے وکلا - فن کار - ادبا اور گورنمنٹ ملازمین) اس کوٹہ میں سے صرف 36 فلٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں -

3 10 فیصد ہاؤسنگ الاٹمنٹ کمیٹی کا کوٹہ 38 فلیٹ یہ کوٹہ ابھی الاٹ نہیں ہوا) کی بقایا فلیٹس کی تعداد 116 ہے -

(ب) قرعہ اندازی کے لیے کل 706 درخوستیں موصول ہوئی تھیں - ان کے علاوہ اب تک مختلف محکموں سے سادہ کاغذات پر کل 1564 درخواستیں موصول ہوئی ہیں جو ضلعی الاٹمنٹ کمیٹی کے اجلاس میں برائے غور پیش کی جائیں گی - مندرجہ ذیل وجوہات کو مد نظر رکھ کر الاٹمنٹ کی جاتی ہے :-

1 - درخواست دہندہ کی ماہانہ آمدنی مبلغ 200 روپے سے 800 روپے تک ہو -

2—درخواست دہندہ یا اس کی بیوی یا خاوند یا زیر کفالت

بھوں کی ملکیت میں کوئی رہائشی مکان یا پلاٹ پنجاب کے کسی شہری حلقہ میں نہ ہو ۔

3—درخواست دہندہ یا اس کی بیوی یا خاوند یا زیر کفالت بھوں کو گورنمنٹ یا لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی کسی سکیم میں کوئی رہائشی پلاٹ یا مکان الاٹ ہو کر قبضہ میں نہ دیا گیا ہو ۔

(ج) جناب عالی اب تک صرف 47 فلیٹوں کے قبضے دیے جا چکے ہیں الاٹیوں کے نام اور پتوں کی فہرست حسب ذیل ہے ۔

شمار نمبر	نام و پتہ	فلیٹ نمبر
1 ۔	مسمات نور جہاں 118 میکلوڈ روڈ لاہور	2 ۔ جے
2 ۔	مسٹر محمد حیات قریشی ایڈووکیٹ خانیوال	16۔ بی
3 ۔	مسٹر اظہار الحسن معرفت گورنمنٹ کالج راون سکول اچھرہ لاہور	8 ۔ اے
4 ۔	سید تطہیر عشرت نقوی ۔ نقوی منزل تھان کرم دین نئی آبادی گڑھی شاہو لاہور	13 ۔ ای
5 ۔	مسٹر سجاد علی 14 ۔ سلطان احمد روڈ اچھرہ لاہور	1 ۔ بی
6 ۔	مسٹر منصور احمد وقار ۔ 291 بی پرنکاہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	2 ۔ بی
7 ۔	مسٹر عبدالرحیم ۔ مکان نمبر 2 بالمقابل ڈاکخانہ ساہیوال	10 ۔ سی
8 ۔	محمد سلیم ۔ مکان نمبر 82 ایف جین مندر پرانی انارکلی لاہور	1 ۔ اے
9 ۔	مسٹر محمد سلیم ۔ 173 اتحاد کالونی ملتان روڈ	16 ۔ کے
10۔	مسمات طاہرہ فردوس ۔ 11 بھیم سین گلی اچھرہ لاہور	15 ۔ سی
11۔	مسٹر شمیم انور ۔ 23/22 پونچھ روڈ لاہور	2 ۔ بی
12۔	مسٹر تحسین بیگ ۔ معرفت آئی ۔ اے ۔ زبیری 48 گلبرگ لاہور	3 ۔ سی

نمبر شمار	نام و پتہ	فلیٹ نمبر
13۔	مسٹر عبداللہ ۔ مکان نمبر 242 سید کالونی والٹن لاہور	3 ۔ سی
14۔	مسٹر محمد صادق بٹ ۔ مکان نمبر 4 گلی نمبر 19 کچا نسبت روڈ لاہور	4 ۔ اے
15۔	غلام رسول ۔ 114 بی پونچھ ہاؤس کالونی ملتان روڈ لاہور	10۔ آئی
16۔	مسٹر محمد جمیل ۔ مکان نمبر 11 سندر داس گلی نمبر 77 گوالمنڈی لاہور	22۔ بی
17۔	مسٹر ایس یو کوثر پرنسپل ایس سی کالج 43 کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور	3 ۔ این
18۔	مسز قمرالنساء خانم ۔ 24 سی ماڈل ٹاؤن لاہور	12۔ سی
19۔	مسٹر محمد حیات ۔ 77 نسبت روڈ لاہور	3 ۔ ای
20۔	مسٹر عبداللہ ۔ 19 اے سانده روڈ لاہور	13۔ ڈی
21۔	مسٹر عبدالستار	1 ۔ آئی
22۔	شیخ مجیب الرحمان ۔ پاکستان روٹ امیوزیم حیات گنج انارکلی لاہور	15 ۔ اے
23۔	شیخ محمد یعقوب پرنس میڈیکل ہال پرانی انارکلی لاہور	11۔ جے
24۔	سید عبدالحلیم خان ۔ پرانی سول لائن سرگودھا	9 ۔ کے
25۔	مسمات اقبال بیگم ۔ 40 اے پونچھ ہاؤس کالونی لاہور	3 ۔ ایم
26۔	چوہدری احمد علی ۔ I بلاک ڈی ۔ بڑی مارکیٹ گلبرک لاہور	2 ۔ ای
27۔	مسٹر طاہر اقبال ۔ 44 اے ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور	5 ۔ بی
28۔	کیپٹن افتخار احمد ریٹائرڈ ۔ ہرن پور تحصیل قصور ضلع لاہور	8 ۔ ایل
29۔	مسٹر افتخار احمد بٹ ۔ 93۔62 لٹن روڈ لاہور	24۔ اے
30۔	مسٹر لیاقت جاوید ۔ 35 میسن روڈ لاہور	9 ۔ پی

نمبر شمار	نام و پتہ	فلیٹ نمبر
31۔	مسٹر عبدالخالق چمبر ۔ 6: شریف پارک ملتان روڈ لاہور	13۔ سی
32۔	مسٹر عبدالرشید ۔ ٹیلیفون آپریٹر ٹرنک ایکسچینج لاہور	1 ۔ سی
33۔	سید محمد فضل الدین فضل رب ۔ صدر طلباء یونین گورنمنٹ کالج لاہور	1 ۔ پی
34۔	مسٹر محمد آصف ۔ مکان نمبر 288 بی اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	16 ۔ سی
35۔	مسٹر ایس مشتاق عباس زیدی ۔ 117 این سمن آباد لاہور	15 ۔ کے
36۔	مسٹر محمد ایاز جدون ۔ نور روز جدون لاہور چڑیا گھر لاہور	29 ۔ جے
37۔	چوہدری ایم بشیر ناصر ۔ چوہدری پارک ہلال گنج لاہور	4 ۔ کے
38۔	مسٹر شمشیر علی ۔ مکان نمبر 21 فاروقیہ کالونی ملتان روڈ لاہور	1 ۔ ایف
39۔	مسٹر محمد بشیر حسین ۔ مکان نمبر 13 گلستان گلی نمبر 2 چوہان روڈ لاہور	19 ۔ بی
40۔	میاں محمد ۔ 23 انارکلی لاہور	2 ۔ ایچ
41۔	شیخ نور احمد ۔ مکان نمبر 24 گورو نانک بازار نمبر 5 شیش محل لاہور	16 ۔ ای
42۔	مسز نور اظہر ۔ 44 ایس ۔ اے الکاشب منزل پہلی منزل جنک نگر لاہور	7 ۔ آئی
43۔	مسٹر اشفاق حسین ۔ مکان نمبر 31 نزد شاہ نور سٹوڈیو ملتان روڈ لاہور	18 ۔ سی
44۔	عبداللطیف 424/9 لوکو انجن شیڈ لاہور	22 ۔ اے

نمبر شمار	نام و پتہ	فلیٹ نمبر
45۔	مسٹر عبدالغفور منور 18 پی پی پی - سی - ایس ایمپرس روڈ لاہور	5 - ای
46۔	شیخ محمد رئیس الدین - سنٹرل آرم اینڈ آٹو سٹور نیلا گنبد لاہور	6 - ڈی
47۔	چوہدری بشیر احمد - نہرو گارڈن بی - او - باغبان پورہ لاہور	18 - بی

بیگم ریحانہ سرور : وزیر موصوف نے الاٹمنٹ کا جو طریق کار بیان فرمایا ہے - کہ 50 فیصدی قرعہ اندازی کے ذریعہ سے اور باقی 50 فیصدی میں کوٹہ مقرر کیا گیا ہے - میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں - کہ اس میں خواتین کے لیے بھی کوئی کوٹہ رکھا گیا ہے - ورکنگ ویمن جن میں صحافی - وکلاء فن کار - ادبا - ڈاکٹر - اساتذہ - نرسز وغیرہ شامل ہیں اگر رکھا گیا ہے - تو وہ کتنے فیصدی رکھا گیا ہے - اور اگر نہیں رکھا - تو کیوں نہیں رکھا گیا ہے کیونکہ آئین کے تحت خواتین کو برابر کے حقوق حاصل ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : اگر اس ضمن میں عورتیں آتی ہیں - تو ان کا کوٹہ ضرور رکھیں گے -

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کہتے ہیں کہ اگر وہ سپیشل کیٹیگری ہیں - تو ان کو ضرور ان کا حصہ دیا جائے گا -

بیگم ریحانہ سرور : آپ نے کوٹہ کی اتنی لمبی لسٹ میں صرف دو خواتین کو پلاٹ دیئے ہیں - ہمارے یہاں ورکنگ ویمن میں وکلاء - ادبا - فنکار - صحافی ڈاکٹر وغیرہ شامل ہیں - ان کو برابر کے حقوق ملنے چاہئیں ان کو اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے -

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے -

وزیر بلدیات ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

مسٹر سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں -

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا ہے -

مسٹر سپیکر : اب تو سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے -

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! وہ جواب دیں کہ آیا نظر ثانی کریں گے -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب ضرور غور کریں گے -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ریواز گارڈن اور وحدت کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

***7901 - بیگم ریحانہ سرور :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) 1972ء سے 1975ء تک کل کتنے پلاٹ ریواز گارڈنز اور وحدت کالونی میں بذریعہ الاٹمنٹ منتقل کئے گئے ہیں الاٹیوں کے نام اور رتبے بتائے جائیں -

(ب) ان دونوں سکیموں میں کتنے پلاٹ بقایا ہیں - ان کے نمبر اور رقبہ بمع سکیم بتائے جائیں -

(ج) مذکورہ پلاٹس کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) ریواز گارڈن سکیم میں 1972ء تا 1975ء کل 61 (اکسٹھ) پلاٹ الاٹ کئے گئے - ریواز گارڈن کے الاٹیوں کے نام اور پتوں کی فہرست منسلک ہے - وحدت کالونی میں کوئی ہاؤسنگ سکیم نہیں جس میں پلاٹ الاٹ کئے جا سکیں -

(ب) ریواز گارڈن سکیم میں اب کوئی پلاٹ الاٹمنٹ کے لیے باقی نہیں ہے -

(ج) یہ پلاٹ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی صوابدید کے مطابق مستحق اشخاص کو الاٹ کرتے ہیں -

نمبر شمار	نام و پتہ	پلاٹ نمبر
1	۔ مسٹر عبدالحمید پرائیویٹ سیکرٹری وزیر مکانات شہری عملی منصوبہ بندی و جیل خانہ جات مکان نمبر 28 ہجویری سٹریٹ نمبر 99 کرشن نگر لاہور	71.72
2	۔ مسٹر شوکت حسین بی ۔ اے پرائویٹ سیکرٹری وزیر اعلیٰ پنجاب 147 چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور	341
3	۔ حافظ محمد الیاس ۔ عبدالصمد اندرون موری گیٹ لاہور	225
4	۔ مسٹر بہادر حسین ڈار عید منزل وسن پورہ لاہور	264
5	۔ ڈاکٹر اقبال احمد 1 ۔ اے سمن آباد لاہور	237
6	۔ ڈاکٹر امتیاز احمد چوہدری 1 ۔ اے سمن آباد لاہور	236
7	۔ مسمات سکینہ بی بی مکان نمبر 2 ۔ اے گلی نمبر 81 نزد فردوس سینما لاہور	100
8	۔ ملک ریاض حسین اسحاق بلڈنگ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	56
9	۔ مولوی نذر حیات لائیلپور	306
10	۔ مسز جی اے فرنڈز 12 ایمپریس پارک ایمپریس روڈ لاہور	74
11	۔ محمد رشید 41 کراسٹ گلی مسلم پارک راجگڑھ لاہور	102
12	۔ چوہدری گلزار احمد ایس پی 1 اے سمن آباد لاہور	اے/73
13	۔ ملک منظور علی کمپٹرولر وزیر اعلیٰ ہاؤس لاہور	108
14	۔ مسٹر غلام حسین خادم مکان نمبر 4 گلی نمبر 4 بیگم کوٹ لاہور	265
15	۔ حاجی اللہ دتہ 41 سی جی او آر ۔ 3 لاہور	اے/284
16	۔ نذیر احمد چوہدری سپروائزر خرید و فروخت اسلام آباد یونیورسٹی	267
17	۔ ملک محمد اجمل 9 رسول پارک شمع سنیما روڈ لاہور	235
18	۔ مسٹر حامد حسین احاطہ بلاق شاہ لنڈا بازار لاہور	اے/234
19	۔ مسٹر خدا بخش ڈنگہ سنگھ بلڈنگ بیڈن روڈ لاہور	234

نمبر شمار	نام و پتہ	پلاٹ نمبر
20	۔ مسٹر ایس اے رؤف مکان نمبر 38 گلی نمبر 30/101 نسبت روڈ لاہور	15
21	۔ مسٹر محمد اعظم مکان نمبر 26 گلی نمبر 2 نظام پورہ لاہور	اے/266
22	۔ مسٹر صلاح الدین سپرنٹنڈنٹ پی 10 چوہرجی کوارٹرز لاہور	268
23	۔ چوہدری بشیر احمد ایم ۔ پی ۔ اے ساہیوال	1
24	۔ مسٹر اشتیاق احمد خان 24 مین بازار سمن آباد لاہور	305
25	۔ مسٹر محمد بشیر مکان نمبر 11 نوری گلی 1 ۔ اے امبر روڈ بلال گنج لاہور	188
26	۔ مسٹر محمد اکرام مکان نمبر 1403 اے کوچہ حاجی منیم بخش اندرون بھاٹی گیٹ لاہور	189
27	۔ مسٹر محمد خان ایم این اے 3 زم زم گلی راجگڑھ لاہور	5
28	۔ مسٹر غلام محمد پی اے برائے وزیر تعمیرات و مواصلات پنجاب لاہور	103
29	۔ مسٹر ایم اے اقبال سیٹلمنٹ افیسر سیالکوٹ	266
30	۔ مسٹر محمد غنی پی اے برائے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ لاہور	73
31	۔ مسٹر حمید جہلمی ایڈیٹر روزنامہ امروز لاہور	104
32	۔ مسٹر حکیم عمر الدین داتا نگر بادامی باغ لاہور	105
33	۔ شیخ عاشق حسین 7/199 راوی پارک چوک قلعہ لچھمن سنگھ لاہور	106
34	۔ مسٹر فضل کریم مکان نمبر 1073 چوک وزیر خان دھلی گیٹ لاہور	107
35	۔ مسٹر محمد اسلم اسسٹنٹ رجسٹرار سپریم کورٹ پاکستان لاہور	229
36	۔ سید نصیر الاجتاوی 22 ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	270
37	۔ مسٹر محمد سعید 23 رسول پارک اچھرہ لاہور	226

نمبر شمار	نام و پتہ	پلاٹ نمبر
38	۔ مسٹر محمد ممتاز 23 رسول پاک اچھرہ لاہور	227
39	۔ الحاج ایس سلامت جالندھری 63 دی مال لاہور	230
40	۔ حاجی محمد بخش مخدوم ایم پی اے سرگودھا	231
41	۔ شیخ مراتب علی پی آر او برائے وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب 1/48 اے پونچھ ہاؤس کالونی لاہور	232
42	۔ مسٹر خلیل اللہ قریشی پروفیسر نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور	293/اے
43	۔ چوہدری حمید اللہ ایم پی اے جڑانوالہ لائیلپور	272
44	۔ مسٹر ذوالفقار علی مکان نمبر 4 گلی نمبر 6 نزد ٹی بی ہسپتال بلال گنج لاہور	228
45	۔ مسٹر غلام حسین 46 ایف گلبرگ 3 لاہور	190
46	۔ مسٹر محمد بشیر جونیئر کلرک اسٹیٹ لائف 4 لٹن روڈ لاہور	362
47	۔ سید اعجاز حسین سیفی 40 عمر دین روڈ وسن پورہ لاہور	363
48	۔ مسٹر منو بھائی (سنیئر کالمینٹ) روزنامہ لاہور	364
49	۔ غازی قدرت اللہ خان یونین صدر پیکو کمپنی 24 سلطان احمد روڈ رحمان پورہ لاہور	351
50	۔ مسمات نور جہاں معرفت نور محمد مغل وزیر اعظم ہاؤس لاہور	361
51	۔ مسز رقیہ بیگم (ویمن بی بی بی) مکان نمبر 23 گلی نمبر 15 انفینٹری روڈ مصطفیٰ آباد لاہور	360
52	۔ مسٹر الٰہی بخش 1/658 ڈونگر محلہ لاہور چھاؤنی لاہور	269
53	۔ مسٹر نذیر احمد خان لغاری 9 سی بہاول پور ہاؤس لاہور	302
54	۔ محمد افضل ایم پی اے معرفت چوہدری منظور احمد گجرات	356
55	۔ مسٹر اعجاز احمد معرفت چوہدری منظور احمد گجرات	367
56	۔ مسٹر امتیاز احمد ملک معرفت 116 بی پونچھ ہاؤس کالونی لاہور	358

نمبر شمار	نام و پتہ	پلاٹ نمبر
57	۔ مسٹر محمد عارف رسالدار محمد صدیق نواں شہر ملتان	355
58	۔ مسٹر خوشی محمد ولد صوبیدار مقصود علی نواں شہر ملتان	354
59	۔ مسٹر خالد محمود احمد ڈپٹی سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ لاہور	274
60	۔ سید آل احمد سیٹلمنٹ افیسر بھکر ضلع میانوالی	300

ماموں کانجن میں سیوریج سکیم

*7915 ۔ **میاں ظہور احمد :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماموں کانجن ضلع لائلپور میں سیوریج سکیم زیر تعمیر ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سکیم کس تاریخ کو شروع ہوئی اور کب تک مکمل ہوگی اور اس کی تکمیل پر کل کتنا خرچ آئے گا ۔ نیز اس کی سالانہ ترقی کی رفتار کیا ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) :

(الف) جی ہاں ۔

(ب) اس منصوبہ پر مالی سال 1974-75ء میں 15 جنوری 1975ء کو کام شروع کیا گیا تھا اور امید کی جاتی ہے کہ دسمبر 1976ء تک کام مکمل ہو جائے گا ۔ اس منصوبہ پر تقریباً 9.50 لاکھ روپے کی لاگت آئے گی ۔

منصوبہ کی مجوزہ ترقی کی رفتار حسب ذیل ہے ۔

1974-75ء	10 فیصد
1975-76ء	40 فیصد
1976-77ء	100 فیصد

گوجرہ مونگی مرید والا روڈ کی تعمیر

*7917 ۔ **میاں ظہور احمد** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ گوجرہ مونگی مرید والا روڈ ابھی زیر تعمیر ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر کس تاریخ کو شروع ہوئی اور اس تاریخ سے لے کر آج تک اس پر کام کی سالانہ رفتار کیا ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : جی ہاں ۔ سڑک ہذا کی تعمیر تقسیم ملک سے پہلے شروع ہوئی تھی ۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد پہلی مرتبہ 1965-66ء میں از سر نو تعمیر کا کام شروع کیا گیا تھا اور کام کی سالانہ رفتار مندرجہ ذیل ہے ۔

	فرلانگ	میل
1 ۔ تقسیم ملک سے پہلے ۔	00	2
2 ۔ سال 1965-66ء	01	5
3 ۔ سال 1969-70ء	02	1
4 ۔ سال 1971-72ء	03	2
5 ۔ سال 1972-73ء	03	2
6 ۔ سال 1975-76ء	05	3 (زیر تعمیر ہے اور مورخہ 30 جون 1976ء تک مکمل ہو جائے گا) ۔

باقی ماندہ حصہ سڑک کو آئندہ مالی سال کے دوران مکمل کر دیا جائے گا ۔

کارپوریشن پرائمری سکول کریم پارک سے ملحقہ پلاٹ کی فروخت

*7971 ۔ **راجہ محمد افضل** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کریم پارک راوی روڈ لاہور میں واقع کارپوریشن ایم سی پرائمری سکول سے ملحقہ پلاٹ کے مالک

نے اپنا پلاٹ بچوں کے پارک کے لیے لاہور کارپوریشن کی ملکیت میں دے دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بعد ازاں مذکورہ پلاٹ افسران کارپوریشن اور مالک پلاٹ کی مشترکہ سازش سے فروخت کر دیا گیا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملہ کی چھان بین کرکے متعلقہ افراد کے خلاف کاروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی نہیں۔ کارپوریشن نے پلاٹ مذکورہ کی فروخت اور انتقال وغیرہ کو روکنے کے لیے ڈی۔ سی اور سب رجسٹرار لاہور کو باقاعدہ بذریعہ چٹھی تاکید کر دی تھی۔

(ج) نقشہ کی منظوری کے سلسلہ میں متعلقہ اہلکاران کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

لائلپور شہر میں قیصری گیٹ تا چوک جھنگ بازار سڑک کی از سر نو تعمیر

*8026 - **سید طاہر احمد شاہ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لائلپور شہر میں قیصری گیٹ تا چوک جھنگ بازار براستہ ٹاؤن ہال سڑک محکمہ ہائی وے سے میونسپل کارپوریشن لائلپور کو منتقل ہو چکی ہے جس کی مرمت اور دیکھ بھال اب میونسپل کارپوریشن لائلپور کی ذمہ داری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سڑک کی سطح اتنی نیچی ہے کہ بارش کے دنوں میں اس پر دو تین فٹ تک پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ٹریفک گزرنے میں بڑی دقت ہو جاتی ہے۔

(ج) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کو اونچا کرکے دوبارہ تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ سال رواں میں مبلغ 4,40,000 روپے (چار لاکھ چالیس ہزار) کی لاگت سے چوک جھنگ بازار سے کارخانہ بازار تک سڑک کی تعمیر ہوگی اور کارخانہ بازار سے قیصری گیٹ تک اگلے مالی سال کے بجٹ میں دو لاکھ روپے کی رقم مختص کرکے سڑک ہذا کی تعمیر مکمل کر دی جائے گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 24-3-76 تا 5-4-76 اسمبلی کا اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا از راہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری دلاور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری دلاور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے !

گزارش ہے کہ مورخہ 29-3-76 کو بوجہ

علالت اسمبلی کا اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا۔ براہ نوازش اس یوم کی رخصت عطا کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسداللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسداللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں کل مورخہ 5-4-76 کو اپنے حلقہ چشتیاں میں مصروفیت کی بنا پر بر وقت لاہور نہ پہنچ سکا اور اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ مورخہ 5-4-76 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session due to illness from 29th March to 4th April, 1976.

Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 58 کو deal کر رہے تھے۔

The Honourable Minister was making a statement.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! دوسرے سال کے مقابلہ میں اس سال زرعی اجناس کی قیمتیں کم ہونا حکومت کی پالیسی کے عین مطابق ہے اور ایک خوش آئیند امر ہے۔ اس بارے میں حکومت کی اچھی حکمت عملی ثابت ہوئی ہے۔ اس سے یہ کہنا کہ کاشتکاروں کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے۔ اور وہ لوگ جن کا تعلق زراعت سے ہے۔ وہ کسی نقصان کے متحمل ہو رہے ہیں اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ کاشتکار بچارے جب گندم کاٹی جاتی ہے۔ اس کے دو تین ماہ کے اندر اندر اپنے گزارہ کی گندم رکھ کر باقی بیچ دیتے ہیں۔ وہ اس بات کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے ہیں۔ کہ گندم کو سٹاک کر سکیں۔ اور نفع کما سکیں۔ اصل میں جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔ یا ناجائز منافع خوری کرتے ہیں۔ وہ لوگ گندم سٹاک کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اس سال گندم خرید کر رکھی ہے۔ اس لالچ پر کہ پچھلے سال 25 روپے سے 60 روپے تک بیچی۔ اور اس سال بھی اسی طریقہ سے بیچیں گے۔ لیکن اس سال اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فضل اچھی ہے اور جہاں تک سپلائی اور ڈیمانڈ والی بات ہے۔ ذخیرہ اندوز اپنی گندم مارکیٹ میں لے آئے ہیں تو قیمتیں بہت گر گئی ہیں اور گندم تیس۔ پینتیس روپے فی من مل رہی تھی حکومت نے فوراً اس بات کا نوٹس لیا اور فوری طور پر محکمہ خوراک نے پچھلے سال کی گندم جس کو حکومت عام حالات میں خریدنے کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی۔ فوری طور پر خریدنا شروع کر دیا اور جو حکومت نے 37 روپے گندم کی قیمت مقرر کی ہوئی ہے۔ اسی قیمت پر اس وقت بھی محکمہ خوراک اس کو خرید رہا ہے۔

Mr. Speaker : The Government is trying to stabilise the price.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس میں کسی قسم کی urgency بھی نہیں ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! حکومت کا یہ کہنا کہ زرعی

پیداوار میں قیمتوں میں کمی کی وجہ سے اکثریت کو فائدہ پہنچا ہے جب کہ حکومت نے پیداوار میں قیمتیں بڑھائیں اس لیے کہ انہوں نے یہ دیکھا کہ جو بھی کارخانے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر تو یہ کہہ رہے ہیں ۔ کہ اصل میں جو کچھ تحریک میں دیا گیا ہے کہ کاشتکار تو عرصہ ہوا اپنی فصل بیچ کر تاجروں کے سپرد کر چکا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : نہیں ۔ جناب والا ! کاشتکاروں کو آنے والی فصل کے متعلق بڑی تشویش ہے کیونکہ جو حکومت نے کارخانے قومیائے ہیں ان کی اجناس میں تو کوئی کمی نہیں ہوئی جب کے کھاد میں ٹریکٹروں کی قیمتوں میں بھی کمی نہیں ہوئی ۔ اور جناب والا آپ جانتے ہیں کہ اکثریت اور جمہوریت کا مطلب یہی ہے کہ اکثریت کے مفاد کو پیش نظر رکھا جائے اور جب اکثریت مفاد کو نقصان پہنچنے لگے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا نظام غلط ہے اگر جناب والا یہ کسی اس طریقہ سے ہوتی کہ حکومت ان زرعی آلات میں یا کھاد میں خود کمی کرتی اور اس کے بعد کسان اس کے اثر سے زرعی پیداوار میں کمی کرتا تو پھر کسانوں کو نقصان نہیں ہونا تھا ۔ جناب والا ! کسانوں نے محنت کی ہے اور کسانوں نے پیداوار کو بڑھایا ہے تو اس کا کریڈٹ حکومت کو نہیں جاتا ۔ اس پیداوار بڑھنے کا جو نقصان ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے محنت زیادہ کی پیداوار بڑھی قیمتیں بڑھیں لیکن اس کا فائدہ حکومت اس طرح لے رہی ہے کہ ایک تو تمام زرعی آلات اور تمام ادویات مہنگی دے رہی ہے اور اس کے برعکس کسانوں سے کم قیمت پر فصل خریدی جا رہی ہے ۔ تو یہ ان کے لیے تنگدستی پیدا کرنے کا سبب ہوگا ۔ تو اس لیے اگر حکومت بر وقت اقدام نہیں اٹھائے گی اور ان قومیائے ہوئے کارخانوں میں کمی واقع نہیں کرے گی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کا کسانوں کو بہت بڑا نقصان ہوگا جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ پھر اس ملک میں تنگی پیدا کرنے کے لیے اپنی محنت میں کمی واقع کر دیں اور پیداوار کم کر دیں

تاکہ ان کو زیادہ سے زیادہ قیمتیں وصول ہوں ۔ اس لیے جناب والا میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب آپ کے اعتراض کے باوجود دونوں صاحبان گندم پر ہی زور دے رہے ہیں میں چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کی توجہ کا مستحق ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ حکومت کی اچھی عملی کا نتیجہ ہے کہ زرعی اجناس کی قیمتیں کم ہوئی ہیں اور اس سے عوام کو یقیناً فائدہ پہنچے گا ۔ ہر شخص کی خواہش ہے کہ اجناس اور دوسری جو ضروریات زندگی کی چیزیں ہیں ان کی قیمتوں میں کمی واقع ہو لیکن جس طرح انہوں نے فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعات کے مطابق نہیں ہے ۔ اگر زراعت میں inputs کی قیمتیں کم ہوئی ہیں مثلاً فرٹیلائزز ۔ ٹریکٹر ۔ ڈیزل آئل ۔ اور پیسٹیسائڈز ۔ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت نے ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے زرعی اجناس کی قیمتوں میں کمی واقع ہونے سے زراعت پیشہ لوگوں کو نقصان نہیں ہوگا لیکن جناب والا یہاں صورت حال یہ ہے کہ ایگریکلچر کی pesticides کی قیمتوں میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا ہے اور ان چیزوں کی دستیابی میں بھی مشکلات درپیش آ رہی ہیں ۔ لیکن دوسری طرف زرعی اجناس کی قیمتوں میں کمی واقع ہونے سے نہ صرف یہ کہ زراعت پیشہ لوگوں کو بے پناہ نقصان ہو رہا ہے بلکہ پیداوار میں اضافے کا جو incentive تھا وہ بھی ختم ہو جائے گا اور آئندہ زرعی پیداوار میں کمی ہونے کا احتمال موجود ہے ۔ جناب والا ! ضروری اشیاء کی قیمتوں میں کمی کرنے کے لیے حکومت کو ایسے اقدامات کرنے چاہیں تھے اور اس کے مطابق اگر زرعی اجناس کی قیمتوں میں کمی واقع ہو تو ہر آدمی اس پر خوش ہوگا لیکن جناب یہاں تو یکطرفہ ٹریفک ہے کہ صرف زرعی اجناس جو کہ زراعت پیشہ لوگ پیدا کرتے ہیں ان میں کمی واقع ہوئی ہے لیکن ان زراعت پیشہ لوگوں کو pesticides اور دوسری ضروری

اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی بنا پر کافی زیادہ نقصان ہو رہا ہے اور اس میں بجا طور پر ان کا اندیشہ درست ہے۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! شاید میں اپنی بات کو واضح نہیں کر سکا۔ حکومت نے جب inputs کی قیمتیں بڑھائی تھیں اس وقت پچیس روپے پچاس پیسے سے گندم کی قیمت بڑھا کر 37 روپے کر دی گئی اور حکومت نے یہ incentive دیا ہے کہ اس وقت بھی کاشتکاروں کو 37 روپے ملتے تھے۔ پھر یہی نہیں باسمتی چاول کی قیمت ساٹھ روپے سے نوے روپے کر دی گئی اور اس طریقے سے اری پاک چاول ہے اس کی قیمت 26 روپے سے بڑھا کر 40 روپے کر دی گئی۔ اب تو inputs کی قیمتیں حکومت نے نہیں بڑھائیں اس وقت بھی ان inputs کی قیمتیں بڑھی تھی تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ حکومت کی commitment ہے۔ تو جناب والا آج میرے حزب اختلاف کے فاضل اراکین لاکھ من یا دس لاکھ من گندم ہمیں لا کر دیں تو وہ جو گورنمنٹ کی commitment ہے اس کے مطابق assure کراؤں گا۔ اگر ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنے والے یا پھر مصنوعی طور پر قلت پیدا کرنے والے قلت پیدا کر کے قیمتوں کو اوپر لے جاتے ہیں اور پھر اچھی فصل آنے کی وجہ سے ان اجناس کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں تو اس کے لیے تو حکومت کو مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے۔ جناب والا ! ہماری حکومت کی جو 37 روپے والی commitment ہے اس پر تو حکومت اب بھی stand کرتی ہے۔ جب ہم نے قیمت پچیس روپے سے بڑھا کر 37 روپے کی تھی اس وقت inputs کی قیمتیں بڑھی تھیں لیکن اس کے بعد inputs کی کوئی بھی قیمت نہیں بڑھی۔

مسٹر سپیکر : ان کا جو پوائنٹ ہے اس کو آپ دیکھ لیں۔ ان کی بات یہ ہے کہ آج تو ساری ڈسکشن گندم کے محور کے ارد گرد آ کر ٹھہر جاتی ہے کہ آنے والے موسم میں سب سے بڑی فصل گندم کی ہوتی ہے لیکن ان کا اندیشہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ قیمتیں crash کر جائیں گی۔ آپ گندم کو تو stabilies کر لیں گے۔ تو کیا حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے کہ ایسی بات نہ ہو۔

This is exactly what they are bringing to your notice.

وزیر آبپاشی : جناب والا! حکومت اس چیز کی اہمیت کو سمجھتی ہے -

Mr. Speaker : Do I rightly present your point of view.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! آپ نے بالکل درست فرمایا ہے لیکن ان کا یہ کہنا کہ ذخیرہ اندوزی کی حکومت ذمہدار نہیں ہے ٹھیک نہیں -

مسٹر سپیکر : نہیں - یہ دونوں ہی باتیں ہیں That element is there جب نئی فصل آنے والی ہوتی ہے تو وہ ہمارے ملک کی ایک بڑی repeated routine ہے کہ جن لوگوں نے یا بزنس مین نے hoarding کی ہوتی ہے وہ آپ سے سستی اجناس خریدنے کے لیے اپنی قیمتوں کو نیچے لے آتے ہیں لیکن یہ موضوع تو زیر بحث نہیں ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا! یہ آپ بالکل درست فرماتے ہیں لیکن جو انہوں نے کہا ہے کہ حکومت ذخیرہ اندوزی کی ذمہدار نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی پوری ذمہداری ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے جو بات کہی ہے وہ بالکل اس کے الٹ کہی ہے - انہوں نے کہا کہ اگر ذخیرہ اندوز اپنی ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کی قیمتیں نیچے لے آتے ہیں تو حکومت اس کی ذمہدار نہیں ہے - انہوں نے اس کا الٹ کہا ہے کہ جن لوگوں نے hoarding کی ہوئی وہ قیمتوں کو نیچے لانے کے لیے مجبور ہو گئے ہیں -

This is not actually the issue. This issue is a little different.

وہ یہ اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں کیونکہ قیمتیں نیچے آ رہی ہیں -

The agricultural prices may further come down.

اور اس کے لیے حکومت کیا کر رہی ہے جیسے آلوؤں کا پچھلے دنوں ایک واقعہ ہوا تھا -

چوہدری طالب حسین : جناب والا! آپ نے اس مسئلے کو بالکل صحیح طور پر لیا ہے -

مسٹر سپیکر : کیسے ؟

چوہدری طالب حسین : اس طرح سے کہ جیسے کہا جاتا رہا ہے کہ ہمارا ملک بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے زرعی اجناس میں اضافہ ہی

ہماری اقتصادیات میں استحکام کا نتیجہ بن سکتا ہے ۔ جناب والا! دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ زرعی اجناس میں اضافے کے ساتھ ساتھ کیا حکومت زراعت پیشہ لوگوں کو وہ incentive دے رہی ہے اور کیا inputs کی قیمتوں کو کم کرنے کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے جس سے زرعی اجناس میں اضافہ ہو اور غیر زراعت پیشہ لوگوں کے لیے زیادہ پیداوار بڑھانے کا incentive ہو ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میرے خیال میں جو وزیر موصوف نے جواب دیا ہے وہ مکمل ہے کہ حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ جتنا بھی اناج ہوگا وہ خرید لے گی تو اس کے بعد پھر کیا بات باقی رہ جاتی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! جیسا کہ وزیر موصوف نے ذکر کیا کہ انہوں نے کسانوں کی بہتری کے لیے قیمتیں بڑھائی ہیں ۔

Mr. Speaker : He said the government will make every possible effort to stabilise the prices.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! stablize کا جو مقصد ہے اسے پھر میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ stabilies اس طرح نہیں آتی جب کہ حکومت خود قیمتیں بڑھا رہی ہے ۔ جیسا کہ 1970ء میں 18 روپے من گندم تھی اور پھر 36 روپے من اس لیے کی گئی کہ آپ نے کھاد کی قیمت تین گنا کر دی ٹریکٹرز کی قیمت تین گنا ہو گئی ۔ ڈیزل کی قیمت تین گنا ہو گئی اور مزدوری تین روپے سے دس روپے ہوگئی ۔ تو اس طرح آپ نے کوئی احسان نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر : لیڈر آف دی اپوزیشن اس پر کچھ کہنا چاہیں گے ۔

I think that makes the issue very clear.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کسان پہلے ہی تنگ دستی کا شکار ہیں ۔ اگر حکومت اپنی چیزوں کی قیمتوں میں کمی نہیں کرتی جیسے زرعی اجناس یا آلات کی قیمتیں ہیں تو یہ سب نقصان کسانوں کو اٹھانا پڑے گا ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کسانوں نے قیمت میں کمی کی ہے تو حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام توسیائے ہوئے کارخانوں کی چیزوں کی قیمتوں

میں کمی کرے کیونکہ اس کے بغیر یہ ناممکن ہوگا کہ کسانوں کو فائدہ پہنچے ۔ جب آپ چیزیں درآمد کرتے ہیں اور وہ تمام روپیہ subsidise کرتے ہیں تو اس کو پورا کرنے کے لیے آپ کسانوں کو کم قیمتوں پر کھاد اور ٹریکٹر مہیا کریں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا! حکومت اس مسئلے کی اہمیت کو بہت اچھی طرح محسوس کرتی ہے ۔ اور میں اپنے فاضل اراکین کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں حکومت ہر قسم کے مناسب اقدامات اٹھانے کے لیے کوشاں ہے اور آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اس سال 136 روپے من تک کاٹن کی قیمت ملی اور اس کا فائدہ کاشتکاروں کو ہوا ہے اس لیے میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ حکومت اپنی طرف سے اس مسئلے کو پوری اہمیت دیتی ہے اور پوری کوشش کرے گی کہ کاشتکاروں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا! پوزیشن یہ ہے کہ اس سال کاٹن بہت کم ہوئی ہے اور کاٹن کی قیمت بڑھی ہے ۔ اس طرح کسانوں کو بے پناہ نقصان ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : I would have admitted this motion.

مگر میں سمجھتا ہوں کہ کل بھی اور آج بھی ۔

this has sufficiently been discussed. In view of that I am not admitting it.

اس کے بعد تحریک التوا نمبر 73 راجہ افضل خان کی ہے جو کہ دفعہ 144 کے متعلق ہے وزیر قانون و پارلیمانی امور آپ کو وہ آرڈر ملا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کی opening پڑھ دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ہاں پڑھ دیں تاکہ I may be able to judge.

Minister for Law and Parliamentary Affairs : Whereas it has appeared to me that there is apprehension of sectarian clashes amongst certain sectarian sections of the public in Lahore and its sub-divisions, in my opinion there are sufficient grounds to proceed under section 144 as an immediate prevention is desirable. The directions hereafter appearing are necessary in order to prevent danger to public peace and tranquility and human life and property.

مسٹر سپیکر : آپ کو علم ہے کہ اس کی کوئی backgrouud بھی ہے کہ ایسے کوئی واقعات ہوئے ہیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! وہ چیزیں تو ان کی جوڈیشل فائل میں ہوں گی - لیکن اب apprehension اس میں نہیں دیا گیا -

Mr. Speaker : I am not going to judge

کہ ان کی یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں ہے

I just want if any incident was brought to notice.

آپ اس کا پتہ کر لیں

I will take it up tomorrow.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ تو اس کا پتہ کرتے رہیں گے لیکن میں آپ کو اس دور کے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انگریزوں کے دور غلامی میں 1919ء سے لے کر جلیانوالہ واقعہ کے بعد 1947ء تک صرف اکیس دفعہ دفعہ 144 لگائی گئی -

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! اس میں مبالغہ نہ پیدا کریں - آپ کو اس کا اندازہ ہی نہیں ہے کہ یہاں کتنی ٹک ٹک لگتی رہی ہے اور لوگ کس طرح سڑک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر گزر کے جاتے تھے -

Let us not exaggerate all this.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ راجہ محمد افضل خان کو 1947ء کے حالات کا جب پاکستان بن رہا تھا پتہ نہیں تھا -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کرفیو بھی لگتا رہا ہے اور دفعہ 144 بھی لگتی رہی ہے -

مسٹر سپیکر : اگر کرفیو لگ جاتا ہے تو دفعہ 144 کی ضرورت نہیں رہتی -

Let us not put it like that.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں نے اس معزز ایوان کے سامنے پہلے ہی دن جب تحریک التوا پیش ہوئی تو وزیر موصوف کی اطلاع کے

لیے یہ کوائف پیش کیے تھے کہ یہ بڑی خوشی سے چلان بن کر کے آئیں اور اس کو چیلنج کریں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ راجہ محمد افضل خان شائد 1947ء کے تحریک پاکستان سے قبل کے حالات سے بالکل نابلد معلوم ہوتے ہیں ۔ اس لیے مہینوں پنجاب میں دفعہ 144 لگی ہے اور جس قدر لوگ گرفتار ہوتے رہے ہیں اس کا تو عشر عشیر بھی ہم نے نہیں دیکھا ۔ پتہ نہیں یہ تحریک آزادی سے پہلے کی باتیں کر رہے ہیں کہ دفعہ 144 اکیس مرتبہ لگی ہے ۔ آپ اس وقت تحریک پاکستان میں شامل ہوئے ہوں گے اور آپ نے پنجاب میں دیکھا ہوگا کہ پنجاب سارے میں مہینوں ہی پوزیشن رہتی تھی ۔

مسٹر سپیکر : اس لیے یہ argument نہیں چلتا کہ دفعہ 144 نہیں لگی ۔ دفعہ 144 سے زیادہ مارشل لاء لگ گیا یا دفعہ 144 سے زیادہ کرفیو لگ گیا ۔

I does't carry us anywhere.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں دفعہ 144 کا ذکر کر رہا ہوں ۔ آپ ذرا پرانی کتابیں کھول کر دیکھیں آپ کو پتہ لگ جائے گا ۔

Mr. Speaker : Let us deal with the present situation.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا! جس طرح یہ مسلسل دفعہ 144 لگائی جا رہی ہے اگر یہ ماضی میں لگتی تو میں سمجھتا ہوں کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیتیں بھی سامنے نہیں آ سکتی تھیں ۔ اس طرح قیادت کا فقدان ہو جائے گا اور لوگوں کو اپنی قیادت ڈھونڈنے کے لیے ایک طویل عرصہ چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کی بات سن لی ہے ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! یہ بات بڑے اصول کی ہے کہ جب حکمران ٹولے کا کوئی شخص جلسہ کرتا ہے تو وہاں پر امن عامہ کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا لیکن جب اپوزیشن جلسے کرنا چاہتی ہے تو امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے ۔ حالانکہ کوئی ایسا خطرہ نہیں ہوتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ برسراقتدار طبقے کی کرسیاں خطرے میں ہیں اور وہ دفعہ

144 کی آڑ میں اس حکومت کو چلانا چاہتے ہیں اور یہ غلط بات ہے کہ جہاں ان کے لوگ جاتے ہیں یا ان کے چیئرمین صاحب جاتے ہیں وہاں دفعہ 144 کی ضرورت نہیں ہے لیکن جہاں اپوزیشن جلسے کرنا چاہتی ہے وہاں دفعہ 144 لگائی جاتی ہے۔ اس طریقے سے یہ کتنی دیر حکومت کر سکتے ہیں۔ ان کا حشر بھی وہی ہوگا جو 1947ء سے پہلے خضر حیات کا ہوا تھا۔

Mr. Speaker : I would admit this adjournment motion. Those in favour of the leave beineg granted to please rise in their seats. The Count was taken . . . It falls as it does not get the required number of votes. The leave is refused by the House.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! تحریک التوا نمبر 147 کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسٹر سپیکر : میں نے وزیر قانون و پارلیمانی امور سے بات کی ہے اور وہ کل اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ لہذا یہ تحریک التوا کل لیں گے۔

چوہدری طالب حسین : ٹھیک ہے۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 74۔

سید ناہش الوری : جناب والا! میں نے تحریک التوا نمبر 131 کے لیے گزارش کی تھی۔

مسٹر سپیکر : وہ بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ آپ out of order لیتے ہیں۔

سید ناہش الوری : جناب والا! اسی لیے میں نے ایک دن پہلے گزارش کر دی تھی۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 131 کی کوئی اتنی اہمیت بھی نہیں ہے۔

Actually the facts conveyed are not correct.

آج میں اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ دونوں ہی گرفتار ہیں۔ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو تلاش کیا جا رہا ہے۔

He is in the prison.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے یہ نہیں کہا کہ اس کو تلاش کیا جا رہا ہے ۔ میں نے کہا ہے کہ ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ جناب والا ! یہ آزادی صحافت کا مسئلہ ہے جو آپ کو اور ہمیں مشترکہ طور پر عزیز ہے ۔

مسٹر سپیکر : تابش الوری صاحب ! جہاں تک آزادی کا تعلق ہے صحافی کی تمام عزت و احترام کے باوجود میرے حساب سے individual کی بھی آزادی اتنی اہم ہوتی ہے جتنی کسی صحافی کی ہوتی ہے ۔ but if the process of law is followed تو پھر یہ ہاؤس ساری بات کو discuss نہیں کر سکتا ۔

If the people have been arrested, the cases are in the Court.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اس پر ایک رٹ بھی ہائی کورٹ میں ہے اور اسی سلسلے میں دو معاملے ہیں ۔

Mr. Speaker : There are privileges but there are no special privileges.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں آپ سے متفق ہوں کہ اگر عام قانون کے مطابق صحافیوں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے تو ہم کبھی اس مسئلے کو اس ایوان میں زیر بحث نہیں لائیں گے ۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ آئین میں پہلی مرتبہ پریس کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے ۔ اسی لیے ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ انہیں مروجہ قوانین کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے ۔ یہ ڈیفنس آف پاکستان رولز ہے ؛ غیر معمولی قانون کے تحت آن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا کہیں آئین میں لکھا ہے کہ ڈیفینس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی نہیں ہوگی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہا ہوں کہ آپ بھی تحریک التواء دفعہ 144 اور دوسرے غیر معمولی قوانین کے تحت اسی لیے admit کرتے ہیں کہ وہ عام روایت اور عام نوعیت کے cases سے ہٹ کر ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میرے نقطۂ نظر سے دفعہ 144 کی نوعیت اور ہے۔ If a person is arrested and taken to a court of law. میری پوزیشن اس میں بالکل مختلف ہے۔

سید نابش الوری : جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ اردو ڈائجسٹ والوں کا پریس ضبط کیا گیا۔ ان کا اخبار ضبط کیا گیا۔ اور اب ہم ان کے خلاف ڈیفینس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی کر رہے ہیں جب کہ مروجہ قوانین کے تحت ان کے خلاف کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

مسٹر سپیکر : اس میں پوزیشن یہ ہے کہ ہم سب عدلیہ کا بہت احترام کرتے ہیں اور میں اس ایوان میں ایسی کوئی بات نہیں چاہتا جس سے عدلیہ کا احترام پر زد پڑتی ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! یہ بات precisely ہائی کورٹ میں under discussion ہے کہ ڈیفینس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی۔ اور اسی بات پر انہوں نے رٹ کی ہوئی ہے جس پر تاریخ پڑی ہوئی ہے کیونکہ اس نوعیت کی ایک رٹ ہائی کورٹ سندھ میں ہوئی تھی۔ جو معاملہ سپریم کورٹ میں آ گیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہائی کورٹ نے تاریخ دے دی۔ اس لیے یہ معاملہ sub-judice ہے۔

سید نابش الوری : میں ایک اصولی بات کر رہا ہوں میں merits کو ڈسکس نہیں کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ہائی کورٹ کی writ jurisdiction میں یہ بات بالکل خلاف ہے۔

سید نابش الوری : جناب والا! سیکورٹی ایکٹ۔ ڈیفینس آف پاکستان رولز یہ وہی کالے قوانین ہیں۔ جن کے خلاف آپ اور ہم جدوجہد کرتے رہے اور ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ان کالے قوانین کو ختم کریں گے۔ آج انہی کالے قوانین کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ اخبارات کی آزادی سلب کی جا رہی ہے۔

مسٹر سپیکر : اس پر بہت سی تقاریر شروع ہو جائیں گی جہاں تک نظربندی کا سوال ہے

any detention without trial, I have no hesitation in admitting the same, but if there is a trial and the person is produced before a court of law, then the provisions of Consitution are followed.

نہ یہ رولز کے مطابق ہے اور نہ ہی ہماری روایات کے مطابق ہے - اس لیے اس کی merits کو ڈسکس نہیں کیا جا سکتا -

سید ناہش الوری : جناب ! trial شروع نہیں ہوئی -

مسٹر سپیکر : demarcation بہت clear ہے -

This is very clear, about the judiciary, about the legislature. I would not like to trespass.

سید ناہش الوری : جناب والا ! ٹرائل شروع نہیں ہوئی ہے - دوسری گذارش یہ ہے کہ میں ایک اصولی مسئلہ زیربحث لانا چاہتا ہوں کہ آیا اخبارات کے خلاف مروجہ قوانین کے تحت پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کے تحت کارروائی ہونی چاہیے - یا غیر متعلقہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لانی چاہیے - ہم صرف اس حد تک بحث کرنا چاہتے ہیں - merits یا demerits پر بحث نہیں کرنا چاہتے - میں آپ سے متفق ہوں کہ ہم یہاں trial نہیں کرنا چاہتے نہ ان کے مقدمے کے جو حقائق ہیں ان کو زیربحث لانا چاہتے ہیں - کسی مہذب اور جمہوری معاشرے میں اخبارات کے خلاف عام قوانین کے تحت جب وہ موجود ہوں کیوں کارروائی نہیں کی جاتی اور اس کے لیے غیر معمولی کالے قوانین کے تحت کارروائی کی جاتی ہے -

Mr. Speaker : Now I take up adjournment motion No. 76.

راجہ محمد افضل خان : میری بھی اس سلسلے میں ایک تحریک زیربحث ہے -

مسٹر سپیکر : میں لیتا ہوں -

راجہ محمد افضل خان : جناب ! آپ ایک بات پر توجہ کیوں نہیں دیتے کہ آج کل اہل علم ، علمائے دین اور اہل قلم یہ تین فرقے ہیں جو زیر عتاب ہیں - آپ اس کا جائزہ لیں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! میری ایک تحریک التوا نمبر 75 ہے -

مسٹر سپیکر : وہ نمبر 24 کے ساتھ dispose of ہو چکی ہے - اب نمبر 76 لی جاتی ہے -

---

زرعی گریجوایٹس (اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر) زرعی تحقیقاتی ادارہ لائل پور کی طرف سے گریڈ 17 نہ دیئے جانے کے خلاف ہڑتال

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 18 مارچ 1976ء کی خبر کے مطابق زرعی گریجوایٹس (اسسٹنٹ ریسرچ آفیسرز) زرعی تحقیقاتی ادارہ لائل پور نے مورخہ 19 مارچ 1976ء سے ہڑتال کر دی ہے - زرعی تحقیقاتی ادارے کے ریسرچ افسران کے ساتھ لائل پور زرعی یونیورسٹی بھی مورخہ 24 مارچ 1976ء سے ہڑتال میں شامل ہو رہی ہے - زرعی گریجوایٹس کا مطالبہ ہے کہ ان کو ڈاکٹروں اور انجینئروں کے مساوی گریڈ نمبر 17 دیا جائے - اس مطالبہ کی تحقیقاتی کمیٹی (زرعی) سفارش کر چکی ہے - اس سفارش کو کونسل برائے مشترکہ مفادات بھی منظور کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود پنجاب حکومت اس پر عمل درآمد نہیں کر رہی ہے - زرعی گریجوایٹس کی ہڑتال سے تحقیقاتی ادارہ میں کام رک گیا ہے جس سے بے پناہ نقصان ہو رہا ہے - اس واقعہ سے پورے پنجاب کے عوام میں بے چینی اور سراسیمگی پیدا ہو چکی ہے -

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! اس ضمن میں بین الصوبائی رابطہ کمیٹی کی میٹنگ 30 جنوری 1976ء کو ہوئی تھی - اس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ حکومت نے پے کمیشن مقرر کر دیا ہے اور اس میں اس قسم کی مشکلات کو بھی دور کرنا ہے - اس کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا گیا تو اس ضمن میں اس کمیٹی نے کوئی فیصلہ نہیں کیا - جہاں تک ہڑتال کرنے والے ملازمین کا تعلق ہے تو اس ضمن میں ان کا ایک نمائندہ 18 مارچ 1976ء کو سیکریٹری زراعت کو ملا تھا - انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہڑتال نہیں کریں گے -

مسٹر سپیکر : ہڑتال نہیں ہوئی ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کس کی بات پر یقین کریں ۔ وہاں ہڑتال ہوئی ۔ دس روز کے لیے یونیورسٹی کو بند کرنا پڑا ۔ 2 اپریل کو یونیورسٹی دوبارہ کھلنے والی تھی لیکن اسے مزید چھٹیاں کرنا پڑیں ۔ جس میں طلبا اور پروفیسرز بھی شامل ہوئے ۔

The Minister is making a wrong statement on the floor of the House. What I can say ?

یہ میں اپنے ذاتی تاثر کی بنا پر عرض کر رہا ہوں اس کی تائید میں یہ ہے کہ انہیں یہ یونیورسٹی دس روز کے لیے بند کرنا پڑی ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ کے بیان کو چیلنج کر رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ان کو دوبارہ موقع دے دیں تاکہ یہ فون پر بات کر سکیں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! اس سلسلے میں ان کے نمائندے 18 مارچ 1976ء کو سیکرٹری زراعت کو ملے ۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ اس قسم کی ہڑتال نہیں کریں گے اور حکومت کے فیصلے کا انتظار کریں گے ۔ حکومت کی اس وضاحت پر میرے دوست کو کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہئے اور اس کے بارہ میں مزید پتہ کرا لوں گا ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے ۔ اس کو صوبائی حکومت ہی طے کرے یہ کہیں بین الصوبائی رابطہ کمیٹی کا نہیں ہے ۔ میں اصولی طور پر عرض کروں گا کہ زرعی گریجوائیٹس کو بھی وہی استحقاق ہے جو ڈاکٹرز اور انجینئرز کو حاصل ہے ۔ اس لیے یہ کام صوبائی حکومت اپنے اور اپنے وسائل کے مطابق حل کر سکتی ہے ۔ اس میں صوبائی رابطہ کمیٹی کا کوئی دخل نہیں ہے ۔ حال ہی میں سندھ حکومت نے اپنے انجینئرز کو پانچ ترقیاں دے دی ہیں اور ہماری حکومت ابھی بین الصوبائی کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کن انجینئرز کی بات کر رہے ہیں ؟

سید قابش الوری : جناب والا ! جو زرعی انجینئرز ہیں ان کی بات کر رہا ہوں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لیے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ بہت افسوس ناک بات ہے کہ چھوٹی چھوٹی بات پر یہ حوالہ دیا جاتا ہے کہ سندھ حکومت یہ کر رہی ہے اور پنجاب میں یہ نہیں ہو رہا ۔ میں یہ بات واشگاف الفاظ میں کہنی چاہتا ہوں کہ سندھ حکومت نے جو پانچ ترقیاں دی ہیں پنجاب حکومت ایک سال پہلے دے چکی ہے اور یہ ہم نے with retrospective effect دی ہیں جب کہ انہوں نے with prospective effect دی ہیں ۔ اس قسم کی چیزیں کہ وہاں یہ ہو رہا ہے اور یہاں یہ ہو رہا ہے misunderstanding پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے ۔ چونکہ ہمارے وسائل مرکز سے آتے ہیں اور صوبائی حکومت اپنے وسائل کے مطابق کام کرتی ہے اس لیے ان کا کیس پے کمیشن کو بھیج دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب ان کے فیصلے کا انتظار کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف نے ابھی کہا ہے کہ انجینئرز کو پانچ ترقیاں دی گئی ہیں ۔ وہی ترقیاں جو ایک سال قبل لیکچررز کو بھی دی ہیں ۔

Mr. Speaker : This is not material for the disposal of this motion.

سید تابش الوری : جناب والا ! انہوں نے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کہا اور انہوں نے جواب دیا ہے ۔

but this is not the controversy in the House.

اگر ان کی بات غلط ہوگی

Yon may bring the privilege motion. I am not going to confuse the issue. No engineers are involved in this motion.

چوہدری امان اللہ لک : اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ اگر میرے دوست کو شک ہے تو میرے پاس آئیں دونوں بیٹھیں گے ۔ جن کو کہیں گے میں پیش کروں گا ۔ میں ان کی تسلی کرانے کے لیے تیار ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یونیورسٹی تو 24 سے 31 تک بند کرنا پڑی ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ان سے ملیں وہ آپ کی تسلی کرا دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جیسے آپ فرماتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ کہہ رہے ہیں کہ میں تسلی کرا دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میرے دوست کو غلط اطلاع دی گئی ہے ۔ ان کی انتظامیہ نے ان کو غلط بتایا ہے ۔ آپ اس کو کل تک ملتوی کر دیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! بعض ایسی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے وسائل مرکز سے آتے ہیں ۔ جناب والا ! بنیادی طور پر یہ بات سو فیصدی درست نہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ صوبوں کے اپنے وسائل موجود ہیں اس لیے یہ ضروری نہیں کہ جب تک مرکز اس بات کی اجازت نہ دے آپ اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر : کوآرڈینیشن کمیٹی مرکزی حکومت تو نہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں جو عرض کر رہا ہوں وہ صرف یہ ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے وسائل مرکز سے آتے ہیں ۔ اس لیے جب تک کوآرڈینیشن کمیٹی اس کا فیصلہ نہ کرے ہم اس پر عمل درآمد نہیں کر سکتے ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بنیادی طور پر یہ بات درست نہیں ۔ ہماری حکومت کے وسائل محض مرکز سے نہیں آتے ۔ دوسری بات جو انہوں نے زور دے کر کہی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک سال قبل پانچ ترقیاں with retrospective effect دے چکے ہیں حالانکہ جناب تابش الوری صاحب نے اس بات کو چیلنج کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اس بات کی تصدیق کر لیں یہ ترقیاں ایگزیکٹو گریجویٹس کو نہیں دی گئیں ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں انہیں کہنا یہ چاہیے تھا کہ وہ تصدیق کر لیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وزیر صاحبان کسی تحریک التوا کے جواب میں کچھ فرمانے سے پہلے اس کی تصدیق کر لیا کریں ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں بات یہ ہے کہ سید تابش الوری کی بات بھی کچھ متعلقہ نہ تھی ۔

That is why he has to rise.

چوہدری طالب حسین : اگر ان کی بات متعلقہ نہ تھی تو وہ کہہ سکتے تھے یا وہ یہ جواب دیتے کہ یہ بات متعلقہ نہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو تابش الوری صاحب سے یہ بات کہی تھی کہ یہ متعلقہ نہیں لیکن بات یہ ہے کہ ممبر صاحبان کے ذہن میں ایک بات ہوتی ہے اور وہ اسے justified سمجھتے ہیں ۔ ان کی ایک اپنی approach ہوتی ہے ۔ تو وہ بات کہہ دیتے ہیں ۔ اس طرح سے بحث proper channel سے باہر اچھلنا شروع ہو جاتی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : آپ نے درست فرمایا ہے لیکن اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بھی کسی بیان کو چیلنج کیا جائے کہ فلاں وزیر نے جواب درست نہیں دیا تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : چیلنج تو انہوں نے کیا ہے ۔

That the statement of the hon'ble Minister is wrong.

چوہدری طالب حسین : اس میں قانونی پوزیشن یہی ہے کہ وہ تحریک استحقاق دیں کہ انہوں نے misstatement دی ہے لیکن ایک چیز آپ کو ضرور پیش نظر رکھنی چاہیے کہ جس طرح آج کل وزرا کے بیانات کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ ان کا بیان درست نہیں اس طرح آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ۔

Mr. Speaker : No. Where lies the fault ?

چوہدری طالب حسین : یہ آپ ملاحظہ فرما لیں کہ

where lies the fault.

سید تابش الوری : نکتہ ذاتی وضاحت ۔ جناب والا ! آپ نے فرمایا ہے کہ میرا بیان متعلقہ نہ تھا ۔ میں نے صرف حوالے کے طور پر یہ بات کہی تھی کہ کوآرڈینیشن کمیٹی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں - پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں تحریک التوائے کار پر تقریریں نہیں ہونی چاہئیں - میں بھی انہیں تھوڑی سی indulgence دے دیتا ہوں جن کی تحاریک ہوتی ہیں تو پھر دوسرے ممبر صاحبان بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ حوالے کی بات تھی -

We take the matter too far, much beyond the limit which was not in your motion.

پہلی بات تو یہ ہے

It was the motion of Chaudhri Amanullah Lak. There was no case for the hon'ble member to get up and mak a statement.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تو ان سے یہ وضاحت کرانی چاہتا تھا -

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں ہوتا -

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ وضاحت کی اجازت دیتے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ بات ٹھیک ہے - میں نے اس کی اجازت بھی دے دی ، میں کسی وقت خاموش رہتا ہوں ، کوئی controversy ہے - پانچ منٹ اس بات پر لگ جاتے ہیں - اگر میں آپ کو ٹوکوں اور کہوں کہ اس بات کی اجازت نہیں - تو جتنا کام dispose of ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے - بجائے اس کے کہ ہم اس مسئلہ میں پڑ جائیں ، کوئی پوائنٹ آف آرڈر کر رہا ہے ، کوئی explanation دے رہا ہے اور اس میں بھی پھر کوئی further reference کی بات ہو جاتی ہے -

It is an unnecessary controversy.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ اصولی طور پر کوآرڈینیشن کمیٹی فیصلہ دے دیتی ہے اور ہماری حکومت اسے بروقت عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہتی ہے - میں نے صرف یہ عرض کی تھی کہ کوآرڈینیشن کمیٹی نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انہیں یہ یہ حق حاصل ہے اور ان کی تنخواہیں بڑھنی چاہئیں -

مسٹر سپیکر : اس کی کوئی relevency نہ تھی ایگریکلچرل گریجوایٹس کے ساتھ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کوآرڈینیشن کمیٹی نے وہ فیصلہ دیا تھا کہ اسے جلدی عملی جامہ پہنایا جائے اور ہم ابھی تک غور و خوض کی منزل میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کوآرڈینیشن کمیٹی نے تو سینکڑوں فیصلے کیے ہوں گے ۔

All those decisions are not relevant.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ فیصلے تو binding ہیں ۔

Mr. Speaker : Not relevant. The question is not of binding but the question is of relevancy ; whether the matter was relevant or not ?

یعنی اگر آج کوئی دوست یہاں آ کر کوآرڈینیشن کمیٹی کی کارروائی پڑھنی شروع کر دے تو چار گھنٹے وہ پڑھتا ہی رہے گا ۔

The question is that of relevancy and not of binding.

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب ۔ زرعی یونیورسٹی کے گریجویٹس کے متعلق یہ بات relevant ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں تو زرعی انجینئروں کی بات کر رہا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ کس کی relevancy فرماتے ہیں ۔ انہوں نے اس موضوع پر فیصلہ دیا ہے اور ان گریجویٹس کو گریڈ نمبر 17 دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یا تو آپ نے تابش صاحب کی تقریر نہیں سنی یا بغیر یہ سمجھتے ہوئے کہ انہوں نے تقریر کیا کی ہے آپ کھڑے ہوگئے ہیں ۔

I am talking of the Agricultural Engineers. Why do you want these comments ?

چوہدری امان اللہ لک : وہ تو تھوڑا سا generalise کر گئے ہیں کہ کوآرڈینیشن کمیٹی کے فیصلوں پر صوبائی حکومت عمل درآمد نہیں کرتی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : چوھدری صاحب ! مجھے بڑا افسوس ہے ۔ اگر تو آپ اس طرح چاہیں گے ۔

Then I may have to strictly enforce the rules.

میں اس میں تھوڑا سا liberal ہونا چاہتا ہوں اور آپ اس liberty کا ناجائز فائدہ تو مجھے نہیں کہنا چاہیے لیکن بے روا فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : میں یا باقی ممبران بھی یا سارا ایوان ؟

مسٹر سپیکر : خاص طور پر آپ ۔

چوھدری امان اللہ لک : خاص طور پر میں ۔ یہ میرا آپ کے ساتھ عشق چل رہا ہے یا کوئی اور بات ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے پتہ نہیں کیا چل رہا ہے مجھے سمجھ نہیں لگی کہ اب آپ سید صاحب کے وکیل ہو گئے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : میں سید صاحب کا وکیل نہیں لیکن آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ میں اس ایوان کا ممبر ہوں اور جیسے حقوق و مراعات دوسروں کو حاصل ہیں وہی مجھے بھی حاصل ہیں ۔

Mr. Speaker: It is unnecessary discussion which is being indulged into.

چوھدری امان اللہ لک : یہ unnecessary ہے ۔ میں تو ان کی تصحیح کر رہا ہوں اور آپ کی امداد کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : I adjourn the House for thirty minutes. It shall reassemble at 11.30 a.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1976ء)

(جاری)

(کلاز ۔ 6)

مسٹر سپیکر : مسودۂ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1976ء

کی کلاز 6 زیر غور تھی ۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے ایک اعتراض کیا تھا ۔

In view of that I am not allowing amendments No. 2,3 and 4 to Clause 6. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ لاہور کے ترمیمی بل کی ضمن 6 زیر بحث ہے جس میں ادارے کے بعض نئے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا ہے ۔ اس میونسپل ایکٹ میں ایک ہی کلاز میں اس کے تمام اغراض و مقاصد اور ذمہ داریوں کا احاطہ کر دیا گیا تھا لیکن موجودہ ترمیمی بل میں اسے دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے ۔ اور ان اضافی اختیارات کے تحت ترقیاتی ادارہ لاہور کو ایک عظیم ہیئت نوعیت بخش دی گئی ہے ۔ جس کے مطابق یہ ترقیاتی ادارہ نہ صرف میونسپل کارپوریشن کے بیشتر اختیارات کا حامل ہوگا بلکہ امپرومنٹ ٹرسٹ اور واٹر اینڈ سیوریج اتھارٹی کے اختیارات بھی اسے حاصل ہو جائیں گے ۔ یہ غیر معمولی اختیارات ہمیں اس اندیشہ میں مبتلا کرتے ہیں کہ جس طرح ماضی میں ایسے اداروں کے اختیارات منتقل کرنے کے بعد عملی طور پر بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ انہیں پھر مختلف اداروں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اسی طرح سے اس ادارہ کو بھی ایک دفعہ پھر تمام اختیارات کا محور بنا کر اس قسم کی غلطیوں کو دھرایا جا رہا ہے ۔ میں نے اصولی طور پر اس بل کے جنرل پرنسپلز پر بحث کرتے ہوئے اس بات پر اصرار کیا تھا کہ یہ کلاز اپنی اغراض و مقاصد کے اعتبار سے نہایت اہم ہے ۔ اس لیے میں حوالے کے طور اعادہ کرنا چاہوں گا کہ اس ترقیاتی ادارہ لاہور کو مؤثر اور فعال رکھنا ۔ اسے اس کلاز کے تحت جو اختیارات دیے جا رہے ہیں انہیں اس ادارے کی طرف منتقل کرنا اور ایک خاص معینہ مدت کے لیے خاص مقاصد کے لیے رکھنا عوام اور حکومت کے اجتماعی مفاد میں ہوگا ۔

جناب والا ! اس کلاز کے تحت ادارے کو یہ اختیار دیا جا رہا کہ وہ واٹر سپلائی اور سیوریج کے لیے ایک علیحدہ ایجنسی قائم

کرے جس کا سربراہ منیجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا جائے اور لاہور شہر کو آب رسانی اور نکاسی آب کے تمام منصوبوں کی نہ صرف تیاری کرے بلکہ انہیں عملی جامہ بھی پہنائے اور اسی طرح اس کو maintain بھی کرے۔ بنیادی طور پر اس ترمیمی بل کے ذریعے ترقیاتی ادارہ لاہور کو وہ اختیارات دئے جا رہے ہیں جو اسے پہلے پرنسپل ایکٹ میں ایک خاص مقصد کے لیے نہیں دئے گئے تھے۔ وہ مقصد یہ تھا اور اس حد تک درست تھا کہ ترقیاتی ادارے لاہور شہر کی ترقی و توسیع کی سکیمیں تیار کریں اور انہیں عملی جامہ پہنائیں۔ ان سکیموں کو prepare کرنے کے لیے پرنسپل ایکٹ میں کوئی اختیار نہیں تھا۔ اس کلاز کے تحت ترقیاتی ادارہ لاہور کو تمام سکیمیں جاری کرنے اور عملی جامہ پہنانے اور ان کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری دی گئی جس کے نتیجہ میں ترقیاتی ادارہ کو ایک مستقل حیثیت حاصل ہو جائیں گی۔

شیخ عزیز احمد : جناب فاضل ممبر کلاز 6 کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کی ترمیم نمبر 2 ، 3 اور 4 تو disallow ہو گئی ہیں۔ انہوں نے کلاز as a whole کو حذف کرنے کا نوٹس نہیں دیا ہے۔

Mr. Speaker : Yes, he can oppose the clause as a whole.

فاضل ممبر ان چار ممبران میں سے ہیں جنہوں نے اس کلاز کی as a whole مخالفت کی تھی۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : ترقیاتی ادارہ لاہور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ یقیناً بعض شعبوں میں مفید کام کر سکتا ہے بعض شعبوں میں ان کی خدمات انتہائی پسندیدہ ہو سکتی ہیں۔ اس لیے اس کو ایک خاص معینہ مدت کے لیے ایک خاص مقصد کے لیے قائم کیا جائے۔ موجودہ صورت میں اس کے قیام کو مستقل حیثیت دی گئی ہے۔ اس ترمیمی بل کے ذریعے مستقل ادارہ اور مستقل محکمہ کی صورت دی جا رہی ہے جو کسی طور پر بھی پسندیدہ نہیں۔ اس طرح سے یہ مستقل صورت اختیار کرلے گا اور اسی اعتبار سے قومی خزانے پر اس کا بوجھ مستقل ہو جائے گا۔ ہم اپنے وسائل کے اعتبار سے اس کو عارضی طور پر برداشت تو کر سکتے ہیں۔ ایسے ایک خاص معینہ مدت تک برداشت کر سکتے ہیں۔

لیکن ہمیشہ کے لیے اس سفید ہاتھی کو مسلط رکھنے کی لعنت کو برداشت نہیں کر سکتے ۔

جناب والا ! دوسری گذارش میری یہ ہے کہ اب ترقیاتی ادارہ لاہور میں تین ادارے ضم دئے گئے ہیں ۔ چوتھا محکمہ جسے پبلک ہیلتھ انجینرنگ کہا جاتا ہے اور جس کا بنیادی کام واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں چاہے وہ حکومت کی سطح پر ہوں یا بلدیاتی اداروں کی سطح پر ہوں ان کو زیر عمل لانا ہے ۔ اس ترمیمی بل کی کلاز کے ذریعے پبلک ہیلتھ انجینرنگ ڈیپارٹمنٹ جو اس خاص مقصد کے لیے خاص ماہرین رکھتا ہے لاہور کی حد تک بےکار ہو جائے گا اور اس طرح سے وہ ادارہ جو واٹر سپلائی اینڈ ڈرینیج کے لیے حکومت نے کروڑوں روپے کے صرفے سے اور کروڑوں روپے کی مشینری کے ساتھ قائم کیا تھا وہ ایسی خدمات دینے سے محروم ہو جائے گا جو برس ہابرس سے کام کرنے کا اہل ہے ۔ جناب والا ! ظاہر ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی واٹر اینڈ سیوریج ڈرینیج کی سکیموں کو روبہ عمل لانے کے لیے ماہرین کو مستعار لینے پر مجبور ہے اور یہ ماہرین اس محکمہ سے لیے جا سکتے ہیں جہاں وہ پہلے سے کام انجام دے رہے ہیں ۔ پبلک ہیلتھ انجینرنگ میں ایسے افسران کی کمی ہے جو اس کام کے لیے اہل سمجھے جاتے ہیں اور پبلک سروس کمیشن اور محکمے کی بہترین کوششوں کے باوجود ایسے talented افراد میسر نہیں آ رہے ۔ ایسی صورت میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ایک وسیع شعبے کا چارج سنبھالنے سے ایسے talented افراد کی کمی کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ اور پبلک ہیلتھ انجینرنگ کے ماہرین سے عارضی طور پر یا مستقل طور پر استفادہ کرنے کا موقع نہ رہے گا ۔ لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو بڑی بڑی تنخواہوں کے ساتھ لوگوں کو اپنے ہاں ملازم رکھنا پڑے گا ۔ اور اس طرح سے حکومت کو تین سطحوں پر ایک ہی کام کے لیے اخراجات کرنے پڑیں گے ۔ پبلک ہیلتھ انجینرنگ میں بھی اخراجات ہوں گے ، میونسپل کارپوریشن میں بھی وہی اخراجات ہوں گے اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا یہ خاص

شعبہ بھی وہی اخراجات برداشت کرے گا ۔ اس لیے میں اس کلاز کی بڑی شدت سے مخالفت کرتے ہوئے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس نئی ایجنسی کے قیام کے منصوبے کو ترک کیا جانا چاہیے تاکہ ایک طرف تو عوام اور خود حکومت اس دو عملی اور سہ عملی کی کارروائی سے اور اس کے نتیجے سے محفوظ رہ سکے اور دوسری طرف اخراجات میں بھی غیر معمولی اضافہ نہ ہو سکے اور ہمارا قومی سرمایہ اسراف بیجا سے محفوظ رہے ۔

جناب والا ! بہتر یہ ہوگا کہ اب تک جو طریق کار رائج ہے جس پر سارے صوبے میں عمل ہو رہا ہے اس کے مطابق لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ضروریات کے مطابق واٹر سپلائی اور ڈرینیج کے منصوبے تو وہی ہیں ۔ تو انہیں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ذریعے execute کرایا جائے اور ان کی execution کے بعد ، ان کی تکمیل کے بعد انہیں واپس لاہور میونسپل کارپوریشن کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ مستقل بنیادوں پر اس منصوبے کو maintain بھی کر سکیں اور ان سے جو آمدن متوقع ہے اس سے میونسپل کارپوریشن کی مالی حالت کو بھی بہتر بنایا جا سکے ۔ جناب والا ! میری اس تجویز سے دو بڑے بنیادی فائدے ہوں گے ۔ ایک تو جس کا کام اسی کو ساجے کے مصداق جو محکمہ اپنے ماہرین کی مدد سے اس کام پر متعین ہے وہی اس کام کو execute کر سکے گا اور اس سلسلے میں ماہرانہ رائے دے سکے گا ۔ دوسری طرف ایل ۔ ڈی ۔ اے ایک اضافی خرچ سے محفوظ رہے گا اور تیسری طرف میونسپل کارپوریشن کو بھی اپنے مسائل کو حل کرنے کا اختیار خود حاصل ہوگا اور وہ ان سکیموں کو maintain کرنے میں اپنا حقیقی کردار ادا کر سکے گی ۔ جناب والا ! آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ جس وقت میونسپل کارپوریشن کے پاس واٹر سپلائی اور ڈرینیج کا کام تھا تو وہ محض ایک ایکس ۔ ای ۔ این ۔ ایک ایس ۔ ڈی ۔ او اور ایک اوورسیر کے ساتھ یہ تمام کام انجام دے رہی تھی لیکن اس کام کی واٹر سیوریج اتھارٹی کو منتقلی کے بعد وہاں درجنوں ایکس ۔ ای ۔ این ، ایس ۔ ڈی ۔ او اور اوورسیر اور دوسرے افسر

متعین کیے گئے لیکن صفائی اور نکاسی آب اور پانی کی سپلائی کی جو ناقص حالت ہے اور جس طرح لاہور شہر کے مختلف حصوں میں اس صورت حال کے خلاف احتجاج ہو رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ صرف زیر بحث کلاز پر ہی تقریر کریں ۔

سید قابش الوری : جناب ! میں اسی پر تقریر کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : Comparative study of the Lahore Municipal Corporation and the LDA is not necessary.

سید قابش الوری : جناب ! میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ انہیں یہ ایجنسی قائم نہیں کرنی چاہیے اور یہ کام میونسپل کارپوریشن کے پاس ہی رہنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے پرانی کلاز میں ترمیم کی ہے ۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پرانی کلاز رہنی چاہیے یا نہیں رہنی چاہیے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ پرانے قانون میں یہ ایجنسی قائم کرنے کا اختیار نہ تھا ۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ اس ترمیم کو نہیں ہونا چاہیے اور آپ appreciate کریں گے کہ میری تجویز کے مطابق نہ صرف ایل ۔ ڈی ۔ اے اضافی ذمہ داریوں اور اضافی اخراجات سے محفوظ رہے گی بلکہ لاہور کارپوریشن لاہور کے شہریوں کی خدمات اچھی طرح سے سرانجام دے سکے گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ لاہور کارپوریشن بیچ میں کہاں سے آ گئی ہے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! اس کلاز کے تحت sanitation کا کام ایل ۔ ڈی ۔ اے کے سپرد کیا جا چکا ہے اور اس کی کوئی وضاحت موجود نہیں کہ کس نوعیت کا کام ایل ۔ ڈی ۔ اے کرے گی اور کس نوعیت کے فرائض میونسپل کارپوریشن انجام دے گی ۔ دونوں کے فرائض و اختیارات میں صفائی کا کام شامل ہے اور میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس طرح سے جو duplication پیدا ہوگی اس کے نتیجے میں لوگ suffer کریں گے ۔ بعض لوگ میونسپل کارپوریشن کو اپنی شکایات پہنچائیں گے اور وہ کہے گی کہ صفائی کا کام تو ایل ۔ ڈی ۔ اے کے سپرد ہے اور ایل ۔ ڈی ۔ اے کہے گی کہ یہ کام میونسپل کارپوریشن کے سپرد ہے ۔

اس لیے اس دو عملی کو واضح طور پر ختم کیا جانا چاہیے اور وہ یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ صفائی کا کام کس حد تک ایل ۔ ڈی ۔ اے کرے گی اور کس حد تک میونسپل کارپوریشن کے سپرد ہوگا ۔

Mr. Speaker : "Shall perform all functions and exercise all powers of the Authority with regard to water supply, severage and drainage."

سید تابش الوری : جناب ! آپ آگے ملاحظہ فرمائیں ۔ اس میں صفائی بھی شامل ہے اور میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : "The Managing Director of Water and Sanitation Agency and all Agencies shall be appointed."

سید تابش الوری : تو میں یہی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی ایسی صورت حال موجود ہے کہ میونسپل کارپوریشن اور واٹر سیوریج اتھارٹی کے درمیان باقاعدہ تنازعہ چلتا رہا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ شہر کے ارد گرد strong water channels موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ دوسری بات ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ

"shall perform all functions and exercise all powers of the Authority with regard to water supply sever. age and drainage."

سید تابش الوری : جناب والا ! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ ان کو یہ اختیار دے رہے ہیں لیکن صورت یہ ہے کہ strong water channels اسی sanitation کا حصہ ہیں جو لاہور کے اردگرد واقع ہیں ۔ انہیں واٹر اور سیوریج اتھارٹی نے اپنے کنٹرول میں لے لیا تھا ۔ اس کی صفائی اور دیکھ بھال اس کے پاس تھی لیکن وہ اس میں ناکام رہی اور انہوں نے بالآخر اس کی de-silting کے لیے میونسپل کارپوریشن سے درخواست کی کہ یہ کام وہ خود انجام دے ۔ جناب والا ! جب ایک تجربہ کرکے وہ اس میں ناکام ہو چکے ہیں اور اس کے بعض فائدہ مند شعبوں کو وہ خود اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں اور بعض ایسے شعبے جن میں فائدے کی صورت

نہیں اور جن میں کمیشن کی صورت نہیں ، جن میں مالی مفاد موجود نہیں ، ان کو میونسپل کارپوریشن کے حوالے کرنا چاہتے ہیں تو آدھا تیتر آدھا بٹیر کرنے سے صورت حال یہ ہوگی کہ لاہور شہر کے حالات خراب ہوتے چلے جائیں گے اور واٹر اینڈ سیوریج اتھارٹی جزوی طور پر صرف ان مقاصد کے لیے عمل پیرا ہوگی جن میں اسے فائدہ ہوگا اور ان مقاصد کو نظرانداز کرے گی جن میں اجتماعی طور پر لاہور کے شہریوں اور میونسپل کارپوریشن کا فائدہ ہوگا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس تجربے کے نتیجے میں اس قسم کی ایجنسی کا علیحدہ قیام کسی طور پر بھی مناسب نہیں بلکہ اگر ہماری اس تجویز کو نہ بھی مانا جائے کہ اس کلاز کو حذف کیا جانا چاہیے یا منظور کیا جانا چاہیے تو پھر میری آخری گذارش یہ ہوگی کہ اس سلسلے میں ایک الگ اتھارٹی اور independent ایجنسی بنانے کی بجائے ایل ۔ ڈی ۔ اے میں ہی ایک ڈویژن قائم کرنا یا ونگ قائم کرنا مناسب ہوگا ۔ ایک ادارے میں کئی اداروں کا قیام ہمیشہ طریق کار کی الجھنوں کا باعث بھی بنتا ہے ، اختیارات کے فساد کا باعث بھی بنتا ہے اور عملی دشواریوں کو بھی پیدا کرتا ہے ۔ اس لیے اگر ترقیاتی ادارہ لاہور کو مؤثر رکھنا ہے تو اسے ایک ادارے کی صورت دیجئے اور اسے ایک ادارے کے اندر کئی ایک اداروں کے قیام کا متحمل نہ بنائیے ورنہ نہ صرف یہ کہ اس کی اجتماعی کارکردگی متاثر ہوگی اور اصل اغراض و مقاصد حل کرنے میں مشکل ہوگی وہاں نئے نئے اداروں کے قیام سے نئی نئی مشکلات پیدا ہوں گی ۔

مسٹر سپیکر : اس میں نئے نئے اداروں کا تو مسئلہ نہیں ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! یہ نیا ادارہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ان کی appointment کا مسئلہ ہے ۔

سید قابش الوری : نہیں جناب ! یہ ایجنسی قائم کرنے کا مسئلہ ہے ۔ ایک الگ ایجنسی قائم کی جائے گی جس کا نام واٹر اینڈ سیوریج ایجنسی ہوگا ۔ اس کا ایک الگ مینیجنگ ڈائرکٹر ہوگا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو انہوں نے بتایا ہے کہ وہ کام کیا کریں گے ۔

سید قابش الوری : یہ بھی بتایا ہے ۔ میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ نہ یہ کام ان کے سپرد ہونے چاہئیں اور نہ ہی یہ ایجنسی قائم ہونی

چاہیے اور نہ اس کی علیحدہ حیثیت ہونی چاہیے اور نہ اس کا علیحدہ حیثیت میں مینیجنگ ڈائرکٹر ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں مختلف اداروں کے سربراہوں کے درمیان اختیار کا تصادم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کسی ایک نتیجے پر پہنچنے کی بجائے آپس میں لڑنے جھگڑنے میں قیمتی وقت ضائع کرتے رہتے ہیں ۔ اس لیے اگر یہ کام بہرحال ادارے کے سپرد ہی کرنا ہے تو اسے محض ایک چیئرمین یا ایک ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت محض ایک ایڈمنسٹریٹو ڈویژن یا ایک ونگ کی صورت میں یہ کام سپرد کیا جانا چاہیےاور اس کے لیے علیحدہ مینیجنگ ڈائریکٹر یا اس کی independent اور خود مختار حیثیت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس صورت میں فائدے کی بجائے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

جناب والا ! اس ضمن کے تحت مینیجنگ ڈائریکٹر کو تین سال کے لیے مقرر کرنے کا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے ۔ ایک تو محض تین سال کے لیے مینیجنگ ڈائریکٹر کو مقرر کرنے کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ آدمی اس محدود مدت میں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ کر بہت سی ترغیبات کا شکار ہو سکتا ہے اور اس یکسوئی اور ذہنی یکجہتی کے ساتھ کام نہیں کر سکے گا جو ایک مستقل ملازم کا خاصہ ہوتا ہے ۔ دوسرے اس میں مینیجنگ ڈائریکٹر کے لیے کسی قسم کی قابلیت اور اہلیت کا کوئی معیار کہیں بھی متعین نہیں کیا گیا ۔ اس لیے اندیشہ یہ بھی موجود ہے کہ یہ ایک خاص ٹیکنیکل پوسٹ ہے ۔ ٹیکنیکل اور فنی ایجنسی ہوگی ۔ اس میں اگر غیر فنی آدمی مقرر کیا گیا تو اس کے نتائج وہی نکلیں گے جو اس سے پہلے مختلف ایجنسیوں اور اداروں کے غیر فنی سربراہوں کی موجودگی میں نکلتے رہے ہیں ۔ اگر یہاں مینیجنگ ڈائریکٹر کا تقرر علیحدہ ضروری ہے تو کم از کم اس کی اہلیت اور قابلیت کا کوئی معیار متعین ہونا چاہیے ۔ ورنہ یہ اندیشہ بے جا نہیں کہ حکومت اپنے پسندیدہ اور منظور نظر افراد کو کسی قابلیت اور اہلیت کے معیار کے بغیر ان ٹیکنیکل آسامیوں پر مقرر کرنے کا اختیار حاصل کر لے گی اور اس طرح سے ہمارے معاشرے میں عدل و انصاف اور غیر جانب داری کی جو روایات قائم ہونی چاہئیں ، انہیں مجروح کرنے کا موقع مل سکے گا ۔

جناب والا ! اس سلسلے میں ان کا ایک بنیادی اعتراض یہ ہے اور

آپ نے بھی ہمیشہ اسے سراہا ہے اور قبول کیا ہے کہ کسی شخص کو صفائی کا موقع دیے بغیر unheard punish نہیں کیا جانا چاہیے۔ عدل کا یہ ایک مسلمہ اصول اور مسلمہ تقاضا ہے۔ لیکن اس کلاز کے تحت ادارے کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ منیجنگ ڈائریکٹر کو کوئی وجہ بتائے بغیر کسی وقت بھی سبکدوش کر سکے گا۔ ہماری گذارش یہ ہے کہ اس قسم کے اختیار کی کلاز محض اس لیے رکھی گئی ہے کہ منیجنگ ڈائریکٹر کے سر پر خوف اور دہشت کی تلوار لٹکی رہے اور وہ غیر جانب داری اور ایمان داری کے ساتھ، اپنی آزادی ضمیر کے ساتھ خدمات انجام نہ دے سکے۔ اس صورت میں جب کہ اسے لاہور کی ایک اہم ترین ذمہ داری سپرد کی جا رہی ہے، اسے کم از کم وہ تحفظ ضرور حاصل ہونا چاہیے جو ایک عام شہری کو عام قانون اور دستور کے تحت حاصل ہے۔ ہماری اس سلسلے میں ترمیم یہ ہے کہ منیجنگ ڈائریکٹر کو کوئی وجہ بتائے بغیر سبکدوش کرنے کی بجائے اسے کم از کم سبکدوش سے پہلے صفائی کا موقع دیا جانا چاہیے اور یہ وہ حق ہے جو دستور، قانون اور اخلاق نے اس معاشرے میں مسلمہ طور پر رائج کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر ہماری ان گذارشات کی روشنی میں یہ کلاز ہمارے قومی سرمائے پر بوجھ کا باعث ہوگی۔ یہ کلاز ایل۔ ڈی۔ اے کے اختیارات میں نہ صرف وسعت پذیری کرے گی بلکہ اس کے اخراجات میں بھی اضافہ کرے گی اور لاہور کے شہریوں کو ان بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں کوئی آسانی نہیں ہوگی جو ان کا مقدر ہونی چاہیے۔ جو ان کا حق ہے اور جس سے وہ ابھی تک محروم ہیں۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر! اس کلاز میں ایک جگہ پر اتھارٹی کو کافی اختیارات دیے جا رہے ہیں کہ وہ کسی قسم کی کمیٹی بنا سکے، یا اپنے اختیارات کسی ایک شخص کے حوالے کر سکے۔ اس کے بعد اس میں حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ منیجنگ ڈائریکٹر کا تقرر کرے۔

اس کی شرائط ملازمت اس قسم کی ہیں کہ کوئی بھی باحمیت اور کوئی ایسا شخص جو اتھارٹی کے اس کاروبار کو چلا سکے ، اس میں اہلیت اور قابلیت ہو ، وہ آگے آنے سے گریز کرے گا ۔ اس لیے کہ اس کی شرائط ملازمت اس قسم کی ہیں کہ کوئی بھی شخص جو قابلیت رکھتا ہے ، اس سلسلے میں مناسب تعلیم رکھتا ہے ، وہ اس نوکری کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا ۔ اصل میں یہ کلاز رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام اختیارات میں ایک مرکزیت پیدا کر دی گئی ہے ۔ جیسے آپ دیکھیں گے ، جو اتھارٹی کی تعریف کی گئی ہے ، اس میں اتھارٹی کا جو چیئرمین ہوگا وہ وزیر اعلیٰ ہوگا ۔ لیکن یہ بڑی ستم ظریفی کی بات ہے ، بڑے ظلم کی بات ہے کہ لاہور کے شہریوں کا اس بورڈ میں کوئی نمائندہ نہیں ہوگا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ لاہور شہر کے جو سرکاری پارٹی کے ایم ۔ پی ۔ اے ہیں ، ان کو کم از کم اس بورڈ میں رکھتے ۔ خواہ وہ اس کا چیئرمین بنا دیتے ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ اگر مسٹر رؤف طاہر کلاز نمبر 3 جو اس قانون سے منظور ہو چکی ہے ، دیکھ لیں تو بہتر ہوگا ۔

سید قاسم الوری : یہ بورڈ کی بات کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : کلاز نمبر 3 جو پاس ہو چکی ہے اس پر توجہ فرما لیں پھر بحث فرما لیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! جیسے آپ جانتے ہیں کہ لاہور شہر کے کیا مسائل ہیں ۔ لاہور شہر میں کس جگہ ترقی کی ضرورت ہے ، کس جگہ صفائی کی ضرورت ہے ، کس جگہ سے گندے پانی کے نکاس کی ضرورت ہے ، یہ تمام مسائل لاہور کے شہری بہتر طور پر جانتے ہیں ۔ میں تو یہ عرض کر رہا تھا ۔ وزیر قانون خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں ۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنی پارٹی کے نمائندوں کو اس بورڈ میں رکھتے ۔

وزیر قانون : یہ کلاز منظور ہو چکی ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر : میری گذارش یہ نہیں ۔ آپ سمجھنے کی کوشش کریں ۔ وہ تو ٹھیک ہے ۔ دو ایم ۔ پی ۔ اے لیے جائیں گے ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ بلدیاتی انتخابات سے بھاگتے ہیں اور نہیں کروانا

چاہتے تو اس ضمن میں وزیر اعلیٰ ، پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو اتھارٹی کا چیئرمین بنانا لاہور شہر کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے -

وزیر قانون : یہ پرنسپل ایکٹ میں منظور ہو چکا ہے ، امینڈنگ بل میں تو ہم کوئی ایسی بات نہیں کر رہے - جو منظور کر چکے ہیں یہ اس پر بات کر رہے ہیں -

Mr. Speaker : That can't be discussed.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی - لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اس میں جو تضاد بیانی ہے - جو متضاد چیزیں لائی گئی ہیں - میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف اتھارٹی کو اتنے اختیارات دیے گئے ہیں اور اس کے علاوہ مینجنگ ڈائریکٹر کی شرائط ملازمت اس قسم کی رکھی گئی ہیں کہ وہ حکومت کی خوش نودی حاصل کرے گا اور کام وہ صحیح کرے یا نہ کرے - اس کے سر پر تلوار لٹکا دی گئی ہے کہ تین سال کی مدت ملازمت سے پہلے بھی اسے چھٹی دی جا سکتی ہے - محض تین مہینے کا نوٹس یا تین مہینے کی تنخواہ دی جائے گی اور کوئی وجہ بتائے بغیر اس کو کان سے پکڑ کر حکومت باہر نکال سکتی ہے - ان حالات میں جو کروڑوں روپیہ اتھارٹی کے پاس ہوگا تو ذمہ دار افسران اور ذمہ دار لوگ آگے کیسے آئیں گے کہ اس اتھارٹی کے مینجنگ ڈائریکٹر بنیں - جب مدت ملازمت کم کر دی ہے اور اس اتھارٹی کے پاس کروڑہا روپیہ ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ ایسے اداروں میں جب ایسی میعاد ملازمت مقرر کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ آخر میں یہی نکلتا ہے کہ وہ افسران کام کرنے کی بجائے ایک طرف رشوت لیتے ہیں اور دوسری طرف سربراہان حکومت کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ جو ہوتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ جس مقصد کے لیے اس لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بنایا گیا ہے اس مقصد کو پورا نہیں کیا جاتا اور لاہور کے شہری جو ہیں ان سہولتوں سے ان مراعات سے جن کا ذکر بڑے سنہری حروف میں اس کلاز میں کیا گیا ہے وہ حاصل نہیں کر سکیں گے - اس لیے جناب والا میری پھر بھی یہی گذارش

ہے کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ فنڈز جو مرکز سے یا جو صوبائی حکومت سے آتے ہیں یا اور ان کے جو سرمایہ اکٹھا کرنے کے اپنے ذرائع ہیں ان کو اپنے طریقے سے لاہور کے شہری استعمال کر سکیں تو کم از کم لاہور کے جو منسٹر ہیں ملک غلام نبی صاحب کو ہی اس کا چیئرمین بنا دیا جاتا ۔

وزیر تعلیم : مسٹر سپیکر ! اسی لیے ہم نے انہیں دو تین مہینے کی تنخواہ دے کر نکالا ہے ۔ ان کے انہیں خدشات کے پیش نظر ہم نے یہ کلاز رکھی ہے کہ اگر کوئی چور نکل آئے ۔ کوئی بے ایمان نکل آئے ۔ کوئی ان کے ہاتھوں میں کھیلنے لگے اور لوگوں سے پیسہ لینے لگے تو اس کو ہم نکال سکیں ۔ یہ کیا ہے ہم نے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : That is not relevant کہ کون اس کا چیئرمین ہونا چاہیے ۔

مسٹر رؤف طاہر : بڑے بتے کی بات وزیر تعلیم نے کہی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو پھر یہ تمام افسران کے بارے میں کیوں نہیں کرتے ۔ جو دوسرے محکمے ہیں اس میں آپ کیوں نہیں کرتے کہ تین سال کے بعد جس کو چاہیں بغیر وجہ بتائے تین مہینے کے نوٹس پر نکال دیا جائے ۔ خاص طور پر اس اتھارٹی میں کیوں کرتے ہیں ۔ لیکن جن لوگوں سے جن محکموں سے آپ کو انتظامی طور پر اپنی سیاست میں حمایت حاصل ہوتی ہے وہاں پر آپ یہ کام کرنے سے انکار کرتے ہیں ۔ کیونکہ آپ کی حکومت اب انتظامیہ کے بل بوتے پر چل رہی ہے ۔ سیاسی طور پر عوام آپ کو رد کر چکے ہیں ۔ لیکن جو محکمے سیاسی طور پر آپ کو پناہ دیتے ہیں اور انتظامی طور پر حکومت کو چلانے میں مدد دیتے ہیں وہاں پر تو آپ اس قسم کی کلاز نہیں رکھتے لیکن یہ جو لاہور کے شہریوں کی بہتری کے سلسلے میں ادارہ بنایا جا رہا ہے اور بڑے بلند بانگ دعوے کیے گئے ہیں کہ لاہور کے شہریوں کو یہ مراعات حاصل ہو جائیں گی ۔ وہ مراعات حاصل ہو جائیں گی ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی باضمیر شخص اس منیجنگ ڈائریکٹر کے عہدے کو قبول نہیں کرے گا اور صرف راشی قسم کے لوگ آگے آئیں گے باصلاحیت اور باحمیت لوگ جو ہیں وہ آگے نہیں آئیں گے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 6 of the Bill, the proposed sub-section (4) of Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 10 to the Lahore Development Authority Act, 1975, in para (a) of sub-section (4), for the word "Government" occurring in line 1, the word "Authority" be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 7)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :
Syed Tabish Alwari :
Mr. Rauf Tahir : } Opposed.

Syed Tablish Alwari : Sir, I move : –

That Clause 7 of the Bill be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : This can't be moved. This can be objected to.

مسٹر سپیکر : کیا کہنا ہے آپ نے ؟

شیخ عزیز احمد : جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی مخالفت تو کی جا سکتی ہے لیکن ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم کیوں نہیں ہو سکتی ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ دس لاکھ کا دس لاکھ روپے دیا جائے ۔

It will not defeat the purpose of this Bill.

اس کی صرف آپ اجازت نہیں دے سکتے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب ! اس سٹیج پر صرف یہ ہوتا ہے کہ مخالفت تو کی جا سکتی ہے لیکن کوئی ترمیم نہیں پیش ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر : جو basic chauses ہوں ان کو حذف کرنے کی ترمیم نہیں دی جا سکتی ۔ باقی کلاززز پر ترمیم ہو سکتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : شیخ صاحب اب آپ تیار ہو کر نہیں آتے ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب مخدوم زادہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ اب آپ تیار ہو کر نہیں آتے پہلے بڑی تیاری کرتے تھے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! پارلیمنٹری پریکٹس یہی ہے کہ اس سٹیج پر حذف کرنے کی ترمیم نہیں دی جاتی بلکہ سپیکر صاحب ممبر کو بلا لیں کہ آپ نے اس کی مخالفت کی ہے تو اس پر تقریر کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں اس میں نہیں ہوتا ۔ سید تابش الوری صاحب ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! ترمیمی بل کی ضمن 7 کے ذریعے یہ ترمیم کی جا رہی ہے کہ اصل ایکٹ کی دفعہ 13 کی تحتی ضمن (2) میں دس لاکھ روپے کی جو کی حد مقرر کی گئی ہے اسے ختم کر دیا جائے ۔ پرنسپل ایکٹ کی متعلقہ دفعہ میں کہا گیا ہے کہ

> All schemes prepared by the authoriry shall be submitted to the Government for its approval except those schemes the provisional estimated cost of which does not exceed Rs. 10 lacs for which no loan or grant is requried.

جناب والا ! پرنسپل ایکٹ میں یہ حد نہایت معقول طور پر مقرر کی گئی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ ایسی سکیموں کے لیے جو اتھارٹی تیار کرے ان کی منظوری حکومت سے لازمی طور پر لی جائے۔ ماسوائے ان سکیموں کے جو دس لاکھ سے زائد نہ ہوں اور ان کے لیے کسی گرانٹ یا قرضے کی حکومت سے مانگ نہ کی گئی ہو۔ لیکن اب جو ترمیم کی جا رہی ہے اس میں دس لاکھ روپے کی بجائے یہ تجویز رکھی گئی ہے کہ از روئے قواعد مقرر کردہ حد وہی ہوگی جو اتھارٹی اپنے طور پر مقرر کرے گی۔ اس صورت میں جناب والا ایل۔ ڈی۔ اے کو یہ کھلی چھٹی دی جا رہی ہے کہ وہ اپنی سکیموں کے لیے دس لاکھ کے estimate کی حد سے قطع نظر بھی جن سکیموں کو چاہے اپنے ہی طور پر منظوری کے لیے رکھ لے اور انہیں گورنمنٹ کے پاس نہ بھیجے۔

جناب والا ! آپ اتفاق کریں گے کہ کسی بھی ادارے کو ایسا اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ غیر محدود سرمایہ کے لیے جو بھی سکیم چاہے اپنی من مانی سے منظور کر لے اور حکومت کو اس سلسلہ میں نگرانی کرنے کا بھی حق حاصل نہ ہو۔ جناب والا ! اگر یہ بات ہم نے تسلیم کر لی تو ترقیاتی ادارہ لاہور ایک متوازی گورنمنٹ کی حیثیت اختیار کر لے گا۔ اور اپنی سکیموں کو بغیر کسی شرط کے، دیانتداری کے، ایک خاص حد میں لاکر حکومت کی منظوری سے محفوظ ہو جائے گا۔ جناب والا! اگر آپ اس ترمیم کے مضمرات پر غور فرمائیں اور اس کے نتائج اور عوامل کا اندازہ لگائیں تو بڑی آسانی سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ غیر معمولی اختیار ترقیاتی ادارہ لاہور کو کسی شرط کے بغیر دینا ہے۔ جناب والا ! یہ کسی بھی صورت میں نہ عوام کے مفاد میں ہے نہ اس ایوان کے مفاد میں ہے اور اب اگر حکومت یہ سمجھنے لگی ہے کہ وہ خود اپنے اختیارات سے بھی دست بردار ہونے کی پالیسی پر گامزن ہے تو یہ بالکل ایک الگ بات ہے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ لاہور ڈیولپمنٹ

اتھارٹی ہر قسم کے چیک سے آزاد ہو جائے - ہر قسم کے چیک سے بالاتر ہو جائے تو اس کا کوئی جواز موجود نہیں ہے اور اگر حکومت اسے اتنی اہمیت دیتی ہے کہ حکومت کا عمل دخل ان اداروں میں بڑی بڑی سکیموں کی حد تک برقرار رہے تو اسے خدا کے لیے اس ترمیم پر غور کرنا چاہیے اور وہ یہ دیکھیں کہ کس قسم کے اختیارات وہ اس ادارے کو منتقل کر رہے ہیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! فاضل ممبر جتنے بھی اعتراضات کر رہے ہیں یہ تمام کے تمام غیر متعلقہ ہیں کیونکہ رولز بنانے والی اتھارٹی گورنمنٹ ہے - بجائے اس کے کہ دس لاکھ کی سکیم بنا کر گورنمنٹ کے پاس بھیجی جائے حکومت رولز کے تحت تعین کر سکتی ہے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The Law Minister needs to be corrected because, by legislation, we are passing this Bill as an Act. The power is now with the legislature and we have not agreed to delegate the same to the Government, By this amendment you are vesting that Power in the Government.

Minister for Law and Parliamentary Affairs : I don't think that Mr. Tabish Alwafi has said that the power is being vested in the Government. Actually, what he said was that the Government is vesting its power into the Authority.

Mr. Speaker : I hope that the objection raised by the Minister for Law has been appreciated.

سید تابش الوری : جناب والا! میں آپ کی اس بات کو پسند کرتے ہوئے گذارش کروں گا کہ دس لاکھ کی حد جو پرنسپل ایکٹ میں موجود تھی وہ بڑی صحیح تھی - جناب والا ! رولز اتھارٹی بنائے گی اور اس کی منظوری گورنمنٹ دے گی - لیکن جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک چیز جو ایکٹ میں شرط کے طور پر رکھ دی گئی تھی اس سے آپ دست بردار کیوں ہو رہے ہیں - میری یہ گذارش ہے کہ یہ حد محض اس لیے رکھی

گئی تھی کہ ترقیاتی ادارہ لاہور کو اپنے سرکردہ کاموں کے لیے اور دوسرے چھوٹے موٹے کاموں کے لیے حکومت کی منظوری کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ جناب والا ! ہم اس حد تک پرنسپل ایکٹ تک متفق ہیں لیکن اب اس حد کو ختم کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتھارٹی کے لیے یہ رقم کم بھی ہو سکتی ہے بڑھ سکتی ہے۔ کیونکہ مفروضہ کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دس لاکھ کی رقم نہایت معقول ہے اس لیے اسے برقرار رکھنا چاہتا تھا۔ اس سے ایک تو ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے روزمرہ کے کام میں آسانی ہو جاتی اور اس طرح حکومت کی محتاجی بھی نہیں رہے گی۔ دوسری طرف حکومت کا کنٹرول اور عمل دخل اس حد تک باقی رہ سکتا ہے کہ اتھارٹی محض ان سکیموں کی منظوری کروا سکے جو لاہور کے شہریوں کے مفاد میں ہیں۔ جو feasible بھی ہیں۔ جن کو عملی جامہ پہنانے سے اجتماعی مقاصد کی تکمیل کی جا سکتی ہے۔ ان گذارشات کے ساتھ میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! پہلے جو دس لاکھ روپے کی رقم تجویز کی گئی تھی وہ بڑی مناسب تھی اور اب جو دس لاکھ روپے سے زیادہ رقم کا بھی اختیار اتھارٹی کو دیا جا رہا ہے اس طرح یہ اورجنل ایکٹ بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ جناب والا ! اس طرح افسران کو بہت زیادہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔ اور اس طرح حکومت کی ٹکراو سے بھی بچ جائیں گے۔ جناب والا ! اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ اتھارٹی کو کھلی چھٹی دے دی جائے۔ جتنی رقم چاہیں مختلف سکیموں پر خرچ کر سکیں۔ اس کے بعد جناب والا یہ بھی دیکھیں کہ وہ اتھارٹی جس کو ہم اختیارات دے رہے ہیں وہ کسی کے سامنے جوابدہ بھی ہے کیونکہ اگر بلدیاتی انتخاب ہوتے اور اس کے بعد یہ بل پیش کرتے تو پھر بھی اس کی کوئی گنجائش موجود تھی۔ پھر بھی ہم اس کلاز کی حمایت کر سکتے تھے۔ جناب والا ! ایسا کوئی ادارہ بھی موجود نہیں ہے جو اتھارٹی کی کارکردگی اور خرچ کو چیک کر سکے۔ اس کی پڑتال کر سکے۔

جناب والا ! اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ experts ہیں ان کو گول کیا جائے اور رقم اپنی مرضی سے خرچ کی جائے۔ اس طرح اپنی من مانی کرتے رہیں ۔ کیونکہ وہ کسی کے سامنے جوابدہ تو ہیں نہیں ۔

اس لیے جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شق پورے ایکٹ کو بے معنی کرکے رکھ دیتی ہے اور میں اس لحاظ سے اس کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ دس لاکھ روپے کی پابندی برقرار رہنی چاہیے ۔ اور دس لاکھ روپے سے زائد اتھارٹی سکیمیں منظور نہ کر سکے ۔ اس سے زیادہ خرچ بھی نہ کر سکے اور کوئی منظوری نہ دے سکے ۔ جناب والا ! موجودہ حکومت کو چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچے ۔ وزیر آتے جاتے رہتے ہیں اس لیے اتھارٹی کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے ۔ ممبران اسمبلی کو تو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اس کی کارکردگی کو چیک کر سکیں ۔ اس لیے میں اس کلاز کی پرزور مخالفت کرتا ہوں ۔

Makhdu nzada Syed Hassan Mahmud : Mr Speaker, I oppose this amendment on the basis that if I draw your attention to sub-section (2) of Section 13 of the Act and read it, you will understand the meaning of it and so will the Government. It says :—

> "All schemes prepared by the Authority shall be submitted to the Government for its approval, except those schemes, the provisional estimated cost of which does not exceed Rs 10 lacs for which no loan or grant is required from the Government."

As a member of the Public Accounts Committee, I have noted many times that various authorities, under different departments, exceed their financial powers by multiplication of schemes. The LDA will be engaged in the multiplication of schemes which will be inter-linked. They can easily create splits in the estimates of the schemes to put the amoun

below rupees 10 lacs which may add up to more than three times when the whole scheme is linked up. Therefore, additional precaution is necessary.

It is a must. Then the word "provisional" is used. The estimate can be made today and some errors... ....

Minister for Law and Parliamentary Affairs : Then our amendment is more appropriate.

Mukhdumzada Syed Hassan Mahmud : Some error through some deliberate or inadvertant attempt may be committed. A provisional estimate is made amounting to ten lacs. But during the implementation stage, when no approval from the Government has been sought, actual finished work costs Rs. 15 lacs. It will not have had the necessity of approval by Government. Therefore, ordinarily the limit proposed for 10 lacs should have been further subjected to control that there should be no splitting up of schemes into several sectors. Normally there should be no hesitation on the part of the Government to call for schemes, irrespective of grants or loans not being required, to be approved by Government because the word used is "provisional estimate". It is not a regular estimate. Regular estimate may be 1½ times higher, it may be 15 lacs or 20 lacs on the pretext that, Sir, we made provisional estimate and we did not account for price hike and for other miscellaneous expenses (incidental expenses), therefore we did not submit it to Government because it was below 10 lacs or ten lacs, but subsequently it was completed at 20 lacs. Now this is a very dangerous amendment that you are trying to bring. Please don't alter the figure of 10 lacs and don't be misguided by the Chairman or the Managing Director on this because they are trying to get more powers. Therefore, I hope the Government will appreciate this dangerous aspect and not insist on this amendment.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 7 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now the question is :

That Clause 7 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 8 , 9)

Mr. Speaker : Clause 8 is under consideration. I am taking Clause 8 and 9 together because they amend Section 27 of the Principal Act. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Nawabzada Muhammad Khan Khakwani, Chaudhri Talib Hussain, Mr. Rauf Tahir, Mr. Nazar Hussain Mansoor, Raja Muhammad Afzal Khan, Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari. Except Mukhdumzada Syed Hassan Mahmud and Syed Tabish Alwari all the other movers are not present.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :

> That Clause 8 and 9 of the bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That Clause 8 and 9 of the bill, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmed : Opposed.

Mr. Speaker : For voting, I will take them separately. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, sub-section 2(b) of section 27 reads :—

> 2(b) all moneys received from Federal Government or any international agency by way of grants, loans, advance or otherwise ;

The Authority is supposed to received funds from the Federal Government and any international agency by way of grants, loans and advances. We are not such a rich province. It is understandable that to some extent the province may be asked to give a grant according to our capacity and according to our resources. We may do so But we oppose the principle of giving loans because the Government in its enthusiasm may be on an understanding that some funds will be made available by International Agencies or by the Federal Government. They may then use the authority under this amended clause and give loans to the Lahore Development Authority, and the Federal Government, being satisfied with the work carried out, might find paucity of

funds in their exchequer and let down the Provincial Government. If this is not amended and there is no scope provided for the loan, then this legislature binds the Government to see either the Lahore Development Authority implements self-financing schemes or it implements schemes for which international Agencies have given loans or such schemes as are considered of essential nature. If other provinces have been given grants and loans by the Federal Government, same treatment should be meted out to the Government and the people of the Punjab. Therefore, I feel that providing this would mean disabling the Provincial Government itself of its monetary needs and also creating a sort of false feeling that the loan given will be paid back so easily because some of the schemes of the LDA may be deficit schemes, some of them may even not be remunerative and some of them may be of public needs and necessities but they may not be profitable. Therefore, we should leave it to the grants and loans of the Central Government and International Agencies. Please don't add the word "loan" to widen your power and live on false hopes which may never be fulfilled.

Sir, regarding Clause 3 of the main Section 27 which is supposed to be amended, I read the existing clause. It says :—

> 2(3) The aforesaid sums shall be credited separately under two heads namely, "Urban Development" and "Environmental Sanitation".

Now they propose to creat a separate head and they propose :

> 'That the aforesaid sums in respect of services related to water supply, sewerage and drainage shall be credited separately to the head "Water Supply and Sanitation" and all other sums to the Head "Urban Development". The sums credited to the Head 'Water Supply and Sanitation" shall be exclusively utilized for the purpose of water supply, sewerage and drainage."

If we see the Bill as a whole, the Government primarily is creating a Water and Sewerage Agency and in other sections it has provided for the creation of other Agencies also. They probably have forgotton that as the scheme of things is, they want to have account of each agency separately and this fullifies that possibility. If it remains as it is then they will have no difficulty in amending this Act again and again

because there will be no provision that they can make provision by rules to create separate heads of account by singling out a certain agency. Therefore, other agencies will stand to suffer and by ordinances they will have to make fresh legislation. Therefore, I request the Law Minister to understand my point and its implication and not to press for this amendment. It can be done otherwise also.

Minister for Law : Sir, I think in the light of what Mukh tumzada Syed Hasan Mahmud has said, there is going to be some recasting. I request that it may be deferred.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس ترمیمی ضمن کے تحت ترقیاتی ادارے کو یہ حق دیا جا رہا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی گرانٹ کے ساتھ قرضے بھی دے سکے جب کہ یہ ادارہ بنیادی طور پر قرضوں ہی سے چل رہا ہے اور قرضوں ہی کی بنیاد پر چلے گا ۔ پرنسپل ایکٹ کے تحت اسے پہلے سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ سے اور انٹرنیشنل ایجنسیز سے گرانٹس loans اور دوسرے سرمائے کی فراہمی کر سکے ۔ موجودہ شکل میں صوبائی حکومت سے صرف گرانٹ کی حد تک اس کا استحقاق رہ گیا تھا جو اس اعتبار سے مناسب تھا کہ وہ فیڈرل اور انٹرنیشنل ایجنسیز سے چونکہ پہلے ہی قرضے لے رہا ہے اس لیے یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیئے ۔ لیکن صوبائی حکومت پر قرضوں کا بوجھ نہیں پڑنا چاہیے ۔ کیونکہ صوبائی حکومت اپنے وسائل کے اعتبار سے اس کی متحمل نہیں ہو سکتی ۔ پھر بھی اس کی یہ حکمت عملی تھی کہ وہ ایسی سکیمیں تیار کرے گی جو self-financing ہوں گی اور ان کی بنیاد پر اس کی مالی حیثیت مستحق ہوگی کہ وہ محض گرانٹس پر اکتفا کر سکے گی اور قرضوں سے آزاد ہو جائے گی ۔ اسی طرح جناب والا اس کی دوسری ترمیم میں جو نہایت اہم تبدیلی کی جا رہی ہے اس کے تحت ترقیاتی ادارہ لاہور کو محدود اختیارات کی جگہ پھر لامحدود اختیارات دیئے جا رہے ہیں جس کی ہم شروع ہی سے مخالفت کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! اگر آپ پرنسپل ایکٹ کی متعلقہ

دفعہ ملاحظہ فرمائیں تو اس میں ترقیاتی ادارہ لاہور کا اختیار محض environmental sanitation کی حد تک رہ گیا ہے ۔ لیکن اس ترمیم کے ذریعے اس کا یہ اختیار واٹر سپلائی کی sanitation تک وسیع کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک ترقیاتی ادارہ لاہور کے environmental sanitation کا تعلق ہے اس کا واقعی جواز موجود ہے اور مناسب اور معقول بھی ہے لیکن اسے بڑھا کر environmental sanitation کو Water Supply Drainage and Sanitation تک وسیع کر دینا کسی طور پر مناسب نہیں ہوگا ۔ اس لیے ہم درخواست کرتے ہیں کہ اس کلاز پر نظرثانی کی جائے اور اسے اس طور پر مؤثر کیا جائے کہ ترقیاتی ادارے لاہور کو محدود ادارے میں کام کرنے کا اختیار حاصل رہے ۔ environmental sanitation کے سلسلے میں اس کو فعال بنایا جا سکے لیکن Water Supply and Sanitation کے وسیع اختیارات دے کر میونسپل کارپوریشن سے حقیقی اور بنیادی اختیار سلب نہ کیا جائے ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : I am taking up Clause. No. 8 only.

سوال یہ ہے :

That Clause 8 of the Bill be deleted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : I defer Clause 9.

(کلاز ۔ 10)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے کلاز 10 زیر غور ہے ۔ کیا اس میں کوئی صاحب ترمیم پیش کر رہے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی - ہم ترامیم پیش کر رہے ہیں - جناب والا ! آپ تو بہت تیز جا رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : نہیں - ابھی تو ہم کلاز 10 پر آئے ہیں - کلاز 9 تو میں نے چھوڑ دی ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ! ہم تو اس میں اپنی ترمیم پیش کر رہے تھے -

مسٹر سپیکر : وہ آپ کریں - ابھی تو ہم کلاز 10 کو deal کرتے ہیں - سید تابش الوری -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I think this will have to be deferred in view of Clause 9 which you have deferred because similar amendment will be required in it as well.

مسٹر سپیکر : کلاز 10 پر بھی ایسی ہی ترمیم ہے - آپ اس کو دیکھ لیں - اس میں charges ہی کی بات ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود : نہیں - charges کا ہیڈ create کر رہے ہیں - کلاز نمبر 10 کو بھی defer کرنا پڑے گا -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے - اس لیے میں کلاز نمبر 10 کو بھی defer کر رہا ہوں -

---

(کلاز - 11)

Mr. Speaker : I take up Clause No. 11. It is a substantial clause and I am not allowing deletion.

سید تابش الوری صاحب کیا آپ اس پر کچھ بولیں گے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ضرور بولوں گا - جناب سپیکر ! پرنسپل ایکٹ کی دفعہ 29 کی تحتی دفعہ (2) میں کہا گیا ہے

> The Authority may levy rates on private persons or private bodies who have installed or may install tube-wells within its jurisdiction.

اس تحتی دفعہ میں پرائیویٹ کو جس کا ترجمہ نجی کیا گیا ہے حذف کرنے کی استدعا کی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا اور دوسری تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ اتھارٹی کی جگہ ایجنسی برائے بہم رسانی آب اور صفائی لکھے جانے کی سفارش کی گئی ہے۔

جناب والا ! مختصراً میرا استدلال یہ ہے کہ پرائیویٹ باڈیز کے الفاظ کے اندراج سے اتھارٹی کو یہ اختیار تھا کہ حکومتی اداروں کے علاوہ جو افراد یا جو ادارے ٹیوب ویل نصب کرنا چاہیں گے ان کو بعض فیس یا بعض ریٹ وصول کرنے کا اختیار ہوگا۔ لیکن موجودہ شکل میں جو ترمیم کی جا رہی ہے اس کے تحت ترقیاتی ادارے کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ سرکاری اداروں سے بھی یا تعلیمی اداروں سے بھی ٹیوب ویل install کرانے کی فیس اور ریٹ وصول کر سکے گا۔ میرے خیال میں یہ اس قدر ناپسندیدہ ترمیم ہوگی جو حکومت کے لیے بھی ایک خواہ مخواہ طول عمل کا باعث ہوگی اور مختلف سرکاری اداروں کو بھی پریشان کرے گی۔

جناب والا ! اسی طرح سے یہاں چونکہ ریٹ levy کرنے کا مسئلہ ہے۔ اس لیے ہم بنیادی طور پر یہاں اتھارٹی ہی کو یہ اختیار دینا چاہیں گے جس اختیار کی سیوریج اور واٹر سپلائی ونگ مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب لوگوں پر کسی سلسلہ میں ٹیکس عائد کرنے کا مسئلہ ہو تو اسے سپریم ادارے کے پاس ہونا چاہیے۔ اس کا ایک subordinate ادارہ یہ اختیار نہیں رکھ سکتا کہ وہ جو چاہے لوگوں پر ٹیکس عائد کر دے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے اور متعلقہ وزیر محترم سے درخواست کروں گا کہ اس ترمیم کو واپس لیا جائے۔ کیونکہ اس حکومت کے لیے اور سرکاری اداروں کے لیے بالخصوص تعلیمی اداروں کے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اسی کے ساتھ اتھارٹی کی بجائے subordinate ادارے کو ٹیکس levy کرنے کا یا ریٹ مقرر کرنے کا اختیار دینے سے بھی بہت سی خرابیاں اور مشکلات پیدا ہوں گی اور عوام اس سے براہ راست متاثر ہوں گے۔

جناب والا ! میری گذارش یہ ہے کہ جہاں rates and taxes کا مسئلہ ہو وہاں جو سب سے بڑا ادارہ ہے جو سپریم ادارہ ہے اس کو یہ اختیار دیا جانا چاہیے اور subordinate ادارے کو یہ اختیار نہیں ملنا چاہیے ۔ میں وزیر متعلقہ سے درخواست کروں گا کہ جس طرح انہوں نے ہماری پہلی گذارشات کے سلسلے میں اس سے پہلے والی ضمن پاس کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے اسی طرح اس پر بھی غور و خوض فرمانے کے بعد اس ترمیم کو واپس لینے کا فیصلہ کریں تاکہ یہ بل اپنے خطرناک مضمرات سے محفوظ ہو جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 11 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 12)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 12 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 12 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 13)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 13 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 13 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 14)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 14 زیر غور ہے ۔ نوبزادہ محمد خان

خاکوانی ۔ چوہدری طالب حسین ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ راجہ محمد افضل خان ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ چوہدری محمد اشرف ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ترمیم نمبر 16 ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move :

> That in Clause 14 of the Bill, in the proposed Section 32 to the Lahore Development Authority Act, 1975, for the words "Government Auditors", occurring in lines 5—6, the words "Director Audit" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 14 of the Bill, in the proposed Section 32 to the Lahore Development Authority Act, 1975, for the words "Government Auditors", occurring in lines 5—6, the words "Director Audit" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmed : Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : This is a very very important clause and the amendment which I have proposed is in keeping with the rights and privileges of this Assembly. This Assembly, for its tenure, elects a Public Accounts Committee to scrutinise and examine the accounts of all the Government Departments in the Punjab By creating these autonomous bodies and by appointing auditors directly by Government, it deprives the Committee and this House to examine, under the rules, the accounts of these autonomous bodies so that they are scrutinised and the authorities are answerable, and so is the Minister concerned answerable to this House for corruption, embazzlement, shortages, wastage of money, over expenditure, etc. Therefore, my amendment is that instead of the Government appointing its own auditors and spending fees and moneys it is better to entrust...

Syed Tahir Ahmed Shah : Point of order. The House is not in quorum.

Mr. Speaker : Let there be a count. The count was taken. The House is in quorum. Yes, Mukhdumzada Shahib.

Mukhdumzada Syed Hassan Mahmud : The auditor other than the auditors appointed by...

Minister for Law : It is in accordance with the Constitution that these auditors are appointed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I don't follow.

Mr. Speaker : He says that it is a requirement of the Constitution to have Government auditors to audit the accounts.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : That is not the provision.

Mr. Speaker : This is his own opinion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : In this what you are providing is that auditors will be appointed to audit the accounts of this Authority. My request is that thay should be subjected to audit by the Directors of Audit so that the Public Accounts Committee appointed by this Assembly can scrutinize the accounts and submit a report to this House and any violation will amount to excluding the privilege of this Assembly.

Minister for Law : I think that can be done by the Public Accounts Committee.

مسٹر سپیکر : اٹانومس باڈیز کا کرتے تو ہیں ۔

Every Department is audited by Government, All Local Bodies are there.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Then it is alright.

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ صاحب آپ کچھ کہہ رہے ہیں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : نہیں جناب ۔

Mr. Speaker : I would like it to be noted that the amendment has been withdrawn.

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 14 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 15)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 15 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :
کہ کلاز 15 بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 16)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 16 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :
کہ کلاز 16 بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 17)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 17 زیر غور ہے ۔ اس میں ترمیم نمبر 19 پیش نہیں ہو سکتی ۔ یہی پوزیشن ترامیم نمبر 20 اور 21 کی ہے ۔ سید تابش الوری صاحب کیا آپ اس کلاز کی مخالفت کرتے ہیں ؟

سید تابش الوری : پہلی کلاز میں ''ایجنسی'' پاس کر چکے ہیں ۔ یہ اب infructuous ہوگئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :
کہ کلاز 17 بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 18)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 18 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :
کہ کلاز 18 بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

(شیڈول)

مسٹر سپیکر : اب بل کا شیڈول زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ شیڈول بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : انھوں نے کلاز 9 اور 10 پر غور کیا ہے ۔ وہ آپ سے متفق نہیں ہیں ۔

Makhdumzada Syed Hassin Mahmud : I oppose it.

Mr. Speaker : You are merely opposing it. They will inform you privately. There is a point in it.

(کلاز ۔ 9)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 9 زیر غور ہے ۔

The queation is :

That Clause 9 of the bill be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز 9 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 10)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 10 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 2)

Mr. Speaker : Now we are on Clause 2. Amendment No. 22.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That sub-clause (i) of Clause 2 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : It is the definition You can substitute it, but you can't have it deleted.

Yes Amendment No. 23.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in sub-clause (i) of Clause 2 of the Bill, for the proposed new clause (a) of Section 3 to the Lahore Development Authority Act, 1975, the following be substituted, namely :
>
> (a) 'Agency' means a wing or an administrative division established by the Authority to perform one or more of its functions under this Act ;

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (i) of Clause 2 of the Bill, for the proposed new Clause (a) of Section 3 to the Lahore Development Autority Act, 1975, the following be substituted, namely :
>
> (a) 'Agency' means a wing or an administrative division established by the Authority to perform one or more of its functions under this Act ;

Sheikh Aziz Ahmed : Opposed.

Mr. Speaker: I think amendment No. 24 cannot be moved. Yes Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! بنیادی طور پر ان ترامیم پر بھر

اسی مطالبے کو دھرایا جا رہا ہے۔ جس میں اصرار کیا تھا کہ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو ایک یونٹ کی حیثیت سے برقرار رکھا جائے۔ اور ادارے کے اندر مزید ادارے قائم کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس کے پیش نظر ہم نے یہ کہا تھا اگر الگ ادارہ قائم کرنا ضروری ہے تو اسے ایک ونگ ایڈمنسٹریٹو یونٹ کی حیثیت سے قائم کیا جائے۔ چونکہ دوسری کلاز میں ہماری ترامیم ایجنسی اور مینیجنگ ڈائریکٹر کے متعلق سرکاری طور پر منظور ہو چکی ہیں اس لیے صرف مختصراً ایک دفعہ پھر ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اس لمحہ بھی ہماری ترامیم کو قبول کر لیں اور لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو مزید اداروں میں بانٹنے کی بجائے اسے ایک یونٹ کی حیثیت سے برقرار رکھیں۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (i) of Clause 2 of the Bill, for the proposed new Clause (a) of Section 3 to the Lahore Development Authority Act, 1975, the following be substituted, namely :

(a) 'Agency' means a wing or an administrative division established by the Authority to perform one or more of its functions under this Act ;

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ ۱)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے۔

وزیر قانون : یہ ترمیم مشترکہ طور پر کر لیں۔

مسٹر سپیکر : آپ نے یہ کلاز واپس لے لی ہے۔

سید تابش الوری : جناب ! کلاز تو رہنی چاہئے۔

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(3) It shall extend to such area as may be notified as Lahore Metropolitan area by the Government.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely : –

(3) It shall extend to such area as may be notified as Lahore Metropolitan area by the Government.

Minister for Law : Sir, this is an amendment. It has just to be considered.

Mr. Speaker : Now I have to decide whether the other two amendments proposed have the same effect.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس میں میری تجویز یہ ہے کہ پرنسپل ایکٹ میں جو حدود متعین کی گئی ہیں انہی الفاظ میں اس ترمیم کو اختیار کیا جائے اور اس میں relevant تبدیلی کر لی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

The deletion would be more appropriate. It may be treated as an amendment moved by Sheikh Aziz Ahmed, Syed Tabish Alwari and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I move :

That sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill be deleted.

سید تابش الوری : ٹھیک ہے ۔

Minister for Law : I agree.

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ صاحب! آپ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری !

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس بل کی اس کلاز میں یہ کہا گیا ہے کہ اس ترمیمی بل کا دائرۂ کار اسی صوبے پر محیط ہوگا ۔ جب کہ پرنسپل ایکٹ میں ترقیاتی ادارہ لاہور کا دائرہ کار صرف لاہور شہر یا اس علاقے تک محدود ہوگا جس کو حکومت نوٹیفیکیشن کے ذریعے اضافی حدود متعین کرے ۔ جناب سپیکر ! آپ نے محسوس کیا ہوگا اور ہم نے بھی اس پر بار بار اصرار کیا ہے کہ متعلقہ مشاف محض مکھی پر مکھی مارنے پر بعض اوقات اکتفا کرتا ہے اور بعض اوقات ان نکات پر اور ان مسودوں پر ، جو یہاں پیش کیے جاتے ہیں ، پورے طور پر غور نہیں کیا جاتا اور یہ کلاز اس کا ایک بین ثبوت ہے کہ متعلقہ شعبے نے ہی نہیں بلکہ وزیر قانون نے بھی اس پر توجہ نہیں فرمائی اور اب ہماری توجہ دلانے پر ۔ ہم ان کے ممنون بھی ہیں اور انہیں بھی ممنون ہونا چاہیے ۔ اس بڑے سقم کو اور اس بڑی غلطی کو دور کر دیا گیا ہے ۔ اس لیے ہم اسے مشتر کہ ترمیم کے ذریعے اس ایوان میں منظوری کے لیے پیش کر رہے ہیں ۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی ہماری ان ترامیم کی مخالفت برائے مخالفت کی بجائے مثبت انداز میں سوچنے ، سمجھنے اور انہیں قبول کرنے کی عادت ڈالیں گے ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : Now, the question is :

That sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill be deleted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا preamble زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ Preamble بل کا حصے ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا long title زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ۔ اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

اب ہم تیسری خواندگی لیتے ہیں ۔ وزیر قانون !

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble at 8.30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 7 اپریل 1976ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

بدھ ۔ 7 اپریل 1976ء
(چہار شنبہ ۔ 19 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

پ ۲۲ ـــــ س ۳۴ ـــــ رکوع ۲ ـــــ آیات ۷۰ تا ۷۳

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کیا کرو۔ (اس کے باعث) وہ تمہارے تمام اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریگا تو بلاشبہ وہ زبردست کامیابی حاصل کرے گا۔ ہم نے (اس) بار امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے (بڑھ کر) اس کو اٹھا لیا بے شک وہ بڑا بے انصاف و نادان تھا۔ (اور یہ اس لئے بھی) تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں پر عذاب کرے اور اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں پر توجہ دے مہربانی فرمائے اور اللہ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

راجہ محمد الفضل خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم پورا ہے ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

اخبارات کے ڈیکلریشن کی منظوری

***5008 ۔ چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1973ء ہفتہ وار ۔ ماہانہ اور روزنامہ اخبارات کے کتنے ڈیکلریشن داخل کئے گئے اور ان میں سے کتنے منظور ہوئے اور کتنے نامنظور ہوئے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : یکم جنوری 1972ء سے 31 دسمبر 1973ء تک 2 روزناموں ، 101 ہفتہ وار اور 130 ماہانہ اخبارات کی اشاعت کے لیے ڈیکلریشن وصول کئے گئے ۔ ان میں سے 4 روزناموں ، 33 ہفتہ وار اور 54 ماہانہ اخبارات کے لیے ڈیکلریشن کی تصدیق کی گئی اور 8 ہفتہ وار اور 3 ماہانہ اخبارات کے لیے تصدیق کرنا نامنظور کر دیا گیا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ جو بقیہ اخبارات ہیں ان کا ابھی تک فیصلہ نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اس میں پوزیشن یہ ہے کہ چند ایسے اخبارات ہیں جن میں سے کچھ کی درخواستیں اس عرصہ میں دی گئی تھیں ۔ بعد میں کچھ کے ڈیکلریشن جاری کئے جا چکے ہیں authenticate کئے چکے ہیں ۔ لیکن باقی ماندہ زیادہ تر جو درخواستیں رہ گئی ہیں ان کی تفصیل بھی میں دے سکتا ہوں کہ ان میں سے کتنی اس عرصہ کے بعد منظور ہوئیں اور جو بقیہ درخواستیں pending ہیں زیادہ تر وہ ہیں جن کی ضروری تحقیقات درکار تھیں یا کاغذات مکمل ہونے کی وجہ سے ان کی پیروی نہیں کی گئی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ جناب سپیکر ! میں فاضل وزیر کی توجہ اس طرف مبذول کرؤں گا جیسا کہ فگرز سے ظاہر ہے کہ 18 روزنامے ، 08 ہفتہوار اور 70 ماہانہ اخبارات ہیں جن کے متعلق انہوں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ۔ تو کیا وجہ ہے کہ دو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کا فیصلہ نہیں ہوسکا ؟

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے یہ نہیں کہا ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس کے بعد بھی کئی اور منظور کئے گئے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اگر آپ کہیں تو میں تفصیل بھی دے سکتا ہوں لیکن ابھی کچھ ایسے ہیں جو منظور نہیں کئے گئے ۔

وزیر اطلاعات : جی ہاں ۔ میں نے یہی عرض کی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے پاس جب upto-date information موجود ہے تو وہ ہاؤس کے سامنے پیش ہونی چاہیے اور وزیر موصوف وجوہات بیان کریں کہ وہ درخواستیں نامنظور کیوں کیں ؟

مسٹر سپیکر : وجوہات انہوں نے بتا دی ہیں ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! وجوہات میں نے بتا دی ہیں ۔ اگر معزز ممبر کسی ایک خاص پرچے کے متعلق تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ علیحدہ سوال دے سکتے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! وزیر موصوف فگرز دیں کہ کتنی درخواستیں pending ہیں ، کتنی نامنظور ہوئیں ہیں اور کتنی منظور کی گئی ہیں ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! وہ روزنامے جن کے اجازت نامے دیے گئے ان کے فگرز میں پیش کرتا ہوں ۔ دو روزنامے ، چھ ہفتہوار اور سات ماہ نامے ۔ اس طرح کل پندرہ کے اجازت نامے دیے گئے ۔ جن کے اجازت نامے نامنظور کر دیے گئے وہ دو روزنامے تھے چار ہفتہوار اور چھ ماہ نامے تھے ۔ اس طرح کل بارہ تھے جن کا فیصلہ ہوا اور باقی pending ہیں ۔

Mr. Speaker : The rest are pending for the reasons that you have already stated in the House.

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! وزیر موصوف یہ وضاحت کریں کہ کیا وجوہات ہیں کہ دو سال کا عرصہ گذر چکا ہے ۔ لیکن ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر : فرض کیجیئے کہ فارم نامکمل ہے ۔ یہ لکھ دیں کہ فارم مکمل کیجیئے اور وہ نہیں کرتے ۔ تو اس میں یہ کیا کر سکتے ہیں ؟

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! وہ تو محکمہ نے کرنا ہوتا ہے اور وہ ان کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر یا ڈپٹی ڈائریکٹر بلا کر کروا لیتے ہیں ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اس میں میں وضاحتاً عرض کردوں کہ یہ محکمے کا فرض نہیں کہ وہ بلا کر کروا لے ۔

مسٹر سپیکر : ایک سابق وزیر انفارمیشن موجودہ وزیر انفارمیشن سے سوال پوچھ رہا ہے ۔

(قہقہہ)

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! یہ تو ایک صحافت کا معاملہ ہے ۔ اس لیے اتنی دیر کاغذات pending نہیں رہنے چاہییں ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! چوہدری ممتاز احمد کاھلوں صاحب جانتے ہوں گے کہ 1959ء میں پریس کمشن نے ایک رپورٹ دی تھی ۔ جس کے تحت جتنے اختیارات ان کے تعین کئے ہوئے ہیں ان تعین کردہ معیار پر ان اختیارات کو استعمال کیا جاتا ہے ۔ ایک کیٹیگری بنا دی گئی ہے جس کے تحت 1959ء کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے financial viability کا ایک معیار مقرر کیا گیا ہے ۔ اب میں financial viability کے سلسلے میں سارے اخبارات کے بارے میں کچھ بتا سکتا ہوں ۔ مثال کے طور پر انگریزی روزنامہ ہے اس کے شائع کرنے کی اجازت سے پہلے یعنی ڈیکلریشن سے پہلے چار لاکھ روپے کا بینک بیلنس نہیں سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے fix کیا گیا ہے ۔ چار لاکھ روپے

کا بینک بیلنس پچھلے چھ ماہ کے اندر یعنی درخواست سے پہلے گذشتہ چھ ماہ میں show کرنا چاہیے - اسی طرح باقیوں کا ہے - جیسے اردو کا - علاقائی زبان کا ہے - اس کے لیے دو لاکھ روپے ہیں - اسی طرح ہفت روزہ کے لیے ہے - اب یہ ڈائریکٹر پبلک ریلیشن یا محکمہ چالیس ہزار روپیہ اس اپڈیٹر یا applicant کے بینک بیلنس میں جمع نہیں کرا سکتا کہ اس کی یہ شرط بھی پوری جائے -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! اس کو نامنظور تو کر سکتا ہے - اس وقت جو ساٹھ سے زیادہ ڈیکلریشن pending ہیں یہ فگرز تو دو سال پہلے کے ہیں اس کے بعد اور بھی آپ کے پاس ڈیکلریشن دائر ہو چکے ہیں - تو کیا آپ یقین دھانی کرا سکتے ہیں کہ کتنے دنوں میں فیصلہ کرا سکیں گے ؟

مسٹر سپیکر : اصل میں چوہدری ممتاز احمد کاھلوں صاحب ان کو نامنظور کروانا چاہتے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! اس طرح لٹکائے رکھنے سے تو بہتر ہے کہ نامنظور کر دیا جائے تاکہ وہ اپیل کرسکیں -

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اس طرح سے ایک قسم کا ان درخواست دھندگان کو جن کی درخواستیں نامکمل ہیں یہ موقع دیا جا رہا ہے -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! وزیر موصوف pending کی فگرز دیں -

مسٹر سپیکر : pending تو conclusion ہے - اب تو یہ جمع تفریق کا سوال ہو گیا -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! اس عرصہ میں اور بھی درخواستیں دائر ہو چکی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس upto-date figures ہیں -

وزیر اطلاعات : جناب والا ! میں ان درخواستوں کا ذکر کر رہا تھا جو اس پیریڈ سے پہلے کی ہیں -

Mr. Speaker : I can't permit extension of the question like that.

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے ضمنی سوال کے جواب میں جو فگرز دی ہیں وہ بالکل اور ہیں اور اصل سوال کے جواب میں جو پڑھی ہیں وہ اور ہیں ۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ وزیر موصوف اس کی وضاحت کریں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی contradiction نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! contradiction نہیں تو پھر جب وہ upto-date information یا جواب دے رہے ہیں تو اس میں یہ disposel of نہیں ہوسکتیں ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ ان کے علاوہ یہ اور منظور ہوئی ہیں اور 31 دسمبر 1973ء کے بعد بھی ان درخواستوں میں سے جو منظور ہوئی ہیں انہوں نے ان کی فگرز بھی بتائی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس عرصہ کی disposal کے متعلق جو میں نے سوال پوچھا تھا اس کا جواب وزیر موصوف کوئی اور دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی تضاد نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس میں جو فگرز دی گئی ہیں وہ بالکل اور ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ فگرز کسی اور چیز کے متعلق ہیں ۔ وہ فگرز 31 دسمبر 1973ء سے لیکر 7 اپریل 1976ء تک کے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! انہیں فگرز کے متعلق جواب دیا گیا ہے کہ pending ہیں :

مسٹر سپیکر : یہ فگرز ان کے متعلق نہیں ہیں ۔ یہ فگرز 31 دسمبر 1973ء تک کے لیے ہیں ۔ 31 دسمبر 1973ء سے لیکر 7 اپریل 1976ء تک کا جواب انہوں نے ضمنی سوال میں دیا ہے اور یکم جنوری 1972ء سے لیکر 31 دسمبر 1973ء تک جو درخواستیں آئی ہیں اس مدت میں ان کا disposal انہوں نے اس جواب میں دیا ہے ۔ اس کے بعد ان کا جو further disposal ہوا ہے اس کا انہوں نے ضمنی سوال میں جواب دیا ہے دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں جناب کی وساطت سے یہ ضمنی سوال کروں گا کہ وزیر موصوف ڈیکلریشن دینے اور منسوخی کے موجودہ طریقہ کار سے مطمئن ہیں یا اس کی ترمیم یا تردید چاہتے ہیں ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! معزز ممبر اس سوال کو دھرا دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ڈیکلریشن کا جو موجودہ طریقہ کار ہے یا اس وقت زیر عمل ہے اس سے آپ مطمئن ہیں یا حکومت اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہتی ہے یا کوئی اضافہ کرنا چاہتی ہے ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! ہم موجودہ طریقہ کار سے مطمئن ہیں کیونکہ یہ باقاعدہ پریس کمشن کی سفارشات پر مبنی ہے اور یہ ایک بڑا صحیح طریقہ ہے ۔ اخبارات کے ملازمین کے لیے جو مکیورٹی ہے ۔ مکیورٹی تو نہیں ہے بلکہ financial viability جو مانگی جاتی ہے یہ ان کے تحفظ کے لیے بھی ہے ۔ کیونکہ سرکار کو ملازمین کا اور ورکنگ جرنلسٹ کا تحفظ بھی دیکھنا ہوگا ۔

معذور جرنلسٹوں کو وظائف کی عطائیگی

***5445 ۔ ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ معذور ۔ بیمار اور بوڑھے جرنلسٹوں کو حکومت نے وظیفہ دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس فیصلہ پر کب تک عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : جی نہیں ۔ حکومت پنجاب نے معذور ۔ بیمار اور بوڑھے جرنلسٹوں کو وظیفہ دینے کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ۔ تو کیا اس سلسلے میں تجاویز زیر غور ہیں ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اگر اس قسم کی کوئی تجویز آئے گی تو اس پر ضرور غور کیا جائے گا اور یقیناً غور کیا جائے گا ۔ ابھی تک

پوزیشن یہ ہے کہ ہم مرکزی حکومت کو سفارشات کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی اس قسم کے حقدار صحافی ہوں تو جیسے پہلے بھی سفارشات کی ہوئی ہیں۔ اگر آئندہ کوئی خاص کیس اس قسم کا ہماری نظروں سے گذرے گا تو اس کے متعلق ضرور سفارش کریں گے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, in order to keep the tarditions of the House I would request the Hon'ble young Minister through the Chair not to face the questioners but to address the Chair.

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر اطلاعات بیان فرمائیں گے۔ جیسا کہ وہ جانتے ہیں کہ صحافی ملک کی کتنی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں یا بیمار ہو جاتے ہیں تو وہ ہسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر کیوں مرتے ہیں۔ کیا وہ از خود اس معاملہ پر غور کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : یہ وظیفہ انہوں نے دینا ہے یا مالکان نے دینا ہے۔ اس کی وضاحت فرمائیں

وزیر اطلاعات : یہ حکومت کو معقول تجاویز دیں۔ ہم جرنلسٹ کی ویلفیئر کے لیے ضرور غور کریں گے۔ حکومت یہ کرتی رہی ہے اور وہ اس قسم کی تجاویز دیں حکومت ضرور غور کرے گی۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر کوئی جرنلسٹ سرکاری ڈیوٹی کے دوران معذور ہو جائے۔۔۔

مسٹر سپیکر : سرکاری سے مطلب آپ کا سرکاری گزٹ آف پاکستان یا گزٹ آف پنجاب ہے۔

راجہ محمد افضل خان : سرکاری انسر ڈیوٹی کے دوران معذور ہو جائے۔۔۔

وزیر اطلاعات : یہ تو ان کی سروس کنڈیشنز سے متعلق ہے ہر ایک کی سروس کنڈیشنز سے علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے اور جہاں تک گورنمنٹ کی پالیسی کا تعلق ہے اس کا میں جواب دے چکا ہوں کہ ہر اخبار کی اپنی سروس کنڈیشنز ہوتی ہیں۔ اگر ان میں ایسی شق ہو تو وہ دے سکتے ہیں۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ جرنلسٹ کو معذور کرنے کے متعلق کم از کم ان سکیموں پر کہاں تک عمل ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : یہ سوال تو بہت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کی سوچ کی بات ہے ۔ جہاں تک آپ کی سوچ کام کر سکتی ہے وہ ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون : وہ تحریک استقلال کے منشور میں درج ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : معذور کرنے کی پوری کوشش کی جاری ہے ۔

Mr. Speaker : I can't allow all that in the House.
آپ اس ایوان کے ساتھ مذاق کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ تو آپ کی سوچ کی بات ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : میں نے مذاق تو نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ اتنا بڑا مذاق کر رہے ہیں اس کے باوجود آپ نہیں سمجھتے کہ آپ مذاق کر رہے ہیں ۔

You are at liberty. But I can't be a party to all this. I can't permit this question. Next question please.

اسلامی کانفرنس کے دوران سرکاری فرائض سرانجام دینے والے سرکاری ملازمین کو بونس کی عطائیگی

*5531 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلامی کانفرنس کی کامیابی کی خوشی میں حکومت پنجاب نے اسلامی کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں فرائض سرانجام دینے والے ملازمین کو بونس دینے کا اعلان کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ بونس کس شرح

سے دینے کا ارادہ ہے اور اس بونس سے کس کس محکمے کے کتنے ملازمین متاثر ہوں گے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک ان ملازمین کو نہ تو کوئی بونس دیا گیا ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی ہدایات جاری کی گئی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت کب تک انہیں بونس وغیرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف ، ب) دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں غیر معمولی فرائض سرانجام دینے والے صوبائی حکومت کے ملازمین کو بونس دینے کا معاملہ ابھی زیر غور ہے ۔ صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں اپنی سفارشات مرکزی حکومت کو بھیج دی ہیں ۔ مذکورہ تفاصیل کے تعین کے بارے میں مرکزی حکومت کے فیصلے کا انتظار ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ایسے ملازمین کی فہرستیں کو بھیجے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے ؟

وزیر اطلاعات : میرے پاس اس وقت تاریخ موجود نہیں ہے ۔ فہرست میں جس رقم کی سفارش کی گئی ہے وہ تین لاکھ اکسٹھ ہزار ایک سو پچیس روپے ہے جو مختلف افسران میں تقسیم کر دی جائے گی ۔ ٹھیک تاریخ اگر کہیں تو میں ایوان میں یا چوہدری صاحب کو بعد میں بتا سکتا ہوں ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا فیصلہ کی تاخیر کی وجہ سے کہیں پڑتال تو شروع نہیں ہو جائے گی ؟

مسٹر سپیکر : اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : اسلامی کانفرنس کو تین سال گذر گئے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کانفرنس کب ہوئی تھی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : تقریباً تین سال گذر گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : دو سال چند ماہ ہوئے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ یہ رقم صوبائی حکومت ادا کر دے ؟

وزیر اطلاعات : یہ رقم اسلامک فنڈ سے ہی مہیا ہو گی اور یہ سنٹرل گورنمنٹ ہی صوبائی حکومت کو دے گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ پیسوں کا معاملہ تو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے پوچھیں ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف از راہ کرم سنٹرل گورنمنٹ کو یاد دلانے کے لیے دوبارہ لکھیں گے ؟

وزیر اطلاعات : remind کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

لاہور پریس کلب میں واقع ریفرنس لائبریری قیام کے لیے رقم کی تخصیص

*6408 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل حکومت نے لاہور پریس کلب میں ریفرنس لائبریری قائم کرنے کے لیے پانچ ہزار روپیہ کی جو رقم منظور کی تھی وہ ابھی تک پریس کلب کو نہیں دی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت نے حال ہی میں رائٹرز گلڈ کی وساطت سے ہر ضعیف اور بیمار مصنف یا شاعر کو تین سو روپیہ ماہوار بطور امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس گرانٹ کی کل رقم کیا ہے ۔ گلڈ کو یہ کب ادا کی گئی اور یہ امداد اب تک کس کس مصنف اور شاعر کو ملی ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔ مذکورہ بالا رقم مالی سال 75-1974ء میں مخصوص کی گئی تھی اور اکاؤنٹینٹ جنرل پنجاب نے مہتمم خزانہ ، ضلع لاہور کو ادائیگی کی اجازت بھی دے دی تھی مگر رقم حاصل کرنا پریس کی اپنی ذمہ داری تھی ۔
چونکہ یہ رقم مالی سال مذکورہ میں حاصل نہیں کی گئی اس لیے ساقط ہوگئی ۔

(ب) حکومت پنجاب نے پاکستان رائٹرز گلڈ کی معرفت کسی ادیب یا شاعر کو امداد نہیں دی ۔

ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ رقم کی ادائیگی کا کیا طریقہ تھا ؟

وزیر اطلاعات : رقم کی ادائیگی کا طریقہ نارمل ہے کہ وہ مہتمم خزانہ کو ادائیگی کے لیے بھیج دی گئی ہے ۔

ملک شاہ محمد محسن : کیا اس کے بارہ میں پریس کامب کو اطلاع دے دی تھی ؟

وزیر اطلاعات : اس کی اطلاع دے دی گئی تھی کہ وہ رقم وصول کر لے ۔ وصول کرنا ان کا کام تھا ۔

ملک شاہ محمد محسن : سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ حکومت نے حال ہی میں رائٹرز گلڈز کی وساطت سے ہر ضعیف اور بیمار مصنف یا شاعر کو تین سو روپیہ ماہوار بطور امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس کے بارہ میں کوئی جواب نہیں دیا گیا بلکہ جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس بارہ میں کوئی امداد نہیں دی ۔

وزیر اطلاعات : رائٹرز گلڈ کی وساطت سے حکومت پنجاب نے کسی شاعر ۔ ادیب کو انفرادی طور پر امداد دینے کا فیصلہ نہیں کیا ۔ البتہ حکومت کی منظور کردہ گرانٹ میں سے اپنے طور پر کچھ اس قسم کی ادائگیاں ادیبوں اور شاعروں کو کی ہیں ۔ کچھ کو ۔ 125 روپے ماہوار کی ایک سال کی امداد دی ہے اور اس کے علاوہ بیمار ادیبوں اور بیمار شاعروں کی بھی

امداد کی گئی یہ رائٹرز گلڈ کے وسائل سے ہوگی اور وہی اپنی grants میں سے disburse کر سکتے ہیں ۔

Mr Speaker : This is their decision.

Minister for Information : Yes Sir.

جلالپور پیروالہ میں واقع سینماؤں کے اجازت ناموں کی منسوخی

***6805 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ (ملتان) ایک دور افتادہ اور پسماندہ علاقہ ہے جہاں بیشتر آبادی غریب مزدور اور متوسط الحال افراد پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ کی حافظ آباد کالونی میں مغرب کی جانب اس وقت دو ٹورنگ ٹاکیز الخان سینما اور نیو نگار سینما وسط آبادی کے اندر نصب ہیں جن کی ریکارڈنگ سے اہالیان کالونی کی نیند حرام ہو گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہر دو سینماؤں سے چند گز کے فاصلہ پر ایک مسجد موجود ہے جہاں نماز کے اوقات میں ان کی ریکارڈنگ سے عبادت الٰہی میں سخت شور کے باعث نمازیوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مفاد عامہ کے پیش نظر مذکورہ سینماؤں کے اجازت نامے منسوخ کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) جی ہاں ۔ یہاں ہر ہر طبقے کے لوگ آباد ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ الخان ٹورنگ ٹاکیز بند ہو چکی ہے اور نیو نگار ٹورنگ ٹاکیز چک نمبر 84 ایم بستی حافظ آباد میں چل

رہی ہے ۔ اس کی ریکارڈنگ کے خلاف کسی نے کوئی شکایت نہیں کی ۔

(ج) جی نہیں ۔ نیو نگار ٹورنگ ٹاکیز جس مقام پر چل رہی ہے ، اس کے جنوب مشرق میں ایک مسجد موسومہ طوطے والی 600 فٹ سے زائد فاصلہ پر واقع ہے ۔

(د) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں اجازت نامہ منسوخ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

بسوں کی درآمد

*6810 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں یکم جنوری 1973ء سے یکم اکتوبر 1974ء تک گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی کل کتنی بسیں ناکارہ ہو گئی تھیں اور حکومت نے ان بسوں کو دوبارہ سڑک پر چلنے کے قابل بنانے کے لیے کیا اقدام کئے ہیں ۔

(ب) کیا حکومت عوام کی سہولت کے پیش نظر مزید بسیں درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ بسیں کب تک درآمد کی جائیں گی اور ان کی تعداد کیا ہو گی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) 442 بسیں ۔ ان میں سے 208 بسیں ناقابل مرمت تھیں ۔ جو نیلام کر دی گئیں ۔ 30 بسوں کی مرمت کر دی گئی اور بقایا 204 مرمت طلب تھیں ۔ ان کی مرمت کے لیے ضروری پرزہ جات درآمد کرنے کے لیے آرڈر دے جا چکے ہیں ۔ موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ مزید 20 ڈبل ڈیکروں کی مرمت کر کے یہ بسیں چلا دی گئی ہیں اور 184 بقایا بسوں کی مرمت کئے جانے کے اقدام کئے جا رہے ہیں ۔

(ب) 3402 بسیں خریدنے کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے 2981 بسیں چیسز آ چکی ہیں اور بقایا 421 بسں چیسز جلد موصول ہو جائیں گی۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر ٹرانسپورٹ فرمائیں گے کہ کسی سازباز کے ذریعے بسوں کو ناکارہ نہیں کیا جا رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! آپ اکیلے ہی سارے سوال کا مزا لے لیتے ہیں۔ دوسروں کو بھی تھوڑا سا شامل کر لیا کریں۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ تو سیدھا سادہ سوال ہے۔

مسٹر سپیکر : ایسا سوال نہ کریں کہ جو محض آپ کے لیے ہو۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! پرزے تو بہرحال بدلے جاتے ہیں اور خود انہیں ناکارہ بنایا جاتا ہے اور اس کو نیلام کرا کر خود ہی انہیں اپنے کھاتے میں ڈال لیتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! آپ میری بات سنیں۔ مجھے اس سوال پر اعتراض نہیں اس sense میں کہ اگر آپ کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹرانسپورٹ کے محکمے میں ایک شعبہ ایسا بھی ہے جو بسوں کو ناکارہ بناتا ہے تو اس کے بعد یہ ضمنی سوال ہو سکتا تھا۔

راجہ محمد افضل خان : نہیں جناب ! کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : یا آپ پہلا سوال یہ کرتے کہ وہاں شرارت کی جاتی ہے تو پھر دوسرا سوال اس سے مطابقت رکھتا۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! وہ پرزہ جات تبدیل کر لیتے ہیں اور بسیں ناکارہ ہو جاتی ہیں، ایسے لوگ بہرحال ہر کمپنی میں ہوتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : تو اب آپ یوں پوچھیں کہ کیا اس بات کا احتمال یا اندیشہ ہے کہ وہاں پرزے چوری ہوتے ہیں یا آپ کے ہاں پرزے چوری ہوتے ہیں جس سے بسیں خراب ہو جاتی ہیں تو میں اس کی اجازت دے دیتا۔

راجہ محمد افضل خان : پرزے بھی چوری کیے جاتے ہیں اور انجنوں میں ایمری پاؤڈر بھی ڈالا جاتا ہے۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب! آپ ایک منٹ کے لیے میری بات سنیں۔ میں آپ کی امداد کرنی چاہتا ہوں اور آپ سے بھی امداد کا متوقع ہوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ پہلے آپ دو چار ضمنی سوالات کر چکے ہوں پھر کوئی نیا سوال بنانے میں اور اس کے پیش کرنے میں تھوڑی سی مشکل ہوتی ہے اور اس کے لیے وقت درکار ہوتا ہے لیکن آپ تو پہلے سوال کے جواب میں ضمنی سوال کر رہے ہیں۔ آپ کو بھی کم از کم home task کر کے آنا چاہیے کہ کس قسم کا ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ صرف وزراء کا ہی فرض نہیں کہ وہ home task کریں۔ یہ ہم سب کا فرض ہے۔ میں بھی یہ گھر سے پڑھ کر آتا ہوں اور اندازہ لگا کر آتا ہوں کہ اس پر کس قسم کے ضمنی سوالات آسکتے ہیں یا نہیں آسکتے۔ اسی لیے میں vigilent رہتا ہوں کہ کونسا سوال متعلقہ ہے اور کونسا غیر متعلقہ ہے۔ اس میں بھول چوک بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ عام طور پر نہیں ہوتی تو آپ بھی تھوڑا سا home task کیا کریں۔ اگر آپ اس سوال کو اس طرح پیش کریں کہ کیا آپ کے ہاں اس بات کا احتمال ہے کہ بسوں کے پرزے نکال لیے جاتے ہیں اور بسوں کو خراب کر دیا جاتا ہے تو یہ بالکل متعلقہ سوال ہوتا۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ سوال آپ کی طرف سے پیش کردوں۔

راجہ محمد افضل خان : مہربانی جناب!

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا! فاضل رکن نے اس کا جواب بھی خود ہی دے دیا ہے۔ میرے خیال میں ایوان میں سوالات کے جوابات دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات بتائی جائے جو ایوان کے لیے فائدہ مند ہو۔ اگر فاضل ممبر کو جواب بھی معلوم ہے تو میرے خیال میں پھر جواب کی ضرورت نہیں۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ وہاں یہ ہوتا ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جواب تو آپ کی طرف سے آنا چاہیے تھا۔ لیکن اب میں کیا کروں۔ وہ کہتے ہیں کہ سوال بنتا ہی نہیں تو جواب بھی مجھے دینا پڑا کہ پرائیویٹ بسوں یا سرکاری بسوں کی کیا پوزیشن ہے، یہ ساز باز چلتی ہے اور انجنوں میں ایمری ڈالی جاتی ہے اور پرزے

بھی بدلے جاتے ہیں اور آپ فرما دیتے کہ ہم اس کا انسداد کر رہے ہیں ۔ یہ تو بس اتنی سی بات تھی ۔ آپ میرے سوال کو بھی نہیں مانتے تو میں نے کہا کہ چلو میں ہی جواب دے دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے ایک اندیشے کا اظہار کیا ہے ۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں کرتے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! کئی بار اس قسم کے کیس پکڑے جا چکے ہیں جب کہ ٹرانسپورٹ کے ملازمین نے خود یا کسی سے مل کر پرزے چوری کیے ۔ ان کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے ، میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں اس قسم کی دھاندلی نہیں ، اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں اور ہوتے ہیں اور ہم ان کا تدارک کر رہے ہیں ۔

مسٹر چھ اشرف : کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بنا پر اتنی جلدی بسیں ناکارہ ہو جاتی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! بسیں جلدی ناکارہ نہیں ہوتیں ۔ بعض دفعہ بسیں حادثات کی وجہ سے ناکارہ ہو جاتی ہیں لیکن ٹرانسپورٹ کی بسوں کی عمر چھ سال سے دس سال تک ہوتی ہے اور ہمارے پاس کافی بسیں ایسی ہیں جو پوری مدت سے چل رہی ہیں اور اس کے بعد بھی چل رہی ہیں ۔ اس لیے جو بسیں ناکارہ ہوتی ہیں ان میں بہت سی بسیں پرانی ہیں اور جو نئی بسیں ناکارہ ہوئی ہیں یا تو وہ حادثہ کی وجہ سے ہوئی ہیں یا ٹائر پھٹ جانے کی وجہ سے ہوئی ہیں یا پھر جنہیں بر وقت فالتو پرزے مہیا نہ ہو سکے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں یہ درفت کرنا چاہوں گا کہ کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ حادثات کی وجہ سے کتنی بسیں ناکارہ ہوئیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں تاکہ میں صحیح جواب دے سکوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ خسارے میں جا رہی ہے ، اس کی وجوہات وزیر موصوف کی نگاہ میں کیا ہیں ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال اصل سوال سے متعلق نہیں ۔

مسٹر محمد اشرف : کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ بات ہے کہ جو نئی بسیں آئی تھیں ان میں سے بہت سی بسیں ناکارہ ہو چکی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں کہ یہ بسیں مختلف makes کی ہوتی ہیں اور کچھ حادثات کی وجہ سے اور کچھ فالتو پرزہ جات بروقت نہ ملنے کی وجہ سے ناکارہ ہوئی ہیں ۔ لیکن جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان کی تعداد کے متعلق الگ سوال کریں تو میں بتا سکوں گا ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ بسوں کے ساتھ ساتھ یہاں بہت سے انسانوں کے پرزے بھی چوری ہو جاتے ہیں اور ملک غلام نبی صاحب اس کے گواہ ہیں ۔ کیا یہ درست ہے ؟

(قہقہہ)

وزیر تعلیم : جناب ! وہ میرے پاس آئے تھے کہ ان کا بھیجہ چوری ہو گیا ہے ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : جب پاکستان نیا نیا بنا تو ایک صاحب ہوتے تھے محمد صادق جن کی عقل چوری ہو گئی تھی ۔ اب پتہ نہیں پھر چوری شروع ہو گئی ہے ۔

(قہقہہ)

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب ایسے اعداد و شمار تیار کر رہی ہے جن کے ذریعے mileage, maintenance آمدو خرچ کی شرح معلوم ہو جائے اور اس کے مطابق وہ صحیح اندازہ لگا سکے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ منافع میں جا رہی ہے یا خسارے میں جا رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! اصل میں سوال کا تعلق ٹرانسپورٹ کے منافع سے نہیں ۔ یہ تو بسوں کے ناکارہ ہونے کا سوال ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! جو بسیں ناکارہ ہو جاتی ہیں ان کے متعلق یہ اعداد و شمار تو ہوں گے کہ کتنے mileage یا کتنے حادثات کے بعد یہ بسیں ناکارہ ہوئیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ پوچھیں کہ یہ بسیں اوسطاً کتنے mileage کرنے کے بعد ناکارہ ہوتی ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! ان کو یہ شرح مل جاتی ہے کہ آیا یہ بسیں خسارے میں جا رہی ہیں یا منافع میں جا رہی ہیں ۔ یہ اعداد و شمار تو ہمیشہ تیار کیے جاتے ہیں ۔ کیونکہ ان کے بغیر کام نہیں چل سکتا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات درست ہے ۔ سارے پاکستان کی ٹرانسپورٹ کے متعلقہ سوالات کا جواب تو اس میں نہیں آ سکتا ۔ اس کے لیے الگ سوال ہوگا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ تو ایک جنرل سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ جنرل سوال ہے تو پھر بھی آپ الگ سوال پوچھیں ۔

راجہ محمد افضل خان : نہیں جناب ! اس وقت تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس کے متعلق اعداد و شمار تیار کر رہے ہیں ۔ اس کے بعد میں پھر سوال پوچھ لوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ کیا یہ اس واقعہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ پہلے ہی خسارے میں جا رہی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو پھر یہ 3402 نئی بسیں منگوانے کی کیا ضرورت ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے یہ محکمہ منافع کے لیے بنایا ہے یا لوگوں کی خدمت کے لیے ؟ آخر یہ بھی تو دیکھنا پڑتا ہے کہ سوال کی relevancy کیا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : محکمے کا بنیادی فرض رفاہ عامہ اور لوگوں کی

خدمت ہے - لیکن ساتھ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ادارہ خسارے میں نہ جائے - اس کے لیے ہم تمام کوششیں کر رہے ہیں - جو فاضل رکن کہہ رہے ، mileage وغیرہ ، سب کچھ ہوتا ہے - اس کے بغیر کوئی ادارہ نہیں چلتا - یہ 3402 بسیں اس لیے ہیں کہ بڑھتی ہوئی ضرورت کے مطابق اور بسوں کی ضرورت ہے اور یہ تعداد اس سے بھی بڑھے گی - خسارے کا تعلق بسوں کی تعداد سے نہیں - بسوں کی تعداد اس پر منحصر ہے کہ ان کی ضرورت کیا ہے -

مسٹر سپیکر : جو فاضل اراکین اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں ، میں ان کو منع نہیں کرتا - لیکن اس کے بعد کوئی ایسا سوال تو نہیں کہ وزیر صاحب سے ممبرز مل آئے ہوں کہ ہم سارے ضمنی سوال اسی پر پوچھ کر وقفۂ سوالات گذار دیں گے -

راجہ محمد افضل خان : گجراتیوں سے تو نمٹ لیں -

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں کوئی embarrassing question ہے جو فاضل ممبر نہیں پوچھنا چاہتے اور اس پر ضمنی سوالات میں ساٹھ منٹ گذار دینا چاہتے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا یہ حقیقت ہے کہ کارآمد بسوں کو ناکارہ قرار دے کر نیلام کر دیا جاتا ہے ؟ اگر ایسا نہیں تو ناکارہ بسوں کے لیے کیا criteria متعین ہے ؟ یہ کس طرح تسلی کی جاتی ہے کہ یہ بسیں ناکارہ ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! جو بسیں ناکارہ ہو جاتی ہیں - سب سے پہلے یہ ہوتا ہے کہ جو بسیں off road ہو جاتی ہیں ، اس کے پرزہ جات سے اس کو on road کیا جاتا ہے - جب پرزے نہیں ملتے تو ان کو cannibalise کر کے دوسری بسوں کو off road کیا جاتا ہے - جب بسیں کسی وجہ سے بھی on road ہونے کے قابل نہیں ہوتیں تو ایک بورڈ بنایا جاتا ہے - یہ بورڈ اس کا تفصیلی جائزہ لیتا ہے - جب وہ بورڈ کہتا ہے کہ یہ بسیں بالکل ناقابل مرمت ہیں تو ان کو نیلام کیا جاتا ہے -

نیلام کرنے کے قواعد اور روانہ واضح ہیں اور ان کے ماتحت بسیں نیلام ہوتی ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : اگر حکومت نے لوگوں کی خدمت کے لیے بسیں مقرر کی ہیں تو پھر کیا ان کی شرح کرایہ پرائیویٹ بسوں سے کم ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا ! جہاں تک اومنی بسوں کا تعلق ہے ، کرایہ بہت کم ہے ۔ اس وقت سب سے زیادہ سستی گورنمنٹ کی اومنی بسیں ہیں ، ٹانگوں ، رکشاؤں اور ہر قسم کی ٹرانسپورٹ سے ۔ اس وقت جو سراعات طلبہ کو دی گئی ہیں وہ سب سے زیادہ ہیں ۔ جہاں تک inter-city بسوں کا تعلق ہے ، ان کے ریٹس وہی ہیں جو کہ پرائیویٹ بسوں کے ہیں ۔

زائد کرایہ وصول کرنے والے منی بسوں کے کنڈکٹروں کے خلاف کارروائی

***6818 - چوہدری لال خان** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ منی بسوں کے کنڈکٹرز مسافروں سے مقررہ کرایہ وصول کر لیتے ہیں اور مسافروں کے ٹکٹ مانگنے پر ان سے ناروا سلوک کیا جاتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ بسوں کے مالکان اور کنڈکٹروں کے خلاف مناسب کارروائی کرے گی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : گورنمنٹ کے مقرر کردہ کرایہ سے زیادہ پیسے وصول کرنا خلاف قانون ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنیوالوں کی گرفت کے لیے واضح ہدایات موجود ہیں جن کے مطابق جرمانے کے علاوہ روٹ پرمٹ کی معطلی کی سزا بھی دی جا سکتی ہے ۔ گو اس سلسلے میں کوئی تازہ تحریری شکایات موصول نہیں ہوئیں تاہم سیکرٹری آر ۔ ٹی ۔ اے لاہور و راولپنڈی کو دوبارہ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کرنیوالوں کے خلاف فوراً کارروائی کی جائے اور ان ہدایات پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے ۔

صادق شاہ سپرنٹنڈنٹ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی ملازمت میں توسیع

*7003 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ جناب صادق شاہ سپرنٹنڈنٹ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ لاہور کو پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے قواعد ملازمت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور حسب ضابطہ چناؤ کے بغیر اسٹیبلشمنٹ آفیسر کے طور پر 25 اپریل 1973ء کو ترقی دی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ترقی دیے جانے کے بعد جون 1973ء میں جناب صادق شاہ سے اقرار نامہ لیا گیا تھا کہ ان کی ترقی اس شرط کے تابع ہوگی کہ وہ سرکاری ملازم ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ترقی پانے کے بعد مذکورہ آفیسر اپنے اقرار نامہ سے منحرف ہو گئے اور انہوں نے 10 ۔ اگست 1973ء کو عدالت عالیہ پنجاب میں رٹ پٹیشن دائر کی جو سرسری سماعت کے بعد خارج ہوگئی ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ آفیسر کسی خصوصی استعداد کے حامل نہیں ہیں ۔ لیکن انہیں ملازمت میں مزید توسیع دے دی گئی ہے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آفیسر کو ملازمت میں توسیع دے کر مذکورہ بورڈ کے ملازمین کی حق تلفی کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) یہ درست ہے کہ صادق شاہ کو بطور اسٹیبلشمنٹ آفیسر بورڈ کی منظوری کے بعد ترقی دی گئی اور اس سے قواعد ملازمت کی خلاف ورزی نہیں کی گئی ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے پیش نظر اقرار نامہ سے منحرف ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ تاہم جناب صادق شاہ نے اپنی سرکاری حیثیت اور دوسری مراعات تسلیم کرانے کے لیے 11 ۔ اگست 1973ء کو ہائی کورٹ لاہور میں رٹ پٹیشن دائر کی تھی جو سرسری سماعت کے بعد خارج ہوگئی اس فیصلہ کے خلاف انھوں نے لیٹر پیٹنٹ اپیل دائر کی ہے ۔

(د) مذکورہ آفیسر کی بہتر کارکردگی کے پیش نظر 55 سال کی عمر کے بعد کی ان کی ملازمت میں توسیع کی گئی جو بورڈ رولز کے تحت ریویو کمیٹی کی سفارشات پر مبنی تھی ۔

(ہ) جزو (د) کے جواب کے پیش نظر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

صادق شاہ سپرنٹنڈنٹ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ لاہور کو پرائیویٹ مقدمہ کے لیے بھتہ سفر کی عطائیگی

*7003 (الف) ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ جناب صادق شاہ سپرنٹنڈنٹ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ لاہور کے خلاف ایک سابق اسسٹنٹ ٹریفک مینجر جناب ایم جی سعد اللہ ممتاز نے کنٹونمنٹ مجسٹریٹ راولپنڈی کی عدالت میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 167 کے تحت فوجداری مقدمہ دائر کر رکھا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ صادق شاہ مذکورہ فوجداری مقدمے میں ضمانت پر ہیں اور وہ یہ پرائیویٹ مقدمہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے اخراجات پر لڑ رہے ہیں اور اس سلسلہ میں عدالت میں حاضری کے لیے بھتہ سفر / بھتہ یومیہ بھی وصول کر رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پیشتر ازیں روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ

کے ایک اور ملازم جناب ایس ۔ اے صمد ڈپٹی ٹریفک مینجر (حال ڈسٹرکٹ مینجر ایل او ایس) بھی ایسے ہی ایک پرائیویٹ فوجداری مقدمے میں ملوث تھے ۔ مگر انہیں ایسی مراعات نہیں دی گئی تھیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جناب صادق شاہ کو پرائیویٹ مقدمہ کے لیے بھتہ سفر بھتہ یومیہ دینے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ جناب صادق شاہ اس مقدمہ میں ضمانت پر ہیں ۔ مگر یہ درست نہیں کہ مقدمہ پرائیویٹ ہے ۔ یہ مقدمہ جناب صادق شاہ پر بحیثیت ان کے عہدہ اسٹیبلشمنٹ آفیسر کیا گیا ۔ اس بناء پر انہوں نے بورڈ کے اخراجات (بشمول بھتہ سفر / بھتہ یومیہ) پر اس کی پیروی کی ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

(د) چونکہ اخراجات کی ذمہداری بورڈ پر ہے ۔ اس لیے جناب صادق شاہ کو بھتہ سفر / بھتہ یومیہ دیا گیا ۔

سرگودھا تا خوشاب گورنمنٹ بسوں کا اجراء

*7027 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھل تحصیل خوشاب میں نور پور تھل کے لیے سرگودھا یا خوشاب سے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی کوئی بس نہیں چلتی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ علاقہ میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (برگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) اس وقت خوشاب یا سرگودھا سے نور پور تھل کے لیے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی کوئی بس نہیں چلتی ۔

(ب) جی ہاں ۔ بورڈ آئندہ مالی سال میں سرگودھا میں ایک نیا ڈپو بمعہ مکمل ورکشاپ قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ اس ڈپو کو تقریباً 200 بسیں فراہم کرنے کا پروگرام ہے ۔ جو مذکورہ روٹ کے علاوہ علاقہ کے لوگوں کی سفری ضروریات پوری کریں گی ۔

قومی تعمیر نو کے دارالمطالعہ پر پابندی

*7048 ۔ **میاں لیاقت حسین مژل** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں شاہراہ قائد اعظم پر واقع قومی تعمیر نو کا دارالمطالعہ مورخہ 6 ۔ دسمبر 1974ء سے بند کر دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ دارالمطالعہ طب ۔ انجینئرنگ ۔ کامرس ۔ قانون ۔ عمرانیات ۔ سیاسیات اور فلسفے کی بڑی نایاب کتب کا ذخیرہ تھا جہاں طلباء حوالہ جات حاصل کرتے تھے اور مطالعہ کرتے تھے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ دارالمطالعہ کو بند کرنے سے مطالعے کے شائقین اور خصوصاً طلباء کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دارالمطالعہ کو جلد از جلد دوبارہ کھولنے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) جی نہیں ، دارالمطالعہ بند نہیں کیا گیا ۔ نئے الاٹی کے قبضہ لینے کے بعد محکمہ تعلقات عامہ

بطور کرایہدار ابھی تک اس عمارت کے ایک حصے پر قابض ہے - جس میں کتب خانہ موجود ہے -

(ب) جی ہاں -

(ج) جی نہیں -

(د) قومی تعمیرنو کا دارالمطالعہ متروکہ عمارت میں واقع تھا - محکمہ اطلاعات نے اس کی الاٹمنٹ کے خلاف ہر ممکن قانونی چارہ جوئی کی - صوبائی عدالت عالیہ نے بھی محکمے کی اپیل مسترد کردی اور عمارت کا قبضہ الاٹی کو ابھی دلوایا نہیں ہے - ابھی پورا قبضہ نہیں دیا گیا - آرڈر تھا کہ قبضہ دیا جائے - ابھی deliver نہیں ہوا اور کورٹ کے آرڈر کے تحت ہم ابھی وہاں قابض ہیں - دارالمطالعہ کی تمام کتب محکمہ کے پاس محفوظ ہیں - متبادل جگہ کے حصول کے لیے بھرپور کوشش کی جا رہی ہے تاکہ طلبہ اور دیگر حضرات مذکورہ دارالمطالعہ کی کتب سے پھر سے استفادہ کر سکیں -

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یقین دہانی دلا سکیں گے کہ ایک ماہ تک دارالمطالعہ کو نئی جگہ پر منتقل کر دیا جائے گا ؟

وزیر اطلاعات : ایک ماہ کی قید لگانا مشکل ہے - ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے اس کو نئی جگہ پر منتقل کر دیا جائے - اخبار میں متبادل جگہ کے لیے اشتہار نکلوائے ہیں - افسر بھی متعین کیے گئے ہیں - جو پتا کر رہے ہیں کہ کہیں جگہ مل جائے - لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جلد از جلد ہو -

---

سحر سینما میں مقررہ داموں سے زائد داموں کی وصولی

*3093 ـ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سحر سینما واقع شالیمار لنک روڈ باغبانپورہ لاہور کا فرنیچر ٹوٹا ہوا ہے اور اس میں جابجا گندگی کے

ڈھیر پڑے ہیں ۔ جس سے شائقین حضرات کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سینما کے مالکان شائقین حضرات سے مقررہ داموں سے زائد دام وصول کرتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سینما کا ایئر کنڈیشننگ پلانٹ صحیح طور پر کام نہیں کرتا لیکن شائقین حضرات سے ایئر کنڈیشنڈ کے لیے زائد دام وصول کئے جاتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سینما کے مالکان کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف ، ب) علاقہ مجسٹریٹ نے مورخہ 15 مارچ 1975ء کو سینما مذکورہ کا معائنہ کیا ۔ تمام فرنیچر اچھی حالت میں تھا ۔ عام صفائی تسلی بخش تھی اور کہیں بھی گندگی کے انبار نہیں دیکھے گئے ۔

(ج ، د) سینما مالکان موجودہ موسم کے پیش نظر ایئر کنڈیشننگ پلانٹ نہیں چلا رہے تھے ۔ مگر ایئر کنڈیشننگ سرچارج وصول کر رہے تھے ۔ جس کے لیے سینما کی انتظامیہ کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری ہو چکا ہے ۔ انتظامیہ کی طرف سے جواب کی روشنی میں مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! (ب) جزو کا جواب نہیں دیا گیا ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! (الف) اور (ب) جزو کا جواب اکٹھا دیا گیا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : (ب) جزو اگر آپ پڑھیں تو اس میں ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سینما کے مالکان شائقین حضرات سے

مقررہ داموں سے زائد دام وصول کرتے ہیں اور اگر (الف) اور (ب) کے جواب کو اکٹھا تصور کیا جائے تو اس کا جواب اس میں نہیں ہیں۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! جب علاقہ مجسٹریٹ وہاں گئے تو انہوں نے یہ جو الزام ہے اس کو درست نہیں پایا۔ صرف ایک الزام تھا ان پر ایئر کنڈیشنڈ سر چارج لینے کا کہ ایئر کنڈیشننگ پلانٹ وہاں پر نہیں چل رہا تو یہ الزام درست پایا گیا۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ سرچارج وصول کر رہے تھے تو ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے یا نہیں۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اس میں کارروائی یہ ہوئی تھی کہ 17 مارچ 1975ء کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کیا گیا اور اس کا جواب 25 مارچ کو موصول ہوا۔ اب اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے اس کی جوڈیشل کارروائی کرنی ہوتی ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مورخہ 7 اپریل 1976ء کو مقدمے کی سماعت کی اور سینما مذکور کا لائسنس ایک یوم کے لیے مورخہ 8 اپریل کو معطل کیا گیا جس کا ایک دن کا نقصان ان کو برداشت کرنا پڑا۔

مسٹر سپیکر : نقصان ہی نہیں خرچ بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

راجہ محمد الفضل خان : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اظہار وجوہ کا نوٹس یہ سوال ملنے کے بعد جاری ہوا یا اس سے پہلے جاری کیا گیا تھا ؟

وزیر اطلاعات : یہ جوڈیشل پروسیڈنگ ہوتی ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی پروسیڈنگ ہوتی ہے۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال یہ ہے کہ سوال موصول ہونے کے بعد یہ نوٹس جاری ہوا یا اس سے پہلے کر دیا گیا تھا۔

وزیر اطلاعات : سوال بھیجنے کی تاریخ تو مجھے معلوم نہیں ہے یہ اسمبلی سیکریٹریٹ کو معلوم ہوگی۔

مسٹر سپیکر : سیکرٹری اسمبلی صاحب 7093 نمبر سوال کی تاریخ کا

پتہ کریں کہ یہ کس دن آیا تھا ۔ جب یہ اطلاع ملتی ہے تو میں ہاؤس کو مطلع کروں گا ۔

خیام اور میٹروپول سینماؤں پر شائقین سے مقررہ داموں سے زائد داموں کی وصولی

***7104 ۔ سردار چد عاشق** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کے اکثر سینما گھروں کے بکنگ کلرک اور خاص طور پر خیام اور میٹروپول سینما کے بکنگ کلرک اور سینما مالکان کی ملی بھگت سے حکومت کے مقررہ نرخوں سے زائد نرخ سینما بینوں سے وصول کرتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس دھاندلی کا فوری سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف ، ب) سینماؤں کی انتظامیہ کی بے قاعدگیوں اور بدعنوانیوں کو عوام کی موثر امداد کے بغیر ختم کرنا ممکن نہیں ۔ ان کے مکمل سدباب کے لیے محکمہ نے جامع ہدایات جاری کی ہوئی ہیں جن کے تحت وقتاً فوقتاً یا عوام سے شکایت موصول ہونے پر فوری طور پر متعلقہ علاقہ مجسٹریٹ کی قیادت میں چھاپے مارے جاتے ہیں اور جرم ثابت ہونے پر مناسب قانونی کارروائی کی جاتی ہے ۔ میٹروپول سینما کو قانونی خلاف ورزی کی پاداش میں مورخہ 10 ۔ اکتوبر 1973ء کو 300 روپے جرمانہ کیا گیا اور ان ہی وجوہ پر خیام سینما کی انتظامیہ کو مورخہ 21 ۔ مئی 1974ء کو 500 روپے جرمانہ کیا گیا ۔ گذشتہ دنوں متعلقہ علاقہ مجسٹریٹ نے خیام ۔ محفل ۔ میٹروپول ۔ نغمہ ۔ گلستان اور مبارک سینماؤں پر اچانک چھاپے مارے لیکن ٹکٹوں پر زائد دام وصول کرنے کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا ۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کوٹ مولچند کی عمارت کی تعمیر

*7126 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول موضع کوٹ مولچند (چک نمبر 8 کسی) تحصیل کبیر والا ضلع ملتان کی پختہ عمارت کی تعمیر دسمبر 1972ء میں شروع ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت کی تعمیر ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ تعمیرات کی نااہلی کی وجہ سے ٹھیکیدار نے متذکرہ سکول کی زیر تعمیر عمارت میں ناقص میٹیریل استعمال کیا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کی تعمیر میں تاخیر اور ناقص میٹیریل استعمال کرنے والے ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) :
(الف) جی نہیں ۔ کام 42 فروری 1972ء کو شروع کیا گیا تھا ۔

(ب) مذکورہ کام اختتام پذیر ہو کر محکمہ تعلیم کے حوالہ کیا جا چکا ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ تعمیر میں ناقص سامان استعمال نہیں ہوا ۔

(د) جیسے کہ مندرجہ بالا جزو (ب) میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ سکول کی عمارت کا کام مکمل ہو گیا ہے اور عمارت محکمہ تعلیم کے سپرد کر دی گئی ہے ۔ ناقص میٹیریل استعمال نہیں ہوا البتہ کام تاخیر سے مکمل ہوا جس کی بناء پر ٹھیکیدار کو معاہدہ کی رقم پر ایک فی صد کے حساب سے جرمانہ لگا دیا گیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ایک فی صد شرح حکومت کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے یا اس سے کوئی فائدہ ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں ان کا سوال نہیں سمجھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ کیا حکومت اس بات پر غور کرے گی کہ ایک فیصد کی شرح جو ہے اسے بڑھایا جائے گا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! آپ نے اس کی اجازت دے دی ہے لیکن میں ابھی تک ان کا سوال صحیح طور پر سمجھ نہیں پایا یہ جرمانہ بڑھوانا چاہتے ہیں یا گھٹانا چاہتے ہیں ؟

راجہ محمد افضل خان : میں بڑھانا چاہتا ہوں ۔ حکومت کا اگر پچاس لاکھ روپیہ لگا ہو تو اس پر تو پچاس ہزار روپیہ interest کا ہی بن جاتا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! یہ جرمانہ جو ہوتا ہے یہ کافی غور و خوض کے بعد ہوتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کی شرح یکساں ہو یا ایک فیصد ہی ہو ۔ اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ تاخیر کس وجہ سے ہوئی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : میں تو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ یہ شرح جو ہے یہ ایک فیصد اس وقت رکھی گئی تھی جب اڑھائی فیصد interest ہوتا تھا اب 11 فیصد interest ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کوئی مقررہ نہیں ہے ۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ تاخیر جو ہوئی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں ۔ اگر بارشوں کی وجہ سے ہوئی ہے یا کسی ایسی وجہ سے ہوئی ہے جو ٹھیکیدار کے قابو سے باہر ہے تو جرمانے کا سوال وہاں پیدا نہیں ہوتا لیکن پھر بھی یہ ہے کہ اگر یہ ایک فیصد شرح کم ہوئی تو اس پر غور ہوگا کہ اس کو بڑھایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے آفس سے اطلاع ملی ہے کہ سوال نمبر 7093 28 جنوری 1975ء کو دیا گیا تھا ۔

راجہ محمد افضل خان : اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایکشن اس کے بعد لیا گیا ۔

Mr. Speaker : It is a simple question.

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ کام کی تاخیر میں کتنی دیر ہوئی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کام کے لیے ٹھیکیدار مسٹر ریاض علی تھا اور اسے یہ کام [illegible] کو تفویض کیا گیا تھا تو پہلی وجہ اس کی یہ تھی کہ بوجوہ شدید بارشوں کے ایسا ہوا ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں نے سوال یہ کیا ہے کہ یہ کام کتنی دیر میں مکمل ہوا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں بتا رہا ہوں کہ کام کے مکمل ہونے کی تاریخ کیا تھی اور کتنے عرصے کے بعد یہ مکمل ہوا ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ تاخیر کا عرصہ کتنا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کے متعلق میں بعد میں بتا سکتا ہوں ۔ اس وقت میرے پاس تاریخ نہیں ہے ۔ لیکن میں اس کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ اس کا تخمینہ کیا تھا خرچ کیا ہوا ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں خرچ کے متعلق نہیں پوچھ رہا ۔ میں تو تاخیر کا عرصہ پوچھ رہا ہوں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کا میں بعد میں جواب دے دوں گا ۔ فی الحال میرے پاس تفصیل نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ آپ اس کے متعلق بتائیں کہ کب شروع ہوا اور کب ختم ہوا ۔ دیر کتنی ہوئی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : مہینوں کا اور دنوں کا چونکہ مجھے علم نہیں ہے اس لیے میں پتہ کر کے آپ کی خدمت میں عرض کر دوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جب آپ نے ایک فیصد جرمانہ ڈالا ہے تو کیا یہ معاہدے کے مطابق ہے یا ایسے ہی چارج کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف صاحب اگر مناسب سمجھیں تو کل کسی وقت وقفہ سوالات میں جواب دے دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! ایک تو یہ بتائیں کہ تاخیر کیوں ہوئی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جرمانہ قانون کے مطابق عائد کیا گیا ہے یا نہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! تاخیر کا جواب تو میں ابھی دے دیتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں نے تاخیر کی وجہ نہیں پوچھی ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ تاخیر کی وجہ سے جو جرمانہ عائد کیا گیا ہے وہ شرائط معاہدہ کے مطابق تھا یا نہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! جرمانہ شق کے مطابق کیا گیا ہے ۔ اور اس کا کیا نمبر تھا وہ میں دیکھ کر معلوم کرکے بتا سکتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : اور اس بات کی وضاحت کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : دو چار دن میں آپ کو جواب دے دیں گے ۔

تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر کے چکوک کے لیے پختہ سڑک کی تعمیر

*7177 ۔ **حافظ عبد اللہ :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کے چک نمبر 123 مراد ۔ نمبر 124 مراد ۔ نمبر 121 مراد ۔ نمبر 172 مراد ۔ نمبر 126 مراد بڑی ۔ نمبر 120 ۔ مراد چھوٹی ۔ نمبر 127 مراد ۔ نمبر 105 فتح ۔ نمبر 104 فتح ۔ نمبر 103 فتح ۔ نمبر 102 فتح پختہ سڑک سے دور واقع ہیں ۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو آمدورفت میں دقت محسوس ہوتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ چکوک کے لیے چک نمبر

42 فتح تا چک نمبر 124 مراد پختہ سڑک کی تعمیر کے لیے حکومت پنجاب سے بارہا مطالبہ کیا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحبداد خان) : (الف) کچھ چکوک پختہ سڑک کے قریب ہیں اور کچھ دور ہیں ۔

(ب) ایسا مطالبہ اس محکمہ کے علم میں نہیں ہے ۔

(ج) یہ سڑک تعمیراتی پروگرام میں شامل نہیں ہے ۔

پنجاب کیبنٹ کے فیصلہ مورخہ 26 مئی 1975ء کے مطابق ایسی سڑکیں بنانا محکمہ مواصلات کی ذمہ داری نہیں ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر تعمیرات سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 26 مئی کو جو کیبنٹ میٹنگ ہوئی تھی اس میں کیا فیصلہ کیا گیا تھا ۔ ہمیں اس سے آگاہ کیا جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : فیصلہ یہ ہوا تھا کہ وہ سڑکیں جو دیہاتوں کو ملاتی ہوں گی وہ ڈسٹرکٹ کونسل یا پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے ماتحت ہوں گی اور وہ سڑکیں جو ڈسٹرکٹ کو ملائیں گی وہ ہائی وے کے ماتحت ہوں گی ان کو محکمہ ہائی وے بنائے گا ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ 26 مئی 1975ء سے پہلے جو سڑکیں تعمیر ہوئیں وہ ہائی وے کا محکمہ بناتا رہا اور جن لوگوں نے فائدہ اٹھانا تھا اٹھا لیا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : اگر کوئی سڑک آپ کے خیال میں ہو تو وہ بتا دیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا وہ آپ پھر انہیں اکھاڑ دیں گے ؟

(قہقہہ)

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! جہاں تک میرے علم کی بات کا تعلق ہے ہی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کی سڑکیں ہائی وے نے نہیں بنائیں ۔ اور اگر ایسا ہوا ہے تو کسی خاص وجہ سے ہوا ہوگا ۔

حافظ علی اسداللہ : جناب سپیکر ! یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے ۔ ایسا ہوا ہے اور میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسا ہونا چاہیے ۔ ورنہ بعض لوگ تو فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر پسماندہ علاقے کے لوگ تو پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ اور میں یہ چاہتا ہوں جو بھی سڑک بنے وہ عوامی نقطۂ نظر سے صحیح بنے ۔ بے شک 16 میل سڑک پندرہ سال میں بنے ۔

رنگ محل تا سمن آباد روٹ پر اومنی بسوں کا اجراء

***7419 ۔ چوہدری لال خان** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہر لاہور میں رنگ محل تا سمن آباد روٹ پر صرف دو اومنی بسیں چلائی گئی ہیں جب کہ سواریوں کی تعداد انتہائی زیادہ ہے جس سے مسافروں کو بس کے انتظار اور بے پناہ ہجوم کی وجہ سے سفر میں سخت پریشانی ہوتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ روٹ پر مزید بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیئر چوہدری صاحبداد خان) : (الف) سمن آباد سے ڈسٹرکٹ کورٹ 12 ۔ بسیں چل رہی ہیں اور ڈسٹرکٹ کورٹ سے رنگ محل تک 42 ۔ بسیں چل رہی ہیں ۔ اس روٹ پر 15 ۔ منی بسیں بھی چل رہی ہیں جو لوگوں کی سفری ضروریات کافی حد تک پوری کر رہی ہیں ۔

(ب) ایل ۔ او ۔ ایس کے ڈپوؤں کو نئی بسیں فراہم کی جا رہی ہیں مستقل قریب میں رنگ محل تا سمن آباد روٹ پر ضرورت کے مطابق براہ راست بسیں بھی چلا دی جائیں گی ۔

فحش ناولوں اور رسائل کی بندش

*7437 ۔ **سردار محمد عاشق** : کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 31 دسمبر 1971ء سے اب تک صوبہ میں کتنے فحش مضامین کے ناول اور رسائل ضبط کئے گئے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے متعدد شہروں میں بیرونی ممالک سے درآمد شدہ عریاں ۔ نیم عریاں تصاویر اور فحش مضامین کی حامل کتابیں اور رسائل فروخت ہوتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی فحش کتابوں اور رسائل کی بندش کے بارے میں کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) :(الف) 31 دسمبر 1971ء سے اب تک صوبے میں فحش مواد چھاپنے کی بنا پر 13 رسائل اور 8 کتابوں کے خلاف حکومت پنجاب نے محکمہ اطلاعات کی سفارش پر کارروائی کی ہے ۔ جو اقدامات محکمے نے کئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے ۔

1 ۔ 3 کتابیں اور 10 رسالے ضبط کئے گئے ۔

2 ۔ ان رسائل کی زر ضمانت طلب کی گئی اور انہیں آئندہ فحش مواد شائع نہ کرنے کے لیے پابند کر دیا گیا ۔

3 ۔ مزید براں 5 کتابوں اور 3 رسالوں کے ناشران کے خلاف دفعہ 292 ۔ 293 تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات دائر کئے گئے ۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ کی جانب سے اخبارات اور رسائل کے مدیران کو وقتاً فوقتاً ہدایات بھیجی جاتی ہیں کہ وہ اس قسم کے مواد کی اشاعت سے اجتناب کریں ۔ ان ہدایات کی اخبارات اور ریڈیو کے ذریعے تشہیر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے ۔

(ب) غیر ملکی فحش مواد کو روکنے کے لیے وقتاً فوقتاً چھاپے مارے جاتے ہیں اور اس قسم کا مواد ضبط کر لیا جاتا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کر دی گئی ہے۔

سردار مہ ۔اشق : جناب والا ! وزیر موصوف ان رسالوں کے نام بتا سکیں گے جن پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! اس سلسلہ میں ان رسالوں کے نام پیش کر دیتا ہوں جن کو ضبط کیا گیا۔ ساوی دا ڈھولا۔ روشنی۔ (گرانٹ) اوکاڑہ۔ سیکسی گرل۔ زینت لاہور۔ لائف سیریز اور سمرن۔ (ہفتہ وار محنت کش) سیالکوٹ اس کے علاوہ وہ رسالے جن کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ چونکہ ان کے متعلق سوال نہیں پوچھا گیا لیکن جناب والا ویسے میں یہ بھی عرض کر دوں مرکزی وزیر اطلاعات کا آج ہی ایک بیان اخبار میں چھپا ہے کہ پنجاب حکومت نے فحاشی کے خلاف جو مہم چلائی ہے وہ قابل ذکر ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے جو مشن فحاشی کو ختم کرنے کے لیے شروع کیا ہے وہ ایک جہاد ہے۔

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات و ٹرانسپورٹ : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

جلال پور پیروالہ میں واقع گورنمنٹ ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر کے لیے قرضہ

***7688 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات

از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ میں واقع گورنمنٹ ہائی سکول کی عمارت کے لیے 50 ہزار روپے کی لاگت سے 3 کمروں کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں تعمیر کا کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ۔ ل روان میں مزید 6 لاکھ روپے کی لاگت سے دو منزلہ عمارت میں 16 کمرے بنانے کا ٹھیکہ دیا تھا ۔ مگر ٹھیکیدار نے عرصہ تین ماہ سے کام بند کیا ہوا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ٹھیکیداروں کو کتنی مدت کے لیے ٹھیکہ دیا گیا اور ان کو کتنی رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے ۔ اور کام ادھورا چھوڑنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی نہیں ۔ سیلاب سے نقصان شدہ گورنمنٹ ہائی سکول جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کی مرمت کا تخمینہ ایک لاکھ روپے لگایا گیا تھا ۔ جس میں چاردیواری اور تین کمروں کی تعمیر شامل تھی ۔

(ب) مالی سال 1973.74ء میں مذکورہ کام کے لیے صرف 50 ہزار روپے خرچ کرنے کی اجازت ملی تھی ۔ جبکہ پورے کام کا تخمینہ ایک لاکھ روپے تھا ۔ چنانچہ منظور شدہ رقم سے چاردیواری کی تعمیر مکمل کی گئی ۔ بعد ازاں سیلاب سے نقصان شدہ عمارات کی تعمیرنو کے واسطے وفاقی حکومت نے (U.S. AID) کی امداد پر مبنی ایک منصوبہ تیار کیا اور ملتان سول ڈویژن کے سکولوں کی تعمیر پاک پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے سپرد کر دی ۔

(ج) اس شق کا تعلق وفاقی حکومت کے محکمہ پاک پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی سے ہے ۔

(د) اس شق کا تعلق بھی وفاقی حکومت کے محکمہ پاک پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی سے ہے ۔

پنجابی فلموں کی نمائش پر پابندی

*7745 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں 1973-74ء اور 1974-75ء کے دوران حکومت نے کتنی ایسی پنجابی فلموں کی نمائش پر پابندی عائد کی جو پنجاب کی دیہی ثقافت کے منافی تھیں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : فلموں کو نمائش کے لیے پاس کرنا یا کسی وجوہ پر ان کی نمائش ممنوع قرار دینا مرکزی حکومت (فلم سنسر بورڈ) کے دائرۂ اختیار میں ہے لہذا صوبائی حکومت مطلوبہ مواد فراہم کرنے سے قاصر ہے ۔

آرٹ کونسل کی عمارت کا سنگ بنیاد

*7748 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ یکم جولائی 1975ء کو لاہور شہر میں فنون لطیفہ کی تعلیم کے فروغ کے لیے ایک آرٹ کونسل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عمارت پر کتنی رقم صرف ہوگی اور اب تک کتنی تعمیر ہوچکی ہے ۔ اور تعمیر کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچے گی ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) یہ صحیح ہے کہ یکم

جولائی 1975ء کو پاکستان آرٹ کونسل لاہور کے ہال کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا ۔

(ب) اس عمارت کی تعمیر پر 99 لاکھ روپے کی رقم خرچ ہوگی اور اب تک اس عمارت کا چالیس فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کی تعمیر اٹھارہ ماہ میں مکمل ہوگی ۔

موضع تتلے ضلع سیالکوٹ میں مریدکے نارووال روڈ پر ناقص پلوں کی تعمیر

*7784 ۔ **سید محمد علی الورہٹ** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے نے موضع تتلے ضلع سیالکوٹ کے قریب مریدکے نارووال روڈ پر کچھ پل تعمیر کئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک ابھی تک ٹریفک کے لیے نہیں کھولی گئی ۔ مگر ان پلوں میں سے دو پل حالیہ بارشوں کی وجہ سے ٹوٹ گئے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور اس نقصان کی تمام تر ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے ۔ اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان) :

(الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) شدید بارشوں اور ڈیگ نالہ میں طغیانی کی وجہ سے سڑک کے ساتھ ساتھ ایم ۔ آر نہر سے ڈیگ نالہ تک پانی ہی پانی کھڑا ہوگیا جس نے زیر تعمیر سڑک اور دو چھوٹی پلیوں کو نقصان پہنچایا ۔ متاثرہ پلیاں ٹھیک بنی ہوئی تھیں ۔ لہذا ذمہ داری کسی پر عائد نہیں ہوتی ۔

نارووال مریدکے روڈ

*7788 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اپریل 1975ء میں سیالکوٹ کے مقام پر وزیر اعظم پاکستان نے ایک کھلی کچہری کے دوران وعدہ فرمایا تھا کہ نومبر 1975ء میں نارووال مریدکے روڈ ٹریفک کے لیے کھول دی جائے گی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کھول دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کون سی تاریخ کو اور اس پر ابھی تک کتنا کام بقایا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) :

(الف) جی ہاں ۔

(ب) شدید بارشوں ۔ طغیانی اور دیگر وجوہات سے کام میں رکاوٹ آ گئی تھی ۔ کام مستعدی سے جاری ہے اور امید ہے کہ اپریل 1976ء کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا ۔ مندرجہ ذیل کام بقایا ہے ۔

1 ۔ مٹی کا کام	تین فیصد
2 ۔ سب بیس کورس	نو فیصد
3 ۔ بیس کورس	بیس فیصد
4 ۔ سرفیس ٹریٹمنٹ	چوالیس فیصد
5 ۔ چھوٹے پل ، پلیاں	صفر اعشاریہ پانچ فیصد

کھروڑ پکا سیلسی روڈ کی تعمیر

*7831 ۔ رانا رب نواز نون : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کھروڑ پکا سیلسی روڈ کی تعمیر پر اب تک کل کتنی

رقم صرف ہو چکی ہے ۔ اور سڑک کتنے میل تک مکمل ہو چکی ہے اور باقی مالدہ کب تک مکمل ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : **کوئی** نہیں ۔ کیونکہ ابھی تک اس کام کی منظوری نہیں ہوئی ۔

شجاع آباد (ملتان) میں اوپن ایئر تھیٹر کا قیام

***7858 ۔ چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شجاع آباد ضلع ملتان میں آبادی کے باہر ایک اوپن ایئر تھیٹر موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ میں ایک اور سینما لگانے کے لیے ایک دوسرے شخص نے درخواست دے رکھی ہے جس پر اہالیان شجاع آباد نے کافی احتجاج کیا اور اے سی اور ڈی سی سے استدعا کی کہ مذکورہ سینما کے بنانے کی اجازت نہ دی جائے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اہالیان شجاع آباد کے احتجاج کے پیش نظر مذکورہ درخواست کو نامنظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) جی ہاں ۔ کنول اوپن ایئر شجاع آباد میں پہلے سے موجود ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) مذکورہ درخواست مورخہ 6 ستمبر 1975ء کو نامنظور ہو چکی ہے ۔

ضلع ساہیوال میں سڑکوں کی تعمیر

***7873 ۔ میاں خان محمد** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع ساہیوال میں 20 دسمبر 1972ء تا 20 نومبر 1975ء محکمہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے تحت کتنے میل لمبی سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ان پر کل کتنی رقم صرف ہوئی ۔

(ب) مذکورہ مدت میں ان کی مرمت پر کتنی رقم صرف ہوئی اور کتنے میل سڑکوں کی مرمت کی گئی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) :

(الف) محکمہ شاہرات کی ضلع ساہیوال میں ہائی وے ڈویژن کے زیر انتظام مورخہ 20.12.72 تا 20.11.75 کے درمیانی عرصہ میں نئی تعمیر شدہ سڑکوں کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں ۔

سڑکوں کی نئی تعمیر

1 ۔ نئی تعمیر شدہ سڑکوں کی لمبائی ۔	20 میل 6 فرلانگ
2 ۔ نئی تعمیر شدہ سڑکوں پر خرچ ۔	1,04,32,298 روپے
3 ۔ نئی تعمیر شدہ سڑکوں پر مرمت کا خرچ ۔	NIL

(ب) ضلع ساہیوال میں پہلے سے موجود سڑکوں کی دیکھ بھال و مرمت ۔

1 ۔ سڑکوں کی کل لمبائی ۔ 40 میل ۔

2 ۔ رقم خرچ شدہ از 20 دسمبر 1972ء تا 20 نومبر 1975ء ۔

سالانہ عام دیکھ بھال و مرمت بمعہ تنخواہ ملازمین ۔	56,51,201 روپے
خاصی مرمت ۔	5,46,612 روپے
میزان	61,97,813 روپے

نوٹ :۔ مندرجہ بالا کوائف میں سڑکوں کی کشادگی اور مضبوطی کا

خرچ شامل نہیں ہے - کیونکہ سوالنامہ صرف نئی تعمیر شدہ سڑکوں کے متعلق ہے -

---

مری میں سڑکوں کی تعمیر

*7874 - **مسٹر محمد حنیف خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل مری میں جن سڑکوں کے لیے موجودہ مالی سال کے دوران ترقیاتی پروگرام میں رقوم مختص کی گئی تھیں کیا ان پر کام شروع کر دیا گیا ہے - اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : موجودہ مالی سال میں جن سکیموں کے لیے رقم مخصوص کی گئی تھی ان پر کام شروع ہے - ماسوائے مندرجہ ذیل دو سڑکوں کے جن کی تعمیر فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے -

(1) بن تا کوٹلی روڈ -

(2) سڑک میل نمبر 17 راولپنڈی - مری - کشمیر روڈ تا گلہرہ گلی -

---

تحصیل مری میں علیوٹ کے مقام پر پل کی تعمیر کے لیے رقم کی تخصیص

*7877 - **مسٹر محمد حنیف خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل مری میں علیوٹ کے مقام پر جس پل کے لیے موجودہ سال میں رقم مختص کی گئی ہے کیا اس پر کام شروع کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : ٹینڈر منظور ہو چکے ہیں - کام جلد شروع ہو رہا ہے -

---

ملتان سے شجاع آباد روٹ پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسوں کا اجراء

*7887 - **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت ملتان سے شجاع آباد روٹ پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) : جی نہیں - گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس ملتان کا فلیٹ جو 230 بسوں پر مشتمل ہے موجودہ روٹوں کے لیے بمشکل کافی ہے - اس سے زیادہ بسوں کا انتظام ایک یونٹ میں ممکن نہیں - اس لیے فی الحال مزید نئے روٹوں کے اجراء کا امکان نہیں ہے -

---

لاہور تا نارووال بسوں کا اجراء

***7919 - صوفی نذر محمد** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور تا نارووال کتنی بسیں چل رہی ہیں اور کیا اور بسیں چلانے کا بھی پروگرام ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) : اگرچہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے بسیں لاہور سے سیدھی نارووال نہیں جا سکتیں تاہم نارووال کے عوام کے لیے سیالکوٹ سے شکر گڑھ براستہ نارووال گورنمنٹ کی روزانہ 13 سروسیں ہر گھنٹہ کے وقفہ کے ساتھ چل رہی ہیں - لاہور سے سیالکوٹ کے لیے ہر بیس منٹ کے بعد بسیں مل جاتی ہیں - علاوہ ازیں لاہور تا شکرگڑھ براستہ سیالکوٹ گھوٹیکی نارووال اور لاہور تا شکرگڑھ براستہ سترا ہ - پسرور تقریباً 70 پرائیویٹ بسیں چل رہی ہیں - جب لاہور تا نارووال سڑک مکمل طور پر بن جائے گی - سیدھی بسیں چلا دی جائیں گی -

---

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے زیر انتظام بسوں کی تعداد

***7987 - حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جولائی 1972ء ، یکم جولائی 1973ء ، یکم جولائی 1974ء اور یکم جولائی 1975ء کو پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے پاس کل کتنی بسیں تھیں - ان میں سے کتنی بسیں کارآمد تھیں اور چل رہی تھیں اور کتنی ناکارہ تھیں اور کتنی زیرمرمت تھیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : مطلوبہ اعداد و شمار درج ذیل ہیں :—

	کل تعداد بسیں	چل رہی تھیں	زیر مرمت	قابل نیلام بسیں
یکم جولائی 1972ء	1417	554	623	240
یکم جولائی 1973ء	1177	478	495	204
یکم جولائی 1974ء	1561	760	661	140
یکم جولائی 1975ء	2427	1445	710	272

صوبہ میں پختہ سڑکوں کی تعمیر

***7989 ـ حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 71ـ1970ء تا 75ـ1974ء صوبہ میں کتنی پختہ (تار کول والی) شاہراہیں تعمیر کی گئیں ۔ تفصیل سال وار ، ضلع وار مع نام سڑک لمبائی اور خرچ بیان فرمائی جائے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : سوال میں مطلوبہ *تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں ۔

چوبرجی اور ہونچو ہاؤس لاہور میں واقع سرکاری کوارٹرز کی مرمت

***8013 ـ ملک منور خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 72ـ1971ء ، 73ـ1972ء ، 74ـ1973ء ، 75ـ1974ء ، اور 76ـ1975ء کے بجٹوں میں چوبرجی کوارٹرز اور ہونچو ہاؤس کوارٹرز لاہور

---

*براہ مہربانی تفصیل آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

کی مرمت وغیرہ کے لیے کتنی کتنی رقم مختص کی گئی اور ان سالوں میں مذکورہ کوارٹروں پر کتنی کتنی رقم اور کس کس مد پر خرچ ہوئی ۔ تفصیل سال وار بیان فرمائی جائے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ کالونیوں کے 80 فیصد کوارٹرز کی مرمت وغیرہ کافی عرصہ سے نہیں ہوئی ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت متعلقہ آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) مطلوبہ تفصیل سال وار درج ذیل ہے :-

نام کالونی	سال	رقم تخمینہ روپے	رقم مہیا شدہ		اخراجات			کل تعداد کوارٹرز	تعداد مرمت شدہ کوارٹرز	فیصد تعداد مرمت شدہ کوارٹرز
			رقم مہیا شدہ روپے	کا فیصد بہ اعتبار تخمینہ	سالانہ مرمت روپے	تنخواہ ورک چارج ملازمین روپے	میزان روپے			
چوبرجی کوارٹرز	1971-72ء	1,68,960	1,47,700	87	1,28,540	19,606	1,48,146	375	273	73
	1972-73ء	1,68,960	87,335	52	62,663	26,375	89,038	375	172	48
	1973-74ء	1,68,960	1,04,000	62	77,311	28,091	1,05,402	375	315	82
	1974-75ء	2,98,500	70,000	23	65,047	16,093	70,140	375	150	40
	1975-76ء	2,98,500	76,410	26	88,207	9,616	78,5 1	375	52	14
	(کام جاری ہے)									
پونچھ ہاؤس	1971-72ء	1,06,356	68,700	64	56,653	16,745	73,398	234	149	64
کوارٹرز	1972-73ء	1,06,356	55,460	52	57,173	21,294	78,467	234	117	50
	1973-74ء	1,06,356	63,820	60	72,891	24,609	97,500	234	214	91
	1974-75ء	2,40,000	55,000	23	33,584	22,029	55,613	234	80	34
	1975-76ء	2,40,000	65,000	27	67,564	13,854	81,418	234	74	32
	(کام جاری ہے)									

(ب) جی نہیں - ہر کوارٹر یکے بعد دیگرے مرمت ہوتا رہا ہے جیسا کہ جزو (الف) بالا سے ظاہر ہے -

(ج) چونکہ جزو (ب) بالا کا جواب نفی میں ہے - لہذا کسی قسم کی وجہ بیان کرنے، نیز کسی افسر کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہیں -

---

ملک محمد جاوید اقبال کی بطور ایگزیکٹو انجینئر فرسٹ پراونشل ڈویژن لاہور میں عرصہ تعیناتی

*802 - **علامہ رحمت اللہ ارشد :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ملک محمد جاوید اقبال ایگزیکٹو انجینئر فرسٹ پراونشل ڈویژن لاہور میں کب سے اس عہدہ پر متعین ہیں -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وہ پہلے اسی ڈویژن میں سب ڈویژنل افسر متعین تھے -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وہ کتنی مدت ایس - ڈی - او رہے اور وہ کب ایگزیکٹو انجینئر کے عہدہ پر ترقی یاب ہوئے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) ملک محمد جاوید اقبال مورخہ 8 دسمبر 1972ء سے موجودہ عہدہ ایگزیکٹو انجینئر پر فائز ہیں -

(ب) جی ہاں - یہ درست ہے -

(ج) ملک محمد جاوید اقبال مورخہ 17-2-72 سے 7-12-72 تک (9 ماہ اور 20 دن) اس ڈویژن میں بطور ایس - ڈی - او تعینات رہے اور مورخہ 8-12-72 کو بطور ایگزیکٹو انجینئر تعینات ہوئے - اب ان کا تبادلہ لاہور سے باہر کر دیا گیا ہے -

---

گوجرانوالہ تا حافظ آباد سڑک کی کشادگی کے لیے رقم کی تخصیص

*8107 - **سید فدا حسین :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1975-76ء کے بجٹ میں گوجرانوالہ تا حافظ آباد سڑک کی کشادگی کے لیے کس قدر رقم مختص کی گئی اور اس میں سے کس قدر صرف ہوئی ۔

(ب) مذکورہ سڑک کے کتنے میل کشادہ ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں ۔ نیز کیا حکومت مذکورہ سڑک کو آئندہ مالی سال میں مکمل طور پر کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ مدت میں جس قدر سڑک کشادہ کی گئی ہے وہ ناقص تعمیر کی وجہ سے خراب ہوچکی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا وزیر موصوف مذکورہ سڑک کی ناقص تعمیر کے ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف)

(1) مبلغ دس لاکھ روپے ۔

(2) فروری 1976ء تک مبلغ 5,30,205 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔

(ب) چھ میلوں میں کام تکمیل کے مختلف مراحل میں جاری ہے ۔ اور یہ میل ماہ اگست 1976ء تک مکمل ہو جائیں گے ۔ اور بقایا 14 میل سڑک کی تکمیل کا کام اگلے مالی سال میں رقم کی فراہمی کے مطابق مکمل کیا جائے گا ۔

(ج) مذکورہ سڑک زیر تعمیر ہے اور اس کا کوئی حصہ ابھی تک ہر لحاظ سے مکمل نہیں ہوا ۔ لہذا اہل کاروں کے خلاف کارروائی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

مسئلہ استحقاق

نشان زدہ سوال نمبر 8098 کے متعلق غلط اطلاعات کی فراہمی

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں حال ہی میں وقوع

پذیر ہونے والے مسئلے جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 31 مارچ 1976ء کو جناب وزیر تعلیم نے میرے ایک نشان زدہ سوال نمبر 8098 کے بارے میں غلط اطلاعات فراہم کی ہیں ۔ جیسا کہ جزو (الف) میں میرا سوال کہ کتنے اساتذہ اور استانیوں کے تبادلے کئے گئے ہیں کے جواب میں 587 بتایا گیا ہے حالانکہ میں نے علیحدہ علیحدہ تعداد دریافت کی تھی ۔ اسی طرح سے جزو (ب) کا جواب بھی غلط ہے ۔ اسی طرح سے جزو (ج) کا جواب بھی غلط ہے ۔ جزو (د) کا جواب بھی سراسر غلط ہے کیونکہ ڈپٹی ڈائریکٹر کی بینائی بالکل ختم ہو چکی ہے ۔ نامکمل اور غلط اطلاعات فراہم کرکے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے ۔ لہذا اس مسئلہ پر بحث کی جائے ۔

وزیر قانون : میری رائے میں اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

Mr. Speaker : This is to be referred to the Committee on Privileges. Is this your proposal ?

وزیر قانون : جی ہاں ۔

سپیکر : خان امیر عبداللہ خان روکڑی حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 31 مارچ 1976ء کو جناب وزیر تعلیم نے میرے ایک نشان زدہ سوال نمبر 8098 کے بارے میں غلط اطلاعات فراہم کی ہیں جیسا کہ جزو (الف) میں میرا سوال کہ کتنے اساتذہ اور استانیوں کے تبادلے کئے گئے کے جواب میں 587 بتایا گیا ہے ۔ حالانکہ میں نے علیحدہ علیحدہ تعداد دریافت کی تھی ۔ اسی طرح سے جزو (ب) کا جواب بھی غلط دیا گیا ۔ اسی طرح جزو (ج) کا جواب بھی غلط ہے ۔ جزو (د) کا جواب بھی سراسر غلط ہے ۔ کیونکہ ڈپٹی ڈائریکٹر کی بینائی بالکل ختم ہو چکی ہے ۔ نامکمل اور غلط اطلاعات فراہم کرکے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے ۔ لہذا اس مسئلہ پر بحث کی جائے ۔

سپیکر : یہ تجویز آئی ہے کہ اسے پروولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے۔

کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker: It is sent to the Committee on Privilages. The report to come within a month.

ایک آواز : ایک مہینہ زیادہ ہے۔

Mr. Speaker : It will require inquring into certain facts. فائل منگوانی پڑے گی اور شاید کسی کی میڈیکل رپورٹ منگوانی پڑے گی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میری ایک تحریک استحقاق نمبر 26 ہے۔

سپیکر : میں اس کو دیکھ نہیں سکا۔ میں پہلے اس کو دیکھ لوں۔

تحاریک التوائے کار

سپیکر : اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ چوہدری طالب حسین نمبر 147۔

گوجرانوالہ پولیس کی طرف سے قومی و صوبائی اسمبلی کے ارکان کے علاوہ مسلم لیگ کے مقامی راہنماؤں کے خلاف تحفظ امن عامہ آرڈیننس کے تحت مقدمات کا درج کیا جانا

چوہدری طالب حسین : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ یکم اپریل 1976ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق

گوجرانوالہ پولیس نے قومی اسمبلی کے ارکان ملک سلیمان اور ذوالفقار علی باجوہ اور صوبائی اسمبلی کے ارکان رؤف طاہر اور نذر حسین منصور کے علاوہ مسلم لیگ کے مقامی راہنماؤں چوہدری نثار احمد ایڈووکیٹ ۔ محمود بٹ ایڈووکیٹ فیض جیلانی ایڈووکیٹ ۔ علامہ عزیز انصاری ۔ میاں ضیاءالحق آل جموں و کشمیر کانفرنس کے مرکزی نائب صدر ۔ مولوی عبدالعزیز راجوری اور گورنمنٹ اسلامیہ کالج سٹرڈنٹس یونین کے صدر سجاد رضوی کے خلاف تحفظ امن عامہ آرڈیننس کے تحت مقدمات درج کر لیے گئے ہیں ۔ ان راہنماؤں پر الزام ہے کہ انہوں نے 23 مارچ 1976ء کو قابل اعتراض تقریریں کی تھیں ۔ یوم پاکستان پر گوجرانوالہ میں چاردیواری کے اندر کارکنوں کا ایک اجتماع لاؤڈ سپیکر کے بغیر منعقد ہوا تھا ۔ مذکورہ راہنماؤں نے ماسوائے ملک سلیمان ایم ۔ این ۔ اے کے اجتماع مذکور سے خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان پر روشنی ڈالی تھی ۔ اور کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے امن عامہ میں نقص پڑنے کا اندیشہ ہو ۔ مگر اس کے باوجود بلاوجہ غلط مقدمات قائم کئے گئے جو کہ ملک میں سیاسی سرگرمیاں بند کرنے کے مترادف ہے ۔ جس سے عوام میں زبردست ہیجان و خوف پیدا ہوگیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک ملک سلیمان کا تعلق ہے ۔ ان کے خلاف سپریم کورٹ نے ایک آرڈر کیا ہوا ہے کہ وہ کوئی تقریر نہیں کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ ان کا کیس چل رہا ہے ۔ اور ان پر پابندی ہے کہ وہ کوئی تقریر نہ کریں لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے تقریر کی ہے ۔ اور دوسرے راہنماؤں نے تقاریر کیں ۔ ان کے خلاف 16 ایم پی ۔ او کے تحت کیس رجسٹر ہوا ہے ۔ کسی قسم کی گرفتاری نہیں ہوئی ہے ۔ لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ تقاریر ہوں اور اس میں قابل اعتراض مواد حکومت کے پاس موجود ہو اور پھر کیس رجسٹر نہ ہو ۔ تو یہ امن عامہ کو throttle کرنے والی بات ہے ۔ ملک کے قانون کو ختم کرنے والی بات ہے ۔ اس پر تحریک التوائے کار کیسے آ سکتی ہے ۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ تقاریر قابل اعتراض تھیں یا نہیں تھیں ۔ وہ عدالت کے سامنے مقدمہ جائے گا ۔ انکوائری ہوگی ۔ ابھی تو صرف کیس رجسٹر ہوا ہے ۔ اس میں تحقیق ہونی ہے ۔ تقاریر قابل اعتراض ہیں یا کہ نہیں ہیں ۔ ابھی تو یہ determine نہیں ہوا ہے ۔

اگر اس میں قابل اعتراض مواد نکلا تو کیس عدالت کے سامنے جائے گا ۔ وہ determine کر سکتے ہیں ۔ اس میں کیس رجسٹر کرنے سے کس طرح سے تحریک التوائے کار آ سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : In a nut-shell you are of the opinion that in the due process and due course of law, this House is not expected to debate over such a matter or consider it.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! due process of law کی وجہ سے یہ مقدمات درج ہوئے ہیں ۔ ابھی investigate ہونا ہے کہ وہاں پر انہوں نے قابل اعتراض تقاریر کی ہیں یا کہ نہیں کیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے واقعات کے مطابق بات کی ہے ۔ جب بھی کوئی کیس رجسٹر کیا جاتا ہے تو پہلے کسی نہ کسی بات کو بنیاد بنا کر کیا جاتا ہے ۔ اور یہ کہنا کہ due process of law کے ذریعہ سے ۔ اگر ordinarily کسی کے خلاف قابل اعتراض تقریر کی وجہ سے مقدمات درج کئے جائیں ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے لیے اس قسم کی تحریک لانے کی ضرورت تھی ۔ غیرضروری حالات کی وجہ سے مجھے یہ تحریک التوائے کار اس ایوان میں لانا پڑی ۔ جناب والا ! آپ یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ جتنے بھی آپوزیشن کے لیڈران ہیں ، جہاں کہیں بھی وہ کسی جلسہ کے لیے سیٹنگ کے لیے پولیٹیکل activities کے لیے، کسی سیاسی organization کے لیے ، کسی دوسرے شہر میں تشریف لے جاتے ہیں ۔ تو بلا امتیاز ہر کسی کے خلاف 16 ایم ۔ پی ۔ او اور ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت مقدمات درج کئے گئے ہیں ۔ آج تک کوئی ایسا راہنما نہیں ہے ، جس نے کسی ایسی جگہ ، کسی جلسہ میں خواہ وہ چاردیواری کے اندر ہو یا کسی جگہ ہو ۔ لاؤڈ سپیکر کے بغیر ہو ، خواہ اس میں پبلک allowed نہ ہو اور صرف کارکنوں کو ایڈریس کرنا ہو ۔ اس پر بھی ان کے خلاف 16 ایم ۔ پی ۔ او اور ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت کیس رجسٹر کئے گئے ۔ جناب والا ! میں اسی لیے کہتا ہوں کہ یہ عوامی اہمیت کا مسئلہ ہے ۔ یہ ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوریت کی بقا کے لیے اس ملک میں ایوب خان کے خلاف اس قوم نے جدوجہد کی تھی ۔ لیکن موجودہ حکومت نے اس جمہوریت کو ختم کرنے کے لیے ایسے

اقدامات کئے ہیں جس سے یہ جمہوری عمل جاری نہیں رہ سکتا ہے ۔ اور اب تمام آپوزیشن پارٹیوں کو اس قسم کے غلط مقدمات درج کرکے مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ کسی قسم کی سیاسی کارروائی یا سیاسی سرگرمیاں جاری نہ رکھ سکیں ۔ جناب والا ! آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ ڈاکو چور اور قاتل وغیرہ کے کیسز تو ordinary courts میں جاتے ہیں اور ان کی سماعت تو چار چار سال تک جاری رہتی ہے لیکن سیاسی راہنماؤں کے لیے جو موجودہ حکومت کی پالیسی سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو ان پر نکتہ چینی کرتے ہیں ان کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت اور MPO کے تحت مقدمات درج کرکے خاص قسم کے ٹریبونل کے پاس بھیجے جا رہے ہیں تاکہ ان کو فوراً سزائیں دلائی جائیں ۔ ان کے لیے تو کسی قاتل کسی ڈاکو اور کسی بدچلن کو سزا دلانا ضروری نہیں ہے لیکن سیاسی مخالفین کو فوری طور پر سزا دلانا ان کے لیے بہت اہم ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سیاسی لیڈر جو اس وقت جیل میں ہیں یا جن کو سزائیں دی گئی ہیں ، کیا ان کے متعلق کوئی فیگرز آپ کے پاس ہیں ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ جب سے یہ ٹریبونلز قائم ہوئے ہیں اور جتنے راہنماؤں کے خلاف اب ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت مقدمات درج کئے گئے ہیں ان کو جیل میں رکھا گیا ہے ۔ اور ان مقدمات کی سماعت فوری طور پر شروع کر دی گئی ہے اور اس سماعت کو شروع ہوئے کوئی زیادہ دن نہیں گزرے ۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا اور یہ اخبار میں آیا ہے کہ نیشنل اسمبلی نے ان ٹریبونلز کو بنانے کا بل اب پاس کیا ہے ۔

Mr. Speaker : I cannot permit to comment on the laws made by the National Assembly.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ ٹھیک ہے کہ ہم comment تو نہیں کر سکتے لیکن ان غیر معمولی حالات میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس گورنمنٹ کی جمہوریت کے قتل کے سلسلے میں جو کارروائیاں ہیں اور جس طرح سے انہوں نے سیاسی سرگرمیوں کو بند کر رکھا ہے اس پر ہم یہ مسئلہ ایوان میں لائیں اور یہ بتا سکیں کہ یہ حکومت جمہوریت کی دشمن

ہے اور سیاسی مخالفین کی سیاسی سرگرمیوں کو بند کرنے کے لیے لاء کا غیر قانونی طور پر استعمال کر رہی ہے اور کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دے رہی محض اس لیے کہ یہ حکومت جمہوریت کی قاتل ہے اور یہ چاہتی ہے کہ اگر کسی قسم کی سیاسی کارروائی کی اجازت دی گئی تو ان کی اپنی کرسیاں محفوظ نہیں رہیں گی -

جناب والا! یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے - جناب والا! جب تک آپ سیاسی لیڈروں کو کسی جلسے کی یا کسی جلوس کی اجازت نہ دیں - اس وقت تک آپ جمہوریت کے دعویدار نہیں ہو سکتے - جناب والا! اگر وہ کسی لاؤڈ سپیکر کے بغیر اپنی چاردیواری کے اندر بھی اپنے کارکنوں کو خطاب کرتے ہیں تب بھی ان کے خلاف مقدمات بنا کر ان کی گرفتاری کا عمل شروع ہو جاتا ہے تو جناب والا! ان کی سیاسی سرگرمیوں کا عمل کیسے جاری رہ سکتا ہے - جناب والا! اس مسئلہ کو اس طرح تو ہم نہیں لا سکتے کہ یہ due course of law کا معاملہ ہے - لاء کو یہ گورنمنٹ mis-use کر رہی ہے - ان کے نزدیک لاء کی کوئی قدر نہیں ہے اور جس طریقے سے لاء کو انہوں نے استعمال کیا ہے اس کی آج تک کہیں مثال نہیں ہے - جناب والا! آپ اندازہ لگا لیں کہ جہاں انڈیا میں emergency بھی ہے وہاں بھی اگر ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت لیڈر بند کئے گئے ہیں تو وہاں کی حکومت کے خلاف اس قسم کا کوئی الزام نہیں آیا کہ انہوں نے کسی ممبر اسمبلی یا ممبر پارلیمنٹ کو اغوا کیا ہو -

Mr. Speaker : That is not relevant to the present discussion.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! کسی ممبر اسمبلی یا پارلیمنٹ کے ممبر کو کسی قتل یا اغوا کے جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا ہو یا کسی کو جانی مالی نقصان پہنچایا ہو -

مسٹر سپیکر : انڈیا کے اندرونی حالات کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں ممکن ہے کہ آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہو -

چوہدری طالب حسین : جناب والا! آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ایسی complaints وہاں بھی نہیں ہیں -

Mr. Speaker : I agree with the objection raised by the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : As far as the due process law is concerned . . . .

سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ پولیس کا فرض ہے کہ اگر ان کے علم میں آ جائے کہ وہاں قانون کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے تو وہ ایکشن لے۔

چوہدری حسین طالب : جناب والا! یہ پولیس کا ضرور فرض بنتا ہے کہ اگر وہاں کوئی خلاف قانون بات کی جا رہی ہو تو اس کے متعلق ایکشن لے۔

Mr. Speaker : I and you cannot judge it while sitting here.

چوہدری طالب حسین : جناب والا! یہ تو ہو سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے جلسے بھی ہوں اور وہاں انتظامیہ ان کے جلسوں کا انتظام کرے اور ان جلسوں کو کامیاب کرنے کے لیے لوگوں کو ٹرانسپورٹ مہیا کر کے لائے بھی اور ان کے conventions بھی ہوں اور وہاں پر اپوزیشن پارٹی پر نکتہ چینی بھی کی جائے لیکن اپوزیشن پارٹی کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے ورکرز کو خطاب کر سکے اور جناب والا! اگر اپوزیشن پارٹی اپنے ورکرز کو خطاب کرتی بھی ہے تو اس وقت ان کا لاء فوراً حرکت میں آ جاتا ہے۔ لاء تو اپوزیشن کو دبانے کے لیے بنایا گیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

سپیکر : میں نے تو اس کے متعلق فیصلہ بھی کر دیا ہے۔ میں نے تو اس کو rule out کر دیا ہے۔

Chaudhri Talib Hussain : Sir, on the basis of the objection that action is being taken in due course of law on a specific matter . . . . . .

Mr. Speaker : In due process of law.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ due course of law بنتا ہے۔

مسٹر سپیکر : کس طرح بنتا ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! اس طرح سے کہ جب public importance کا معاملہ ہو۔ recent occurence ہو اور specific matter ہو اور تحریک التوائے کار ان تینوں چیزوں کو پورا کرتی ہو۔ اور due course of law کا جہاں تک تعلق ہے جب حکومت کے خلاف یہ الزام ہو کہ یہ لاء کو mis-use کر رہی ہے تو اس کو ڈسکس کرنے میں کیا ممانعت ہے۔ اگر لاء کو واقعی صحیح طور پر استعمال کر رہے ہیں تو پھر اس کو ڈسکس کرنے سے گریزاں کیوں ہیں۔

Mr. Speaker : The things being done in due process of law and in accordance with law don't become matters of public importance.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Point of order Sir. There are two theories in regard to law. One is in consistence with the law and the other is due process of the law. The due process of law is an American Theory on which the American Government runs. This provides for show cause notice. You have given a ruling on due process of law. We should understand what due process of law in the world, in the civilized society means

Mr. Speaker : If a matter is brought to the notice of a Police Officer that a cognizable offence has been committed within his jurisdiction, the Police Officer has an obligation to register a report and then proceed thereafter according to the law.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, in Pakistan where there is no due process of law, in Pakistan where

things are not done in accordance with law, law as generally understood universally in a democratic civil zed society . . .

مسٹر سپیکر : ابھی تو انھوں نے کسی کو پکڑا ہی نہیں ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف کیس رجسٹر کئے ہیں -

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں اس ضمن میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں - بات یہ ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ due course of law ہے اور چاردیواری کے اندر - - - - -

مسٹر سپیکر : رؤف طاہر صاحب ! میری بات سنیں -

مسٹر رؤف طاہر : پہلے میری بات تو سنیں - مجھے اپنی بات تو مکمل کر لینے دیں اس کے بعد آپ جو رولنگ دینا چاہیں دے دیں -

شیخ عزیز احمد : جناب ! رولنگ تو ہو چکی ہے -

مسٹر رؤف طاہر : یہ وزراء بیٹھے ہوئے ہیں آپ ذرا تشریف رکھیں -

شیخ عزیز احمد : اگر میں بحیثیت ممبر بولنا چاہوں تو بول سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر : ہاں - ممبران کے حقوق برابر ہیں -

مسٹر رؤف طاہر : تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چاردیواری کے اندر کارکنوں کے سلسلے میں یہ جو مقدمات رجسٹر کئے جا سکتے ہیں کس قانون کے تحت کئے جا سکتے ہیں -

Minister for Law : Sir, there has been serious misunderstanding in the minds of the Leader of the Opposition and other Opposition Members. There is a distinction. If they hold a public meeting we are not going to charge them for the holding of the meeting but we are charging them of what they have said in the meeting. It is not because they were holding a meeting inside the same area that is why no case can be registered. If that is the idea in their minds then they are mistaken. What we are charging them is what has been said there. Mr. Speaker, I think Makhdumzada Syed Hassan Mahmud was not properly understanding the concept

of the due process of law The concept due process of law in American Jurisprudence is absolutely different from what it is in our country. That distinction is there even in Ab'ul Ala Maudoodi's case. He should just try to keep a distinction in mind that due process of law as contemplated in American Jurisprudence and as decided by the American Supreme Court is absolutely different from what is understood in our country. We are proceeding in accordance with law. If some thing cognizable is brought, then it has to be determined by the competent authrities which have been given the powers under the law of the country. If they think that the laws are not good, then they should muster strength and get them changed, but as long as the law is there, we are bound by it, and any body who violates it that can be taken cognizance by the competent authority.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, on grounds of personal explanation. You have very kindly taken into consideration the statement of the Law Minister where he pointed out that it is in accordance with the law and with due process of law. Now you have understood the Law Minister that in Pakistan there is no due process of law.

Mr. Speaker : No That he has never said. But it is how you like to interpret it.

Minister for Law : Sir, there is a distinction between due process of law as understood in American Jurisprudence, because you referred to the American Constitution, and the due process of law as understood in Pakistan I say that due process of law is absolutely different in Pakistan. It is interpretted by the Supreme Court of Pakistan in Ab'ul Aala Maudoodi of Jamat-i-Islami case. If you just try to see the distinction which exists between the two countries, then you will not say that I have said that due process of law did not exist.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: But I don't interfere while you were speaking. Let me explain my point of view. I will not misquote. I agree that there is a difference between the interpretation of the due process of law. It is a doctrine of American Jurisprudence to which the Opposition has insisted. The introduction of it was insisted upon by the Opposition at the time of the framing of the Constitution and it was argued that that is an American Doctrine and as we are following the Parliamentary system.

Mr. Speaker: Let us not discuss what was discussed in the National Assembly.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Sir, this is very important because what he is trying to . . .

Mr. Speaker: I understand what he meant by due process of law. Don't worry about that.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Sir, I don't have worries about your worries but I have to explain my position also. When you have given chance to the Law Minister, Mr. Speaker, on grounds of personal explanation I cannot be debarred from clearing my position. In Pakistan, the governance is in accordance with the law and the concept of law is which should be universally accepted as a good law. Your brute majority may make a repressive law and your police may enforce it. You will say that we are doing it in accordance with law. You have invited us to muster strength to make good law or change good law, but when we carry out the political process, you register false cases under wrong law without showing cause, without showing reasons for it, and then you say that you are governing it in accordance with law. That is neither the British theory nor the American theory but it is Pakistani dictatorial theory of repression.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! پاکستان میں ابھی تک یہ قانون کہاں ہے جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ آپوزیشن کو suppress کرنے کے لیے حکومت جس طرح چاہے قانون کو استعمال کر سکے ۔ ایسا قانون ابھی ان کو بنانا پڑے گا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے کبھی نہیں کہا کہ آپوزیشن کو suppress کرنے کے لیے حکومت جس طرح چاہے قانون کو استعمال کر سکے ۔ یہ خودبخود اپنے منہ سے میرے منہ میں باتیں ڈال رہے ہیں ۔ یہی بات جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے کی تھی ۔

چوہدری طالب حسین : آپ کی بات سے یہی تاثر نکلتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے کہا ہے کہ قانون موجود ہے اس کے تحت کیس رجسٹر ہوتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! یہ کہاں ہے کہ یہ قانون ہمیشہ آپوزیشن کے خلاف استعمال ہوگا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اس کے forums ہیں اور وہ determine کر لیں گے ۔

چوہدری طالب حسین : لیکن اس قانون میں یہ کون سی شق ہے ۔ جو یہ کہیں نہ یہ آپوزیشن کے خلاف استعمال ہوگی ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : آپوزیشن یہ باتیں نہ کرے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ کہاں لکھا گیا ہے کہ اگر آپوزیشن حکومت پر تنقید کرے تو اس کے خلاف یہ قانون عمل میں آئے گا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! حکومت پر تنقید کرنا اور بات ہے ۔

چوہدری طالب حسین : کیا آپ پر تنقید کرنے سے لاء اینڈ آرڈر کو خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ حکومت پر جب بھی تنقید کریں تو امن عامہ میں خلل پڑ جاتا ہے اور حکومت جو چاہے آپوزیشن کے متعلق کہے اس سے امن عامہ میں خلل نہیں پڑتا ؟

Mr. Speaker : The law is there. The law courts are there.

Chaudhri Talib Hussain : But the law is not to be misused. That law is not there that the Government should misuse it to suppress the Opposition.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! اس میں ایک بڑی بنیادی بات یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوری طریقے سے اور سویلین طریقے سے تبدیلیاں ہوں ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپوزیشن کو آزادی رائے اور آزادی اجتماع کی اجازت ہو ۔ لیکن یہ دفعہ 144 کے تحت ایسی اجازت بھی نہیں دیتے ۔ ایک بند جگہ پر جلسہ ہوتا ہے تو یہ مقدمات بنا دیتے ہیں ۔ تو اس طرح یہ جو جمہوری راستہ بند کر رہے ہیں اور غیر جمہوری طریقوں سے حکومت کرنا چاہتے ہیں یہ راستہ کس کو دکھا رہے ہیں ؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوری طریقے سے تبدیلیاں ہوں اور سویلین طریقے سے تبدیلیاں ہوں لیکن یہ آمرانہ طریقے سے راستہ بند کر رہے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : آپ کو وہ موقع ملے گا ۔

مسٹر رؤف طاہر : الیکشن کوئی موقع نہیں ہے ۔ الیکشن سے پہلے دفعہ 144 ختم کریں پھر موقع ملے گا ۔ پورے پاکستان کو جیل خانہ بنایا جا رہا ہے ۔ اب ممتاز کاہلوں صاحب بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کا موقع ملے گا جو کبھی جمہوریت کے بڑے علمبردار تھے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : الیکشن تک صبر کریں پھر اپنی طاقت دکھائیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : آپ ان سے سفارش کریں کہ دفعہ 144 پہلے ختم کریں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں کیا سفارش کروں ۔ جب آپ میرے ساتھ تھے تو اس وقت بھی دفعہ 144 لگائی جاتی تھی ۔ اب میں یہ بات کیسے کروں ۔

چوہدری طالب حسین : جس وقت آپ حکومت کے خلاف تھے اس وقت آپ بھی جیل میں چلے گئے تھے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : آپ الیکشن تک انتظار کریں ۔

Raja Mohammad Afzal Khan : Sir, then I would like to say a few words. (Interruption) That is actually the same language as the present Prime Minister spoke against Mr. Ayub Khan That is the difference between the two.

مسٹر سپیکر : گو آپ کی گفتگو میں تو فرق نہیں ہوگا لیکن گورنمنٹ اور گورنمنٹ میں فرق ہے ۔ اور وہ فرق شائد آپ نہیں سمجھ رہے ۔ تحریک التوا نمبر 66 لی جاتی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جس روز چوہدری ممتاز احمد کاہلوں حکومت کے ساتھ نہیں ہوتے اس روز وہ جیل میں ہوتے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں حوالات میں تھا ۔ اس واسطے مسٹر رامے کو اس پارٹی سے نکال دیا گیا کہ اس نے غلط قدم اٹھایا تھا ۔

چوہدری طالب حسین : یہ بھی نکال دیے جائیں گے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : آپ جولائی اگست تک صبر کریں ۔ الیکشن ہوں گے اگر عوام آپ کے ساتھ ہیں تو پتہ چل جائے گا ۔

چوہدری طالب حسین : اگر آپ الیکشن کروانا چاہتے ہوں تو پھر یہ بات ہوگی ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 66 ۔ راجہ محمد افضل خاں ۔

چوہدری طالب حسین : جس طرح آپ نے حلقہ نمبر 6 میں الیکشن کروائے ہیں ۔ اور یہ بھی آپ کو پتہ ہے کہ وہ کیسے fair الیکشن تھے ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! تحریک التوا نمبر 66 کے متعلق میں تاحال فیصلہ نہیں کر سکا کہ اس کی میں اجازت دے رہا ہوں یا نہیں ۔ کیونکہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے اور میرے ذہن میں جو اس وقت بات ہے وہ یہ ہے کہ اس موشن کو ایوان میں پڑھنے سے کہیں فرقہ وارانہ فسادات کے لیے راہ ہموار نہ ہو جائے ۔

I will decide it later on.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرا اپنا خیال ہے کہ یہ مسئلہ بڑے احسن طریقے سے ختم ہو چکا ہے -

مسٹر سپیکر : اس وقت تحاریک التوا کو لیے ہوئے 35 منٹ ہو چکے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ابھی 35 منٹ نہیں ہوئے - دس بج کر پچیس منٹ پر تحاریک التوا شروع ہوئی تھیں - میں نے وقت نوٹ کیا تھا اور میں اس سلسلے میں بولا بھی تھا -

مسٹر سپیکر : دس بج کر پچیس منٹ پر کیسے شروع ہو سکتی ہیں - 9 بج کر 18 منٹ پر تحریک استحقاق شروع ہوئی ہے - I will take it up tomorrw اور سوچ کر بتاؤں گا کہ میں نے تحریک التوا نمبر 66 کا کیا فیصلہ کرنا ہے - لہذا کل اس کو پیش کریں گے -

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! پہلے بھی دس بارہ تحریکیں آگے پیچھے جھٹکا ہو چکی ہیں - ایک بیچ میں رہ گئی ہے اس کو بھی آپ ملتوی کر رہے ہیں -

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) نجی سکول و کالج مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کی طرف آتے ہیں - وزیر قانون و پارلیمانی امور -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) نجی سکول و کالج مصدرہ 1976ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) نجی سکول و کالج مصدرہ 1976ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Opposed.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس بل کی مخالفت میں جناب رؤف طاہر بھی کھڑے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ دیکھیں اس میں انہوں نے اس کی حمایت کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : جو سٹینڈنگ کمیٹی میں ہوتا ہے ۔

That cannot be discussed in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! انہوں نے سٹینڈنگ کمیٹی میں بل کو unanimously recommend کر کے یہاں بھیجا ہے ۔ جناب رؤف طاہر اس کے ممبر ہیں اور اب وہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ایک اور بات ہے ۔ آپ کسی ممبر کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ کل جو ان کی رائے تھی آج بھی ان کی وہی رائے رہے ۔ یہ پارلیمانی زندگی میں ہوتا رہتا ہے کہ ایک ممبر نے ایک بل کی حمایت میں تقریر کی ہے اور ووٹ اس کے خلاف دیا ہے یا ایک بل کے خلاف تقریر کی ہے اور اس کے حق میں ووٹ دیا ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move :

That the Privately Managed Schools and Colleges (Taking Over) (Punjab Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th May, 1976.

Mr. Speaker : The motion is :

> That the Privately Managed Schools and Colleges (Taking Over) (Punjab Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th May, 1976.

وزیر قانون : جناب والا ! سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ اس وقت موجود ہے اور رؤف طاہر اس کے ممبر تھے اور میں نے بھی یہی تحریک کی ہے ۔ جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی نے منظور کرکے بل بھیجا ہے اس کو منظور کیا جائے ۔ قانونی طور پر یہ منٹ منٹ میں تبدیلی کرتے ہیں کیونکہ تبدیلی کرنا ان کی فطرت میں داخل ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mamhud : Mr. Speaker, you have the discretion because this Bill has been brought before the House at a very short notice.

وزیر قانون : یہ ٹھیک ہے کہ وہ تبدیلی کرتے ہیں ۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بل اس طرح زیر بحث آ جائے ۔

مسٹر رؤف طاہر : ہم رجعت پسند تبدیلی کے خواہاں نہیں ہوتے بلکہ ہم انقلابی تبدیلی کے خواہاں ہوتے ہیں ۔ جب یہ بل زیر بحث آئے گا تو پتہ چل جائے گا کہ آپ نے کون سی کون سی انقلابی تبدیلیاں کی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں تو یہ کہتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی سے یہ بل ہو کر آ گیا ہے اس لیے اسی کو اس طرح منظور کر لیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں احتجاج کرتا ہوں ۔ میں نے آپ سے صرف ایک منٹ مانگا تھا ۔ آپ نے نہیں دیا اب آپ نے رولنگ بھی دے دی ہے اس کے بعد بھی وہ تقریر کئے جا رہے ہیں ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ نوٹس 6 تاریخ کا دیا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس نہیں ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) نجی سکول و کالج مصدرہ 19.6ء کو 30 مئی 1976ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That the Privately Man ged Schools and Colleges (Taking Over) (Punjab Amend ent) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1976.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! موجودہ زیر بحث بل ایک ترمیمی بل ہے جو ماضی کی بدترین یادوں یعنی مارشل لاء کے دور کے بنائے ہوئے قانون سے متعلق ہے۔ جناب والا! اس قانون میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 ہے جس کے تحت اس صوبے کے تمام تر تعلیمی نظام اور ڈھانچے کا ستیاناس کیا گیا ہے جس کے تحت اس صوبے کو ان عظیم تعلیمی اداروں سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو عوام اس صوبے کے غریب بچوں اور اس صوبے کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور ان کو پورا کرنے کے لیے پرائویٹ اداروں کا قیام عمل میں لاتے تھے۔ جناب والا! ہو سکتا ہے ان اداروں میں ایسے ادارے بھی شامل ہوں جو محض تجارتی بنیادوں پر چلتے ہوں مگر ان میں اکثریت ایسے اداروں کی تھی جو اس قوم اور ملک اور اس صوبے کی تعلیم اور فلاح و بہبود اور تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے قائم کئے تھے۔ کیوں کئے گئے ؟ وہ اس تصور کے تحت کئے گئے کہ حکومت کے قائم کردہ سکولوں اور کالجوں سے دل برداشتہ ہو کر لوگوں نے اس امر کی ضرورت کا احساس کیا اور معیاری اور پرائیویٹ سکول اور کالجز قائم کئے جن کا تعلیمی معیار بہت اچھا تھا۔ ڈسپلن بہت اچھا تھا جس کا والدین کو اطمینان ہوتا تھا کہ ہمارے بچے اطمینان کے ساتھ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور جذبہ بھی کارفرما تھا کہ

شاید پرائیویٹ کالجز اور سکولوں کو ہوتے ہوئے سرکاری سکولز و کالجز کے اساتذہ اور کار پرداز اور پیڈز کو یہ احساس پیدا ہو کہ ہمارے سکول اور کالجز اسی لیول پر چلیں ۔ اور پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کی طرح ہمارے بھی نتائج اچھے نکلیں ۔ یہ دونوں incentives تھے ۔ ایک تعلیم کو عام کرنے کے لیے اور دوسرے مقابلہ کی سپرٹ پیدا کرنے کے لیے وہ قائم کئے گئے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اس پسماندہ ترین ملک میں ۔ غریب ترین ملک میں جہاں ہم تعلیم کے لیے پیسہ فراہم نہیں کر سکتے ۔ جہاں تعلیم اپنے ذرائع کے مطابق محدود ہے اور ہم عوام کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے وہی لوگ میں مجبوراً ہوں کہ حکومت کا ہاتھ بٹاتے تھے اور لوگوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کیا کرتے تھے ۔ مگر حکومت نے محض اپنے سیاسی اغراض کے پیش نظر اور سیاسی تکمیل کے پیش نظر یہ نہ دیکھتے ہوئے کہ ہمارے صوبے کی پسماندگی کس طرح دور ہو سکتی ہے اور ہماری تعلیم کس طرح عام ہو سکتی ہے اور کس حد تک ہم ان اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہیں ۔ آپ نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کو نام دے کر جاری کیا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ موجودہ بل پر آ جائیں کیونکہ آپ کی صحت بھی اچھی نہیں ہے مجھے آپ کی صحت کا بہت خیال ہے ۔

(قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اسی پر آ رہا ہوں کہ یہ ترمیم کس کی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ ہے صوبے کا ناسور جس نے صوبے کی تعلیم کا ستیاناس کیا ۔ اس کو ترمیم کرنے کے لیے آج ہم یہ بل ایوان میں پیش کرکے زیر بحث لا رہے ہیں ۔ ہمیں توقع تھی کہ حکومت کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہوگا ۔ جب تک ہم نے اس بل کے contents نہیں پڑھے تھے ہم یہ سوچ رہے تھے کہ شاید اس مارشل لاء ریگولیشن کو جو اس صوبے کے بدترین قانون کی حیثیت رکھتا ہے اس کو بہتر بنانے کے لیے سعی کی گئی ہے مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بجائے اس قانون کی برائیوں کو بہتری میں تبدیل کرنے کے ان برائیوں کی آبیاری کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اسے زیادہ پنپانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اگر کوئی lacuna یا کوئی ایسی چیز رہ گئی تھی اس صوبے میں تعلیم کو بہتر بنانے میں تو

وہ کثر اس ترمیمی بل کے ذریعے پوری کر دی جائے۔ جناب والا ! آپ اندازہ فرمائیں گے کہ توقعات کے برعکس اور ان کی دیرینہ عادات کے عین مطابق یہ بل آیا جس میں لکھا گیا ہے ۔ اگر مارشل لاء والوں سے یہ غلطی ہو گئی تھی کہ انہوں نے صرف ان سکولوں کو اس میں شامل کیا تھا جو وہ maintain کرتے تھے یا manage کرتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس ترمیمی بل کے ذریعے 'owned' کا لفظ بھی اس میں لکھ دیا ہے یعنی اب یہ صرف سکول کی انتظامیہ کو ہی take over نہیں کر سکیں گے جو پہلے اس کے تحت ہوا کرتے تھے بلکہ اس قانون کے تحت اگر کسی شخص نے اپنی چاردیواری اور اپنے مکان کے اندر بھی کوئی ایسا ادارہ کھولا ہوا ہو جس میں وہ رہائش پذیر بھی ہو ، جس سے اس کا روزگار بھی بنا ہوا ہو وہ عوام کی خدمت بھی کرتا تھا تو اس ریگولیشن کے ذریعے اس کی پراپرٹی نہیں لے سکتے تھے البتہ اس کی management لے لیا کرتے تھے ۔ مگر آج جس قانون پر اس ایوان سے ٹھپہ لگوایا جا رہا ہے اس کے تحت اس کی پراپرٹی پر بھی وہ قبضہ کر لیں گے اس کی نجی املاک پر بھی قبضہ کر لیں گے جس کا سکول سے کوئی تعلق نہیں ، جو اس کی ذات سے متعلق ہے اور جو اس کی ذاتی ملکیت ہے اور اس کا جرم اور قصور صرف اتنا ہے کہ اس نے اس ادارے کو اپنے مکان میں چلایا maintain کیا یا اس کی اجازت دی ۔ مجھے بتائیں کہ دنیا کا کوئی قانون کسی اچھا کام کرنے کی اتنی سنگین اور بدترین سزا دینے کا روادار ہے جو سیدھے سادے لفظوں میں اس بل کے ذریعے اس صوبے کے غریب عوام کو دی جا رہی ہے ۔ ٹھیک ہے آپ تعلیم کا سنتیاناس کرنا چاہتے تھے وہ آپ نے کر دیا ۔ آپ تعلیم کا بیڑہ غرق کرنا چاہتے تھے وہ آپ نے کر لیا ۔

سپیکر : حاجی صاحب ! آپ موجودہ بل پر ہی بحث کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔ میں اسی پر بحث کر رہا ہوں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مزید نہ کریں ۔ آپ اس صوبے کے خزانے پر بہت بڑا بوجھ لادنا چاہتے تھے اور اس صوبے کے غریب عوام کی ہڈی پسلی پیس پیس کر چور کرنا چاہتے تھے ۔ وہ بھی آپ نے کر لی ۔ اب باقی کیا بچا ہے ۔ اگر ان غریبوں کے اپنے رہائشی مکان بچ گئے ہیں جن میں وہ خود رہائش پذیر ہیں ۔ جن کا ان سکولوں سے کوئی تعلق نہیں ۔ تو اب آپ 'owned' کی

ایک چھوٹی سی ترمیم رکھ کر ان سب پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہیں کا انصاف نہیں ۔ کسی بھی صورت میں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ پہلے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ قانون مارشل لاء کا قانون ہے ۔ ہمیں اس میں کوئی عمل دخل نہیں ۔ وہ بدترین قانون ہم پر مسلط ہے جس طرح عوام پر بھی مسلط ہے ۔ مگر آج ہم اس میں حصہ دار بن گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ایوان اس قانون میں اس طرح سے حصہ دار بنا اور بجائے اس کو بہتر بنانے کے اسے اور بھی سنگین ترین اور جنگل کا قانون بنانے کی کوشش کی گئی تو اس صوبے کے عوام اس صوبے کے اس ایوان اور اس کے اراکین کو کسی بھی شکل میں معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے اور وہ پہلے جس قانون کے نتائج کا ذمہ دار ماضی کے مارشل لاء کے حکمرانوں کو ٹھہراتے ہیں اب وہ تمام تر ذمہ داری اس ایوان پر لا رہے ہیں اور اس ایوان سے مہر ثبت کرا رہے ہیں ۔ اب اس قانون میں ہمارا بھی تعلق ہے ۔ ہم نے بھی اسے نافذ کیا ہے اور ہم بھی اس میں برابر کے حصہ دار ہیں اور جب اس کی جواب دہی ہوگی تو ہمارے پاس اس کا کوئی جواز نہ ہوگا ۔ جناب والا ! میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کلاز کیوں رکھی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بحث تو جب کلاز زیر بحث آئے گی اس وقت ہوگی ۔ اب آپ اصل موضوع پر بحث کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس بل میں یہ رکھا گیا ہے کہ privately managed, owned سکولوں کو کوئی شخص بند نہیں کر سکتا ۔ چلاتا رہے گا اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک شرط یہ بھی رکھ دی گئی ہے کہ اگر حکومت چاہے ۔ اگر حکومت اس کی اجازت دے دے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس قسم کے مفروضات دینے کی کیا ضرورت ہے ۔ یہ بل تو سارے کا سارا ماسوائے اس کلاز کے جس میں 'owned' لکھا گیا ہے ۔ باقی تو سارا بل مفروضے پر ہے ۔ کون سا پرائیویٹ سکول اس صوبے کے باشندوں کی طرف سے چل رہا ہے ۔ اگر آپ نے کسی سکول کی اجازت دی ہے تو وہ بدیشی سکولوں کی دی ہے ۔ ان سکولوں کو دی ہے جن میں انگریزی طریقہ تعلیم ہے ۔ جو ماڈرن طریقے سے چل رہے ہیں ۔ جن میں غریب بچے ویسے ہی نہ پڑھ سکتے ہیں ۔ نہ وہاں سے گذر سکتے ہیں بلکہ ان کا سایہ تک وہاں نہیں پڑ سکتا ۔ آپ نے انہیں اجازت دی ہوئی ہے ۔ باقی مجھے بتائیں

آپ نے اس صوبے کا کون سا سکول بچایا ہوا ہے جسے آپ نے اجازت دی ہوئی ہو اور اس صوبے میں پرائیویٹلی چل رہا ہو - تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام تر مسئلہ مفروضے پر مبنی ہے اور اسے حقیقت سے کوئی سروکار نہیں - اسی طرح سے ان کی شرائط کی تبدیلی کے بارے میں بھی اس میں لکھا گیا ہے جو شرائط ملازمت یا دوسری ان کے سکیل یا گریڈ کے بارے میں پہلے مارشل لاء کے ضابطےمیں تھیں - ان میں بھی اس چیز کی گنجائش تھی - اس میں بھی انھوں نے لکھ دیا تھا کہ ان کے گریڈ اور سکیل وغیرہ حکومت کے گریڈ اور سکیل کے مطابق ملیں گے - آپ نے یہ proviso لا کر یہ گنجائش بھی پیدا کر دی ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ان میں ردو بدل بھی کر سکتے ہیں - ان میں کمی بیشی بھی کر سکتے ہیں - انہیں وہی بھی رکھ سکتے ہیں جو پہلے مجبوری کے عالم میں وہ لے لیا کرتے تھے - تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون کسی بھی صورت میں ہمارے لیے بہتری کا باعث ہو یا اس صوبے کے لیے تعلیمی خدمت کا باعث ہو بلکہ میں تو یہ استدعا کروں گا کہ ہمیں اس قسم کی ترامیم لانے کی قطعاً ضرورت نہیں - ہمیں بار بار ایک گندے قانون کو مزید گندا بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیں ہمیشہ کے لیے یہ گندے انڈے باہر ہی پھینک دینے چاہئیں اور اس قسم کے گندے قوانین کو یکسر ختم کرکے ان کی repealment کی ترامیم آنی چاہئیں کہ یہ ماضی کے مارشل لاء کی بدترین یادیں ہیں جن سے ہم نے اس صوبے کے غریب عوام کو نجات دلائی ہے اور اس کا واحد حل یہی ہے کہ آپ اصل قانون ہی ختم کریں - اس صوبے کے عوام کو اچھے پرائیویٹ سکول کھولنےکی اجازت دیں - ان میں competive sense پیدا کریں - انہیں ترغیب دیں ، خزانے پر بوجھ کم کریں اور عوام کو بہتر سے بہتر تعلیم مہیا کرنے کی سہولیات فراہم کریں - یہ تو ہے ان کی خدمت - اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کر سکتے اور میں استدعا کروں گا کہ اس بل کو ہرگز پاس نہ کیا جائے اور اس کی بجائے اصل قانون کو ختم کیا جائے - اس کی repealment کی جائے تاکہ ہم اس سے نجات حاصل کر سکیں -

Mr. Speaker : The House is adjourned for thirty minutes. It shall reassemble at 11.40.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ منور احمد : جناب والا ! میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ آج تقریباً سوا گیارہ بجے جب اسمبلی جانے کے وقفہ کے لیے ملتوی ہوئی تو ہم کیفیٹیریا میں تھے ۔ ہمیں اطلاع ملی کہ لاہور کی خواتین جو اسمبلی کے احاطہ میں اکٹھی تھیں وہ اندر آنا چاہتی ہیں چنانچہ میں ۔ خاکوانی صاحب اور دیگر ممبران بھی ان خواتین کے پاس گئے ۔ ہمیں پتہ چلا کہ ان خواتین میں سابق گورنر ملک غلام مصطفےٰ کھر کی بیگم اور سابق وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے کی بیگم بھی تھیں ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ممبران اسمبلی سے بات کرنا چاہتی ہیں ۔ ہم نے پولیس والوں سے کہا کہ ان کو اندر آنے دو اور ان کو نہ روکو لیکن انسپکٹر پولیس ہوں لائن اور دیگر پولیس بھی تھی انہوں نے ان کو اندر آنے نہ دیا ۔ اس پر ہم نے کہا کہ آپ ان کو ممبران اسمبلی سے ملنے کی اجازت دے دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جلوس کی شکل میں ہیں تو ان کو ایک ایک دو دو کی شکل میں ملنے دیں ہم نے ان سے درخواست کی ۔ قائد حزب اختلاف بھی اس وقت موجود تھے انہوں نے بھی کہا کہ انہیں اندر آنے دیں کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔ اس پر پولیس انسپکٹر سول لائنز نے اپنے کنسٹیبلان کو حکم دیا کہ ان پر لاٹھی چارج کیا جائے ۔ اس پر پولیس نے جن خواتین کے ہاتھوں میں قائد اعظم کی تصاویر تھیں ان تصاویر کو بھی پھاڑا اور پاکستان کے جھنڈے کی بھی بے حرمتی کی ۔ اس کے علاوہ ہم اسمبلی کے ممبران پر بھی انہوں نے لاٹھی چارج کیا ۔ میں اس سلسلے میں یہ تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! ویسے جو حادثہ راجہ منور احمد نے بیان کیا ہے کہ خواتین کی بے حرمتی ہوئی ہے ۔ مجھے بھی اس کا افسوس ہے ۔ لیکن اگر مسئلہ یہی تھا کہ کچھ ممبران کی یہ خواہش تھی کہ انہیں اندر آنے دیا جائے تو زیادہ مناسب تھا کہ وہ ممبران خود ان کے پاس چلے جاتے کیونکہ ایوان کے اندر بلانا میرے خیال میں **right of the member involved** نہیں اور اس طرح کہ ان خواتین کو اندر آنے دیا جائے میرے خیال میں یہ کوئی پرولیج کی بات نہیں ۔

مسٹر سپیکر : بات یہ ہے کہ آپ بھی ہال سے گذر کر آئے ہوں گے ۔

بہت سے ایسے حضرات جو اس اسمبلی کے ممبر نہیں ، ان کی بہت بڑی تعداد corridor میں موجود تھی ۔ وہ کسی کے لائے ہوئے ہوں گے یا کسی ممبر کے ساتھ آئے ہوئے ہوں گے ۔ اگر ایک فاضل رکن راجہ منور احمد یہ کہتے ہیں کہ دس ، بیس عورتوں کو اندر آنے کی اجازت دی جائے تو وہاں لاٹھی چارج کی کیا ضرورت تھی اور ممبر کے اس حق کو کیوں تسلیم نہ کیا گیا یا تو یہ بات ہے کہ کوئی بھی غیر ممبر اندر نہیں آتا ۔ اسمبلی کے premises میں نہیں آتا تو I can well appreciate کہ پہلے سپیکر کی اجازت لیتے یا کسی اور کی اجازت لیتے تو پھر یہ خواتین اس ایوان میں داخل ہو سکتی تھیں لیکن اگر غیر ممبران اس ایوان میں داخل ہوتے ہیں اور کم از کم مجھ سے ان کے لیے اجازت نہیں لی جاتی ، جو غیر ممبران اس احاطے میں موجود ہیں آج بھی میں خود دیکھ کر آیا ہوں یہ میری اجازت کے بغیر آئے ہیں ۔ تو یہ discrimination کیسی ہے ۔

How did they decide ?

چوہدری طالب حسین : جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ میں بھی وہاں موجود تھا ۔ باہر جہاں کار پارک ہے ان عورتوں کو وہاں روکا گیا تھا ۔ ان پولیس والوں کو یہ بھی کہا گیا کہ آپ انہیں اسمبلی کے اندر نہیں تو کم از کم اسمبلی کی سیڑھیوں تک تو آنے دیں ۔ ہم وہاں ان سے بات کر لیں گے ۔ اس کی بھی اجازت نہ دی گئی اور ان عورتوں کو دھکے دے گئے اور ان کی بے حرمتی کی گئی ۔ پاکستان کے جھنڈے کی بے حرمتی کی گئی اور ممبران اسمبلی پر اسمبلی precincts کے اندر لاٹھی چارج کیا گیا ۔ یہ نہایت ہی شرم ناک بات ہے ۔ تمام ممبران وہاں موجود تھے جو آپ کی موجودگی میں کیفیٹیریا سے اٹھ کر گئے تھے ۔ وہاں بہت سے ممبران تھے ۔ ان میں راجہ منور احمد بھی تھے جو مضروب ہوئے ۔ یہ اسمبلی precincts کے اندر ہوا ۔ اس سے زیادہ شرم ناک واقعہ یہاں آج تک نہیں ہوا ۔

وزیر قانون : جیسے قائد حزب اختلاف نے کہا ہے ۔ میں نے پہلے ہی آپ کے سامنے کہا ہے کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے تو اس کا مجھے قطعاً کوئی علم نہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں ایک میٹنگ میں شریک تھا ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ آپ ، ڈاکٹر عبدالخالق اور مخدوم زادہ سید حسن محمود اس میں مصروف تھے ۔

وزیر قانون : وہاں پر بھی ہمارے نوٹس میں ایسی کوئی بات نہ آئی ۔ لیکن میں اس کی تحقیقات کراتا ہوں کہ درحقیقت واقعات کیا ہیں اور اگر آپ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں کسی ممبر کی کوئی تذلیل کی گئی ہے تو میں اس سلسلے میں تحقیقات بھی کراؤں گا ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری محمد حنیف : جناب والا ! وہاں خواتین کی توہین کی گئی ہے اور قائد اعظم کا فوٹو پھاڑا گیا ہے اور یہ ہزاروں لوگوں کے سامنے پولیس کے سامنے اور اسمبلی ممبران کے سامنے ہو تو تحقیقات کس بات کی کرنی ہے ۔

وزیر قانون : میں اس سلسلے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ مجھے صحیح واقعات کا علم نہیں ۔ یہ بات ابھی میرے نوٹس میں آئی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس سلسلے میں تحقیقات کر سکتے ہیں ۔ مناسب نہ ہوگا کہ آپ اسے کل لے لیں ۔ اگر اس سلسلے میں کسی ممبر کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! اس میں بات یہ ہے کہ باقی بات تو اپنی جگہ پر افسوس ناک ہونے کے باوجود شاید ہم اس میں کوئی براہ راست مداخلت نہ کر سکیں لیکن ممبران کے استحقاق کے مجروح ہونے کی جو بات ہے ۔ اب فاضل ممبران خود کھڑے ہو کر اس بات کا ذکر کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : اس سلسلے میں مناسب یہ ہے کہ ہم تحقیقات کریں گے کہ یہ واقعات کیسے ہوئے ہیں ، کیوں ہوئے ہیں اور ان کا کیا استدلال تھا اسے فوری طور پر نہیں لیا جا سکتا ۔ تو کل پر اسے رکھ لیں ۔

سید ناہش الوری : جناب سپیکر ! آپ کے سامنے دو معزز ممبران نے جن میں قائد حزب اختلاف بھی شامل ہیں ۔ اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں اور یہ کہا ہے کہ ان کے سامنے لاٹھی چارج ہوا ۔ خود راجہ منور احمد کو لاٹھیاں لگیں اور جیسے آپ نے فرمایا ہے **precincts of the Assembly** میں ہوا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میرے خیال میں سید تابش الوری صاحب خواہ مخواہ مسئلے کو الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جذباتی تقریر کر رہے تو ان کا عین فرض ہے ۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری : نہیں جناب ۔ میں نے کوئی جذباتی بات نہیں کی ۔ وہ تو ہر بات کو جذباتی مسئلہ بنا لیتے ہیں ۔ اس میں کیا الجھاؤ ہو سکتا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Raja Sahib ! you give me in writing and I will take it up in due course of time.

اتنی دیر میں وہ بھی پتہ کر لیں گے اور اگر انہوں نے کچھ کہنا ہوا وہ بھی کہہ لیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے زیادہ سنگین واقعہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : The House is cognizant of the matter. It will come up in due course of time.

راجہ محمد افضل خان : معلوم ہوتا ہے کہ ان کو شاید ان مستورات میں جمیلہ رزاق اور ایسی شخصیتیں دکھائی دیتی ہیں جن سے یہ حکومت خائف ہے ۔ آمریت خائف ہے ان خواتین سے ۔

چوہدری طالب حسین : اگر 60 عورتیں اسمبلی کی سیڑھیوں تک آ جائیں تو کیا حکومت کا تختہ الٹ جاتا ۔ انہوں نے کیا کر دیا تھا ۔ آج تک کیا کسی حکومت نے عورتوں پر بھی لاٹھی چارج کیا تھا اور ممبران اسمبلی پر لاٹھی چارج کیا تھا ۔ اسمبلی premises کے اندر ؟ انہیں شرم آنی چاہیئے ۔

سید تابش الوری : یہ مسئلہ بہت سنگین ہے اور میری درخواست یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری محمد حنیف : جناب سپیکر ! اس مسئلہ کو فوری طور پر لیا جانا چاہیے ۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری : جناب والا ! اس تحریک کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے - اس سلسلے میں پہلے بھی مثال موجود ہے - جب بھی کسی رکن اسمبلی پر اس قسم کا براہ راست حملہ ہوا ہے - - -

Mr. Spe ker : Syed Sahib ! I have clearly decided that I will take it up today. Let us proceed further,

ایک تحریک آتی ہے اس کی نقل ہوتی ہے اور اس میں کچھ وقت لگتا ہے -

The House is cognizant of this matter. Yes Syed Tabish Alvari.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آج ہمارے سامنے جو ترمیمی بل غور کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے وہ privately managed سکولوں اور کالجوں سے متعلق ہے اور اس ترمیمی بل کے ذریعے حکومت جن مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس کی اہمیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اصولی طور پر ان پر اس ایوان میں سیر حاصل بحث کریں - اس بل سے وہ کالج اور سکول متاثر ہوں گے - جنہیں صوبائی حکومت نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے تحت قومی تحویل میں لیا تھا یا اس کے بعد صوبائی تحویل میں لیا تھا - اور یہاں جب ہم ان اداروں کے حال اور مستقبل سے متعلق بعض قیود ، بعض نئی پابندیوں اور بعض نئی شرائط سے متعلق قانون سازی کر رہے ہیں تو ہم یہ چاہیں گے کہ ان اداروں کا ایک اجمالی جائزہ بھی لیں -

چوہدری محمد حنیف : جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - گھنٹی بجائی گئی - - - کورم پورا ہو گیا ہے - سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! تعلیمی اداروں کی نیشنلائزیشن کا مسئلہ ایک انتہائی متنازع فیہ مسئلہ ہے - حکومت نے ایک مارشل لاء کے ضابطے کے تحت ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو اس بنیاد پر اپنی تحویل میں لینے کا مارشل لاء حکم جاری کیا تھا کہ وہ ملک اور صوبے میں انقلابی تعلیمی اصلاحات کرنا چاہتی ہے - جناب وزیر اعظم بھٹو نے اسی بنا پر

مارشل لاء کے اس ضابطے کا جواز پیش کیا تھا کہ ہم چونکہ بڑے پیمانے پر تعلیمی سرجری کرنا چاہتے ہیں ۔ انقلابی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں ۔ اس لیے ہم مروجہ ضابطے ، مروجہ قانون اور عام طریق کار سے ہٹ کر مارشل لاء کے تحت یہ کارروائی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں ۔ ان اصلاحات اور اس اقدام کا پورے ملک میں اور صوبائی سطح پر زبردست پروپیگنڈہ کیا گیا ۔ ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع اس کے لیے وقف کر دیے گئے اور یہ کہا گیا کہ ہم اب ایسی انقلابی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ جس کے نتیجے میں ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کے بعد تعلیم نہ صرف عام کی جا سکے گی ، نہ صرف عام لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادے کا موقع ملے گا ۔ بلکہ ان تعلیمی اداروں کا معیار اور تعلیم کا معیار بھی بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا ۔ لیکن جناب والا آپ نے دیکھا ، ہم نے دیکھا اور ساری دنیا نے دیکھا کہ یہ نیشنلائزیشن کا تجربہ کم از کم تعلیمی اداروں کی حد تک قطعی طور پر اس اعتبار سے ناکام ہوگیا ہے کہ نیشنلائزیشن کے نتیجے میں ان تعلیمی اداروں کا تشخص ختم ہوگیا ہے ۔

Mr Speaker: Let us come to the present Bill. Principles are not under discussion or under consideration.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو اس بل کے تحت آئندہ کے لیے اور موجودہ صورت میں پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کو آئندہ کے لیے نیشنلائز کرنے انہیں exempt کرنے انہیں بند کرنے یا انہیں suspend کرنے کا اختیار دینے سے متعلق بڑی اہم دفعات موجود ہیں ۔ وہ مارشل لاء کے اس ضابطے کے دائرے کو وسیع کرنا چاہتے ہیں اور میں اس کی سرے سے اس بنیاد پر مخالفت کر رہا ہوں کہ نیشنلائزیشن کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے ۔ اس لیے اس سلسلے میں حکومت کو مزید اختیارات نہیں دیے جا سکتے ۔ تو جناب والا یہ ثابت کرنے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہوگا کہ ہمارے نیشنلائزڈ سکول اور کالجوں کی موجودہ حالت کیا ہے اور اس تجربے نے انہیں آگے بڑھایا ہے یا انہیں رجعت اور پسماندگی کا شکار کیا ہے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ تجربہ اس اعتبار سے ناکام ہو چکا ہے کہ اس کے تحت بے شمار سکولوں اور کالجوں

کو بغیر کسی امتیاز بغیر کسی تشخص کے حکومت نے اپنی تحویل میں لیا اور اس مقصد کے لیے لیا کہ وہ اس کا معیار بلند کریں گے اور انہیں فعال اور متحرک بنائیں گے ۔ جب کہ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ادارے جو پرائیویٹ حیثیت میں زیادہ اچھی خدمات انجام دے رہے تھے زیادہ مسابقت کے ساتھ اور زیادہ مسابقانہ جذبے کے تحت کام کر رہے تھے اپنے تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کس کلاز پر اپنا سارا argument base کر رہے ہیں ۔ وہ تو اس کو further qualify کر رہے ہیں ۔ کلاز نمبر 4 میں ۔ جسے آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو وہ extend کر رہے ہیں وہ اس کو further quality کر رہے ہیں کلاز 4 میں ۔ پہلے تو نوٹیفیکیشن ہو سکتا ہے under the earlier law at any time

سید تابش الوری : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب وہ اس کو condition کر رہے ہیں ۔

with this proviso :

> provided that no such notification shall be issued in respect of a privately managed school unless the Provincial Government is satisfied that such school cannot be run on a genuinely benevolent, philanthropic or non-commercial basis or is not maintaining proper standards.

سید تابش الوری : میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ میری بات سنیے ۔ پہلا قانون ہے کہ جب چاہیں وہ نوٹیفیکشن کر سکتے ہیں ۔ اب انہوں نے اپنے اوپر ایک پابندی عائد کی ہے ۔

They are actually regulating their own conduct. They are not extending their own power but curtailing their own authority.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے تحت یہ پابندی عاید کی جا رہی ہے اور آپ بجا طور پر کہہ رہے ہیں اور اسی سے میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی نیشنلائزیشن کی جو پالیسی ہے اس کی ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں۔

Mr. Speaker : That is not relevant here The education policy as such is not under discussion. Present amendments are under discussion.

سید تابش الوری : جناب والا ! نیشنلائزیشن کے سلسلے میں جو پہلے absolute powers تھیں اب ان کو خود curtail کر رہے ہیں۔

Mr. Speaker : That is not under discussion.

سید تابش الوری : میں جب تک یہ ثابت نہ کروں کہ یہ آخر اس بل کو کیوں لا رہے ہیں اور اس کا پس منظر کیا ہے اس کے عوامل کیا ہیں تو اس وقت تک اس کی ناکامی کا کیسے پتہ چل سکے گا۔

Mr. Speaker : The discussion of the principal legislation is not under discussion.

سید تابش الوری : تو جناب میں کیا کہوں کہ یہ proviso ٹھیک ہے۔

مسٹر سپیکر : مجھے نہیں پتہ آپ کو کیا کہنا چاہیے۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلا نوٹیفیکیشن ٹھیک تھا اس میں یہ ترمیم ٹھیک نہیں ہے۔

سید تابش الوری : میں یہی کہہ رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مگر گورنمنٹ کو اپنے آپ کو اس میں محدود نہیں کرنا چاہئیے۔

سید تابش الوری : میں یہی کہہ رہا ہوں کہ جس انقلابی اقدام کا یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے اب یہ خود اپنی اس ترمیم کے ذریعے وہ انقلابی اصلاحات واپس لے رہے ہیں اور یہ ثابت کر رہے ہیں کہ انہوں نے جو پالیسی اختیار کی تھی جو منصوبہ بنایا تھا اس میں وہ ناکام ہو گئے ہیں۔

Mr. Speaker : I have again to repeat that the primary legislation is not under discussion.

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں پرائمری لیجسلیشن کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : آپ اسی کی بات کر رہے ہیں -

سید ثابش الوری : جب تک میں اس کلاز کی بات نہیں کروں گا جس میں آپ یہ ترمیم لا رہے ہیں تو میں کس طرح سے اپنا کیس ثابت کر سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر : آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ پرنسپل کلاز ہی غلط ہے اور اس کی ضرورت کوئی نہیں تھی یا وہ فیل ہو گئی ہے

That I can't permit.

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کلاز کے تحت لوگوں کو جس انقلاب کا نعرہ دیا گیا تھا اس ترمیمی کلاز کے تحت وہ انقلابی اقدام ختم ہوا رہا ہے ۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں صرف اتنی بات کرنی چاہتا ہوں اور میں یہ اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک میں اصل کلاز کا حوالہ نہ دوں اصل ضابطے کا حوالہ نہ دوں ۔ جب تک مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کا حوالہ نہ دوں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب! ڈسکشن کا سکوپ اتنا extend نہیں ہوتا -

سید ثابش الوری : میں جناب اس کو مختصر کر دیتا ہوں -

مسٹر سپیکر : یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ اس کا object frustrate ہو گیا ہے -

سید ثابش الوری : میں یہی کہنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : آپ نے جو conclusion نکالا ہے -

I can't permit the principal clause to be discussed.

سید ثابش الوری : میں پرنسپل کلاز کو زیر بحث نہیں لا رہا۔ میں تو اس کے نتیجے کو ڈسکس کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! میں یہ گذارش کر

رہا ہوں کہ ہم نے اور رائے عامہ نے جس بنیادی اعتراض کو اٹھایا تھا اور اس نیشنلائزیشن کے وقت اور اس کے بعد آج تک مستقل طور پر استقلال مزاج کے ساتھ جس بات کو دہرایا ہے آج یہ حکومت اس حد تک اس بات کو ماننے پر مجبور ہو گئی ہے کہ موجودہ ترمیمی بل کے ذریعے یہ اختیار حاصل کرنا چاہتی ہے کہ پہلے ضابطے کے تحت تمام privately managed سکولوں اور کالجوں کو وہ اپنی تحویل میں بغیر کسی شرط کے لے سکتی تھی لیکن اب اس نے یہ شرط عاید کی ہے کہ اگر کوئی سکول خیراتی بنیادوں پر چل رہا ہو ، انسانی بہبود کے لیے کام کر رہا ہو یا اس کا تعلیمی معیار بہتر ہو یا وہ غیر تجارتی بنیاد پر اچھی خدمات انجام دے رہا ہے تو اس proviso کے تحت حکومت یہ استثنیٰ حاصل کر رہی ہے کہ انہیں ممکن ہے کہ نیشنلائز نہ کیا جائے مگر دلیل یہ ہے کہ ان کا یہ اقدام یہ سروے ہمیں اس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ وہ مجموعی اعتبار سے اب تک کیے گئے اقدامات پر شرمندہ ہیں ، پشیمان ہیں اور اس سلسلے میں جو وسیع و عریض اخراجات کیے گئے ہیں اور ان کے جو بدترین نتائج نکلے ہیں اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! آپ پھر وہیں پہنچ گئے ہیں جس سے آپ کو منع کیا گیا ۔

سید ثابش الوری : تو جناب والا میں اس میں یہ نہ کہوں کہ یہ انہوں نے کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں کیا بتا سکتا ہوں کہ آپ کیا کہیں ۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ آپ موجودہ بل تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھیں ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! موجودہ بل یہ ہے کہ انہیں نیشنلائز نہیں کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ کہیے کہ یہ بہت برا ہے اور اس کے لیے دلیل دیجیے ۔

سید ثابش الوری : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ وہ یہ بل لانے پر

مجبور ہو گئے ہیں اور انہیں یہ فراخ دلی سے تسلیم کرنا چاہیے کہ جس طرح سے انہوں نے دوسری اصلاحات کے سلسلے میں اپنے اقدامات کو واپس لیا ہے اسے بھی واپس لینے کے لیے تیار ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! آپ مجھے کیوں مجبور کر رہے ہیں کہ میں آپ کو یہ درخواست کروں کہ آپ irrelevant ہو گئے ہیں ۔ اب آگے چلیے ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! مشکل یہ ہے کہ جب آپ ایک بات سوچ لیتے ہیں ۔ تو پھر اپنی سوچ کے دروازے بند کر لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات نہیں ہے ۔ میں نے اس کو اتنا clear کیا ہے کہ آپ اب اس بات کے کہنے پر آ گئے ہیں کہ پرنسپل لیجسلیشن وہ واپس لے لیں ۔

That is not relevant to the present discussion.

سید ناہش الوری : جناب ! جب یہ ترمیمی بل لا رہے ہیں تو ہمارا یہ کہنے کا حق ہے ۔

مسٹر سپیکر : بالکل نہیں ہے ۔

You have to speak on the amendment.

سید ناہش الوری : جناب والا ! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ ناکام ہو گئے ہیں ۔ تو اسے پیش ہی نہیں کرنا چاہیے اس بل کو اور اس ترمیم کو اور اگر جناب والا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں ۔ وہ کامیاب رہے ہیں اور ان کا تجربہ ٹھیک ہے تو پھر اس ترمیمی بل کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس میں یہ پابندیاں عاید کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ میں جناب والا کیسے ثابت کر سکتا ہوں جب تک صرف حوالے کے طور پر بھی آپ مجھے یہ بتانے کی اجازت نہ دیں کہ اس وقت جو نیشنلائزڈ سکول اور کالج ہیں ان کی کیا حالت ہے اور اگر اس ترمیمی بل کے ذریعے وہ اختیارات بھی انہوں نے لینے ہیں ۔ جناب والا ! اس کے تحت یہ اختیارات بھی وہ لے رہے ہیں کہ آئندہ جو پرائیویٹ سکول و کالج ہیں ان کو بند کرنے کا بھی وہ اختیار حکومت کی منظوری سے لے سکتے ہیں ۔ ان کی پروموشن کے سلسلے میں بھی حکومت یہ اختیار لے رہی ہے اور ان کی عمارات

کی ملکیت کے سلسلے میں حکومت اپنے اختیارات کی توسیع کر رہی ہے تو جناب والا میں جب تک یہ ثابت نہ کروں کہ پہلے بھی ان کے ساتھ بڑی زیادتی اور ظلم ہو چکا ہے - تو میں یہ کیسے کہہ سکوں گا - -

مسٹر سپیکر : ظلم جو ہو چکا ہے وہ ہو چکا ہے -

That is a part of the legislation.

سید تابش الوری : اب ان کے ساتھ مزید ظلم اور زیادتی نہیں ہونی چاہیے جو اس بل کے ذریعے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - جناب والا ! ہمارا استدلال یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اس ترمیم کو اس طور پر ازسرنو مرتب کیا جائے کہ آئندہ کوئی سکول اور کوئی کالج نیشنلائز نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس سے پہلے جو سکول اور کالج نیشنلائز کیے گئے ہیں - ان کا تعلیمی معیار پست ہو گیا ہے اور اس سے عام لوگوں کی صلاحیتوں میں اضافہ نہیں ہوا - جب کہ حکومت نے سالانہ ساڑھے اٹھائیس کروڑ روپے کا خرچ اپنے صوبائی خزانے پر بڑھا لیا ہے - جناب والا ! جب کہ 29-28 کروڑ روپیہ صرف کیا گیا ہے اگر آئندہ کے لیے یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کے لیے ان سکولوں پر قبضہ کرنے کی بجائے پہلے لوگوں کو سہولتیں فراہم کی جائیں اور نئے کالج قائم کریں تو اس طرح آپ کتنے زیادہ لوگوں کو تعلیمی فائدہ پہنچا سکتے ہیں -

جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ اب بھی وقت ہے کہ ناکام تجربہ کی روشنی میں حکومت اپنے اس بل پر نظرثانی کرے - اور اس طور سے نظرثانی کریں کہ آئندہ نیشنلائزیشن کا طریقہ ختم کر دیا جائے گا - اور یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ آئندہ تمام پابندیاں اور فرائض ان سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی بہتری کے لیے ہوں - یا ان اداروں کی بہتری کے لیے ہوں اور ان کو اسی طور پر نافذ کریں جس طرح صنعتی اداروں میں مزدوروں کے لیے بعض قوانین وضع کئے گئے ہیں - جناب والا ! اگر مقصد یہ ہوتا کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا معیار تعلیم بلند کیا جائے - انہیں اور بہتر بنایا جائے تو پھر بھی بات تھی - ایسے قوانین بنائے جائیں جو پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مقاصد کی تکمیل کر سکیں اور ان فرائض و مراعات کو اپنے اداروں میں جاری کر سکیں - جو موجودہ صورت میں ان پرائیویٹ تعلیمی

اداروں کو حاصل نہیں ہیں۔ جناب والا! میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ۔۔۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔۔۔ گھنٹی بجائی گئی۔۔۔ کورم پورا ہو گیا ہے۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں ہمیشہ سے قانون سازی کے دوران ہر اچھی بات کو سراہنے کا عادی ہوں اور ان کے برے پہلوؤں کو بڑی شدت کے ساتھ تنقید کا نشانہ بنانا پسند کرتا ہوں۔ جناب والا! نیشنلائزیشن کی وجہ سے میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ پرائیویٹلی مینیجڈ سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی تنخواہوں کا معیار بلند کیا جائے۔ اور کسی حد تک ان اداروں کی سلکیتی عمارتوں کی حالت بھی بہتر ہو۔ لیکن مجموعی اعتبار سے ان اداروں کے تعلیمی معیار کو نقصان پہنچا ہے۔ ان تعلیمی اداروں کا معیار پست ہوا ہے۔ اور بدستور پست ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مزید تعلیمی اداروں کو جو پرائیویٹ طور پر اپنے تشخص کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور بہتر طور پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کو اپنی تحویل میں لینے کا اختیار کسی طور پر پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! اگر اس بل پر تھوڑا سا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اصل بل جو تھا اس کو دو سال کے اندر اندر آئین کے آرٹیکل 8(4) کے تحت بنیادی حقوق کے ہم آہنگ کرنا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ اور یہی ترامیم ہم نے پیش کی ہے کہ ایسے آئین کے بنیادی حقوق کے مطابق ہم آہنگ کر دیا جائے۔ جناب والا! ابھی ابھی جناب سید تابش الوری صاحب نے اور دوسرے اپوزیشن کے دوستوں نے کہا ہے کہ ان ترامیم سے fundamental rights سے conflict ہوتا ہے۔ جناب والا! ہم نے تو آئین کی شرط کو پورا کرنے کے لیے بنیادی حقوق کے مطابق بنانے کے لیے یہ سب کوشش کی ہے۔ اور یہ provisn add کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر جناب والا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بنیادی حقوق infringe ہوتے ہیں تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں کیا conflict ہے۔ لیکن ابھی تک وہ پالیسی اور main bill جو اس مقننہ کے

اختیار میں بھی نہیں ہے اس پر بحث کر رہے ہیں - جناب والا ! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ کس لیے انہیں بحث کی اجازت دے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : جس وقت آپ نے ایمنڈمنٹ پیش کیا تھا اس وقت اگر آپ کی یہ بات آ جاتی تو زیادہ واضح ہو جاتا -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! یہ تو preamble میں درج ہے - اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سے بنیادی حقوق ہم آہنگ ہو رہے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! اب یہ جو چاہیں کہیں -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Point of order, Before you give a ruling on the point of order raised by the Law Minister, I can prove to the Law Minister that there is a lot of conflict between the fundamental rights and the provisions of this Bill.

Mr. Speaker : There is no question of any decision

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I did not want to go by default because the Law Minister thought that he will get a ruling on the point of order.

Mr. Speaker : He only wanted to give a particular channel to the discussion. He never raised a point of order. It was only an explanation.

Minister for Law : I said that the discussion can be confined only to a particular law.

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر وزیر قانون نے کسی وجہ سے میری تقریر کو پوری طرح نہیں سنا تو یہ اور بات ہے -

مسٹر سپیکر : مگر وہ تو آپ کی تعریف کر رہے تھے -

سید تابش الوری : جناب والا ! جب میں ایک اچھے پہلو پر تقریر کر رہا تھا انہوں نے اعتراف کر لیا کہ میں شائد غلط بات کر رہا ہوں :

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جناب والا ! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اس ترمیمی بل کا مقصد دستور سے اور اس کے بنیادی حقوق سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ پھر اس میں اتنا کافی نہیں ہے کہ اس میں ایک proviso کا اضافہ کر دیا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ fundamental rights کے مطابق ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہو کہ تعلیمی، سماجی اور اخلاقی میدان میں جو بھی اقدام کرنا چاہے کر سکے۔ اور جو خیر خضرات ہیں، ماہر ہیں وہ بڑے بڑے ادارے قائم کر سکیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کس کلاز پر بحث کر رہے ہیں ؟

سید نایش الوری : یہی تو proviso ہے۔ جناب والا ! یہ provis کو extend کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسے extend کرنے کی بجائے کنٹرول کرنا چاہیے۔ اور جو اختیارات صوبائی حکومت کے ہیں اور مارشل لاء کا ضابطہ نمبر 118 جو آج تک نافذ ہے۔ اگر اس سے آگے ہم یہ قانون سازی کریں کہ آئندہ کسی بھی ادارہ کو ہم take over نہیں کریں گے۔

Mr. Speaker : But that will be beyond the scope of the present law and the present discussion. That is actually not the objection.

سید نایش الوری : جناب والا ! وزیر قانون نے یہ پہلا قانون ہے جس میں بہتر اصلاحات تجویز کی ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ترمیم نہیں کی۔

مسٹر سپیکر : جو آپ کہہ رہے ہیں۔

That is beyond the scope of the present bill and discussion can't be held beyond the bill.

سید نایش الوری : جناب والا ! اگر آپ اس کی دوسری کلاز کا معائنہ کریں تو انہوں نے اختیار بڑھایا ہے۔ مثلاً اس کے پیرا 3 کے تحت یہ اختیار حاصل تھا کہ کسی سکول کی مینجمنٹ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی بھی وقت اپنی مرضی سے اسے بند کر دے۔ یا اپنا کام معطل کر دے۔ انہوں نے اس ترمیمی بل کے ذریعہ سے یہ اختیار لیا ہے کہ وہ حکومت کی منظوری سے اپنا کاروبار معطل کر سکتے ہیں۔ یہ اس کے سکوپ

میں اس کی curtailment ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے ۔ اس میں اضافہ ہوا ہے کہ نہیں ؟

سپیکر : میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ

That the discussion which is not about the bill can't be permitted.

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ! Fundamental rights حکومت کے نہیں ہوتے ہیں عوام کے ہوتے ہیں ۔ افراد کے ہوتے ہیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Is it a point of order Sir ?

سید تابش الوری : جناب والا ! میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر واقعی حکومت عوام کے بنیادی حقوق پر یقین رکھتی ہے اور اسی مقصد کے لیے اس بل کو لانا چاہتی ہے ۔ تو عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ اس طور پر ہو سکتا ہے کہ اس بل کو واپس لے کر اس طور پر مرتب کرے کہ آئندہ کے لیے بلا امتیاز اور تمیز کے پرائیویٹ اچھے اور فعال اداروں کو حکومت اپنی تحویل میں نہ لے سکے ۔ جناب والا ! اس کے دو فائدے ہوں گے ۔ ایک یہ کہ ہمارے تعلیمی میدان میں جو مسابقت کا جذبہ جاری ہے اور جو پرائیویٹ ادارے سرکاری اداروں کے مقابلہ میں بہتر اور اچھی خدمات انجام دے رہی ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنے کا موقعہ ملے گا ۔ اور انہیں اپنا تعلیمی معیار بلند کرنے کی آسانیاں فراہم ہوں گی ۔

سپیکر : سید صاحب ! آپ تو نئی لیجسلیشن تجویز کر رہے ہیں جو آپ کے ذہن میں ہے ۔

That can't be the subject of the present discussion.

آپ کے ذہن میں ایک ایجوکیشن پالیسی ہے ۔

That Education Policy is not under discussion. The present legislation with reference to the primary legislation is under discussion. Let us confine ourselves to the present bill.

سید تابش الوری : میں جناب والا اس کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

میں جب بھی اس بل کو as a whole oppose کروں گا ۔ تو کیا آپ مجھے اس چیز کی اجازت نہیں دیں گے کہ اس سلسلہ میں جو بھی مثبت تجاویز ہو سکتی ہیں اور ان کو جس طرح سے بھی ترمیم کیا جا سکتا ہے اسے میں اس ایوان میں پیش کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح سے نہیں ہے ۔

You are among the spokesmen of this House.

آپ کو اب بتانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ کو یہ احساس ہے کہ یہ بحث اب طویل ہو رہی ہے اسی لیے آپ نہیں چاہتے ہیں کہ اتنے اہم موضوع پر میں حوالے کے طور پر کچھ کہوں ۔ یا اس کا ذکر کروں ۔

مسٹر سپیکر : ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ریفرنس کے طور پر آپ کریں ۔

But that cannot be the subject of your speech.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بل کی مقصدیت متعین ہونی چاہیے کہ آیا اس بل کے تحت وہ آئندہ کے لیے نیشنلائزیشن کا سکوپ وسیع کر رہے ہیں ۔ یا کم کر رہے ہیں ۔ یہ پوائنٹ اس میں زیر بحث ہے ۔ اگر تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نیشنلائزیشن کا سکوپ آئندہ کے لیے کم کر رہے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : آپ کیا چاہتے ہیں ؟

سید تابش الوری : میں یہی تجویز کر رہا ہوں کہ کیا وہ خود invite کر رہے ہیں کہ کیا ہونا چاہیے ۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ جب تک ہم اس کی مخالفت کر کے متبادل منصوبہ تجویز نہیں کریں گے ۔ اس وقت بات مکمل نہیں ہوتی ہے ۔ میں صرف یہ گذارش کر رہا ہوں کہ اگر انھوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ آئندہ کے لیے نیشنلائزیشن بغیر امتیاز اور شرط کے نہیں کی جانی چاہیے تو یہ بات انہیں کھل کر کہنی چاہیے ۔

شیخ عزیز احمد : proviso تو یہی کہہ رہا ہے ۔

سید تابش الوری : میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ آئندہ کے لیے اگر آپ Scope of nationalization کو کم سے کم تر کرنا چاہتے ہیں اس سے تو یہ

بات ثابت ہو رہی ہے کہ آپ اپنے پہلے تجربہ کی ناکامی سے سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں - اور آئندہ کے لیے آپ کو fandamental rights نے مجبور کیا ہے کہ آئندہ آپ کا نیشنلائزیشن کا وہ مارشل لائی طریقہ نہیں ہونا چاہیے - بلکہ ان کے لیے کچھ شرائط کچھ قاعدے اور قانون وضع کئے جانے چاہئیں - تو اگر تو fundamental rights کی وجہ سے better sense prevail کی ہے - اور آپ نے تسلیم کر لیا ہے - کہ آئندہ کے لیے nationalization کو unconditional نہ ہونا چاہیے - تو آپ اس بات کو یہاں علی الاعلان کہیں اور میں اس کی تائید کرنے کے لیے تیار ہوں - یہ میرے موقف کی بالواسطہ طور پر تائید ہے کہ حکومت آئندہ کے لیے نیشنلائزیشن کے سلسلہ میں بعض قاعدے ، قانون اور ان کے حقائق کو سامنے رکھنا چاہتی ہے - اور اگر حقائق کا یہ اعتراف اس طرح سے جاری رہا - تو مجھے یقین ہے کہ ایک لمحہ ایسا بھی آ سکتا ہے کہ جس طرح سے آپ نے ادویات کے سلسلے میں اپنا انقلابی قدم واپس لیا ہے - اسی طرح سے آپ کی سفارش سے ، آپ کی تجویز سے مرکزی حکومت نیشنلائزیشن کو کلیتاً واپس لے لے - لیکن جناب والا ہمیں اندیشہ یہ ہے کہ یہ بات صرف کہنے کی ہے - صرف جواز کے طور پر پیش کی جا رہی ہے - اصل مقصد اس اختیار کا یہ ہے کہ یہ ایک discretion حاصل کرنا چاہتے ہیں اور صوبائی حکومت ایک ایسا امتیازی اختیار لینا چاہتی ہے جس کے تحت وہ اپنے پسندیدہ - - -

Sheikh Aziz Ahmed : Repeating, Repeating and Repeating.

مسٹر سپیکر : discretion والی بات وہ پہلی مرتبہ کہہ رہے ہیں -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! یہ پوائنٹ میں نے کہا ہی نہیں - میرے خیال میں شیخ صاحب کے کان بج رہے ہیں - میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اگر اس کا مقصد fundamental right دینا ہے تو میں اس کی تائید کرتا ہوں - لیکن ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اس کا مقصد ایسی discretion حاصل کرنا ہے - جس کے تحت ایسے پرائیویٹ سکولوں کو جو کہ حکومت کے نزدیک ناپسندیدہ افراد کے ہاتھوں میں ہیں - یا ایسے افراد کے

ہاتھوں میں ہیں ۔ جو کہ ان کے سیاسی مقاصد کی تکمیل نہیں کرتے ہیں ۔ ان کو وہ مستثنیٰ کرنا چاہتی ہے ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ پہلے مارشل لاء ریگولیشن نے جو بے قید نیشیلائزیشن کا اختیار دیا تھا اسے کم کرکے محض ان لوگوں کے خلاف اس اختیار کو استعمال کیا جائے ۔ جو کہ ان کے مقاصد کی تکمیل نہیں کرتے ہیں ۔ اور اس کے لیے انہوں نے یہ proviso ایجاد کیا ہے کہ جسے وہ چاہیں گے اسے Philanthropic, Benevolent, Non-commercial ادارہ کہہ کر وہ چھوڑ دیں گے ۔ اور جسے چاہیں گے اپنی discretion استعمال کرتے ہوئے اپنی تحویل میں لے آئیں گے ۔ اس طرح سے سیاسی مطلب براری اور سیاسی اغراض کی تکمیل کا ایک نیا چور دروازہ کھل رہا ہے جس کے لیے یہ ایوان کسی طور پر آئندہ کے لیے اجازت نہیں دے سکتا ہے کیونکہ اس سے نہ صرف عوام اچھے اداروں سے محروم ہوں گے ۔ نہ صرف یہ کہ تعلیمی سہولتوں کے سلسلہ میں عوامی جذبہ مجروح ہوگا ۔ بلکہ ہمارے صوبہ میں تعلیمی ماہرین کو کچلنے کی ایک نئی راہ ہاتھ آجائے گی ۔

اسی طرح سے جناب والا مارشل لاء کے ضابطہ 188 کو جو اپنی مارشل لاء نوعیت کی وجہ سے انتہائی بدنام ہے یہ وسعت بھی دی جا رہی ہے کہ پہلے کسی بھی پرائیویٹ سکول یا کالج کی منیجمنٹ کو یہ اختیار حاصل نہ تھا کہ وہ اپنی من مانی کرتے ہوئے اپنی منشا استعمال کرتے ہوئے اپنے کالج یا سکول کو سرے سے بند کر دے لیکن اس ترمیمی بل کے ذریعے سے یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ اگر ایسا کوئی ادارہ حکومت کی پہلے سے منظوری حاصل کر لے تو وہ اسے بند بھی کر سکے گا اور اپنے کام کو معطل بھی کر سکے گا ۔ اس طرح سے مارشل لاء کے ضابطے کے تحت جو اختیار دیا جا رہا تھا یا جو پابندی لگائی جا رہی تھی اس ترمیمی بل کے ذریعہ اور زیادہ سخت اور بھیانک بنایا جا رہا ہے ۔ اس طرح سے جناب والا اس بل کا یہ مقصد بھی معلوم ہوتا ہے اور اس کی میں اس وقت کلاز refer نہیں کرنا چاہتا کہ اس کے تحت خاص قسم کے انگلش میڈیم سکولوں کو جو ابھی تک سرکاری تحویل میں نہیں لیے گئے اور جنہیں محض اس لیے محفوظ رکھا گیا ہے کہ ان میں اعلیٰ حکام ، وزراء کرام اور امراء عظام کے بچے

پڑھتے ہیں ۔ جناب والا ! انہیں آج تک عوام کے شدید مطالبوں کے باوجود اس لیے سرکاری تحویل میں نہیں لیا گیا کہ ان کا پرائیویٹ اداروں کی حیثیت سے جو تعلیم کا معیار ہے اس کو محفوظ رکھ کر اپنے بچوں کو وہاں استفادے کا موقع دیا جائے اور جہاں غریب لوگوں کے بچے پڑھتے تھے ۔ جہاں مڈل کلاس کے بچے پڑھتے تھے اور جہاں سفید پوش لوگوں کے بچے پڑھتے تھے ان کے مفلوک الحال اداروں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور آئندہ بھی یہ provision بھی اس لیے رکھی جا رہی ہے کہ آئندہ ایسے انگلش میڈیم سکول یا ایسے پسندیدہ سکول جو ان کے اپنے افراد چلا رہے ہیں ان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد : کیا تابش صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ ان کے اپنے بچے ان سکولوں میں نہیں پڑھتے اور کیا حاجی صاحب کے بچے وہاں نہیں پڑھتے اور کیا مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کے بچے وہاں نہیں پڑھتے؟

Mr. Speaker : He includes everybody in the House.

سید تابش الوری : نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ! میرے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھ رہے ہیں ۔ Convent یا اس قسم کے پبلک سکول میں تعلیم نہیں حاصل کر رہے ہیں اور نہ ہی مجھ میں اتنی استعداد ہے کہ میں ان کو وہاں تعلیم دلا سکوں ۔ اس لیے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے اداروں کو آپ نے یہ کھلی چھٹی دی ہے ۔ جناب والا ! اگر یہ پابندی عائد کی جائے اور یہ قانون لایا جائے کہ حکومت ایسے انگلش میڈیم سکولوں کی اور Convent سکولوں کی فیسوں پر اور ان کے نصاب پر اور ان کی منیجمنٹ پر مؤثر کنٹرول کرے گی تو اس بات کا سارے صوبہ میں خیر مقدم کیا جائے گا لیکن نزلہ برعضو ضعیف ۔ حکومت متوسط درجے کے لوگوں کے خلاف تو اقدامات کرتی ہے لیکن جو امراء کے سکول ہیں اور جو پبلک سکول ہیں ان کو تو من مانی کارروائیوں کی اجازت دے دی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ! میں جناب کے توسل سے جناب شیخ عزیز احمد صاحب اور ایوان کے دوسرے اراکین کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے بچے شیخ عزیز احمد صاحب کے بچوں کی طرح کسی بھی یورپین سکول یا یورپین ٹائپ سکول یا

Convent سکول میں نہیں پڑھتے ہیں بلکہ وہ گورنمنٹ سکولوں میں پڑھتے ہیں اور یہ وہی سکول ہیں جن میں عام آدمیوں کے بچے پڑھتے ہیں کیونکہ میں بھی ایک عام آدمی ہوں ۔

سید ناہش الوری : اب جناب سپیکر مناسب ہوگا کہ شیخ عزیز احمد صاحب بھی اعلان کر دیں کہ ان کے بچے بھی عام سکولوں میں پڑھتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کے بچے تو میری اور آپ کی عمر کے ہیں ۔ اور عرصہ ہوا وہ تو پڑھ بھی چکے ہیں ۔

سید ناہش الوری : یا وہ بھی کہہ دیں کہ نہیں پڑھتے رہے ہیں ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کبھی بھی کسی کے اوپر ذاتی حملہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی پر کسی قسم کا اعتراض کیا ہے ۔

جناب سپیکر ! جناب وزیر تعلیم جو بنیادی طور پر اس بل کے محرک ہو سکتے ہیں ۔ خود میرے اس دعویٰ کی تائید کریں گے کیونکہ انہوں نے خود پرائیویٹلی مینیجڈ کالجوں اور سکولوں میں نہ صرف کام کیا ہے بلکہ ان کے معاملات کی نگرانی بھی کی ہے ۔ کیا وہ ایمانداری کے ساتھ اس ایوان میں یہ کہنے کو تیار ہیں کہ نیشنلائزیشن کے عمل سے پہلے ان کالجوں اور سکولوں کی جو تعلیمی حالت تھی وہی آج بھی ہے ؟

Mr. Speaker : Syed sahib, You have reverted back to the same subject.

سید ناہش الوری : جناب والا ! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کے تحت یہ proviso ہونی چاہیے کہ آئندہ وہ سرکاری تحویل میں ان اداروں کو نہیں لیں گے جو بہتر طور پر کام کر رہے ہیں ۔ وہ وزیر تعلیم کی حیثیت سے ہی فرما دیں ۔ میں چیلنج نہیں کروں گا کہ ہاں ! پہلے کے مقابلے میں ان کا تعلیمی معیار اب بلند ہو گیا ہے یا پہلے کے مقابلے میں اب ان نیشنلائزڈ اور اور پروونشنلائزڈ سکولوں کے ذریعے زیادہ بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! آپ خود مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے وسائل بڑے محدود ہیں ۔ اس لیے آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو اس طور پر محدود کرنا چاہیے کہ ہم اپنے سرمائے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اپنے وسائل کے مطابق

مسابقت کے جذبے کے ساتھ تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں حکومت کو مدد دیں۔

جناب والا! اس ترمیمی بل کے ذریعے مارشل لاء کے ضابطے کو ایک نئی وسعت پذیر اور خوفناک صورت دی جا رہی ہے۔ اس اعتبار سے ہم اس کی شدت سے مخالفت کرتے ہوئے اس ایوان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اس ترمیمی بل کو واپس لیا جائے اور اسے اس طور پر نئے سرے سے مرتب کرکے اس ایوان میں پیش کیا جائے کہ اس کے ذریعے بعض مخصوص تعلیمی اداروں کو مستثنیٰ کرنے کا اختیار لینے کی بجائے اسے جنرل پرنسپل کے تحت بعض ایسی شرائط کے ساتھ نیشنلائزیشن کرنے کی گنجائش پیدا کی جائے جس کے تحت عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کا موقع مل سکے اور ہم اس منزل کی طرف بڑھ سکیں کہ آئندہ چل کر نیشنلائزیشن کے اس پورے طریقہ کار کو ختم کرکے ان اداروں کو آزاد کر دیا جائے تاکہ 28 اور 29 کروڑ روپے کا جو سالانہ صرفہ ہمارے صوبائی بجٹ میں شامل ہے وہ پرائیویٹ طور پر لوگ برداشت کرکے وہی سہولت بہم پہنچا سکیں جو اس وقت آپ کے ذریعے بہم پہنچائی جا رہی ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ بل عوام سے متعلق ہے اور کسی ایک طبقہ سے نہیں ہے بلکہ ہر شہری سے متعلقہ ہے اس لیے اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے تاکہ نہ صرف یہ کہ آپ کے اس جذبے اور خواہشات کی صحیح کیفیت کا ان کو علم ہو سکے بلکہ عوام پر یہ بات بھی واضح ہو سکے کہ یہ عوامی حکومت یہ جمہوری حکومت جو عوام کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کی دعویدار ہے وہ اپنی قانون سازی کے ذریعے کس طرح سے ان کے تعلیمی معیار کو پست کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے۔ کس طرح اس صوبے میں تعلیمی جذبہ کو فنا کر رہی ہے اور کس طرح سے آئندہ کے لیے ایسے چور دروازے بنا رہی ہے جس کے ذریعے وہ خاص سیاسی مقاصد کے تحت خاص سیاسی اغراض کے تحت بعض لوگوں کو فائدہ پہنچا سکے اور بعض لوگوں کو نقصان پہنچا سکے۔ مجھے یہ امید ہے کہ میری ان گزارشات کی روشنی میں ایوان میری اس ترمیم کو قبول کرے گا۔

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک موجود نہیں ہیں ۔ راجہ محمد افضل خان بھی موجود نہیں ہیں ۔ چوھدری محمد اشرف ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! یہ بل جس میں حکومتی پارٹی ترمیم لا رہی ہے دیکھنے کو تو یہ معمولی نظر آتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کاغذ کیوں پھاڑ رہے ہیں ؟

(قہقہہ)

سید قابش الوری : جناب والا ! وہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو چاک کر دیا جائے ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بل جس میں حکومتی پارٹی ترمیم لا رہی ہے دیکھنے کو تو یہ معمولی نظر آتا ہے لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ جس وقت یہ قانون بنایا گیا تھا اس وقت اس ملک میں مارشل لاء موجود تھا اور شخصی حکومت میں یہ قانون بنایا گیا تھا ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت جو بھی قوانین بنائے گئے وہ مارشل لاء کی آڑ لے کر بنائے گئے تھے ۔ میرے خیال میں وہ قوانین نہ تو ملک اور نہ ہی صوبے کے عوام کے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو آپ سے پہلے مقررین بھی کہہ گئے ہیں ۔ وہ تقریر جو پہلے ہو گئی ہے اسے آپ repeat نہیں کر سکتے ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب والا ! میرے ساتھ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اسی لیے آپ کو مسٹر رؤف طاہر اور مخدوم زادہ سید حسن محمود سے پہلے اجازت دے دی ہے حالانکہ ان کی ترمیم تھیں ۔ تاکہ بعد میں آپ گلہ نہ کریں کہ ساری تقریریں تو وہ کر گئے اب میں کیا تقریر کروں ۔

سید قابش الوری : جناب والا! چوھدری صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ اس سلسلے میں اور دوسری قانون سازی کے سلسلے میں contribution کر سکیں ۔ آپ تھوڑا سا نظرانداز کر دیں جیسے آپ ہمیں کرتے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں کرتا بھی ہوں - ایسی کوئی بات نہیں ہے - اسی لیے تو میں نے ان کو تقریر کرنے کا موقع دیا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں موقع ملے اور زیادہ لوگ حصہ لے سکیں - اگر اس طرح ہوا جیسے کل مسلسل ہوٹنگ ہوتی رہی ہے تو ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا -

مسٹر سپیکر : اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو چار سال سے participate کر رہے ہیں وہ تھوڑا سا احتیاط کریں اور ان کو موقع دیں - یہ سارا بوجھ مجھ پر اور ہاؤس پر کیوں ہے - آپ بھی اس میں کچھ contribute کریں -

سید تابش الوری : جناب والا ! ہم بھی آپ کے مطابق کریں گے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ جب نئے نئے وکیل پیش ہوتے ہیں تو جج صاحبان انہیں کم از کم ضمانت وغیرہ کی حد تک بڑی آسانی سے accomodate کیا کرتے ہیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : سینئر وکیل کیس بھی دے دیتے ہیں - آپ بھی دے دیا کریں -

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! آج جو بل پیش ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نہ صرف اپنے سیاسی اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اس بل میں ترمیم لا رہی ہے بلکہ اس کو بغور دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اتنا گندہ قانون شاید آج تک تاریخ میں نہ ملے -

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! کوئی قانون جو پاس ہو چکا ہو اسے گندہ نہیں کہا جا سکتا - میں آپ کی خدمت میں اس سلسلے میں ایک کوٹیشن پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : وہ تو ترمیم کے متعلق کہہ رہے ہیں -

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں وہ حوالہ پیش کرتا ہوں - ملک غلام نبی صاحب اس وقت حزب اختلاف کی سیٹوں پر تھے - انہوں نے ایک بل کے متعلق کہا تھا کہ یہ ایک نامکمل اور ادھورا بل پیش کیا گیا ہے - سپیکر صاحب نے اسی وقت ان کو روک دیا -

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کب ؟

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! جب بل پیش ہو جاتا ہے تو It becomes the property of the House.
اس کو ناکارہ ، نکما ، ادھورا اور گندہ نہیں کہا جا سکتا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! گندے کا ترجمہ bad ہے اور bad legislation غیر پارلیمانی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گندہ تو خیر واقعی کوئی ایسا لفظ مناسب نہ ہو مگر یہ بات کہ کبھی بل کو یہ نہ کہا جا سکے ۔

I will be really interested.
یہ نامکمل قانون ہے ۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس وقت اس پر بحث کی جائے البتہ

If you have any ruling, I would really be interested in it.
کہ پاس ہو جانے کے بعد بھی criticise نہیں کیا جا سکتا اور پاس ہونے سے پہلے بھی criticise نہیں کیا جا سکتا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں وہ رولنگ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کون سی ڈیبیٹ ہے اور اس کا نمبر کیا ہے ؟

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! یہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی Vol 2 صفحہ 659 مورخہ 9 جنوری 1952ء میں سے ہے ۔ اس میں ملک غلام نبی صاحب نے فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ملک غلام نبی صاحب آبوزیشن کے بنچوں پر ہوں گے تو اللہ میاں کی رحمت ہوگی ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! ملک غلام نبی صاحب اپنی تقریر میں فرماتے ہیں :

جناب والا ! یہ کس قدر ظلم اور زبردستی ہے
کہ ایک ایسی زمین کو ہمیشہ کے لیے بنجر قرار

دیا جائے جو آئندہ زمانہ میں آباد ہو کر لاکھوں
انسانوں کے پیٹ پالنے کا باعث بن جائے گی ۔

جناب سپیکر ! اسی تقریر میں آگے چل کر جناب ملک غلام نبی صاحب یہ فرماتے ہیں :

"... کسانوں اور مزارعوں کی مشکلات کے سلسلے میں اس قسم کا نامکمل اور ادھورا بل پیش کرنا حکومت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ثابت ہوگا" ۔

جناب والا ! اس پر جناب سپیکر نے انہیں روک دیا اور یہ فرمایا :

Honourable member should realise that after a bill is introduced, it becomes the property of the House, and any remarks made in regard to that bill should be made keeping in view the fact that it is the property of the House, and if any un-Parliamentary language is used, it will be a breach of the rules of the House."

مسٹر سپیکر : تو پھر کیا اس کو strike off کر دیا ہے یا withdraw ہوا ہے ۔

What has happend to these observations. That is material. Please continue. That is just an observations.

ملک غلام نبی صاحب تو سو فیصدی پاس ہو گئے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو الفاظ ملک غلام نبی صاحب نے استعمال کئے ہیں انہوں نے ان کو پارلیمنٹری قرار دیا ہے ۔ اور یہ نہیں کہا کہ اس کو strike off کیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کہاں ہے کہ یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ۔ یا تو وہ

withdraw ہوتے یا strike off ہوتے ۔ ملک غلام نبی صاحب تو آپوزیشن کے بنچوں سے بھی سو فیصدی پاس ہوگئے ہیں ۔

چوھدری طالب حسین : جناب والا ! ممکن ہے کہ وہ بل ادھورا اور نامکمل نہ ہو ۔ اس لیے جناب سپیکر نے وہ observation دی ہو ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے وہ فرما رہے ہیں کہ کسی قانون کو ادھورا نہیں کہا جا سکتا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے وہ فیصلہ کر دیا ہے ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب والا ! میں ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر تو 1962ء کے آئین کی نفی کرتے رہے ہیں کہ وہ آئین جو ملک کو دیا گیا تھا وہ آئین ہی غلط تھا ۔ وہ آئین ہی ادھورا تھا ، وہ آئین ہی نامکمل تھا ۔ تو جب ایک کے آئین کے متعلق آپ کہہ سکتے ہیں تو آپ یہ کیسے نہیں کہہ سکتے کہ یہ قانون برا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو آپ کو منع ہی نہیں کیا ۔ وہ بات تو ختم ہو گئی ہے اور آپ کی جگہ میں نے جواب دے دیا ہے لہذا آپ اس بل پر بحث کریں ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب والا ! شیخ عزیز احمد صاحب کو محتاط رہنا چاہیے کہ وہ irrelevant بات خود نہ کیا کریں ۔ وہ خواہ مخواہ ہاؤس کا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں ۔

جناب سپیکر ! اب میں اپنی بات کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت کو چاہیے تو یہ تھا کہ جو قانون مارشل لاء نے بنایا تھا اسے سرے ہی سے ختم کر دیتی ۔ لیکن انہوں نے مزید اس قانون میں ترمیم لا کر اس حد تک اس صوبے سے اور اس صوبے کے عوام سے بددیانتی کی ہے ۔

Mr. Speaker : I can't permit 'dishonesty,

یہ لفظ پارلیمنٹری نہیں ہے ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب والا ! میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں اور اب

میں یہ کہوں گا کہ اس صوبے کے عوام سے زیادتی کی ہے اور اس کا خمیازہ ہمیں ، ہمارے بچے اور ہماری آئندہ نسلوں کو بھگتنا پڑے گا ۔

جناب سپیکر ! آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ نیشنلائزیشن سے پہلے تقریباً تمام تعلیمی ادارے اپوزیشن پارٹیوں کے زیر انتظام تھے یا وہ تمام ادارے سیاسی پارٹیوں کے قائم کردہ تھے ۔ آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ بہت سے سکول میں مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کے نظر آئیں گے ۔ اس لیے انہوں نے اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ان سیاسی پارٹیوں کو دبانے کے لیے اور ان لوگوں کو اپنے ماتحت کرنے کے لیے ان تمام اداروں کو اپنی تحویل میں لیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ پرانے بل کی بات کر رہے ہیں جو کہ زیر بحث نہیں ہے اس لیے موجودہ ترمیم کے متعلق بات کریں ۔

چوہدری محمد اشرف : یہ ترمیم اس لیے لا رہے ہیں کہ تمام لوگ ان کے قبضے میں رہیں ۔ اور یہ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ان کو استعمال کریں ۔

مسٹر سپیکر : قانون تو پہلے سے موجود ہے تمام سکولوں کو نیشنلائز کیا جا سکتا ہے ۔ اس قانون کے ذریعے گورنمنٹ نے اپنے اختیارات کو کم کیا ہے وہ تو اس لیے proviso لائے ہیں ۔

Condition have been put.

Earlier they had the absolute authority.

چوہدری محمد اشرف : جناب ! تعلیمی ادارے نیشنلائز ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جو نہیں ہوئے ان کو بھی کسی وقت قومیا جا سکتا ہے اس قانون کے تحت ۔

چوہدری طالب حسین : اس وقت گورنمنٹ استثنیٰ نہیں کر سکتی ۔ اس بل کے ذریعے یہ ترمیم لائی گئی ہے اور اختیارات حاصل ہو گئے ہیں آپ کی interpretation یہ ہے کہ اختیارات کم ہو گئے ہیں مگر میری رائے یہ ہے ۔

Mr. Speaker : This is a proviso. This is not so.
میں بھی proviso کی بات کر رہا ہوں ۔

Tha in what conditions they are applying.

چوہدری طالب حسین : آپ اس کی interpretation اس طرح کریں گے کہ پہلے گورنمنٹ کے پاس اختیار نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : Proviso سے اختیار نہیں دیا جا سکتا ۔

It is not correct.

چوہدری طالب حسین : آپ اچھی طرح دیکھ لیں ۔

Mr. Speaker : There is no question of interpretation.

Chaudhri Talib Hussain : The law is to be interpretted. This is a question of interpretation.

Mr. Speaker : No. It is a question of fact. The Law exists.

وزیر مواصلات و تعمیرات : انہوں نے فرمایا ہے کہ نیشنلائزیشن سے پہلے تعلیمی ادارے اور سکول سیاسی پارٹیوں کے تھے ۔ کیا وہ سیاسی اغراض و مقاصد کے لیے تھے ؟

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! پاکستان پیپلز پارٹی کا اس وقت وجود نہیں تھا ۔ اس لیے ان کا پرائیویٹ اداروں سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اگر ان کا تعلق ہوتا تو ضرور خیال رکھتے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو ان کے facts پر یقین نہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : مجھے پتہ نہیں تھا ۔

چوہدری محمد اشرف : میں اس لیے یہ بات کر رہا ہوں کہ اس بل میں یہ بات تھی کہ جو بھی سکول نیشنلائز کئے گئے ہیں ۔ ان کو ختم نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بات انہوں نے اس ترمیم میں حکومت کی ایما پر رکھ دی ہے کہ وہ کسی سکول کو مستثنیٰ قرار دے سکتے ہیں ۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکتے ہیں ۔ اس لیے میں اس کا ذکر کر رہا ہوں ۔ یہ حکومت کے سہارے پر ہے کہ وہ جس کو چاہے چھوڑ دے ۔ جناب سپیکر ! آپ اس میں بہت سی چیزیں دیکھ سکتے ہیں کہ حکومت نے اس بل میں جو ترمیم کی ہے اس میں تمام کے تمام حکومت کے ایما پر ہیں ۔ ان کے سہارے ہیں یہ تمام ادارے ان کے رہین منت ہو کر رہ جائیں گے ۔ جہاں حکومت

چاہے گی کسی ادارے کو ترقی دے گی ۔ جس کو چاہے گی اس ادارے کے ملازمین کو ترقی دے گی ۔ ان کی ملازمتیں ان کے بس میں ہو گئی ہیں ۔ یہ ان کو پروموشن دیں یا نہ دیں ۔ جو بھی ٹرمز اینڈ کنڈیشنز ہیں ان پر عمل کریں یا نہ کریں ۔ ایسے قانون سے تعلیمی حالت کو بجائے بہتر ہونے کے نقصان پہنچے گا ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, this bill has been introduced to bring the provisions of the original Martial Law Regulation in conformity with the fundamental rights. I will take up this issue first because I can prove that no where in the fundamental rights and the universally accepted convention and law of cities it is provided that there shall be retrospective effect given to any legislation as far as the substantive law is concerned

Minister for Law : Mr. Speaker, it is not so.

Mr. Speaker : That is his opinion. You may not agree with him.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is a universally accepted principle in any democratic and civilized society not to penalise people for the past offences or in taxation or substantive law. Well, that is my understanding of the situation. Secondly Sir, the bill has been so nicely worded, so couched that there are more meanings to it than the words explain. Mr. Speaker, one of the major points has been in regard to one of the provisos where the hon'ble members are not able to convince that by this the Government is curtailing or taking the discretionary power in their hands. I would agree with you Mr. Speaker, and with your view had it not been read with clauses 14 and 15 of the main regulation where all actions of the Government taken in their discretion can never be questioned in any court of law including that of the Suprem Court. And besides, the amendments

that have been brought widen the scope. For example, schools have been nationalised and they were debarred from the sale of tkeir property and its alienation. Today, with the permission of the Government, if any one does that with retrospective eff ct, and if they had done it, which was illegal even before the introduction of the provisions of this bill and passage, even those actions can be legalised. So this gives them powers of patronage and greater power to hurt any body they wish to hurt. Some of the organizations had really done wonderful service to the community by running high standard private education which has been nationalised. One of the clauses in which they have moved an amendment by an innocent word "of", removing the word "or" and putting the word "and" changes the entire complexion because it was the question of benevolence, philanthropic or non commercial. The three words were to be added together. But the moment they remove the word "or" and they add the word 'and" then any one of these qualifications can be the measure of their discretion for any step they wish to take in favour or against that institution. Similarly, Mr Speaker, under that regulation they had debarred the institution from varying the terms of their establishment. Mostly it is understood that these terms would be enhanced because the Government is likely to take over liability and, therefore, they wanted to safeguard against the burden that might be put on the exchequer unnecessarily. Now an amendment has been brought to the extent that they have taken even power that even posts are not to be created. If new posts are to be added on, if recruitment is to be done, even that will be done on the directions of the Government. This is an encroachment on management of the privately managed institutions which according to their standard may be approved. You are encroaching on their management powers without any necessity

whatsoever without taking liability. You are not taking their liability but you are taking away their powers in order to accommodate the people of your choice and of your likes and dislikes and get rid of those people whom you may not like.

Mr. Rauf Tahir ; Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker : The House is in quorum Yes. Makhdumzada Syed Hasan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr Speaker, I will dwell on the clauses and discuss the merits and demerits of those, but speaking on the principles, any Government, which first of all protects the Martial Law Regulation, cannot consider its actions to be democratic actions, and we should have nullified it and replaced it by a proper law, a comprehensive law and we should have repealed the original Ordinance or regulation. Today what we find is that there has been discontentment on both sides of the House that there are certain public schools which have not been touched and there are other schools which have been nationalised, and I believe that private run institutions at the intermediary levels and at the middle school levels and upto senior cambridge have been of much better standards than the Government institutions. They have given more training and boarding facilities. The Government has neither provided boarding facilities, except in the University, nor can they take as much interest and care as the private institutions provide for their own welfare, for their own security and for their own popularity. Basically the Government should devote more time on looking after their own Government run schools rather than to encroach on the private institutions which were performing much better service to the community. Thank you very much, Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر !

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! یہ ترمیمی بل جو یہاں پیش کیا گیا ہے ۔ اس امر کی عکاسی کرتا ہے ۔ اور جیسے کہ ابھی وزیر قانون نے نکتہ اٹھاتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ یہ ترمیمی بل بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے ۔ یہ بڑی دیدہ دلیری ہے کہ موجودہ حکومت کا پنجاب کا وزیر قانون ہو اور بنیادی حقوق کی بات کرے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کریں ۔ آپ واحد کا صیغہ استعمال کر رہے ہیں جو مناسب نہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب ! میں نے ''کریں'' کہا ہے اور وہ ویسے بھی وہ میرے دیرینہ شناسا ہیں ۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ وزیر قانون اور ان کے منہ سے بنیادی حقوق کی بات ، یہ اچھنبے کی بات ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے ، ہوا میں کچھ سرسراہٹ پیدا ہو رہی ہے اور جو کچھ ابھی اسمبلی کے باہر ہو رہا تھا اس کے بعد میری گذارش یہ ہے کہ جب ہم بنیادی حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہم ملکیت کی حد کو کسی حد تک تسلیم کرنے کے لیے ترمیمی بل کو لانے کے لیے مجبور ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم مارشل لاء ریگولیشن 1972ء میں بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے یہ ترمیمی بل لا رہے ہیں ۔ دوسری طرف انہوں نے صحیح کہا ہے کہ یہ افراد کے بنیادی حقوق کا مسئلہ ہے ۔ افراد کے مجموعے کا مسئلہ ہے اور افراد کے مجموعے سے مراد سماج کا مسئلہ ہے اور ملک کے عوام اور سماج کو تبدیل کرنے کے لیے اور سوسائٹی کو آگے بڑھانے کے لیے جب بات کی جاتی ہے تو جناب سپیکر آپ اس نکتے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جو ڈی پی آر ہے یہ کون سا بنیادی حقوق سے مطابقت رکھتا ہے ۔ شملہ معاہدہ ہو چکا ۔ تجارتی معاہدے ہو رہے ہیں اور اس کے بعد میں جب آپ اس ترمیمی بل کے ذریعے مارشل لاء ریگولیشن میں ترمیم کی بات کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہم بنیادی حقوق کے ساتھ چل رہے ہیں اور جمہوریت کا نام نہاد ڈھنڈورا پیٹنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اور واقعتاً اس ملک کے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کا وزیر اور بنیادی حقوق کی بات کرے یہ دونوں متضاد باتیں ہیں ۔

جناب سپیکر ! مجھے ڈی پی آر کا حوالہ دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور گو بظاہر بعض دوست یا احباب یا فاضل ارکان یہ کہیں گے کہ ڈی پی آر کا اس ترمیمی بل سے کیا تعلق ہے ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ 1972ء کا مارشل لاء کا یہ ریگولیشن اور جناب اب تو جنگ بند ہوئے بھی سات سال ہوگئے ہیں ۔ یہ ڈی پی آر قسم کی لعنت ، جو آپ نے لوگوں کے بنیادی حقوق کو معطل کرنے کے لیے لاگو کیا ہوا ہے یہ کس وجہ سے ہے ۔ ایک طرف آپ سوشلسٹ ہونے کا اعلان کرتے ہیں ۔ انقلابی ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ نے جو دعویٰ کیا تھا کہ ہم تعلیم کو قومی ملکیت میں لے رہے ہیں ۔ تو آپ اس ترمیمی بل کے ذریعے ان کی جائدادیں چور دروازے سے واپس کرنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں اور آپ نے یہ discretion لی ہے ۔ پہلے آپ مارشل لاء ریگولیشن 1972ء کے تحت پابند تھے اور صوبائی حکومت کے پاس یہ discretion نہیں تھی ۔ اب اس ترمیمی بل کے ذریعے صوبائی حکومت نے ایک لفظ لکھ کر یہ discretion حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چوہدری طالب حسین نے جو بات کی کہ ایک لفظ سے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت نے یہ اختیارات اس sense میں کم کیے ہیں اور جائیدادوں کے لینے کے معاملے میں نرمی برت سکتی ہے اس کے بعد discretion ہے ۔ تو اگر دوسرے طریقے سے دیکھا جائے تو 1972ء کے ریگولیشن کے تحت تو صوبائی حکومتیں پابند نہیں ۔ لیکن اب جو جائیداد وغیرہ اور سکولوں اور کالجوں کی مقامی انتظامیہ میں ردو بدل یا گریڈ یا دوسرے معاملات کے سلسلے میں جو اختیارات دیے گئے ہیں ۔ پہلے صوبائی حکومتیں اس سلسلے میں پابند تھیں وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں لیکن اب صوبائی حکومت نے یہ قانون سازی کر کے یہ discretion بھی اپنے ہاتھ میں لے لی ہے ۔

جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے میرے فاضل دوست اس طرف اشارہ کر چکے ہیں ۔ اس لیے میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک لحاظ سے دیکھا جائے کہ ابھی لوگوں کے سروں سے وہ نشہ نہ اترا تھا ، ابھی ان کے سروں پر وہ جادو سوار تھا ، جب 1972ء میں لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ، آپ نے مارشل لاء کے تحت مارشل لاء کے احکامات کے

ذریعے یہ زرعی اصلاحات ، تعلیمی اصلاحات نافذ کیں تو لوگوں نے آف تک نہ کی لیکن تاریخ اس امر کی شاہد ہے ، واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ یہ آپ نے محض اس لیے کیا تھا کہ آپ سوشلزم کو دھوکہ دینا چاہتے تھے ۔ آپ انقلاب کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ، آپ counter revolutionary کا روپ دھارنا چاہتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم میں اور اس ترمیمی بل کے ذریعے جائیداد کے حق کے بارے میں موجودہ پنجاب کی حکومت کو اب احساس پیدا ہوا ہے کہ یہ بنیادی حقوق کے منافی ہیں اور بنیادی حقوق سے اس کی مطابقت کی جائے ۔ ہو سکتا ہے ۔ میرا اندازہ ہے ۔ اور ممکن ہے بعض مقدمات میں اس ریگولیشن پر پابندی کرتے ہوئے موجودہ حکومت کو کئی چیزوں کا سامنا اور کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو ۔ جو آپ نے اس ملک میں ایمرجنسی رکھی ہوئی ہے ، آپ نے سیاسی مخالفین کو دبانے کے لیے اس قسم کے جابرانہ قوانین رکھے ہوئے ہیں ، کیوں ایسی لیجسلیشن نہیں لاتے کہ ہم جائیداد کا حق ان کو چور دروازے سے دینے کے تمام راستے بند کر دیں ۔ اگر یہ کرتے تو بات تھی مگر یہ کیا ہے آدھا تیتر آدھا بٹیر ۔ کہتے ہیں کہ یہ مکسڈ اکانومی ہے ۔ نہ سوشلزم ہے اور نہ سرمایہ داری ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے تعلیمی میدان میں مکمل انتشار پھیلایا جائے گا اور پھیلایا جا رہا ہے ۔ جس طریقے سے یہ پارٹی مختلف شعبوں میں انتشار پیدا کر چکی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker : The question is :

That the Privately Managed Schools and Colleges (Taking Over) Punjab Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th, May, 1976.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That the Privately Managed Schools

and Colleges (Taking Over) (Punjab Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th, May, 1976.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That the Privately Managed Schools and (Colleges) (Taking Over) (Punjab Amendment) Bill, 1976.

جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ، فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : اب میں تحریک استحقاق نمبر 27 لیتا ہوں ۔ راجہ منور احمد ۔

اسمبلی کی حدود کے اندر اراکین اسمبلی اور ان سے ملاقات کے لیے آنے والی خواتین پر لاٹھی چارج

راجہ منور احمد : حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص معاملے پر بحث کرنے کے لیے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ آج ۔ وا گیارہ بجے لاہور کی خواتین جن میں سابق گورنر پنجاب کی بیگم محترمہ شہزاد کھر، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کی بیگم محترمہ شاہین رامے بھی شامل تھیں ، اپنے آئینی احتجاجی جلوس کے خاتمے پر اسمبلی کے باہر مجھ سے اور دوسرے ارکان اسمبلی سے اپنے مطالبات کے سلسلے میں ملنے کے لیے پہنچیں تو پولیس نے روک دیا ۔ میں نے پولیس انسپکٹر سول لائنز سے کہا کہ انہیں ایک ایک کر کے ہمارے پاس ملنے کے لیے آنے دیا جائے مگر انھوں نے ایسا کرنے کی بجائے خواتین پر ، مجھ پر اور مسٹر ایم ۔ کے ۔ خاکوانی ، قائد حزب اختلاف

مسٹر طالب حسین کی موجودگی میں لاٹھی چارج شروع کر دیا ۔ جس کے نتیجے میں مجھے لاٹھی کی ضربات آئیں ۔ اسمبلی precincts کے اندر اراکین اسمبلی پر لاٹھی چارج اور ملاقات کی ممانعت سے اس ایوان کا انفرادی و اجتماعی استحقاق پامال ہوا ہے ۔ جس پر فوری غور ضروری ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں نے اس سلسلے میں معلوم کرنے کی ۔۔۔

مسٹر سپیکر : راجہ منور احمد short statement دینا چاہتے ہیں ۔

راجہ منور احمد : جناب والا ! جس طرح کہ اس سے پہلے کئی مرتبہ ہوا ہے ، کہ جونہی اس قسم کا جلوس اسمبلی کے باہر آتا ہے ، اگر اسمبلی کے ممبران اس قسم کی کوشش کریں ، تو ان کو چہ جائیکہ کسی جلوس کو ، بلکہ یہ ہے کہ جب بھی ہم پہلے ہمیشہ ، پچھلے چار سال کے عرصے میں جب بھی ہمیں پیغام ملا کہ اسمبلی کے باہر کچھ لوگ ہم سے ملنا چاہتے ہیں تو جب بھی ہم جا کر کہتے رہے ہیں ، تو پولیس والے اور سیکورٹی والے لوگ ، جو اس کام پر متعین ہیں ، وہ ہمیشہ ان لوگوں کو آنے کی اجازت دیتے ہیں ۔ یہ آج پہلا واقعہ تھا کہ صوبے کی معزز ترین شخصیات کی بیگمات موجود تھیں ۔ ہم نے ان کو بڑے اطمینان اور احترام کے ساتھ ان پولیس افسران کو کہا کہ آپ ان خواتین کو صرف اسمبلی کے اندر آنے دیں ۔ اس پر انہوں نے کہا کہ دفعہ 144 کی violation ہو رہی ہے ۔ اس پر بھی ہم نے ان کو بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا کہ ہم ممبران اسمبلی ہیں ۔ اور اگر دفعہ 144 کی کوئی violation ہو رہی تھی تو وہ سڑک پر ہو رہی تھی ۔ وہ ریگل سے اور پتا نہیں ، کہاں سے چلی ہیں اور یہاں تک آئی ہیں ۔ اگر وہ دفعہ 144 کی violation کر رہی تھیں تو یہ آپ کا کام تھا کہ آپ ان کو سڑک کے کسی اور مقام پر روکتے ۔ اب جب وہ اسمبلی کی precincts کے اندر آ گئی ہیں ، تو یہ ایک ایسی جگہ ہے ۔ جہاں وہ ہم سے اگر ملاقات کرنا چاہتی ہیں تو وہ یہاں دفعہ 144 کی violation نہیں کر رہیں ۔ یہاں تو وہ صرف ملاقات کرنے کی غرض سے آئی ہیں اور وہ اپنے مطالبات اسمبلی کے ممبران ، جس میں حکومتی پارٹی ، قائد ایوان ، اور قائد حزب اختلاف موجود تھے ، ان کے سامنے وہ آنا چاہتی تھیں ۔ تو اس میں کوئی حرج نہ تھا اگر پولیس والے ان کو اندر آنے کی اجازت دیتے ۔

اس میں صرف یہ ہے کہ یہ استحقاق اسمبلی کے اس طرف کے ممبران کا نہیں ، یہ اسمبلی کا اجتماعی ادارے کی حیثیت سے استحقاق کا سوال ہے ۔ اس میں میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اس میں اس لحاظ سے ملوث ہے ۔ کیونکہ اس وقت وہ فوری طور پر یہاں سے کسی قسم کی ہدایت نہ تھی ۔ ایک پولیس افسر جو موقع پر تھا اس نے اپنی پرانی جو عادت ہے ، جو کہ ہمارے مختلف مواقع پر ان کو ہدایات ملتی رہتی ہیں ان کی بنا پر اس نے یہ سوچا کہ میں ان پر یہ کروں ۔ اس پر آپ لوگوں کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ کیونکہ یہ خواتین ، یہ بیگم حنیف رامے ہیں ، اور بیگم مصطفیٰ کھر ہیں اور اب چونکہ وہ حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں ، لہٰذا ان کی بے حرمتی ! مگر ان کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ انہوں نے قائد اعظم کی تصویر بھی پھاڑ دی ۔ اگر پاکستان کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا ، اس کی بھی بے حرمتی ہو گئی تو یہ میرا خیال ہے کہ پولیس والوں کو گنجائش دے رہے ہیں ، ان کو مراعات دے رہے ہیں کہ وہ سڑک کے اور شہر کے جس حصے میں چاہیں ، پاکستان کے جھنڈے کو پیروں تلے روندتے پھریں ۔ اور خاص طور پر اسمبلی کی precincts کے اندر اس قسم کا واقعہ ؟ میں آپ لوگوں سے گزارش کروں گا کہ اس کا serious نوٹس لیں ۔ آپ کو اس معاملے میں ، خاص طور پر میں جناب سپیکر کو یہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کی تحقیقات فرمائیں جس میں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ کم از کم پانچ چھ صحافی اصحاب بھی اس وقت موجود تھے ، جب یہ واقعہ ہوا ہے ، اس میں یہ نہیں کہ میں کسی قسم کا گیلری کو متاثر کرنے یا باہر کے عوام کو متاثر کرنے کے لیے یہ بات کہہ رہا ہوں ۔ میں یہ fact کے لیے کہتا ہوں ۔ میں نے خود پولیس افسر کو پاکستان کا جھنڈا چھین کر پھاڑتے ہوئے دیکھا ہے اور قائد اعظم کی تصویر کو پھاڑتے ہوئے دیکھا ہے ۔ آپ اس کی تحقیقات کروا لیں اور بے شک آپ صحافی جو اس وقت موجود تھے ، ان سے یہ پوچھ لیں کہ یہ پولیس افسر نے کیا ہے ؟ اور میں نے مداخلت کی اور اسمبلی کے ممبران نے کہا کہ خدا کے لیے کم از کم اس جھنڈے کا احترام کرو یہ پاکستان کا جھنڈا ہے ، یہ مسلم لیگ کا جھنڈا نہیں ہے ۔ انہوں نے

کہا جی نہیں ، ہمیں نہیں پتا ۔ ہم نے تو کسی کو آگے نہیں آنے دینا ۔ میں نے کہا کہ آگے نہ آنے دیں ، لیکن جھنڈے اور تصویر کو تو نہ پھاڑیں ۔

مسٹر سپیکر : لا منسٹر ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں نے اس سلسلے میں سول لائنز کے اس پولیس افسر سے واقعات معلوم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ان کا جو موقف ہے ، وہ میں اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ جلوس ، جیسا کہ خواجہ منور صاحب نے کہا ہے ، کہاں کہاں سے گھومتا ہوا آیا ، ریگل سے ان کو روکنے کی کوشش کی گئی کہ وہ دفعہ 144 کا جلوس نہ لے جائیں ۔ اس کے بعد الفلاح کے قریب ان کو یہاں آنے سے روک دیا گیا کہ آگے نہیں جا سکتیں ۔ اب چونکہ فاضل رکن کہہ رہے ہیں کہ یہ اسمبلی کی precincts میں ہوا ہے ، میں ان کی contradiction نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ یہ معزز رکن ہیں ۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اس کو پرولیجز کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔ اگر ان کا موقف درست ہے تو اس کی بھی تحقیقات ہو جائے گی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر کے سپرد کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : سپیکر تو نہیں ۔ 12 Members are always preferable. بہر حال ، اس ایوان نے فیصلہ کرنا ہے ۔ I have admitted this privileges motion. ۔

اب سوال یہ ہے ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : میری تجویز یہ ہے اور میں جناب وزیر قانون کی اس تجویز کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو پرولیجز کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔ یہ مسئلہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اس قدر سنگین ہے اور اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے کہ اسے یہاں زیر بحث لایا جائے ۔

Mr. Speaker : Time is extended by another ten minutes.

سید تابش الوری : اس کو اس ایوان میں زیر بحث لانا چاہیے ۔ کیونکہ اس میں خود اس ہاؤس کے اراکین ہیں ۔ خود قائد حزب اختلاف عینی شاہد ہیں ۔ اس سلسلے میں کسی تحقیقات کی ضرورت نہیں ۔ ہم چاہتے ہیں

کہ اس مسئلے کی نزاکت کے پیش نظر ، اس کی اہمیت کے پیش نظر جناب والا ! اس سے لیے وقت مقرر کریں - اور اگر آج نہیں کر سکتے تو کل صبح اس کو زیر بحث لائیں - کیونکہ ہم نے یہ دیکھا کہ پرواجز کمیٹی میں مسئلہ بھیجنے کا مقصد محض مسئلے کو نظر انداز کرنا اور اسے تعویق و تاخیر کا شکار بنانا ہے -

مسٹر سپیکر : اصل میں اس میں دو motions آ گئی ہیں - میرا impression تو یہی تھا کہ اگر یہ موشن آ جائے کہ It should be referred to the Privileges Committee تو پھر the only way left is to put it to the House. اگر وہ موشن نہ آتی - لیکن اب چونکہ دونوں motions آئی ہیں I have to put the question to the House that should it be referred to the Privileges Committee اگر وہ نہ آئے تو It should be discussed in the House

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ خواتین کی ہی بے حرمتی کا مسئلہ نہیں ہے یہ اس معزز ایوان کے اراکین کی بے عزتی کا مسئلہ ہے ان کے اختیارات کا مسئلہ ہے ان کے استحقاق کا مسئلہ ہے ان کو ان کے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکا گیا ہے - خواتین ان سے ملنے آئی ہیں اپنے مطالبات پہنچانے آئی ہیں انہیں ان سے محروم کیا گیا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اسمبلی کے احاطے میں اس قسم کی دیدہ دلیری کے ساتھ پولیس لاٹھی چارج کرے یا اسمبلی کے فرائض میں براہ راست مداخلت کرے - جناب والا ! آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں -

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اس لیے تو میں نے ان کا نوٹس بھی نہیں لیا تھا - لیکن میں نے ان کو تحریک استحقاق زبانی طور پر پڑھنے کی اجازت دے دی تھی اور میں نے اس مسئلے کو فوری طور پر take up بھی کیا -

سید تابش الوری : ہمیں جناب والا ! اس کا احساس ہے اور اسی احساس کے پیش نظر - - -

مسٹر سپیکر : یہ میرا فرض ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے -

راجہ منور احمد : جناب والا ! میری درخواست ہے اس سلسلے

میں کہ اگر آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں تو اس میں صرف یہ احتیاط فرمائی جائے کہ اس کو ایک دو دن میں ٹیک اپ کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں یہی کرنے لگا ہوں ۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ یہ تحریک استحقاق پرویلج کمیٹی کے سپرد کر دی جائے ۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

Mr. Speaker : It is referred to the Committee on Privileges. The report to come within four days.

چوہدری محمد حنیف : جناب ذرا پوپولیج کمیٹی کے ممبران کو آپ ذاتی طور پر کہہ دیں کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ میں کہہ دوں گا جی ۔

چوہدری محمد حنیف : یہ نہ ہو کہ وہ کورم کے چکر میں تاخیر کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اسی لیے چار دن کا وقت دیا ہے ۔

In any case before we adjourn sine die the report should come be Monday. The fourth day will be Monday.

سید پائنٹ الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جناب نذر حسین منصور کی گرفتاری کے متعلق جو تحریک استحقاق تھی وہ زیر غور نہیں آئی اور اس کی مدت ختم ہو گئی ہے ۔

Mr. Speaker : Sorry for that. This is what I can do اسی لیے میں نے اس کے لیے چار دن رکھے ہیں کیونکہ دو ہی ورکنگ دن ہیں اس کے بعد ہفتے اور اتوار کی چھٹی آ جاتی ہے اس لیے یہ پیر کے روز یہاں آ جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ آپ ٹائم کا آدھا گھنٹہ اور بڑھا دیں ۔

مسٹر سپیکر : پہلے دس منٹ تو ختم ہو جائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اب ہاؤس کو کل تک کے لیے ملتوی فرمایا جائے ۔

وزیر قانون : پہلے اس بل کو تو پاس ہو جانے دیں ۔

سید تابش الوری : جناب ! یہ آج پاس نہیں ہو سکے گا ابھی کلاز بائی کلاز اس پر بحث ہونا باقی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم صاحب سے پوچھ لیں ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : آج نہیں ہو سکتا جناب ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آخر آپ ہمیں کس چیز کی سزا دینا چاہتے ہیں کہ ہم سارا وقت یہاں بیٹھے رہیں اور لوگ جا کر چائے بھی پیتے پھریں سیر بھی کرتے رہیں تفریح بھی ہوتی رہے اور ہم یہاں تین چار بجے تک مسلسل بیٹھے رہیں اور پیشاب کرنے کے لیے بھی باہر نہ جا سکیں ۔ کیونکہ میں پرسوں جب کسی ضروری کام کے لیے باہر گیا تو آپ نے دو کلاززز منظور کرلیں ۔ جناب والا ! آپ کو احساس ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھے کہہ جاتے تو میں انتظار کر لیتا ۔ میں نے سمجھا کہ آپ کے درمیان کوئی understandig ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری : آپ کو معلوم ہے کہ میں ہمیشہ حاضر رہتا ہوں صرف دو منٹ کے لیے باہر گیا تو دو کلاززز منظور کر لی گئیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی غیر حاضری سے تو میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا اور میں اس لیے ہنسا تھا کہ میں نے کہا کہ آپ نے وہ موقع دیا ہے ان کو کہ دو کلاززز پاس ہو جائیں ۔ آپ مجھے کہہ جاتے کہ آپ جا رہے ہیں تو آپ کا میں انتظار کر لیتا ۔

I would have positively waited for you.

سید تابش الوری : جناب جب میں آیا تو آپ مسکرانے لگے ۔

مسٹر سپیکر : میں مسکرایا اس لیے تھا کہ شاید انہوں نے arrange

کر لیا ہے کہ آپ ایک دو منٹ کے لیے باہر چلے جائیں اور دو کلاززز پاس ہو جائیں -

سید تابش الوری جناب والا ! اخبار میں یہ رپورٹ آئی ہے کہ وہ اپنی تراہم پیش نہیں کر سکے -

Mr. Speaker : I am sorry. Don't be so sensitive.

سید تابش الوری : میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ یہ احساس فرماتے ہیں کہ مختلف حضرات صحیح طور پر اس بحث میں حصہ لے سکیں اور اس کے لیے بعض اوقات آپ فراخ دلی کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں تو پھر جناب صرف چند لوگوں کو مجبور نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مجبوراً یہاں بیٹھے رہیں -

وزیر قانون : اگر تابش الوری صاحب کا یہ مقصد ہے کہ کوئی امنڈمنٹ موو کرنے والا نہ ہو تو ان کے غیر حاضری میں ہاؤس کو ملتوی کر دیا جائے اور ان کا انتظار کیا جائے تو - - -

Mr. Speaker : He could have informed me and I would have waited for him.

وزیر قانون : اگر کوئی امنڈمنٹ موو کرنے والا نہ ہو اور اس کا یہ مطلب ہے کہ ہاؤس کو ملتوی کر دیا جائے اور ان کا انتظار کیا جائے کہ جناب تشریف لائیں گے تو ہاؤس کی کارروائی چلے گی -

چوہدری طالب حسین : ان پر لاٹھی چارج ہو تو آپ کہیں کہ اس مسئلے کو پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیں لیکن ایجلسیشن کے لیے آپ اتنے keen ہیں کہ آپ ایک منٹ ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے - حالانکہ لیجسلیچر ہی ہیں جنھوں نے یہ قانون سازی کرنا ہوتی ہے ان کے ساتھ اس اسمبلی کی precincts میں کیا ہو رہا ہے اس کا آپ کو احساس نہیں ہے اس کے لیے آپ کو تجویز نہیں کرنا چاہیے تھا کہ پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اسے یہیں زیر بحث لایا جائے -

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے بڑے دکھ کی بات ہے اگر پریویلج کمیٹی کے پاس یہ مسئلہ جائے گا تو پھر ہی اس بات کا صحیح تعین ہو سکے گا کہ یہ واقعہ ہوا بھی ہے یا کیا ہوا ہے

میں اس بات کو کیسے تسلیم کر لوں کہ ایک انسپیکٹر کی یہ مجال کے اس نے قائد اعظم کی تصویر کو پھاڑ ڈالا ۔

چوہدری طالب حسین : ہم موجود تھے ۔

وزیر تعلیم : اور پاکستان کے پرچم کو پھاڑ ڈالا ۔

چوہدری طالب حسین : میں وہاں موجود تھا ۔

وزیر تعلیم : جب تک اس کی تحقیق نہ کریں کس طرح ہم مان لیں کہ اس ملک میں ایسے انسان بھی بستے ہیں جو قائد اعظم کی تصویر اور پاکستان کے پرچم کو پھاڑ سکتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : آپ نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے ۔

وزیر تعلیم : ہم دیکھیں گے اس کو اسی لیے تو کہا ہے کہ پریویلیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔ آپ باتیں کرتے ہیں ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : جناب ممبران اسمبلی کو کس نے اغوا کیا ہے ۔ آپ نے اغوا کیا ہے اور یہ آپ ہی نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے ۔

وزیر تعلیم : کسی کی مجال نہیں اس ملک کے اندر کہ وہ قائد اعظم کی تصویر کو پھاڑے یا وہ پاکستان کے پرچم کی توہین کرے یہی بات ہم پریویلیج کمیٹی میں دیکھیں گے ۔

چوہدری طالب حسین : آپ نے ہی ان کو شہہ دی ہے آپ کی حکومت کے دوران یہی کچھ ہوگا ۔

وزیر تعلیم : اب آ گئے ہیں کہ جی فلاں بات کر دو فلاں بات کر دو ۔

چوہدری طالب حسین : جب تک آپ رہیں گے یہ سب کچھ ہوتا رہے گا ۔

وزیر تعلیم : کل تک لوگوں پر لاٹھیاں برساتے رہے ہیں آج کہہ رہے ہیں کہ فلاں بات کیوں ہے ہم ان کی عزت کرتے ہیں جو ہماری بہنیں آئی ہیں ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : آپ کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ عزت کیا ہوتی ہے ۔

وزیرتعلیم : صرف اخبارات میں دینے کے لیے کہ جناب یہ ہو گیا ہے ظلم ہو گیا ہے ایک طرف اکسا رہے ہیں کہ جاؤ کالجوں میں جا کر یہ ظلم کرو اور کالجوں کی فضا کو مکدر کرو ۔

چوھدری طالب حسین : بہنوں کی ایسی عزت کرتے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جاؤ جلوس نکالو ٹیکسیوں کے اندر چلے جاؤ آپ تو ان ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں ۔

چوھدری طالب حسین : ایسی عزت کرتے ہیں بہنوں کی ملک سلیمان کی بیوی پر مقدمات بنائے گئے ۔

وزیر تعلیم : ہم کیسے اس بات کو مان لیں کہ ہمارے ملک میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں ۔

چوھدری طالب حسین : اسی لیے ڈاکٹر حلیم کی بیوی پر مقدمہ بنایا تھا ۔

وزیر تعلیم : میں ان کی عزت کرتا ہوں لیکن میں کیسے اس بات کو مان لوں کہ میرے ملک میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قائد اعظم اور اس ملک کے پرچم کی تذلیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں جب تک ہم اس چیز کی تحقیق نہ کر لیں ہم کیسے اس بات کو مان لیں ۔

چوھدری طالب حسین : آپ کو کیا پتہ کہ تذلیل کسے کہتے ہیں آپ بہنوں کی یہ عزت کرتے ہیں کہ ان پر مقدمات بنائے جاتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : ہم یہ کیسے مان لیں کہ جو کچھ آپ نے کہہ دیا وہ ٹھیک بات ہے ۔

چوھدری طالب حسین : بالکل ٹھیک ہے ۔

وزیر تعلیم : نہیں اس ملک میں ایسا کوئی انسان نہیں ہے جو قائد اعظم اور میرے ملک کے پرچم کی توہین کرے ۔

چوھدری طالب حسین : جب تک یہ حکومت قائم ہے یہی کچھ ہوتا رہے گا ۔

وزیر تعلیم : میں نہیں مانتا میں ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : یہی کچھ ہوگا آپ نے ہی حوصلہ افزائی کی ہے -

وزیر تعلیم : نہیں ماننا - ایسا کوئی انسان نہیں ہے اس پاکستان کے اندر -

چوہدری طالب حسین : ہم بھی نہیں مانتے کہ آپ اپنی بہنوں کی عزت کرتے ہیں -

وزیر تعلیم : آپ کے ساتھ ہوں گے ایسے لوگ آپ کے ساتھ ہوں گے جنھوں نے ایسے لوگوں کو جنم دیا ہوگا جو ایسی حرکتیں کریں گے اس ملک کے اندر -

چوہدری طالب حسین : آپ نے ممبران اسمبلی کی بیویوں پر مقدمات بنائے ہیں -

وزیر تعلیم : ہمارے یہاں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو اس بات کو برداشت کرے اور اس بات کی تحریک کرے - - -

چوہدری طالب حسین : آپ کی حکومت ہوگی تو یہی کچھ ہوگا - یہ آپ کی حکومت ہی ہے کہ کسی کو اس بات کی جرات ہوئی ہے -

وزیر تعلیم : آپ کریں گے ایسی باتیں اور کوئی نہیں کرے گا -

چوہدری طالب حسین : آپ ہی نے ممبران کو اغوا کرایا ممبران کی بیویوں پر مقدمات بنائے -

وزیر تعلیم : آپ کہتے ہیں کہ قائد اعظم کی تصویر کو پھاڑ دیا ہے پاکستان کے پرچم کی توہین کی ہے -

چوہدری طالب حسین : آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ زیادہ شور مچالیں گے -

وزیر تعلیم : شور آپ مچا رہے ہیں مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ باتیں برداشت کر لیتے ہیں کہ - - -

چوہدری طالب حسین : حقائق ہیں یہ - یہ درست ہے -

وزیر تعلیم : تم نے کس اخلاق کا ثبوت دیا ہے کہ تم نے یہ دیکھا

اور دیکھتے رہے دکھائے اپنی جرأت کون ہے وہ کم بخت جو قائد اعظم کی تصویر کو پھاڑے ذرا۔

چوہدری طالب حسین: ہاں جس نے جرأت کی اس کا حال بھی دیکھ لو تمہارے سامنے ہے جب تک آپ لوگ ہیں یہی کچھ ہوتا رہے گا۔

وزیر تعلیم: میدان میں نکلتے اور کہتے کہ کون ہو تم ادھر آؤ ہم نے بھی تحریک پاکستان میں جناب کام کیا تھا اس پرچم کے لیے لاکھوں جانوں کی قربانی دی تھی۔ یہ آ گئے ہیں کہ پرچم کو پھاڑ ڈالا ہے اور ہم دیکھ کر آئے ہیں۔

چوہدری طالب حسین: دھوکا دیا ہے عوام کو آپ نے اب عوام کسی تحریک کے لیے کام نہیں کر سکتے آپ قوم کے غدار ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! آپ نے اس پرولیج موشن کو رولز کے مطابق dispose کر دیا ہے اور کسی اپوزیشن کے رکن نے اس وقت نہیں کہا کہ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں جس وقت آپ نے ہاؤس میں تحریک کو منظوری کے لیے رکھا کہ اسے پریویلیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو کسی اپوزیشن ممبر نے نہ نہیں کہا اور اگر کسی نے اس وقت اس کی مخالفت نہیں کی بشمول قائد حزب اختلاف کے انہوں نے اسے قبول کر لیا ہے۔

چوہدری طالب حسین: یہ درست نہیں ہے سید تابش الوری صاحب نے مخالفت کی تھی۔

سید تابش الوری: میں نے واضح طور پر اس کی مخالفت کی تھی۔

وزیر خزانہ: لیکن ووٹنگ کے وقت کسی نے نہیں کہا آپ نے مخالفت پہلے کی تھی۔ دیکھئے ریکارڈ یہ درست ہے کہ جب انہوں نے مخالفت کی اس کے بعد جب راجہ منور صاحب فاضل رکن نے یہ کہا کہ اس کے لیے وقت کم متعین کیا جائے تو وہ اس پر راضی ہو گئے اور جب یہ موشن ہاؤس کی منظوری کے لیے پیش کی گئی تو کسی شخص نے مخالفت نہیں کی تو اس میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! کہ جب سارے ہاؤس نے متفقہ طور پر یہ طے کر لیا کہ پریویلیج کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اب اس پر مزید جھگڑا کیا کرنا ہے۔ وہاں پر اس بات پر تحقیق ہو گی جس میں فاضل حزب اختلاف کے اراکین

بھی ہیں خود سید تابش الوری صاحب فاضل رکن اس کے ممبر ہیں تو اس میں ساری بات آ جائے گی اب یہ مسئلہ dispose of ہو چکا ہے اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو اس پر اور کوئی مزید بحث نہیں ہونی چاہیے -

چوہدری طالب حسین : یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے مخالفت نہیں کی لیکن ہم دیکھ چکے ہیں جو پہلے کمیٹی کے سپرد کی گئی ہیں کہ ان کا کیا حشر ہوا ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اپنی بہنوں کی عزت کرتے ہیں آپ کو معلوم نہیں ہے کہ نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی بیویوں کے خلاف مقدمات بنائے گئے اور پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہم عزت کرتے ہیں -

وزیر خزانہ : یہ ریکارڈ ہے کہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی -

وزیر تعلیم : (ملک غلام نبی) : جناب والا ! میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ وہاں موجود تھے - قائد اعظم کی تصویر کو آپ نے وہاں پھاڑ ڈالا ، پرچم پاکستان کو پھاڑا تو آپ کس مرض کی دوا تھے - یہی میں نے کہا ہے کہ بات استحقاق کمیٹی میں آئے گی - اور وہاں اس کی تحقیق ہو سکے گی - اور اس افسر کو سزا دی جا سکے گی -

چوہدری طالب حسین : جس نے کوشش کی اس کو ضربات - - جس نے کوشش کی اس کو ضربات ہوں گی - - -

وزیر تعلیم : سن لیا ہے - سن لیا ہے - ٹھیک ہے انہوں نے دیکھا ہوگا یا کیا دیکھا ہوگا انہوں نے پتہ چل جائے گا - اگر ایسے لوگ موجود ہیں تو ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا - ان سے پوچھا جائے گا -

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب ایس ایم مسعود) : جناب والا ! پرچم اور قائد اعظم کی تصویر کے متعلق تحریک استحقاق میں کوئی ذکر نہیں ہے - لیکن میں نے پھر بھی اب بات کا اعتراض نہیں کیا حالانکہ اس تحریک استحقاق میں ایسی کوئی بات درج نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں نے یہ کہا ہے کہ یہ مسئلہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے - چونکہ انہوں نے ایوان کے سامنے بیان دیا ہے اب تحریک استحقاق دینے کے بعد ان کو کوئی خیال آ سکتا ہے کہ یہ بات اس طرح سے زیادہ play up ہوگی -

یا جو بھی بات ہے اب مجھ کہنا نہیں چاہتا میں نے اس کو contradict نہیں کیا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ بات درست نہیں ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : قائد اعظم کی تصویر کے بارے میں کم از کم تحریک استحقاق میں درج نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ تو تحریک التواء کا موضوع ہوگا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! یہ اتنی sensitive بات ہے اور اتنی اہم بات ہے تو اتنی اہم بات تحریک استحقاق میں کیوں نہیں لکھی گئی ۔ حالانکہ اس میں contradictions ہے ۔ مثلاً میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں اور ایوان کو اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ پہلے کیا کہا گیا ہے اور اب یہ کیا کہا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : I think that the matter has been closed.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : پہلے کہتے ہیں کہ باہر روکا گیا پھر کہتے ہیں کہ وہاں روکا گیا ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! اسمبلی کے باہر بھی انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے آگے جو لان ہے وہ بھی اس کا حصہ ہے ۔ اسی میں شامل ہے ۔

Mr. Speaker : I won't permit this controversy at present in this House. Otherwise the members could have discussed it earlier.

اور ویسے رولز کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر یہ تجویز آ جائے کہ ۔

It should be referred to the Privileges Committee, I have an obligation to put that question to the House. If it is carried, the motion goes to the Privileges Committee. If it is defeated then the motion comes before the House for discussion.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ہم آپ رولنگ کے خلاف احتجاج کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں میں رولنگ کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔

I want to let the members know.

شاید کوئی ممبران ایسے ہوں جن کے ذہن میں یہ بات ہو کہ

The motion will be killed. The moment when I admit the motion, the only thing is whether it should go to the Committee or it should be discussed in the House. If the motion that it should go to the Privileges Committee, is defeated then the motion immediately comes before the House for discussion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : We agree Sir.

Mr. Speaker : I think with this temper the House should be adjourned.

The House is adjourned. It shall reassemble at 8-30 a.m tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 8 اپریل 1976ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

تفصیل

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 7989)

سال وار خلاصہ تکمیل شدہ شاہرات

1970-71 تا 1974-75

نمبر شمار	سال	لمبائی تکمیل شدہ سڑکیں	خرچہ لاکھوں میں
		فرلانگ میل	
(1)	1970-71	53 — 3	120.29
(2)	1971-72	55 — 4	197.20
(3)	1972-73	94 — 5	152.32
(4)	1973-74	133 — 6	562.32
(5)	1974-75	244 — 3½	1171.36
	ٹوٹل	581 — 5½	2,113.49

تفصیل برائے 1970-71

نمبر شمار	سڑک کا نام	سڑک تکمیل شدہ	خرچہ لاکھوں روپوں میں
1	2	3	4
		فرلانگ - میل	
1 -	ضلع راولپنڈی		
	(1) تعمیر سڑک لہتراڑ کوٹلی (میل 28 تا 30.5)	2 - 00	7.01
	(2) تعمیر ذیلی سڑک لارنس کالج جھیکا گلی	0 - 6	2.12
	(3) تعمیر سڑک لوئر ٹوپہ گلہڑہ گلی - بن کوٹلی	1 - 0	5.30
		3 - 6	14.43
2 -	ضلع جہلم		
	(1) تعمیر سڑک جہلم تا پنڈ دادن خان	0 - 3	6.13
	(2) تعمیر سڑک پنڈ دادن خان گوجرہ	0 - 4	2.98
		3 - 4	9.11
3 -	ضلع شیخوپورہ		
	(1) پختگی شاہدرہ - نارووال روڈ (سیکشن شاہدرہ - مقبول پورہ)	6 - 0	5.75
		6 - 0	5.75

1	2	3	4
4 -	ضلع سیال کوٹ		
	(1) تعمیر سڑک سیالکوٹ - ظفروال	1 - 3	4.77
		1 - 3	4.77
5 -	ضلع ملتان		
	(1) تعمیر سڑک بستی ملوک دنیا پور کھروڑ پکا	7 - 0	8.15
		7 - 0	8.15
6 -	ضلع مظفر گڑھ		
	(1) تعمیر سڑک خان گڑھ کنجر خاص	0 - 4	0.95
		0 - 4	0.95
7 -	ضلع ڈیرہ غازی خان		
	(1) تعمیر سڑک راجن پور - کشمور (میل 0 تا 65)	4 - 0	11.10
	(2) ڈیرہ غازی خان - ڈیرہ اسماعیل خان روڈ	3 - 0	18.04
		7 - 0	29.14

1	2	3	4
8 -	ضلع بہاول پور		
	(1) تعمیر سڑک مبارک پور کوٹلہ موسیٰ خان خان پور - ڈھا آوچھ (میل 0 - 20)	1 - 4	5.20
	(2) تعمیر سڑک یزمان - فورٹ عباس (سیکشن یزمان تا گڑ والا)	0 - 6	14.91
	(3) حاصل پور - فورٹ عباس (سیکشن حاصل پور - چنے والا)	1 - 4	4.50
		3 - 6	24.61
9 -	ضلع بہاول نگر		
	(1) حاصل پور - جانن والا	1 - 5	2.88
	(2) چشتیاں - ہارون آباد براستہ قاضی والا	4 - 5	7.17
	(3) تعمیر سڑک فورٹ عباس تا منصورہ (میل 0 تا 32)	11 - 4	12.34
		17 - 6	22.39
10 -	ضلع رحیم یار خان		
	(1) کوٹلہ پٹھاناں جنکشن رحیم یار خان	2 - 7	0.99
		2 - 7	0.99
	میزان کل	53 - 3	120.29

تفصیل برائے سال 1971-72ء

1	2	3	4
1 -	ضلع راولپنڈی		
	(1) تعمیر ذیلی سڑک لارنس کالج جھیکا گلی	3 - 4	3.61
	(2) تعمیر سڑک لہتراڑ کوٹلی (میل 28 تا 39.6)	1 - 0	7.30
	(3) تعمیر سڑک لوئر ٹوپہ بن کوٹلی	1 - 4	2.60
		6 - 0	13.41
2 -	ضلع شیخوپورہ		
	(1) تعمیر دو طرفہ سڑک 22/4 تا 24/4	1 - 0	4.14
	(2) تعمیر سڑک پکاڈلہ تا سانگلہ ہل	0 - 4	1.26
	(3) پختگی شاہدرہ - نارروال روڈ سیکشن شاہدرہ - مقبول پورہ	10 - 0	14.16
		11 - 4	19.56
3 -	ضلع ملتان		
	(1) تعمیر بستی ملوک دنیا پور کہروڑ پکا روڈ	6 - 0	9.01
		6 - 0	9.01

1	2	3	4
4 -	ضلع ڈیرہ غازی خان		
	(1) تعمیر سڑک راجن پور تا کشمور (میل 0 تا 95)	1 - 4	5.96
	(2) تعمیر ڈیرہ غازی خان - ڈیرہ اسماعیل خان روڈ میل 73 - 94	5 - 0	11.94
		6 - 4	17.90
5 -	ضلع بہاول پور		
	(1) حاصل پور - فورٹ عباس سیکشن حاصل پور - چونے والا (17 میل)	2 - 4	4.04
	(2) تعمیر سڑک مبارک پور کوٹلہ موسلے خان خیر پور ڈھا اوچھ روڈ (28 میل)	5 - 0	4.03
		7 - 4	8.07
6 -	ضلع بہاول نگر		
	(1) چشتیاں - ہارون آباد براستہ قاضی والا	5 - 2	4.03
	(2) تعمیر سڑک فورٹ عباس - یزمان سیکشن فورٹ عباس - منصورہ (0 تا 32 میل)	2 - 3	5.25

1	2	3	4
	(3) تعمیر سڑک بہاولنگر منڈی صادق گنج الہ آباد	2 ـ 5	6.25
		10 - 2	16.53
7 -	ضلع رحیم یار خان		
	(1) پختگی اور ٹارنگ شاہی روڈ (میل 49/2 تا 57/0)	1 ـ 6	5.71
	(2) پختگی اور ٹارنگ میل 57 تا 62	1 ـ 2	4.00
	(3) ،، ،، ،، ،، 62 تا 90	1 ـ 0	6.00
	(4) تعمیر سڑک صادق آباد ـ تلوکٹھ (لمبائی 9 میل)	3 ـ 6	8.01
		7 - 6	23.72
	میزان کل	55 - 4	107.20
1 -	ضلع راولپنڈی		
	(1) تعمیر سڑک لوئر ٹوپہ ـ گلہرہ گلی ہن کوٹلی روڈ	4 ـ 0	6.05
	(2) تعمیر سڑک لہتراڑ کوٹلی	3 ـ 0	4.75
		7 - 0	10.80

تفصیل برائے 1972.73

1	2	3	4
2 ۔	ضلع شیخوپورہ		
	(1) تعمیر دو طرفہ سڑک میل 22/2 تا 24/6	2 ۔ 0	5.40
	(2) تعمیر سڑک پکاڈلہ تا سانگلہ ہل	3 ۔ 4	7.04
		5 - 4	12.44
3 ۔	ضلع جہلم		
	(1) پختگی رسول بیراج لنک روڈ ملحقہ جہلم ہنڈ دادن خان روڈ	1 ۔ 6	1.15
		1 - 6	1.15
4 ۔	ضلع گجرات		
	(1) پختگی رسول منڈی بہاؤالدین روڈ تا رسول بیراج	0 ۔ 6	1.32
		0 - 6	1.32
5 ۔	ضلع سیالکوٹ		
	(1) اضافی سیالکوٹ ۔ مرالہ روڈ از واہڈا کالونی ہل	1 ۔ 4	2.16
		1 - 4	2.16

تفصیل

1	2	3	4
6 -	ضلع ملتان		
	(1) تعمیر سڑک بستی ملوک کھروڑ پکا	5 - 0	18.11
		5 - 0	18.11
7 -	ضلع مظفر گڑھ		
	(1) تعمیر خان گڑھ - کنجر خان روڈ	4 - 2	8.84
		4 - 2	8.84
8 -	ضلع ڈیرہ غاز خان		
	(1) تعمیر سڑک راجن پور - کشمور (65 میل)	3 - 4	5.51
	(2) تعمیر سڑک ڈیرہ غازی خان - ڈیرہ اسماعیل خان	6 - 2	12.07
		9 - 6	17.58
9 -	ضلع بہاول پور		
	(1) تعمیر سڑک مبارکہ پور - کوٹلہ موسلے خاں خیر پور ڈھا اوجھ - پنجند روڈ	10 - 4	1 .47
	(2) حاصل پور - نورٹ عباس روڈ سیکشن حاصل پور جنے والا	3 - 4	7.56
		14 - 0	12.08

1	2	3	4
10 -	ضلع بہاول نگر		
	(1) تعمیر سڑک فورٹ عباس		
	یزمان سکشن فورٹ عباس تا منصورہ	9 - 0	8.00
	(2) تعمیر سڑک بہاول نگر -		
	منڈی صادق گنج الہ آباد روڈ	6 - 0	11.80
	(3) چشتیاں ہارون آباد		
	براستہ قاضی والا	1 - 4	2.00
		16 - 4	21.80
11 -	ضلع رحیم یار خان		
	(1) تعمیر سڑک کوٹلہ		
	پٹھان تا رحیم یار خان		
	برانچ جنکشن	1 - 5	2.42
	(2) صادق آباد - تلو کوٹھ (9 میل)	6 - 2	8.58
	(3) پختگی شاہی روڈ میل 49/2 تا 57/0	5 - 6	8.03
	(4) " " " میل 57/0 تا 62/0	3 - 6	7.01
	(5) " " " میل 62/0 تا 90/0	7 - 4	17.04
	(6) تعمیر سڑک پکا لاراں - نواں کوٹ		
	(از میل 0/0 تا 6/7)	3 - 4	9.01
		28 - 2	52.09
	میزان کل	94 - 6	152.32

تفصیل برائے سال 1947-37ء

1	2	3	4
	ضلع راولپنڈی		
1 ۔	لوئر ٹوپہ گلہرہ گلی بن کوٹلی روڈ	5 ۔ 0	5.91
2 ۔	لتھڑار کوٹلی روڈ	0 ۔ 4	2.98
3 ۔	کلرٹوبیراں روڈ	2 ۔ 0	4.02
4 ۔	چوہان چکھری روڈ	2 ۔ 0	12.09
		9 - 4	25.00
	ضلع جہلم		
1 ۔	پنڈ دادن خان للہ روڈ	3 ۔ 0	14.09
2 ۔	ٹوپہ تا احمد آباد	2 ۔ 0	4.15
3 ۔	للہ تا سگرال کٹھہ	2 ۔ 0	7.40
		7 - 0	25.29
	کیمبلپور		
1 ۔	لنگ جنگ براہمہ	1 ۔ 0	7.04
2 ۔	کیمبلپور تا اٹک	2 ۔ 0	4.00
3 ۔	پنڈی گھیب تا تکھنڈ	1 ۔ 6	5.94
		4 - 6	16.98
	ضلع گجرات		
1 ۔	منکو وال ڈنگہ روڈ	1 ۔ 6	7.30

1	2	3	4
1-a	۔ جلال پور کڑیانوالہ	1 - 9	12.03
2	۔ گلیانہ لالہ موسلے	1 - 6	5.01
3	۔ منکو وال ملک وال	1 - 2	7.88
4	۔ سیدہ بھیرو وال دریام روڈ	1 - 3	10.01
		7 - 7	41.96
	ضلع گوجرانوالہ		
1	۔ ننگل ڈونہ ۔ سنگھ تا سادھو چک	0 - 4	3.51
2	۔ حافظ آباد ۔ خانقاہ ڈوگراں	0 - 6	2.79
3	۔ وزیر آباد تا کمکہ	1 - 0	6.06
		2 - 2	12.36
	سیالکوٹ		
1	۔ چونڈہ تا میل 18 ۔ سیالکوٹ ظفر وال روڈ ،، ،،	2 - 6	6.97
2	۔ بڈھیانہ ۔ چونڈہ ظفر وال روڈ	2 - 0	10.09
3	۔ سیالکوٹ تا گوندل عید پور	1 - 0	3.99
4	۔ بدوملی قلعہ سوبھا سنگھ	1 - 0	2.99
5	۔ شکر گڑھ کوٹلیناں روڈ	1 - 0	5.00
		7 - 6	28.04
	شیخوپورہ		
1	۔ شاہدرہ نارووال روڈ سیکشن شاہدرہ مقبول پورہ	4 - 0	4.94

1	2	3	4
2 ۔	مقبول پورہ تا نارنگ	2 ۔ 0	6.03
3 ۔	شیخوپورہ تا شرقپور	1 ۔ 4	10.48
4 ۔	پکاڈلہ تا سانگلہ ہل	3 ۔ 0	15.27
5 ۔	مرید کے نارووال روڈ	5 ۔ 0	25.57
		15 ۔ 4	62.29
	ضلع لاہور		
1 ۔	رائے ونڈ تا چھانگا مانگا	3 ۔ 0	9·08
2 ۔	قصور تا کوٹ رادھا کشن	2 ۔ 4	4.80
3 ۔	فیروز پور روڈ تا ملتان روڈ براستہ ہڈیارہ ڈرین	2 ۔ 0	7.98
4 ۔	روڈھے تا تارہ گڑھ	1 ۔ 0	0.89
5 ۔	کاہنا نو براستہ جیا بگا تا آرائیں	1 ۔ 4	5.92
		10 ۔ 0	28.67
	ضلع بہاول نگر		
1 ۔	بہاولنگر تا منڈی صادق گنج	2 ۔ 5	11.49
2 ۔	فورٹ عباس تا منصورہ	2 ۔ 0	1.25
		4 ۔ 5	12.74
	ضلع بہاول پور		
1 ۔	حاصل پور فورٹ عباس سیکشن حاصل پور تا چونی والہ	1 ۔ 4	2 76

1	2	3	4
2 ۔	چک 82 فتح نہر مراد تا چک 77	2 ۔ 0	3.94
		3 - 4	6.70
	ضلع رحیم یار خان		
1 ۔	شاہی روڈ میل 49 تا 57	1 ۔ 0	50.00
2 ۔	شاہی روڈ میل 62 تا 90	0 ۔ 4	2.50
3 ۔	پکا لاراں نواں کوٹ	2 ۔ 2	4.92
4 ۔	سروار ڈھتا رکن پور	1 ۔ 2	8.08
5 ۔	صادق آباد ٹلو گوٹھ	4 ۔ 5	6.96
		9 - 5	72.46
	ضلع ملتان		
1 ۔	جہانیاں خانیوال	2 ۔ 0	20.00
2 ۔	لودھراں جلال پور	2 ۔ 0	9.95
3 ۔	بڈھا سنت تا جہانیاں	2 ۔ 0	6.09
4 ۔	بستی ملوکہ تا کہروڑ پکا	2 ۔ 0	5.98
5 ۔	ککڑ جٹاں تا زنگ پور	2 ۔ 0	7.99
6 ۔	دنیا پور تا آدم والا	4 ۔ 0	18.96
7 ۔	میلسی وہاڑی	2 ۔ 0	4.01
		16 - 0	72.07
	مظفر گڑھ		
1.	خان گڑھ کنجر خاص	4 ۔ 4	5.01

1	2	3	4
2	سنا خواں لنکر سرائے	2 - 3	19.04
3.	چوہارہ نواں کوٹ	1 - 4	7.04
		8 - 3	31.09

ڈیرہ غازی خان

1.	ڈیرہ غازی خان - ڈیرہ اسماعیل خان روڈ	3 - 4	10.02
2.	جام پور تا داجل 7 تا 41	1 - 2	14.02
3	حاصل پور تا حاجی پور	3 - 0	8.00
4.	ٹبی قیصرانی وہو واہ	2 - 0	60·7
		9 - 6	51.08

لائل پور

1.	پیر محل تا کمالیہ	1 - 0	13.50
2.	تاندلیانوالہ کمالیہ روڈ	1 - 1	6,98
3.	بچیانہ تا ریلوے سٹیشن لنکانہ	1 - 4	6.00
4.	چک جھمرہ تا سائیزر والہ	1 - 4	7.00
5.	ٹوبہ ٹیک سنگھ گوجرہ	1 - 4	8.31
		6 - 6	41.50

جھنگ

1.	چوٹلہ - لالیاں روڈ	2 - 0	18.09
2.	خوشاب الہارہ ہزاری	2 - 0	7.24
		4 - 0	25,30

1	2	3	4
	ساہیوال		
1.	نور شاہ کوگیرہ روڈ	1 - 0	10.63
2.	یوسف والہ تا بونگا حیا	1 - 0	7.00
3.	سنگرہ چندرا کہ روڈ	2 - 4	4.82
4.	حجرہ چوٹیاں	2 - 0	9.31
		6 - 4	28.76
	میزان کل	133 - 6	562.32

تفصیل برائے 1974-75

	ضلع راولپنڈی		
1.	تعمیر سڑک لہتراڑ کوٹلی	1 - 0	3.02
2.	تعمیر سڑک کلر دوبیران	3 - 0	10.99
3.	تعمیر سڑک راولپنڈی چکری میل (17.35) چاھان تا میل 28.0 (چکری)	0 - 6	16.99
	ٹوٹل	4 - 6	31.00
	ضلع جہلم		
1:	پنڈ دادن خان للہ روڈ	7 - 2	21.00
2.	للہ کندوال روڈ	1 - 0	3.03
3.	ٹوبہ احمد روڈ	2 - 0	8.03
		10 - 2	32.06

i	2	3	4
	ضلع گجرات		
1.	تعمیر جلالپور کریانوالہ روڈ	6 - 4	28.00
2.	تعمیر گیلانہ لالہ موسیٰ روڈ از بھیروال تا میل 86/6 جی ٹی روڈ	1 - 0	5.30
3.	تعمیر منکو وال ڈلکا روڈ	1 - 0	6.00
4.	بھسیم اکو وال لنک روڈ (کھاریاں جلال پور)	1 - 4	10.50
5.	سید بھیروال ورہام روڈ	2 : 4	12.00
		12 - 2	61.80
	ضلع لاہور		
1.	تعمیر سڑک رائے ونڈ تا چھانگا مانگا	1 - 7	10.00
2.	تعمیر سڑک قصور تا کوٹ رادھا کشن	0 - 4	4.95
3.	تعمیر سڑک روڈی تا تارا گڑھ	1 - 4	5.00
4.	تعمیر سڑک کاہنا تا کوٹ اوائیں براستہ جہا بگا	1 - 1	6.70
		5 - 0	26.66
	ضلع گوجرانوالہ		
1.	تعمیر سڑک تتلے علی نوشہرہ کارکن	5 - 0	16.52
2.	تعمیر سڑک ننگل ڈوگا سنگھ تا حاجوکے	0 - 2	17.12
3.	تعمیر سڑک وزیر آباد تا پنڈی بھٹیاں سیکشن کھیری والی تا رسول نگر	1 - 4	14.12
4.	وزیر آباد لسکہ	2 - 0	15.80
		10 - 4	60.54

1	2	3	3
	ضلع شیخوپورہ		
1.	تعمیر ائی کیرج وے لاہور تا شیخوپورہ	6 - 6	49.44
2.	پختگی شاہدرہ فاروال روڈ سیکشن شاہدرہ تا مقبول پورہ	2 - 0	10 69
3.	تعمیر سڑک پکا ڈلا تا سانگلہ ہلی	0 - 4	12.09
4.	تعمیر سڑک از مقبول پورہ تا نارنگ میل 20 تا 27	2 - 0	23.13
5.	تعمیر سڑک شیخوپورہ تا شرقپور براستہ مٹر بھگوان	3 - 0	25.35
6.	تعمیر سڑک شاہ کوٹ تا ننکانہ صاحب	1 - 6	26.11
		19 - 4	141.31
	ضلع سیالکوٹ		
1.	تعمیر سڑک سیالکوٹ تا گوندل سید پور	4 · 6	20.31
2.	تعمیر سڑک بدوملی تا تلہ سوہبا سنگھ	0 - 3	19.95
3.	تعمیر سڑک از چوکنڈہ تا میل 81 سیالکوٹ ظفر وال روڈ	2 - 6	18.21
4.	بڈیانہ چوکنڈہ ظفر وال روڈ	10 · 4	43.73
5.	مرید کے فاروال روڈ	5 - 2	35.32
		29 - 0	137.52
	ضلع سرگودھا		
1.	تعمیر سڑک ساہیوال تا فاروقہ	5 - 1	9.40
2.	تعمیر سڑک سلانوالی تا بی - اے - ایف لالیاں	1 - 5	6.40

1	2	3	4
3.	تعمیر سڑک کٹھا سگرال تا للہ	1 - 1	14.06
4.	بھیرہ تا ملکوال	2 - 7	19.01
5.	قائد آباد وڑچہ	5 - 1	26.36
		12 - 5	74.26

ضلع میانوالی

1.	تعمیر سڑک چکرل یا مناڑ لمبائی 41 میل	0 - 2	11.01
2.	تعمیر سڑک موسیٰ خیل تا وان بچراں لمبائی 16.5 میل	4 - 4	25.01
3.	تعمیر سڑک نوالی جنڈوالہ ڈولے والہ براستہ جوہا - لمبائی 26.5	0 · 7	25.22
		13 - 4	61 24

ضلع لائل پور

1.	تعمیر سڑک بچیانہ تا ننکانہ صاحب ریلوے سٹیشن	1 - 3	10.07
2.	تعمیر سڑک چک جھمیرہ تا سلارولہ	4 - 2½	17.31
3.	تعمیر سڑک ٹوبہ ٹیک سنگھ تا گوجرہ لمبائی 17.2ز میل	6 - 7	25.12
4.	تعمیر سڑک تاندلیانوالہ تا کمالیہ روڈ	1 - 2	7.00
5.	تعمیر سڑک پیر محل کمالیہ روڈ	3 - 4	23.51
		17 - 6⅛	83.01

1	2	3	4
	ضلع جھنگ		
1.	تعمیر سڑک چنڈ لالیاں میل 21 70 تا 44.30	4 - 2	48.13
2.	تعمیر سڑک خوشاب تا الھارہ ھزاری میل 59/4 تا 80/2	0 - 6	22.29
	ٹوٹل	5 - 0	70.42
	ضلع ملتان		
1.	تعمیر سڑک بستی ملوک تا کروڑ پکا	4 - 4	19.03
2.	تعمیر سڑک ککڑ ھٹہ تا رنگپور تن لمبائی 10 میل	3 - 0	7.94
3.	تعمیر سڑک دنیا پور تا آدم واھان (سیکشن دنیا پور تا رکن پور)	4 - 0	25.01
4.	تعمیر سڑک دنیا پور تا جھانیاں	3 - 0	18.01
5.	تعمیر سڑک جھانیاں تا خانیوال (سیکشن خانیوانیوال تا جنگل مریالہ لمبائی 8 میل)	7 - 0	31.49
6.	تعمیر سڑک لودھران تا جلالپور پیروالہ سیکشن لودھران تا میل 14	2 - 6	8.01
7.	تعمیر سڑک وھاڑی تا میلسی براستہ کرم پور لمبائی 10 میل	1 - 5	10.07
8.	تعمیر سڑک بھولا سنت تا جھانیاں براستہ چک نمبر 7 لمبائی 12 میل	2 - 0	4 -09
	ٹوٹل	27 - 7	127.55

1	2	3	4
	ضلع ساہیوال		
1.	تعمیر سڑک یوسف والہ تا بنگلا حیات لمبائی 12.5	2 - 5	10 03
2.	تعمیر سڑک حجرہ تا چونیاں لمبائی 10 میل	1 - 6	4.19
3.	تعمیر سڑک نور پور تا کبھن لمبائی 14 میل	1 - 0	4.04
4.	تعمیر سڑک ست گرہ تا جندراکہ لمبائی 15 میل	0 - 4	7.59
5.	تعمیر نور شاہ تا گوگیرہ لمبائی 13 میل	3 - 2	10.71
6.	تعمیر سڑک حجرہ تا حویلی سیکشن حجرہ تا کراسنگ دیپالپور بھیر پور روڈ لمبائی 15 میل	3 - 0	11.32
7.	تعمیر سڑک پاکپٹن حویلی سیکشن غلام قادر تا پیرضی	0 - 4	6.70
		12 - 5	54.58
	ضلع مظفر گڑھ		
1.	تعمیر سڑک خان گڑھ تا کنجر خاص میل 0 تا 12	2 - 6	4.79
2.	تعمیر سڑک اڑمنانوان تا لنگر سرائے لمبائی 20 میل	4 - 5	13.10
3.	تعمیر سڑک مظفر گڑھ کنجر خاص روڈ براستہ موند کے	4 - 0	9.09
4.	تعمیر سڑک ازاںنوان کوٹ تا چوبارہ لمبائی 14 میل	2 - 0	5.32
	ٹوٹل	13 - 3	32.30

1	2	3	4
	ضلع ڈیرہ غازی خان		
1.	تعمیر سڑک ڈیرہ غازی خان ڈیرہ اسماعیل خان میل 72 تا 94	9 - 0	26.26
2.	تعمیر سڑک راجن پور کا شمور روڈ میل 50 تا 64	10 - 0	35.15
3.	تعمیر سڑک جام پور داجل روڈ میل 7 تا 14	4 - 0	9.10
4.	تعمیر سڑک فاضل پور حاجی پور لمبائی 0 میل	3 - 0	9.05
5.	تعمیر سڑک ٹبہ قیصرانی تا وے ہووا لمبائی 12.75	1 - 0	8.07
	ٹوٹل	27 - 0	87.63
	ضلع بہاولپور		
1.	تعمیر سڑک احمد پور تا یزمان	1 - 0	9.98
2.	تعمیر سڑک سمہ سٹہ بہاولپور ڈیرہ پکھا روڈ (سیکشن بہاولپور ڈیرہ پکھا روڈ میل 0 تا 12	0 - 3	7.87
3.	تعمیر سڑک از چک نمبر الف /82 تا نہر مراد چک نمبر 177 مراد لمبائی 16 میل	1 - 0	5.61
	ضلع بہاولنگر		
1.	تعمیر سڑک منچن آباد تا ڈھاک پتن میل 0 تا 7/4	2 - 3	40.11
		2 - 3	11.04

1	2	3	4
	ضلع رحیم یار خان		
1.	تعمیر سڑک صادق آباد تا ٹلوگوتھ بمع لنک روڈ تا چک نمبر بی/173	1 - 0	0.73
2.	تعمیر سڑک داؤد والہ تا ماچکے لمبائی 6.5 میل	2 - 4	9.00
3.	تعمیر سڑک سردار گڑھ تا رکن پور لمبائی 8 میل	3 - 6	9.26
4.	تعمیر سڑک باغ و بہار تا آر ڈی 6000 آئی ایل مائنر لمبائی 4.1	2 - 4	9.83
5.	پختگی اور ٹارنگ شاہی روڈ میل 62 تا 90	2 - 6	15.54
6.	تعمیر سڑک از خان بیلہ تا ملکانی لمبائی 16 میل	5 - 5	10.02
	ٹوٹل	18 - 1	54.38
	میزان کل -	244-3 ½ میل	1171.36

—o O o—

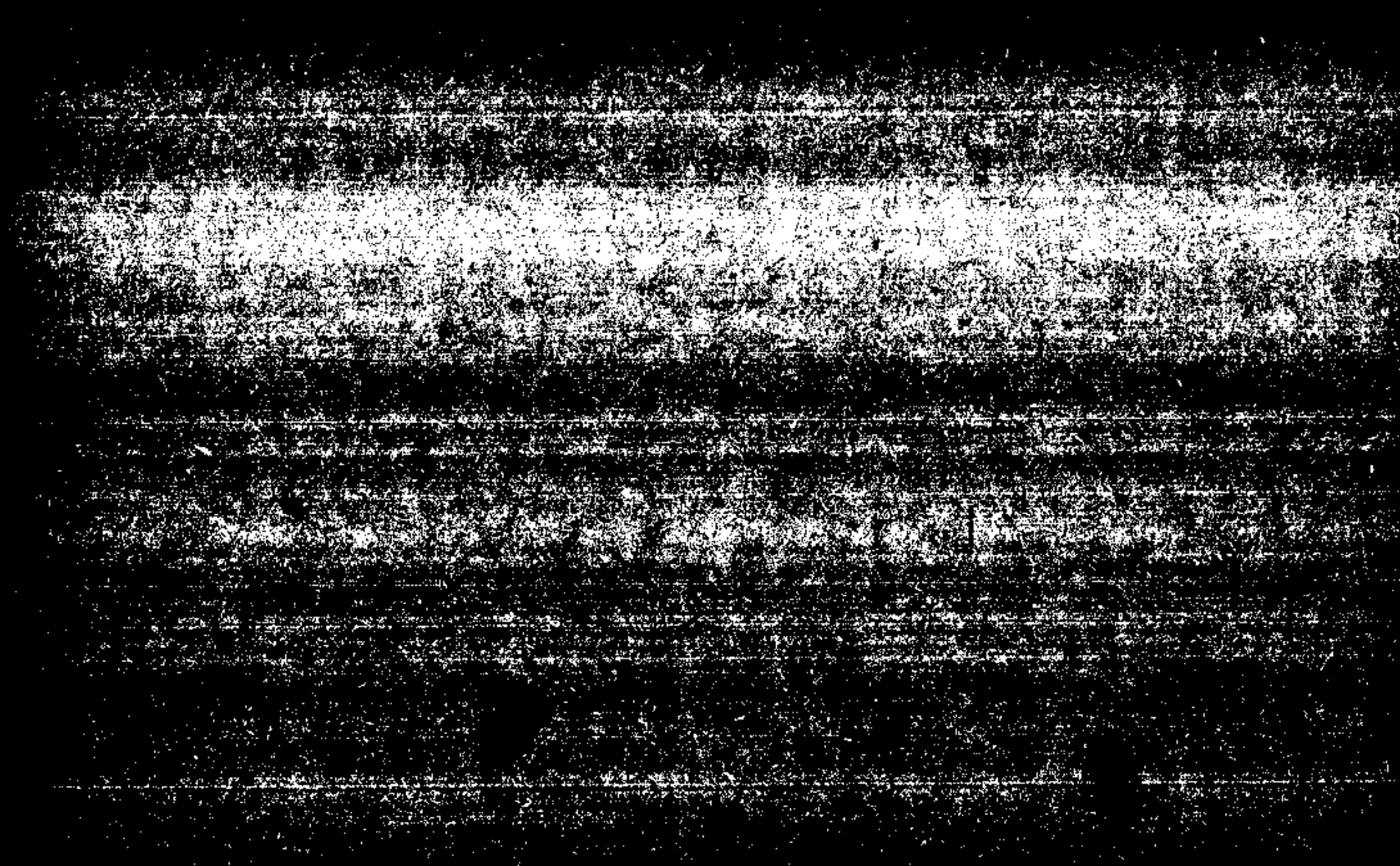

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

جمعرات ۔ 8 اپریل 1976ء
(پنج شنبہ ۔ 7 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب [illegible] بیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○

پ ۱۹ ——— س ۲۵ ——— رکوع ۴ ——— آیات ۶۳ تا ۶۷

اور اللہ کے (صحیح) بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو وہ ان کو سلام کر لیتے ہیں اور وہ (ایسے ہیں) جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ ریز ہو کر اور (عجز و ادب) سے کھڑے ہو کر راتیں بسر کرتے ہیں اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف دہ چیز ہے اور جہنم تو ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے اور وہ (ایسے ہیں) کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اُڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ ضرورت سے کم۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے - مرزا فضل حق -

ملہال مغلاں میں بجلی کی فراہمی

***4461 - مرزا فضل حق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملہال مغلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم کا ایک بڑا قصبہ ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ کو - ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ میں بجلی کی فراہمی کے لیے اہل قصبہ کافی مدت سے مطالبہ کر رہے ہیں لیکن ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی -

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ کو بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق : (سردار نصر اللہ خان دریشک) - (الف) یہ درست ہے کہ موضع ملہال مغلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم کا قصبہ ہے جس کی آبادی تقریباً نو صد ہے -

(ب) یہ بھی درست ہے -

(ج) مذکورہ قصبہ کو بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ اس سال کی بجلی فراہمی کے پروگرام کی فہرست اول میں شامل ہے - تاہم یہ درست ہے کہ بجلی ابھی تک فراہم نہیں کی گئی -

(د) قصبہ کو بجلی پہنچانے کا کام سال 74-1973ء کے پروگرام میں شامل ہے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! ضمن (ب) کے جواب میں

وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ابھی تک اس قصبہ کو بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے - ساتھ ہی ضمن (ج) میں کہا ہے کہ بجلی کی فراہمی کا جو پروگرام ہے اس پروگرام کی فہرست اول میں یہ شامل ہے - کیا وجہ ہے کہ تین سال گزر رہے ہیں - اس قصبے کو بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے - جب وہ top priority لسٹ میں سال 1973-74 ء میں شامل ہو گیا تھا اس کے بعد انہیں کونسی سفارش چاہیے تھی - top priority بنتی تب ہے جب نیچے سے سفارش آ جائے -

وزیر آبپاشی و آوت برق : جناب والا ! ایسی صورت حال نہیں ہے - پہلے واپڈا خود اسٹیں تیار کرتا تھا - اس کے بعد یہ کام ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کے سپرد کر دیا گیا - جب وہ کرتے تھے تو انہوں نے اسے لسٹ میں رکھا جب یہ کام ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کے سپرد کیا گیا پھر ان کی فہرستوں کو top priority دی گئی - اور ان کو cancel کر دیا گیا - فاضل ممبر پیپلز ورکس کونسل کے رکن ہیں - یہ وہاں سے سفارش کرا دیں - تو ہم اس کو حل کر دینگے -

---

نمائشی روشنیوں پر پابندی

***4532 - مرزا افضل حق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند ماہ پیشتر بجلی کی قلت کے پیش نظر سابقہ گورنر پنجاب کے احکامات کے تحت نمائشی روشنیوں پر پابندی عائد کی گئی تھی -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنر پنجاب نے چیف انجینئر شیخ جلیل الرحمان کو ذاتی طور پر بلا کر ان احکامات پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید کی تھی -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چیف انجینئر نے اپنے دفتر میں ملتعت افسروں جن میں مسٹر درانی ایگزیکٹو انجینئر بھی شامل تھے کی موجودگی میں حکومتی پارٹی ، عوامی نمائندوں اور خاص طور پر سابق گورنر پنجاب کی تضحیک کی ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سابقہ گورنر پنجاب کے اختیارات میں شائع شدہ احکامات کے تحت نمائشی روشنیوں پر پابندی عائد کی تھی -

(ب) یہ بھی درست ہے کہ گورنر صاحب نے شیخ جلیل الرحمان چیف انجینئر لاہور کو ذاتی طور پر بلا کر ان احکامات پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید کی تھی -

(ج) یہ بات درست نہیں ہے - مذکورہ الزام قطعی طور پر بے بنیاد ہے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے - کہ نمائشی روشنی پر جو پابندی لگی ہوئی تھی وہ کب اور کیوں ختم کی گئی - نیز ہمیں زرعی اور صنعتی پیداوار میں اضافہ کے لیے جب بجلی کی ضرورت ہے - تو کیوں نہ ایسی نمائشی بجلی پر پابندی لگا کر وہ ہم ٹیوب ویل انڈسٹریل یونٹ کو دیں تا کہ ملک کی زرعی پیداوار میں اضافہ ہو ؟

مسٹر سپیکر : یہ دو سوال ہو گئے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! یہ ایوان کا وقت بچانے کے لیے اکٹھے کیے گئے ہیں - کہ پہلے وہ تاریخ بتاتے اور پھر وہ تشریف رکھتے اور میں دوسرا سوال کرتا تو وہ دوبارہ جواب دینے کے لیے کھڑے ہوتے -

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا ! تاریخ کے لیے یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں - میں ان کو بتا دوں گا -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : ہاؤس میں جواب دیں -

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا ! اس کو repeat کر دیں - تو پھر اس ہاؤس میں جواب دے دوں گا - دوسری بات جو ہے - اس پر حکومت غور کر سکتی ہے -

مسٹر سپیکر : ایک ہوتا ہے ''کر سکتی ہے'' ''ایک کرے گی'' - آپ کا کیا جواب ہے ؟

وزیر و قوت برق : جناب والا ! میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ چونکہ یہ معاملہ direct میرے under نہیں ہے ۔ اس لیے میں کوئی firm commitment اس ایوان میں نہیں دے سکتا ہوں ۔

تفریح ٹیکس کی خورد برد

***5433 ۔ ملک شاہ چھ محسن :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں 1973ء کے دوران محکمہ آبکاری و محصولات کے کتنے اہلکاران و افسران کے خلاف سینما مالکان سے ساز باز کر کے تفریحی ٹیکس خورد برد کرنے کے الزام میں کارروائی کی گئی ۔

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : صوبہ پنجاب میں 1973ء کے دوران محکمہ آبکاری و محصولات نے سرگودھا ، لاہور اور ملتان ڈویژن کے کل چودہ اہلکاران کے خلاف ایسے الزام میں محکمانہ کارروائی کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ محکمانہ کارروائی میں ملازمین کو کس نوعیت کی سزا دی گئی ؟

وزیر اطلاعات : جناب والا ! ان سزاؤں میں ملامت بھی ہے ۔ انتباہ بھی ہے جواب طلبی بھی کی گئی ۔ کئی کی سالانہ ترقی بھی بند کی گئی اور کچھ ملازمین کی چیکنگ اتھارٹی بھی واپس لی گئی ۔ اس کی فہرست میرے پاس ہے ۔ اگر آپ چاہیں تو میں پیش کر سکتا ہوں ۔ اگر آپ کارروائی کی اقسام پوچھ رہے ہیں تو یہ تین چار قسم کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! محکمانہ کارروائی میں ملازمین کے ساتھ جو خاصی رعایت برتی گئی ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس میں دلچسپی لینے کے لیے تیار ہیں ؟

وزیر اطلاعات : جناب ! اگر فاضل ممبر کوئی ایک کیس میرے علم میں لائیں گے جس میں یہ سمجھتے ہیں کہ خاص قسم کی نرمی استعمال کی گئی ہے اور پورا انصاف نہیں ہوا تو اس میں خود ذاتی طور پر تحقیق کروں گا ۔

الفلاح بلڈنگ سے آمدن

* **5482 ۔ ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شارع قائداعظم لاہور پر واقع الفلاح بلڈنگ سے اب تک حکومت کو کیا آمدن ہوئی ہے ۔ اس آمدن میں سے کتنی رقم کتنے جریدی و غیر جریدی افسران کو برائے فلاح آج تک دی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! الفلاح بلڈنگ کا تعلق فنڈ بینوولنٹ حصہ دوم سے ہے جو غیر جریدی ملازمین کے لیے قائم کیا گیا ہے ۔ بلڈنگ مذکور کی آمدنی حکومت کو نہیں ہوتی بلکہ بینوولنٹ فنڈ کے حساب میں جاتی ہے جس سے صرف غیر جریدی ملازمان کو امداد دی جاتی ہے ۔ یہ بلڈنگ 1966ء کے اواخر میں مکمل ہوئی اور اس وقت سے 30 جون 1975ء تک مبلغ ایک کروڑ اکتہر لاکھ تیرہ ہزار چار سو ساٹھ روپے آمدنی ہوئی جبکہ بلڈنگ کی تعمیر اور دوسرے اخراجات پر مبلغ چھانوے لاکھ پانچ ہزار ایک سو انچاس روپے خرچ ہوئے اور اس طرح سے نٹی فیگرز کے مطابق جو منافع بنتا ہے وہ 76,03,311 روپے ہے اور اس کی تقسیم چاروں صوبوں میں کی جائے گی جس کا فیصلہ بین الصوبائی رابطہ کمیٹی میں کیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ جریدی اور غیر جریدی افسروں میں اس کی کتنی امداد تقسیم کی گئی ہے ؟ جناب والا ۔ اس کے متعلق تو جواب نہیں آسکا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جریدی سے اسکا تعلق نہیں ہے ۔ جب یہ بلڈنگ بنی تھی تو اس وقت بیس لاکھ روپے گورنمنٹ نے دیئے تھے اور باقی بینوولنٹ فنڈ گزیٹڈ غیر جریدی سرکاری ملازمین نے دیئے تھے تو naturally نان گزیٹڈ گورنمنٹ ملازمین کو ہی یہ پیسے جائیں گے اور گزیٹڈ نے نہ اس میں پیسے شامل کئے ہیں نہ ہی ان کو اس کا حصہ ملے گا ۔

مسٹر سپیکر : سوال ذرا اس سے مختلف ہے ۔ سوال یہ ہے کہ بینوولنٹ کے اکاؤنٹ میں یہ رقم ہے اور وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اب تک اس میں سے کتنی امداد دی گئی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرے سوال کا مطلب یہی ہے ۔

وزیر خزانہ : وہ تو جناب والا ! تفصیلی سوال ہوگیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ ٹوٹل تو بتا سکتے ہیں ۔ کہ اتنے لاکھ یا اتنے ہزار روپیہ امداد گئی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ رقم تو ابھی تقسیم نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : کیا ابھی تک کوئی امداد نہیں دی گئی ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! چونکہ یہ بلڈنگ ون یونٹ کے وقت میں بنی تھی اور ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد آج تک فیصلہ نہیں ہوسکا کہ کس تناسب سے یہ رقم چاروں صوبوں میں تقسیم کی جائے گی ۔ اس لیے بین الصوبائی رابطہ کمیٹی میں یہ فیصلہ کیا جائے گا ۔ پہلے یہ رقم صوبہ وار تقسیم ہوگی اور پھر جب ہر صوبہ میں وہ رقم جائے گی تو ہر پراونشل کی ایک کمیٹی ہوتی ہے تو وہ کمیٹی اس کا فیصلہ کرے گی کہ کیسے یہ پیسے خرچ ہونگے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کب تک یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ فیصلہ ہو جائے گا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ چیز ایجنڈا پر ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ جلد ہوجائے ۔

راجہ فضل خان : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ کتنی رقم اب تک جمع ہوچکی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ چیز تو وہ بتا چکے ہیں ۔

علاقہ بھائی پھیرو میں بجلی کی سپلائی میں تعطل

***6217 ۔ سردار رب نواز خان کھتران :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھائی پھیرو سب ڈویژن ضلع لاہور کے تقریباً دو سو دیہات میں بجلی کی سپلائی 25 مئی 1974ء سے بند ہے جس کی وجہ سے وہاں سینکڑوں ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور فصلوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چند یوم قبل اس سلسلہ میں علاقہ مذکور کی بہت سی کسان تنظیموں کے وفود ایس۔ڈی۔او بجلی بھائی پھیرو کو ملے تھے اور افسر مذکور نے ان وفود کے ساتھ نہایت ہتک آمیز سلوک کیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایس۔ڈی۔او مذکور نے انتقامی جذبہ کے تحت 26 مئی 1974ء کو گرڈ سٹیشن بھائی پھیرو کے دو ٹرانسفارمر ناکارہ کرا دئے تھے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تھانہ سرائے مغل نے مذکورہ دو ٹرانسفارمروں کے جلائے جانے کی تخریبی کارروائی کے خلاف مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بجلی کی سپلائی بحال کرنے اور قصوروار اہلکاران محکمہ بجلی کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) نہیں یہ حقیقت نہیں ہے۔ گرڈ سٹیشن سے بجلی بند نہیں کی گئی صرف چند علاقوں میں دو دن کے لیے بجلی بند رہی جو کہ دو دن کے بعد چالو کر دی گئی۔

(ب) نہیں یہ حقیقت نہیں بلکہ صورت حال اس کے برعکس ہے۔

(ج) نہیں یہ بھی حقیقت نہیں ہے۔

(د) نہیں یہ درست نہیں ہے ایس۔ڈی۔او نے تھانہ سرائے مغل کو ایک خط نمبر 44-2238 مورخہ 28-5-74 لکھا جس میں بتایا کہ سردار احمد علی کے فارم میں 100 KVA کے دو ٹرانسفارمروں کو مالکان یا ان کے مزارعوں نے نقصان پہنچایا ہے۔

(ہ) بجلی کی رو متاثرین کو دو دن بعد بحال کر دی گئی تھی۔ چونکہ محکمہ کے اہل کاران کا بظاہر کوئی قصور نہیں تھا اس لیے کسی کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

چودھری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ایس۔ ڈی۔او صاحب کی تحریری شکایت پر تھانہ سرائے مغل میں کیس رجسٹر ہوا کتنے آدمیوں کے چالان ہوئے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ۔ جناب والا ! ضمن (د) کے جواب میں میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! پہلے ایس۔ڈی۔او صاحب نے کیس رجسٹر کروایا اور پھر مالکان نے بھی counter-case رجسٹر کروایا۔ پھر ہائی کورٹ میں انہوں نے رٹ کر دی کہ ہماری بجلی ناجائز طور پر بند کردی گئی ۔ تو بعد میں محکمہ اور ان کے درمیان باھمی طور پر تصفیہ ہو گیا ۔

جریدی و غیر جریدی ملازمین کی بیوگان و یتامیٰ کو بینویلنٹ فنڈ سے امداد

*6369 ۔ **چوھدری امان اللہ لک** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اپنے جریدی و غیر جریدی ملازمین کی بیوگان و یتامیٰ کو بینویلنٹ فنڈ سے ہر ماہ گرانٹ کے طور پر کچھ رقم دیتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس رقم کی ماہانہ شرح کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے متعدد بار سرکاری ملازمین کی تنخواھوں اور پنشنوں میں اضافہ کیا ہے ۔

(ج) کیا حکومت سرکاری ملازمین کی بیوگان و پسماندگان کو بھی بینویلنٹ فنڈ میں سے دی جانے والی گرانٹ میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ گرانٹ کب سے اضافہ شدہ صورت میں ادا کی جائیگی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ بینویلنٹ فنڈ سے جریدی ملازمین کی بیوگان ۔ یتامیٰ اور معذوران کو پانچ سال کے لیے مندرجہ ذیل شرح کے مطابق ماھانہ امداد دی

جاتی ہے :-

(1) ملازمین درجہ چہارم و سوم — مبلغ 150 روپے ماہانہ

(2) ملازمین درجہ دوم و اول — مبلغ 300 روپے ماہانہ

(ب) جی ہاں -

(ج) جی نہیں - حال ہی میں مناسب اضافہ کیا گیا ہے -

درجہ اول اور درجہ دوم ملازمین کو اگست 1974ء سے پہلے 250 روپے اور 200 روپے ماہانہ امداد برائے پانچ سال ملتی تھی - یہ اب اسی مدت کے لیے 300 روپے ماہوار کر دی گئی ہے -

غیر جریدی ملازمین کی امداد کی شرح اگست 1974ء سے پہلے یہ تھی -

درجہ سوم	
(1) 200 روپے ماہانہ سے زائد تنخواہ لینے والے ملازمین	150 روپے ماہانہ برائے تین سال
200 روپے ماہانہ تنخواہ لینے والے ملازمین -	100 روپے ماہانہ برائے تین سال
(2) درجہ چہارم	50 روپے ماہانہ برائے تین سال

اب تمام غیر جریدی ملازمین کے لئے امداد کی شرح 150 روپے ماہانہ برائے پانچ سال کر دی گئی ہے -

میں اس میں مزید اضافہ کرتا ہوں کہ اس پانچ سال کی مدت میں مزید اضافے کا کیس حکومت کے زیر غور ہے اور امید ہے کہ یہ مدت بھی بڑھا دی جائے گی -

---

بجلی کے کنکشنوں کی فراہمی

* 6906 - چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سپرنٹنڈنٹ انجینئر واپڈا راولپنڈی سرکل راولپنڈی کے دفتر میں یکم جولائی 1974ء تا 31 اکتوبر 1974ء بجلی کا کنکشن لینے کے لیے کتنے صنعتی کیس برائے منظوری وصول ہوئے تھے ۔

(ب) صنعتی کنکشنوں کی منظوری کے لئے دفتر مذکور میں کتنی دیر لگتی ہے۔ جزو ۔ (الف) میں مندرجہ ذیل کیس کی منظوری میں اگر تاخیر ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آب پاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یکم جولائی 1974ء تا 31 اکتوبر 1974ء ایس۔ای۔راولپنڈی کے دفتر میں بجلی کے کنکشنوں کے لئے 71 عدد صنعتی درخواستیں وصول ہوئیں ۔

(ب) اگر تمام مطلوبہ کوائف اور تکنیکی تفصیلات مکمل ہوں تو صنعتی کنکشن کی منظوری کے لئے دفتر مذکور میں تقریباً دس بیس دن (10 ، 20 دن) لگتے ہیں ۔

(ج) جزو (الف) میں مندرجہ کیسوں میں سے 9 کیس بلاتاخیر منظور کئے گئے۔ بقایا 8 کیسوں میں تا خیر کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں :—

(i) درخواست دھندگان کی طرف سے ضروری کاغذات بمع مکمل کوائف فراہم نہیں کئے گئے ۔

(ii) بعض درخواستوں میں جو لوڈ درج تھا اُس کی منظوری ایس۔ ای۔ (S-E) کے دائرہ اختیار سے باہر تھی چنانچہ ایسا کیس چیف انجینئر سرگودھا نے جنرل منیجر ڈسٹریبوشن لاہور کو ارسال کیا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ! میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ گزارش کرونگا کہ کیا یہ امر واقع ہے کہ بجلی کے کنکشل صنعتی اور زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے جو دیئے جاتے ہیں ان میں انہوں نے رشوت کی ایک شرح مقرر کی ہوئی ہے ۔ تو کیا صوبائی حکومت اس سلسلہ میں کوئی ایسا قدم اٹھا کر رشوت ستانی کے سلسلے کو ختم کرنے کی تجویز زیر

غور رکھتی ہے ؟ جناب والا ! محکمہ تو ضرور واپڈا کا ہے لیکن واپڈا والے لوٹ رہے ہیں ۔ اور ایک کنکشن کے لیے پانچ-پانچ-چھ-چھ-اور دس-دس ہزار روپے لیتے ہیں اور روز روشن میں وہ سودا کرتے ہیں لیکن چونکہ صوبائی حکومت کی تحویل میں یہ محکمہ نہیں ہے تو کیا اس ضمن میں صوبائی حکومت کوئی پروگرام رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ۔ جناب والا ! یہ روز روشن کی بات کر رہے ہیں میں تو ان کو خود Well Come کرتا ہوں اور ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں ۔ یہ مجھے اس قسم کا کوئی بھی کیس پوائنٹ آؤٹ کرا دیں تو میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس افسر کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی ۔

موضع چندر کے راجپوتاں (سیالکوٹ) میں بجلی کے کنکشنوں کی فراہمی

***6933 ۔ چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) موضع چندرکے راجپوتاں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کو بجلی سپلائی کرنے کے لئے تخمینہ کب تیار کیا گیا تھا اور بجلی کب سپلائی کی گئی تھی ۔ تخمینہ کی اصل رقم کیا تھی اور اس پر کل خرچ کتنا ہوا تھا ۔

(ب) مذکورہ آبادی کے لیے اب تک کتنے گھریلو کنکشن اور کتنے ٹیوب ویل کنکشن دئے جا چکے ہیں ۔ اور بلوں کی صورت میں اب تک کتنی رقم وصول کی جا چکی ہے ۔

(ج) مذکورہ بالا تخمینہ میں کھمبوں کی تعداد اور تار کی لمبائی کتنی تھی اور اس میں سے موضع مذکور کو بجلی دینے کے لیے کتنا سامان استعمال کیا گیا اور جو بچا تھا وہ کہاں استعمال کیا گیا ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ موضع مذکور میں اب نئے کنکشن نہیں دئے جا رہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں نیز یہ پابندی کب

لگائی گئی تھی اور کیا حکومت اس پابندی کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) (الف) موضع مذکور کے لیے تخمینہ جولائی 1973ء میں تیار کیا گیا اور بجلی کی سپلائی مئی 1974ء میں دی گئی ۔ تخمینے کی اصل رقم 1,17,500 روپے تھی اور کل خرچ 84,006 روپے ہوا ۔

(ب) مذکورہ آبادی میں اب تک 16 عدد ٹھریلو کنکشن اور 4 عدد ٹیوب ویل کنکشن دیئے جا چکے ہیں ۔ بلوں کی صورت میں حاصل کردہ رقم 4500 روپے سے قدرے زیادہ ہے ۔

(ج) منظور شدہ تخمینہ میں مندرجہ ذیل سامان تھا ۔

1 - ٹرانسفارمر 50 کے۔وی۔اے	—2 عدد
2 - بڑے کھمبوں کی تعداد	—36 عدد
3 - چھوٹے کھمبوں کی تعداد	—15 عدد
4 - بڑے کھمبوں کے لیے تار کی لمبائی	— 12862 گز
5 - چھوٹے کھمبوں کے لیے تار کی لمبائی	—4744 گز

اس میں سے مندرجہ ذیل سامان استعمال کیا گیا ۔

1 - ٹرانسفارمر	— 1 عدد
2 - بڑے کھمبے	— 29 عدد
3 - چھوٹے کھمبے	—14 عدد
4 - بڑے کھمبوں کی تار	—13405 گز
5 - چھوٹے کھمبوں کی تار	—3504 گز

استعمال شدہ سامان میں سے ٹرانسفارمر اور بڑے کھمبے تو فوری طور پر لگا دیئے گئے لیکن غلہ زیادہ اگاؤ مہم کے تحت چھوٹے کھمبے اور متعلقہ سامان موضع مذکور کے قریب ٹیوب ویل کنکشنوں کے لیے استعمال کر لیا گیا ۔ بعد ازاں محکمانہ احکامات کے تحت فروری 1975ء میں مواضعات کو بجلی فراہم کرنے کا کام تیز کر دیا گیا ۔ چنانچہ گذشتہ ماہ مارچ 1975ء میں ایل

ٹی کا بقایا سامان یعنی 14 عدد چھوٹے کھمبے اور ساڑھے تین ہزار گز تار موضع مذکور میں لگا کر کام مکمل کر لیا گیا ۔ اس طرح بعض سامان تخمینے سے قدرے زائد اور بعض کم استعمال ہوا چنانچہ اب تخمینہ مذکور کی نظر ثانی گاؤں میں استعمال شدہ سامان کے مطابق کی جا رہی ہے ۔

(د) موضع مذکور میں نئے کنکشن دیئے جا رہے ہیں ۔ البتہ بی۔ وی۔سی تار کی کمی کے باعث اکثر کنکشن معرض التواء میں پڑے رہے ہیں ۔

نئے کنکشن لگانے پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ ایسی پابندی بجلی کی شدید کمی کے باعث اورمواضعات کو بجلی فراہم کرنے کے کام کو تیز تر کرنے کی غرض سے صرف موجودہ سال فروری میں لگائی گئی تھی جو گھریلو کنکشنوں پر ایک ماہ کے لیےاور صنعتی کنکشنوں پر دو ماہ کےلیے تھی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین مسٹر رستم علی خان بلوچ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مجسٹریٹوں کی بھرتی

*7105 ۔ **خان تاج محمد خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ سال 1973ء اور 1974ء میں کتنے مجسٹریٹ بھرتی کئے گئے ۔ نیز نئے مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں کام کرنے کے لیے کتنے پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر اور نائب کورٹ بھرتی کیے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! 1973ء میں 58 مجسٹریٹ 14 پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر اور 46 نائب کورٹ بھرتی کیے گئے 1974ء میں 177 مجسٹریٹ 30 پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر اور 87 نائب کورٹ بھرتی کیے گئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ سوال پرانا نظر آتا ہے اور آپ نے اس کے سامنے لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔ اس کا جواب آج صبح دیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں جناب سپیکر ! نے اس سے قبل بھی بارہا منسٹر صاحبان کو تنبیہ کی تھی کہ جوابات پہلے آنے چاہئیں ۔

مسٹر چیئرمین : جواب تو مل گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جواب تو موصول ہو گیا ہے لیکن لیٹ ملا ہے ۔ اور جناب منسٹر صاحب نے جواب پڑھ بھی دیا ہے ۔ جناب سپیکر صاحب نے اس سلسلے میں واضح ہدایات کی تھیں کہ سوالات کے جوابات قبل از وقت دیے جائیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ اب جناب چیف منسٹر صاحب کے محکمے کا بھی جواب نہیں دیا گیا ؟

مسٹر چیئرمین : جوابات تو محکمے نے دینے ہوتے ہیں ۔ جس وقت انہیں جواب ملا ہے اس وقت انہوں نے پیش کر دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جناب سپیکر نے واضح ہدایات کی تھیں کہ سوالات کے جوابات قبل از وقت آنے چاہئیں ۔ تو میں جناب سینیئر منسٹر صاحب سے استدعا کرتا ہوں کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ میں مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ جوابات وقت پر آنے چاہئیں ۔ پچھلی دفعہ جب میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے جوابات دے رہا تھا تو اس وقت بھی بہت سارے جوابات missing تھے ۔ تو فاضل رکن کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس افسر کو باقاعدہ اس سلسلے میں show cause نوٹس دیا گیا ہے اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔ لیکن آج اگر آپ دیکھیں گے تو شاید دو سوالات ایسے ہیں جن کے جوابات موصول نہیں ہوئے ۔ تھوڑی بہت دیر ہو جاتی ہے لیکن میں فاضل رکن سے پورا اتفاق کرتا ہوں کہ جوابات قبل از وقت آنے چاہییں اور وقت سے پہلے چھپنے چاہییں ۔ میں مزید آفیسرز کو اس سلسلے میں تنبیہ کروں گا کہ آئندہ ایسا نہ ہو یا یہ کوشش کی جائے گی کہ کوئی جواب رہ نہ جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک : شکریہ ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں جناب سینیئر منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ جس طرح انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس میں 235 مجسٹریٹ اور صرف 44 پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر بھرتی کئے ہیں ۔ تو ان فگرز سے ظاہر ہوتا ہے کہ 191 مجسٹریٹ ایسے ہیں جن

کے لیے انہوں نے پی - ایس - آئی - بعض پبلک پراسیکیوٹنگ انسپکٹر فراہم نہیں کیے جب کہ صوبے میں پہلے ہی کئی عدالتیں ایسی ہیں جہاں ان کو پبلک پراسیکیوٹر نہیں ملتے اور اس طرح سے مقدمات کے تصفیہ میں دیر ہوتی ہے - تو کیا وزیر موصوف فوری اقدام کرینگے کہ جو مجسٹریٹ پبلک پراسیکیوٹر کے بغیر ہیں ان کو آپ پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر بھرتی کر کے مکمل کریں گے ؟

وزیر خزانہ : جی -

مجسٹریٹوں کی تعیناتی

*7407 ـ **چوہدری لال خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1973ء سے آج تک کتنے وکلاء کو بطور مجسٹریٹ تعینات کیا گیا ہے نیز بھرتی شدہ مجسٹریٹوں میں سے ایسے مجسٹریٹوں کی تعداد کیا ہے جو بھرتی سے قبل وکالت نہیں کرتے تھے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : مطلوبہ تعداد مندرجہ ذیل ہے -

وکلاءجو مجسٹریٹ بھرتی کئیے گئے -	122
دیگر افراد -	114

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! میں جناب سینیئر منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے سابقہ سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ 235 مجسٹریٹ بھرتی کیے گئے اور اس سوال کے جواب میں فرما رہے ہیں کہ 236 مجسٹریٹ بھرتی کئے گئے ہیں - ان میں کونسا جواب صحیح ہے ؟

وزیر خزانہ : پہلے کتنے تھے ؟

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : پہلے 235 تھے -

وزیر خزانہ : ایک کی ضرب تقسیم میں کوئی غلطی ہو گئی ہوگی -

محکمہ قانون کے ملازمین کے خلاف کارروائی

*7472 ۔ **چوہدری لال خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1972ء سے اب تک محکمہ قانون کے کون کون کلاس اول ، دوم سوم اور چہارم کے ملازمین کے خلاف پولیس نے تفتیش کی اور عدالتوں میں کتنے مقدمات کے چالان پیش کئے یا محکمانہ کارروائی کرنے کے لیے صوبائی انسداد رشوت ستانی کمیٹی نے سفارش کی اور ان میں سے مذکورہ بالا عرصے میں کتنے ملازمین کے خلاف عدالتوں میں چالان پیش کئے جا چکے ہیں یا محکمانہ کارروائی شروع ہو چکی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : 1972ء سے اب تک محکمہ قانون کے کسی ملازم کے خلاف پولیس نے تفتیش نہیں کی ۔ لہٰذا عدالتوں میں چالان پیش کرنے یا محکمانہ کارروائی کرنے کے لیے انسداد رشوت ستانی کمیٹی کے سفارش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ناجائز شراب کشید کرنے والے اشخاص کے خلاف مقدمات

*7509 ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سرگودھا میں یکم جنوری 1971ء تا 31 دسمبر 1971ء و یکم جنوری 1972ء تا یکم جنوری 1975ء ناجائز شراب کشید کرنے والی کتنی بھٹیاں پکڑی گئیں ۔

(ب) متذکرہ بالا عرصہ میں کتنے اشخاص کا اس ناجائز کاروبار چلانے کے جرم میں چالان ہوا ۔ کتنے سزایاب ہوئے اور کتنے بری ہوئے نیز کتنے افراد کے خلاف مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) : (الف) یکم جنوری 1971ء تا 31 دسمبر 1971ء ضلع سرگودھا میں ناجائز شراب کشید کرنے والی چھ بھٹیاں پکڑی گئیں جب کہ یکم جنوری 1972ء تا یکم جنوری 1975ء اکتالیس بھٹیاں پکڑی گئیں ۔

(ب) عرصہ متذکرہ کے دوران میں 48 افراد کے چالان ہوئے۔ 14 ۔ افراد کو سزا ہوئی کوئی بری نہ ہوا اور 34 افراد کے مقدمات یکم جنوری 1975ء کو زیر سماعت عدالت ہیں ۔

تحصیل سرگودھا کے چکوک کو بجلی کی فراہمی

*7568 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1972ء تا 30 جون 1974ء تحصیل سرگودھا میں جن چکوک کو بجلی کے کنکشن فراہم کئے گئے ان کے نام بتائے جائیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق (سردار نصر اللہ خان دریشک) : تحصیل سرگودھا میں عرصہ مذکورہ کے دوران مندرجہ ذیل چکوک کو بجلی مہیا کی گئی ۔

نمبر شمار	چک نمبر	سال ۔ ماہ
1۔	49 ۔ این ۔ بی ۔	73 ۔ 11 ۔
2۔	30 ایس ۔ بی ۔	,,
3۔	48 این ۔ بی ۔	73 ۔ 12 ۔
4۔	89 این ۔ بی ۔	74 ۔ 6 ۔
5۔	104 ۔ ایس ۔ بی ۔	,,
6۔	91 این ۔ بی ۔	,,
7۔	40 این ۔ بی ۔	,,

قومی اسمبلی کے ممبران کو ٹریکٹروں اور کاروں کے پرمٹوں کی عطائیگی

*7622۔ **مسٹر عبدالرحمان جامی** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے برسر اقتدار آنے سے لیکر اب تک کتنے ممبران قومی [redacted] نے صوبائی حکومت سے ٹریکٹروں ۔

کاروں اس چیسس اور ٹرک چیسس کے پرمٹ حاصل کئے ہیں ۔ ان ممبران قومی اسمبلی کے نام کیا ہیں اور وہ کس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب کے اقتدار میں آنے سے لیکر اب تک قومی اسمبلی کے کسی ممبر کو کار اور ٹریکٹر کا پرمٹ جاری نہیں کیا گیا ۔ حکومت پنجاب کا بس چیسس اور ٹرک چیسس کے پرمٹ جاری کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! کیا موجودہ وزیر اعلیٰ کے پاس اختیارات نہیں ہیں یا صرف پنجاب کو بے بس بنا دیا گیا ہے ؟

مسٹر چیئرمین : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ اور یہ کوئی معقول بات نہیں ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! بات یہ ہے کہ جب تک یہ سپیکر ہمارے ساہیوال کے ہیں یہ کوئی معقول بات نہیں کریں گے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! جو بھی صدر نشین بطور سپیکر کے فرائض انجام دیتا ہے تو اس کی اس وقت سپیکر کی حیثیت ہوتی ہے ، اس لیے یہ سپیکر کی بے عزتی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : مجھے بحیثیت سپیکر بہت عزت ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! آپ اس پر فیصلہ دیں ۔ اگر آپ کی دوستی ہے تو وہ اس کرسی سے ہٹ کر ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ یہ الفاظ واپس لے لیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

ممبران صوبائی اسمبلی کو کاروں اور ٹریکٹروں کے پرمٹوں کی عطائیگی

***7623 ۔ سردار غلام عباس خان گادھی** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) مارچ 1974ء تا یکم جون 1975ء حکومت پنجاب نے ممبران

صوبائی اسمبلی پنجاب اور دوسرے لوگوں کو کاروں اور ٹریکٹروں کے کتنے پرمٹ جاری کئے ہیں ان کے نام اور سکونت بھی بیان کئے جائیں ۔

(ب) جن ممبران اسمبلی نے ابھی تک کاریں نہیں خریدیں ان کے نام کیا ہیں اور کیا اب ان کو پرمٹ دیئے جائیں گے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جن لوگوں کو کاروں اور ٹریکٹروں کے پرمٹ جاری کئے گئے ان کی *فہرست بمع کوائف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) پہلے کاروں کے لئے قرعہ اندازی ہوئی تھی اور ان اراکین اسمبلی کو پرمٹ جاری کئے گئے تھے باقی جن کو نہیں ملے انہوں نے اصرار کیا کہ سب اراکین اسمبلی کو پرمٹ دیئے جائیں ۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے اس کو قبول کر لیا تھا اور تمام اراکین اسمبلی کو پرمٹ جاری کئے گئے لیکن جو ممبران کسی وجہ سے کار نہیں خرید سکے ان کی فہرست منسلک ہے ۔ فی الحال صوبائی اسمبلی کا کوٹہ ختم ہو گیا ہے ۔ آئندہ کاروں کا کوٹہ ملا تو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا ۔

فہرست ممبران اسمبلی جو کاریں حاصل نہ کر سکے

1۔ جناب چوہدری شبیر حسین چیمہ ۔
2۔ جناب راؤ مراتب علی خان ۔
3۔ جناب مرزا فضل حق ۔
4۔ جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔
5۔ جناب جاوید حکیم قریشی ۔
6۔ جناب محمد حنیف خان ۔
7۔ جناب عبدالقیوم بٹ ۔

---

* براہ مہربانی فہرست اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں ۔

8۔ جناب میاں محمد اسلام ۔
9۔ جناب مخدوم حمیدالدین ۔
10۔ جناب مخدوم زادہ حسن محمود ۔
11۔ جناب رائے میاں خان کھرل ۔
12۔ جناب بشیر احمد ۔
13۔ جناب ملک ثناء اللہ خان ۔
14۔ جناب شیخ عزیز احمد ۔
15۔ جناب چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔
16۔ جناب شوکت محمود ۔
17۔ جناب چوہدری محمد انور سمہ ۔
18۔ جناب رائے فتح محمد ۔
19۔ جناب میاں افتخار احمد تاری ۔
20۔ جناب مرزا طاہر بیگ ۔
21۔ جناب رؤف طاہر ۔
22۔ جناب چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔
23۔ جناب رائے سخاوت علی خان ۔
24۔ جناب سردار غلام عباس خان ۔
25۔ جناب نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔
26۔ جناب علی بہادر خان ۔
27۔ جناب خان محمد شفیق خان ۔
28۔ محترمہ بیگم آباد احمد خان ۔
29۔ جناب رانا اقبال احمد خان ۔
30۔ جناب چوہدری محمد اسلم ۔
31۔ جناب چوہدری بشیر احمد چھٹہ ۔
32۔ جناب محمد حنیف ۔
33۔ جناب حافظ علی اسد اللہ ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتا سکیں گے کہ پنجاب کا کوٹہ مرکز سے تین سو کاروں کا تھا ۔ کیا وہ کوٹہ واپس لے لیا گیا ہے ؟

سردار محمد عاشق : پوائنٹ آف آڈر ۔ جناب والا ! میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ٹریکٹروں کی تقسیم کے سلسلے میں صفحہ نمبر 1 سیریل نمبر 7 پر میرا نام درج ہے کہ مجھے ٹریکٹر کا پرمٹ جاری کیا گیا ہے ۔ مجھے یہ ٹریکٹر نہیں دیا گیا ۔ اس کی تحقیق کرائی جائے ۔ میرے نام پر کسی اور کو ٹریکٹر دیا گیا ہے ۔ میں نے اس سلسلے میں رامے صاحب کو بار بار کہا تھا ۔

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہو سکتا ہے یہ غلطی سے لکھ دیا گیا ہو یا اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چھپائی میں غلطی ہو گئی ہو ۔ ۔

سردار محمد عاشق : یہاں میرا نام اور میرے باپ کا نام لکھا ہوا ہے ۔

وزیر خزانہ : آپ مجھے لکھ کر دیں ۔ جس طرح یہ بات اس ایوان میں غلطی سے ہو گئی ہے اسی طرح میں یہاں کھڑا ہو کر اس کی تصحیح کروں گا ۔

ملک شاہ محمد محسن : جناب والا ! فاضل ممبر کا نام غلط درج ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مجھے بھی کوئی ٹریکٹر نہیں دیا گیا ۔

وزیر خزانہ : میں نے یہ محسوس کیا کہ بہت سے فاضل اراکین اسمبلی یہ محسوس کر رہے ہیں اور مجھے یہ بات کہتے ہوئے کوئی باک نہیں کہ جن کے نام غلط چھپ گئے ہیں وہ مجھے لکھ کر دے دیں میں ان افسران سے پوچھ گچھ کروں گا اور اسی ایوان میں کھڑا ہو کر تصحیح کروں گا کہ فلاں فاضل رکن کا نام غلط لکھ دیا گیا تھا اس میں چھپائی کی غلطی تھی یا کوئی اور ۔ لیکن میں اس میں محسوس کر رہا ہوں کہ بعض اراکین اسمبلی کا ردعمل یہ ہے کہ جیسے ٹریکٹر لینا بہت بری بات ہے ۔ اگر کسی کی زمین ہے یا کاشت کاری کرتا ہے تو اس سے پہلے بھی اس قسم کی رعایت بی ۔ ڈی ۔ ممبران کو یا زمینداروں کو دی جاتی تھی ۔ اور ایم ۔ پی ۔ اے ۔

بھی زمیندار ہو سکتے ہیں تو اس میں حرج کی کونسی بات ہے ۔ یا اس میں طعنے کی کونسی بات ہے ۔ اگر میرے جیسا کوئی غیر زمیندار آدمی جس کے پاس کوئی زمین نہ ہو اسے ٹریکٹر دے دیا جائے تو اس میں حرج کی بات ہے لیکن زمیندار کے لیے یہ کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : فاضل ممبر سردار محمد عاشق صاحب نے ٹریکٹر کےلئے درخواست بھی دی اور انہوں نے بار بار اصرار کیا کہ ٹریکٹر دیا جائے لیکن نہیں دیا گیا ۔ سینئر منسٹر صاحب یہ کرم فرمائی کریں گے کہ ایسے لوگوں کو جن کے یہاں نام موجود نہیں ہیں اور جن کے پاس ایک مرلہ زمین بھی نہیں ان کو ٹریکٹر دئے گئے ہیں اس کی انکوائری کرانے کےلیے تیار ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ یہ بالکل ٹھیک ہے ۔ چونکہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے اور مجھے معلوم نہیں ہے ۔ ویسے اصولی طور پر اس کے لیے زمین کی شرائط ہونی ضروری ہیں ۔ وہ لکھ کر دیں گے اور اس پر دستخط بھی کرنے ہوں گے ۔ اگر اس قسم کے کیسز میرے نوٹس میں لائیں گے تو میں ضرور ان کے خلاف کارروائی کرونگا ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! شرائط کے مطابق ان ٹریکٹروں کو فروخت نہیں کیا جاسکتا ۔ یہ بھی تحقیقات کرائیں کہ کن کن آدمیوں نے یہ ٹریکٹر فروخت کیے ہیں ۔ کم از کم ممبران اسمبلی کی ضرور تحقیقات کرائیں ۔

چوہدری علی محمد خادم : جناب! ٹریکٹر واپس نہ لیے جائیں بلکہ ان کو زمین دے دی جائے ۔

(قہقہہ)

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! میں ٹریکٹر کے سلسلے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جس کی زمین کم از کم چھ مربع ہو اس کو ٹریکٹر دیا جائے ۔ اس سے کم زمین والے کو ٹریکٹر نہ دیا جائے کیونکہ میں یہ ایگریکلچر اکانومی کے مطابق عرض کر رہا ہوں ۔ یہ آپ بیشک ایگریکلچر کمیٹی کے پاس بھیج کر پتہ کرالیں ۔ اس کے پاس کم از کم چھ مربع زمین ضرور ہونی چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سینیر منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس کی تحقیقات کی جائے گی اور اگر کوئی نام غلطی سے یہاں آیا ہے تو پھر تحریک استحقاق آئے گی ۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی اور شخص نے for gery کی ہو ۔ تو سینیر منسٹر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس بارے میں تحقیقات فرمائیں گے اور تحقیقات کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں گے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : اسی سیشن میں پیش کی جائے گی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں، انہوں نے یہ وعدہ تو نہیں کیا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر! یہ بڑی اندھیر گردی ہے آپ ان سے وعدہ لیں اور وہ اسی سیشن کے ختم ہونے سے پہلے رپورٹ پیش کریں ۔ سردار محمد عاشق اور دوسرے معزز ممبران جن پر یہ الزامات لگائے گئے ہیں وہ اتنی دیر انتظار کیسے کر سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس کے دو حصے ہیں ۔ ایک حصہ تو یہ ہے ، جب آپ تشریف نہ رکھتے تھے تو فاضل ممبران سردار محمد عاشق ، جناب لشاری صاحب اور ملک شاہ محمد محسن اور ایک دو اور صاحبان نے کہا کہ ان کا نام غلط درج کیا گیا ہے ۔ اس کی تو میں بہت جلد تصحیح کروا کر ایوان میں اعلان کر دوں گا لیکن اس کے لیے وہ مجھے لکھ کر دیں کہ ان کے نام غلط درج ہوئے ہیں ۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے غلط کوائف ظاہر کر کے ، وہاں زمین کی شرط تھی اور ان کے پاس زمین نہ تھی ، تو ان کی تحقیقات کا کام لمبا ہوگا ۔ اس لیے جناب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ میں اس کے لیے کوئی تاریخ نہیں دے رہا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ فاضل ممبران کو یہ بات یقیناً بری لگی ہے کہ ان کے نام یہاں غلط درج ہوئے ہیں ویسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک زمیندار کے لیے ٹریکٹر لینا کوئی بری بات نہیں اور اگر کسی زمیندار نے ٹریکٹر لیا ہے تو کوئی جرم نہیں کیا ۔ بہر حال جن لوگوں نے کوئی غلط کام کیا ہے میں ان کے متعلق تحقیق کراؤں گا لیکن سب سے پہلے اس ایوان میں جو اعلان کروں گا وہ فاضل اراکین کے ناموں سے متعلق ہے جس کی میں نے گارنٹی دی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان زوکری : جناب والا ! بعض لوگوں نے ٹریکٹر لے کر بیچ دیے ہیں ان کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے ۔

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : جناب والا ! میری اس بارے میں یہ استدعا ہے کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر خزانہ یہ وضاحت فرمادیں کہ میرے نام پر پرمٹ جاری ہوا تھا لیکن میں نے اسے avail نہ کیا ۔ باقی رہا یہ سوال کہ پرمٹ لینا یا ٹریکٹر لینا یا دینا تو میں ڈاکٹر صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ اس بات کی وضاحت فرمادیں کہ یہ فہرست ان لوگوں کی ہے جن کے نام پرمٹ جاری ہوئے تھے اور انہوں نے انہیں utilize بھی کیا تھا ۔ اگر یہ فہرست صرف ان ناموں کی ہے جنہوں نے پرمٹ لیے تھے چاہے انہوں نے انہیں استعمال نہ کیا ۔ اگر یہ استعمال کرنے والوں کی فہرست ہے تو اس میں میرا نام نہیں آنا چاہیے تھا اور اگر یہ فہرست صرف comprehensive ہے اور کسی نے وہ پرمٹ استعمال کیا ہو یا نہ کیا ہو تو پھر میرا نام صحیح ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہاں یہ لکھا ہے کہ پرمٹ جاری کیے گئے ، یہ ضروری نہیں کہ انہیں استعمال کیا گیا یا نہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اس ایوان کے سامنے یہ بات آنی چاہیے کہ جن لوگوں نے پرمٹ لیے تھے۔ آیا ان کے پاس ٹریکٹر موجود ہیں یا نہیں ۔ اگر نہیں تو ان کے نام بھی آنے چاہئیں ، ان کی تحقیق ہونی چاہیے کہ انہوں نے استعمال بھی کیے ہیں یا نہیں ۔ اگر بیچ دیے ہیں تو اس کی بھی تحقیق ہونی چاہیے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! جیسے کہ آپ بھی جانتے ہیں اور یہ ایوان بھی جانتا ہے کہ بجٹ سیشن میں تقریر کے دوران مجھے جو ٹریکٹر کا پرمٹ ملا تھا میں نے پھاڑ دیا تھا اور اس کے بعد میں ٹریکٹر لینے کے لیے نہیں گیا لیکن میرا نام بھی نمبر 30 پر لکھا گیا ہے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ نہ تو میں ٹریکٹر لینا چاہتا ہوں ، نہ آئندہ لونگا اور نہ ہی کوئی اور مراعات چاہتا ہوں ۔ میں نے اس حکومت سے آج تک ایک ٹیڈی پیسے کا فائدہ نہیں اٹھایا اور محض مجھے بدنام کرنے کے لیے اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ میں نے ایوان میں پرمٹ پھاڑا تھا ، پھر بھی میرا نام فہرست میں درج کر دیا گیا ہے ۔

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! میری عرض یہ ہے کہ آج تک نہ تو میں نے کار کا پرمٹ حاصل کیا اور نہ ہی میں نے کار خرید کی ۔ جو

کتاب مجھے اسمبلی میں ملی ہے اس کے صفحہ نمبر 44 پر نمبر 1328 پر میرا نام بھی درج ہے کہ میں نے بھی کار کا پرمٹ حاصل کیا تھا یا کار حاصل کی تھی ۔ میں نے یہ دونوں چیزیں حاصل نہیں کیں اور نہ ہی کوئی پرمٹ لیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! فاضل وزیر نے اپنی یقین دہانی کے ساتھ یہ بھی یقین دلایا ہے کہ جن معزز ممبران نے بغیر زمین کے پرمٹ لیے ہیں ، جن کے پاس زمین کی ملکیت نہیں ، ان کے ٹریکٹر بھی ضبط کیے جائیں ۔ یہ یقین دہانی بھی کرائی جائے

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں ۔ یہ آپ کا ایک مشورہ ہے جو سینیر منسٹر صاحب سن رہے ہیں ۔ یہ میرا liberal attitude ہے کہ میں اس پر بحث کی اجازت دے رہا ہوں ورنہ آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا یہ موقع صرف انہی کے لیے تھا جنہوں نے کہا ہے کہ ان کے نام کیوں آگئے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! انہوں نے جو تحقیق کروانی ہے کروائیں اس کے بعد میں ان سے یہ یقین دہانی لینا چاہتا تھا

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ نے کوئی assurance motion تو نہیں دیا ، آپ تو ایک تجویز پیش کر رہے ہیں اور سینیر منسٹر صاحب اسے سن رہے ہیں اور یہ میرا liberal attitude ہے جو میں یہ موقع دے رہا ہوں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب پھر موصول ہونا چاہیے ، یہ دہرایا جائے تاکہ اس کا جواب upto date کر لیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش یہ ہوگی کہ بنیادی اصول یا پالیسی جس کے تحت یہ ٹریکٹر دیے گئے ہیں اس کی بھی وضاحت کردی جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بڑا واضح جواب فرمایا ہے ۔ اس کو انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ تحقیق کرائی جائے گی ان پرمٹوں کی ، ان کے استعمال کی اور ان کے جائز و نا جائز ہونے کی اور دوسرا حصہ اس غلط اطلاع کے متعلق ہے جسے ممبران نے چیلنج کیا ہے ۔ تو میں استدعا کرتا ہوں کہ

اس کی بطور ایگزیکٹو انکوائری نہ کرائی جائے بلکہ اسے بطور استحقاق لیا جائے کیونکہ ایوان میں غلط اطلاع دی گئی ہے ۔ اس ایوان کے وقار اور اختیار کو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے حوالے نہ کیا جائے تا وقتیکہ وہ سوال واپس نہ لے لیں یا اسے دھرا لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کی بات درست ہے ۔ اگر ہمارے پاس تحریری طور پر تحریک استحقاق آئے گی تو ہم اس کی تحقیق کرا لینگے ۔

وزیر مال (مسٹر شوکت محمود) : جناب والا ! مجھے بھی یہی عرض کرنی تھی کہ صفحہ 44 پر نمبر 1316 پر میرا نام بھی درج ہے حالانکہ میں نے کوئی پرمٹ یا کوئی گاڑی نہیں لی ۔

ایک آواز : کسی دوسرے نام سے لی ہوگی ۔

(قطع کلا میاں)

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میں عرض کروں گا کہ یہ جو فہرست دی گئی ہے جس میں معزز ممبران کے نام درج ہیں ، اس میں بہت سے سابق مرکزی وزرا گورنر یا صوبائی وزراء نے اپنے بھائی یا بہنوں کے نام بھی دئے ہیں اس لیے جو وزیر یہ کہتے ہیں ، کہ اس نے اپنے نام پر پرمٹ نہیں لیا تو میں اس کی نفی کرتا ہوں ۔ یہاں مثالیں موجود ہیں بلکہ سابق گورنر پنجاب نے کسی دوسرے نام پر پرمٹ لیا ہے ۔ مسٹر عطاء اللہ مرکزی وزیر نے جس کی ایک بیگم کراچی میں رہتی ہے اور جو زراعت نہیں کرتی اس کا نام بھی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جو شخص موجود نہیں میں یہاں پر اس کے متعلق بحث کی اجازت نہیں دونگا ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خزانہ : جناب والا ، کچھ سوال اٹھائے گئے تھے ۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ جب فاضل اراکین سوال کر لیں گے تو میں آخر میں جواب دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں بھی وہاں اپنے چیمبر میں سن رہا تھا ۔ بڑی عجیب

سی صورت حال ہے کہ وزرا صاحبان بھی اٹھ رہے ہیں جو کہ شاید آج پہلا ایسا موقع ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن وقفہ سوالات تو پرائیویٹ ممبرز کا نہیں ہے ۔ یہ اصل میں کابینہ کی مشترکہ ذمہداری ہوتی ہے ، اگرچہ ایک وزیر جواب دیتا ہے ، لیکن وہ جواب تمام کا بینہ کی طرف سے سمجھا جاتا ہے ۔ میں وزرا صاحبان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے تصحیح کروانی ہے ، تو ذاتی طور پر وزیر متعلقہ کو بتا سکتے ہیں ۔ کیونکہ اسی قسم کا ایک واقعہ صوبہ سرحد کی اسمبلی میں بھی پیش آ چکا ہے ۔ یہاں تو فاضل وزرا نے تصحیح کروانی ہے لیکن وہاں ایک فاضل وزیر نے اٹھ کر یہ کہہ دیا کہ وزیر صاحب کا بیان غلط ہے اور وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔

وزیر مال : جناب والا ! ہم یہ تو نہیں کہہ رہے ۔ یہ تو ریکارڈ کے بارے میں تھا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے اصل مسئلے کا پتہ ہے ۔ بات ایسی تھی کہ شاید اس کے سوا اور کوئی واسطہ نہ تھا کہ ایک بات جس کا ایوان میں ذکر آ گیا ہے اور وہ بات نہیں ہوتی اور وزیر سے منسوب بھی ہوتی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : سچی بات تو اسلامی اور شرعی نقطۂ نظر سے بھی بولنی چاہیے ۔ جھوٹ سن کر کون خاموش رہ سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : بہرحال جو واقعہ ہوا ہے ، اس کو پریسیڈنٹ نہیں بننا چاہیے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے چند نکات کا جواب دینا تھا ۔ چند نکات جمع ہو رہے تھے ۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ سارے سوال جمع ہو لیں ، پھر میں جواب دے دوں گا ۔ آپ اجازت دیں تو میں جواب دوں۔

جناب والا ! پہلا نکتہ تو یہ تھا کہ کچھ فاضل اراکین نے کہا ہے

کہ ان کے لیے لکھا گیا ہے کہ انھوں نے ٹریکٹر لیا ہے حالانکہ انھوں نے نہیں لیا ۔ اور کتاب میں یہ چھپا ہوا ہے کہ ان کو پرمٹ دیے گئے تھے ۔ پرمٹ جاری ہوا ہے ، اس کو avail کرنا یا نہ کرنا بعد کی بات ہے ۔ جن فاضل اراکین نے یہ پہلا نکتہ اٹھایا تھا اس میں ملک شاہ محمد محسن اور عاشق صاحب شامل ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس صفحے پر ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ زبانی سوال تھے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ضمنی سوال تھے ۔

وزیر خزانہ : تو اس سوال کے جواب میں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ تمام فاضل اراکین بشمول وزرا کے ، جن کے نام آئے ہیں اور انھوں نے پرمٹ نہیں لیا تھا ، وہ یا تو یہ لکھ کر دیں کہ میرا نام درج ہے کہ مجھے پرمٹ ملا تھا ، حالانکہ انھوں نے پرمٹ نہیں لیا تھا ۔ یا وہ لکھ کر دیں کہ میں نے پرمٹ لیا تھا ۔ لیکن avail نہیں کیا تھا ۔ اور یا وہ یہ لکھ کر دیں کہ میں نے یہ دونوں باتیں نہیں کیں اور کسی نے چار سو بیسی اور جعل سازی میں یہ کیا ہے ۔ تو ایسے کیسوں کی تصحیح کا اعلان میں یہاں ہاؤس میں کروں گا کہ فلاں فاضل رکن صاحب کا نام پرمٹ لینے میں درج تھا یا avail کرنے میں ۔ یہ تو تھی ایک بات ۔ دوسری بات یہ تھی کہ criteria کیا ہے اور یہ فاضل رکن کاردار صاحب نے پوچھا تھا ۔ criteria نہ تو سوال میں پوچھا گیا ہے اور نہ ہی مجھے اس وقت زبانی یاد ہے اس کے لیے الگ سوال کی ضرورت ہے لیکن تیسرے سوال کے جواب میں ، کہ جن لوگوں نے کوئی بے قاعدگی کی ہے جس کی طرف بہت سی نشاندھی کی گئی ہے کہ زمین نہ تھی یا اور بہت سی باتیں ۔ ان کے متعلق میں اب categorical statement دیتا ہوں ۔ کہ مجھے آپ ایک شکایت کی صورت میں یہ بتائیں کہ فلاں آدمی کے متعلق آپ کو شکایت ہے اور اس نے فلاں چیز کی بے قاعدگی کی ہے ۔ صاف ظاہر ہے کہ جو فارم بھرا ہوگا ، اس میں لکھا ہوگا کہ میری اتنی زمین ہے اور فلاں جگہ پر ہے ، سارے documents ہوں گے اور اس فارم میں یہ بھی لکھا ہوگا کہ اگر کوئی

آدمی mis-statement کرے ، تو اس کے خلاف کیا ایکشن لیا جاسکتا ہے - تو وہ ایکشن ہم لیں گے - بشرطیکہ شکایات دی جائیں -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : On page 41, I was wondering about my name.

سپیکر : صفحہ 41 پر کہیں آپ کا ذکر ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : صفحہ 41 نمبر 1308 پر میرا پرمٹ ہے - جو میں نے ڈاکٹر صاحب کو واپس بھیج دیا تھا -

وزیر خزانہ : individual تو نہیں - میں جو جواب دے چکا ہوں ، وہ تمام قاضل اراکین کے لیے ہے - جناب کھرل صاحب کا نام بھی آ گیا ہے - کیا آپ کا بھی نام آ گیا ہے ؟

رائے میاں خان کھرل - میرا کیس تو اس سے مختلف ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! فرمائیں -

رائے میاں خان کھرل : جناب والا ! سابق کابینہ کے معزز ممبران اچھی طرح جانتے ہیں جو سلوک راے صاحب کا ہمارے ساتھ یا ہمارا ان کے ساتھ تھا - مجھے جو پرمٹ ملا تھا وہ میں نے راے صاحب کو ہی واپس کر دیا تھا - تو اس کی کیا وضاحت فرمائیں گے جب کہ وہ میں نے اسی وقت ہی ان کو واپس کر دیا تھا - کار خریدنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جب کہ وہ عطیہ ہی قبول نہ کیا گیا -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! میری ایک استدعا ہے - مکمل فہرست میں ٹریکٹر لینے والوں کے کل 390 نام ہیں - بجائے اس کے کہ ہر آدمی لکھ کر شکایت دے کہ فلاں نے لیا تھا اور فلاں کے پاس بیچ دیا تھا - تو میں سینیر منسٹر سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ ان 390 ناموں کی خود ہی چیکنگ کروا لیں - کیا ان کے پاس زمین ہے جس کے لئے انہوں نے ٹریکٹر حاصل کیا ؟

سپیکر : یہ بڑا لمبا کام ہو جائے گا -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : نہیں جناب - 390 تو کل نام ہیں -

وزیر تعلیم : جسے تکلیف ہو رہی ہے ، وہ شکایت بھیجے گا -

چوہدری علی محمد خادم : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ عرض یہ ہے کہ آدھے سے زیادہ ممبر مکر رہے ہیں کہ ان کو نہ پرمٹ ملا ہے ، نہ کاریں ملی ہیں ، نہ ٹریکٹر ملا ہے ۔ تو وہ ٹریکٹر اور کاریں کہاں گئیں ؟

آوازیں : یہ تو انکوائری ہو جائے گی ۔

سردار صفدر احمد : جناب سپیکر ! کسی فاضل رکن کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی فاضل رکن کے خلاف سینیر منسٹر کے خدمت میں شکایت پیش کرے ۔ یا کسی شہری کے خلاف شکایت پیش کرے کل 390 پرمٹ ہیں ۔ یہ تصدیق ایک دن میں کی جا سکتی ہے کہ آیا ان لوگوں کے پاس ٹریکٹر موجود ہیں یا نہیں ۔ جن کے پاس موجود نہیں ہیں ، ان کے نام یہاں بتائیں ، ان کے خلاف کارروائی کریں کہ زمین ہے یا نہیں ہے ۔ ان لوگوں نے اپنے استحقاق کی بنیاد پر حاصل کیے تھے یا صرف منافع حاصل کرنے کے لیے ۔

چوہدری محمد اشرف : جنھوں نے ٹریکٹر نہیں لیے انھوں نے پرمٹ ہی بیچ دیئے تھے ۔

چوہدری جمیل حسن خان مچھ : جناب والا ! زیادہ مناسب ہوگا کہ اسی ہاؤس کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو ان تمام چیزوں کی انکوائری کر لے گی ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات میں کمیٹی مقرر کرنا تو مناسب نہ ہوگا ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مہینہ دو مہینے آپ کو اس کا جواب نہ ملے ، یا وہ کوئی کام نہ کر سکیں ۔ 390 نام تو 390 نام ہی ہیں ۔ بولنے میں تو یہ نام ایک فقرے میں آ جاتے ہیں لیکن جب کام کرنا پڑتا ہے تو پھر 390 فائلیں بنیں گی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : ہم انتظار کر لیں گے ۔ ہمیں ان کی دیانت اور efficiency پر پورا اعتماد ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر ٹھیک ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس کے لیے میں ایک تجویز پیش

کرتا ہوں ۔ اگر مناسب سمجھیں تو ڈپٹی سپیکر صاحب کے ذمہ یہ کام لگا دیا جائے ۔ ان کو کام بھی کوئی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو کس نے کہا کہ ان کو کوئی کام نہیں ۔

میاں خورشید انور : ڈپٹی سپیکر کو کیا کام ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوالات کے جو جوابات آتے ہیں ، یہ سارے سوالات وہ پاس کرتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : آج تک تو نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہی پاس کرتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں اس ایوان کا ممبر ہوں ۔ مجھے تھانیدار نہ بنایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم اگلے سوال پر جاتے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : ذرا چوہدری علی محمد خادم کی تجویز بھی سن لیں ۔

چوہدری علی محمد خادم : جناب والا ! میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ جن کے پاس زمینیں نہیں ہیں اور انہوں نے ٹریکٹر لے لیا ہے ، ان کو تھوڑی تھوڑی زمینیں دے دی جائیں تاکہ یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب ہے کہ پھر ہم سے غلطی ہو گئی جو ہم نے ٹریکٹر نہیں لیا ۔ یہ رانا شوکت محمود صاحب سے مشورہ کرکے آپ نے تجویز پیش کی تھی پھر تو اب ٹریکٹر خریدنا پڑ گیا ۔

(قہقہہ)

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں جناب کی وساطت سے سینئیر منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ اس معزز اراکین کی عزت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ آپ نہ صرف ٹریکٹروں کاروں بلکہ ریذیڈینشل اور کمرشل پلاٹوں اور جناب والا ! پچھلے دو سالوں میں مقررہ تحصیلداروں، نائب تحصیلداروں اور مجسٹریٹوں کے سلسلے میں بھی یہاں

کوائف مہیا کریں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ یہ ابہام اور یہ پروپیگنڈا ہاؤس کے باہر عام ہے اس ملک کی سیاست اور سیاسی زندگی کو مزید خراب کرنے کے لیے اپنے مخالفین پر کیچڑ اچھالنے کے لیے یہ آئے دن پروپیگنڈا ہوتا رہتا ہے ۔ میں تجویز کروں گا کہ اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب ایک مستقل کمیٹی بنا کر انکوائری کرا کے ایک دفعہ رپورٹ بھیج دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو ریزولیوشن کی فارم میں آپ لے آئیے ۔ اگلی جمعرات کو آ جائے گا ۔ اس میں کونسی جلدی ہے ۔

میاں خورشید انور : اگلی جمعرات کو تو آپ ہوں گے بھی نہیں ۔ یہاں چھٹی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : اللہ خیر خیریت کرے ۔ ہوں گے کیوں نہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب یہ اتنی ضروری بات ہے ۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہاؤس کے اراکین کی عزت بحال کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : کیوں نہیں چاہتا ۔

میاں خورشید انور : جو یہ غلط قسم کے الزامات ہیں ان کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے پلاٹوں کا تحصیلداروں کا اور ان تمام چیزوں کا یہاں حساب آنا چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب بہر حال ایوان کے سامنے اس وقت جو سوال ہے ہم اس سے کسی صورت بھی باہر نہیں جاسکتے ۔

میاں خورشید انور : وہ ماننے کے لیے تیار ہیں آپ ان سے پوچھ تو لیں ۔

مسٹر سپیکر : آخر کارروائی تو میں نے چلانی ہے ۔ کوئی آئندہ آنے والا سپیکر جب یہ ساری کارروائی دیکھے گا تو وہ میرے متعلق کیا رائے قائم کرے گا کہ بات کچھ ہو رہی تھی اور سپیکر نے اجازت کسی اور بات کی دے دی ۔

میاں خورشید انور : آپ کے متعلق اچھی بات ہی کرے گا ہمیں یقین ہے - اول تو آپ جائیں گے نہیں - انشاء اللہ جب آپ ہیں آپ ہی رہیں گے -

مسٹر سپیکر : آپ اس کے متعلق قرارداد لائیں -

میاں خورشید انور : آپ کہاں جان چھوڑیں گے - جناب سپیکر ! آپ جیسے لوگ ہی یہاں ہمیشہ رہتے ہیں - گذارش یہ ہے کہ یہ ایک مستقل بدنامی ہے جو سیاسی زندگی میں ناسور بن چکی ہے - اب وقت ہے کہ یہ بتایا جائے کہ وہ کون لوگ ہیں جو بددیانتی کرتے رہے ہیں - سب لوگ بددیانت نہیں ہیں - اگر یہ چیز ہو جائے تو اس میں آپ کی بھی عزت ہے پورے ہاؤس کی بھی عزت ہے اور قومی زندگی میں بھی یہ جو سیاسی فضا ہے درست ہو جائے گی -

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : آپ اس طرح کریں کہ جمعرات کو بھی اس قرارداد کے آنے کی ضرورت نہیں ہے - لیڈر آف دی آپوزیشن اور سینئیر منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں - ان کے مشورے سے ایک قرارداد اس ہاؤس میں باقاعدگی سے move کر لیں - وہ پاس ہو جائے گی - اس میں ذرا میرے لیے آسانی ہو جائے گی - اور جو آنے والے سپیکر نے میرے متعلق رائے قائم کرنی ہے میں اس سے بچ جاؤں گا -

میاں خورشید انور : ہن کنے آناں اے جی - کوئی بندہ نہیں بچنا -

مسٹر سپیکر : اس طرح کریں کہ آج ہی کسی وقت یہ قرارداد ان سے مشورہ کر کے لکھ کر لے آئیں -

چوہدری طالب حسین : مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : انہیں بھی نہیں ہوگا -

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہاتھ کنگن کو آرسی کیا اور پڑھے ہوئے کو فارسی کیا -

مسٹر سپیکر : ہمیں تو فارسی بڑی مشکل لگتی ہے -

(قہقہے)

وزیر خزانہ : جناب والا! یہ ساری باتیں simple سوالوں کے ذریعے سے اس ہاؤس میں آ سکتی ہیں ۔ اگر ایک ایک سوال کر دیا جائے تو سارے ہاؤس کی وہ پراپرٹی ہو جاتی ہے ۔ آپ اس میں تحریک استحقاق بھی دے سکتے ہیں ۔ انکوائری بھی کرا سکتے ہیں ۔ اس لیے آپ جو سوال پوچھیں گے اس کا جواب دے دیا جائے گا ۔ ٹریکٹرز کے متعلق میں نے کہہ دیا ہے کہ یہ جن لوگوں کے کارنامے ہیں وہ تو آج اس وقت یہاں جواب نہیں دے سکتے اور بڑے اچھے بنتے پھرتے ہیں ۔ جو بھی آپ سوال دیں گے اس کا جواب سامنے آ جائے ۔

Mr. Speaker : This may not be a very fair comment without enquiry.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ وہ جس کا نام لینا چاہیں لیں اور یہ بتائیں کہ وہ لوگ جن کو پرمٹ ، کاریں ، پلاٹس دیے گئے وہ کس طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ۔

وزیر خزانہ : وہ دونوں طرف ہی ہوں گے ۔

مسٹر رؤف طاہر : تو پھر آپ انکوائری کرائیں ۔

وزیر خزانہ : وہ دونوں طرف ہی ہوں گے کیونکہ ساڈے لوک وفاداریاں ایسی طراں تبدیل کر دے نہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : تو پھر آپ یہ کریں کہ تمام پلاٹس کینسل کریں اگر کسی وزیر نے یا ایم ۔ پی ۔ اے ۔ نے یا کسی سابقہ وزیر نے پلاٹ لیے ہیں تو اس کو کینسل کریں ۔ اگر آپ میں اتنی ہی اخلاقی جرأت ہے تو کینسل کریں ۔

وزیر خزانہ : میں کہتا ہوں کہ ہم نے اس ملک میں ایسے لوگوں کو وفاداریاں تبدیل کرتے دیکھا ہے کہ جو کہ کل دشمن تھے آج وہ ان کو لیڈر مانتے ہیں ۔ وفاداریاں اس ملک میں بہت جلد تبدیل ہو جاتی ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : اگر سابقہ وزراء نے پلاٹ لیے تھے اور ٹریکٹر بھی لیے تھے تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ واپس کر دیں اگر یہ ٹریکٹر اور

پلاٹس غلط ہیں ۔ راجے نے یا گورنر نے دیئے ہیں تو آپ پر احسان کیا ہے ۔ آپ لے کر بیٹھے ہیں ۔ اگر ان کا یہ غلط کام تھا تو آپ واپس کر دیں ۔

مسٹر روف طاہر : ہاں ان کو خالی کر دیں واپس کر دیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : میاں ظہور احمد پچھلے پندرہ منٹ سے کھڑے ہیں ان کو بھی موقع دیں ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! اس سوال میں الجھن پیدا کر دی گئی ہے حالانکہ (اے) جزو میں تمام ممبران اسمبلی کو جو پرمٹ جاری کیے گئے تھے ، اس کے متعلق جواب ہے لیکن جو ممبران اسمبلی کسی وجہ سے کار نہیں خرید سکے ان کی فہرست بھی اس میں درج ہے جو فاضل وزیر نے ایوان کی میزان پر رکھ دی تھی اور پڑھ کر نہیں سنائی تھی ۔ جناب والا ! اگر اس کو پڑھ لیا جائے تو اس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے ۔ ان کے نام کچھ اس طرح ہیں ۔ جناب چوہدری شبیر حسین چیمہ ۔ جناب راؤ مراتب علی خان ۔ جناب مرزا فضل حق ۔ جناب سردار ذوالفقار علی کھوسہ ۔ تو میرا خیال ہے اس میں اب تصحیح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر : کاروں کے متعلق تو اتنی controversy نہیں ہے ۔ controversy تو ٹریکٹروں کے متعلق ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : کار کے متعلق بھی یہی بات ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! کاروں کی جو لسٹ ہمیں مہیا کی گئی ہے اس میں نمبر 1254 پر میرا نام درج ہے حالانکہ میں نے سیکرٹری صاحب کی معرفت اپنا پرمٹ واپس بھیج دیا تھا اور مجھے acknowle igement receipt بھی چیف منسٹر صاحب کی جانب سے مل گئی ہے ۔ تو اس میں مجھے بدنام کرنے کے لیے میرا نام کیوں دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : بدنامی کی اس میں کیا بات ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : بدنامی کی بات تو ہے ۔ میرا نام یہاں نہیں آنا چاہیے تھا ۔

مسٹر سپیکر : ہاں اگر آپ نے کار نہیں لی تو آپ کا نام نہیں ہونا

چاہئیے تھا ۔ چوہدری صاحب ویسے میں آپ کی توجہ کا طالب ہوں جو اصل سوال ہے اس میں ایک لسٹ دی گئی ہے صفحہ نمبر 22 پر کہ جنہوں نے پرمٹ avail نہیں کیا ، اس میں آپ کا نام شامل ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : مجھے دکھا دیا گیا ہے ۔ میں آپ کا مشکور ہوں

مسٹر سپیکر : تو آپ اپنی سٹیٹمنٹ کو دہرا دیں ویسے وقفۂ سوالات تو ختم ہو چکا ہے لیکن میں آپ کو ایک دو منٹ دے دیتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے عرض کی ہے کہ اگر تو کسی صاحب کو پرمٹ ملا اور ان کا نام پرمٹ والی لسٹ میں درج ہے اور انہوں نے پرمٹ نہیں لیا تھا تو وہ مجھے لکھ کر دیں میں اس ہاؤس میں اس کی تصحیح کر دوں گا ۔ اگر انہوں نے پرمٹ لیا تھا لیکن اس کو avail نہیں کیا یعنی کار یا ٹریکٹر نہیں لیا ہے تو مجھے لکھ کر دیں تو اس کی تو تصحیح میں یہاں کر دوں گا ۔ یہ تو تھی ایک بات جس کی تصحیح میں ایوان میں announce کر دوں گا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کسی قاعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹریکٹر حاصل کیے ہیں اس کے متعلق اگر مجھے شکایت کی جائے گی تو میں اس کی انکوائری کراؤں گا اور وہ جب انکوائری مکمل ہوگی اس کا جواب بھی ہاؤس میں آ جائے گا ۔ شکریہ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا ! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ضلع ڈیرہ غازی خان میں بجلی کے ٹیوب ویلوں کی تعداد

***7688** (الف) **سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ :** کیا وزیر اعلیٰ

از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بجلی کی قلت کی بناء پر ضلع ڈیرہ غازی خان میں بجلی کے ٹیوب ویلوں کی تعداد بہت کم ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کمی کو دور کرنے کے لیے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو یہ اقدام کب کئے جائیں گے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ کہنا درست نہیں کہ ڈیرہ غازی خان میں بجلی کی کوئی کمی ہے کیونکہ سال 1974-75ء کے دوران فاضل پور اور تونسہ میں دو نئے گرڈ سٹیشن قائم کئے گئے علاوہ ازیں کوٹ چھٹہ میں سال 1979-80ء کے دوران ایک گرڈ سٹیشن بنانے کی تجویز بھی زیر غور ہے - جہاں تک ٹیوب ویلوں کی تعداد کا تعلق ہے واپڈا نے سال 1974-75ء میں 32 ٹیوب ویلوں کو کنکشن دیئے اور اس علاقے میں یہ تعداد سال مذکور کے لیے واپڈا کی مقررہ حد کے مطابق ہے - ضلع ڈیرہ غازی خان میں اب تک بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی کل تعداد 146 ہے اور آئندہ مالی سال یعنی 1975-76ء میں بھی مزید ٹیوب ویل کنکشن دینے کی تجویز ہے -

(ب) جیسا کہ جزو (الف) میں بتایا گیا ہے ضلع مذکور میں بجلی کی کوئی قلت نہیں تاہم اس علاقے میں بجلی کی بہم رسانی کے لیے واپڈا نے جو اقدامات کئے ہیں وہ اوپر بیان کر دیئے گئے ہیں -

---

نظامت انسداد رشوت ستانی لاہور کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر مسٹر مقبول احمد کی ترقی

*7683 - **میاں منظور احمد موہل** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) نظامت انسداد رشوت ستانی لاہور کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر مسٹر

مقبول احمد کی ابتدائی تقرری کب ہوئی اور ان کو کس کس عہدے پر ترقی دی گئی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ نظامت میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی صرف ایک ہی آسامی تھی جس پر مذکورہ آفیسر کو ترقی دینے کے لیے ایک اور نئی آسامی منظور کروائی گئی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نظامت میں مسٹر مقبول احمد سے سینئر اشخاص بھی موجود تھے ۔ جنہیں نظر انداز کر دیا گیا ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سینئر اشخاص کو نظر انداز کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت ان کی داد رسی کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مسٹر مقبول احمد سابق بہاولپور ریاست کے سٹاف میں 1956ء میں لاہور آئے ۔ ان کی تقرری اور ترقی حسب ذیل ہوئی ۔

(1) 17 جولائی 1956ء کو نظامت انسداد رشوت ستانی میں بطور سینئر سکیل سٹینو گرافر تعینات ہوئے جب کہ اس نظامت کا قیام عمل میں لایا گیا ۔

(2) 2 نومبر 1968ء کو سپرنٹنڈنٹ بنائے گئے ۔

(3) 6 جون 1970ء کو سینئر سپرنٹنڈنٹ بنائے گئے ۔

(4) 3 دسمبر 1973ء کو اسسٹنٹ اکاؤنٹ آفیسر بنائے گئے ۔ اس آسامی کا نام 15 اکتوبر 1974ء سے ایڈمنسٹریٹو آفیسر رکھ دیا گیا ۔

(5) یکم جولائی 1975ء سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بنائے گئے ۔

(ب) 1957ء سے نظامت انسداد رشوت ستانی لاہور میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی ایک آسامی تھی ۔ کام کے بڑھنے اور اس کی اہمیت کا جائزہ لینے کے بعد ایک اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی آسامی یکم جولائی 1975ء سے منظور کی گئی ۔ اس سے کس فرد کو ترقی دینا مقصود نہ تھا ۔

(ج) جی نہیں -

(د) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

ہوٹلوں کو شراب رکھنے اور بیچنے کے لائسنس

*7726 - **سردار امجد حمید خان دستی** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں سال ہائے 1973-74ء و 1974-75ء میں شراب بنانے اور بیچنے کے سلسلے میں کتنی رقم بطور ڈیوٹی اور کتنی رقم پرمٹ ہولڈروں سے بطور فیس وصول ہوئی - تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے -

(ب) صوبہ پنجاب میں 1972-73ء ، 1973-74ء اور 1974-75ء میں کتنے ہوٹلوں کو شراب رکھنے اور بیچنے کے لیے لائسنس دیئے گئے نیز کس کس نام کے کتنے ہوٹلوں کی درخواستیں حکومت کے پاس ابھی تک زیر غور ہیں اور ان کو لائسنس دینے کے بارے میں حکومت کا کیا پروگرام ہے -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ فروری 1973ء میں صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ کسی ہوٹل کو شراب رکھنے اور بیچنے کے لائسنس نہیں دیئے جائیں گے - اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا فیصلہ پر کہاں تک عمل ہوا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) سال ہائے 1973-74ء اور 1974-75ء میں شراب بنانے اور بیچنے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل رقوم بطور ڈیوٹی اور پرمٹ فیس وصول ہوئیں -

سال	1973-74ء	1974-75
شراب بنانے سے آمدن	1،31،37،613	1،82،53،464
شراب بیچنے سے آمدن	1،71،74،157	2،63،84،316
پرمٹ فیس سے آمدن	1،78،726	2،46،932

(ب) سال ہائے 1972-73ء اور 1973-74ء میں کوئی لائسنس نہیں

دیا گیا ۔ لیکن 1974-75ء میں صرف مغل ہوٹل لاہور کو لائسنس جاری کیا گیا ۔ حکومت کے پاس کوئی درخواست اس وقت زیر غور نہیں ۔

(ج) فروری 1973ء کا ایسا کوئی فیصلہ ہوٹلوں کی نسبت خصوصی قسم کا نہیں تھا ۔ لیکن صوبائی حکومت کافی عرصہ سے اس پالیسی پر کار بند ہے کہ جہاں تک ممکن ہو شراب کے مزید لائسنس نہ دیئے جائیں ۔ البتہ غیر معمولی قسم کے اکا دکا کیس میں استثنیٰ ہو سکتی ہے ۔

ہوٹلوں میں شراب رکھنے اور بیچنے کی اجازت

*7727 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جن ہوٹلوں میں کیبرا ڈانس ہو یا جن کی ملکیت غیر پاکستانیوں کی ہو ۔ ان کو شراب رکھنے اور بیچنے کی اجازت دے دی جائے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وفاقی حکومت سے اس بارے میں اجازت حاصل کر لی گئی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ حقیقت نہیں ہے ۔

(ب) چونکہ جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے اس لیے مذکورہ اجازت حاصل کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ناجائز چرس اور افیون

*7892 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ آبکاری نے صوبہ میں سال 1974-75ء میں کل کتنی ناجائز

چرس اور افیون برآمد کی -

(ب) مذکورہ مدت میں صوبہ میں کل کتنی شراب کی بھٹیاں پکڑی گئیں - اور اس بارے میں کتنے کیس درج کرائے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ میں سال 75-1974ء میں مندرجہ ذیل مقدار میں چرس اور افیون برآمد کی گئی -

	چھٹانک	سیر	من
چرس	1	9	14
افیون	3	29	9

(ب) سال 75-1974ء میں 467 شراب کی بھٹیاں پکڑی گئیں اور اتنے ہی کیس درج کرائے گئے -

---

صوبہ میں سیشن ججوں اور ایڈیشنل سیشن ججوں کی بھرتی

***7960 - چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں یکم جون 1974ء سے آج تک کل کتنے سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج ملازمت میں لیے گئے - ان کے نام کیا کیا ہیں اور ان کی ملازمت کا کیا طریق کار تھا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس - ایم - مسعود) : یکم جون 1974ء سے آج تک کوئی ڈسٹرکٹ اور سیشن جج براہ راست بھرتی نہیں کیا گیا - البتہ اس دوران بارہ (12) نئے ایڈھاک (ad-hoc) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اور سیشن جج بھرتی کئے گئے ہیں اور ان کے نام یہ ہیں -

1 - میاں عبدالرحمان -

2 - سید محمد ظفر باہر -

3 - چوہدری عنایت اللہ چیمہ -

4 - مسٹر محمد عظیم خان نیازی -

5 - مسٹر محمد امجد خان -

6 - راؤ محمد حیات خان -

7 ۔ مسٹر جیک آئزک ۔
8 ۔ مسٹر افتخار احمد چیمہ ۔
9 ۔ مسٹر سلیم اختر ملک ۔
10۔ چوھدری محمد یونس ۔
11۔ مسٹر عبدالبصیر قریشی ۔
12۔ مسٹر محمد نواز ۔

مذکورہ بالا افراد ایڈووکیٹ اور سرکاری وکلاء میں سے جن کا تجربہ دس (10) سال تھا براہ راست بھرتی کئے گئے ۔

ڈاھرانوالہ تحصیل چشتیاں میں بجلی کی فراہمی

*7967 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ ڈاھرانوالہ تحصیل چشتیاں میں بجلی کی فراہمی کے لئے گذشتہ ڈیڑھ سال سے کھمبے نصب ہو چکے مگر عوام کے مطالبہ کے باوجود ابھی تک وہاں بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ قصبہ کو کب تک بجلی مہیا کی جائے گی ؟

وزیر آب پاشی وقوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) موجودہ سال کے دوران قصبہ مذکورہ کو بجلی مہیا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ۔

سینئر سول جج رحیم یار خان کی عدالت میں قانون شفع کے تحت دائر کردہ دعوی جات

*7983 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ ماہ ستمبر 1961ء میں سینئر سول جج صاحب رحیم یار خان کی عدالت میں قانون شفع کے تحت دائر کردہ دعویٰ جات کے سلسلے میں کتنا زر پنجم عدالت مذکور میں داخل کیا گیا اور اس میں سے کتنا اب تک داخل کنندہ کو واپس کر دیا گیا ہے یا مدعا علیہ مشتری کو ادا کر دیا گیا ہے ۔ کتنا بقایا قابل ادائیگی ہے ۔ تفصیل مقدمہ وار مع نام داخل کنندہ و عنوان مقدمہ بیان فرمائی جائے ؟

وزیر قانون وپالیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود) : (الف) کل زر پنجم جو عدالت مذکورہ میں داخل کیا گیا ۔ 21781.00 روپے

(ب) جو رقم داخل کنندہ کو واپس کر دی گئی یا مدعا علیہ مشتری کو ادا کر دی گئی 15181 00 روپے

(ج) بقایا ادائیگی 6600.00 روپے

(د) تفصیل مقدمہ وار نام داخل کنندہ و عنوان مقدمہ منسلک فہرست میں درج ہے ۔ اور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

فہرست مقدمہ وار مع نام داخل کنندہ و عنوان مقدمہ

نمبر شمار	وصولی رجسٹر نمبر	تاریخ وصولی	داخل کنندہ کا نام	عنوان مقدمہ	مقدمہ کی نوعیت	زر پنجم کی رقم	رقم کی ادائیگی کی تاریخ	کیفیت
1	2	3	4	5	6	7	8	9
1	607	1-9-1961	نذیر احمد معرفت محمد رمضان ولد اللہ دوایا سکنہ ترنڈہ سوایا خان	نذیر احمد بنام غلام محمد وغیرہ	قانون شفع کے تحت قبضہ حاصل کرنے کے لیے مقدمہ	1700.00	17-1-1962	—
2	755	15-9-1961	محمد بخش ولد گلہ سکنہ بندی پور	محمد بخش بنام خان وغیرہ	ایضاً	86.00	30-11-1961	—
3	769	31-9-1961	حبیب اللہ ولد گوشہ سکنہ حاصل پور	حبیب اللہ بنام دلبر حسین وغیرہ	ایضاً	120.00	4-12-1961	—
4	775	25-9-1961	مولوی عطا اللہ سکنہ اللہ آباد	حاجی عطا اللہ بنام محمد افضل وغیرہ	ایضاً	6600.00	—	ادا نہیں کیا گیا

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے 1615

1	2	3	4	5	6	7	8	9
5	767	26-9-1961	مشتاق احمد معرفت سردار علی کلارک	مشتاق احمد بنام محمد یار وغیرہ	ایضاً	2025.00	5-11-1962	-
6	788	25-9-1861	خورشید بیگم معرفت سید عبدالرشید سکنہ صادق آباد	خورشید بیگم بنام محمد حسین وغیرہ	ایضاً	5890.00	19-5-1962	-
7	798	28-9-1961	سردار محمد رفیق سکنہ رحیم یار خان	سردار محمد رفیق بنام خورشید محمود	ایضاً	4400.00	30-10-1951	-
8	890	30-9-1961	فوج علی معرفت محمد ممبر ایڈووکیٹ	فوج علی بنام	ایضاً	1600.00	12-12-1961	-

رحیم یار خان میں قصبہ نواں کوٹ کو بجلی کی فراہمی

*7991 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں خانپور سے قصبہ نواں کوٹ کو بجلی پہنچانے کے لیے کھمبے قریباً دو سال سے زائد عرصہ سے نصب ہیں ۔ مگر تا حال ان پر تار نہیں بچھائی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قصبہ کو کب تک بجلی فراہم کی جائے گی ؟

وزیر آب پاشی وقوت پرتی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) خانپور سے قصبہ نواں کوٹ تک ماسٹر پلان سکیم نمبر ایم۔جی۔وائی 6 کے تحت منظور شدہ لائن پر کام ہو رہا ہے یہ مجوزہ لائن جو 12 میل لمبی ہے قصبہ مذکور پر اختتام پذیر ہوتی ہے ۔ اس لائن کے لئے کھمبے نصب ہو چکے ہیں اور علاوہ ازیں ½1 میل لائن پر تار بھی بچھایا جا چکا ہے ۔ مزید کام مطلوبہ مقدار میں تار کی نایابی کے باعث نہیں ہو سکا ۔

(ب) متعلقہ ڈسٹرکٹ کمیٹی نے ابھی تک مذکور کو بجلی مہیا کرنے کی سفارش نہیں کی ہے بہر حال اگر قصبہ مذکورہ کے لیے مطلوبہ منظوری حاصل ہو جائے تو ماسٹر پلان کے تحت منظور شدہ مجوزہ لائن کی تکمیل کے بعد قصبہ مذکورہ کو بجلی فراہم کرنے کا کام شروع کیا جاسکتا ہے ۔

موضع موہڑہ اعوان تحصیل چکوال میں بجلی کی فراہمی

*8005 ۔ **ملک منور خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل چکوال میں ڈھوڈیال تا بادشہان بجلی فراہم کر دی گئی ہے مگر بادشہان کے نزدیک تقریباً

ایک میل پر واقع موضع موہڑہ اعوان کو بجلی فراہم نہیں کی گئی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موہڑہ اعوان کو بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سرداز نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے -

(ب) چونکہ موضع موہڑہ اعوان حکومت پنجاب کی منظور شدہ لسٹ میں نہیں ہے اور نہ ہی اب تک ڈسٹرکٹ کمیٹی نے موضع مذکور کو بجلی دینے کی سفارش کی ہے ، اس لیے اس کو بجلی مہیا نہیں کی جا رہی ہے -

---

تفریحی ٹیکس کی چوری کی روک تھام

*8042 - **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں یکم جولائی 1974ء تا 31 دسمبر 1975ء سینماؤں اور ریس (گھوڑ دوڑ) کے تفریح ٹیکس سے حکومت کو علیحدہ علیحدہ کس قدر آمدن ہوئی -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا تفریح ٹیکسوں کی ادائیگی صحیح نہیں کی جاتی اور تفریح ٹیکس کی چوری کا رجحان بہت زیادہ ہے -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹیکسوں کی چوری کے مرتکب افراد کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو وہ کون سے اقدام ہیں جن سے اس چوری کی روک تھام کی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ میں یکم جولائی 1974ء تا 31 دسمبر 1975ء سینماؤں اور ریس (گھوڑ دوڑ) کے تفریحی

ٹیکس سے علیل الترتیب 11'51'37'993 (گیارہ کروڑ اکیاون لاکھ سینتیس ہزار نو سو ترانوے) اور 27'93'983 (ستائیس لاکھ ترانوے ہزار نو سو تراسی) روپے آمدنی ہوئی ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) حصہ (ب) بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے تاہم اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ٹیکسوں کی چوری کو روکنے کے لیے حکومت نے ضلع ۔ تحصیل اور صوبائی سطح پر چھاپہ مار ٹیمیں مقرر کی ہوئی ہیں ۔ جو کہ چوری کے مرتکب افراد کے خلاف سخت کارروائی کرتی ہیں جس کی وجہ سے تفریحی ٹیکس کی وصولی ہر سال بڑھتی جارہی ہے ۔

صوبہ میں ناجائز منشیات کے استعمال کی روک تھام

*8043 ۔ **ملک چھ اعظم** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ناجائز منشیات کے استعمال کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے نیز ناجائز منشیات کا کاروبار بھی اسی تناسب سے بڑھ رہا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ناجائز منشیات کے استعمال اور اس کے کاروبار کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) حکومت کی اطلاع کے مطابق ناجائز منشیات کے استعمال میں روز بروز اضافہ کے متعلق کوئی معقول شہادت نہیں ہے اور نہ ہی ناجائز منشیات کے کاروبار میں کسی قسم کے اضافہ کی کوئی شہادت موجود ہے ۔

(ب) حصہ (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے تاہم اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ناجائز منشیات کے کاروبار کو روکنے کے لیے خاص عملہ مقرر ہے جو کہ ملزمان کے سراغ اور گرفتاری کے لیے پوری سعی کرتا ہے ۔ کچھ عرصہ سے مرکزی

حکومت کی طرف سے بھی ایسے کاروبار کو روکنے کے لیے عملہ تعینات ہو چکا ہے ۔

موضع قنبر شاہ کو بجلی کی فراہمی

***8085 ۔ سردار رب نواز خان کھتران :** کیا وزیر اعلیٰ میرے نشان زدہ سوال نمبر 2088 کے جواب کے حوالے سے جو مورخہ 21 مارچ 1973ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جام پور گرڈ سٹیشن تا چھ پور دیوان بجلی کی لائن نصب کر دی گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ لائن کے ذریعہ راستہ میں واقع مواضعات رسول پور ۔ اللہ آباد اور قنبر شاہ کو بجلی فراہم کرنے کی سکیم منظور ہوئی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب موضع قنبر شاہ کو مذکورہ لائن سے بجلی فراہم نہیں کی جا رہی ۔ حالانکہ قنبر شاہ تک بجلی کے کھمبے نصب ہو چکے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو موضع قنبر شاہ کو بجلی فراہم نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت اس مالی سال کے دوران موضع مذکور کو بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

(د) موضع قنبر شاہ کو بجلی مہیا کرنے کا کام شروع کیا جا چکا ہے اور اب تک 22 عدد بڑے کھمبے اور 9 عدد چھوٹے کھمبے نصب ہو چکے ہیں تار کی فراہمی مکمل ہونے پر لائن کی تکمیل کر دی جائیگی ۔ علاوہ ازیں مواضعات اللہ آباد اور

رسول پور کو بھی موجودہ مالی سال میں بجلی مہیا کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ قرار داد ہاؤس میں پیش کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : بریگیڈئر صاحب نے کل کے ایک سوال کا جواب دینا ہے اس کے بعد آپ کی بات بھی سنیں گے ۔

وزیر تعمیرات و مواصلات : جناب والا ! یہ سوال گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کوٹ مول چند ملتان ڈسٹرکٹ کے متعلق تھا ۔ اس سکول کو شروع ہونا تھا 24 فروری 1973ء کو اور ایگریمنٹ کے مطابق اسے ختم ہونا تھا 23-6-73 کو اس کو دو دفعہ extension دی گئی ہے اور پھر آخری extension ایک فی صد جرمانے کے ساتھ 8-5-75 تک دی گئی actual date of completion 18-5-75 تھی ۔ original estimate اس کا چالیس ہزار روپے کا تھا اور اس کا پورا خرچہ جو ہے وہ اڑتالیس ہزار کچھ روپے ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! تاخیر سے کام پایہ تکمیل تک پہنچنے کی وجہ سے جو رقم وضع کی گئی ہے ۔ وہ کیا ماہانہ وصول کی گئی ہے یا lump sum وضع کی گئی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : lump sum وضع کی گئی ہے ۔

Mr. Speaker : Now we go to the next item.

ملک خالق داد خان بندیال کی تحریک استحقاق میرے پاس آئی ہے ۔

ملک خالق داد خان بندیال : جناب والا ! میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! یہ اسمبلی میں convassing ہو رہی ہے اور فاضل ممبر کو اس بات پر مجبور کیا گیا ہے کہ وہ اپنی تحریک استحقاق واپس لیں ۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ۔ یہ ایک غلط طریقہ کار ہے جو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اپنا رہے ہیں ۔

میاں خورشید انوز : جناب والا ! آپ نے کہا تھا کہ ریزلیوشن دے

دیں اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب فرما رہے ہیں کہ سوال دے دیں ۔ اس سلسلہ میں مجھے بتائیں کیا کرنا چاہیے ؟

مسٹر سپیکر : آپ ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل رکن میاں خورشید انور صاحب نے جو نکتہ اٹھایا تھا ۔ میں نے اس سلسلے میں ان سے بات کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کوائف انہوں نے مانگے ہیں وہ زیادہ جلدی اور ذمہ داری سے سوال کے ذریعہ سے آ سکتے ہیں ۔ اور وہ اس بات پر راضی بھی ہوگئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ پھر شارٹ نوٹس سوال ہو گا ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ! جس طرح آپ مناسب سمجھیں ۔ اور دوسری بات جو ملک خالق داد بندیال صاحب کی ہے ، اس سلسلہ میں میں نے متعلقہ آفیسر کو بٹھایا ہوا ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ متعلقہ رکن اور آفیسر کو سامنے بٹھا کر یہ مسئلہ سلجھا دیا جائے ۔ میرے خیال میں جناب والا یہ بالکل صحیح طریقہ ہے ۔

Mr. Speaker : It will be kept pending.

وزیر خزانہ : جناب والا ! انہوں نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے ۔

ملک خالق داد خان بندیال : جناب ! میں نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس سلسلے میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور کیبنٹ کے دوسرے وزراء سے گزارش کرنی چاہوں گا کہ پچھلے چند مہینوں سے افسران کا رویہ ممبران اسمبلی سے نہایت ذلت آمیز ہوگیا ہے اور اس سلسلہ میں اپوزیشن یا گورنمنٹ پارٹی کے ممبران کسی کا بھی لحاظ نہیں کیا جاتا ۔ پچھلے دنوں مجھے جناب عبدالعزیز ڈوگر صاحب نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کے رویہ کے متعلق بتایا تھا اور آج جناب خالق داد بندیال صاحب بھی یہی فرما رہے ہیں ۔ تو میری اتنی گزارش ہے کہ کیبنٹ کو اس سلسلے میں کوئی واضح قدم اٹھانا چاہیے تاکہ ممبران اسمبلی کا وقار بحال رہے ۔ اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ کروا رہے ہیں اور کروایا جا رہا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں چوہدری امان اللہ لک صاحب کی اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ کسی فاضل رکن کے ساتھ خواہ وہ آپوزیشن کا ہو یا گورنمنٹ پارٹی سے تعلق رکھتا ہو کسی آفیسر کو جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ارکان اسمبلی کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرے یا کوئی غلط الفاظ استعمال کرے ۔ اس طرح حکومت کا کام مناسب طریقے سے چل نہیں سکتا ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تحریک استحقاق پیش بھی ہو جائے تو پھر بھی سامنے بیٹھ کر ہی consider ہوگی ۔ اگر ہم فاضل ممبر اور متعلقہ آفیسر کو سامنے بٹھا کر کوئی حل تلاش کر لیتے ہیں تو یہ میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا اور اس طرح ارکان اسمبلی کے وقار میں اضافہ ہوگا کمی نہیں ہوگی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں ایک تحریک بھی پیش کرنے والا ہوں کہ پنجاب کے ارکان اسمبلی کے ساتھ پچھلے کچھ دنوں سے افسران کا رویہ کافی بدل چکا ہے اور اب گورنمنٹ پارٹی کے ممبران ساتھ بھی یہی سلوک کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس حاجی صاحب کی ایک assusance motion موجود ہے ۔ ویسے تو ان کا ہونا لازمی نہیں ہے لیکن اگر وہ ہوتے تو اچھا تھا ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب تحریک التواء نمبر 66 راجہ محمد افضل خان کی لیتا ہوں اور اس سلسلے میں کچھ وضاحت چاہتا ہوں ۔ پہلے تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ لائسنس ڈپٹی کمشنر دیتا ہے یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دیتا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! رواج کا مجھے صحیح پتہ نہیں ہے ۔ دیکھ کر بتا سکتا ہوں ۔ ویسے تمام انتظامی مسئلوں کے لئے کیسز ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کے پاس جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں ابھی اسی سٹیج پر دیکھ رہا ہوں کہ آیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اگر کوئی درخواست دی جائے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی بات کی اجازت نہ دے اور اس کے بعد 4 آدمی یا چار سو آدمی جلوس نکالیں

کہ ہمیں یہ اجازت کیوں نہیں دی جاتی تو کیا یہ اجازت دینا discretion ہے اگر نہیں تو ۔

Then it doesn't become a matter of urgent public importance.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اس کو سوموار تک pending کر لیں تاکہ رولز کا مطالعہ کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب کل بھی میرے نے اس پر تھوڑے سے reaction کا اظہار کیا تھا اب میں اسے کل صبح دیکھوں گا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! فرقہ وارانہ بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : فرقہ وارانہ کی بات نہیں ہے شاید اسی کی ضرورت محسوس نہ ہو یہ پہلے بھی پندرہ دن فائلوں میں پڑی رہی ہے اگر ایک دن اور پڑی رہے گی تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا ۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس مسئلہ پر اجازت دے اور وہ کسی قانون کے تحت اس کو روکتا ہے ؟

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آپ دفعہ 144 کی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : دفعہ 144 کی بات نہیں ہے ۔ میں نے پہلے بھی کئی اس قسم کی تحاریک ایڈمٹ کی ہیں ۔ میں نے تو یہ دیکھنا ہے کہ ایک آدمی ایک کام اجازت لے کر کرتا ہے اور دوسرے آدمی کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اسی بات کی اجازت نہیں دیتا اور یہ اس کی اگر discretion ہے تو ۔

How does it become a matter of recent occurrence and of urgent public importance that it should be debated in the House

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! بنیادی حقوق معطل کئے جا رہے ہیں مذہبی جذبات کو مجروح کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! کل کو اگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسجد میں یہ پابندی لگا دے کہ میری اجازت کے بغیر مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا تو کیا یہ ممکن ہو سکے گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو مسجدوں کی بات کر رہے ہیں میں نے باغوں کے متعلق بھی تحریکیں ایڈمٹ کی ہیں ۔ اسی لئے دفعہ 144 کی بات نہیں ہے ۔

دفعہ 141 ایک to the general rule exception ہے ۔ آپ نے کئی مرتبہ دفعہ 144 کے خلاف تحریکیں پیش کی ہیں اور میں نے انہیں پیش کرنے کی اجازت دی ہے اس کو ایڈمٹ کیا ہے ۔ اب یہ بات کہ لائسنس کے بغیر ایک جلوس نہیں نکل سکتا ہے ۔ جس قسم کے جلوس کا آپ مطالبہ کر رہے ہیں ۔ ڈپٹی کمشنر یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو درخواست دی گئی کہ ہمیں جلوس نکالنے کی اجازت دی جائے ۔ ڈپٹی کمشنر آپ کی درخواست نہیں مانتا ہے ۔ دفعہ 144 بالکل اس کا الٹ ہے اگر ڈپٹی کمشنر اجازت نہیں دیتا ہے تو ۔

How does it become a matter of urgent public importance.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ اس طرح سے Public importanc کا معاملہ بنتا ہے کہ دفعہ 144 میں یہ اجازت ہے کہ مذہبی یا جنازہ کا جلوس یا شادی کا جلوس نکل سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ دفعہ 144 کی وجہ سے جلوس نہیں نکل رہا ہے ۔ اس کی یہ پابندی دفعہ 144 کی پابندی نہیں ہے ۔ Do not confuse the issue. شیعہ حضرات یا سنی حضرات یا عیسائی حضرات جو جلوس نکالتے ہیں ۔ انکا لائسنس ، اس کی اجازت دفعہ 144 کے ماتحت نہیں ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! ایک طرف حکومت عید میلاد النبی کے جلوس کی اجازت دیتی ہے اور دوسری طرف ایک طبقہ کو روکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : روکا نہیں ہے ۔ اجازت نہیں دی ہے ۔ دونوں باتوں میں آپ فرق نہیں سمجھ رہے ہیں ۔ آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں اور غالباً میں آپ کی بات نہیں سمجھ رہا ہوں ۔ یہ dialouge ہو ہی نہیں رہا ہے ۔

How should we proceed.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : آپ نے پہلے کہا تھا کہ کل اس مسئلہ کو کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں ابھی اس کو دیکھ نہیں سکا ہوں اور فیصلہ نہیں کر سکا ہوں ۔ میں ان کو یہی کہہ رہا تھا کہ کل اس چیز کو دیکھ لیں گے قابل وزیر قانون بھی موجود ہیں ۔ آپ کی طرف سے پارلیمنٹری اصولوں کو جاننے والے حضرات موجود ہیں ۔ قانون کو جاننے والے حضرات موجود ہیں ۔

قانون کو جاننے والے دوست موجود ہیں ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اگر اجازت نہیں دیتا تو ۔

Can it be a subject matter of the adjournment motion in the House ?

Makhdumzada Syed Hassan Mamhud : Mr. Speaker, You are right.

سپیکر : میرٹ والی بات دوسری ہے ۔

مسٹر احمد بخش تھیم : جناب والا ! ہم شیعہ ممبر ہیں ۔ ہم نے بیٹھ کر فیصلہ کر لیا ہے ۔ بات ختم ہو گئی ہے ۔ جب ہم نہیں چھیڑتے ہیں ۔ تو راجہ صاحب اس کو کیوں چھیڑتے ہیں ۔ ہماری موجودگی میں بات ختم ہو گئی ۔ ہماری غلط فہمی دور ہو گئی ہے ۔ جب ہم شیعہ ممبر اس کو touch نہیں کر رہے ہیں تو وہ وکالت کیوں کر رہے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : اندر اندر ہی فیصلہ ہو جاتا ہے ۔ یہ بے معنی ہے ۔ ہم کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ صوبے کے کس ضلع میں کیا ہو رہا ہے ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ صوبہ میں کیا ہو رہا ہے ۔ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker : I hope the Leader of Opposition and the Minister for Law and Parliamentary affairs have been able to appreciate what I have said. I will have their arguments on this. It is not only this particular motion

پتا نہیں اور کتنی آئیں گی ۔

I want do decide it once for all.

چوہدری امان اللہ لک کی 78 ممبر تحریک التوا ہے اس میں Public importance تو ہے But there is no recent occurrence in this یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق اس ہاؤس میں باقاعدہ بحثیں ہوتی رہی ہیں ۔اور اس ہاؤس میں اس کی ایک مخصوص sitting بھی ہوئی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! حالات اس قسم کے بدل رہے ہیں ۔ اگر آپ وہاں صورت حال دیکھیں تو معلوم ہوگا ۔

سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں

It is a continuous process

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! حالات اس قسم کے پیدا ہو چکے ہیں ۔ ایک بہت بڑا جلسہ تھا ۔ جس میں انکشاف کیا گیا تھا ۔ اور واقعی وہ انکشاف سنسنی خیز تھا ۔

مسٹر سپیکر : انکشاف تو اس کو کہتے ہیں جس کے متعلق لوگوں کو معلوم نہ ہو یا زمیندار اور کاشتکار کو پتہ نہ ہو ۔ یہ انکشاف ہوتا ہے کہ کوئی بند ہو اور اسے کھول دیا جائے اور اس کا تعلق کشف سے ہے اس لیے یہ تو سب کو معلوم ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں معلوم ہوگا ۔ جناب والا ! جب لائل پور کا مسئلہ ۔ جھنگ کا مسئلہ اور گجرات کا مسئلہ ایک جگہ پر زیر بحث آئے گا ۔ تو وہ پنجاب کے دوسرے لوگوں کے لیے باعث تشویش بن جاتا ہے کہ وہاں پر یہ صورت حال پیدا ہو چکی ہے ۔ اس لیے میں یہ استدعا کروں گا ۔ کہ تھوڑی سی lenieney فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ مسئلہ بنتا نہیں ہے ۔ میں تو یہ چاہتا تھا کہ یہ بن جائے ۔ اس لیے میں نے دو منٹ آپ کو موقعہ دیا ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کس مسئلہ پر تحریک التوا دے رہے ہیں ۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ یہ کسی خانہ میں آ جائے مگر یہ آتی نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : وہ آپ نے بادل ناخواستہ کوشش کی ہے ۔

وزیر سپیکر : سیم اور تھور کا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں it is a mtter of public importance. No one can deny. ۔ مگر اس میں کوئی recent occurrence نہیں کوئی recent واقعہ نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ day by day جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہیں وہ میں سمجھتا ہوں وہ urgency create کر دیتی ہیں ۔ اس سلسلہ میں وزیر موصوف سے دریافت کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کو پتہ ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس مسئلہ کو حکومت بے انتہا اہمیت دیتی ہے ۔ اور یہ کہنا کہ سیم کے نالوں کی کھدائی اور دیکھ بھال کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے ۔ یہ بالکل حقیقت پر مبنی نہیں ہے ۔ بلکہ حکومت نے horizental نکاسی نالوں کو یعنی کہ seepage-cum-

storm water کے نالوں کی کھدائی کی ہے ۔ ان نالوں کی لمبائی 3200 میل ہے ۔ اور عمودی ڈرینج سسٹم میں 9400 پبلک ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order. The Hon'ble Minister is making an important statement.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! دونوں ڈرینیج سسٹم مجموعی طور پر تسلی بخش کام کر رہے ہیں ۔ اور سیم کو کم کرنے میں مدد دے رہے ہیں ۔

Chaudhri Talib Hussain : Sir ! so long as you do not decide that this is to be admitted, how can you permit this statement to be made by the Minister?

سپیکر : مجھے پتہ تو چل جائے کہ ان کی کیا رائے ہے ۔

چوہدری طالب حسین : وہ تو جناب والا ! یہی کہیں گے کہ حکومت اس سلسلہ میں پوری کوشش کر رہی ہے ۔ سیم اور تھور کو ختم کرنے کے لیے نالیاں کھودی جا رہی ہیں ۔ ہم نے یہ اقدامات کیے ہیں وہ اقدامات کیے ہیں ۔ لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف سے بھی پکچر آپ کے سامنے آئے کہ حکومت نے اس سلسلہ میں کیا اقدامات کئے ہیں ۔

سپیکر : دوسری طرف سے پکچر آ ہی نہیں سکتی ہے ۔ جب تک یہ admit نہ ہو ۔

Chaudhri Talib Hussain : Unless you decide it to be admitted, I think that the statement may not be allowed.

سپیکر : معاملے کی Public Importance. کے باوجود there is no recent occurrence in this motion.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! prima facie یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن ایک چیز آپ ملاحظہ کریں گے کہ معاملہ public importantce کا ہے ۔ سیم اور تھور کا مسئلہ ایک پرانا مسئلہ ہے ایک خاص سٹیج پر وہ سنجیدگی اختیار کرتا ہے ۔ اس پر اس کو recent occurrence کا معاملہ گردان سکتے ہیں اور اسے tak eup کر سکتے ہیں ۔

سپیکر : آپ کے سامنے موشن ہو تو آپ مجھے اپنی رائے دیں ۔ اور میں شاید اس کی قدر کروں ۔ آپ کے سامنے موشن ہی نہیں ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس کے متعلق میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی specific ایریا کا ذکر نہیں کیا گیا ہے generally کہا گیا ہے - اس میں حکومت نے سال 76-1975ء میں سیم اور تھور کے لیے جو ٹیوب ویل لگائے ہیں - ان کی repair اور maintenance کے لیے حکومت جو خرچ کر رہی ہے - وہ 14 کروڑ اور 24 لاکھ روپے ہے -

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی بات درست ہے - روپے کا خرچ سن کر تو سارے متاثر ہوں گے -

They actually wanted to know the effects of this.

چوہدری طالب حسین : سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آج سے 4 سال پہلے 4 کروڑ روپیہ خرچ ہوتا تھا اور آج 20 کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں تو کام اس سے کم ہوگا -

Cost of everything has increased.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! کیا آپ اس کو admit کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں - میں تو اس کو admit نہیں کر رہا ہوں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! آپ اس سے اتفاق بھی فرما رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ تو public importance کی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ لک : اس کے باوجود بھی آپ وزیر موصوف کو اجازت نہیں دے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اس میں کوئی بات specific نہیں ہے - specific بات تو اس میں یہ ہے کہ فلاں جگہ پر سیم کی intensity بڑھ گئی ہے یا فلاں جگہ پر یہ کم نہیں ہو رہی - یہ بڑی جنرل سٹیٹمنٹ ہے اور نہ میں اس جنرل سٹیٹمنٹ کی اجازت دے سکتا ہوں ماسوائے ایک جنرل سٹیٹمنٹ کے جو میں نے ان کو generalize کرنے کی اجازت نہیں دی -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ تو جواب دینے کے لیے تیار تھے -

مسٹر سپیکر : وہ تو اس کو بہت generalize کر رہے تھے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اگر یہ زمین سیم اور تھور سے خراب ہو جائے تو پھر آپ بسکٹ کہاں سے کھائیں گے ؟

مسٹر سپیکر : ایک بات اس میں ہو سکتی ہے کہ اگر فاضل وزیر اس کو مناسب سمجھیں تو کسی out of the adjournment motions وقت بھی ایوان میں اس سیشن کے دوران He may like to take the House in confidence and any minister on any public importance can make a statement for about ten minutes. I think that the House will well come it and I will permit. This is a matter of public importance.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! بڑی خوشی کی بات ہے - آپ ضرور اجازت دیں -

Mr. Speaker : Any time that is convenient to you.

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہی یہ گذارش کرنے والا تھا کہ گذشتہ اجلاس میں بھی یہی بات ہوئی تھی کہ سیم اور تھور کے مسئلے پر ہم کسی دن بحث کریں گے تو اس کے لیے کوئی دن مقرر ہی کر لیں -

مسٹر سپیکر : ابھی تک تو بڑی بحثیں باقی ہیں جو کئی سالوں سے چلی آ رہی ہیں - ان کے لیے تو بڑی مشکل سے وقت نکلا ہے میں اس کے لیے وقت کی کہیں سے adjustment نکالتا ہوں -

ایک تحریک التوائے کار نمبر 80 چوہدری امان اللہ صاحب کی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 79 بھی تھی اس کا کیا بنا -

مسٹر سپیکر : اس کے بارے میں میں نے آپ کو ایک چٹھی بھیجی ہے اور وہ آپ کو مل گئی ہوگی اور یہ چٹھی میرے پاس بھی لگی ہوئی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! مجھے تو کوئی چٹھی نہیں ملی -

مسٹر سپیکر : ضرور ملی ہوگی - میں نے آپ کو اتنی چٹھیاں بھیجی ہیں - اس لیے یہ کہیں اوپر نیچے ہو گئی ہوگی -

چوہدری امان اللہ لک : وہاں پر اساتذہ کو کافی عرصہ سے تنخواہیں نہیں ملی ہیں اور وہاں کے کلیر بکل سٹاف کے ساتھ یہ اس قسم کا واقعہ ہوا ہے اور جناب اس میں تو جاننے والی کوئی بات نہیں ہے ۔ جناب والا ! میرے پاس تو اس قسم کی کوئی چٹھی نہیں پہنچی اور میں نے کل آفس سے certify کروایا تھا کہ جو rule out ہو گئی ہیں وہ کہاں ہیں تو جناب والا ! یہ ان میں نہیں تھی ۔

مسٹر سپیکر : یہ میرے پاس تو لگی ہوئی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اس میں جناب والا ! واضح نظر آ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کہتے ہیں ۔ ویسے تو وزیر تعلیم نے ایک حکم بھی بھیجا ہے کہ ان کو تنخواہیں دے دی جائیں ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تنخواہیں نہ دینے کا واقعہ تو اللہ میاں جانتا ہے کہ یہ کب سے شروع ہے ۔ پھر آپ نے اس میں کوئی specific نہیں لکھا اور آپ نے پرائمری سکولوں کے اساتذہ کو بڑا generalize کر دیا ہے ۔ آپ ہر چیز کو بڑا generalize کر دیتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے گجرات کے متعلق لکھا ہے واقعہ یہ ہے کہ وہاں کے آفس کا ایک طریقہ کار ایسا چل رہا ہے اور خاص طور پر وہاں پر استانیوں کو بڑا پریشان کیا جا رہا ہے اور وزیر متعلقہ کی ہدایات کے باوجود ان کو ابھی تک تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں تو اس سلسلہ میں ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ after the rejection of the orders of the minister مسئلہ public importance کا بن چکا ہے کیونکہ جناب والا ! ان آرڈرز پر کوئی عمل نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر : آپ وزیر متعلقہ کے نوٹس میں لائیں وہ اس پر ضرور ایکشن لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں پھر جناب سے استدعا کروں گا کہ وزیر تعلیم صاحب شاید آپ کے ساتھ ابھی تک پیش نہیں آئے ۔ جناب جب ہم ان کے آفس میں جاتے ہیں تو ان کا رویہ ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہے جیسے ایک ۔ ایس ۔ ایچ ۔ او ۔ کا ہو ۔

مسٹر سپیکر : کیوں ملک صاحب اگر آپ کے نوٹس میں یہ بات لائی

جائے کہ آپ کے محکمے کے اساتذہ کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں تو کیا آپ فوری طور پر ایکشن لیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تو ان سے ہر وقت بات کرنے کے لیے تیار ہوں اگر ان کا یہ رویہ ہے کہ جو بات بھی یہ لے کر آتے ہیں اور جو ان کے ذہن میں آتی ہے وہی درست ہوتی ہے تو جب اس کا میں جواب دیتا ہوں تو پھر یہ بگڑ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ آپ نے حکم بھی دیا ہوا ہے کہ ان کو تنخواہیں دی جائیں مگر وہ تنخواہیں ان کو ابھی تک نہیں ملیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! مجھے تو حکم کا بھی پتا نہیں ہے لیکن جو نوکری کرے گا اس کو تو تنخواہ ضرور دی جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ جناب وزیر تعلیم نے بڑی مہربانی کرکے آرڈر کر دیا تھا کہ ان کے بقایاجات ادا کئے جائیں مگر ابھی تک ادا نہیں کئے گئے اور ان کا حکم وہاں پر پڑا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ بات ان کے نوٹس میں لائیں یہ تو بڑے زبردست قسم کے وزیر ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : ٹھیک ہے ۔ جناب والا ! زبردست ضرور ہیں مگر ممبران اسمبلی کے لیے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ آپ اس تحریک کو پڑھیں اس میں چار چیزوں کے متعلق پوچھا گیا ہے ۔ میں ان کو کس کس چیز کا جواب دوں ۔ یہ بات تو واضح بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود جو انہوں نے نکات اٹھائے ہیں ، میں ان کو یقین دلاتا ہوں اول تو میں ان کی ہر بات پہلے ہی کر دیتا ہوں جب یہ کہتے ہیں لیکن یہ کچھ اتنے آگے نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے اب ان کو یہ شکایت کرنے کا موقع ملا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا ہوں ۔ جناب والا ! جب یہ میرے کمرے میں آتے ہیں اور ان کو اچھی طرح سے پتا ہے کہ وہاں کمرے میں دو سو کے قریب آدمی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی میں ان کو موقع دیتا ہوں لیکن اب یہ ان کی عادت ہے کہ جو میں نے کہا

ہے وہ درست ہے لیکن میری نگاہ میں وہ چیز درست نہیں ہوتی تو جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ان بات درست ہوگی تو میں کروں گا ورنہ نہیں کروں گا۔

مسٹر سپیکر: نہیں - یہ تو کہہ رہے ہیں کہ جو آپ کا حکم ہے وہ بھی درست ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اگر یہ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے کہیں کہ میرے آرڈر کی حکم عدولی ہوئی ہے تو میں ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔

چوہدری امان اللہ لک: میں جناب والا یہ استدعا کروں گا کہ ایک تو ان غریب اساتذہ کا مسئلہ ہے اور دوسرے وزیر کی عزت کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ جو وزیر صاحب نے حکم دیا تھا اس کی حکم عدولی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ابھی تک وہاں سے رپورٹ بھی نہیں منگوائی اور یہ تحریک التوائے کار وہاں پر کئی روز سے پڑی ہوئی ہے۔

مسٹر سپیکر: نہیں - وہ تحریک التوائے کار تو میں نے rule out کر دی تھی وہ تو ان کے پاس نہیں ہے

But now that you have brought it to his notice, he will take immediate action.

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے جی۔

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا! یہ اپنے آفس میں بڑا کام کرتے ہیں اور بڑے potential منسٹر ہیں لیکن وہاں پر گالی گلوچ کا وہ نظارہ ہوتا ہے کہ شریف آدمی تو ویسے ہی بھاگ آتا ہے کہ ان کو کیا کہا جائے۔

وزیر تعلیم: اور خاص طور پر جب میں ان کی شکل دیکھتا ہوں تو میں جوش میں آ جاتا ہوں

(قہقہہ)

انٹر کالج پھالیہ - ضلع گجرات میں بجلی فراہم نہ کرنا

وزیر تعلیم: چوہدری امان اللہ لک صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی

اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پھالیہ کے ضلع گجرات میں انٹر کالج کی عمارت بنائے ہوئے تقریباً ایک سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے یہ کالج شہر پھالیہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کالج میں بجلی ابھی تک نہیں لگ سکی اور نہ ہی رہائشی کوارٹرز ہیں۔ اس وجہ سے یہ عمارت خالی پڑی ہے اور کالج گورنمنٹ ہائی سکول میں چل رہا ہے جہاں طلباء کو بھیڑ بکریوں کی طرح کمروں میں بند کیا گیا ہے۔ لاکھوں روپے سے تیار شدہ عمارت محکمہ کی غفلت سے صرف بجلی نہ ہونے کی بناء پر بیکار پڑی ہے اور عمارت اب چوروں اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ اس واقعہ پر احتجاج کرنے کے لیے تحصیل پھالیہ نے شدید احتجاج کیا ہے۔ مورخہ 19 مارچ کو شدید مظاہرہ کیا ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اگر آپ اس کو entertain کرتے ہیں تو میں آپ کو تو چیلنج نہیں کر سکتا۔ اگر ڈاکوؤں کا ذکر کرنا تھا تو اس کے لیے بھی ان کو چاہیے تھا کہ کسی پرچے کا ریفرنس دے دیتے کہ ایسے ڈاکو وہاں پکڑے گئے ہیں اور جو سمگلر ہیں اور جن کو یہ جانتے ہیں۔ جناب والا ! جب کبھی بھی میں پھالیہ کی طرف جاتا ہوں تو راستہ میں میرے دوست چوہدری امان اللہ لک صاحب کی کوٹھی ہے۔۔۔

Mr. Speaker : That is not material.

میٹریل تو یہ ہے کہ بلڈنگ بنی ہوئی ہے اور بجلی ابھی تک وہاں نہیں لگ سکی جس کی وجہ سے وہاں کالج نہیں چل رہا۔ اصل میں تو مسئلہ یہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہیں یہ فقرہ پڑھا ہوگا کہ ''خانہ خالی را دیو می گیرد'' یہ انہوں نے پڑھا ہوا ہے اور انہوں نے اس کا ترجمہ لکھ دیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : ہاں۔ جناب والا ! میں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ جب کبھی بھی میں پھالیہ جاتا ہوں تو راستہ میں لک صاحب کی کوٹھی آتی ہے وہاں پر ہم بیٹھتے ہیں۔ میں فاضل رکن سے عرض کرتا ہوں کہ یہ میرے پاس

تشریف لائیں ۔ میں اس مسئلے کے متعلق جو بھی فاضل رکن فرمائیں گے ۔ کروں گا ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں آنے سے قاصر ہوں لیکن جہاں تک میری گذارش کا تعلق ہے وہ آپ جناب والا ! سن لیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کو کہیئے کہ بجلی لگوا دیں وہ ایک دو دن میں بجلی لگوا دیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں ایک یا دو لفظوں میں یہ عرض کروں کا کہ پانچ ۔ چھ یا سات لاکھ روپے وہاں پر ایک دفعہ خرچ ہوئے اور دس لاکھ روپے ایک دفعہ خرچ ہوئے لیکن وہ بلڈنگ تو ابھی تک ویران پڑی ہوئی ہے ۔

وزیر تعلیم : لک صاحب ! پیسے کہاں ہیں ۔ یہ تو غریب قوم ہے ۔ آپ کہاں پر اتنا خرچ کروا رہے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! خرچ تو ہو چکا ہے لیکن بجلی نہ ہونے کی وجہ سے کالج ابھی تک وہاں پر منتقل نہیں ہو سکا اور اس کے بعد اس کو dismantle کیا جا رہا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں فاضل رکن کو آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ میں اس بجلی کے لیے پوری کوشش کروں گا تا کہ بجلی میسر آ جائے ۔ جناب والا ! حالات اتنے بگڑے ہوئے ہیں اور آپ کے سامنے ہیں ۔ ملک میرا ہی نہیں ہے آپ کا بھی ہے ۔ آپ اس کو بگاڑنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں ۔ ہر رنگ میں کوئی نہ کوئی ایسا رنگ پیدا کرتے ہیں جس میں سے تخریب کا کوئی نہ کوئی پہلو نکل آتا ہے ۔ جناب والا ! آج ہم یہاں ہیں کل نہیں ہوں گے لیکن یہ ملک تو چلے گا ۔ کیوں آپ ایسی باتیں کرتے ہیں یعنی آپ کبھی کہتے ہیں کہ کلرک ٹھیک نہیں ہے ۔ استاد ٹھیک نہیں ہے اور اگر کارکوں کو نکالتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ کارکوں کو نکالا گیا ہے اور اگر کارکوں کو رکھتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ استانیوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں یعنی آپ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور جھانکیں یہاں پر آ کر تو آپ چوھدری بنتے ہیں کہ آپ چوھدری امان اللہ لک ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہاں تو گذارش صرف کالج کی ہو رہی تھی کہ بیشمار پیسہ اس پر لگ چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ فوری طور پر کوشش کریں گے اور یہ کام جلد ہو جائے گا ۔ یہ تو انہوں نے پہلے کہہ دیا ہے اور باقی آپ سے پیار کی باتیں کی ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ! بات یہ ہے کہ جہانتک ان کے پیار کا تعلق ہے وہ بجا ہے لیکن اس میں میں انہیں کی امداد کر رہا ہوں اور حکومت کی امداد کر رہا ہوں کہ وہاں پر چھ ۔ سات لاکھ روپیہ ضائع ہو گیا ہے کیونکہ وہاں پر تو کالج منتقل نہیں ہو سکتا اور وہاں پر کلاس نہیں لگ سکتیں ۔ اور سکول کے بچے پڑھ نہیں سکتے ۔ میں تو ان کی خدمت کر رہا ہوں ۔ میں کوئی تخریبی کارروائی تو نہیں کر رہا ۔

مسٹر سپیکر : پھر تو پوزیشن یہ ہے کہ ان کی اس یقین دھانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ وہاں پر بجلی بہت جلد آ جائے گی تاکہ وہاں کلاسیں باقاعدہ جاری کی جا سکیں it is not pressed.

چوھدری امان اللہ لک : it is not pressed چونکہ وزیر موصوف صاحب بھی میری ہی طرح ہیں ۔ جناب والا ! آپ نصر اللہ خان دریشک صاحب کو فرما دیں کہ ہمیں وہاں پر بجلی لگوا دیں ۔ اس میں ملک صاحب بھی بے بس ہیں اور میں بھی بے بس ہوں ۔ وہ اب فرما دیں کہ کوشش کی جائے گی تاکہ پبلک کا پیسہ ضائع نہ ہو ۔

Mr. Speaker: Every effort will be made to do the needful, therefore, it is not pressed.

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

Mr. Speaker : Now we go on to the next item.

آئین میں مذکورہ قرارداد نمبر 1 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان : معزز ممبر موجود نہیں ہیں ۔

قرارداد نمبر 2 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان : معزز ممبر موجود نہیں ہیں ۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسودہ قانون (تنسیخ) کورٹ آف وارڈس مصدرہ 1976

(مسودہ قانون نمبر 15 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : اب ہم مسودات قانون کو لیتے ہیں - مسٹر محمد حنیف نارو -

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب کورٹ آف وارڈس ایکٹ (ری پیل) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے - سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب کورٹ آف وارڈس (ری پیل) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد حنیف نارو اگلی تحریک پیش کریں -

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں دی پنجاب کورٹ آف وارڈس ایکٹ (ری پیل) بل 1976ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی پنجاب کورٹ آف وارڈس ایکٹ (ری پیل) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 60 days.

آئیٹم نمبر 2 - حاجی محمد سیف اللہ خان : معزز ممبر موجود نہیں ہیں -

نمبر 3 - مسٹر محمد حنیف نارو -

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) دوکانات و ادارہ جات مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1976ء)

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ

(پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی
اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان شاپش اینڈ اسٹیبلشمنٹ
(پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی
اجازت دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد حنیف نارو اگلی تحریک پیش کریں ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان شاپش اینڈ اسٹیبلشمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان شاپش اینڈ اسٹیبلشمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 60 day.

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تعمید شہری کرایہ جات مصدرہ 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1976)

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ارین رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس
(امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ۔ اور سوال یہ ہے :

کہ دی ارین رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس
(امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : محمد حنیف نارو اگلی تحریک پیش کریں گے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں دی ارین رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ارین رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (امنڈمنٹ) 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 80 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہائے مغربی پاکستان مصدر 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1976ء)

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : چوھدری محمد یعقوب اعوان اگلی تحریک پیش کریں ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come with in 60 days.

مسٹر سپیکر : اب یہ مفاد عامہ سے متعلق قراردار دیں ہیں ۔ میاں ظہور احمد ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرا بھی ایک بل ہے اسے بھی پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اجازت ہے ۔

مسودہ قانون (تنسیخ) لوکل گورنمنٹ ایکٹ ایکٹ پنجاب مصدرہ 1976ء
(مسودہ قانون نمبر 18 بابت 1976)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ دی پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ (ری پیل)
بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ (ری پیل)
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان اگلی تحریک پیش کریں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں دی پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ (ری پیل) بل 1976ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ (ری پیل) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 60 day.

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

شاہدرہ تا شیخوپورہ دوہری ریلوے لائن کا بچھایا جانا

مسٹر سپیکر : مفاد عامہ سے متعلق ایک قرار داد میاں ظہور احمد کی طرف سے پیش کی گئی تھی - اس پر بحث ہو چکی تھی - اس لیے اب میں اسے ہاؤس کے سامنے برائے منظوری پیش کرتا ہوں -

سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت
مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے

کہ شاہدرہ تا شیخوپورہ دوھری ریلوے لائن
بچھائی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری علی بہادر خان : جناب والا! آج کافی کام ہو گیا ہے ۔ اس لیے ہاؤس کل صبح تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! ویسے آج گیارہ بجے پروٹوکول کمیٹی کی میٹنگ بھی ہے اور ہم نے اس میں شرکت کرنی ہے ۔ اس لیے ہاؤس ملتوی کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble tomorrow at 8-30 A.M.

(اسمبلی کا اجلاس 9 اپریل 1976ء بروز جمعتہ المبارک ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

سوموار ۔ 12 اپریل 1976ء
(دو شنبہ ۔ 11 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ۝ وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

پ ۱ ـــــ س ۲ ـــــ رکوع ۱۴ ـــــ آیات ۱۱۹ تا ۱۲۱

اے پیغمبر ہم نے تم کو حق و صداقت کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ بھی پرسش نہ ہوگی۔ اور اے پیغمبر! تم سے یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی جب تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار نہ کرو تم یہ کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی سچی رہنمائی ہے اور اگر آپ نے یہ جاننے کے بعد بھی ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے ہاں آپ کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔

وہ لوگ جنہیں ہم نے یہ قرآن جیسی جلیل القدر کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے اور وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہیں وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

دعا علینا ابو الحسن

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

چوہدری محمد حنیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ اس وقت ایوان میں پچاس ممبرز تشریف فرما ہیں ۔

اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

گورنمنٹ ارشاد مسلم گرلز پرائمری سکول لاہور کے قیام کی منظوری

***4722 ۔ مرزا فضل حق :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ارشاد مسلم گرلز پرائمری سکول باغبان پورہ لاہور کو کب اور کس نے قائم کیا ۔ نیز اس سکول کو محکمہ تعلیم نے کب اور کس درجہ تک منظور شدہ قرار دیا ۔

(ب) مذکورہ سکول کو منظور شدہ قرار دیئے جانے کے وقت اس کا مینجر کون تھا ۔ اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی ۔

(ج) محکمہ تعلیم کو مذکورہ سکول کے سٹاف کی جو فہرست بھیجی گئی اس میں کن کن اساتذہ کے نام تھے اور ان کی ملازمت کی تاریخیں کیا تھیں ۔

(د) مذکورہ سکول کو منظور شدہ قرار دیئے جانے کے وقت اس کی جائیداد کیا تھی اور سکول کی عمارت میں کمروں و فرنیچر وغیرہ کی تعداد کیا تھی ۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کے نام کوئی ٹیلی فون نہیں تھا ۔ مگر بعد میں سکول کے نام پر ٹیلی فون حاصل کیا گیا جس کی اطلاع ڈائریکٹر تعلیمات لاہور ڈویژن کو دی گئی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) 1942ء میں سکول ہذا مسٹر ایس ایم ارشاد مرحوم نے قائم کیا اور 1949ء میں محکمہ نے پرائمری درجہ تک منظور کیا ۔

(ب) شیخ محمد لطیف اوورسیئر (کوالیفائیڈ)

(ج) تفصیل علیحدہ منسلک ہے۔

(د) سکول مذکورہ موجودہ عمارت کی نچلی منزل کے پانچ کمروں میں جاری تھا۔ سکول کے سامان کی تفصیل منسلک ہے۔

(ہ) سکول مذکورہ میں کوئی ٹیلی فون نہیں تھا اور نہ ہی بعد ازاں سکول کے نام پر حاصل کیا گیا۔

تفصیل برائے جزو (ج)

(i) بوقت منظوری پرائمری درجہ 1947ء میں مندرجہ ذیل سٹاف کے نام محکمہ کو بھیجے گئے تھے۔

1 ۔ مس مقصودہ ہیڈ مسٹریس	آغاز ملازمت نامعلوم
2 ۔ مس رضوی	آغا ملازمت نامعلوم
3 ۔ مس سوسن	9-11-70
4 ۔ مس شمیم	تاریخ آغاز ملازمت نامعلوم
5 ۔ مس جمیلہ	تاریخ آغاز ملازمت نامعلوم

(ii) بوقت نیشنلائزیشن مندرجہ ذیل سٹاف کے نام محکمہ کو بھیجے گئے۔

1 ۔ مس مسرت	2-5-71
2 ۔ مس سوسن	9-11-70
3 ۔ پروین	6-4-70
4 ۔ ذکیہ بانو	5-9-67
5 ۔ سعیدہ بیگم	5-9-67
6 ۔ انوری خانم	3-1-69
7 ۔ نذیر بیگم	7-3-71
8 ۔ صفورہ خانم	1-7-66
9 ۔ نسرین بٹ	2-9-69
10۔ مس یاسمین	6-4-72

فہرست برائے جزو (د)

بوقت منظوری پرائمری سکول موجودہ عمارت کی نچلی منزل کے پانچ کمروں میں تھا سکول کے سامان میں مندرجہ ذیل چیزیں تھیں ۔

1.	Desks	32	2.	Book Shelf	1
3.	Benches	52	4.	Small Book Shelf	1
5.	Tables	6	6.	Table Fans	1
7.	Sq. Tables	4	8.	Pedestal Fan	1
9.	Black Boards	6	10.	Ceiling Fans	4
11.	Chairs	12	12.	Office Chairs	3
13.	Stools	2	14.	Office Couch	1
15.	Wall Clock	2	16.	Sewing Machines	3
17.	Typewriter	1	18.	Ball Frame	1
19.	Almirah	1	20.	Mirror	1
21.	First Aid Shelf	2			

گورنمنٹ ارشاد مسلم گرلز پرائمری سکول لاہور میں اساتذہ کی تعداد

*4721 ۔ **مرزا فضل حق** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ تعلیم کے ریکارڈ کے مطابق 31 مارچ 1971ء اور 31 مارچ 1972ء میں گورنمنٹ ارشاد مسلم گرلز پرائمری سکول باغبانپورہ لاہور کے مینجر کا نام کیا تھا اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی اور کیا وہ تدریسی فرائض بھی سرانجام دیتا تھا ۔

(ب) مذکورہ تواریخ میں سکول مذکورہ کے سٹاف میں کن کن اساتذہ کے نام شامل تھے نیز کمروں اور فرنیچر وغیرہ کی مقدار کس قدر تھی ۔ ٹیلیفون تھا یا نہیں ۔

(ج) مذکورہ سکول میں آج کل کمروں اور فرنیچر وغیرہ کی تعداد کیا ہے ۔

(د) مذکورہ سکول کو قومیانے کے بعد جو سٹاف متعین کیا گیا اس میں کون کون سے اساتذہ شامل تھے اور ان کی تعلیمی قابلیت کیا تھی ۔ کیا اب بھی مذکورہ سکول میں وہی اساتذہ کام کر رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) سکول ہذا ایس ۔ ایم ۔ ارشاد مرحوم نے قائم کیا سکول کا ریکارڈ تاریخ اجرا کے بارے میں خاموش ہے ۔

(ب) مسز شمیم زمان ۔ تعلیمی قابلیت (اردو فاضل) انڈر میٹرک تھیں مگر بعد میں ایف ۔ اے ۔ کر لیا تھا ۔

تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

مسز شمیم زمان	ہیڈ مسٹریس	1-3-66
غفورا خاتون	ٹیچر	1-4-66
سعیدہ بیگم	ٹیچر	5-9-66
زکریا بانو	ٹیچر	5-9-66
انوری بیگم	ٹیچر	1-1-69

(ج) سکول کی کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں تھی کرایہ کے مکان میں پانچ کمروں پر مشتمل سکول چل رہا تھا ۔

(د) اس وقت کے قواعد تو معلوم نہیں ہو سکے لیکن ہم نے اس بارے میں پوری کوشش کی ہے اس کی تفصیلات میں کسی وقت پیش کروں گا ۔

گورنمنٹ کالج گوجرہ ضلع لائلپور میں سوشیالوجی لیکچرار کی خالی آسامی

***5073 - چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے مسٹر غلام مرتضیٰ ترک گورنمنٹ کالج سرگودھا میں 1962ء سے 1969ء تک سوشیالوجی کے لیکچرار رہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1969ء میں وہ محکمہ تعلیم کی اجازت سے محکمہ اوقاف میں بطور ڈائریکٹر ڈیپوٹیشن پر تعینات ہوئے اور اس عہدہ پر 1972ء تک کام کرتے رہے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم میں واپس جانے پر ان کو گورنمنٹ کالج مری میں لیکچرار سوشیالوجی تعینات کیا گیا جہاں سوشیالوجی پڑھانے کی منظوری نہ ہونے کے سبب اس مضمون کا کوئی طالب علم موجود نہ تھا -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ غلام مرتضیٰ ترک کو اکتوبر 1972ء میں گورنمنٹ کالج چکوال میں شوکت نعیم کی جگہ رخصتی آسامی پر تعینات کیا گیا -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کالج گوجرہ ضلع لائلپور میں سوشیالوجی کے لیکچرار کی آسامی عرصہ دو سال سے خالی ہے جس پر تعیناتی کے لیے مسٹر غلام مرتضیٰ ترک نے محکمہ تعلیم کے حکام کو استدعا کی لیکن انہیں تعینات نہیں کیا گیا - اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں -

(ب) جی ہاں -

(ج) جی ہاں - جب مسٹر غلام مرتضیٰ ترک ڈیپوٹیشن سے واپس آئے تو سوشیالوجی کے لیکچرار کی کوئی جگہ خالی نہ تھی - لہذا انہیں گورنمنٹ کالج مری میں عارضی طور پر تعینات کیا گیا تھا -

(د) جی ہاں -

(ہ) مسٹر غلام مرتضیٰ ترک کا تبادلہ بحیثیت لیکچرار سوشیالوجی گورنمنٹ کالج گوجرہ میں 18 اپریل 1974ء سے کیا جا چکا ہے -

---

گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 3 تحصیل بھالیہ میں سامان کی فراہمی

*6010 - **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر تعلیم بیان فرمائیں گے

کہ ۔

(الف) گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 3 تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کو سٹیشنری کا سامان ۔ فرنیچر و دیگر ضروری سامان مہیا نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے طلباء و اساتذہ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر مذکورہ سامان کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) سکول میں درجہ چہارم کا ایک ملازم ہے ۔

(ب) اس سکول کو حال ہی میں فرنیچر و دیگر ضروری سامان مہیا کیا گیا ہے ۔

(ج) جواب (ب) بالا کی بناء پر مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ یہ جو فرنیچر و سامان مہیا کیا گیا ہے اس کی تفصیل کیا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ جملہ ضروریات پورا کرنے کے لیے اگر علاقے کے مخیر ہاتھ بٹاتے تو مسئلہ اور زیادہ آسان ہو جاتا ۔ بہرحال اس سکول کو گورنمنٹ نے مورخہ 28 جون کو دری نما ٹاٹ ۔ تین عدد کرسیاں ۔ ایک میز ۔ ایک الماری اور سائنس کے سامان کا ایک سیٹ مہیا کر دیا ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : کیا وزیر موصوف کے خیال میں اتنا سامان کافی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ سامان کافی تو نہیں ہے لیکن اس سکول کے مقابلے میں کچھ ایسے اور بھی سکول ہیں جہاں اس سے کم سامان ہے ۔ جناب والا ! یہ مسئلہ تو سارے سکولوں کا ہے لیکن اگر وہ اس پر اکتفا کرتے ہیں تو اس سامان سے کام لیا جا سکتا ہے ۔

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی گورنمنٹ کوارٹرز لاہور کی بطور سپرنٹنڈنٹ (امتحانات) تعیناتی

*6196 ۔ **چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر ایس ۔ ایم نواب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی کوارٹرز لاہور ثانوی بورڈ کے امتحانوں میں بطور سپرنٹنڈنٹ ناجائز طور پر ہزاروں روپے کما رہے ہیں اور رشوت لینے کی وجہ سے 1971ء میں نگران صاحب سنٹر سے ہمیشہ کے لیے نااہل قرار دئے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہیڈ ماسٹر مذکور کو اب بورڈ میں اسلامیات اختیاری کے صدر ممتحن کے فرائض سونپے گئے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں تو کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت کریں گے کہ جو شخص سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے ناموزوں ہے وہ ہیڈ ایگزامینر کے عہدے کے لیے کیسے موزوں قرار دیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں ۔ پنجاب یونیورسٹی اور لاہور بورڈ کے دفتروں میں مسٹر ایس ۔ ایم نواب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ۔ چوبرجی کوارٹرز ۔ لاہور کے خلاف امتحانوں میں بطور سپرنٹنڈنٹ ناجائز طور پر ہزاروں روپے کمانے کے متعلق کوئی تحریری شکایت موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی انہیں 1971ء میں بطور سپرنٹنڈنٹ رشوت لینے کی وجہ سے نگران صاحب سنٹر سے ہمیشہ کے لیے نااہل قرار دیا گیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی اپنی درخواست پر سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سے سبکدوش کیا گیا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔ انہیں متعلقہ کمیٹی کی سفارش پر لاہور بورڈ میں اسلامیات کے مضمون کے ایڈیشنل صدر ممتحن کے فرائض سونپے گئے تھے لیکن بعد میں یہ کام ان کے سپرد کرنے کے احکام واپس لے لیے گئے ہیں ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ کن وجوہات کی بنا پر ہیڈ ماسٹر صاحب کو اسلامیات کے مضمون کے ایڈیشنل صدر کے عہدے سے سبکدوش کیا گیا ؟

وزیر تعلیم : کاہلوں صاحب ! میں آپ کا سوال سمجھ نہیں سکا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : آپ نے جو ضمن (ب) کے جواب میں فرمایا ہے کہ انہیں ایڈیشنل صدر ممتحن اسلامیات کا مقرر کیا تھا اور پھر وہ احکامات واپس لے لئے گئے تو کن وجوہات کی بنا پر یہ احکامات واپس لے لئے گئے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! وہ ایک کمیٹی تھی جس نے یہ سفارش کی لیکن یہ قانون کی رو سے اہل نہیں تھی ۔ لیکن جب محکمہ کی توجہ ان قوانین کی طرف گئی تو ہم نے یہ کہا کہ اس کمیٹی کی سفارش غلط ہے اور یہ نہیں ہو سکتا ۔

جماعت دوم کا نصاب

***6294 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اب جو کورس کلاس دوم کے لیے مقرر کیا گیا ہے اس میں ہر مضمون کی کتنی کتابیں شامل ہیں اور یہ کورس کن اصحاب نے مقرر کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کورس اس قدر بڑا ہے کہ چھوٹے بچے کے لیے پڑھنا مشکل ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ کورس پر نظرثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) کلاس دوم میں ہر مضمون کی مندرجہ ذیل کتابیں ہیں :

اردو	ایک کتاب
ریاضی	ایک کتاب
سائنس	ایک تصویری کتاب

(بقیہ مضامین - دینیات - معاشرتی علوم اور آرٹس کی تدریس - اساتذہ گائڈ بکس کی مدد سے کرتے ہیں) -

موجودہ کورس مرکزی حکومت کے تحت منسٹری آف ایجوکیشن اسلام آباد کی بیورو برائے نصاب و درسی کتب میں تیار کیا گیا تھا - ہر مضمون کا نصاب تیار کرنے کے لیے ایک ایک قومی سطح کی کمیٹی مقرر کر دی گئی تھی ان کمیٹیوں میں ہر صوبہ کے متعلقہ مضمون کے ماہرین و ماہرین تعلیم و نفسیات شامل تھے -

(ب) یہ درست نہیں کہ کورس لمبا ہے اور بچے کے لیے پڑھنا مشکل ہے - کورس مرتب کرتے وقت ان دونوں ہی باتوں کا خصوصی خیال رکھا گیا تھا - اس کے علاوہ نیا کورس مورخہ یکم اپریل 1974ء سے رائج کیا گیا ہے - اس لیے اس کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہوگا -

---

پرائمری کلاسز میں کاپیوں پر لکھنے کا رواج

*6295 - **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ کے تمام سکولوں کی پرائمری کلاسز میں کاپیوں پر لکھنے کا رواج ہے - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت کاغذ کی کمی کے پیش نظر سلیٹ اور تختی پر لکھنے کی کوئی واضح ہدایت جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : اس وقت صوبہ کے اکثر مدارس میں پرائمری جماعتوں کے بچوں کو تختی اور سلیٹ پر کام کرایا جاتا ہے - کاغذ کی کمیابی کے پیش نظر واضح ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں - تاکہ پرائمری کلاسز میں کاپیوں کا استعمال کم سے کم کرایا جائے - یہاں تک کہ گھر کا کام بھی اتنا دیا جائے کہ بچے تختی پر کر سکیں -

یورپین ٹائپ سکولوں میں کاپیوں کا رواج عام ہے - وہاں امیر والدین کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وہ یہ خرچ برداشت کر سکتے ہیں -

---

قومی تحویل میں آنیوالے سکولوں کی عمارات کے کرائے کی ادائیگی

* 6677 ۔ رانا راشد نواز خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں قومی تحویل میں لئے جانے والے کچھ سکول کرائے کی عمارات میں چل رہے ہیں اگر ایسا ہے تو انکی تعداد کیا ہے اور کیا حکومت ان عمارات کا کرایہ باقاعدگی سے ادا کر رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلامیہ پبلک پرائمری سکول کھروڑپکا اور اسلامیہ پبلک ہائی سکول کھروڑپکا کی عمارات کا کرایہ باقاعدگی سے ادا نہیں ہو رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اسکی وجہ بتائی جائے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سابقہ انتظامیہ نے 1-4-74 سے ہر دو سکولوں کیلئے بغیر کرائے کے ایک عمارت بھی فراہم کی ہوئی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں قومی تحویل میں لئے جانے والے کافی سکول کرائے کی عمارت میں کام کر رہے ہیں انکی تعداد تقریباً آٹھ سو ہے ۔ جن عمارات کے مالکان نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے اپنی عمارات کے تشخیصی سرٹیفکیٹ اور دیگر ضروری کاغذات مہیا کرائے ہیں انکو باقاعدگی سے کرایہ ادا کیا جا رہا ہے جبکہ باقی‌ماندہ مالکان کو ان کے طلب کردہ کرایہ کا پچاس فیصد ادا کیا جا رہا ہے بقایا جات انکو مطلوبہ سرٹیفکیٹ اور دیگر ضروری کاغذات مہیا کرنے پر ادا کروائے جاتے ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ اسلامیہ پبلک پرائمری سکول کھروڑپکا اور اسلامیہ پبلک ہائی سکول کھروڑپکا کی عمارت کا کرایہ ادا نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ دونوں سکول سابقہ انجمن کی

اپنی عمارات میں کام کر رہے تھے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 1:8 کے تحت جو سکول پرانی انتظامیہ کی عمارات میں بغیر کرائے کے چل رہے تھے حکومت نے ان کو مذکورہ بالا ضابطہ کے تحت مورخہ 1-10-72 سے قومی تحویل میں لے لیا تھا متذکرہ قانون کے تحت ایسی عمارات کا کرایہ حاصل کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے لہذا کرایہ ادا نہیں کیا جا رہا ۔

(ج) درست ہے مگر یہ عمارت اب ناقابل استعمال ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ ایسی عمارات جن میں سکول چل رہے تھے اور وہ قبضے میں لی گئیں تو ان کی compensation کا کیا طریقہ کار ہے جو حکومت نے ایسے اداروں کو ادا کی ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ابھی تک اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب ۔ پہلے تو آپ سوال یہ پوچھیں کہ آیا کوئی compensation دینے کی سکیم یا پروگرام یا قانون ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا : ہم ایک بل لا رہے ہیں جو ایوان کے سامنے پیش ہے ۔ اور جیسے چوہدری امان اللہ لک صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم مالکان کو باہر نکال دیں گے یا جبری لے لیں گے اگر یہ بل پاس ہو گیا تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا ۔ کیونکہ اس بل میں سب کچھ ہے ۔ جناب لک صاحب کا سوال اسی ضمن میں ہے ۔ اس لیے یہ سوال بعد میں پیدا ہوگا کہ جن کی جائیدادیں ہم لے رہے ہیں ان کے معاوضے کے لیے بھی کچھ سوچا جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جب تک یہ عمارت حکومت اپنی تحویل میں نہیں لے لیتی اور ان کو compensation ادا نہیں کرتی تو انجمن کو کرایہ ادا کرنے کا حکومت کے پاس کیا جواز ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ تو انہوں نے کہا ہے کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 119 میں اس کے متعلق لکھا ہوا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ سکول تحویل میں لے لیے جائیں گے اور فرنیچر بھی لے لیا جائے گا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! جو انجمن کی ملکیت ہوگی اس کا تو کرایہ نہیں لیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرے خیال کے مطابق تو بات یہ ہے کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 میں سکول اور فرنیچر آتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کے خیال کی بات ہے مگر انہوں نے اپنے جواب میں لکھ دیا ہے کہ یہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے ماتحت ہو رہا ہے ۔ آپ سوال کے جز (ب) کا جواب دیکھیں ۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ' ۔ متذکرہ قانون کے تحت ایسی عمارات کا کرایہ حاصل کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے لہذا کرایہ ادا نہیں کیا جا رہا ۔' تو اس جواب کے بعد یا تو آپ کہیں کہ ان کی یہ بات غلط ہے ۔

کالجوں میں اساتذہ کی کمی

***6688 ۔ ملک محمد اعظم** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے کالجوں میں اساتذہ کی کمی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس کمی کو دور کرنے کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی ہاں ۔ بعض کالجوں میں اساتذہ کی کچھ آسامیاں خالی ہیں ۔ ان کو باقاعدہ طور پر پر کرنے کے لیے پبلک سروس کمیشن کے توسط سے مشتہر کیا جا رہا ہے ۔ ان آسامیوں کو عارضی طور پر پر کرنے کے لیے ناظم تعلیمات پنجاب لاہور کو بھی ضروری ہدایات دی گئی ہیں ۔ جن مضامین میں ضروری منظور شدہ امیدواروں کی فہرستیں موجود ہیں ان مضامین میں ضروری تقرری کی جا رہی ہے ۔ باقی مضامین میں ناظم تعلیمات پنجاب امیدواروں کے انٹرویو کر رہے ہیں اور فہرستیں منظور کرانے کے بعد تقرری کر دی جائے گی ۔

سید نایش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ اس وقت

صوبے بھر میں لیکچرار کی تقریباً کتنی آسامیاں خالی ہیں اور ان میں سے پچھلے دو ہفتوں میں کتنی آسامیاں پر کر دی ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میرے خیال میں جو سید تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے وہ اس سوال سے پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے پوچھا ہے کہ صوبے بھر میں کتنی آسامیاں خالی ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے عرض کر دیا ہے کہ یہ سوال اس سوال سے پیدا نہیں ہوتا ۔ لیکن اگر آپ فرماتے ہیں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آسامیاں تو کافی ہیں اور ہم ان کو پر کرنے کی جد و جہد کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں انٹرویو ہو رہے ہیں جو آج کل ختم ہونے والے ہیں اور یہ ساری آسامیاں پر کر دی جائیں گی ۔ اس کے بعد شائد آپ یہ سوال کرنا گوارا نہ کریں کیونکہ کوئی ایسی جگہ خالی نہیں رہے گی جہاں پر ہم کسی کو مامور نہ کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ کچھ آسامیاں خالی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تعداد چاہتے ہیں ؟

سید تابش الوری : جی ۔ ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ ہمیں کوئی اندازہ معلوم ہو جائے کہ کتنی آسامیاں خالی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : وزیر تعلیم صاحب ۔ آپ اس سلسلے میں بتا سکیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ تو ایک جنرل چیز ہوتی ہے ۔ کیونکہ کسی کالج میں دو آسامیاں ہیں کسی میں دس ہیں اور کسی میں چار آسامیاں خالی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ٹوٹل پوچھ رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فی الحال میں ٹوٹل کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ہم ایک فہرست تیار کر لیتے ہیں شائد وہ دو سو نکل آئے ۔ آپ کو یاد ہوگا ۔ انہوں نے اس دن فرمایا تھا کہ ان کے اپنے علاقے میں 160 یا 170 کے قریب جگہ خالی ہیں ۔ اسی طرح اور ڈویژن کے اندر بھی خالی ہیں ۔ تو پوری تعداد مختلف مضامین میں مختلف ہوتی ہے on the whole اردو میں کتنی ہیں ۔ پولیٹیکل سائنس میں کتنی ہیں ۔

زوالوجی میں کتنی ہیں اور اسی طرح سائنس ہے۔ میتھیمیٹکس ہے۔ سٹیٹسٹکس ہے انگلش اور اکنامکس ہے، ہسٹری ہے۔ تو اس لیے وہ مختلف تعداد ہے جو میں نے جمع نہیں کی اور وہ اعداد و شمار موجود نہیں ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان کے انتظام کے مطابق کب تک ایڈہاک کی بنیاد پر تعیناتی کی جا سکے گی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! انشاء اللہ نئے سیشن ہونے سے پہلے ہر کالج میں تمام اساتذہ کا پورا پورا انتظام کر دیں گے۔

جلالپور پیر والہ میں طالبات کے لیے انٹر کالج کا قیام

***6807۔ دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان چودہ ہزار شہری آبادی کے علاوہ ڈیڑھ لاکھ نفوس کی دیہی آبادی کا مرکز اور سب تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ میں طلباء و طالبات کے لیے ہائی سکول تو موجود ہیں مگر کوئی کالج موجود نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شجاع آباد شہر میں گذشتہ سال ایک انٹر کالج منظور ہوا تھا جو امسال جاری ہو چکا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کی ہر تحصیل میں ایک زنانہ و مردانہ انٹر کالج کھولنے کی سکیم حکومت کے زیر غور ہے۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلالپور پیروالہ میں طالبات کے لیے انٹر کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جی ہاں۔

(ھ) دوران ترقیاتی پروگرام برائے 1975-76ء استحقاق کی بناء پر غور کیا جائے گا ۔

صوبہ میں سکولوں کی تعداد

*(892) ۔ **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اس وقت صوبہ میں پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) حکومت صوبہ میں آئندہ مالی سال کے دوران کتنے نئے ہائی سکول اور نئے ڈگری اور انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) مطلوبہ تعداد درج ذیل ہے :-

پرائمری سکول ۔	31764
مڈل سکول ۔	2902
ہائی سکول ۔	1606

(ب) سال 1976-77ء کے دوران نئے کھولے جانے والے یا اپ گریڈ کئے جانے والے سکولوں اور کالجوں کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ up-grading کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔ تو کیا اب تک تو فیصلہ ہو نہیں چکا اور آپ upto date جواب دے رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جواب والا ! میں فیصلہ کر چکا ہوں اور وہ فائلوں میں موجود ہے ابھی وہ منظر عام پر نہیں آیا ۔ اس لیے میں نے اس کی تفصیل اسی طرح مناسب سمجھی ۔ جب وہ منظر عام پر آ جائے گا تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا ۔

چوہدری عبد حیات گوندل : جناب والا ! جواب آج کی تاریخ تک ہونا چاہیے تھا - جب وزیر موصوف فیصلہ کر چکے ہیں تو وہ یہ جواب کیوں دے رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ اس لیے کہ یہ سوال پرانا ہے اور یہ جواب اس وقت کا تھا - اب آپ نے ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب میں عرض کرتا ہوں کہ وہ فہرستیں ہم نے تیار کر دی ہیں اور فیصلہ کر دیا ہے - وہ چند دنوں میں آپ کے سامنے آ جائیں گے کہ کون سے سکول ہیں جن کو ہم نے up-grade کیا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سوال کے جز (ب) میں یہ واضح طور پر پوچھا گیا ہے ''حکومت صوبہ میں آئندہ مالی سال کے دوران کتنے نئے ہائی سکول اور نئے ڈگری اور انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے'' تو اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ چونکہ وزیر موصوف کے بیان کے مطابق ابھی finalise نہیں ہوا اس لیے اس کو repeat کیا جائے کہ یہ صحیح جواب دے سکیں - انہوں نے سوال کے جز (ب) کا جو جواب دیا ہے وہ نامکمل ہے -

مسٹر سپیکر : وہ کیسے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس میں نامکمل بات یہ ہے کہ انہوں نے سوال یہ پوچھا ہے ''حکومت صوبہ میں آئندہ مالی سال کے دوران کتنے نئے ہائی سکول اور نئے ڈگری اور انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے'' - اس کا جواب وزیر موصوف نے یہ دیا ہے - ''سال 77-1976ء کے دوران نئے کھولے جانے والے یا اپگریڈ کئے جانے والے سکولوں اور کالجوں کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا'' -

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب ہے کہ ابھی تک کوئی فائنل فیصلہ نہیں ہوا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ فرما رہے ہیں کہ فیصلہ ہوا ہے - تو جب سوال کنندہ یہ پوچھتے ہیں کہ کالجوں اور سکولوں کی تعداد بتائی جائے اور وزیر موصوف اس کا جواب نہیں دے سکے تو پھر یہ reapeat ہوگا -

وزیر علیم : جناب والا ! میں ان کے اطمینان کے لیے عرض کر دوں

کہ مالی سال 76-1975ء کے دوران 16 نئے کالج کھولے گئے۔ 16 انٹر کالجوں کو ڈگری اور 13 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دے دیا گیا۔ مزید براں 40 مڈل سکولوں کو 1976ء سے ہائی کا درجہ دے دیا جائے گا اور 77-1976ء کے بارے میں ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔

مسٹر سپیکر : وہ 77-1976ء کی بات کر رہے ہیں جو کہ یکم جولائی 1976ء سے شروع ہوگا۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! وہ معاملہ ابھی زیر غور ہے۔

سید نابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ 13 ہائی سکولوں کو کس بنیاد پر اپ گریڈ کیا گیا ہے اور کیا اس میں بہاول پور ڈویژن کا کوئی سکول شامل ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ میں لسٹ دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ لیکن استحقاق یہ ہوتا ہے کہ وہاں کی ڈسٹرکٹ کونسلیں آپس میں بیٹھتی ہیں اور اپنے اپنے علاقوں کے مسائل کے پیش نظر سب دوست مل کر فیصلہ کرتے ہیں کہ فلاں علاقے میں تعداد زیادہ ہے اور وہاں ذرائع رسل و رسائل بھی میسر ہیں۔ اس لیے فلاں علاقے میں ہائی سکول بنا دیا جائے یا پرائمری کو مڈل بنا دیا جائے یا نیا پرائمری کھولا جائے یا نیا مڈل کھولا جائے وغیرہ وغیرہ۔

سید نابش الوری : کیا وزیر موصوف اتفاق فرمائیں گے کہ یہ 13 سکول جو معیار اور استحقاق انہوں نے بیان کیا ہے اس کے مطابق نہیں کھولے گئے بلکہ خالصتاً سیاسی بنیاد پر قائم کئے گئے ہیں۔ اور جو سکول ضلعی کونسل کی بنیاد پر کھولے جاتے ہیں ان کا ابھی اعلان نہیں کیا گیا۔ یعنی یہ 13 سکول وہ ہیں جو ضلعی کونسل کی سفارش کے بغیر منظور کئے گئے ہیں اور جن سکولوں کو ان کی سفارش کے مطابق منظور کیا جانا ہے ان کا ابھی اعلان نہیں ہوا ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ ملے جلے سکول ہوتے ہیں مثلاً وزیر اعظم صاحب کسی جگہ پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ فلاں سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ ان سے درخواستیں کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں اس کی کمی ہے تو وزیر اعظم صاحب کو

یہ اختیار ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس کو ہائی سکول بنا دیا جائے۔ ڈسٹرکٹ کونسل والے سکول بھی اسی میں آتے ہیں ۔ 1976-77ء کا آپ نے پوچھا نہیں ہے لیکن اس میں ہم نے 40 مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا ہے ۔ ان میں وہ سکول بھی ہیں جن کے متعلق جناب وزیر اعظم صاحب نے اپنی کھلی کچہری میں اعلان فرمایا ہے ۔ اور وہ بھی ہیں جن کے متعلق ڈسٹرکٹ کونسل نے کہا ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں ان سکولوں کے علاوہ جو وہ فرماتے ہیں باقی سکولوں میں حتمی طور پر میں نے ڈسٹرکٹ کونسل کی سفارشات کو اولیت دی ہے اور ان کو میں نے over rule کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ حالات کے پیش نظر علاقے کے لوگوں نے یا ڈسٹرکٹ کونسل نے یا زیادہ ممبران نے جن کی وہاں پر بات نہ مانی گئی ہوگی انہوں نے شائد ایک آدھ سکول منظور کرا لیا ہوگا ۔ اس کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا مگر ان کی اکثریت جو ہے بلکہ 99 فیصد وہ سکول ہیں جن کو ڈسٹرکٹ کونسل کی سفارشات کی بنیاد پر کھولا گیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ 1975-76 میں صرف 13 ہائی سکول پورے صوبے میں بنائے گئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : پچھلے سوال کے جواب میں وہ یہ بتا چکے ہیں ۔

سید تابش الوری : نہیں جناب والا ! 1975-76ء میں ابھی تک اے ۔ ڈی ۔ پی کے تحت جو سکول کھلنے ہیں ابھی ان کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا بلکہ صرف ایڈیشنل 13 سکول عارضی طور پر کھولے گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم : تیرہ ہو چکے ہیں اور 40 ایڈیشنل کر دیے ہیں ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ان کی سفارشات کو ہی مدنظر رکھا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری : 1975-76 یا 1976-77 میں یہ سکول اپ گریڈ کیے ہیں ؟

وزیر تعلیم : یہ نیا سال جو شروع ہو چکا ہے ۔

سید تابش الوری : 1976-77ء میں یا 1975-76ء میں ہوں گے ؟

وزیر تعلیم : تیرہ ہائی سکول کھول دیئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ بتا دیا ہے ۔

سید تابش الوری : اس میں جناب غلط فہمی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کی اس غلط فہمی کو آپ یا میں دور نہیں کر سکتے ۔

سید تابش الوری : 1976-77ء تو کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! جواب میں آئندہ مالی سال سے کیا مراد ہے جب سوال کیا گیا ہو یا جس دن جواب دیا گیا ہو ۔ اس کی جناب وضاحت فرما دیں ۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جب جواب دیا جائے وہی مکمل جواب متصور ہوگا ۔

وزیر تعلیم : آپ آئندہ مالی سال کا تعین کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : فاضل رکن کا سوال 1976-77ء کے متعلق نہیں تھا بلکہ 1975-76ء کے متعلق تھا وہ اس کی وضاحت نہیں کر سکتے ۔

وزیر تعلیم : مالی سال سے مراد 1976-77ء ہے تو اس میں 40 کئے گئے ۔

مسٹر سپیکر : یہ جواب 1975-76ء کا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب ! جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے ابھی تو 1976-77ء کے بجٹ کی منظوری ہم نے نہیں دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے 1975-76ء کا بتا دیا ہے ۔ وہ تیرہ ہیں ۔

تحصیل چشتیاں میں گرلز انٹر کالج کا قیام

* **7128 ۔ حافظ علی اسد اللہ :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں ضلع بہاولنگر میں انٹر گرلز کالج کے قیام کے سلسلے میں کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چشتیاں کے عوام متعدد بار کالج کے قیام کا مطالبہ کر چکے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک چشتیاں میں کالج قائم کر دیا جائیگا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) صوبہ پنجاب کی ہر تحصیل میں ایک انٹر کالج برائے طلباء اور ایک انٹر کالج برائے طالبات کھولنے کی مرحلہ وار تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔ اس پر آئندہ مالی سال سے عمل درآمد ہونے کی امید ہے ۔ مذکورہ سکیم کے تحت چشتیاں ضلع بہاولنگر میں استحقاق کی بناء پر گرلز انٹر کالج قائم کیا جائے گا ۔

حافظ ہلی اسداللہ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ استحقاق کی بنیاد پر ہے کیا یہ کافی نہیں ہے کہ عوامی نمائندے جو چار سال سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ عوامی امنگوں کے مطابق یہ کام ہو ضلع بہاولنگر کی دو تحصیلوں میں انٹر کالج قائم ہوگئے ہیں اور باقی تحصیل چشتیاں جوان تمام تحصیلوں میں بڑی ہے تو کیا حکومت وہاں کھولنے کا ارادہ کہتی ہے ۔ اور کیا یہ علاقہ کے نمائندوں سے ملکر یہ کام کرینگے ؟

وزیر تعلیم : ہم کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

تحصیل چشتیاں میں واقع مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*7129 ۔ **حافظ ہلی اسد اللہ :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا حکومت مڈل سکول برائے طلباء چک نمبر 95 ۔ فتح تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی ہاں ۔ سکول مذکورہ کو ہائی کا درجہ دینے کیلئے آئندہ سال کے دوران استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

تحصیل خوشاب میں واقع سکولوں میں اساتذہ کی بھرتی

*7585 ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی :** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان

فرمائینگے کہ ۔

(الف) تحصیل خوشاب میں 74-1973ء میں کل کتنے پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکول قائم کئے گئے ۔

(ب) راجڑ اور دئیوال تحصیل خوشاب کے مڈل سکولوں کو کب تک ہائی سکول کا درجہ دیا جائیگا ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خوشاب کے پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں میں طلباء کی تعداد کے پیش نظر اساتذہ کی تعداد کم ہے ۔

(د) تحصیل خوشاب میں 74-1973ء میں پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کے لئے کتنے نئے اساتذہ بھرتی کئے گئے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) مطلوبہ معلومات حسب ذیل ہے :—

پرائمری سکول ۔ کوئی نہیں ۔

مڈل سکول ۔ 3

ہائی سکول ۔ 2

(ب) گورنمنٹ مڈل سکول راجڑ کو 76-1975 کے دوران ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ گورنمنٹ مڈل سکول دئیوال کے بارے میں کوئی سفارش موصول نہیں ہوئی ۔

(ج) جی نہیں ۔ چند ایک سکولوں میں اساتذہ کی تعداد کم ہے ۔

(د) مطلوبہ تعداد درج ذیل ہے :—

	مردانہ	زنانہ
جے ۔ وی / بی ۔ ٹی ۔ سی	44	180
ایس ۔ وی / او ۔ ٹی ٹریننگ ماسٹر	—	7
بی ۔ ٹی ۔ آئی	25	—
جونیئر انگلش ٹیچر	16	5

———

شاہ پور صدر اور نوشہرہ میں کالج کا اجراء

* **7506 ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی** : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں 74-1973ء میں کل کتنے نئے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالج قائم کئے گئے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا کی تعلیمی کونسل نے نوشہرہ ۔ خوشاب اور شاہ پور صدر میں کالجوں کےاجراء کی سفارش کی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شاہ پور صدر میں کالج کی عمارت موجود ہے اور اس طرح بہت کم خرچہ سے کالج کا اجراء ہو سکتا ہے ۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت شاہ پور صدر اور نوشہرہ میں کب تک کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) سال 74-1973ء کے دوران صوبہ پنجاب میں نو نئے انٹرمیڈیٹ کالج کھولے گئے اور پانچ انٹر کالجوں کو ڈگری کا درجہ دیا گیا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔ جس عمارت کی طرف فاضل ممبر کا اشارہ ہے ، اس میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول اور ایک فارمل سکول چل رہا ہے ۔

(د) اگلے مالی سال کے دوران شاہ پور صدر اور نوشہرہ میں نئے انٹر کالج قائم کرنے کا مسئلہ استحقاق کی بنیاد پر حکومت کے زیر غور ہے مگر اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کے تحت استحقاق کا تعین کیا جاتا ہے ؟

وزیر تعلیم : استحقاق کے متعلق فاضل رکن بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ جیسا ان کا استحقاق ہے ویسے کالجوں کا بھی استحقاق ہوتا ہے ۔؟

چوہدری امان اللہ لک : میں تو تحریک استحقاق لکھ کر دیتا ہوں ۔

وزیر تعلیم : اس میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران بیٹھتے ہیں اور علاقے کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : ڈسٹرکٹ کونسل اور پیپلز کونسل کے ممبران حکومت کو سفارشات بھیجتے ہیں اب حکومت اس کو کس استحقاق پر متصور کرتی ہے ۔

وزیر تعلیم : اگر وہ اچھی سفارشات بنا کر بھیجتے ہیں کہ فلاں جگہ سکول اور کالج کی ضرورت ہے ، یا فلاں جگہ نہیں ہے اس کے مطابق غور کیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال مختلف ہے ۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ ضلعی کونسلیں جو سفارشات بھیجتی ہیں اس پر کس طرح استحقاق تصور کرتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : وہ رپورٹ منسلک ہوتی ہے کہ لڑکوں یا لڑکیوں کی تعداد یہ ہے اور ہمیں کالجوں کے لیے فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اسی طرح ہائی سکول بنا رہے ہیں یا ہم کسی مڈل سکول کو ہائی سکول بنا رہے ہیں تا کہ اس میں مطلوبہ بچوں کی تعداد میسر آ سکے ۔ اسی طرح پرائمری کو مڈل بنایا جاتا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لمازی : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انٹر کالج کی منظوری دے دی اور دو وزرا صاحبان نے بھی منظوری دے دی ۔ بجٹ میں بھی پروویژن رکھ دی ہے لیکن محکمہ بلڈنگ نے ابھی تک اس کو شروع نہیں کیا ہے ۔ کیا آپ اس کی وجہ بیان کریں گے ؟ یہ جناب بہت اہم سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب دوسرے محکموں کا جواب وہ کیسے دے سکتے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لمازی : اس انٹر کالج کی دو وزرا صاحبان نے منظوری دے دی ہے ۔ لیکن اوورسیئر پروا نہیں کر رہا ۔ یہ جناب والا

بڑی زبردست ہتک ہے کہ ہم نے پٹواری کے بستے میں یہ کاغذات پڑے دیکھے ہیں ۔

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب یہ کرنل صاحب نے درست فرمایا ہے ۔ لیکن ملک صاحب کے احکامات کو ایسا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ملک صاحب تو ہمارے مرد آہن ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! جیسا کہ نیازی صاحب نے فرمایا ہے ممکن ہے کہ ان کو مشکل ہو لیکن اس میں ہماری بھی مشکلات ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ فنانس منسٹر نے منظوری دے دی ہے ۔ بجٹ منظور ہو گیا ہے ۔ لیکن جناب والا ! تمام کام مرحلہ وار ہوتے ہیں جس طرح آپ باقی معاملات دیکھ رہے ہیں کہ کام مرحلہ وار ہوتے ہیں ۔ اور خود نیازی صاحب کے بھی تمام کام مرحلہ وار ہوتے ہیں ۔ اور وہ بھی خود مرحلہ وار گذرتے ہیں ۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ ہم بیٹھ کر بات کر لیں گے ۔ پٹواری کی یا کسی اور کی شکائیت ہوگی تو ہم اس کے کان کھینچیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حافظ علی اسد اللہ !

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب سپیکر ! وہ کہتے ہیں کہ مرحلہ وار کریں گے ۔ حضور ! 1975ء کے بجٹ میں رقم مختص ہو چکی ہے ۔ جناب وزیر خزانہ نے منظوری دے دی ہے ۔ وہ میانوالی تشریف لے گئے تھے ۔ وہاں انہوں نے انہیں کھینچا ۔ پھر میں نے وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کی اور ان سے لکھوا کر دیا اور وہ لوگ ابھی تک ہروا نہیں کر رہے ۔ قطعاً ہروا نہیں کر رہے ۔ اس کی تحقیق ہونی چاہیے ۔ اگر میں ایسی بات کر رہا ہوں تو میں نے کچھ پچھلے وقت بھی دیکھے ہیں ۔ اس کی تحقیق ہونی چاہیے ۔ ان کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر ہونی چاہیے ۔

This is an employee who is not obeying the orders of two ministers. I deman an enquiry.

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : یہ آپ کس کالج کے متعلق کہہ رہے ہیں ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی : میں عیسیٰ خیل کے انٹرمیڈیٹ کالج کے متعلق کہہ رہا ہوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : یہ تو سرگودھا کے کالج کے متعلق ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : کاہلوں صاحب ! تسی کڑ کیاں نہ پھنساؤ ۔ تسی کڑ کیاں پھنسا دے او ۔ ایسا نہ کریں ۔ یہ کرسی تو آنی جانی رہتی ہے ۔ وہاں کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ، کوئی عملی جامہ نہیں پہنایا جا رہا ۔ اگر پہنایا جاتا ہے تو دوست نوازی اور خویش نوازی ہوتی ہے ۔ ہم نے تو کہیں انصاف نہیں دیکھا ۔

I can give you dozens of ex mples on this point.

ہماری کوئی پروا نہیں کی جاتی ۔ پس ماندہ علاقوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ۔ جناب وزیر اعظم نے حکم دیا ہے کہ پس ماندہ علاقوں کو فوقیت دی جائے لیکن کوئی فوقیت نہیں دی جاتی اور ان کے حکم کی تعمیل نہیں کی جاتی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ لیازی صاحب کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ۔ میں گذارش کروں گا کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کو حذف فرما یا جائے ۔ یہاں چیخنے یا ایسی باتیں کرنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنی گرجدار آواز میں انہوں نے کس مسئلے پر لے دے کی ہے ۔ ایسا کوئی مسئلہ ایوان کے سامنے نہیں اور یہ گرج رہے ہیں ۔ یہ کس بات پر گرج رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : گرجنے کا تو انہیں حق ہے ۔ انہوں نے کوئی خاص بات نہیں کی ، وہ تو ویسے ہی ایک بات کر رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : کیوں ، کس لیے ، ٹھیک ہے ۔ اگر وزیر اعظم نے احکامات دیئے ہیں تو انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی علاقے کو ترجیح دے دیں ۔ ہم اس کو تو زیر بحث نہیں لا سکتے ۔ کہ انہوں نے یہ حکم کیوں دیا ہے ۔ اگر وہ کسی کو فوقیت دیتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : میں رو رہا ہوں ، میں اپنی حالت زار پر رو رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کیا انہوں نے کسی کو abuse کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : بالکل نہیں ! انہوں نے abuse نہیں کیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اگر abuse نہیں کیا تو میں اس کو حذف نہیں کر سکتا ۔

وزیر تعلیم : میرا مقصد یہ ہے کہ ایوان کی ایک روایت ہے ۔ میں نے ان کے سوال کا بڑا مثبت اور واضح الفاظ میں جواب دے دیا ہے اور جیسے انہوں نے فرمایا میں نے اسی طرح اس کی تکمیل کی ہے ۔ ان کے دوسرے ساتھی بھی تو ہیں ۔ ہم نے یہ سمجھتے ہوئے وسعت قلب کا مظاہرہ کیا ہے کہ ان کے دل میں تڑپ ہے ، وہ ایک جذبہ رکھتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا علاقہ پس ماندہ ہے اور ہمیں کالج دیا جائے تو سب سے پہلے ہم نے ان کی بات مانی ہے ۔ ان کا ہم پر کوئی جبر تھا کہ ہم ان کی بات مانتے ہمارے پاس بیسیوں دلائل تھے جو ہم پیش کرتے کہ آپ کا کیس نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حافظ علی اسد اللہ !

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر ! جناب وزیر تعلیم ملک غلام نبی صاحب نے فرمایا ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے استحقاق کے سلسلے میں ڈسٹرکٹ کونسل کی سفارشات کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے ۔ میرے خیال میں اس سے مراد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل ہے ۔ اس میں نامزد ممبر بھی ہوتے ہیں جب کسی حلقہ انتخاب کی طرف سے منتخب ممبران مطالبہ کرتے ہیں تو کیا اسے زیادہ اہمیت نہیں ملے گی ۔ بہ نسبت اس کے کہ جو کچھ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل کے اپنے ممبر کہیں اسے فوقیت دی جائے اور منتخب ممبر کے مطالبہ کو ثانوی حیثیت دی جائے ۔ کیا اس کے متعلق وزیر موصوف نظر ثانی فرمائیں گے ؟

Mr. Deputy Speaker : This is a suggestion and not a supplementary question

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ گورنمنٹ سکول اور کالج بنانے کے لیے محکمہ تعلیم جو رقم منظور کرتا ہے تو وہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی یا متعلقہ محکمہ کو ان کی تعمیر کرنے کے لیے دے دی جاتی ہے ۔ کیا اس پر محکمہ تعلیم کی کوئی ایسی گرفت ہے جس سے وہ ان منصوبوں کی بروقت تکمیل کروا سکے یا محکمہ

تعلیم کی ان پر کوئی گرفت نہیں جس سے وہ ان سکولوں یا کالجوں کی عمارات بنوا سکیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ضمنی سوال نہیں ۔ اس کا تعلق دو مختلف محکمہ جات سے ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! انہوں نے بڑا اہم سوال اٹھایا ہے ۔ میں اس پر توجہ دے رہا ہوں ۔ جیسا کہ کرنل صاحب نے فرمایا کہ ان کے راستے میں واقعی رکاوٹیں آتی ہیں ، ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر محکمہ تعلیم اسے اپنے قبضہ میں لے لے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہیں گے کہ جی یہ غیر تربیت یافتہ لوگ ہیں ، یہ ان کو دے دیا ہے اور یہ اس میں گھپلا کرتے ہیں ، مال بناتے ہیں ۔ یہ کام انجینئروں کو دیا جائے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسے کیسے کرنا ہے تو یہ ملی جلی باتیں ہیں جس کے متعلق آپ بھی کوئی تجویز پیش کریں تاکہ ہم اس مسئلے کا حل ڈھونڈیں اور جو عمارتیں ہمارے قبضے میں ہیں ہم ہی ان کی دیکھ بھال کریں اور ہم ہی ایک ادارہ بنائیں اور باہر سے انجینئروں کی مدد تک نہ لیں تاکہ ہمارے کالج اور سکول اس وقت پر بن سکیں جب ہمیں ان کی اشد ضرورت ہوتی ہے نہ کہ ہم ان کے رحم و کرم پر رہیں ، وہ چاہیں تو اسے ایک سال کے بعد بنا کر دیں ، چاہے جب بھی بنا کر دیں ۔ اس کے متعلق میں نے اپنے رفیق کار جناب بریگیڈیر صاحب سے بھی درخواست کی تھی اور وہ بھی سوچ رہے ہیں کہ کوئی ایسی درمیانی راہ نکالیں جس سے ہم انجینئروں کی مدد لے سکیں اور ایک ایسا ضابطہ بھی بنا لیں جس سے ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ان مسائل کو حل کر سکیں ۔

یزمان گرلز مڈل سکول بہاول پور میں ہائی کلاسز کا اجراء

7526* ۔ چوہدری شبیر حسین چیمہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بہاولپور میں یزمان گرلز مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکول میں ابھی تک ہائی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں ہائی کلاسز کا کب اجراء کیا جائے گا۔ نیز فرنیچر اور دیگر سامان کب تک فراہم کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں۔

(ب) و (ج) (الف) کے جواب کے پیش نظر ہائی کلاسز کے اجراء کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

میاں منظور احمد وٹو : کیا وزیر تعلیم یہ وضاحت فرمائیں گے کہ اس سے پہلے تو اسے ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا لیکن کیا یہ سکیم حکومت کے زیر غور ہے کہ اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے کیونکہ یہ زمان سب تحصیل ہے اور یہ چولستان کا علاقہ ہے جو کافی پس ماندہ ہے ؟

وزیر تعلیم : میں فاضل رکن سے عرض کروں گا کہ ہم اسے انشاء اللہ یقیناً بنائیں گے۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ : کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ یہ کب تک ہوگا۔ 1976-77ء میں یا اس سے دیر کے بعد کیونکہ وہاں بہت سے چکوک ہیں جہاں سے لڑکیاں شہر میں نہیں آ سکتیں اور ان کے لیے کوئی ایسی سہولت نہیں۔ اس لیے میں وزیر تعلیم سے دریافت کروں گی کہ کیا وہ اسی سال یا 1977ء میں اسے بنا دیں گے ؟

وزیر تعلیم : 1976-77 کی فہرست تو پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے میں بیگم صاحبہ کو یقین دلاتا ہوں کہ 1977-78ء کے نئے مالی سال میں ہم اسے ضرور شامل کر لیں گے۔

تحصیل نارووال میں گرلز سکولوں کی تعداد

*7556 ۔ **مسٹر محمد انور علی بٹ** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل نارووال میں کتنے گرلز پرائمری سکول ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں استانیوں کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور موجودہ تعداد کیا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا سکولوں میں استانیوں کی کمی کو حکومت کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) تحصیل نارووال میں کل 117 گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ہیں ۔ ہر ایک سکول میں معلمات کی منظور شدہ اور موجودہ تعداد کی لسٹ لف ہے ۔

(ب) جن سکولوں میں صرف ایک استانی کام کر رہی ہے یا استانیاں ضرورت سے کم ہیں ان میں مزید معلمات کی گورنمنٹ سے منظوری حاصل کرکے کمی پوری کر دی جائے گی ۔

تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکولوں میں استانیوں کی منظور شدہ تعداد اور موجودہ تعینات شدہ اساتذہ کی تعداد کی فہرست :

نمبر شمار	سکول کا نام	منظور شدہ آسامیوں کی تعداد جی - ٹی - سی	تعینات شدہ استانیوں کی تعداد
1	2	3	4
1 ۔	پرائمری سکول نئی آبادی بدوملہی	3	3
2 ۔	پرائمری سکول ٹھانوالہ	1	1
3 ۔	پرائمری سکول ہاں	1	1
4 ۔	پرائمری سکول نوکھر والی	2	2
5 ۔	پرائمری سکول انوالی	1	1
6 ۔	پرائمری سکول مہراں	1	1
7 ۔	پرائمری سکول مجاہد	2	2
8 ۔	پرائمری سکول ٹلی نوانیاں	1	1
9 ۔	پرائمری سکول سنگالہ	1	1
10 ۔	پرائمری سکول صدر کے مغلوے	1	1

4	3	2
1	1	11 ۔ پرائمری سکول لکوٹ النساء
1	1	12 ۔ پرائمری سکول ٹلی نتھو ملی
1	1	13 ۔ پرائمری سکول ہانوالی
2	2	14 ۔ پرائمری سکول دوجیدا
2	2	15 ۔ پرائمری سکول چک مرالی
1	1	16 ۔ پرائمری سکول چٹی گورایہ
2	2	17 ۔ پرائمری سکول بالہ
2	2	18 ۔ پرائمری سکول ابر بھٹی
2	2	19 ۔ پرائمری سکول ان پور بوار
1	1	20 ۔ پرائمری سکول ہیوکے
1	1	21 ۔ پرائمری سکول مولن
2	2	22 ۔ پرائمری سکول ھڈیالہ
1	1	23 ۔ پرائمری سکول ومالہ
1	1	24 ۔ پرائمری سکول رسول پور
1	1	25 ۔ پرائمری سکول سلولال
1	1	26 ۔ پرائمری سکول موجھو
1	1	27 ۔ پرائمرای سکول ان خاصہ
1	1	28 ۔ پرائمری سکول لکے خورد
1	1	29 ۔ پرائمری سکول سندرکے
2	2	30 ۔ پرائمرای سکول ھہ
1	1	31 ۔ پرائمری سکول رک پور
2	2	32 ۔ پرائمری سکول ساہوکے
1	1	33 ۔ پرائمری سکول نوباجوہ
1	1	34 ۔ پرائمری سکول گوھر

1	2	3	4
35	پرائمری سکول انووال	1	1
36	پرائمری سکول تھل	3	3
37	پرائمری سکول ھانٹیاں	1	1
38	پرائمری سکول سگوتی پور	2	2
39	پرائمری سکول جیاں	1	1
40	پرائمری سکول ماٹھ	2	2
41	پرائمری سکول بھل	1	1
42	پرائمری سکول سائر	1	1
43	پرائمری سکول منڈا باجوہ	2	2
44	پرائمری سکول مرجل	2	2
45	پرائمری سکول علی پور سیداں	4	4
46	پرائمری سکول فیاض پور	1	1
47	پرائمری سکول چاوندا پتن	2	2
48	پرائمری سکول سرہ فتح	1	1
49	پرائمری سکول بولر والی	1	1
50	پرائمری سکول گل کلاں	2	2
51	پرائمری سکول بھلول پور	2	2
52	پرائمری سکول تلونڈی ہنداں	2	2
53	پرائمری سکول دتے وال	1	1
54	پرائمری سکول ھلو وال	1	1
55	پرائمری سکول ڈھلی	1	1
56	پرائمری سکول کوٹلی باجوہ	3	3
57	پرائمری سکول ڈبلی والہ	3	3
58	پرائمری سکول سید والہ	1	1

1	2	3	4
59	پرائمری سکول میودتہ	1	1
60	پرائمری سکول ساگر پور	1	1
61	پرائمری سکول مہر شریف	2	2
62	پرائمری سکول رسیو وال	3	3
63	پرائمری سکول کھو کھر	2	2
64	پرائمری سکول چندو وال	3	3
65	پرائمری سکول ڈونگیاں	1	1
66	پرائمری سکول مچوکے دھرک	1	1
67	پرائمری سکول مسانک	1	1
68	پرائمری سکول منجو طور	2	2
69	پرائمری سکول چھل	3	3
70	پرائمری سکول لنگر کے	1	1
71	پرائمری سکول داؤ والہ	1	1
72	پرائمری سکول رومل	1	1
73	پرائمری سکول فتح طور	2	2
74	پرائمری سکول سنگیال	1	1
75	پرائمری سکول بڈھا پنڈ	1	1
76	پرائمری سکول ماہلو والہ	1	1
77	پرائمری سکول عینوآباد	1	1
78	پرائمری سکول بھٹیاں خلوان	1	1
79	پرائمری سکول کالا قادر	2	2
80	پرائمری سکول تھلے کلاں	1	1
81	پرائمری سکول چندر کے راجپوتاں	2	2
82	پرائمری سکول اوساپیں	2	2

1	2	3	4
83 ۔	پرائمری سکول مالوکے	1	1
84 ۔	پرائمری سکول تھرپال	1	1
85 ۔	پرائمری سکول فیوکے	1	1
86 ۔	پرائمری سکول خاجیار	1	1
87 ۔	پرائمری سکول کلہ منڈیالہ	1	1
88 ۔	پرائمری سکول ریہ خاص	1	1
89 ۔	پرائمری سکول نارنگ جینا	1	1
90 ۔	پرائمری سکول ڈھایالہ میدان	1	1
91 ۔	پرائمری سکول علی آباد	2	2
92 ۔	پرائمریسکول آئمہ قاضیاں	1	1
93 ۔	پرائمری سکول ڈووالہ	1	1
94 ۔	پرائمری سکول دھن والے	1	1
95 ۔	پرائمری سکول دھنے ڈھاہ	1	1
96 ۔	پرائمری سکول قیام پور	2	2
97 ۔	پرائمری سکول بھنیان	1	1
98 ۔	پرائمری سکول دریان والہ	3	3
99 ۔	پرائمری سکول بیجووالی	1	1
100 ۔	پرائمری سکول ادو افغاناں	1	1
101 ۔	پرائمری سکول ننگل والہ		1
102 ۔	پرائمری سکول ظفروال	10	10
103 ۔	پرائمری سکول ظفر وال نمبر 2	4	4
104 ۔	پرائمری سکول فیروز پور	2	2
105 ۔	پرائمری سکول جندران	2	2
106 ۔	پرائمری سکول جنڈیالہ	1	1

1	2	3	4
107	پرائمری سکول مرارا	3	3
108	پرائمری سکول اعوال	2	2
109	پرائمری سکول فتووال	1	1
110	پرائمری سکول بھویک متر	2	2
111	پرائمری سکول بھوہر چک	3	3
112	پرائمری سکول بھٹیاں دیوان	1	1
113	پرائمری سکول مکرور	1	1
114	پرائمری سکول مالووال	2	2
115	پرائمری سکول ہیبت پور	1	1
116	پرائمری سکول امرال	1	1
117	پرائمری سکول ہاجاپور	1	1

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں جناب فاضل وزیر تعلیم کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ انہوں نے جو فہرست ہمیں مہیا کی ہے اس میں بڑا حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے کہ تحصیل نارووال کے 117 میں سے 72 گرلز پرائمری سکول ایسے ہیں ، جہاں پانچ کلاسوں کو تربیت دینے کے لیے صرف ایک استانی مقرر ہے ۔ کیا وہ فوری طور پر اس طرف توجہ دیں گے کہ پانچ کلاسوں کو تربیت دینے کے لیے ، نابالغ بچوں کو پڑھانے کے لیے ایک معلمہ انتہائی کم ہے ۔ کیا آئندہ بجٹ میں آپ اپنی نئی پود کی تربیت کے لیے اس خامی کو دور کر رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم : اگر میری جیب میں ہو تو رات سے پہلے پہلے خامی دور کر دوں گا ۔ پیسہ تو سب کا ہے ۔ ۔ ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : آئندہ بجٹ میں ۔

وزیر تعلیم : بجٹ بھی تو آپ کا ہی ہے ۔ آپ ہی نے بنانا ہے ۔ سب کچھ آپ کے سامنے آجائے گا کہ ہمارے پاس کتنا پیسہ ہے اور جو deficit میں ہوں گے شاید ڈاکٹر صاحب کوشش کریں کہ اس کو surplus show

کر دیں - جو حالات ہیں؛ وہ ہم نے آپ کے سامنے تو پیش کرنے ہیں - بات یہ ہے کہ یہ جو منظر ہے ، جس کا ہم نے علاج کرنا ہے - یہ جو plague spots ہیں ، یہ ہم سب نے مل کر دور کرنے ہیں - یہ ایک کا تو فنکشن نہیں ہے کہ میں نے ہی کرنے ہیں - یا ٹرٹیری بینچز نے کرنے ہیں اور اپوزیشن نے نہیں کرنے ، اپوزیشن کا بھی اس ملک پر ویسا ہی حق ہے ، جیسا ہمارا ہے - انہوں نے بھی مسائل میں وہی دلچسپی لینی ہے جو ہم لیتے ہیں - باقی چھوٹی موٹی باتیں ہوتی ہیں جن میں ہمارا اختلاف ہوتا ہے - جہاں تک تعمیر نو کا تعلق ہے ، اس میں ہم سب برابر ہیں - جو نکتہ آپ نے اٹھایا ہے ، اس کے متعلق یہ ہے کہ بعض سکول ایسے ہوتے ہیں - جن میں دو دو بچے ہیں - تو پانچ جماعتیں ہوتی ہیں اور بچے سارے بارہ پندرہ ہوتے ہیں - وہاں تو ہمیں ایک ہی استانی رکھنی پڑتی ہے - کئی جگہ ایک ایک جماعت میں پچاس پچاس بچے ہوتے ہیں - ہم اتنے سخت دل نہیں ہیں کہ وہاں پر ہم ایک ہی استانی رکھیں گے - یہ تعداد پر بھی منحصر ہوتا ہے - باقی آپ نے جو فرمایا ہے ، وہ درست ہے - اس کے لیے ہم پوری توجہ دیں گے تاکہ اس مسئلے کو بھی حل کیا جا سکے -

راجہ محمد افضل خان : جناب‌والا ، وزیر موصوف نے ذکر کیا ہے کہ کئی سکولوں میں بچوں کی تعداد بارہ پندرہ ہوتی ہے - وہ ان سکولوں میں سے کسی ایک کا ہی ذکر کر دیں جس میں بارہ پندرہ کی تعداد ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ پوچھا نہیں گیا تھا -

وزیر تعلیم : اگر پوچھتے تو میں آپ کو تعداد بتا دیتا -

راجہ محمد افضل خان : کسی ایک پرائمری سکول کا ہی ذکر کر دیجیے جس میں تعداد پندرہ ہے -

---

بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد

*7602 - **میاں منظور احمد موہل** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی ضلع وار تعداد کیا ہے اور مذکورہ سکولوں میں کل کتنے طلباء - تعلیم پا رہے ہیں نیز ان سکولوں میں کل کتنے اساتذہ تعینات ہیں -

(ب) بہاولپور ڈویژن میں تحصیل وار ہر سکول میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے نیز ان میں تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ کتنے ہیں اور مڈل اور ہائی سکولوں میں خدمات سرانجام دینے والے ایس وی - جے وی - ایف اے سی ٹی بی اے بی ایڈ - ایم اساتذہ کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) (1) بہاولپور ڈویژن میں ہائی سکولوں کی تعداد 125

(2) بہاولپور ڈویژن میں مڈل سکولوں کی تعداد 297

(3) تعداد طلباء جو ان سکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں 93487

(4) تعداد اساتذہ تعینات شدہ 4688

(ب) (1) نام تحصیل	تعداد مدرسین	تعداد طلباء
بہاولپور	572	7183
حاصل پور	322	6397
احمد پور	320	5791
منچن آباد	173	3405
بہاولنگر	446	9612
فورٹ عباس	204	4201
ہارون آباد	459	9097
چشتیاں شریف	541	10786
صادق آباد	375	11093
رحیم یار خان	665	16990
خان پور	286	7695
لیاقت پور	424	6537

یہ تعداد تحصیل وار ہے تحصیل وار ہر سکول کی تعداد ضلعی ہیڈ کوارٹر سے معلوم کی جا رہی ہے -

(2) تربیت یافتہ ، غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تعداد ضلع وار ۔

نام ضلع	تربیت یافتہ اساتذہ	غیر تربیت یافتہ اساتذہ	میزان
بہاولپور	1180	34	1214
بہاولنگر	1747	76	1823
رحیم یار خان	1380	271	1651
	4307	381	4688

تعداد اساتذہ کیڈر وار

نام ضلع و تحصیل	سی اینڈ وی ایس وی ۔ او ٹی پی ٹی آئی)	سی ٹی	بی ایڈ ایم ایڈ	جے وی	انٹرینڈ	میزان
بہاولپور ہائی سکول	61	46	66	56	10	239
بہاولپور مڈل سکول	112	75	29	110	7	333
حاصل پور ہائی سکول	23	13	18	31	3	88
احمد پور ہائی سکول	36	20	30	33	3	122
احمد پور مڈل سکول	73	45	13	63	4	198

نام ضلع و تحصیل	سی اینڈ وی (ایس وی ۔ او ٹی پی ٹی آئی)	سی ٹی	بی ایڈ ایم ایڈ	جے وی	انٹرینڈ	میزان
1	2	3	4	5	6	7
ضلع بہاولنگر						
منچن آباد ہائی سکول	21	21	19	40	—	101

1	2	3	4	5	6	7
منچن آباد مڈل سکول	23	17	6	24	2	72
بہاولنگر ہائی سکول	50	40	56	50	16	212
بہاولنگر مڈل سکول	47	49	16	112	10	234
فورٹ عباس ہائی سکول	14	15	16	30	—	75
فورٹ عباس مڈل سکول	21	35	10	50	5	129
ہارون آباد ہائی سکول	36	29	36	47	3	151
ہارون آباد مڈل سکول	83	74	20	112	19	308
چشتیاں شریف ہائی سکول	54	45	66	69	7	241
چشتیاں شریف مڈل سکول	85	59	19	123	14	300
ضلع رحیم یار خان						
صادق آباد ہائی سکول	11	10	22	35	23	101
صادق آباد مڈل سکول	55	55	19	115	30	274
رحیم یار خان ہائی سکول	20	16	24	29	62	151
رحیم یار خان مڈل سکول	98	73	33	149	92	415
خان پور ہائی سکول	5	8	14	30	10	67
خان پور مڈل سکول	65	45	18	76	15	219
لیاقت پور ہائی سکول	10	9	17	23	13	72
لیاقت پور مڈل سکول	78	76	23	149	26	352

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو مستقل کر دیا گیا ہے یا ابھی تک وہ عارضی شرائط پر کام کر رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم : غیر تربیت یافتہ کا ذکر آتا ہے تو میں آپ کی طرف دیکھ کر ہنستا ہوں (قہقہے) ۔ ان کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو ہم ٹرینڈ کر دیں ۔ ان غیر تربیت یافتہ نے بہت شور ڈالا ہے ۔ یہ پرائم

منسٹر صاحب کے پاس پہنچے کہ ہمیں تنخواہیں نہیں مل رہیں ۔ ہم ان کی تنخواہ کا ایک حصہ دیتے ہیں باقی ان سے باز پرس کرتے ہیں کہ بھائی ، ٹرینڈ ہو جاؤ ۔ کیوں باقیوں کے لیے سوہان روح بنے ہوئے ہو ۔ ان کا دل جلتا ہے کہ ہم ٹرینڈ بھی ہیں اور بازاروں میں پھر رہے ہیں ۔ یہ ان ٹرینڈ ہیں اور لگے ہوئے ہیں ۔ اس مسئلے کو میں ختم کرنے والا ہوں آئندہ کے لیے غیر تربیت یافتہ کا سسٹم ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں گے ۔ وہ ٹرینڈ ہو کر آئیں ۔ اس کے بغیر وہ نوکری میں نہیں رہیں گے ۔ جب تک وہ ہیں ، وہ چلتے جائیں گے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! میں اپنے وزیر باتدبیر کی توجہ اس جواب کی طرف جو انہوں نے ہمیں مہیا کیا ہے ۔ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ سوال کی ''الف'' ضمن میں ضلع وار تعداد پوچھی گئی تھی اور انہوں نے ڈویژن وار بتا دی ۔ ''ب'' جز میں سکول وار پوچھی گئی تھی اور وہاں انہوں نے صرف تحصیل وار بتا دی ۔ اور پھر اس کے بعد ، میرا خیال ہے کہ محکمے کی تو غلطی نہیں ہوگی ، شاید چھپائی کی غلطی ہو ، فورتھ عباس میں دیکھیں ۔ جو ہمیں مہیا کیا گیا ہے ، اس کے مطابق وہاں 204 اساتذہ ہیں اور 201 طلبہ یہ تو ہو نہیں سکتا ۔ کیا وہ پسند کریں گے کہ اس کو repeat کر دیں ؟

وزیر تعلیم : میں کیسے پسند کروں گا ؟ یہ مسئلہ کہاں پر ہے ؟

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : ضمن ایک سے چلیں ۔ آپ نے ڈویژن وار دے دی ہے ، ہم نے ضلع وار پوچھی تھی ۔

وزیر تعلیم : آگے چل کر میں نے ضلع دیا ہے ۔ صفحہ 28 دیکھیے ۔ ضلع بہاولپور ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : وہ صرف تربیت یافتہ ۔ وہ سوال نہیں ۔

وزیر تعلیم : آگے غیر تربیت یافتہ بھی ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : نہیں جناب ! میں ''الف'' پڑھ دیتا ہوں ۔ بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد پوچھی گئی ہے ۔ اساتذہ کی تعداد آپ نے نہیں دینی ۔ میں نے بڑے غور سے دیکھا ہے ۔

(اس مرحلہ پر منسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اگر آپ اجازت دیں تو اس کو repeat کر دیا جائے۔

سپیکر سپیکر : اب تو وقفہ سوالات ختم ہو گیا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : اس کا تو فیصلہ کر لیں ۔

سپیکر سپیکر : کون سا سوال ہے ؟

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : یہ سوال نمبر 7602 ہے ۔

وزیر تعلیم : ٹھیک ہے جی repeat ہو جائے ۔

Mr. Speaker : This question shall be repeated.

وزیر تعلیم : باقی سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

بہاولپور ڈویژن میں پرائمری سکولوں کی تعداد

* **7603** ۔ **بیان منظور احمد موہل** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ بہاولپور ڈویژن میں پرائمری سکولوں کی ضلع وار تعداد کیا ہے اور ان سکولوں میں کل کتنے طلباء تعلیم پا رہے ہیں نیز ان سکولوں میں کتنے اساتذہ تعینات ہیں ۔ ان میں تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ کتنے ہیں ؟

وزیر تعلیم : (ملک غلام نبی) ۔

ضلع	تعداد مدارس			تعداد طلبہ		
	مردانہ	زنانہ	کل	طلباء	طالبات	کل
بہاولپور	605	292	897	20886	7693	28579
بہاولنگر	772	378	1150	30522	5225	35747
رحیم یار خان	798	244	1042	46828	9568	56396

	تعداد معلمین		
	معلم	معلمات	کل
بہاولپور	1098	561	1659

1	2	3	4
بہاولنگر	1218	602	1820
رحیم یار خان	1415	592	2007

	تربیت یافتہ			غیر تربیت یافتہ		
	معلم	معلمات	کل	معلم	معلمات	کل
بہاولپور	941	447	1388	157	114	271
بہاولنگر	967	452	1091	51	150	201
رحیم یار خان	1191	380	1571	224	212	436

گورنمنٹ اسلامیہ کالج نارووال میں غبن

* **7791 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج نارووال کے Endowment Fund میں ایک غبن پکڑا گیا ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ غبن کتنی رقم کا ہے اور اس کا کون کون شخص ذمہ دار ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ غبن کے ذمہ دار افراد کے خلاف پولیس میں مقدمہ درج کرا دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ مقدمہ کب درج کرایا گیا اور کیس کا ایف ۔ آئی ۔ آر نمبر کیا ہے اگر ابھی تک مقدمہ درج نہیں کرایا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کب تک مقدمہ درج کرا دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ مسٹر محمد انور علی بٹ رکن صوبائی اسمبلی نارووال کی طرف سے الزام غبن کی شکایت موصول ہوئی یہ رقم 45000 (پینتالیس ہزار روپے) علاوہ سود کے ہے ۔ اس غبن کا الزام کالج کے سابقہ ٹرسٹی مسٹر عبدالعزیز پر ہے چونکہ یہ کیس پولیس

تفتیش میں ہے ، اس لئے وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ رقم غبن کی گئی ہے یا نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ مسٹر عبدالعزیز سابقہ ٹرسٹی کے خلاف بوساطت پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ کالج نارووال تھانہ نارووال میں زیر نمبر 15 مورخہ 14-2-75 رپورٹ درج کرا دی گئی ہے ۔

محکمہ تعلیم کے لیکچراروں ، لیجروں کا ریڈیو اور ٹی ۔ وی پر کام کرنا

* **7830 ۔ میاں مصطفیٰ ظفر** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم کے متعدد لیکچرار یا ٹیچر ریڈیو اور ٹیلیویژن پر کام کرتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے نام کیا ہیں ۔ اور انہیں ٹیلیویژن یا ریڈیو سے کیا معاوضہ ملتا ہے ۔ اور کیا انہوں نے حکومت سے اس قسم کی اجازت لے رکھی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : جی ہاں ۔ محکمہ تعلیم کے متعدد پروفیسر، لیکچرار اور اساتذہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر متفرق تعلیمی پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں ۔ ماسوائے لاہور ڈویژن کے متعلقہ اساتذہ کی فہرست جو ٹیلیویژن پر کام کرتے ہیں پہلے ہی ایوان میں پیش کی جا چکی ہے ۔

لاہور ڈویژن کے متعلق جو نام ناظم تعلیم لاہور سے ابھی تک موصول ہوئے ہیں ۔ ان کے نام درج ذیل ہیں :-

1 ۔ محمد امین پروفیسر گورنمنٹ شاہ حسین کالج لاہور ۔ ٹیلی ویژن ۔ 1000 روپے

2 ۔ حسن عباس رضوی لیکچرار ،، ،، ،، ،، (دونو) 150 روپے

3 ۔ منظور علی اسسٹنٹ پروفیسر ایم ۔ اے ۔ او کالج لاہور ۔ کوائف موصول نہیں ہوئے ۔

4 ۔ محمد ارشد خان بھٹی ،، ،، ،، ٹیلیویژن ،،

5 ۔ عارف عبدالمتین لیکچرار ،، ،، ،، ٹیلیویژن ،،

6 ۔ عطاءالحق قاسمی ،، ،، ،، ٹیلیویژن ،،

7 ۔ عباس شفیع ،، ،، ،، ٹیلیویژن ،،

8- دلدار پرویز بھٹی لیکچرار اسلامیہ کالج ٹیلیویژن سول لائن - لاہور -

9- شعیب ہاشمی اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ ٹیلیویژن معاوضہ کالج لاہور - (مبلغ 35500 روپے (1970ء سے 1975ء تک)

زنانہ پرائمری سکول نو قابل واہ میں عملہ کی تعیناتی

* **7637 - رانا رب نواز نون :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) کیا زنانہ پرائمری سکول نوقابل واہ ضلع ملتان جس کا اجراء عرصہ 3 سال سے ہو چکا ہے ، میں کسی معلمہ کی تعیناتی ہوئی تھی - اگر ایسا ہے تو وہ کب تک مذکورہ سکول میں تعینات رہی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ معلمہ کی تنخواہ وصول کی جاتی رہی -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں تحقیقات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

(د) اگر ابھی تک وہاں کوئی معلمہ تعینات نہیں کی گئی تو حکومت مذکورہ سکول میں کب تک معلمہ کی تعیناتی کردے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) گورنمنٹ زنانہ پرائمری سکول نوقابل واہ میں کئی بار معلمات کی تعیناتی عمل میں لائی گئی مگر کوئی امیدوار معلمہ پی ٹی - سی - حاضر نہیں ہوئی - اسوقت بھی کوئی معلمہ وہاں جانے کے لئے تیار نہیں کیونکہ نوقابل واہ میں معلمہ کی رہائش اور اس کے تحفظ کا کوئی بندوبست نہیں ہے - گذشتہ سال ایک معلمہ کو تبدیل کر کے نوقابل واہ بھیجا گیا تھا مگر وہ بھی وہاں حاضر نہیں ہوئی اور رخصت پر چلی گئی -

(ب) گورنمنٹ زنانہ پرائمری سکول نوقابل واہ کے نام پر کسی معلم کی تنخواہ برآمد نہیں ہوئی۔

(ج) کیونکہ مدرسہ مذکورہ کے نام پر کسی معلمہ کی تنخواہ برآمد نہیں ہوئی اس لئے کسی قسم کی تحقیقات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(د) محکمہ ہر وقت گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول نوقابل واہ میں ٹرینڈ معلمہ تعینات کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ کوئی معلمہ وہاں جانے کے لیے تیار ہو جائے۔ اگر نوقابل واہ کے عوام کسی تربیت یافتہ معلمہ کو وہاں تعیناتی کے لئے رضامند کر لیں تو محکمہ اس کو وہاں تعینات کرنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کریگا۔

گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول بھڑی خورد کی بطور سنٹر امتحانات بحالی

*7924 - **چوہدری مشتاق احمد** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے امتحانات کا سنٹر گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول بھڑی خورد تحصیل شکر گڑھ میں ہوا کرتا تھا جو کہ جنگ 1971ء کی وجہ سے بند ہو گیا تھا اور دوبارہ ابھی تک بحال نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 1971ء کی جنگ کے بعد مذکورہ سکول کی عمارت دوبارہ تعمیر ہو چکی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سیکنڈری بورڈ عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ سنٹر کب دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) (الف) یہ حقیقت ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے امتحانات کا سنٹر گورنمنٹ

مسلم مڈل ہائی سکول بھیڑی خورد تحصیل شکر گڑھ میں ہوا کرتا تھا جو جنگ 1971ء کی وجہ سے بند کرنا پڑا

(ب) سکول کی عمارت اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر ہو چکی ہے۔

(ج) سیکنڈری سکول امتحان (موسم بہار) 1976ء سے یہ سنٹر بحال کر دیا گیا ہے۔

کوٹلی ستیاں تحصیل مری میں کالج کا قیام

* 7/39 ۔ **سید محمد حنیف خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کوٹلی ستیاں تحصیل مری میں کوئی کالج نہیں ہے جس کی وجہ سے اس علاقے کے بچوں کا مستقبل تباہ و برباد ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ مالی سال میں کوٹلی ستیاں کے مقام پر ایک ڈگری کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں۔ مگر یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ کوٹلی ستیاں میں کالج نہ ہونے کے باعث اس علاقے کے بچوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے کیونکہ اس علاقے کی ضروریات پوری کرنے کے لئے مری میں ایک ڈگری کالج موجود ہے۔ جو کوٹلی ستیاں سے تقریباً 14 میل دور ہے۔ جہاں اس علاقہ کے بچے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

(ب) جی نہیں۔ فی الحال حکومت صرف تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر مرحلہ وار کالج کھول رہی ہے۔

سنیاری ٹکٹکان (ضلع سیالکوٹ) کے استاد کو پنشن اور جی ۔ پی فنڈ کی عطائیگی

* 7972 ۔ **چوھدری مشتاق احمد :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سنیاری کلاں تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کے پرائمری سکول کا جے وی ٹیچر غلام محمد ولد محمد دین مورخہ 6 دسمبر 1974ء کو ریٹائر ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکور ٹیچر کو ابھی تک پنشن اور جی پی فنڈ کی ادائیگی نہیں ہوئی ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور مذکورہ ٹیچر کو کب تک ادائیگی ہو جائیگی ؟

وزیر تعلیم (وزیر تعلیم ملک غلام نبی) : (الف) جی ھاں ۔

(ب) مدرس پنشن حاصل کر رہا ہے ۔ جی ۔ پی فنڈ کی ادائیگی ابھی تک نہیں ہوئی ۔

(ج) جی ۔ پی فنڈ کا کیس اے ۔ جی آفس پنجاب لاہور کو گیا ہوا ہے ۔ اتھارٹی آنے پر ادائیگی ہو جائے گی ۔

گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ شیخوپورہ سے محمد سرور کلرک کی تبدیلی

* 7977 ۔ **چوھدری لال خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین شیخوپورہ میں محمد سرور عرصہ 16 سال سے بطور کلرک تعینات ہے اور اس دوران اس کی ایک بار بھی وہاں سے تبدیلی نہیں ہوئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کلرک نے مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور انسٹیٹیوٹ کے

انتظامی امور میں ناجائز مداخلت کرتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کلرک کے خلاف متعدد درخواستیں حکام بالا کو بھیجی گئیں جس میں اس کے تبادلہ کا مطالبہ کیا گیا مگر ان پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے ؟

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دفتر ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب کے اسٹیبلشمنٹ اسسٹنٹ پیران دتہ مذکورہ کلرک کے رشتہ دار ہیں جن کی وجہ سے اس کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی اور درخواستیں داخل دفتر کر دی جاتی ہیں ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا کلرک شیخوپورہ کا سکونتی بھی نہیں ہے ۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی ہدایت کے مطابق اگر کوئی اہلکار کسی ضلع کا سکونتی نہ ہو تو وہاں 3 سال سے زائد عرصہ تک تعینات رہ سکتا ۔

(ز) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کلرک کو مذکورہ انسٹیٹیوٹ سے تبدیل نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اسے فی الفور وہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) محمد سرور عرصہ 16 سال سے گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین شیخوپورہ میں بطور کلرک تعینات تھا جہاں سے اسے اب تبدیل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اس کی انسٹیٹیوٹ مذکورہ کے انتظامی امور میں اجارہ داری یا ناجائز مداخلت کی کبھی کوئی شکایت کسی بھی پرنسپل انسٹیٹیوٹ متعلقہ سے موصول نہیں ہوئی ۔

(ج) مذکورہ کلرک کے خلاف کبھی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی ۔

(ذ) ملک پیران دتہ سے کلرک مذکورہ کی کوئی رشتہ داری نہیں -

(ہ) جی ہاں -

(و) ایسی کوئی ہدایت نہیں ہے -

(ز) ایک ہنگامی مقامی صورت حال کے پیش نظر کلرک مذکورہ کا تبادلہ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین سے کمرشل انسٹیٹیوٹ میں ہو چکا ہے -

---

ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب لاہور کے اسٹیبلشمنٹ اسسٹنٹ ملک پیران دتہ کی تبدیلی

*7978 - چوہدری لال خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب کے دفتر میں ملک پیران دتہ اسٹیبلشمنٹ اسسٹنٹ کے طور پر عرصہ تقریباً 20 سال سے تعینات ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اسسٹنٹ کیمبلپور کا سکونتی ہے اور حکومت کی ہدایت کے مطابق کوئی اہلکار جس ضلع کا سکونتی نہ ہو وہ وہاں 3 سال سے زائد تعینات نہیں رہ سکتا -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسسٹنٹ کو 20 سال تک ایک ہی جگہ پر تعینات کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اسے یہاں سے تبدیل کرنے کو تیار ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی نہیں - 20 سال قبل ٹیکنیکل ایجوکیشن کا دفتر صوبائی وجود میں نہیں آیا تھا - البتہ ملک پیران دتہ دفتر ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن میں [illegible] سے تعینات ہے -

(ب) جی ہاں۔ ملک پیراں دتہ کیمبلپور سکونتی ہے۔ لیکن ایک ضلع میں تین سال تعیناتی کی کوئی ہدایت نہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں نہیں۔ مذکورہ اسسٹنٹ ڈائریکٹوریٹ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی منسٹریل اسٹیبلشمنٹ کے کیڈر میں ہے اور اس کیڈر کی متبادل پوسٹ کسی اور جگہ پر نہیں ہے جس پر اس کا تبادلہ ہو سکے۔

بی۔ ٹی۔ سی میں کامیاب ہونے والے طالب علموں کی تعیناتی

*7988۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ صوبہ میں سال 1972-73ء تا 1974-75ء کل کتنے طلباء کو بی۔ ٹی۔ سی میں داخلہ دیا گیا۔ ان میں سے کتنے کامیاب ہوئے اور کتنے طلباء سکولوں میں تعینات کئے گئے۔ تفصیل سال وار اور ضلع وار بیان فرمائی جائے؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : سال تحصیل اور ضلع وار گوشوارہ منسلک ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع و تحصیل	سال	کتنے طلباء کو داخلہ دیا گیا۔	داخل شدہ میں سے کتنے پاس ہوئے۔	سکولوں میں کتنے تعینات کیے گئے۔
1	2	3	4	5	6
1۔	مظفر گڑھ				
	مظفر گڑھ	1972-73	659	565	156
		1973-74	123	89	89
		1974-75	91	79	چند امیدواران نے حکم متناعی حاصل کر لیا ہے جس کی وجہ سے تقرریاں

1	2	3	4	5	6
					نہیں ہو سکیں ۔ عدالت کے فیصلے کے بعد تقرریاں کی جا سکیں گی ۔
	علی پور	1972-73	378	323	99
		1973-74	29	41	66
		1974-75	22	16	چند امیدواران نے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے جس کی وجہ سے تقرریاں نہیں ہو سکیں ۔ عدالت کے فیصلے کے بعد تقرریاں کی جاسکیں گی ۔
	کوٹ ادو	1972-73	561	484	155
		1973-74	60	45	79
		1974-75	43	38	چند امیدواران نے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے جس کی وجہ تقرریاں نہیں ہو سکیں عدالت کے فیصلے کے بعد تقرریاں کی جاسکیں گی ۔
	لیہ	1972-73	638	588	140
		1973-74	1 8	81	113
		1974-75	04	53	چند امیدواران نے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے جس کی وجہ سے تقرریاں نہیں ہو سکیں عدالت کے فیصلے کے بعد تقرریاں کی جا سکیں گی ۔

1	2	3	4	5	6
2 ۔ ضلع ساہیوال ۔					
	ساہیوال	1972.73	720	721	239
		1973-74	313	272	75
		1974-75	251	215	125
	پاک پٹن	1972_73	172	157	126
		1973-74	181	163	146
		1974-75	87	77	29
	اوکاڑہ	1972_73	210	186	226
		1973-74	296	279	165
		1974-75	67	51	68
	دیپالپور	1974_73	174	156	121
		1973-74	24	19	95
		1974-75	48	40	34
3 ۔ ضلع ملتان ۔					
	ملتان	1972_73	135	125	92
		1973-74	72	57	69
		1974-75	92	52	104
	کبیر والا	1972_73	100	94	36
		1973-74	54	41	42
		1974-75	43	29	37
	خانیوال	1972_73	166	154	61
		1973-74	65	54	33
		1974-75	80	54	64
	وہاڑی	1972_73	43	42	36
		1973-74	31	25	27
		1974-75	43	34	58

1	2	3	4	5	6
	میلسی	1972-73	31	28	32
		1973-74	36	28	46
		1974-75	50	42	60
	نودھران	1972-73	78	63	45
		1973-74	33	28	38
		1274-75	48	28	30
	شجاع آباد	1972-73	72	70	39
		1973-74	62	40	46
		1974-75	48	39	30
4	ضلع جھنگ -				
	جھنگ	1972-73	432	369	103
		1973-74	209	119	105
		1974-75	57	34	60
	چنیوٹ	1972-73	307	285	101
		1974-73	370	349	24
		1974-75	49	42	55
	شور کوٹ	1972-73	375	339	92
		1973-74	76	72	39
		1974-75	37	33	45
5	ضلع میانوالی -				
	میانوالی	1972-73	401	321	42
		1973-74	100	92	60
		1974-75	75	27	47
	بھکر	1972-73	373	301	30
		1973-71	100	94	38
		1974-75	75	38	22

1	2	3	4	5	6
	میسوں خیل	1972-73	105	92	22
		1973-74	89	84	6
		1974-75	45	27	14
6 ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔					
	ڈیرہ غازی خان	1972-73	600	559	123
		1973-74	137	88	26
		1974-75	89	84	14
	تونسہ شریف	1972-73	471	428	145
		1973-74	159	128	19
		1974-75	35	30	12
	جام پور	1972-73	270	230	70
		1973-74	7	1	29
		1974-75	—	—	9
	راجن پور	1972-73	71	66	62
		1973-74	50	43	37
		1974-75	12	12	11
7 ۔ ضلع سرگودھا ۔					
	سرگودھا	1972-73	485	481	305
		1973-74	39	37	21
		1974-75	26	22	11
	خوشاب	1972-73	567	567	245
		1973-74	59	58	13
		1974-75	33	31	13
	بھلوال	1972-73	389	383	205
		1973-74	32	31	19
		1974-75	17	16	8

1	2	3	4	5	6
	شاہ پور	1972-73	269	257	210
		1973-74	30	30	10
		1974-75	19	16	7
8	ضلع لائل پور -				
	لائل پور	1972-73	650	650	95
		1973-74	35	35	25
		1974-75	160	160	81
	جڑانوالہ	1972-73	550	550	80
		1973-74	35	35	15
		1974-75	75	75	85
	سمندری	1972-73	544	544	70
		1973-74	85	35	10
		1974-75	115	115	150
	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1972-73	500	500	100
		1973-74	49	49	15
		1974-75	83	83	62
9	ضلع بہاولپور -				
	بہاولپور	1972-73	310	309	98
		1973-74	310	220	67
		1974-75	80	60	44
	احمد پور	1972-73	86	86	34
		1973-74	95	57	30
		1974-75	28	18	21
	حاصل پور	1972-73	57	56	34
		1973-74	116	61	12
		1974-75	37	22	15

1	2	3	4	5	6
10۔ ضلع بہاولنگر -					
	بہاولنگر	1972-73	35	32	30
		1973-74	32	32	12
		1974-75	6	16	7
	ہارون آباد	1972-73	25	22	22
		1973-74	26	26	10
		1974-75	10	10	10
	فورٹ عباس	1972-73	43	38	20
		1973-74	22	22	8
		1974-75	10	00	5
	چشتیاں	1972-73	45	44	40
		1973-74	30	30	13
		1974-75	26	26	10
	منچن آباد	1972-73	20	19	13
		1973-74	18	18	5
		1973-74	10	10	7
11۔ ضلع رحیم یار خان -					
	رحیم یار خان	1972-73	193	188	144
		1973-74	50	34	25
		1974-75	61	47	13
	خان پور	1972-73	88	85	70
		1973-74	38	28	22
		1974-75	60	59	24
	لیاقت پور	1972-73	98	94	79
		1973-74	42	28	27
		1974-75	67	68	18

1	2	3	4	5	6
	صادق آباد	1972-73	61	50	54
		1973-74	53	31	28
		1974-75	37	37	17
12۔	ضلع لاہور -				
	لاہور	1972-73	983	751	68
		1973-74	123	107	102
		1974-75	—	—	77
	قصور	1972-73	852	796	61
		1973-74	76	67	62
		1974-75	38	33	49
	چونیاں	1972-73	661	616	63
		1973-74	—	—	59
		1974-75	—	—	62
13۔	ضلع شیخوپورہ -				
	شیخوپورہ	1972-73	736	667	49
		1973-74	—	—	59
		1974-75	—	—	62
	فیکالہ	1972-73	192	183	49
		1973-74	62	58	90
		1974-75	—	—	39
	فیروز والا	1972-73	215	194	23
		1973-74	—	—	63
		1974-75	—	—	32
14۔	ضلع گوجرانوالہ -				
	گوجرانوالہ	1972-73	996	879	75
		1973-74	95	82	79
		1974-75	—	—	46

1	2	3	4	5	6
	حافظ آباد	1972-73	118	97	40
		1973-74	93	88	60
		1974-75	51	49	24
	وزیر آباد	1972-73	826	764	15
		1973-74	69	68	26
		1974-75	74	67	25
15۔	ضلع سیالکوٹ ۔				
	سیالکوٹ	1972-73	248	231	23
		1973-74	—	—	48
		1974-75	—	—	46
	نارووال	1972-73	89	77	12
		1973-74	132	123	26
		1974-75	27	23	8
	ڈسکہ	1972-73	—	—	21
		1973-74	—	—	46
		1974-75	—	—	23
	پسرور	1972-73	225	302	22
		1973-74	169	143	44
		1974-75	84	73	22
	شکر گڑھ	1972-73	508	469	20
		1973-74	—	—	36
		1974-75	—	—	3
16۔	ضلع راولپنڈی ۔				
	راولپنڈی	1972-73	233	228	8
		1973-74	62	41	24
		1974-75	13	13	129

1	2	3	4	5	6
	کہوٹہ	1972-73	77	67	6
		1974-75	137	95	22
		1974-75	11	12	130
	کہوٹہ سری	1972-73	102	90	10
		1973-74	313	45	26
		1974-75	35	25	129
	گجر خان	1972-73	190	143	10
		1973-74	—	—	24
		1974-75	12	11	129
17۔	ضلع جہلم ۔				
	جہلم	1972-73	179	163	150
		1973-74	50	47	23
		1974-75	30	27	—
	چکوال	1972-73	153	152	140
		1973-74	60	58	17
		1974-75	30	29	—
	پنڈ دادن خان	1972-73	118	116	130
		1973-74	50	48	14
		1974-75	30	26	—
18۔	ضلع گجرات ۔				
	گجرات	1972-73	79	73	60
		1973-74	152	132	70
		1974-75	84	69	7

1	2	3	4	5	6
	کھاریاں	1972-73	31	29	29
		1973-74	166	151	39
		1974-75	6	6	65
	بھالیہ	1972-73	87	78	69
		1973-74	204	175	73
		1974-75	138	109	25
19۔	ضلع کیمبلور -				
	کیمبلور -	1972-73	198	178	—
		1973-74	175	164	85
		1974-75	78	67	—
	پنڈی گھیب	1972-73	—	—	—
		1973-73	103	91	90
		1974-75	22	22	—
	فتح جھنگ	1972-73	—	—	—
		1973-74	—	—	98
		1974-75	—	—	—
	تلہ گنگ	1972-73	—	—	—
		1973-74	153	149	95
		1974-75	49	45	—

گورنمنٹ ہائی سکول بابتر ضلع کیمبل پور کی عمارت کی خستہ حالی

*7993 ۔ **ملک منور خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول بابتر ضلع کیمبلپور تحصیل فتح جنگ کی عمارت نہایت خستہ حال ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ سکول کی عمارت از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) حکومت اس سکول کی مرمت اور تعمیر نو کا ارادہ رکھتی ہے اس ضمن میں تعمیراتی کاموں کا تخمینہ 3,59,000 روپے مرتب ہو چکا ہے ۔ اور یہ مطالبہ زیر آئندہ مالی سال کے بجٹ میں پیش کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔

ضلع کیمبلپور میں سکولوں کی تعداد

*7996 ۔ **ملک مدور خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع کیمبلپور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکولوں کی تعداد تحصیل وار کیا ہے اور ان میں بیہ استادوں اور استانیوں کی کل آسامیاں کتنی ہیں ۔

(ب) کیا مذکورہ سکولوں میں تمام آسامیوں پر استاد اور استانیاں موجود ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں منظور شدہ آسامیوں کے مطابق عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : (الف) ضلع کیمبل پور میں لڑکیوں اور لڑکوں کے سکولوں کی تعداد تحصیل وار درج ذیل ہے :-

	پرائمری سکول		مڈل سکول		ہائی سکول		میزان
	مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ	
کیمبل پور	140	116	23	7	11	3	300
پنڈی گھیب	182	147	25	6	7	3	370
تلہ گنگ	156	91	25	8	9	2	291
فتح جنگ	110	66	9	3	4	1	193

تحصیل وار استاد و استانیوں کی آسامیاں

کیمبل پور	371	272	274	88	210	59	1274
پنڈی گھیب	486	301	275	66	157	36	1291
تلہ گنگ	407	194	334	96	158	26	1215
فتح جنگ	294	120	140	26	48	19	687

(ب) اکثر آسامیوں پر استاد اور استانیاں تعینات ہیں ۔ البتہ ضلع میں 119 مردانہ اور 42 زنانہ آسامیاں خالی ہیں ۔

(ج) حکومت تمام منظور شدہ آسامیوں پر استاد اور استانیوں کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے ۔ ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔

پی ۔ ٹی ۔ سی ۔ کے نتیجہ کے اعلان میں تاخیر

***6020 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عبدالواحد ولد اللہ وسایا خان رول نمبر 0072/01 ۔ اے ۔ نے سال 1973ء میں پی ۔ ٹی ۔ سی ۔ کا امتحان دیا تھا جس کے نتیجہ کا تاحال اعلان نہیں کیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ۔ اس تاخیر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور کیا حکومت نے اس سلسلہ میں ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں ۔ موصول ہونے پر جواب دیا جائے گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : پوائنٹ آف انفرمیشن ۔ جناب سپیکر ! سوالات کے پیچھے جو نمبر دیئے ہوتے ہیں ، یہ کس بنا پر دیئے جاتے ہیں ؟ ان کا طریق کار کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : سوالات کے پہلے جو نمبر دیے جاتے ہیں ؟

میاں مصطفیٰ ظفر : مثال کے طور پر 7830 ۔

مسٹر سپیکر : جناب ہمارے دفتر میں سوال موصول ہوتا ہے تو اس وقت نمبر دیا جاتا ہے کہ کس نمبر پر یہ سوال موصول ہوا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے ۔ اس سے آگے میں بات کروں گا ۔ میرا سوال تیسری دفعہ repeat ہو رہا ہے ۔ چنانچہ اس کا سیریل نمبر پہلے ہونا چاہیے تھا ۔ یعنی موجودہ سوالات میں اسے سب سے اوپر ہونا چاہیے تھا ۔ انھوں نے جو سیریل نمبر دیا ہے ، اس اعتبار سے یہ بہت آگے چلا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ میں چیک کروا لوں گا ۔ اب ممبران کی رخصت کی درخواستیں لیجائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

بیگم ریحانہ سرور (شہید)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور (شہید) صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I bring to your kind notice that I could not attend the Assembly session on 7-4-1976 because I have to go to Gujrat on duty.

Kindly grant leave of the House and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly session on 1-4-76 and on 8th, April, 1976 due to illness.

Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خان زادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Please extend leave upto tenth instant.

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I am extremely unwell and therefore cannot attend the Assembly Session

Leave may kindly be granted to me from 1st, of April to 15th, of April, 1976. I will be grateful.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

تحریک منظور کی گئی)

صوفی نذر محمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست صوفی نذر محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں مورخہ 8-4-76 کے اجلاس میں بوجہ ضروری کام حاضر نہیں ہو سکا ۔ اس لیے ایک یوم کی چھٹی منظور کی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I shall be leaving for abroad from 11th, April, 1976 I may please be allowed leave till the end of the current Assembly Session.

With regards.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I was abroad from 16th, to 19th, March, 1976 and could not attend the Session, I request that leave for the above period may kindly be allowed to me.

With regards.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : Now I take up Privilege Motions.

سید تابش الوری : ایک پرولج موشن کے متعلق میری تحریک ہے ۔

مسٹر سپیکر : جو پہلے موجود ہے وہ ہے سردار محمد عاشق صاحب کی ۔ (فاضل رکن موجود نہ تھے) ۔

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید تابش الوری : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کردہ جناب راجہ منور احمد ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب (مورخہ 7-4-1976 کو اسمبلی چیمبر کے سامنے لاہور کی خواتین کے جلوس پر پولیس لاٹھی چارج) کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ہفتہ تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کردہ جناب راجہ منور احمد ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب (مورخہ 7-4-1976 کو اسمبلی چیمبر کے سامنے لاہور کی خواتین کے جلوس پر پولیس لاٹھی چارج) کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ہفتہ تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب وزیر ٹرانسپورٹ صاحب کے بارے مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب وزیر ٹرانسپورٹ صاحب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

تحاریک التوائے کار

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! قبل اس کے کہ آپ کوئی تحریک التوائے کار زیر غور لائیں ۔ میری ایک تحریک التواء کے متعلق جناب نے فرمایا تھا کہ وزیر آبپاشی صاحب اس سلسلے میں اس اجلاس کے دوران ایک سٹیٹمنٹ دیں گے ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اس ضمن میں ہاؤس کو اعتماد میں لیتے ہوئے وہ پالیسی سٹیٹمنٹ فرما دیں کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! اب تحریک التواء کار میں تو وہ بات نہیں ہو سکتی لیکن انہوں نے ۔ وعدہ کیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے اور میرا خیال ہے کہ وہ ضرور ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے ۔ سردار صاحب ! آپ نے ان کی بات سنی ہے ۔ اب پتہ نہیں کہ سردار کا لفظ بھی استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں ۔

سردار صغیر احمد : اب ہونا نہیں چاہیے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! آپ ذرا دہرا دیں کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے میں سن نہیں سکا ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ان کی تحریک التواء کے متعلق وعدہ فرمایا تھا کہ آپ water logging and salinity کے متعلق ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے ۔

وزیر آبپاشی : اس بارے میں جناب والا ! Tuesday مقرر کر لیں اس دن تاریخ کیا ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : وہ دیکھ لیں گے ۔

وزیر آبپاشی : کیونکہ 16 تاریخ واپڈا والوں کے ساتھ میری میٹنگ ہے اور پندرہ کو سوالات کی میری باری بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحاریک التوائے کار ہم کہاں تک کر چکے ہیں ۔ میرے خیال میں تحریک نمبر 81 اب take up کرنی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب ابھی 80 نمبر رہتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : 80 نمبر تو ہو چکی ہے ، 81 نمبر رہتی ہے ۔ یہ رانا شوکت محمود صاحب کے متعلق ہے ۔ وہ تو موجود نہیں ہیں ۔ اس وقت تحاریک نمبر 64 اور 81 ہیں ۔ یہ اگرچہ میں نے رول آؤٹ کر دی تھیں مگر مجھے یہ

represent کیا گیا ہے اور میں فاضل وزیر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں - ویسے ابھی میں نے یہ فیصلہ تو نہیں کیا کہ I will take them up ! But I may do it

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آپ نے تحریک نمبر 66 کے متعلق وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو زیر بحث لایا جائے گا تو کیا یہ آج زیر بحث لائی جائے گی ؟

سرگودھا میں امام کوٹ القائم میں ذوالجناح کا جلوس نکالنے کے لیے مقامی انتظامیہ کے لائسنس دینے سے انکار پر شیعہ حضرات کا احتجاج اور ان پر پولیس کا بے جواز تشدد و لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر : میں اس کو ابھی دیکھ لیتا ہوں اب آپ تشریف رکھیں - راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ وفاق 16 مارچ 1976ء کی اطلاع کے مطابق سرگودھا میں شیعہ فرقے کے ایک علاقہ کا پانی بند کر دیا گیا - خیمے اکھاڑ دیے گئے - بے جواز بلا اطلاع کے بے تحاشا لاٹھی چارج کیا - تقریباً 750 افراد گرفتار ہو چکے ہیں -

میں نے اسی لیے کہا تھا کہ who was acting اور اس کے لیے میں نے عرض بھی کیا تھا کہ -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میرا بھی اس سے تعلق ہے اور میں شیعہ فرقے کے حقوق کے لیے لڑ رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : میں اس کو مکمل پڑھے دیتا ہوں ،،۔ ان کی ضروریات زندگی کی سپلائی بھی بند ہے اور یہ عمل تقریباً ایک ہفتہ سے جاری ہے - وہاں کے لوگ گندے تالاب کا پانی پینے پر مجبور ہیں اور مقامی انتظامیہ اپنی عزت کا سوال بنائے بیٹھی ہے - واقعات کے مطابق سرگودھا میں امام کوٹ القائم میں شیعہ حضرات ذوالجناح کا جلوس نکالنے تھے اس دفعہ مقامی انتظامیہ نے لائسنس دینے سے انکار کر دیا - شیعہ حضرات کے مسلسل احتجاج کے باوجود انتظامیہ ٹس سے مس نہیں ہوئی - جس کے جواب میں شیعہ حضرات نے ایجی ٹیشن شروع کر دیا اور وہ روزانہ اپنے آپ کو گرفتاریوں کے لیے پیش

کر رہے ہیں ۔ تقریباً ایک ہفتہ سے سرگودھا میں بحران بپا ہے ۔ لیکن حکومت پنجاب خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ۔ اس صورت حال سے پاکستان کے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے ۔"

اصل میں میرا سوال تو موجود ہے لیکن میں نے تحریک کو بڑھ دیا ہے تاکہ ایوان کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ تحریک التواء ہے کیا ۔ اس دن بھی میں نے یہی بات کی تھی ۔ اس میں جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے لیے میں فاضل اراکین کے مشورے کا طالب ہوں کہ اگر یہ قانون ہے کہ اس کے لیے لائیسنس لینا ضروری ہے تو پھر کیسے حالات میں انتظامیہ کی یہ discretion ہے کہ وہ لائیسنس نہ دے اور اگر لائیسنس دینا لازمی ہے تو پھر قانون بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس ضمن میں میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ یہ تحریک التوا جو ہے اس کے لیے ہمارے پاس واضح قوانین موجود ہیں ۔ اس میں صرف یہ ہے کہ یہ کسی specific matter سے relate کرتی ہو اور recent occurrence بھی اس میں ہو ۔ جناب اس تحریک التواء کا جہاں تک تعلق ہے نہ تو یہ کسی ایک خاص واقعے سے متعلق ہے بلکہ اس میں کم از کم پانچ مسائل انہوں نے دے دیئے ہیں اور جہاں تک recent occurrence کا سوال ہے 16 مارچ کو یہ تحریک التواء دے رہے ہیں اور اس میں یہ لکھ رہے ہیں کہ ایک ہفتہ سے یہ کیفیت ہے یعنی 8 تاریخ سے یہ صورت حال ان کے نوٹس میں آ گئی تھی لیکن شاید اس وقت پتہ نہیں اجلاس بھی تھا یا نہیں تھا ۔ لیکن جہاں تک خاص واقعے کا سوال ہے اس میں بہت سے مسائل ہیں کوئی ایک مسئلہ نہیں لیا گیا ۔ پانی بند کرنے کا مسئلہ ہے ۔ گرفتاریوں کا مسئلہ ہے ۔ جلوس نکالنے کا مسئلہ ہے ۔ انتظامیہ کے انکار کر دینے کا مسئلہ ہے اور اس کے علاوہ جناب والا ! ایجیٹیشن شروع کرنے کا مسئلہ ہے ۔ روزانہ گرفتاریاں پیش کرنے کا مسئلہ ہے ۔ یہ سات آٹھیں اس میں آ رہی ہیں ۔ تو یہ کس چیز پر التواء چاہتے ہیں اور کس چیز کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔ تحریک التواء میں تو صرف ایک ہی مسئلہ زیر بحث آ سکتا ہے تو میں یہ چاہوں گا ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مسئلہ تو انہوں نے ایک ہی پیش کیا ہے کہ وہ لائیسنس نہیں دے رہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب! آپ دیکھیں کہ پانی بند کر دیا گیا ہے۔ لائیسنس نہیں دیا گیا۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ انتظامیہ نے انکار کر دیا ہے اور بھی ضروریات کی چیزیں نہیں مل رہیں تو یہ چیز آپ سامنے رکھیں۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I would like to raise a point of order on a point of order.

مسٹر سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر پر تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

راجہ محمد افضل خان : یہ جناب بالکل wrong interpretation انہوں نے کی ہے۔ جناب! اس سے پہلے بھی اس قسم کی تحریک ہائے التوائے کار کو منظور فرما چکے ہیں۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmad : Mr. Speaker, after reading the motion you had put the question in the House and had sought the advice of the Hon'ble Members of the House in regard to a particular question. When a licence is supposed to be issued. Does the discretion lie with the licencing authority to withdraw it.

Mr. Speaker : It is not a problem of withdrawing it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Or it cannot be denied.

Mr. Speaker : Yes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is the question under discussion.

Mr. Speaker : Can it be denied under any circumstance or is there an obligation to issue the licence ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Therefor, the point of order raised in regard to objection on the motion itself cannot be considered at this stage.

مسٹر سپیکر : وہ تو بعد کی بات ہے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Now, Mr. Speaker, on the point of licencing authority and the discre-

tion, thereof, you need to have its effect in mind. but I wouldn't like to have a ruling from you on this, especially when there is such a delicate case where discretion can be different in different times The baokground of the case is that there is a mosque which was constructed five or six years ago and ever since each year a process on had been taken out; whether it was under licence or not but the procession was taken out each year. This year they were not allowed to do the normal practice which they were doing for the last five or six years. That is why the trouble arose. It was neither due to the issuance of a licence nor due to the denial of a licennce. They did app'y. They were given an assurance that they will be given a licence. When it was denied to them they wanted to take out the procession as usual as they were doing each year for the last five or six years. That is why the trouble arose and that is why this needs to be taken up because here the discretion has been misused and it could have created rift between various factions of our population and most of the people residing in that area were unanimous on this that as usual they should be allowed to take out procession.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک آپ نے سوال فرمایا ہے میری رائے یہ ہے کہ لائسنس لینا ار شہری کا بنیادی حق ہے اس سے اگر کوئی جلوس نکالا جاتا ہے تو حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ unauthorised جلوس کو چیک کرے ۔ لیکن میرے اپنے خیال کے مطابق اس تحریک التوائے کا وہ حصہ جس میں وہ مقامی انتظامیہ نے ایک چھوٹے سے مسئلے کو اتنی دیر تک الجھایا جس سے حکومت کی ساری مشینری کی کوشش کے باوجود مقامی انتظامیہ ۔ ۔ ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Point of order Sir, My point of order is pending uptil now. Adjournment motion is a technical thing. Specific rules have been framed in this respect. We are least concerned with facts of the case

mentioned in the adjournment motion Mr. Speaker, I have drawn your attention to this that there is not a single specific instance mentioned in it but there are many matters mentioned in it.

مسٹر سپیکر : اگر کوئی ضرورت محسوس ہوئی تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ کروں گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ چاہتا ہوں کہ specific matter بتایا جائے کہ کس چیز کو وہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں - گرفتاریوں کو یا کسی اور مسئلہ کو - - -

مسٹر سپیکر : وہ سٹیج تو ابھی آئی نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں admissibility کی سٹیج کے متعلق کہہ رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : ابھی تو admis-ibility کی سٹیج دور ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : اب آپ کس چیز پر غور کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : ابھی تو میں صرف یہ دیکھ رہا ہوں کہ لائسنس جاری کرنا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی discretion ہے یا نہیں - اگر قانون اسے discretion دیتا ہے تو Can it be discussed in the House

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, it is a general query.

مسٹر سپیکر : میں پہلے اس پر اپنی تسلی کر لینا چاہتا ہوں تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! حاجی سیف اللہ صاحب کی میں keenness اچھی طرح سے سمجھتا ہوں - اگر یہ اس پر keen ہیں تو پہلے اس مسئلہ کو take up کر لیا جائے کہ specific matter ہے یا نہیں

We have no objection

میں ان کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ جن چیزوں کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے وہ سب ضمنی چیزیں ہیں - ایک خاص مسئلہ اس میں موجود ہے جس کی وجہ سے یہ تمام چیزیں پیدا ہوئیں اگر وہ admissibility پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے بالکل تیار ہیں - ہم نے تو اس

مسئلہ کو محض اس لیے نہیں اٹھایا تھا کہ آپ اس پر query کرنا چاہتے تھے اور اس پر مزید تسلی کرنا چاہتے تھے ۔ اگر حاجی صاحب بار بار اس بات پر insist کر رہے ہیں کہ admissibility پر بحث کی جائے تو ان کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں ۔

Minister for Law : Mr. Speaker, as you have raised this question whether the grant of a licence can be a subject matter of adjournment motion or not, I respectfully submit that under the law there are some discretions which are granted to the authorities. If that discretion has been exercised (some times the discretion is not exercised in a proper manner) that can hardly be a subject matter of adjournment motion, because it says that "Urgent matter of public importance". Now grant of a licence in many matters is the discretion. For example, grant of a licence for keeping arms is a discretion with authority Now, if the discretion is interferred with by this legislature and it can be subject matter of adjournment motion, then every discretion, which has been exercised by authorities which are competent will become a subject matter of adjournment motion and all other forums, which have been provided, the writ jurisdiction will come to an end because the executive head can be controlled by the judiciary. Then there are other forums of the courts where discretion can be scrutinised, but this is a forum in which matter of specific urgent public importance can be discussed. Now you have also to consider that if a right vested in a class or a section of public it is also a matter in which the interest of the entire public is involved. Whether it is only in respect of some people who may be called as members of the public, but this adjournment motion can only be if large public generally should be interested. The grant of a licence is absolutely a discretion with the authority which it rightly or wrongly can exercise but for it there are other forums provided. Mr. Speaker, if we allow such adjournment motions to come before this august House

for consideration, then I most respectfully submit that there will be no end to such adjournment motions. Tomorrow anybody may come and say that I have not been granted licence for my arms, for my radio or T.V. If such matters are going to be the matter of urgent public importance, then I assure you that there will be no end to it. Mr. Speaker, I would respectfully say that this matter of discretion, which has been exercised, whether rightly or wrongly, this legislature, this august House should not discuss. It is not a question of urgent public importance.

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ بہت دن ہوئے وزیر اوقاف اور وزیر اعلیٰ صاحب کی کوششوں سے تسلی بخش طریقے سے حل ہو چکا ہے اور اب یہ مسئلہ موجود نہیں ہے ۔ نہ تو اس میں اب کوئی public importance ہے اور نہ ہی عوام میں اب کسی قسم کا کوئی ہیجان ہے ۔ بلکہ یہ تو حکومت کی اچھی کارکردگی کا ثبوت ہے کہ یہ مسئلہ احسن طریقے سے حل کر لیا گیا ہے ۔ اب اس میں کوئی اہمیت باقی نہیں ہے ۔ اس لیے جناب والا میں عرض کروں گا کہ اب اس پر مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وزیرقانون صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی discretion ہے ۔ ایڈمنسٹریشن کی discretion ہے کہ وہ غلط استعمال کرے یا صحیح استعمال کرے ۔ اس لیے ایسے ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ میں جناب والا بڑے ادب کے ساتھ آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں ان سے اس معاملے میں اتفاق نہیں کر سکتا ۔ اگر جناب والا کسی لائیسنس کے لیے بھی مقامی انتظامیہ انکار کر دیتی ہے تب بھی اس کے فیصلے کو یہاں زیر بحث لایا جا سکتا ہے ۔ اور جہاں تک writ jurisdiction کا تعلق ہے اور ہائی کورٹ کے اختیارات کا تعلق ہے ۔ وہ ایک علیحدہ چیز ہے ۔ کوئی چیز جو sub-judice ہو اس کو ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ لیکن ایسی چیزیں جو عوام کے مفاد سے متعلق ہوں اور ایڈمنسٹریشن کی discretion پر ہوں ان کو اس ایوان

میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے ۔ تمام لائیسنس خواہ وہ ریڈیو کے ہوں ۔ ٹی ۔ وی کے ہوں ۔ آپ کے سامنے ایسی کئی مثالیں موجود ہیں ۔ جناب والا ! اس سے قبل بھی آپ کے سامنے مثالیں موجود ہیں ۔ کہ مذہبی معاملات میں جہاں پر عوام کے جذبات کا تعلق ہے ۔ کافی ایسے مسائل اس صوبہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں ۔ جو کہ انتظامیہ کے لیے ایک سنگین مسئلہ بنا رہا ہے ۔ اور اس میں کسی حد تک امن عامہ کا مسئلہ ایڈمنسٹریشن کے لیے پیدا ہوتا رہا ہے ۔ اس معاملہ میں سب سے اہم چیز جو جناب کے پیش نظر ہے ، دیکھنا یہ ہے کہ کیا انتظامیہ اس discretion کو جو کہ انہوں نے استعمال کی ہے وہ اس کو jurisdiciously استعمال کر رہے ہیں اور اس discretion کے استعمال کرنے سے ایسا مسئلہ تو پیدا نہیں ہو گیا ہے جو کہ پبلک اہمیت کا حامل ہو ۔ جناب والا ! مجھے یہ کہنے میں عار نہیں ہے کہ اسی background میں جس کی وضاحت مخدوم زادہ صاحب نے کی ہے ایسے لائیسنس جو کہ سابقہ 4 ۔ 5 سال سے دئے جاتے رہے ہیں ۔ اور جہاں پر ایک مذہبی جلوس نکلتا رہا ہے ۔ abruptly بغیر کسی معقول وجہ کے اس لائسنس کے انکار کرنے کی وجہ سے ایک خاص مذہبی فرقہ میں جو مسائل پیدا ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ مسئلہ as a fact ڈاکٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ resolve ہو گیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اگر وہ معاملہ resolve ہو چکا ہے اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کو discuss نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ نے query صرف اس معاملہ میں کی تھی کہ اگر لائسنس کا معاملہ ہے تو ایسے معاملات میں جن میں کہ ایڈمنسٹریشن کو discretion ہو وہ اس ایوان میں زیر بحث لائے جا سکتے ہیں یا نہیں ۔ اور جہاں پر ایڈمنسٹریشن کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ کسی چیز کا لائسنس دیں یا نہ دیں ۔ وہاں اس مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے یا نہیں ۔

Mr. Speaker : If I have understood you rightly, you mean to say that there may be circumstances when this Hous may interfere.

Chaudhri Talib Hussain : So far as that problem is concerned, it is solved. It is some thing else.

Minister For Finance : In view of the present situation, as I have explained, it is not necessary to decide this issue. It has become infructuous. Next time whenever such a mot on comes before the House it may be taken up.

وزیر اوقات : جناب والا ! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ ان کو نہ کبھی لائیسنس دیا گیا ہے اور نہ کبھی اس سے پہلے انہوں نے جلوس نکالا ۔ اس سال وہ بغیر اجازت اور بغیر لائسنس کے جلوس نکالنا چاہتے تھے ۔ لیکن اب یہ سارا فیصلہ ہو گیا ہے ۔ اتحاد بین المسلمین کمیٹی کے تحت صلح کرائی گئی تھی ۔ اس کے سلسلہ میں باہو صاہو کا مسئلہ جو کہ لاہور کا سب سے پرانا مسئلہ چل رہا تھا ۔ وہ بھی حل ہو گیا ہے کل جلوس نکالا گیا اور جلس بھی ہوئی ہے ۔ اب کوئی issue باقی نہیں رہا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کا یہ رویہ رہا ہے کہ پہلے ایک مسئلہ پیدا کیا جاتا ہے ۔ پھر اس کو حل کر کے بڑے فخر سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے فلاں مسئلہ حل کر لیا ہے ۔

Mr. Speaker : I do not think I can admit this motion.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ لائیسنس کیوں نہیں دیا گیا ۔ آخر کچھ واقعات تو ہوں گے ۔ کوئی حادثہ تو ہوا ہوگا ۔ حادثہ کا کہیں کوئی پتہ نہیں ہے جس کے تحت حکومت نے یہ پابندی لگائی ہو ۔

Mr. Speaker : The matter has been explained by the Minister concerned.

کہ پہلے کبھی جلوس نہیں نکالا گیا ہے ۔ اور نہ کبھی لائیسنس جاری کیا گیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : نہیں یہ غلط ہے کہ پہلے کبھی جلوس نہیں نکالا گیا ہے نہ لائیسنس جاری کیا گیا ہے بلکہ پہلے جلوس نکالا گیا ۔ ان کو روٹ ملا ہوا تھا ۔ جلوس نکلتا تھا ۔

Mr. Speaker : I have no reason to disbelieve the Minister.

سردار صغیر احمد : جناب والا ! جہاں یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے - وہاں سے مسٹر ممتاز احمد کاھلوں کا مکان تقریباً 10 گز کے فاصلہ پر ہے - آپ ان سے تصدیق کروا سکتے ہیں - فاضل ممبر یہاں تشریف فرما ہیں - وہاں پر پہلے کبھی نہ جلوس نکلا ہے اور نہ یہ مسئلہ تھا - یہ مسئلہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ طے پا چکا ہے - دونوں فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا ہوا ہے - اور اس اتحاد کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - اس لیے یہ تحریک التواء کار دی گئی ہے - لہذا میں درخواست کروں گا کہ آپ اس کی بالکل اجازت نہ دیں - کیوں کہ اس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے - اور لوگوں کے جذبات بھڑکنے کا خدشہ ہے - اچھی بات جو حکومت کے اقدام کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - اس کو تباہ نہ کیا جائے -

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan : I would not like to say anything about the facts of this case but on the legal issue, on which opinion of the members of this House has been invited, by your goodself, I would like to say something and that is that the issue in the form in which it has been put in the House by some of our members and Ministers, I think, there is confusion prevailing in this case. So far as the exercise of discretion is concerned, my respectful submission is that discretion is exercised unner some law and it amounts to an act of the Government. An executive act of the Government can form the subject matter of an adjournment motion if it is of urgent public importance and if it conforms with the test. I think, even an act in which discretion is involved can become the subject matter of an adjournment motion.

Mr. Speaker : In view of the statement of the learned Minister that :—

(1) Previously, no procession had actually been taken

out ;

(2) no licence had ever been issued by the District Magistrate ;

(3) a very amicable settlement has take p'ace between the various sects ;

I don't propose to decide the technical question raised and I am not allowing this motion.

چوھدری طالب حسین : جناب والا ! جو آپ نے query فرمائی تھی ۔ کیا اس تحریک التوائے کار کا فیصلہ آپ نے اس کے سلسلہ میں کیا ہے ۔

Mr. Speaker : No order of the executive can be brought under discussion. I am not deciding it.

چوھدری امان اللہ لک صاحب ! یہ آپ کی کیسے تحریک التوائے کار بنتی ہے کسی نے بے چینی کا اظہار نہیں کیا ہے ، یہ کیا دوہرا آپیائنٹ لگا دیا گیا ہے یہ کب سے لگا دیا گیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! Soil Reclamation Act, 1952 کے تحت بنائے گئے پنجاب ڈیولپمنٹ بورڈ کے قاعدہ جات مجریہ 1965ء کے قاعدہ نمبر 6 کے تحت تمام کمانڈڈ رقبہ جات جو کہ حدود سکارپ ایریا میں واقع ہیں ۔ اور آبپاشی شدہ ہیں ۔ ماسوائے ان رقبہ جات کے جو کہ مستثنیٰ ہوں ۔ اور اس پر جناب والا ! بڑی important بات یہ ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو میں نے پڑھی بھی نہیں ہے ۔ میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ اسمیں یہ recent occurrence کس طرح بنتی ہے ۔ میرا impression تو یہ ہے کہ یہ پرانا مسئلہ ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! متاثرین نے ہائی کورٹ میں گورنمنٹ کے خلاف 1966ء میں رٹ نمبری 1911 کے تحت رٹ کی تھی جس میں ہائی کورٹ نے گورنمنٹ کے اس ایکشن کو uphold کیا تھا ۔ اور ان کی رٹ خارج ہوئی تھی ۔ اس وقت سے یہ سلسلہ چل رہا ہے ۔ اس بارے میں ۔ میں ان کی وضاحت کے بعد کچھ مزید عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : شاید اس کی سٹیج نہ آئے ۔ کیونکہ public importance تو ہم مانتے ہی نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں عرض کروں ۔ جناب والا ! وہ پبلک امپارٹینس مانتے ہیں ۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ جس چیز کا وہ حوالہ دے رہے ہیں ۔ وہ آبیانہ بڑی دیر کا لگا ہوا ہے ۔ اس کے بعد ہائی کورٹ میں رٹ دائر ہوئی ۔ اب سوال یہ تھا کہ جو پرائیویٹ ٹیوب ویل تھے جو کہ لوگوں نے لگائے تھے ۔ وہ exempted تھے ۔ اس پر جب انہوں نے لگایا ۔ تو ان لوگوں نے refuse کر دیا ۔ وہاں پر پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری ہوا ۔ میں نے فاضل وزیر کو contact کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن وزیر موصوف نہ ملے ۔ اصل مسئلہ سکارپ ایریا میں دھرے آبیانہ کا نہیں ہے ۔ جو پرائیویٹ ٹیوب ویل سے زمین سیراب ہوتی ہے ان پر آبیانہ ایگزیکٹو آرڈر کے تحت لیا گیا ۔ اس پر لوگوں نے آبیانہ دینے سے انکار کر دیا ۔ اور بے شمار لوگ تھے جنہوں نے انکار کیا ۔ تو وہاں پر پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوا ۔ اور تحصیدار پھالیہ اور تحصیدار گجرات کے لیے ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایک خاص نکتہ ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس وقت جب یہ رٹ ہائی کورٹ میں ہوئی ۔ اس میں یہ سارے ایریاز cover ہوتے تھے ۔ سکارپ ایریا بھی اور پرائیویٹ ٹیوب ویل بھی ۔ یہ سارے اس میں آ گئے ۔ اور ہائی کورٹ کا بالکل واضح فیصلہ ہوا ۔ عدالت عالیہ نے اسے راست اقدام قرار دیا ۔ ایک اور بات جناب والا ! میں آپ کے نوٹس میں لاؤں کہ انہوں نے تحریک التوائے کار 18 مارچ کو دی ہے ۔ اس سے پہلے حکومت نے غریب عوام کی اس تکلیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے باوجود اس کے کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ حکومت کے حق میں تھا ان کی اس تکلیف کے پیش نظر حکومت پنجاب نے 24 فروری 1976ء کو ایک چٹھی نمبری O.S.D./LOW/DW 6-2-67—III dated 24-2-74 جاری کی کہ ایسے لوگ جو کہ سرکاری ٹیوب ویل یا نہری پانی نہ لگاتے ہوں ۔ یا نہ لگانا چاہتے ہوں ۔ وہ اپنے اپنے رقبہ جات کمانڈڈ ایریا سے خارج کروا سکتے ہیں ۔ اس کے لیے انہیں soil reclamation کے تحت متعلقہ ڈویژنل کینال آفس کو حسب ضابطہ درخواست دینی ہوگی ۔ اس ارے میں ان احکامات کی تشہیر کی جا چکی ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Then there is no substance in the Adjournment Motion.

وزیر آبپاشی : جناب والا ! لوگوں نے درخواستیں دینی شروع کر دی ہیں اور آرڈر ہونے شروع ہو گئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس سے زیادہ اور کیا importance ہو سکتا ہے ۔ جس کو تسلیم کرتے ہوئے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ آپ کی تحریک التوائے کار آنے سے ایک ماہ قبل گورنمنٹ آرڈر کر چکی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری گذارش سن لیں ۔ اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے وہاں پر refusal جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر : مگر آپ نے یہ لکھا ہے کہ جبری وصولی شروع کر دی ہے ۔ دوبرا آبیانہ لگانا شروع کر دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب انکوائری فرما لیں ۔ آپ میری گذارش تو سن لیں جناب والا ! 18 فروری کو حکومت ایگزیکٹو آرڈر جاری کرتی ہے ۔ لیکن اس آرڈر کے باوجود وصولی کی جا رہی ہے تو کیا آپ اس کو پبلک importance نہیں سمجھیں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کوئی particular instance ان کے نوٹس میں لے آئیں ۔ This is a general statement جنرل statement تو میں اس لیے مان نہیں سکتا کہ

He has informed the House that there is a general order.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس سے زیادہ اور کیا public importance کی بات ہوسکتی ہے کہ حکومت نے 18 ۔ فروری کو ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے سے ان کو exempt کر دیا ہے اور یہ جو کچھ کیا گیا ہے یہ عوام کی تکلیف کے پیش نظر کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن وہ تو کہہ رہے ہیں کہ یہ وصول نہیں ہو رہا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اگر وہ یہ فرما دیتے تو میرا تو کوئی اعتراض نہیں تھا کہ اس چٹھی کے بعد انہوں نے تحقیقات کر لی ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے تو میرا مسئلہ حل تھا اور public importance ختم ہو جاتی ۔ یہ الفاظ جو آپ نے فرمائے ہیں وہ ہی ان سے کہلوانا چاہتا تھا ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ

public importance کی بات ہے ۔ ان کے احکامات کے باوجود مالیہ وہاں پر وصول کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : It does not fall within the definition of the adjournment motion. It is, therefore, disposed of accordingly.

سید تابش الوری : جناب والا ! ابھی آپ نے میری تحریک التوائے کار کا ذکر فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ وہ میں رانا صاحب کو بتا دیتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! رانا صاحب تشریف فرما ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ دو تحاریک ہائے التوائے کار ہیں جن کا نمبر 54 اور 81 ہے میں نے ابھی ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا prima facie میرا view تو یہی تھا کہ یہ تحاریک ہائے التوائے کار نہیں بنتی ہیں لیکن دو صاحبان میرے پاس تشریف لائے ہیں اور مجھ سے بحث کر رہے ہیں کہ مجھے اپنی رائے کو review کرنا چاہیے تو

These may come up any time. There is a notice for you آپ کو تو یہی اطلاع ہوگی کہ میں نے تو ان کو چٹھی بھیج دی ہے کہ یہ تحریک ہائے التوائے کار نہیں بنتی ہیں ۔

وزیر مال : ٹھیک ہے جی ۔

Mr. Speaker : The time is over.

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون خالص اشیائے خوردنی پنجاب مصدرہ 1976ء

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کرتے ہیں (وزیر قانون سے) کیا آپ کوئی بل پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں ''دی پنجاب پیور فوڈ بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1976ء)'' ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پیور فوڈ بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Standing Committee ; the report to come within 15 days.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) نجی سکول و کالج مصدرہ 1976ء (بحث جاری)

مسٹر سپیکر : پرائیویٹلی مینجڈ سکولز و کالجز ٹیکنگ اوور (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء زیر غور تھا اور اس کی کلاز نمبر 2 زیر بحث تھی ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! ابھی اس پر بحث ہونی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر تو ہوگئی تھی ۔

سید ناہش الوری : جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! اس کلاز میں جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس کو اگر آپ دیکھیں تو اس میں یہ کہا گیا ہے کہ maintained کے ساتھ owned کا لفظ بھی ہونا چاہیے ۔ تو جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ آج سے چار سال پہلے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کو جو قانونی شکل دی گئی اور اس ترمیم کے ذریعے سے اور اس مارشل لاء آرڈر کے ذریعے سے جو اصلاحات کرنے کی کوشش کی گئی تھی یہ ترمیم ان کو ناکام بنانے کے لیے ہے ۔ کیونکہ آج اس کلاز میں یہ کہا گیا ہے کہ ''کوئی شخص جو سکول چلا رہا ہے یا سکول کا منتظم ہے'' اور پھر اس میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ ''وہ مرکزی حکومت نہیں ہوسکتی ۔ صوبائی حکومت نہیں ہوسکتی ۔ وہ میونسپل کمیٹی یا لوکل ادارہ نہیں ہوسکتا بلکہ کوئی شخص جو اپنے طور پر کسی سکول کا منتظم ہے یا سکول چلا رہا ہے'' لیکن اب اس ترمیم کے ذریعے یہ کہا گیا ہے کہ ''اگر وہ اس کا مالک ہے ۔'' تو جناب سپیکر ! حقیقت میں اس کلاز میں لفظ owned جو کہا گیا ہے اس کے مالک ہونے کے متعلق کہا گیا ہے ۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سال میں جو انہوں نے اصلاحات کیں اور بعض مقامات پر یا بعض شہروں میں یا بعض قصبوں میں ایسے سکول موجود تھے جن کے منتظم بھی تھے اور اس بلڈنگ کے مالک بھی تھے کیا آپ نے ان چار سالوں میں ڈنڈے کے زور سے ان سکولوں کو محض قانونی شکل نہیں دی اور کیا آپ نے ان کو ایک آئینی شکل نہیں دی ۔ لیکن آج اس ترمیم

کے ذریعے یہ قانون بنانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ کوئی شخص جو منتظم ہو یا منتظم نہ ہو لیکن سکول کا مالک ہو اس سکول کی بلڈنگ کا مالک ہو اس سے جو متعلقہ جائیداد ہے اس کا مالک ہو اس کو بھی جو آگے جا کر مختلف طریقوں سے چور دروازوں سے یہ حقوق واپس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر صوبائی حکومت ان تعلیمی اصلاحات کو واقعی انقلابی اصلاحات سمجھتی تھی تو میں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں سمجھتا اور بلاخوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان ترامیم کے ذریعے اور خاص طور پر اس ترمیم کے ذریعے ان انقلابی اصلاحات کو ختم کیا جا رہا ہے اور یہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ انقلابی اصلاحات تھیں اور وہ اس طرح کی اصلاحات تھیں اور وہ عام لوگوں کی اور تمام ملک کے بچوں کے لیے تھیں - - - -

Mr. Speaker : It is general. Let us deal with the present clause.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جب یہ مارشل لاء ریگولیشن نافذ کیا گیا تو اس وقت آج سے چار سال پہلے جو ان کے ذہن میں تصور تھا تو آج اس تصور کو ختم کرنے کے لیے یہ کلاز نمبر 2 میں ترمیم پیش کی گئی ہے - جناب سپیکر ! میری یہ گذارش ہے اور اس بنیاد پر میں اپنی بات کو آگے چلا سکتا ہوں کہ اگر آپ یہ نہ سمجھیں کہ محض وکیلانہ طرز استدلال سے میں ہائی کورٹ میں کھڑا ہوں - میں سیاسی کارکن ہوں اور مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کا جو سیاسی منظر ہے اس کے جو سیاسی مضمرات ہیں ان کو میں اس ایوان میں پیش کروں -

Mr. Speaker : But the Member has to be relevant according to the Parliamentary Practice.

مسٹر رؤف طاہر : جی ہاں - پارلیمنٹری پریکٹس اور ہائی کورٹ میں وکیل کے پیش ہونے میں بڑا فرق ہے -

مسٹر سپیکر : جی - مجھے معلوم ہے -

مسٹر رؤف طاہر : تو اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی جو سیاسی implications ہیں -

مسٹر سپیکر : کلاز نمبر 2 کی ۔

مسٹر رؤف طاہر : جی ہاں ۔ کلاز 2 کی میں کہہ رہا ہوں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ پہلے managed تھا اور اس کے علاوہ maintained تھا اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ owned بھی ہے ۔ جناب والا! ان کلاز ، جو بعد میں آنے والی ہیں میں اس قدر بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ یہ دیکھیں گے کہ ان اصلاحات کو جو حکومت کے نزدیک اصلاحات تھیں ناکام بنانے کے لیے اور اس قسم کی ترامیم سے تعلیمی شعبے میں اور انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی پھر تعلیمی میدان میں مکمل انتشار ہوگا جیسا کہ چار سالوں میں اس مارشل لاء ریگولیشن کے ذریعے معیار تعلیم دن بدن گر رہا تھا ۔

Mr. Speaker : Let us deal with Clause 2 and not with the legislation as a whole.

مسٹر رؤف طاہر : لیکن ۔ جناب سپیکر ! آج نئے سرے سے یہ کہنا کہ اگر وہ سکول کا مالک ہے تو اس کے ملکیتی حقوق واپس لیے جا سکتے ہیں آپ اس کلاز میں دیکھیں گے کہ ان اشخاص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو نہ مرکزی حکومت کے under ہوں گے نہ مرکزی حکومت ہوگی ۔ نہ صوبائی حکومت ہوگی ۔ نہ لوکل باڈیز کا کوئی ادارہ ہوگا اور نہ میونسپل کارپوریشن ہوگی ۔ تو اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ لفظ owned جو ہے اس ترمیم کے ذریعے اس ریگولیشن کے جو فوائد ہو سکتے تھے جیسے حکومتی پارٹی چاہتی ہے ان کو ناکام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری چھ اشرف ۔ (معزز ممبر موجود نہیں تھے)

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud . Mr. Speaker, Sir, I generally agree with the arguments advanced by Mr. Rauf Tahir. He has rightly pointed out that in the original Martial Law Regulation No. 118 the wording was—

> "privately-managed college" means a college maintained and managed by..."

Now it is proposed that the word "owned" be added. That

means that at that time while issuing the Martial Law Regulation No. 118 the Government was pre-conscious of the fact that anybody who owns an institution, who has made adequate investment ; those institutions were expediently considered not to be included for nationalization. I mean those instisutions which were owned by private persons or supported by philanthropic people. Those institutions may be best for academic purposes. Now widening the scope creates an apprehension that the Government wish to deprive those people of the voluntary good services they were rendering to the community as a whole by incorporating the word 'owned' and that is why we consider that this should not be incorporated so that the good services being rendered by people, who have invested hard-earned money, and the dedication of sincere people, who wish to serve the cause of education and promote a better sense of citizenship and their dedication towards the destitute children is not affected. These institutions shou d not be robbed of their freedom by the mischief of this law. That being unfair, we oppose the amendment as proposed in Clause 2.

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! میں نے اپوز نہیں کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ ویسے میرے پاس آپ کا نام لکھا ہوا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے دی پرائیویٹلی مینیجڈ سکولز و کالجز ٹیکنگ اوور (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء کی ضمن 2 زیر بحث ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے جملہ دوئم میں جہاں پرائیویٹلی مینیجڈ کالجز و سکولز کی تعریف کی گئی ہے اس میں ترمیم کر کے اس کے دائرے کو وسیع کیا جائے ۔ مارشل لاء ریگولیشن 118 کے جملہ دوئم کے تحت جملہ (بی) میں پرائیویٹلی مینیجڈ کالجز کی تعریف یہ کی گئی ہے :

"(b) "privately-managed college" means a college main- tained and managed by any person or body other than the Central Government, a Provincial Government, a municipal committee, a cantonment board and any other local authority ;"

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب - یہ بات آپ سے پہلے دو فاضل ممبر کہہ چکے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تو اپنا argument اسی بنیاد پر develop کر سکتا ہوں یا اگر آپ فرمائیں تو میں یہ کہہ دوں "کہ جو پہلے کہہ چکے ہیں -"

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہی مناسب سمجھتے ہیں اور مجھ سے اتفاق کرتے ہیں تو اتنا ہی کافی ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جب تک میں کوئی دلیل پیش نہ کروں کس طرح میں اپنی تقریر جاری رکھ سکوں گا -

مسٹر سپیکر : سید صاحب جو چیز وہ specifically کہہ چکے ہیں اس پر آپ اس طرح کر سکتے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ سمجھنا چاہوں گا -

مسٹر سپیکر : جو تشریح انہوں نے پیش کی ہے یا جو define کیا گیا ہے اس سے آگے آپ اپنا پوائنٹ develop کریں -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کرنی چاہ رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو original جملہ ہے یہ اپنی جگہ بڑا جامع اور واضح ہے -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب - وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے - لیکن اس میں ہمیں ایک presumption پر کام کرنا چاہیے کہ جو ممبر موجود ہیں جنہوں نے سنا ہے یا جنہوں نے نہیں سنا ہے آپ نے یہ presume کرنا ہے کہ انہوں نے پہلی تقاریر سن لی ہیں -

سید تابش الوری : جی ہاں - بالکل صحیح ہے - لیکن آپ نے میری بات سنی ہی نہیں -

مسٹر سپیکر : اگر انہوں نے یہ سن لیا ہے کہ کیا لکھا ہوا ہے تو پھر اس کے آگے آپ شروع کریں ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! کسی بھی فاضل ممبر نے ابھی تک original جملہ نہیں پڑھا ۔ البتہ اس کا حوالہ ضرور دیا ہے ۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں اور اپنے استفادہ کے لیے آپ کی توجہ خاص طور پر دلانا چاہتا ہوں کہ اب جو ترمیم لا رہے ہیں اس کے مطابق ۔

"(a) in clause (b), for the words "maintained and" the words and comma "owned, maintained or" shall be substituted ;"

جناب والا ! آپ خود ایک ممتاز قانون دان ہیں اور میں خود بھی اس تعریف کے سلسلے میں مختلف حضرات سے رابطہ قائم کرتا رہا ہوں کہ میں یہ سمجھ سکوں کہ یہ جو ترمیم حکومت کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے ۔ اس کا مقصد کیا ہے ۔ چونکہ وزیر قانون اور وزیر متعلقہ نے اس کی وضاحت نہیں کی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ اس کی وضاحت فرمائیں کہ maintained اور manag d کے جامع الفاظ کے بعد owned کی کس طرح ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور گذشتہ سالوں میں اس مارشل لاء ریگولیشن پر جس طور پر عمل کیا گیا ہے اس میں وہ کونسی رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اور وہ کونسی ضرورت لاحق ہوئی ہے جس کے پیش نظر یہ ترمیم ضروری سمجھی گئی ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ پہلے جو الفاظ موجود ہیں وہ اتنے جامع ۔ اتنے معنی خیز اور اتنے واضح ہیں کہ ان کی موجودگی میں owned کا لفظ already maintained اور managed میں شامل ہے ۔ جناب والا ! اگر یہ شامل نہ ہوتا تو ان privately managed سکولوں اور کالجوں کی جو properties ہیں جو ان کی اپنی ذاتی ملکیت ہیں —

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ دفعہ 144 کی violation نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو پتہ ہے جب چوہدری سلطان احمد صاحب کے متعلق تحریک التوا آئی تھی تو میں نے اس دن کیا کہا تھا ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ درست فرماتے ہیں - لیکن جب پچاس عورتوں کا جلوس ہو تو اس پر لاٹھی چارج بھی ہو سکتا ہے - ممبران اسمبلی کو مضروب بھی کیا جاسکتا ہے لیکن پیپلز پارٹی کا جلوس ہو تو یہ قانون نہیں ہے - آپ ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں کہ آپ قانون کی بالا دستی چاہتے ہیں اور قانون ہمیشہ آپ کے پیش نظر ہوتا ہے -

مسٹر سپیکر : ہم سب یہی چاہتے ہیں -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں حکومتی پارٹی سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ قانون صرف اپوزیشن کو suppress کرنے کے لیے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے ؟ اس بات کی کیا justification ہے کہ پچاس عورتوں کا جلوس ہو اور اس پر لاٹھی چارج کیا جائے - ممبران کو مضروب کیا جائے لیکن پیپلز پارٹی کا جلوس ہو -

Then no violation of Section 144. Nothing of the sort.

قانون ان کے نزدیک محض اور محض اسی بات کے لیے رہ گیا ہے کہ اپوزیشن کو اس سے suppress کرنا ہے -

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assembale after thirty minutes.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا -

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کریں - گنتی کی گئی - ایوان میں کورم نہیں تھا - گھنٹیاں بجائی جائیں - گھنٹیاں بجائی گئیں -

اب کورم ہو گیا ہے - سید تابش الوری -

سید تابش لوری : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ privately managed کالجز اور سکولز کی تعریف میں maintained اور managed کے ساتھ owned کے لفظ کا اضافہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے اور اسی لیے ہم آپ کی وساطت سے یہ چاہتے تھے کہ اس ہاؤس کی سہولت

کے لیے اگر متعلقہ وزراء یہ بتا سکیں کہ اس لفظ کی کیا اہمیت ہے اور یہ کس لیے ایک ترمیم کے ذریعے اسے ریگولیشن کا حصہ بنانا ناگزیر سمجھتے ہیں، تو ہماری یہ ساری بحث نسبتاً آسان ہو جائے گی ۔ جناب والا! maintained اور owned management اور اس قسم کے دوسرے تمام ملکیتی حقوق cover ہو جاتے ہیں ۔ اس اعتبار سے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ لفظ یہاں قطعاً superfluous ہے ، زائد ہے ، غیر ضروری ہے اور اس اعتبار سے کئی پیچیدگیوں کا باعث بن سکتا ہے ۔ اگر اب تک گذشتہ سالوں میں maintained اور managed میں owned کو بھی understood سمجھا گیا تھا اور اسی کے مطابق privately man ged کالجز جیسی عمارتیں یا ایسے ادارے جو ان کی ملکیت میں تھے ان کو اس تعریف کے متعلق حکومت نے اپنی تحویل میں لے رکھا ہے ۔ یہ امکان موجود ہو سکتا ہے کہ اس ترمیم کے بعد کچھ حضرات یہ استدلال کریں کہ چونکہ اس سے پہلے owned کا لفظ اس میں شامل نہیں تھا اس لیے ان کی properties کو یا جن اداروں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ، وہ اس تعریف کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے ۔ بلکہ ایک غلط کام مسلسل کرنے کے بعد وہ اب اسے ایک نئی قانون سازی کے ذریعے regularise کرانا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر ان کی یہ منشا ہے کہ اس کی پہلی تعریف نامکمل اور غیر واضح ہے تو وزراء کو اس سلسلے میں بھی یہاں وضاحت کرنی چاہیے ۔ کیونکہ کوئی بھی قانون سازی ہو جب تک اس کا مقصد اور اس کے معنی واضح بیان نہ کیے جائیں اس وقت تک ایسے اس ایوان میں صحیح طور پر زیر بحث یا زیر غور نہیں لایا جا سکتا ۔ اگر ہم اس کے معنی یہ لیں کہ پہلے سے "owned property" اور managed maintained کی تعریف میں شامل نہیں تھی پھر اس کا ایک نتیجہ یہ بھی مرتب ہوگا کہ اس وقت جو عام تاثر موجود ہے اور اس سلسلے میں جو قانونی وضاحتیں کی جائیں یا جو کی ہیں یا کی جاتی رہی ہیں ان کے مطابق اگر ان owned properties کو جن پر مختلف تعلیمی ادارے قابض ہیں ان پر بھی اس ترمیمی بل کا دائرہ وسیع کرنا مقصود ہے پھر جناب والا ! اس سے تقریباً وہ آٹھ سو سکول اور ان کی عمارتیں متاثر ہوں گی جو حکومت نے اپنی تحویل نہیں لے لی ہیں لیکن وہ دوسرے مالکان ان کو کرایہ ادا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! اگر یہاں

owned کا مقصد یہ ہے کہ وہ کسی شخص کی طرف سے property managed اداروں کی ملکیت میں ہوا تو یہ پھر ایک بہت بڑا ظلم ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیمی بل یا اس ترمیمی کلاز کی یہ interpretation نہیں ہو سکتی اور اگر یہ interpretation نہیں ہو سکتی ، جس کے تحت آٹھ سو سکول پرائیویٹ نجی ملکیت عمارتیں ان privately managed سکولوں کے دائرہ کار میں آجائیں اور اس کے نتیجہ میں ان پر حکومت ناجائز طور پر قبضہ کر لے یا ان کو owned تصور کر لے ۔ وہ کرایہ دینے سے انکار کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ شہریوں کا بنیادی حق ایک ڈاکے کے مترادف ہوگا ۔ ایک طرف تو وزیر قانون فرماتے ہیں کہ اس قانون سازی کے ذریعے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 18ء کو ان بنیادی حقوق کے ہم آہنگ کریں گے جو دستور نے ان کو دیے ہیں اور دوسری طرف اس ترمیمی کلاز کے ذریعے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس میں owned کی interpretation یہ کر لی جائے کہ جو بھی پراپرٹی کسی کے لیے owned ہو وہ privately managed سکول اور اداروں کی تحویل میں سمجھی جائے گی ۔ جناب والا ! اس طرح سے یہ ان آٹھ سو عمارتوں کے مالکان کے ساتھ شدید ظلم ہوگا۔ جناب والا ! اگر اس کا یہ مفہوم نہیں ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کا مفہوم صرف یہی ہے کہ وہ ادارے جو عمارتوں کی صورت میں ملکیتی حقوق رکھتے تھے وہ اس سے cover ہوں گے تو وہ already covered ہیں ۔ اس اعتبار سے یہ لفظ superfluous ہے ، زائد ہے ، غیر ضروری ہے بلکہ مختلف دفتوں اور پیچیدگیوں کا باعث ہے ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ قانون سازی کو نہایت واضح طور پر اس ایوان میں زیر بحث آنا چاہیے ۔ کوئی ایسی کلاز منظور نہیں کی جانی چاہئیے جس سے ایک کے دو معنی لیے جاسکتے ہوں یا وہ بے معنی اور غیر ضروری ہوں ۔ لہذا میں آپ کے توسط سے متعلقہ وزراء سے درخواست کروں گا کہ اس کی وضاحت بھی فرمائیں تاکہ یہ ہاؤس اس سلسلے میں اپنی صحیح رائے کا اظہار کر سکے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ آپ جواب دے رہے ہیں ؟

وزیر قانون پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میں نے اس بل کے بارے میں

آپوزیشن کے دوستوں کی تقاریر سنی ہیں ۔ لیکن ان کی تقاریر واضح طور پر con-tradictory نظر آتی ہیں جیسے ایک طرف میرے دوست جناب روف طاہر صاحب اس کو حکومت کی اس پالیسی سے متصادم سمجھتے ہیں کہ اس بل کی کلاز 2 جو ہے اس کے بنیادی اصول پر مارشل لاء ریگولیشن 118 جاری کیا گیا تھا اور انہیں اس تعلیمی پالیسی کے متصادم نظر آتا ہے ۔ درحقیقت یہاں اگر اس کی تھوڑی سی وضاحت کی جائے اور اس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس شق کے تحت ہم نے privately managed سکول کی affiliation کے سکوپ کو enlarge کیا ہے ۔ ہم نے اس کو کم کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ پہلے مارشل لاء میں managed and maintained کا لفظ تھا جس میں یہ دونوں شرائط پوری ہونی چاہیں ۔ لیکن اب ہم owned اور managed اور maintained کے جو الفاظ ہیں ان کو privately سکولوں کی definition میں لے آئے ہیں ۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تعلیمی پالیسی کو یہاں پر رائج کرنے کے لیے گورنمنٹ نے جو سکول اپنی تحویل میں لیے ہیں اس میں جس انداز سے سکولوں کی بے دخلیاں ہو رہی ہیں اور جس انداز سے ان properties کے مالکان سکولوں کو بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس میں ہم نے ایک پابندی لگائی ہے جو کلاز نمبر 3 سے واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی بھی مالک ان properties کو بغیر حکومت کی منشا کے نہ ٹرانسفر کر سکے گا اور نہ ان سکولوں کو بند کر سکے گا ۔ یہ ہم نے ملک کے وسیع تر مفاد میں محسوس کیا ہے ۔ اس کے لیے حکومت سے اجازت لینی پڑے گی ۔ کوئی بھی مالک یا کوئی ادارہ جو ان سکولوں کی management کرتا ہے یا ان کو maintain کرتا ہے یا اس کی ownership ہے وہ اس پراپرٹی کو کسی کو بھی منتقل نہیں کر سکے گا ۔

مسٹر روف طاہر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ جو پرانا مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 ہے اس کے تحت کوئی شخص اپنی جائیداد ٹرانسفر یا بیچ سکتا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ہاں ۔ اس میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو اپنی اپنی رائے ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : اسی وجہ سے اس کے دائرہ اختیار کو ہم

بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ شاید آپ نے مارشل لاء ریگولیشن نہ پہلے اچھی طرح سمجھا ہے اور نہ اس کو اب سمجھ رہے ہیں ۔ میں نے اسی لیے اشارہ کیا ہے کہ اس میں بے شمار سکولوں کی عمارتیں تھیں جو کہ خالی کرائی جا رہی ہیں ۔ اب حکومت چاہتی ہے کہ ایک تو سکولوں کو خالی نہ کرایا جا سکے اور اسی طرح سکولوں کی عمارات کو بیچا نہ جا سکے ۔ اگر transfer کی ضرورت ہو تو ہم وہ چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے اگلی کلاز نمبر 3 میں اس کی تعریف کی گئی ہے ۔ اس کلاز میں ہم نے privately managed سکولوں کی definition کو enlarge کرنے میں ownership کو بھی شامل کیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہم نے maintained اور managed کو بالکل علیحدہ کر دیا ہے تا کہ یہ دونوں conditions ایک جگہ نہ سمجھی جائیں ۔ بلکہ علیحدہ علیحدہ سمجھی جائیں ۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جو دلائل انہوں نے دیے ہیں ان کی گنجائش نہیں رہتی ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے کلاز 2 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر : میں مخالفت کرتا ہوں ۔

راجہ محمد افضل خان : میں مخالفت کرتا ہوں ۔

سید قابش الوری : میں مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب سپیکر ! قانون سازی کے متعلق جو اس بل کے متعلق کہا گیا ہے اور جو ترمیم پیش کی گئی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ماضی میں حکومت جو مارشل لاء ریگولیشن کے ذریعے نقصان پہنچا چکی ہے ، اس کے ازالہ کے لیے اس نے ایک یہ رخ بدلا ہے کیونکہ موجودہ حکومت کے دور میں پرائیویٹ اداروں کو حکومت کے لیے لینے سے ایک

خلا پیدا ہو گیا ہے - یہ لوگ تعلیم کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ادارے کھولتے تھے -

Mr. Speaker: This is not the occasion to discuss the education policy. Let us deal with Clause 3.

راجہ محمد افضل خان : میں اسی پر آ رہا ہوں - کلاز 3 کے تحت یہ ہے :

"3 (1) Except with the prior permission of the Provincial Government and subject to such conditions as it may, in the public interest, impose, no person who owns or manages any privately managed college or privately managed school shall close such college or school or suspend its working or in any manner transfer any property of, or attached to, such college or school or any interest therein."

مسٹر سپیکر : یہ تمام ممبران کے سامنے ہے -

This is not under discussion. The present clause is under discussion.

راجہ محمد افضل خان : جی ہاں - میں اسی کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ پرائیویٹ اداروں کو اس حد تک آزاد کر دیں اور جب کہ آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام تعلیم مفت ہوگی اگر پرائیویٹ اداروں میں تعلیم کامیابی کے ساتھ ہو رہی ہو تو آپ ان کو بلا وجہ قبضہ میں نہ لیں -

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب - آپ اس کلاز کو ایک مرتبہ پھر پڑھ لیں - میں آپ کو دوبارہ موقع دوں گا - مسٹر رؤف طاہر -

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! ابھی ابھی وزیر قانون نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس ترمیمی بل یا کلاز جو زیر بحث تھی اس کے ذریعے اس کے دائرہ اختیارات کو وسیع کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے - اگر کوئی ذی شعور شخص اصل ریگولیشن نمبر 18 کو دیکھے گا تو اس میں یہ واضح کیا گیا ہے حالانکہ اس کلاز میں owned کا لفظ موجود ہے

اور جس کی تشریح وزیر قانون نے یہ کی ہے کہ اس کے دائرہ اختیار کو وسیع کرنے کے لیے یہ بل یا اس قسم کی کلاز لائی جا رہی ہیں ۔ لیکن حقیقت میں اگر وزیر قانون خود ہی کلاز 3 کو پڑھ لیتے تو اس میں اور اصل ریگولیشن کی کلاز میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اصل کلاز اس ترمیم کے بغیر زیادہ جامع اور زیادہ وسعت رکھتی تھی ۔ لیکن ۔ جناب سپیکر ! اب یہ ایک چور دروازہ نکالا گیا ہے ۔ اگر آپ غور سے دیکھیں تو مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کو پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر 8 کی کلاز 4 میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے یہ چیز پیش کی جا رہی ہے۔ یا وہ اختیارات جو صوبائی اسمبلیوں کو دیے گئے ہیں ، یہ کلاز اس ریگولیشن میں ترمیم کرنے کے سلسلے میں پیش کی گئی ہے ۔ یہ ترمیمی بل اور یہ کلاز اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی ناقص ہے اور یہ اس امر کی دلالت کرتی ہے کہ حکومت اس کے ذریعے وسیع تر اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ کیونکہ اصل کلاز میں ایسے کوئی اختیارات نہ تھے کہ جس کے ذریعے کوئی منتظم یا مالک کسی سکول کی عمارت کو بیچ سکتا ہو یا کسی اور نام پر منتقل کر سکتا ہو ۔

مسٹر سپیکر : اب ہم کلاز 3 پر بحث کر رہے ہیں ، لیکن جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ اس کلاز میں نہیں ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں کلاز 3 کی بات کر رہا ہوں ۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔ اس میں یہ ہے کہ جو شخص own کرتا ہے یا maintain کرتا ہو اس کو بیچنے کا یا کسی قسم کا معاہدہ کرنے کا حق نہیں ہے ۔ میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے صوبائی حکومت چور دروازے سے یہ اختیارات اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے ۔ یعنی جس شخص کو چاہے وہ جائیداد واپس کر سکتی ہے ۔ سکول بند کر سکتی ہے اور اس جائیداد کو کسی اور نام پر منتقل کر سکتی ہے اور یہی اس ترمیم شدہ کلاز اور اصل کلاز میں بنیادی فرق ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ وہ پالیسی اور وہ کلاز جس کے ذریعے تمام سکولوز کالجوں کو قومی ملکیت میں لینے کا حکومت کو اختیار تھا ، آج اس ترمیمی کلاز کے ذریعے اس کی نفی کی جا رہی ہے ؟ حالانکہ پہلے یہ اختیار کسی حکومت کے پاس موجود نہیں

تھا کہ وہ کسی کی جائیداد واپس کر سکے یا منتقل کر سکے - یہ کلاز دیکھنے میں انتہائی معصوم نظر آتی ہے - لیکن در حقیقت یہ نیشنالائزیشن کو ناکام بنانے کی ایک سازش ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس کلاز کو پورے ریگولیشن نمبر 118 میں بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے اور یہ ایک ایسا قدم اٹھا رہے ہیں - جس کے ذریعے وہ چاہتے ہیں کہ تمام قومیائے ہوئے سکولوں کالجوں کو denationalise کر سکیں اور اس سلسلے میں حکومت کو اختیارات دے دیے جائیں - حکومت اپنے طور پر اس چیز کو محسوس کر رہی ہے کہ تعلیمی اصلاحات کرنا ایک بہت بڑا انقلابی قدم ہے - حالانکہ اس کلاز کے ذریعے یہ اعتراف کر لیا گیا ہے کہ اس قسم کی کلاز یا ترمیم ایک رجعت پسندانہ اقدام ہے بخواہ حکومت اپنے آپ کو کتنا ہی انقلابی کیوں نہ سمجھے - ان کو یہ ماننا پڑے گا کہ جہاں سے یہ چلے تھے اس کلاز کے ذریعے یہ تعلیم کو اس سے بھی پیچھے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں- کیونکہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ قومی ملکیت میں لینے کا جو عمل تھا وہ کامیاب تھا تو پھر اس قسم کی ترمیم کلاز نمبر 3 میں لانے کی ضرورت محسوس نہیں ہونی چاہیے تھی - جناب سپیکر ! حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ اس کلاز کی موجودگی میں بھی ، جیسے خود وزیر قانون نے اعتراف کیا کہ سینکڑوں سکول بند ہوئے اور مالکان نے ان سکولوں کو بند کیا جس میں محکمہ تعلیم کے افسران پوری طرح ملوث ہیں اور یہ اسی لاہور شہر میں ہوا - مختلف پرائیویٹ سکول جو قومی ملکیت میں لیے گئے ان کی عمارتیں خالی ہوئیں اور وہ سکول بند کیے گئے - ممکن ہے کہ متعلقہ افسران نے وزیر تعلیم کو بتایا ہی نہ ہو - خود ان کے علاقے میں کئی سکول بند ہوئے حالانکہ وہ سکول بند نہیں ہونے چاہئیں تھے - اس ریگولیشن کی کلاز نمبر 3 اتنی جامع ہے اور اس میں اتنی وسعت ہے کہ انہیں وہ سکول بند کرنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا لیکن عملی طور پر محکمہ تعلیم کے افسران کی ملی بھگت سے آج وہ سکول بند ہو گئے ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ جو سکول بقایا رہ گئے ہیں وہاں بھی معیار تعلیم گر رہا ہے تو یہ درست ہوگا - جناب والا ! آپ یہ کہیں گے کہ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں - لیکن اس کلاز کے ذریعے پورے ملک کو اور پورے صوبے کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ ایک یہ ایک انقلابی قدم ہے

اور غریب اور متوسط طبقے کے لوگ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے - لیکن آپ نے فی الحقیقت اس کلاز کے بعد پورے اختیارات خود لے لیے ہیں کہ جس سکول کو چاہیں یا جس عمارت کو چاہیں ، جس میں کوئی درسگاہ موجود ہے ، اس کو حکومت اپنی تحویل میں لے سکتی ہے اور اس کے بعد وہاں پڑھانے والے اساتذہ کی ذمہ داری بھی حکومت پر ہوگی - لیکن فی الواقع ہوا کیا کہ اس سخت گیر کلاز کے باوجود بے شمار سکول پورے پنجاب میں بند ہوئے - معیار تعلیم گرا اور - -

Mr. Speaker : Please come to this Clause. You are not discussing the original Clause.

مسٹر رؤف طاہر : جناب ! میں اسی طرف آ رہا ہوں - یہ تو محض ایک جملہ معترضہ ہوتا ہے - اس کی بھی اجازت دے دیجیے - وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ اختیارات کی enlargement ہو رہی ہے لیکن یہ enlargement حقیقت میں denationalization کی طرف پہلا قدم ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس حکومت میں کوئی اخلاقی جرأت ہے ، کوئی سیاسی جرأت ہے تو وہ یہ اعلان کرے کہ اس کی تعلیم کو قومی تحویل میں لینے کی پالیسی ناکام ہو چکی ہے - جیسے کہ اس ترمیمی کلاز کے ذریعے پورے پنجاب کو اور پورے پاکستان کو پتہ چلے گا - جناب سپیکر ! میں یہ کہنے کی کوشش اس لیے کر رہا ہوں کہ بعض وزراء کرام اشارتاً یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں کوئی بات نہیں - اگر ڈاکٹر عبدالخالق بھی اسے پڑھ لیتے جن کے زمانے میں ان درسگاہوں کو قومی تحویل میں لیا گیا تھا ، وہ بھی غیرجانبدار حیثیت میں واقعی دل سے denationalization کے قائل ہیں - اکثر لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر سانچے میں ڈھل جاتے ہیں - اس لیے جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ اس کلاز کے ذریعے ان اصلاحات کے ذریعے تعلیم کو عوام کے اور حکومت کے ہاتھوں میں لینے کی جو پالیسی تھی اس کی ناکامی کا اظہار کیا گیا ہے - اس سے تعلیمی درسگاہوں میں اور محکمہ تعلیم میں اتنی بڑی افراتفری پیدا ہوگی ، ایک انتشار پیدا ہوگا اور محکمہ تعلیم کے افسران یہ کہہ سکیں گے کہ فلاں سکول کو بند کیا جا سکتا ہے ، فلاں سکول کی جائیداد کو بیچا جا سکتا ہے - حقیقت میں یہی اختیارات اس کلاز کے ذریعے محکمہ تعلیم کے افسران کو دیے جا رہے ہیں - آپ بھی جانتے ہیں اور

پورا پنجاب جانتا ہے کہ ہمارے موجودہ وزراء کرام نوکر شاہی کے مشورے کے سامنے بے بس ہیں -

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! پیشتر اس کے کہ میں اس کلاز کے متعلق اپنی جرح شروع کروں میں پہلے اس میں ایک ترمیم پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : نہیں ! اس کی اجازت تو نہیں ہوسکتی -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اس کلاز کو ترمیم شدہ صورت میں پڑھ کر سناتا ہوں کہ اس کی کیا وجوہات ہیں - اس کلاز کو کس طرح پیش کیا جائے -

مسٹر سپیکر : آپ یہ سمجھیے کہ تمام ممبران نے اسے پڑھا ہوا ہے -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اس کلاز کو ترمیم کی صورت میں پڑھنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : میں ترمیم کی تو اجازت نہیں دے سکتا - پھر میں اگلے معزز ممبر کو بلاتا ہوں -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اس کلاز کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہ عین بنیادی حقوق کے پیش نظر کچھ پابندیاں اٹھانا چاہتے ہیں تاکہ تعلیمی ادارے زیادہ تعداد میں ظہور پذیر ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب انہوں نے - - -

مسٹر سپیکر : زیادہ تعداد میں کیا ہوتا ؟

راجہ محمد افضل خان : پرائیویٹ سکول اور تعلیمی ادارے زیادہ تعداد میں بنائے جائیں -

مسٹر سپیکر : اس میں تو یہ کہیں نہیں - ہمیں متعلقہ ایوز پر بحث کرنی چاہیے - نہ یہ انہوں نے کہا ہے ، نہ یہ اس کلاز میں ہے اور نہ ہی قانون اس کی اجازت دیتا ہے -

راجہ محمد افضل خان : جناب ! اس کلاز کا مقصد اور پس منظر یہی ہے -

مسٹر سپیکر : نہیں ! یہ نہیں -

راجہ محمد افضل خان : حکومت نے جو ادارے اپنی تحویل میں لے لیے ہیں ان کے متعلق جو پابندی تھی ۔ اگر حکومت چاہے تو اس کو relax کر سکتی ہے ۔ اس کا مطلب یہی ہوا کہ آئندہ بھی جو لوگ ایسے ادارے بنانے چاہیں تو حکومت اس میں یہ relaxation دے سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا اس میں کوئی ایسی پروویژن ہے ؟

وزیر قانون : جی نہیں !

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! کم از کم کوئی ایسا مطلب تو نکالیں جو اس میں سے نکل سکتا ہو ۔

راجہ محمد افضل خان : پہلے آرڈیننس کے تحت حوصلہ شکنی کی گئی تھی کہ جو پرائیویٹ سکول بنیں گے ان پر بھی حکومت قبضہ کر لے گی ، انہیں قومی تحویل میں لے لے گی ۔ اب ایک طریقے سے اس کو denationalize کیا گیا ہے اور حکومت اسے کھلم کھلا denationalize نہ کر سکی ۔ اب اس میں یہ اختیار ضرور رکھا ہے کہ اگر حکومت چاہے تو اسے پیشگی اجازت دے سکتی ہے کہ آپ ان سکولوں کو بیچ سکیں یا آپ ان privately managed سکولوں کو معطل کر سکیں ۔ آپ اس کی اجازت دے سکتے ہیں ۔ اس کے متعلق میری تجویز یہ ہے کہ اگر آپ نے پورے بنیادی حقوق فراہم کرنے ہیں تو حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ مکمل طور پر پرائیویٹ اداروں کو یہ اختیار دے دیتی کہ اگر کوئی ادارہ صحیح کام کر رہا ہے ، اس کی percentage درست ہے تو حکومت اس کے متعلق کوئی اختیار نہیں رکھتی کہ اسے معطل کرے یا اسے بند کرے یا اس کے اختیارات کو پامال کرے تاکہ لوگ جلدی جلدی اس ملک میں پرائیویٹ ادارے بنائیں اور یہ خلا پر کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ متعلقہ نہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود !

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The present clause, as introduced, gives a new dimension to the previous clause 3 in which there was the question of privately managed schools and colleges and provision was made in regard to the

alienation of any property belonging to those institutions Now that the Government have introduced the word "owned", the subsequent change that they wish to bring, it implies that those institutions were free to alienate any property belonging to them and that those institutions did not come within the mischief of Regulation 118. By bringing them in and by putting in a condition that now with the prior permission of the Government, as the Government may deem fit for their benefit, for their fiscal policy and for their financial improvement, they may sell certain property or transfer some property, the Government, by this emendment, have created a conflict in this regard that as far as privately owned institutions are concerned, they will be affected retrospectively, meaning thereby that all transactions entered into by those private institutions, who, for their own reasons, may have sold their properties or may have made agreement to sell those properties, even those transactions will be declared void from March 1972. Had there been an exception that those alienations and contracts shall henceforth be void was understandable but to link it with the privately managed and maintained institutions and to nullify and negate their right is something irregular, arbitrary and against legal ethics.

Mr. Speaker Sir, the second implication that arose is that previously an institution might have entered into sale deed or transferred its property, it is now proposed to be nullified by the passage of this Bill. The properties could be a subject matter of dispute between two or three parties, the cases of which could be pending in the court of law. Now if you accept this amendment and authorise the Government to give permission retrospectively to invalidate any sale, which is in question under the law, which will be governed by Clauses 14 and 15 of the Regulations which stand unamended, where no action can be called to question in court of law, in High Court, in a civil court, up to the

extent of Supreme Court, then this is a high-handed legislation as far as the new institutions being included within the provisions of this Bill are concerned. An exception should be made and a proviso should be added that as regards the "owned institutions" which are being brought within the orbit of this law, for any sale any transfer of property done prior to the date action shall not be taken under the provisions of the Act. These should be exempted because it will create lot of implications and hardships for the people, who may have lodged suits, who may rightly have their right to sell their property, who may have sold already and may have entered into sale deed on that very basis because they were not within the mischief of this law. I hope the Law Minister will realise and appreciate that you are giving retrospective effect and involving yourself as on of the authorities taking actions, whose actions cannot be questioned in any court of law including the Supreme Court. I would seriously appeal to you to give this matter a consideration and provide a proviso. Please don't involve yourselves and don't invalidate all sale deeds, sale agreements entered into by the owned schools which are propooed to be included within the scope of the Martial Law Regulation through this Bill today.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! موجودہ کلاز نمبر 3 اس مقصد کے لیے پیش کی گئی ہے کہ اس کے تحت حکومت بعض ایسی discretionary powers حاصل کرنا چاہتی ہے جو اس سے پہلے پرائیویٹلی منیجڈ سکولز اور کالجز کو بند کرنے یا ان کا کام معطل کرنے کے سلسلے میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے تحت کسی شخص کو حاصل نہ تھے ۔ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے پیرا 3 کے تحت یہ قطعی پابندی عاید کر دی گئی

تھی کہ کوئی شخص جو کسی سکول یا کالج کا مالک ہے ، یا اسے چلا رہا ہے ، کسی قیمت پر اسے بند نہیں کر سکے گا یا اس کی پراپرٹی اور اس کے انٹرسٹ کو کسی شکل میں بھی کسی اور آدمی کے حوالے نہیں کر سکے گا ۔ یہ ایک ایسا جملہ تھا ، ایک ایسی پابندی تھی جو تمام شہریوں پر یکساں طور پر ، تمام اداروں پر مساوی طور پر اطلاق پذیر تھی ۔ اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ پورے صوبے میں یکسانیت کے ساتھ ایک طریق کار کو اپنا لیا گیا ۔ یہ الگ بات ہے کہ اس طریق کار پر اور قومی تحویل میں ان اداروں کو لینے کی پالیسی پر بنیادی طور پر شدید اعتراضات کیے گئے اور کیے جا رہے ہیں ۔ بڑی شدت کے ساتھ یہ نقطہ نظر موجود ہے کہ یہ پالیسی تعلیمی مفاد کے اعتبار سے انتہائی مہلک اور نقصان رساں ثابت ہوئی ہے ۔ لیکن جس حد تک اس پالیسی کا ، اس مارشل لاء ریگولیشن کا تعلق تھا ، اس میں اطمینان کا یہ پہلو ضرور موجود تھا کہ وہ سب پر یکساں طور پر حاوی تھا ، اور تمام ادارے اس ریگولیشن کے تحت ایک ہی سطح پر دیکھے اور فیصلہ کیے جا سکتے تھے ۔ اگر موجودہ ترمیمی کلاز کا مقصد یہ سمجھ لیا جائے کہ اس سے حکومت نے ایسی discretion حاصل کی ہے جس کے تحت پرائیویٹلی منیجڈ سکولوں اور کالجوں کو رعایت دی جا سکتی ہے ، یا ان کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کیا جا سکتا ہے ، یا انہیں کسی قسم کی مراعات بخشی جا سکتی ہیں تو وزیر متعلقہ کو اس کلاز اور اس ترمیم کے سلسلے میں اس ہاؤس کو واضح طور پر اعتماد میں لینا چاہیے ۔ تا کہ ہاؤس اپنی رائے کو ان کی وضاحت کی روشنی میں استعمال کر سکے ۔ اگر صورت حال یہ ہے کہ مارشل لاء کا یہ ضابطہ اور اس کا یہ جملہ انتہائی ظالمانہ تھا ، انتہائی غیر منصفانہ تھا ، انتہائی ناپسندیدہ تھا اور اس کے تحت حکومت نے اب تک جو اقدام کیے ہیں وہ اس اعتبار سے ظالمانہ اور ناپسندیدہ ہیں ، اور حکومت اب اصلاح احوال کی کوشش کرنا چاہتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس وضاحت کے ہوتے ہوئے ہم آئندہ کے لیے اس کے تائید کرنے کے لیے تیار ہیں ، کیونکہ اچھی بات جس وقت بھی اپنائی جائے ، ایک اچھا قدم جس وقت بھی اٹھایا جائے ،اس کا خیر مقدم کیا جانا چاہیے ۔ لیکن یہ بات کسی طور پر پسندیدہ نہیں ہو سکتی کہ آپ کرنا تو کچھ اور چاہتے ہیں ، کہہ کچھ اور رہے ہیں اور لکھ کچھ اور رہے ہیں ، ایسی دو عملی و

سے عملی کم از کم قانون سازی کے میدان میں نہ کبھی گوارا کی گئی اور نہ آئندہ پسند کی جا سکتی ہے ۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مارشل لاء کا یہ ضابطہ اور وہ جملہ جسے وہ اب از سر نو ترتیب دے کر ، نئے سرے سے ایک نئی ضمن کی حیثیت سے اپنانا چاہ رہی ہے تو سے کھلے دل سے ، ببانگ دہل یہ اعلان کرنا چاہیے کہ ہم اس غیر منصفانہ طریق کار کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ذرا ترمیم پر آ جائیں ۔

Bill in general is not under discussion.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں بل پر کہاں بات کر رہا ہوں ۔ میں تو اس جملے پر بات کر رہا ہوں ۔ جس کے تحت کسی شخص کو یہ اختیار حاصل نہ تھا کہ وہ اپنا سکول یا کالج بند کر سکے ، یا اس کا کام معطل کر سکے ، یا اس کے سلسلے میں کوئی معاہدہ کر سکے ۔ لیکن اب اس کو نئے سرے سے ترتیب دے کر حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے اور ان پرائیویٹ اداروں کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ حکومت کی پیشگی اجازت سے کوئی شخص بھی اپنے سکول کو بند کر سکے گا ۔ اپنا کام معطل کر سکے گا اور اپنے سکول یا ادارے کی پراپرٹیز یا انٹرسٹ کو منتقل کرنے کے لیے کوئی بھی کارروائی کر سکے گا ۔ صرف حکومت کی اجازت کو اس کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے ۔ تو میرا استدلال بنیادی طور پر یہ ہے کہ اگر اس کا مقصد واقعی پرائیویٹلی مینیجڈ سکولوں کو مراعات دینا ہے اور ان کے لیے اس قسم کی پابندی عاید کرنا ہے کہ اس کے تحت حکومت انہیں قومی تحویل میں بغیر کسی امتیاز کے نہیں لے سکتی تو میں اس کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر اس کا مقصد ایسی صوابدید حاصل کرنا ہے جس کے تحت حکومت اپنی پسند کے سکولوں اور کالجوں کو تو بعض مراعات دے دے اور باقی قومی تحویل میں لیے جائیں یا یہ آئندہ قومی تحویل میں آنے والے یا اب تک قومی تحویل میں نہ آنے والے سکولوں اور کالجوں کو بعض قسم کی رعائتیں بخش دے تو یہ کسی طور پر بھی اخلاق ۔ انصاف اور تعلیمی مفاد میں نہیں ہوگا ۔ اس طرح سے ادارے اور ادارے کے درمیان امتیاز کی دیواریں کھڑی ہو جائیں گی اور انتظامیہ اور نوکر شاہی اس صوابدید کی بنا پر ایسے اقدامات کر سکے گی

جس میں بعض اداروں کو فائدہ پہنچے گا اور بعض اداروں کو نقصان پہنچے گا ۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ قانون کی نظر میں تمام اداروں اور افراد کو یکساں طور پر deal کرنے کا مسلمہ اصول مجروح ہو جائے گا بلکہ مختلف اداروں میں اس قسم کی frustration اور اس قسم کی بے اعتمادی پیدا ہوگی کہ وہ آئندہ چل کر ایسے اداروں کو نہ صرف یہ کہ اعتماد کے ساتھ نہیں چلا سکیں گے بلکہ آئندہ کے لیے ایسے اداروں کا کھلنا اور ان کے پھلنے پھولنے کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے ۔ جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ پاکستان ایسے ترقی پذیر ملک اور پنجاب ایسے عظیم صوبے میں ایسے تعلیمی اداروں کی ضرورت سب سے زیادہ ہے تا کہ dedication کے ساتھ اور ایک خاص تعلیمی نصب العین کے ساتھ موجودہ نسل کو تعلیم دینے کا اہتمام کیا جا سکے ۔ جناب والا ! اگر حکومت ایسے اقدامات کرے جن سے اس سلسلے میں ترغیبات فراہم ہوں اور عوام کے مختلف طبقے اپنے اس تعلیمی مقصدیت کے حصول کے لیے آگے بڑھ کر کام کرنے میں مددگار ثابت ہو سکیں تو انہیں ایسا اہتمام کرنا ہوگا جس کے ذریعے تمام تعلیمی ادارے منصفانہ طور پر مسابقت کے جذبے کے ساتھ تعلیمی خدمات انجام دے سکیں اور لوگوں میں یہ اعتماد پیدا کرنا ہوگا کہ حکومت بغیر کسی امتیاز کے ۔ بغیر کسی سیاسی آلائش کے ۔ بغیر کسی ذاتی پسند ناپسند کے انہیں یکساں طور پر ایک اصول ۔ ایک معیار ۔ ایک قانون کے تحت انہیں deal کرے گی ۔ موجودہ صورت میں نہ صرف یہ کہ اداروں کو بند کرنا اور ان کے کام کو suupend کرنے کا اختیار بھی دیا جا رہا ہے بلکہ انہیں یہ اختیار بھی تفویض کیا جا رہا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی ملکیت اور جائیداد کو حکومت کی منظوری سے بیچ سکتے ہیں ۔ اس طرح سے جناب والا ! ان تمام اقدامات کی اس پالیسی کی اور فیصلوں کی نفی ہو جاتی ہے جو اس سے پہلے حکومت نے اٹھائے تھے اور ان کے لیے نہ صرف یہ بلند بانگ دعویٰ کیے ہیں بلکہ ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع کو اپنے اس انقلابی اقدام کی پیشی کا ور بنایا ہے ۔

جناب والا ! ہم اس ہاؤس میں تضادات فکر و عمل کے مختلف مظاہرے دیکھتے رہے ہیں لیکن اس وقت جو کلاز ہمارے سامنے ہے وہ قانون سازی کے تضاد کا ایک زبردست مظاہرہ ہے ۔ ایک طرف تو مارشل لاء ریگولیشن

کے تحت ممانعت موجود ہے اور دوسری طرف اس ممانعت کو ختم کرنے کے لیے نئے دعویٰ کے ساتھ بنیادی حقوق رائج کرنے کے اعلان کے ساتھ ایسی تراجم کی جا رہی ہیں جن سے قانون سازی کے ذریعے پہلے کیے گئے اقدامات کی نفی ہو جاتی ہے ۔ اسی لیے میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں وزراء متعلقہ سے یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اس ترمیم کا جواز پیش کریں اور یہ بتائیں کہ وہ کیا حالات ہیں جن کے پیش نظر وہ اپنی اس اہم ترین بنیادی پالیسی میں تبدیلی پر مجبور ہوئے ہیں ۔ اگر وہ یہ اعلان کر دیں کہ ہم پہلے کے غیر منصفانہ اقدامات اور مارشل لاء ریگولیشن کو ظالم سمجھتے ہیں اور اب اس میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور آئندہ کے لیے ایشنلائزیشن کی پالیسی کو ناکام سمجھ کر اس سے انحراف کر رہے ہیں تو میں اس کلاز کی تائید کروں گا اور اس کے ساتھ صرف یہ گذارش کروں گا کہ آئندہ کے لیے اگر یہ پالیسی اختیار کرنا ہے تو پھر اس صوابدید کو جو حکومت حاصل کر رہی ہے اپنی پسند اور ناپسند اور جماعتی مفاد اور عدم مفاد کے پیمانوں سے ناپنے کی بجائے انصاف ، اخلاق اور تعلیمی مفاد کے پیمانوں سے ناپنے کی پالیسی اختیار کی جائے تاکہ اس صوبے میں ہمارا تعلیمی معیار اس طور پر بلند ہوسکے کہ ایک طرف حکومت کے ادارے اپنا کام بہتر طور پر انجام دینے کے قابل ہوں اور دوسری طرف پرائیویٹلی مینیجڈ ادارے بھی اپنی خدمت بہتر طور پر زیادہ اعتماد کے ساتھ زیادہ یکسوئی کے ساتھ زیادہ dedication کے ساتھ انجام دے سکیں ۔ مجھے یقین ہے کہ میری ان گذارشات کی روشنی میں وزیر متعلقہ وضاحت بھی کریں گے اور یہ ہاؤس اسی روشنی میں اس ترمیم کو منظور یا نامنظور کرے گا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ایک چیز وضاحت طلب ہے ۔

مسٹر سپیکر : جب آپ کو موقع دیا جائے گا تو آپ اس کی وضاحت کر لیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! جہاں تک مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کا اور اس موجودہ ترمیمی بل کی کلاز 3 کا تعلق ہے ، اس پر میرے دوست مسٹر رؤف طاہر اور سید تابش الوری صاحب بڑی فصیل سے

روشنی ڈال چکے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ موجودہ ترمیمی کلاز کے ذریعے سے حکومت نے جو اختیارات حاصل کیے ہیں ۔ ان کا ذکر کر کے میں آپ کو یہ موقع دوں کہ آپ مجھے اس بات پر ٹوکیں کہ میں انہیں دلائل کو نہ دھراؤں جو مجھ سے پہلے میرے دوست بیان کر چکے ہیں لیکن جناب والا ! مجھے یاد ہے کہ جس روز اس بل پر پہلی خواندگی ہو رہی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ موجودہ ترمیمی بل کے ذریعے حکومت کے اختیارات کم ہوئے ہیں جب کہ میری ناقص رائے یہ ہے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے سے حکومت کے اختیارات میں اضافہ ہوا ہے ۔ جناب والا ! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں میں اس تفصیل میں نہیں جاتا کہ یہ اضافہ کس طرح ہوا ہے ۔ لیکن مجھے ابھی تک یہ علم نہیں ہے کہ اس اضافے کی ضرورت محسوس کیوں ہوئی ۔ ہمارے پاس اس وقت تک جو اس بل کے اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں ان میں صرف یہی کہا گیا ہے کہ اس قانون کو جو پرائیویٹلی مینیجڈ سکولز اور کالجز کا taking over regulation تھا اس کو آئین کی آرٹیکل 8 کلاز 4 کی مطابقت میں لانے کے لیے موجودہ ترمیمی بل پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ ابھی تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ان اختیارات کو حاصل کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ جناب والا ! اگر اس بل کے ان اغراض و مقاصد کو جو اس بل میں پیش کیے گئے ہیں درست تسلیم کر لیا جائے کہ یہ بل اس لیے پیش کیا گیا ہے کہ اس کی آئین کی آرٹیکل 8 کی دفعہ 4 سے مطابقت پیدا کی جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ آئین کی آرٹیکل 8 دفعہ 4 کی منشاء یہ ہوسکتی ہے کہ پرائیویٹلی مینیجڈ سکولز اور کالجز کی ملکیت یا انتظام کے سلسلے میں صوبائی حکومت کو اختیار دیا جائے کہ جس سکول اور کالج کو وہ چاہے بند کرنے کی اجازت دے دے ۔ جس کو چاہے اس کے کام کو معطل کرنے کی اجازت دے دے اور جس اس کو چاہے اس کی پراپرٹی کو منتقل کرنے کی اجازت دے دے اور جو ان کی خوشنودی حاصل نہ کر سکیں ان میں وہ امتیاز برت سکیں ۔ ان کو نہ منتقل کرنے کی اجازت دے سکیں نہ ان کو فروخت کرنے کی اجازت ہو ۔ نہ ان کو بند کرنے کی اجازت ہو اور نہ ان کے کام کو معطل کرنے کی اجازت ہو ۔ یقیناً اس بل کی ابتداء میں یہ بیان کر کے کہ یہ بل اس لیے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ترمیم سے اس

کی ، طاقت پیدا کی جائے ، اس مقنہ اور ایوان کو دھوکہ دینے کی ایک اور کوشش کی گئی ہے ۔ ورنہ قطعاً آئین کی یہ منشاء نہیں ہو سکتی کہ کسی صوبائی حکومت کو اس قسم کی اجازت دی جائے ۔

جناب والا ! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے علاوہ بھی اس ترمیم کو لانے کی کوئی اور منشاء تھی لیکن اگر ایسی منشاء اور مجبوری ہے کہ ایک water tight compartment سے نکل کر ایسے اختیارات ہونے چاہئیں جس کی وجہ سے چند مجبوریوں کی بناء پر پرائیویٹلی مینیجڈ سکولوں اور کالجز کو بند کیا جا سکے یا کسی کے کام کو معطل کیا جا سکے یا کسی کی ملکیت کو فروخت کیا جا سکے تو جناب والا ! پھر میں اس صورت میں اس کی تائید کرنے کے لیے تیار ہوتا بشرطیکہ یہ اختیارات کسی ایسے ادارے کے سپرد کیے جاتے جو منصفانہ طور پر تعلیم کی بہتری کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اختیارات کو استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتا ۔ جناب والا ! یہ اختیارات اگر کسی ایسے ادارے کے پاس ہوتے جو یہ جانچ پڑتال کر سکتا کہ کونسا سکول یا کالج ایسا ہے جس کو یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی پراپرٹی کو فروخت کر سکے یا اس کو بند کر سکے یا اس کے کام کو وقتی طور پر معطل کر سکے تو یقیناً تعلیم کی بہتری کے لیے ہم اس کی حمایت کرتے ۔ لیکن جناب والا ! یہ اختیار دیا کس کو جا رہا ہے ؟ ترمیمی بل کے ذریعے سے یہ اختیار صوبائی حکومت کو دیا جا رہا ہے اور ہمارے سامنے ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ صوبائی حکومت ایسی discretionary power کو ایسے اختیارات کو کس طرح سے استعمال کرے گی ۔ جناب والا ! موجودہ حکومت کی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ان کی خوشنودی حاصل کرنے سے ہر چیز حاصل کی جا سکتی ہے ۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں شرط لگائی گئی ہے ، صوبائی حکومت اس وقت سکول کو بند کرے گی اور اس وقت اس کی ملکیت کو فروخت کیا جانا ہے جب اس کے لیے یہ ضروری ہوگا تو وہ ان شرائط کو نافذ کر کے اس کی اجازت دے سکتی ہے ۔ جناب والا ! اس حکومت سے یہ بعید نہیں ہے کہ وہ کام جو عوامی بہبود کے لیے نہ ہو اس کو یہ نام دے دیں گے کہ یہ عوامی بہبود کے لیے کیا جا رہا ہے ۔ ایسی مثالیں آپ کے پاس موجود ہیں جو حکومت یہ

کہے کہ ترقیاتی کاموں کے لیے عوام کے نمائندگان کی شمولیت ضروری ہے اور اس لیے وہ عوام کے نمائندگان کو نامزد کر رہے ہیں۔ جناب والا ! یہ حکومت بھی کر سکتی ہے ۔ اگر وہ عوام کے نمائندگان ہیں تو حکومت ان کو نامزد کیسے کر سکتی ہے لیکن وہ نہایت ڈھٹائی سے اس بات کا اعلان کر رہی ہے ریڈیو پر ، ٹیلی ویژن پر ، پریس میں ہر جگہ تو اس لیے جناب والا ! میں اس حکومت کو ان اختیارات کے دیے جانے کی مخالفت کر رہا ہوں ۔ یہ اختیارات ناجائز طور پر استعمال ہوں گے اور اس میں تعلیمی نظام تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا اور جو اصلاحات کا دعویٰ یہ کرتے رہے ہیں کہ اس ریگولیشن کی وجہ سے یہ پرائیویٹلی مینیجڈ سکولز اور کالجز گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لیے ہیں اس کی نفی اس وقت شروع ہو جاتی ہے ۔

جناب والا ! اس میں میری دوسری گذارش یہ ہوگی کہ اس ترمیمی بل کی کلاز 3 کی سب کلاز 2 میں یہ کہا گیا ہے :

> Any contract or agreement made or entered into at any time on or after the 15th day of March, 1972, in contravention of the provisions of sub-para (1) shall be void.

جناب والا ! میں آپ کی توجہ اصل پیراگراف کی طرف دلاتا ہوں جو ریگولیشن 118 میں دیا گیا ہے جس کی ترمیم کے طور پر متبادل شکل میں یہ کلاز اس ایوان میں پیش کی گئی ہے ۔ اس سب کلاز کو دیکھنے کے بعد جناب والا ! میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سوائے کنٹریکٹ اور ایگری منٹ کے سوائے معاہدوں اور اقرارناموں کے جو 15 مارچ 1972ء یا اس کے بعد کیے جائیں ۔ اگر کوئی alienation ہو چکی ہے ۔ اگر کوئی ٹرانسفر ہو چکی ہے یا کوئی فروخت ہو چکی ہے تو اس پر یہ قدغن اب موجود نہیں ہے ۔ اس فرق کو دیکھنے کے لیے جناب والا ! آپ اس کے مقابلہ کے لیے اصل ریگولیشن ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس میں سب کلاز 2 میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے :

> All contracts and agreements made or

entered into at any time on or after the 15th day of March, 1972, relating to alienation, sale or transfer otherwise of any privately managed college or privately managed school and any alienation, sale or transfer otherwise of any such college or school effected on or after that day shall be void.

جناب والا! اگر آپ ان دونوں کلازز کو جو اورجنل ریگولیشن نمبر118 میں تھی ہے اور جو اب ترمیمی بل کی شکل میں پیش کی جا رہی ہے - اس کے فرق کو ملاحظہ فرمائیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اب اس ترمیمی کلاز کے ذریعے محض کنٹریکٹ اور ایگری منٹ جو 15 مارچ 1972ء یا اس کے بعد ہوئے ہیں وہ ہی کالعدم قرار پائے ہیں لیکن جو actual alienation sale یا ٹرانسفر ہو چکی ہے اب وہ کالعدم قرار نہیں دے سکتے - جناب والا! میں اپنی بہترین کوشش کے باوجود یہ نہیں سمجھ سکا کہ ان alienation یا sale یا ٹرانسفر کو اس سے مستثناء کیوں قرار دیا گیا ہے - جب کہ یہ پہلے ریگولیشن میں - - -

Mr. Speaker : Is sale or alienation not a contract ?

Chaudhri Talib Hussain : If they are contracts, then it should not have been mentioned separately in sub-clause (2) of Clause 3 of the Regulation So far as these contracts and agreements are concerned in this sub-clause, they are separately mentioned. Any such contract or agreement which was entered into on the 15th day of March, 1972 or afterwards is void. The alienation or sale or transfer is mentioned separately It shows the difference between the two and that is why I have read out the original clause of the Regulation for your kind attention. To my mind, if it is correcly interpreted, it will come to this interpretation that after this amending clause the actual alienatio, the actual sale and

the actual transfer is exempted from the provisions of this Regulation.

میں بالکل نہیں سمجھ سکا ہوں کہ after all اس کلاز کو بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے - جب کہ پہلی کلاز میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اس کو بڑا comprehensive طور پر پیش کیا گیا ہے - ان وجوہات کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلاز جو کہ ترمیمی بل کی صورت میں اس ایوان کے زیر غور ہے یہ زبان کے لحاظ سے اور اختیارات کے لحاظ سے defective ہے اور دیگر ایسی وجہ سے بھی defective ہے کہ اس ایوان کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے - سوائے اس کے کہ ان کو بنیادی حقوق یا کہ آئین کی آرٹیکل کی مطابقت کے لیے پیش کیا جاتا رہا ہے - اگر کوئی ایسی وجوہات موجود ہیں تو چاہیے تھا یہ کہ ایوان کو اعتماد میں لیا جاتا اور یہ بتایا جاتا کہ یہ اختیارات کیوں حاصل کیے جا رہے ہیں اور اگر یہ اختیارات کسی وجہ سے حاصل کرنا ضروری ہیں تو کسی ایسے ادارے کو ہونے چاہئیں جو اس کو منصفانہ طریقہ سے استعمال کر سکے -

سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تھوڑی سی تشریح گورنمنٹ کی طرف سے کرنا چاہتا ہوں - ایک تو یہ کہ ڈی نیشنلائزیشن کی کوئی پالیسی نہیں ہے - جو سکول اور کالج نیشنلائز کیے گئے ہیں ، ان کا ڈی نیشنلائزیشن کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور یہ کہ پالیسی ناکام ہوئی ہے - جیسے اس کے متعلق کہا جاتا رہا ہے - پہلے دن سے مجھے یہی نظر آتا ہے کہ

وحشت میں ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

جناب والا ! قانون تو کسی نے پڑھا نہیں ہے اور سب لوگ یہ کہتے جا رہے ہیں کہ ڈی نیشنلائزیشن ہو رہی ہے - حالانکہ ڈی نیشنلائزیشن نہیں ہو رہی ہے اور نہ ہی ایسی کوئی ترمیم گذشتہ تاریخ سے حاصل کی جا رہی ہے - جناب والا ! ایک تو یہ ہے کہ ڈی نیشنلائزیشن کی کوئی پالیسی نہیں ہے - دوسری بات یہ کہ نیشنلائزیشن ناکام نہیں ہوئی ہے - وہ بی - اے - بی - ایڈ اساتذہ جو کہ 45 ، 50 اور 60 روپے میں کام کرتے تھے - اب وہ گورنمنٹ سکیل کے مطابق سکیل نمبر 14 میں کم از کم 350 روپے کا سکیل لے رہے ہیں اور ان کو رخصت کا حق ہے

پینشن کا حق ہے security of service اور security of rights بھی ہے - یہ تو ہے اساتذہ کو فائدہ اور طلباء کو یہ فائدہ ہوا ہے - یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ناکام ہوئی ہے تو طلباء کو یہ فائدہ ہوا ہے کہ پہلے ان سے زبردست فیسیں وصول کی جاتی تھیں اور 60 قسم کے چندے وصول کیے جاتے تھے - کیا کیا پیسے بٹورے جاتے تھے - وہ اب ان سے وصول نہیں کیے جاتے ہیں تو نہ صرف اساتذہ کو بلکہ طلباء کو بھی فائدہ ہوا ہے - اب اس میں ترمیم کیوں کی جا رہی ہے وہ اس لیے کی جا رہی ہے کہ اگر آپ بالکل original مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 دیکھیں تو اس میں 9 ، 10 اور 11 تین کلازز تھیں جو کہ شروع میں مارشل لاء ریگولیشن بنانے والوں نے اس میں ایسی چیزیں ڈال دیں کہ جس میں گورنمنٹ جہاں ان کے assets لے رہے تھے - وہاں liabilities بھی لے رہی ہے - گورنمنٹ وہ suits جو کہ management کے خلاف چل رہے تھے - ان کو اپنے ذمہ لے رہی تھی اور تیسرے یہ کہ گورنمنٹ ان کے تمام contracts کو honour کر رہی تھی - ہم نے اس وقت دیکھا کہ اگر ہم اس میں چلے گئے تو یہ اتنا بڑا کام ہے اور پہلی دفعہ ہماری گورنمنٹ نے کرنا ہے تو ہم بہت سی legal complications میں پڑ جائیں گے تو یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ ہم پھر ایک ترمیم لائے - جس میں ہم نے 9 ، 10 اور 11 پیراگراف کو بالکل delete کروا دیا اور ایک پیراگراف جس میں کہ ہم assets اور liabilities دونوں لے رہے تھے - ہم نے liabilities نہیں لیں اور assests لے لیے - اب یہ تو تھا مارشل لاء کے تحت جب کہ بنیادی حقوق نہ تھے - اب جب کہ نیا آئین - مستقل آئین enforce ہے - اس کے مطابق صوبائی اور مرکزی محکمہ قانون نے اپنے اپنے قوانین دیکھے ہیں کہ کون سے ایسے قوانین ہیں جو کہ مارشل لاء کے زمانہ میں بنے تھے اور اب fundamental rights سے ان میں conflict آتا ہے تو اس conflict کو resolve کرنے کے لیے جہاں پر پہلے گورنمنٹ کو open powers تھیں کہ وہ کسی سکول کو جب مرضی آئے لے لے - کسی سکول کے متعلق جو مرضی آئے نوٹیفیکیشن کر دے - کوئی شخص بند نہیں کر سکتا ہے - کوئی شخص پراپرٹی ٹرانسفر نہیں کر سکتا ہے - اب چونکہ آئین کے تحت یہ سارے اختیارات ایک فرد واحد کو حاصل ہیں ، اس لیے

legislation پہلی contradiction ہو رہی ہے۔ only to that extent میں اور fundamental rights میں جو کہ نئے آئین میں provide کیے گئے ہیں only to that extent اس میں ترمیم کی جا رہی ہے اور یہاں یہ کہا جا رہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم انقلابی اقدام نہیں کر رہے ہیں اور آئندہ شاید ہم کبھی نیشنلائزیشن نہیں کریں گے یا پہلے جو کر چکے ہیں اس کو ڈی نیشنلائزیشن کرنا چاہتے تھے تو میں مثال دینا چاہتا ہوں کہ اگست 1973ء میں نیا آئین نافذ ہوا اور ستمبر 1973ء میں ہم نے گھی کی صنعت نیشنلائز کی ۔ یہ مثال میں اس لیے دے رہا ہوں کہ کوئی انقلابی اقدام ختم نہیں ہوئے ہیں ۔ اس گورنمنٹ کی خاص واضح پالیسی ہے فیڈرل گورنمنٹ اور پراونشل گورنمنٹ کے پاس اختیارات ہیں کہ جب کبھی مفاد عامہ میں کوئی کام کرنا ہوگا ۔ اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور میں نے گھی کی نیشلائزیشن کی مثال دی ہے جو واضح مثال ہے حالانکہ اس وقت آئین نافذ تھا لیکن جب گورنمنٹ نے یہ سوچا کہ مفاد عامہ کے تحت فلاں کام ضروری ہے تو ہم نے کیا ۔ اس لیے جناب والا ! نیشنلائزیشن کی پالیسی ناکام نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ کامیاب ہوئی ہے نہ ہم اس کو ڈی نیشنلائز کر رہے ہیں اور نہ اس میں کوئی گارنٹی ہے کہ آئندہ نیشنلائزیشن نہیں کی جائے گی ۔ اس میں صرف وہ conflicts جو کہ fundamental rights نئے آئین نے دیے ہیں اور پہلے مارشل لاء ریگولیشن میں موجود تھے ۔ ان کو remove کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجالس قائمہ میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے اراکین اسمبلی کا انتخاب

مسٹر سپیکر : اب مجھے ایک اعلان کرنا ہے ۔ مختلف مجالس قائمہ میں کئی ایک وجوہ سے 17 آسامیاں خالی ہیں ۔ جن کے لیے انتخاب عمل میں آنا ضروری ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قواعد

نمبر 121 اور 124 کے تحت نائب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف میں اس انتخاب کے سلسلے میں مکمل اتفاق ہے - اس لیے مندرجہ ذیل ارکان اسمبلی کو ان کے نام کے سامنے درج مجالس قائمہ کا منتخب رکن قرار دیا جاتا ہے -

No.	Name of the Member	Standing Committee
1.	Mr. Sher Muhammad Bhatti	Labour.
2.	Mirza Khaliq Hussain.	
3.	Ch. Talib Hussain	Law & Parliamentary Affairs
4.	Malik Mukhtar Ahmad Awan	
5.	Ch. Mumtaz Ahmad Kahloon	
6.	Malik Hakmeen Khan.	Agriculture, Planning & Developmet.
7.	Main Muhammad Afzal Watoo	Home Affairs.
8.	Mian Muhammad Riaz	Local Government, Social Welfare & Auqaf.
9.	Dr. Ghulam Bilal Shah.	
10.	Babu Muhammad Hanif (Murree)	Transport.
11.	Mehr Umar Hayat Sial	Industries & Mineral Developmet.
12.	Ch. Muhammad Irshad	Education
13.	Mr. Munir Ali Harl.	SGA & Information.
14.	Mian Sardar Ahmad Owaisi	Finance.
15.	Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa	Health
16.	Mian Iftikhar Ahmad Tari	
17.	Mr. Abdul Hafeez Kardar	Communication and Works.

مسودہ۔ قانون

مسودہ قانون ترمیم پنجاب تحویل زمی سکول و کالج بصدرہ 1976ء

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر: اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے۔

سید تابش الوری: میں مخالفت کرتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں مخالفت کرتا ہوں۔

چوہدری طالب حسین: میں مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر نذر حسین منصور: میں مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: مسٹر نذر حسین منصور۔

مسٹر نذر حسین منصور: جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا۔

شیخ عزیز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس کلاز پر کوئی ترمیم اپوزیشن کی طرف سے نہیں آئی ہے۔ they have only opposed اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ کلاز کی مخالفت کرنے پر تمام کے تمام ممبران اس پر تقاریر کر سکیں گے۔

وزیر قانون: principles تو پہلے discuss ہو گئے ہیں۔

شیخ عزیز احمد: میرے پاس رولنگ نہیں ہے جو میں quote کرتا۔

مسٹر سپیکر: آپ مجھے satisfy کرا دیں کہ یہ کلاز sufficiently discuss ہو گئی ہے تو I can exercise my powers, I will consider it آپ نے وہ filibuster لفظ سنا ہے that is admissible in paliamentary affairs. اس پر آپ کا استحقاق ہے آپ جو کرنا چاہیں کریں you can satisfaction میری ایک ہے اگر ان کا یہ احساس ہے follow the rules. I will he can do it and avail the provision of the rules. مگر also be interested اگر آپ کے ذہن میں کوئی کتاب یا کوئی اقتباس ہو تو مجھے دے دیں۔ I will study it.

مسٹر نذر حسین منصور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں اس ترمیمی بل کو قائم اور خرابیوں کو بموجود جس طرح

تیزی سے ہم پاس کر رہے ہیں ۔ ان تمام حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ گذارش کروں گا کہ حکومت تین وجوہات کی بناء پر کوئی گزٹ نوٹیفیکیشن نہیں کرے گی اور وہ وجوہات یہ ہیں ۔

(i) genuinely benevolent ;

(ii) gazette notification ,

(iii) non-commercial basis ; and

(iv) genuinely philanthropic basis.

اس کلاز میں یہ تین وجوہات دی گئی ہیں کہ اگر یہ وجوہات ہوں گی تو گورنمنٹ کوئی نوٹیفیکیشن جاری نہیں کرے گی کہ وہ سکول یا کالج گورنمنٹ کی تحویل میں لیا جائے ۔ جناب سپیکر ! اگر یہ بات ہے تو پھر میں گذارش کروں گا کہ جو حکومت تعلیم کی حالت بہتر بنانا چاہتی ہے ۔ جو سکول اور کالجز اپنی تحویل میں لے کر تعلیمی معیار بلند کرنا چاہتی ہے اور جو تعلیمی اداروں کو بہترین طریقے سے چلانا چاہتی ہے تو جناب والا ! تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اگر یہ ادارے قومیائے گئے ہیں اور اگر یہ حقیقت ہے تو پھر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ادارے proper standard maintain نہیں کریں گے یا نان کمرشل basis کی یہ جو وجہ رکھی گئی ہے اور اس کے تحت جو ادارہ چل رہا ہوگا تو اس کو گورنمنٹ کیوں اپنی تحویل میں نہیں لے گی ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام تعلیمی اصلاحات پر ایک ضرب کا ی ہے ۔ اس لیے کہ جو ادارہ غیر معیاری ہے یا نان کمرشل basis پر نہیں چل رہا یا جس کو non commercial baies کی وجہ سے اور اس کے نوٹیفیکیشن کے ذریعے آپ اپنی تحویل میں نہیں لینا چاہتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ unless کا لفظ بھی پڑھ لیں ۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ یہ تین شرائط پوری نہیں کر رہے کہ genuinely benevolent نہیں رہے یا philanthropic نہ رہے یا non-commercial basis پر وہ نہ رہے تو وہ نیشنلائز نہیں کیے جائیں گے ۔

plesse don't argue to the contrary.

اگر یہ تین شرائط پوری ہوتی رہیں تو پھر وہ نیشنلائز نہیں کیے جائیں گے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, may. I explain it.

مسٹر سپیکر : آپ کی باری بھی آ جائے گی -

اچھا جی - مسٹر نذر حسین منصور -

مسٹر نذر حسین منصور : تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو تین وجوہات دی گئی ہیں تو اگر کسی پرائمری سکول یا کالج میں یہ خرابیاں پیدا ہو جائیں تو گورنمنٹ اس کو اپنی تحویل میں لے لے گی -

مسٹر سپیکر : ابھی تو آپ اس کا الٹ کہہ رہے تھے -

مسٹر رؤف طاہر : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - کورم نہیں ہے - گھنٹیاں بجائی جائیں - - - گھنٹیاں بجائی گئیں - پانچ منٹ ہوگئے ہیں اور ابھی تک کورم پورا نہیں ہوا - اس لیے اجلاس کی کارروائی شام ساڑھے پانچ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کی کارروائی شام ساڑھے پانچ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی) -

شام کی نشست

(مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کلاز 3 میں - - -

مسٹر عبدالرحمان جامی : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - - گنتی کی گئی - - - - کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں - - - - گھنٹیاں بجائی گئیں (پانچ منٹ تک گھنٹیاں بجتی رہیں) -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - - گنتی کی گئی - - - کورم پورا نہیں -

The House is adjourned for 15 minutes.

نماز کا وقت بھی ہو جائے گا -

It shall re-assemble at 6-45 p.m.

(اسمبلی کی کارروائی 6.45 شام تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : ایوان میں کورم نہیں ہے -

The House is adjourned. It shall re-assemble at 8.30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کی کارروائی 13 اپریل 1976ء بروز منگل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

منگل ۔ 13 اپریل 1976ء
(سہ شنبہ ۔ 12 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۚ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۚ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ۝

پ ۱۶ ـــــ س ۲۰ ـــــ رکوع ۱۰ ـــــ آیات ۱۳۱ تا ۱۳۲

اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں طرح طرح کی آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ اس میں ان کی آزمائش کریں۔ ان پر تعجب کی نظر نہ کرنا۔ اور تمہارے پروردگار کی عطا کی ہوئی روزی تو بہت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

اور تم اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر قائم رہو۔ ہم تم سے روزی نہیں مانگتے بلکہ روزی تو ہم تمہیں دیتے ہیں۔ اور اچھا انجام تو اہل تقویٰ ہی کا حصہ ہے۔ اور لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے تو کیا ان لوگوں کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی؟

وصدق اللہ العلی العظیم

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ سردار محمد عاشق ۔

صوبہ میں ہندوستانی سمگلروں کی گرفتاریاں

***4720 ۔ سردار محمد عاشق ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1973ء تا یکم دسمبر 1973ء پنجاب پولیس نے صوبہ پنجاب کی حدود سے کتنے ہندوستانی سمگلر گرفتار کیے ۔

(ب) گرفتار شدہ سمگلروں کے قبضہ سے کل کتنی مالیت کا سامان قبضہ میں لیا گیا اور اس کی نوعیت کیا تھی ۔

(ج) گرفتار شدہ سمگلروں میں سے کتنے ملزموں کے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ کتنی سزا ہوئی نیز کتنے مقدمات زیر سماعت عدالت ہیں ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سمگلروں کو تحفظ اور پشت پناہی کرنے والوں کو بھی گرفتار کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) 55 سمگلر گرفتار کیے گئے جن میں 12 پاکستانی بھی ہیں ۔

(ب) کل مالیت 5,19,585 روپے ۔
نوعیت ۔ پان ۔ کتھا ۔ گری ۔ بادام ۔ اونگ ۔ لال مرچ ۔ سرسوں کا تیل ۔ چھالیہ ۔ الائچی ۔ چرس ۔ کیمیکل پاؤڈر ۔ اونٹ اور ہندوستانی کرنسی ۔

(ج) ان سب کے مقدمات عدالت میں زیر غور ہیں ۔

(د) سمگلروں کی پشت پناہی کرنے والے افراد کو گرفتار کر کے ان کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! 1973ء سے لے کر اب تک ان مقدمات

کا کوئی تصفیہ نہیں ہوسکا تو کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ایسے کوئی اقدامات کیے جائیں گے کہ آئندہ مقدمات کے فیصلے جلد از جلد کرائے جاسکیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا : مجھے اس بات کا احساس ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ سمگلر جو ہیں۔ ان میں سے کچھ ضمانت پر رہا ہو جاتے ہیں۔ پھر کبھی ملزم نہیں ملتے۔ کبھی گواہ جو ہوتے ہیں وہ ٹھیک طرح سے تعاون نہیں کرتے۔ ان کو prosecute کرنے میں بہت مشکلات ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس میں دیر لگ جاتی ہے۔ یہ بات جب میرے نوٹس میں آئی تو میں نے محکمے کو ہدایات کی ہیں مزید اس قسم کے اقدامات کیے جائیں کہ آئندہ اس قسم کے مقدمات کو expeditiously dispose of کیا جاسکے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا : وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پشت پناہی کرنے والوں کے خلاف ڈی پی آر کے تحت کارروائی کی جاتی ہے اور کی گئی ہے۔ کیا وزیر موصوف ان کے نام بتا سکیں گے کہ وہ کتنے افراد ہیں جن کا پشت پناہی میں ڈی پی آر کے تحت چالان کیا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس کے لیے الگ سوال کی ضرورت ہوگی کیونکہ اس سوال میں اس قسم کے کوائف نہیں مانگے گئے تھے لیکن میں یہ کوائف دے سکتا ہوں اگر فاضل رکن الگ سوال دے دیں۔

مسٹر سپیکر : دو چیزیں انہوں نے پوچھی ہیں ایک تعداد پوچھی ہے اور دوسرا نام پوچھا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! عجیب بات یہ ہے کہ یہ جو لسٹ انہوں نے پیش کی ہے یہ کہاں سے دے دی ہے یا تو ان کو محکمے نے صحیح اعداد و شمار پیش نہیں کیے ہیں۔ آخر فائل تو ان کے پاس موجود ہوگی۔

وزیر خزانہ : اگر آپ سوال کا جزو (د) پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کیا پوچھا گیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : میں نے پڑھا ہے۔

وزیر خزانہ : میں نے اس کو پڑھا ہے آپ نے نہیں پڑھا۔ آپ (د) جز پڑھ دیں تاکہ سب لوگ سن لیں کہ آپ کونسا سوال کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات بھی ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا : اگر تو ہ نام پوچھتے پھر تو بات تھی - اگر نام اور پتے آپ کو چاہئیں تو اس کے لیے ایک اچھی خاص لسٹ آئے گی -

مسٹر سپیکر : لک صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ان کا ضمنی سوال اس سے بنتا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ایک چیز کی تصحیح ڈاکٹر صاحب اور فرما دیں کہ مقدمات زیر غور ہیں یا زیر سماعت ہیں -

وزیر خزانہ : زیر سماعت ہیں -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ایک سال ہو گیا ہے اور کسی مقدمے کا فیصلہ نہیں ہوا - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 74-1973ء کے مقابلہ میں موجودہ حکومت کے دور میں بہت زیادہ سمگلنگ ہو رہی ہے - کیا حکومت نے کوئی واضح اقدامات کیے ہیں؟

Mr. Speaker : I cannot accept this question.

صوبہ میں ٹیلیفون کے تاروں کی چوری کی وارداتیں

*4723 - **سردار محمد عاشق** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں ٹیلیفون کے تار چوری کرنے کی وارداتیں اکثر ہوتی رہتی ہیں -

(ب) یکم جنوری 1973ء تا 31 دسمبر 1973ء صوبے کے تھانوں میں مذکورہ تار چوری کرنے کے کتنے مقدمات درج ہوئے -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ مذکور میں کچھ تار چوروں سے برآمد ہوئی - اگر ایسا ہے تو کتنوں کو سزا دی گئی اور ان میں سے کتنے بری ہوئے -

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ مذکور میں تار چوروں کا پولیس کے ساتھ مقابلہ بھی ہوا - اگر ایسا ہے تو اس میں کتنے تار چور ہلاک ہوئے اور کتنے پولیس افسران کی جانیں ضائع ہوئیں -

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ چوری شدہ تار خریدنے والے افراد بھی گرفتار ہوئے ۔ اگر ایسا ہے تو انہیں کیا سزائیں ہوئیں ۔ اگر وہ گرفتار نہ کیے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) وارداتیں ہوتی ہیں مگر اکثر نہیں ۔

(ب) نو سو سینتالیس (947)

(ج) جی ہاں ۔ کچھ تار برآمد کی گئی ان میں سے دو سو تیس (230) کو سزائیں ہوئیں ، باقی (90) بری ہوئے اور باقی کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں ۔

(د) اس قسم کے مقابلہ میں سات (7) تار چور ہلاک ہوئے کسی پولیس آفیسر کی جان ضائع نہیں ہوئی ۔

(ہ) چوری کا تار خریدنے والے بھی گرفتار ہوئے اور جرم ثابت ہونے پر قانون کے مطابق انہیں سزائیں دی گئیں ۔

چوہدری انور الحق : جناب والا ! جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قانون کے مطابق انہیں سزائیں دی گئیں ۔ میں تفصیل طلب کرنا چاہتا ہوں کہ سزا کی نوعیت کیا ہے ۔ قید ہے ، جرمانہ ہے یا کیا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! سزاؤں کی نوعیت یہ ہے کہ قید بتوں حال یا اس سے کم بمعہ جرمانہ ایک ہزار روپے یا صرف جرمانہ بیس ہزار روپے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو قانون ہے ۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کو کس قسم کی سزا ہوئی ہے ۔ جرمانہ ہوا ہے یا خالی قید ہوئی ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! ایسے چالیس اشخاص ہیں ۔ اگر آپ کہیں تو اس کی تفصیل میں فراہم کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : جواب میں تو لکھا ہوا ہے کہ 230 کو سزائیں ہوئیں ہیں ۔

وزیر خزانہ : فاضل ممبر غالباً ان افراد کا نام پوچھ رہے ہیں جو تار

خریدنے والے ہیں ۔ اگر فاضل ممبر مناسب سمجھیں تو اس سوال کو دھرا دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اگر مناسب سمجھیں تو کل کسی وقت اس کا جواب دے دیں ۔

وزیر خزانہ : کل تک تو جناب والا ! شائد ممکن نہ ہو چند روز کے اندر اندر جواب دے دوں گا۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسی اجلاس کے دوران آپ اس کا جواب دے دیں گے تو پھر میں اسے نہیں دھراتا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل رکن اگر شارٹ نوٹس سوال بنا دیں تو میں اسی ہفتہ اس کا جواب دے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : لک صاحب آپ شارٹ نوٹس سوال دے دیں وزیر موصوف جواب دے دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ کے نوٹس میں بھی آگیا ہے اور وزیر موصوف نے بھی کہہ دیا ہے ۔ اب اس کی مزید میرے خیال میں کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک کی ضابطے کی بات ہے repeat کرنے میں تو بہت دن لگ جائیں گے یعنی اگر سوال next turn پر آئے گا تو پھر بھی پندرہ دن لگ جائیں گے اور شارٹ نوٹس سوال میں تین چار دن میں آپ کا جواب آجائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جب یہ جواب دیں تو پوری تفصیل کے ساتھ آنا چاہیے ۔

صوبہ میں آتش بازی اور پتنگ بازی بنانے والوں کی تعداد

***5453 ۔ ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبے کے تمام تھانوں اور پولیس چوکیوں کو اس بارے میں ہدایت ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں آتش بازی اور پتنگ بنانے اور ان کے بارے میں کاروبار

کرنے والوں کا ریکارڈ رکھیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ میں آتشبازی اور پتنگیں بنانے اور ان کا کاروبار کرنے والوں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) پولیس چوکیوں اور تھانوں کو آتشبازی بنانے اور اس کا کاروبار کرنے والوں کا ریکارڈ رکھنے کی ہدایات ہے جبکہ پتنگ بنانے اور اس کا کاروبار کرنے والوں کے متعلق ایسی کوئی ہدایات نہیں۔

(ب) صوبہ میں آتشبازی بنانے والوں کی تعداد تین سو اڑسٹھ (308) ہے اور کاروبار کرنے والوں کی تعداد تین سو اٹھاسی (388) ہے۔

ملک شاہ محمد محسن : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ پتنگ بازی اور آتش بازی کو بند کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : ملک صاحب یہ کیسے ضمنی سوال بنتا ہے ؟

ملک شاہ محمد محسن : جناب والا ! یہ بڑی بنیادی بات ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ ٹھیک ہے۔ مگر سوال میں پالیسی کے متعلق کوئی اشارہ تک نہیں کیا گیا ہے۔ اگر تو آپ یہ پوچھیں کہ کس ضلع میں کتنے آتش بازی بنانے والے ہیں۔ کس ضلع میں سب سے زیادہ ہیں۔ کس ضلع میں سب سے کم ہیں تو اس طرح بڑا اچھا ضمنی سوال ہوگا۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ پولیس کو کوئی ایسی ہدایت دی گئی ہے کہ اس قسم کا کاروبار شہری آبادی کے اندر نہیں ہونا چاہیے اور اگر ایسی پابندی موجود ہے تو کیا حکومت کوئی اقدامات کر رہی ہے کیونکہ اس کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ گنجان آباد علاقوں میں آتش بازی بنانے کے لیے اجازت نہیں ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! جیسا کہ آپ نے خود ہی فرما دیا ہے

جب اس کا لائسنس بیجنے کا اور بنانے کا ملتا ہے اس میں بہت سی پابندیاں ہوتی ہیں اور وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم کسی ایسی آبادی میں یہ کام نہیں کریں گے بلکہ اس کے لیے ایک خاص جگہ ہوگی ۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو اس سلسلہ میں پولیس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ اس کا چالان کرے ۔ اگر فاضل رکن کسی خاص جگہ کے سلسلہ میں میرے علم میں بات لائیں کہ ان شرائط کے خلاف کام ہو رہا ہے تو ہم اس کا نوٹس لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! نوٹس میں لانے کا طریقہ کار کیا ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : آپ فاضل وزیر کو کسی وقت مل سکتے ہیں ۔ اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

لاہور میں گداگروں کی تعداد

*5455 ۔ ملک شاہ حسن : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور پولیس نے 1973ء کے دوران کتنے افراد کا گداگری کے الزام میں چالان کیا اور ان میں بوڑھے ۔ جوانوں ۔ معذوروں ۔ بچوں اور خواتین گداگروں کی تعداد کیا تھی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : کوئی چالان نہیں کیا گیا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا حکومت پنجاب کوئی ایسی سکیم بنا رہی ہے جس سے گداگری کا سدباب کیا جا سکے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! گداگری کسی تعزیری قانون سے نہیں رک سکتی بلکہ یہ معاشرتی تبدیلیوں سے رک سکتی ہے جو اوپر بتائے پر شروع کی جا چکی ہیں ۔ دنیا کے کسی ملک میں قانون سے گداگری ختم نہیں ہوئی بلکہ مفاہی اور معاشرتی تبدیلیوں سے ختم ہوئی ہے جس کی ابتداء کی جا چکی ہے ۔ اور جوں جوں ان کے نتائج برآمد ہوں گے اسی قدر گداگری ختم ہوتی چلی جائے گی ۔

قتل کے مقدمات کے لیے سیشن ججوں کی تقرری

*6117 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اس وقت صوبہ میں کتنے قتل کے مقدمات عدالتوں میں فیصلہ طلب ہیں ۔

(ب) کیا حکومت ان مقدمات کے فیصلے فوری طور پر کرانے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ سیشن جج صاحبان کی تعداد کم ہے اور مقدمات زیادہ ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے سیشن ججوں کی تعداد کب تک بڑھائی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 31 ۔ اکتوبر 1975ء تک 1649 قتل کے مقدمات فیصلہ طلب تھے ۔

جناب والا ! جزو (ب) اور جزو (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کونسے اقدامات کیے گئے ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قانونی اصلاحات کے تحت مجسٹریٹ ختم ہو گئے ہیں ۔ اور اب commitment proceedings by trial Magistrate. براہ راست سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج کریں گے اور اس کی وجہ سے جو چھ سے بارہ مہینے لگ جاتے تھے وہ دیر ختم ہو جائے گی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ سیشن جج اور ایڈیشنل سیشن جج کی آسامیوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ یکم جولائی 1976ء سے ان کی تعداد 33 سے بڑھا کر چالیس کر دی گئی تھی ۔ اب اس وقت پچاس ہیں ۔ انیس سیشن جج ہیں اور 31 ایڈیشنل سیشن جج ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! یہ جو تعداد دی گئی ہے وہ فیصلہ طلب مقدمات میں کتنے عرصہ تک فیصلہ کر لیں گے ؟

وزیر خزانہ : پہلے اسی نوعیت کے سوال پوچھے گئے تھے کہ فلاں سن سے لے کر فلاں سن تک کتنے مقدمات فیصلہ طلب ہیں تو اس وقت میں نے جو جواب دیا تھا اس میں ساری تفصیل دی گئی تھی ۔ اس وقت سوال کے جزو (الف) کے متعلق ضمنی سوال فاضل رکن پوچھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : فاضل رکن جو ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں کیا اس کی تفصیل دی جا چکی ہے ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں ۔ لیکن اس وقت جو سوال تھا وہ یہ تھا ۔ (الف) اس وقت صوبہ میں کتنے قتل کے مقدمات عدالتوں میں فیصلہ طلب ہیں ،، اور یہ سوال جب موصول ہوا ہوگا تو ہم نے اکتوبر 1975ء کے مطابق یہ جواب دیا ہے ۔ اگر اس نوعیت کا سوال ہوتا جیسے میں جواب دے چکا ہوں کہ فلاں سال سے کتنے مقدمات فیصلہ طلب ہیں فلاں سال کے کتنے مقدمات فیصلہ طلب ہیں ۔ چار سال سے کتنے فیصلہ طلب ہیں ۔ تین سال سے کتنے ہیں ۔ دو سال سے کتنے ہیں ان کا جواب میں الگ الگ دے چکا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کہتے ہیں 'ہاں' پھر تو دوسرا سوال نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس مسئلہ پر غور کریں گے کہ مقدمات کے فوری فیصلہ کے لیے سیشن ٹریبونل یا ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت ٹریبونل بنائیں ۔ ڈاکوؤں اور قاتلوں کے لیے ڈی ۔ پی ۔ آر بنائیں اور سیاسی کارکنوں کو ڈی ۔ پی ۔ آر میں نہ الجھائیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جتنے سماج دشمن عناصر ہیں ۔ ان کے خلاف ڈی ۔ پی ۔ آر اس حد تک استعمال ہوتا ہے جس حد تک ہونا چاہیے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ مزید سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج لگانا یا ان کی تعداد بڑھانا حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! موجودہ سال کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے ۔ اگلے سال کے بجٹ کے راز میں افشا نہیں کر سکتا ۔

ضلع جہلم میں سیشن ججوں ۔ سول ججوں اور مجسٹریٹوں کی تعداد

***6174 ۔ مرزا فضل حق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع جہلم کی دیوانی اور فوجداری عدالتوں میں کتنے سیشن جج اور کس کس درجہ کے سول جج اور مجسٹریٹ متعین ہیں ۔

(ب) مذکورہ ضلع میں ایک سول جج و سیشن جج اور مجسٹریٹ کے لیے ایک ماہ میں کتنے مقدمات کا فیصلہ کرنا مقرر ہے - اگر کوئی تعداد مقرر نہیں تو کیا یہ درست ہے کہ فیصلوں کی تعداد ان کی صوابدید پر منحصر ہے -

(ج) کیا حکومت ایسے اقدامات پر غور کر رہی ہے کہ دیوانی و فوجداری مقدمات کا جلد فیصلہ کیا جائے - اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) :

(الف) ضلع جہلم کی دیوانی عدالتوں میں مندرجہ ذیل افسر کام کر رہے ہیں -

سیشن جج	ایک	ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ	ایک
سینئر سول جج	ایک	اے ڈی سی (جی)	ایک
سول جج درجہ اول	ایک	ای اے سی (آر)	ایک
سول جج درجہ دوم	دو	مجسٹریٹ درجہ اول	پانچ
سول جج درجہ سوم	تین	مجسٹریٹ درجہ دوم	ایک
		سپیشل / اعزازی مجسٹریٹ	ایک

ضلع کی فوجداری عدالتوں میں مندرجہ ذیل افسر کام کر رہے ہیں -

(ب) (1) ایک ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کو ایک ماہ میں 75 پوئنٹ حاصل کرنا ہوتے ہیں - جب کہ ایک سول جج کو ایک ماہ میں 60 پوئنٹ حاصل کرنے ہوتے ہیں -

(2) فل ٹائم مجسٹریٹ کے لیے 75 پوئنٹ -
پارٹ ٹائم مجسٹریٹ کے لیے 50 پوئنٹ -

(ج) جی ہاں - ضلع جہلم میں فوجداری مقدمات کے جلد تصفیہ کے لیے جون 1974ء میں مزید تین مجسٹریٹ مقرر کئے جا چکے ہیں - دیوانی مقدمات کے لیے سات سول جج اور ایک سیشن جج مقرر ہیں جب کے سول ججوں کی منظور شدہ تعداد پانچ ہے اور ایک مزید سول جج مقدمات کے جلد فیصلہ کے لیے مقرر کیا گیا ہے -

جناب والا ! یونٹ کا حساب یہ ہے کہ قتل کے مقدمے کے 6 یونٹ ۔ ایک دیوانی متنازعہ مقدمہ کا فیصلہ ایک یونٹ اور دو دیوانی غیر متنازعہ مقدمات کا ایک یونٹ ہوتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ یونٹ کا سلسلہ کب سے چلا آ رہا ہے ۔ اس میں مزید اضافہ یا کمی بیشی کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

سپیکر : یہ اس کا سپلیمنٹری نہیں بنتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پارٹ ٹائم مجسٹریٹ سے کون سے مجسٹریٹ مراد ہیں ۔

وزیر خزانہ : اعزازی مجسٹریٹ ۔

راجہ محمد افضل : مذکورہ افسران کو حکومت سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر سکتی ہے یا نہیں ؟

سپیکر : میں اس میں کیا عرض کر سکتا ہوں ۔

ضلع جہلم کے سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت کے الزام میں کارروائی

***6178 ۔ مرزا فضل حق** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع جہلم میں متعین کتنے سرکاری ملازمین کے خلاف یکم جنوری 1973ء تا 30 اپریل 1974ء صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی نے رشوت کے الزام میں تفتیش کی اور تفتیش کے نتیجہ کے طور پر کتنے افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی کی سفارش کی گئی ۔ کتنے افراد کے چالان مکمل کر کے سپرد عدالت کیے گئے اور کتنے اشخاص کی ملازمت سے جبری ریٹائرمنٹ کی سفارش کی گئی ۔

(ب) ضلع جہلم میں آج کل کتنے گزیٹڈ آفیسرز ۔ آفس سپرنٹنڈنٹس ۔ ہیڈ کلرک اور پٹواریوں کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی تفتیش میں مصروف ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی نے یکم جنوری 1973ء تا 30 اپریل 1974ء ضلع جہلم میں متعین 23 سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت ستانی کے الزام میں تفتیش کی اور تفتیش کے نتیجہ کے طور پر چار سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی سفارش کی - چار افراد کے چالان مکمل کر کے سپرد عدالت کیے اور کسی شخص کی ملازمت سے جبری ریٹائرمنٹ کی سفارش نہیں کی -

(ب) ضلع جہلم میں آج کل 2 (دو) گزیٹڈ افسران اور 4 (چار) پٹواریوں کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی تفتیش میں مصروف ہے - کسی آفس سپرنٹنڈنٹ اور کسی ہیڈ کلرک کے خلاف کوئی مقدمہ زیر تفتیش نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جن لوگوں کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوتی ہے، اس کی نوعیت کیا ہے؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے سفارش کی ہے -

وزیر خزانہ : میں نے عرض کی ہے کہ جس قسم کی جنرل نوعیت کا سوال پوچھا گیا ہے، فاضل رکن اس سے کیا چاہتے ہیں؟

چوہدری امان اللہ لک : کس نوعیت کی سفارش ہوتی ہے - بڑی کر دیا جائے یا سزا دی جائے یا کارروائی کی جائے؟

وزیر خزانہ : یہ دو نوعیت کی ہیں - مثلاً 4 سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لیے لکھا گیا ہے - اس کی ایک خاص نوعیت ہوتی ہے - چارج شیٹ ہوتی ہے، جواب دیتے ہیں، پھر کچھ حقوق ہوتے ہیں، جس کے تحت کارروائی ہوتی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ دریافت کروں گا کہ اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود ابھی تک محکمہ انسداد رشوت ستانی تفتیش میں مصروف ہے تو یہ کب تک تفتیش مکمل ہوگی؟

مسٹر سپیکر : عرصہ گذر جانے سے کیا مراد ہے -

چوہدری امان اللہ لک : سوال میں دیا گیا ہے کہ 1973ء تا 1974ء

محکمہ انسداد رشوت ستانی نے تفتیش کی ۔

مسٹر سپیکر : جزو (ب) کا 1973ء اور 1974ء سے تعلق نہیں ہے ۔ ''آج کل'' کا لفظ لکھا ہے ، یہ بڑا واضح لکھا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جن کی آج کل تفتیش زیر غور ہے ، ان کے خلاف کارروائی کب تک مکمل ہوگی ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جتنا طریقہ گندہ ہے ، اس میں سالہا سال لگ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی بات درست ہوگی ۔ مگر یہ موقعہ سوال کرنے کا ہے اور نہ جواب دینے کا ۔ ڈاکٹر صاحب آپ صرف اس بات کا جواب دیں کہ کب تک یہ تفتیش مکمل ہوگی ؟

وزیر خزانہ : میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ ہم اس کو جلدی کروانے کی کوشش کریں گے لیکن اس میں بہت سے قوانین ہیں ، افراد کے بہت سے حقوق ہیں جن کو وہ استعمال کرتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : موجودہ قوانین جو زیر عمل ہیں ۔ کیا ان میں حکومت ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ضمنی نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : سوال ضمنی کیوں نہیں ہے ۔ آپ جواب پڑھیں ، یہ کوئی طریقہ کار ہے جس کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر سوال یہ ہوتا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ طریقہ کار جو محکمہ انسداد رشوت ستانی کے متعلق تیار کیا گیا ہے ۔ بڑا طویل ہے اس میں بڑی مشکلات ہوتی ہیں ۔ اس میں مشکلات محکمہ والوں کو ہوتی ہیں ۔ حکومت کو ہوتی ہیں ۔ یہ آپ کا ضمنی سوال بن سکتا تھا کہ اگر یہ ایسا ہے تو کیا حکومت اس کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس کو تبدیل کرنے پر غور کرے گی ۔ لیکن آپ ایک حقیقت کے متعلق پوچھ رہے ہیں کہ کتنے آدمی پکڑے گئے ۔ کتنے آدمیوں کو سزا دی گئی اور اس کے بعد آپ پالیسی پر آ گئے ۔ یعنی انسان کی ساری زندگی کسی پالیسی پر چل رہی ہے ۔ مگر یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : لاہور گجرات جہلم سب جگہ ایک ہی قانون ہے ۔ یہ کوئی مقامی مسئلہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : بالکل آپ کی بات ٹھیک ہے ۔ سوال میں پالیسی کا آپ

نہیں پوچھا ۔ اگلا سوال سید ناظم حسین شاہ ۔

بسوں کے حادثات کی روک تھام

*6222 ۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جنوری 1972ء تا مئی 1974ء صوبہ میں بس کے حادثوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد کیا ہے ۔ تفصیل ضلع‌وار بتائی جائے ۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران حادثہ میں ہلاک ہونے والے کتنے افراد کو معاوضہ دیا گیا ۔

(ج) مذکورہ حادثات میں ملوث کمپنیوں کے نام اور بسوں کے نمبر کیا تھے ۔ حکومت نے بسوں کے حادثوں کی روک تھام کے لیے کیا انتظامات کئے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) 1973ء تک بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والوں کے اعداد و شمار علیحدہ نہیں رکھے جاتے تھے ۔ البتہ 1972ء اور 1973ء میں مختلف حادثات میں مجموعی طور پر 1645 افراد ہلاک ہوئے جنوری 1974ء تا مئی 1974ء بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد 253 ہے ۔ تفصیل گوشوارہ ضلع‌وار درج ذیل ہے :-

نمبر شمار	ضلع	1972ء ہلاک شدگان کی مجموعی تعداد	1973ء جنوری تا مئی 1974ء صرف بسوں کے حادثات میں ہلاک شدگان کی مجموعی تعداد	ہلاک ہونے والوں کی تعداد
1	2	3	4	5
1 ۔	راولپنڈی	55	89	9

1	2	3	4	5
2	جہلم	32	50	7
3	گجرات	77	71	10
4	کیمبلپور	41	44	4
5	سرگودھا	38	74	12
6	لائل پور	155	116	10
7	جھنگ	63	67	1
8	میانوالی	15	24	40
9	لاہور	156	185	33
10	گوجرانوالہ	43	140	16
11	شیخوپورہ	89	113	30
12	سیالکوٹ	28	46	19
13	ملتان	117	142	38
14	ساہیوال	128	127	37
15	مظفر گڑھ	49	25	3
16	ڈیرہ غازی خان	21	16	9
17	بہاولپور	45	27	7
18	بہاولنگر	40	25	7
19	رحیم یار خان	41	37	1

(ب) مذکورہ عرصہ میں ہلاک ہونے والے 619 مسافروں کے لواحقین نے معاوضہ کے لیے متعلقہ ضلعی کلیمز ٹریبیونل کو درخواستیں دیں 1974ء کے آخر تک ان میں سے 516 درخواستوں کا فیصلہ ہو کر متعلقہ لواحقین کو 31,38,000 روپے معاوضہ ادا ہو چکا تھا۔ مزید فیصلوں اور رقوم کے اعداد و شمار جمع کیے جا رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ حادثات میں ملوث کمپنیوں کے ناموں اور بسوں کے نمبروں سے متعلق اطلاعات جمع کی جا رہی ہیں یہ خاصا طویل کام ہے ۔ معلومات موصول ہونے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی ۔ حادثات کی روک تھام کے لیے اختیار کی جانے والی تدابیر و اقدامات مورخہ 17-3-1976 کو سوال نمبر 5018 اور مورخہ 5-4-1976 کو سوال نمبر 5936 اور 6119 کے ضمن میں ایوان کے سامنے پیش کی جا چکی ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جنوری تا مئی 1976ء حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد 293 بنتی ہے جب کہ جواب میں 253 لکھا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! 293 ہی بنتا ہے ۔ میں نے اب یہ خود جمع کئے ہیں اور میں اس کا خود ذمہ دار ہوں ۔

سید قابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ 1974ء کے بعد ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان کو اب تک کتنا معاوضہ ادا کیا گیا ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ میں نے جواب کے (ب) جزو میں عرض کی ہے کہ 1974ء کے آخر تک اتنے لوگوں کو دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد میں نے عرض کی ہے کہ مزید فیصلے اور رقوم کے اعداد و شمار جمع کئے جا رہے ہیں ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! یہ 1975-76ء ہے یعنی 1975ء کا پورا سال اور 1976ء کے چار مہینے گزر چکے ہیں تو کیا ابھی تک اعداد و شمار ہی جمع ہو رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! جو واقعات ہیں وہ تو 1974ء کے آخر تک کے ہیں ۔ اس کے بعد ان کو کلیم کرنے اور ان کے فیصلے ہونے میں کافی دیر لگ جاتی ہے جیسے کہ اب اس کا پتا چل رہا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اب تین ماہ میں حادثات میں اضافہ ہوا ہے ۔ اور کیا حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں فاضل رکن کا پورا سوال نہیں سن سکا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے پوچھا ہے کہ پچھلے چند ماہ میں بہت زیادہ حادثات ہوئے ہیں ۔ تو کیا ہلاک ہونے والوں کی تعداد بھی نسبتاً "زیادہ ہے"؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ سوال تو پوچھا نہیں گیا تھا ۔ میں اس کے متعلق وثوق سے نہیں کہہ سکتا اگر شارٹ نوٹس سوال دیا جائے تو میں اس کا جواب دے سکوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ 72ء سے 74ء کے آخر تک ہلاک ہونے والے 516 آدمیوں کو معاوضہ دیا گیا ہے اور جن لوگوں کو معاوضہ دیا گیا ہے وہ بڑی تاخیر سے دیا گیا ہے اور پھر ان کم بختوں کی کارکردگی بھی ناقابل بخشش ہے تو جناب اس کو expedite کرنے کے لیے یا accurate کرنے کے لیے وہ کونسی تجاویز ہیں جن پر حکومت غور کر رہی ہے ۔ اور اگر غور کر رہی ہے تو اس کی تفصیل بیان فرما دیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جیسے آپ نے فرمایا ہے اس کی پالیسی پر تو debate نہیں کی جا سکتی لیکن اگر فاضل رکن یہ کہیں کہ ان کو expedite کرنے کے لیے اقدام کرنے چاہئیں تو میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور محکمہ کو ہدایات جاری کر دوں گا کہ ان تمام کیسوں کو expedite کیا جائے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا بس کے حادثہ میں ہلاک ہونے والوں میں سے جو بس میں سفر کرتے ہوئے حادثے کا شکار ہو جائیں صرف ان کے وارثوں کو ہی معاوضہ دیا جاتا ہے یا وہ اشخاص جو سڑک سے گزرتے ہوئے کسی حادثے کا شکار ہو جائیں ان کو بھی بس کے مالکان معاوضہ دیتے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں ۔ وہ بھی انشورنس میں covered ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال کے (ج) جزو کو repeat کیا جائے گا اس کے متعلق جواب میں آپ نے کہا ہے کہ اس کے متعلق اطلاعات جمع کی جا رہی ہیں اور یہ خاصا طویل کام ہے ۔ ان کی اطلاعات موصول ہونے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی ۔

وزیر خزانہ : ٹھیک ہے۔

بجلی کی چوری

*6227۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں 1971ء مئی تا 1974ء کتنے لوگوں کو بجلی چوری کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ان میں سے کتنے لوگوں پر مقدمات چلائے گئے اور کتنے لوگوں کو سزا ہوئی۔ تفصیل ضلع وار دی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : اس دوران کل 94 افراد گرفتار ہوئے۔ 93 پر مقدمات چلائے گئے ایک ملزم بوجہ عدم ثبوت ڈسچارج کر دیا گیا اور 47 سزایاب ہوئے۔ ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے :-

نام ضلع	تعداد گرفتار شدگان	تعداد جن پر مقدمات چلائے گئے	تعداد سزایاب
1	2	3	4
راولپنڈی	2	2	—
جہلم	—	—	—
گجرات	8	8	2
کیمبلپور	1	1	—
سرگودھا	—	—	—
جھنگ	21	21	12
لائل پور	16	16	10
میانوالی	—	—	—
لاہور / قصور	13	13	5
گوجرانوالہ	7	7	6
شیخوپورہ	6	6	5
ملتان	4	4	2
سیالکوٹ	5	5	2

1	2	3	4
ساہیوال	6	6	2
مظفر گڑھ	—	—	—
ڈیرہ غازی خان	1	1	—
بہاولپور	4	3	1
بہاولنگر	—	—	—
رحیم یار خان	—	—	—
میزان	94	93	47

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : جناب والا ! میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبہ میں کم از کم تیس فیصد کے قریب لوگ بجلی چوری کرتے ہیں لیکن جہاں تک صرف تین سالوں میں 93 افراد کے خلاف کارروائی کی جانے کا تعلق ہے ، یہ غیر تسلی بخش ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے انسداد کے متعلق کوئی انتظام کیا جا رہا ہے ؟ جناب والا ! اگر چوری کے کیسوں کو پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس محکمہ کو ہی ختم کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا : میں فاضل ممبر کا سوال نہیں سمجھ سکا ۔

مسٹر سپیکر : وہ پوچھ رہے ہیں کہ 30 فیصد کے قریب بجلی چوری ہو جاتی ہے ۔ کیا 30 فیصد بجلی consumers چوری کرتے ہیں ؟

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : جناب والا ! 30 فیصد بجلی consumers چوری کرتے ہیں اور وہ محکمہ کے ساتھ مل کر چوری کرتے ہیں ۔ یہ بات ہر آدمی کے علم میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ کا مطلب یہ ہوا کہ بجلی کی جو ٹوٹل consumption ہے ، اس میں سے 30 فیصد چوری ہو جاتی ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : جناب والا ! کم از کم اتنی بجلی تو ضرور چوری ہو جاتی ہے اور محکمہ مل کر چوری کرواتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں ۔ کیونکہ میں نے خود واپڈا کی رپورٹ میں پڑھا تھا کہ کچھ بجلی چوری ہو جاتی ہے ، مگر کتنے فیصد ہوتی ہے وہ تو میں بھی نہیں بتا سکتا لیکن جو چوری ہوتی ہے اور جو گورنمنٹ کے نوٹس میں آتی ہے اس کے بارے میں ان لوگوں کا چالان کر دیا جاتا ہے جو اس کی چوری کرتے ہیں ۔ لیکن اب فاضل رکن کا یہ استدلال ہے کہ اس سے زیادہ لوگوں کو پکڑنا چاہیے تھا تو اس کے لیے میں ان سے یہی عرض کر سکتا ہوں کہ وہ ہماری راہنمائی کریں اور نشان دہی کریں ۔ ہم بھی محکمہ کو تیز کریں گے اور وہ اور زیادہ لوگوں کو پکڑیں گے اور سزا دیں گے ۔

سید نابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ چوری کے ان کیسوں میں خود محکمے کے کتنے افراد ملوث تھے اور کیا ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی کی گئی ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس میں اس قسم کے کوائف نہیں مانگے گئے تھے صرف ذکر چوری کرنے والے صاحبان کا ہے اور ان میں محکمے کے ملوث افراد کے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا ۔ اگر جناب والا ! یہ سوال پوچھا جاتا تو میں اس کی تفصیل حاصل کر کے ایوان میں پیش کر دیتا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! ڈاکٹر غلام بلال شاہ صاحب نے اور میں نے بھی سوال کیا تھا تو جناب والا ! ہمارا سوال تو ابھی تشنہ ہے ۔ ہمارا سوال تو یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ خود واپڈا کے ملازمین بجلی کی چوری میں ملوث ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہی میں نے عرض کی تھی کہ یہ اس سوال میں پوچھا نہیں گیا تھا ۔ اگر یہ علیحدہ سوال کے طور پر پوچھا جائے تو مجھے یہ بتانے میں کوئی دقت نہیں ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ انہوں نے خود اپنے افراد کو بھی سزا دی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ تو جنرل پوچھ رہے ہیں کہ کیا اس میں کوئی connivance ہوتی ہے ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں ۔ وقتاً فوقتاً یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ کبھی کبھی ملوث ہو جاتے ہیں ۔

زیر سماعت مقدمات میں محبوس ملزمان کی تعداد

*6634 ۔ **چوہدری نور احمد** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ کی عدالتوں میں اس وقت ایک سال سے زائد مدت کے فوجداری زیر سماعت مقدمات کی تعداد کیا ہے اور ان مقدمات میں غیر ضمانت شدہ ملزمان کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) زیر سماعت مقدمات میں دو سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد کیا ہے ۔ نیز تین ۔ چار اور پانچ سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد بھی بتائی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) صوبہ کی عدالتوں میں 31 دسمبر 1975ء تک ایک سال سے زائد مدت کے 24,301 فوجداری مقدمات زیر سماعت تھے ۔ جن میں غیر ضمانت شدہ ملزمان کی تعداد 2,582 ہے ۔

(ب) زیر سماعت مقدمات میں دو سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد 641 ۔

تین سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد 123 ۔

چار سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد 11 ۔

اور پانچ سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد 3 ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ وہ تین ملزمان جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے محبوس ہیں وہ کس جرم میں ملوث ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ کوائف میرے پاس موجود نہیں ہیں اور نہ ہی یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ ان کے کیا نام ہیں ۔ جن سوالات میں نام اور پتے بھی پوچھے گئے ہیں وہ سوالات اس کے بعد آ رہے ہیں ۔ ان میں نام بھی دیے گئے ہیں اور پتے بھی دیے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے نام نہیں پوچھے بلکہ nature کے متعلق کہا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! انہوں نے تعداد پوچھی ہے - وہ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سوال کے دو حصے ہیں - ایک یہ کہ ''فلاں زیر سماعت مقدمات کی تعداد کیا ہے ؟'' میں نے تعداد دے دی ہے دوسرا سوال کا حصہ یہ ہے کہ ''غیر ضمانت شدہ ملزمان کی تعداد کیا ہے ؟'' تو یہ تعداد بھی دے دی گئی ہے - جناب والا ! جس سوال میں نام اور پتے پوچھے گئے ہیں وہ بھی آرہے ہیں - اگر فاضل ممبر اس سلسلے میں نام اور پتے پوچھنا چاہیں وہ الگ سوال کردیں - میں نام اور پتے بھی دے دوں گا -

مسٹر سپیکر : نام اور پتے تو وہ نہیں پوچھ رہے ، وہ پوچھ رہے ہیں کہ وہ کون سے جرائم ہیں جن میں وہ ملزمان محبوس ہیں -

چوہدری امان اللہ لک : جی ہاں - میں نے یہی عرض کی ہے کہ وہ کون سے جرائم ہیں جن کے تحت ان ملزمان کو پانچ سال سے زائد عرصہ سے جیل میں رکھا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ extra-ordinary سی بات معلوم ہوتی ہے کہ مقدمہ چل رہا ہے اور آدمی پانچ سال سے جیل میں ہے - اس لیے یہ بڑا ٹیچرل سا سوال بنتا ہے کہ وہ کونسا جرم ہے جس میں وہ پانچ سال تک under trial. ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس کے لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو چیز سوال میں پوچھی گئی ہے اس کا جواب دے دیا گیا ہے - اور جو معزز رکن اب پوچھ رہے ہیں یہ اس سے اضافہ ہے - اس کے لیے الگ سوال کی ضرورت ہے - جناب والا ! جو ملزمان ہیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے - اب ہزاروں کے متعلق کسی ضمنی میٹریل میں منسٹر کو یہ نہیں بتایا جا سکتا - اس لیے آپ الگ سوال پوچھیں گے تو میں جواب آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں پھر اس ضمن میں جناب کی امداد چاہوں گا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جو سینیئر منسٹر بھی ہیں - لائق بھی ہیں اور جن کے سہارے پر یہ سارا ایوان چل رہا ہے میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ محکمہ سے اس سلسلے میں مکمل کوائف مزید حاصل کیا کریں -

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے explanation دے دیا ہے کہ اگر

مجھے ہے 24301 مقدمات کے متعلق جو پہلے سال ہی کے under trial ہیں پوچھ لیا جاتا کہ ان کے نام بتائے جائیں کہ ان کو کس جرم میں رکھا گیا تھا تو میں کیسے بتا سکتا تھا۔ اس تفصیل کے لیے تو کئی مہینے چاہئیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس سلسلہ میں۔ میں نے آپ کی اعانت چاہی ہے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے جو argument دیا ہے وہ یہی ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ دلیل اس چیز کی نشاندہی اور غمازی کر رہی ہے کہ اس میں یا تو ڈاکٹر صاحب کو مکمل کوائف مہیا نہیں کیے جاتے یا ان کا رجوع اس طرف نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب۔ آپ یہ کس دن بتا سکیں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں فاضل رکن سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں اور سپلیمنٹری میٹیریل لینا چاہیے۔ لیکن میں ان کو اتنی اطلاع دے سکتا ہوں کہ جو اب تک محبوس ہیں وہ ڈاکہ اور قتل کے الزام میں ملوث ہیں۔

مسٹر سپیکر : معزز رکن آپ سے اتنا ہی پوچھ رہے تھے۔

سید ناہض الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ایک سال سے لے کر پانچ سال کے طویل عرصہ کے لیے اتنی بڑی تعداد under trial کن وجوہ کی بنا پر ہے۔؟

مسٹر سپیکر : کونسی بڑی تعداد ہے۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! ایک سال سے 24301 مقدمات ہیں under trial ہیں۔ تین سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد 123 ہے۔ دو سال سے زائد عرصہ سے محبوس ملزمان کی تعداد 641 ہے۔ اتنے طویل عرصہ سے یہ لوگ محبوس ہیں۔ اتنے طویل عرصہ سے نہ ان کا فیصلہ ہوا ہے نہ ان کی ضمانت ہوئی ہے۔ تو کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ اتنے طویل عرصہ تک ان کو محبوس رکھنے کی کیا وجہ ہے کہ مقدمات کا فیصلہ نہیں ہو رہا یا استغاثے کی طرف سے کوتاہی ہوئی ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس میں بہت سی وجوہات ہیں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مجسٹریٹ کی تعداد میں کمی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ

پوری کر دی گئی ہے ۔ اس کے بعد سیشن جج صاحبان ہیں اور ایڈیشنل جج صاحبان ہیں ۔ ان کی تعداد میں کمی تھی وہ بھی ہر سال مالی وسائل کے مطابق بڑھائے جا رہے ہیں ۔ پھر ہمارے پاس بہت سے قوانین اس قسم کے بنے ہوئے تھے کہ اس میں بھی پروسیجر لمبا تھا ۔ اور جیسے میں نے پہلے بتایا کہ commitment proceedings by trial magistrate جو ختم ہوئی ہیں ۔ اس سے بھی چھ سے بارہ مہینے کی بلکہ کئی کیسوں میں اس سے بھی زیادہ مہینوں کی delay اب ختم ہو جائے گی ۔ پھر اس کے علاوہ بہت سے مقدمات ہوتے ہیں جن میں مدعا علیہ اور مدعی اکثر مقدمے کو مختلف وجوہات کی بنیاد پر ملتوی کروا لیتے ہیں کیونکہ پورا کریمینل پروسیجر کوڈ اس قسم کا ہے ۔ پھر اس کے بعد نظرثانی کی اپیلیں ہوتی رہتی ہیں ۔ اس کی وجہ سے بھی وہ مقدمات پھنسے رہتے ہیں ۔ پھر بعض اوقات پارٹیز ایک فاضل جج کی عدالت سے دوسری جگہ مقدمے ٹرانسفر کروا لیتی ہیں ۔ تو یہ وجوہات ہیں جن سے دیر ہوتی ہے ۔ لیکن سوائے قتل اور ڈاکے کے باقی کوئی ملزم محبوس نہیں ہے ۔ باقیوں کی اکثر ضمانت ہو جاتی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ اقدامات جو کئے گئے ہیں ان کی وجہ سے اب کیسوں کی disposal زیادہ جلدی ہو جایا کرے گی ۔

صوبہ میں پولیس چھاپہ مار پارٹیاں

*6642 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حال ہی میں پولیس حکام نے چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دی ہیں جو اچانک تھانوں میں چھاپے مار کر جائزہ لیں گی کہ درج شدہ مقدمات کے چالان عدالتوں میں کیوں پیش نہیں کئے جاتے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سال رواں میں چھاپہ مار پارٹیوں نے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں کیا کارروائی کی اور کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش کروائے ہیں نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ایسے درج شدہ مقدمات کے چالان عدالتوں میں اس سے قبل پیش نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ حقیقت نہیں البتہ ضلع کے ایس - پی - ہر چھ مہینے کے بعد ہر تھانے کا معائنہ کرتے ہیں اور ڈی - آئی جی - صاحب سال میں ایک بار اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی انسپکشن کرتے ہیں اور خاص کر جب کبھی شکایت آئے تو اس کا نوٹس لیا جاتا ہے -

(ب) سوال پیدا نہیں تھا -

قتل کی واردات کا اندراج

*6699 - **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی نعمت علی ولد رحمت اللہ پان فروش کو مین بازار حضرت داتا گنج بخش رح لاہور میں مورخہ 14-2.74 کو قتل کر دیا گیا تھا اور مقدمہ پولیس چوکی نمبر 2 لوئر مال لاہور میں درج کیا گیا تھا جس کا نمبر 26 ہے اور اس کا ضمنی نمبر 17 ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ پولیس نے ملزمان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے - اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مسمی نعمت علی ولد رحمت اللہ پان فروش پر 20 اور 21 جنوری 1974ء کی درمیانی شب مین بازار حضرت داتا گنج بخش رح لاہور میں نامعلوم ملزمان نے قاتلانہ حملہ کیا جس پر مقدمہ نمبر 26 مورخہ 21 جنوری 1974ء بجرم 307 ت - پ - تھانہ ٹی اے زکلی رجسٹر ہوا - بعد ازاں مورخہ 13 فروری 1974ء کو نعمت علی زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گیا - اس بناء پر مورخہ 13 فروری 1974ء کو بحوالہ ضمنی نمبر 10 مقدمہ ہذا بجرم 302 ت - پ - ترمیم ہوا -

(ب) تفتیش کے باوجود پولیس کو ملزمان کا پتہ نہ چل سکا - لہذا اس مقدمہ کی تفتیش سی - آئی - اے - سٹاف کے سپرد کی گئی - سی - آئی - اے - سٹاف بھی ملزمان کا سراغ لگانے میں

کامیاب نہ ہو سکا ۔ اور مورخہ 23 مارچ 1975ء کو مقدمہ ہذا کی عدم پتہ رپورٹ کر دی گئی ۔

مسافروں سے زائد کرایہ وصول کرنے والے رکشا و ٹیکسی ڈرائیوروں کے چالان

*6922 ۔ **چوہدری لال خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور شہر میں رکشا و ٹیکسی ڈرائیور مسافروں سے مقرر شدہ کرائے سے زائد کرایہ وصول کرتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس بارے میں یکم جنوری 1974ء تا یکم اکتوبر 1974ء کتنے ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا ۔ کتنوں کے کاغذات قبضے میں لیے گئے اور کتنوں کے لائسنس منسوخ کئے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں ٹیکسی ۔ رکشہ ڈرائیور ۔ مسافروں سے مقررہ کرایہ سے زائد کرایہ وصول کرتے ہیں ۔

(ب) یکم جنوری 1974ء سے یکم اکتوبر 1974ء تک 5793 چالان ہوئے ۔ کل ہونے تین لاکھ روپے جرمانہ کیا گیا اور 218 لائسنس منسوخ کئے گئے ۔ ہر چالان شدہ کیس کے کچھ کاغذات بطور ضمانت قبضہ میں لیے جاتے ہیں جو بعد میں واپس کر دیے جاتے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ہر چالان شدہ کیس کے کچھ کاغذات بطور ضمانت قبضے میں لیے جاتے ہیں ۔ وزیر موصوف اس کی تشریح فرمائیں گے کہ کون کون سے کاغذات لیے جاتے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! معزز رکن سوال کو دہرا دیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! کیا یہ حقیقت ہے کہ چالان کرتے وقت رجسٹریشن بک ۔ انشورینس سرٹیفکیٹ اور پرمٹ بھی قبضے میں لیے

لیے جاتے ہیں جبکہ پولیس کو قانون اور لاء کے تحت یہ اختیار حاصل نہیں ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! رجسٹریشن بک ۔ انشورینس سرٹیفکیٹ اور ڈرائیونگ لائسنس کے کاغذات قبضے میں لیے جاتے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : کیا وزیر متعلقہ بیان فرمائیں گے کہ موٹر وہیکلز رول کے تحت چالان کرتے وقت سوائے ڈرائیونگ لائسنس کے رجسٹریشن کے دوسرے کاغذات کو قبضے میں لے سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اگر ڈرائیور کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہ ہو تو پھر کیا آپ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں غور کریں گے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروسز کے چالان بھی ہوتے ہیں ، کیا یہ درست ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو ابھی رکشہ ٹیکسی تک محدود ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جزو (الف) میں یہ تسلیم کیا ہے کہ رکشہ و ٹیکسی والے زائد کرائے وصول کرتے ہیں ۔ یہ اس ضمن میں کیا اقدام کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ جواب جزو (ب) میں موجود ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس کے علاوہ وہ کون سے اقدامات ہیں جس سے حکومت بے بس ہوگئی ہے ؟

وزیر خزانہ : اس کا علاج تو یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کے ذرائع زیادہ کئے جائیں ۔ اس کے متعلق وزیر ٹرانسپورٹ بیان جاری کر چکے ہیں کہ وہ اقدامات کر رہے ہیں ۔ ایک تو بسوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا ہے اور خاص کر لوکل بسوں کی تعداد میں جو عام مسافروں کے استعمال میں آتی ہیں ۔ ان میں کافی اضافہ کر دیا ہے ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ڈرائیوروں کے جو لائسنس منسوخ کئے جاتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے منسوخ کیے جاتے ہیں یا کچھ عرصہ کے بعد واپس کر دیئے جاتے ہیں ؟

شیخ عزیز احمد : کیا نئی بسوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ : ایسے روٹوں پر بس نہیں جا سکتی ۔ مثلاً شاد باغ وغیرہ وہاں اضافہ کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ لائسنس کون منسوخ کرتا ہے ؟

شیخ عزیز احمد : ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کرتی ہے ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : جناب ! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : میں اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں ۔

وزیر خزانہ : یہ جرم کی نوعیت پر منحصر ہے ۔

مسٹر سپیکر : جرم کو کون determine کرتا ہے ؟

شیخ عزیز احمد : جہاں تک لائسنس کی منسوخی کا تعلق ہے وہ ڈی ۔ آئی ۔ جی کرتا ہے اور جہاں تک cancellation کا تعلق ہے وہ مجسٹریٹ کرتا ہے یا ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کرتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے پوچھا ہے کہ لائسنس منسوخ کون کرتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! جتنے چھاپے مارے جاتے ہیں اس کے ذمہ دار مجسٹریٹ ہوتے ہیں ۔ ان کا فیصلہ بھی مجسٹریٹ کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا جواب یہ ہوا کہ جرم کی نوعیت کے مطابق مجسٹریٹ جو فیصلہ کرتا ہے وہ ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ حکومت اور پولیس کے اقدامات سے لاہور میں ٹیکسی رکشہ کم ہو گیا ہے ۔ کیا حکومت ایسے اقدامات پر غور کر رہی ہے کہ ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے ؟

مسٹر سپیکر : وہ جواب دے چکے ہیں کہ ہم رکشہ ٹیکسی اور منی بسوں میں اضافہ پر غور کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وہ کیا غور ہو رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : غور تو غور ہی ہے ۔

سید تابش الوری : وہ کیا تجاویز ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ سکوپ بہت بڑھ جائے گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ نہایت اہم مسئلہ ہے کیونکہ رکشہ

ٹیکسی والے سواری کو مقررہ ریٹس کے مطابق لے جانے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور بیمار بچوں ، عورتوں اور بوڑھوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ حکومت کو واضح طور پر اعلان کرنا چاہیے کہ وہ کن سکیموں اور تجاویز پر غور کر رہی ہے ۔ سندھ میں یہ ہوا ہے کہ انھوں نے پرمٹ کے ذریعے نئی کمپنیاں قائم کر دی ہیں اور نئی ٹیکسیاں مارکیٹ میں لے آئے ہیں اس لیے ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ پنجاب کی حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدام کر رہی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ٹھیک ہے ۔ اس سلسلہ میں ہمیں جب بھی کوائف مہیا ہوئے میں یا وزیر ٹرانسپورٹ ایک سٹیٹمنٹ دے دیں گے ،

مسٹر سپیکر : آپ بھی کیا جمعرات کو سٹیٹمنٹ دیں گے ؟

وزیر خزانہ : جیسے آپ حکم کریں ۔ ویسے میں کالی جمعرات کو نہیں دوں گا ۔

چوہدری طالب حسین : یہ بات وزیر ٹرانسپورٹ کی طرف سے کہی گئی ہے کہ حکومت اس کو حل کرنے کے لیے مختلف تجاویز پر غور کر رہی ہے ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ ان یقین دہانیوں کے باوجود وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ٹریفک میں بھی اضافہ ہوا ہے اور حکومت کی طرف سے تاحال ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا جس سے یہ مسائل حل ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر : دراصل ان کا سوال یہ ہے کہ آپ کے ان تمام اعلانات کے باوجود لوگوں کو ریلیف نہیں مل سکی ۔

وزیر خزانہ : میرے خیال میں لوکل سواریوں کا جہاں تک تعلق ہے ۔ جی ۔ ٹی ایس نے اتنی زیادہ بسیں کر دی ہیں کہ جہاں کہیں بس نہیں گئی تھی اب وہاں بھی بسیں چلنے لگی ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا اس میں اب کون سی مشکل ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کسی وقت ڈاکٹر صاحب کسی رکشہ ٹیکسی کے اڈے پر کھڑے ہو جائیں پھر دیکھیں کہ کتنا عرصہ انتظار میں لگتا ہے ۔ خاص طور پر مجھ جیسے آدمی کو جس کے پاس کوئی سواری موجود نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ : ہم اس ضمن میں کیا اقدام کر رہے ہیں ۔ میں اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کروں گا ۔

بسوں کے حادثات

*6923 ۔ **چوہدری لال خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1974ء تا یکم جون 1974ء صوبہ میں بسوں کے کتنے حادثات ہوئے ۔ ان میں کتنے افراد ہلاک یا زخمی ہوئے ۔ کتنے ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا اور انہیں کیا کیا سزا دی گئی اور ہلاک یا زخمی ہونے والوں کو کس قدر مالی امداد فراہم کی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) یکم جنوری 1974ء تا یکم جون 1974ء بسوں کے کل 469 حادثات ہوئے جن میں 253 افراد ہلاک اور 724 زخمی ہوئے ۔ اس عرصہ میں کل 34000 ڈرائیوروں کے چالان موٹر وھیکلز آرڈیننس کے تحت کیے گئے اور مختلف عدالتوں سے ان پر مجموعی طور پر 18,54,620 روپے جرمانہ کیا گیا ۔ جنوری 1974ء سے جون 1974ء تک مبلغ 10,20,100 روپے ہلاک شدگان کے وارثان اور زخمی مسافران کو ادا کیے گئے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں بتانا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 6222 میں بھی تعداد 253 تھی جو غلط ثابت ہوئی ہے اور وہ 293 کی گئی ۔ یہاں بھی وہی پوزیشن ہے یہ 253 ہے یہاں بھی 293 کر لیں اس کو درست کیا جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ بسوں کے جو حادثات ہوئے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وزیر ٹرانسپورٹ اصل وزیر ٹرانسپورٹ نہیں ہیں ؟

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب مذاق کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! آپ میرا سوال تو سنیں وہ بالکل درست ہے کیونکہ اس میں چالان کوئی کرتا ہے جرمانہ کوئی کرتا ہے اور ان تمام میں وزیر ٹرانسپورٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب یہ تو بالکل اسی طرح سے ہے کہ پولیس کسی کے ماتحت ہوتی ہے ۔ عدالت کسی کے ماتحت ہوتی ہے ۔ سیشن جج کسی کے ماتحت ہوتا ہے یہ تو صرف تقسیم کار ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام کا تمام عملہ وزیر ٹرانسپورٹ کے ماتحت ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : یہ عدالتیں محکمہ ٹرانسپورٹ کے ماتحت کس طرح

ہوسکتی ہیں -

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! جب تک آپ محکمہ ٹرانسپورٹ کے ماتحت ایک الگ عدالت قائم نہ کریں گے یہ مسئلہ حل نہ ہوگا -

مسٹر سپیکر : علیحدہ عدالت قائم کرنے کے باوجود یہ ٹرانسپورٹ کے ماتحت نہیں آ سکتا - اس لیے یہ ضمنی سوال نہیں بنتا -

میاں محمد ریاض : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ حادثات میں ہلاک ہونے والے یا زخمی ہونے والے افراد کو معاوضہ دینے کی کوئی شرح مقرر ہے - نمبر 2 کیا جرمانے کی رقم میں سے بھی ہلاک ہونے والوں کو کچھ دیا جاتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میاں صاحب ! میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ ایسے سوالات جن کے جوابات قانون میں دیے ہوتے ہیں یا گزٹ نوٹیفیکیشن میں دیے ہوتے ہیں وہ یہاں نہیں پوچھے جاسکتے - اگر کوئی شرح ہے تو یہ قانون کی بات ہوگی -

میاں محمد ریاض : نمبر 2 - کیا جرمانے کی رقم میں سے بھی ہلاک ہونے والوں یا زخمی ہونے والوں کو کوئی معاوضہ دیا جاتا ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! آٹھ ہزار ہلاک ہونے والوں کے وارثین کے لیے اور پانچ ہزار روپیہ زخمی ہونے والوں کے لیے ہے ، اس سے کم نہیں -

مسٹر سپیکر : انھوں نے کچھ اور سوال پوچھا ہے - ان کا سوال یہ ہے کہ جو جرمانہ کیا جاتا ہے - کیا اس میں سے کچھ ہلاک شدگان کے وارثان یا زخمی ہونے والوں کو معاوضہ دیا جاتا ہے -

وزیر خزانہ : نہیں جناب ! جرمانہ کی رقم تو صرف سرکاری خزانے میں جاتی ہے ، یہ revenue expenditure میں جاتی ہے اور کہیں اور خرچ نہیں کی جاتی -

میاں محمد ریاض : کیا حکومت اس میں اضافہ کرنے پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ : میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک جو وسائل ہیں ان کے مطابق تو یہی شرح ہے لیکن آئندہ اس پر غور کیا جا سکتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کیا چالان ہونے والے ڈرائیوروں کو صرف جرمانے کی سزا دی گئی ہے یا انہیں کوئی دوسری تعزیراتی سزا بھی دی گئی ہے کیونکہ سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ انہیں کیا کیا سزا دی گئی ہے ۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان پر 18,64,620 روپے جرمانہ کیا گیا ہے اور سزا کی نوعیت نہیں بتائی گئی کہ کیا یہ صرف جرمانے کی حد تک رکھی گئی ہے ، قید کی سزا دی گئی ہے یا تعزیراتی سزا بھی دی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! یہ اس طرح نہیں ۔ اصل سوال میں یہ ہے کہ کتنے ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا اور جن ڈرائیوروں کے چالان کیے گئے انہیں کیا کیا سزا دی گئی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : انہیں کیا کیا سزا دی گئی یعنی سزا جرمانے کی بھی ہوتی ہے ، قید کی بھی ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ جو آپ نے پوچھا ہے کہ کتنے چالان ہوئے یہ حادثات والے چالان ہیں یا سارے چالان ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ سارے چالان ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور اس کے بعد پوچھا گیا ہے کیا انہیں جرمانہ کیا گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں ۔ سوال یہ ہے کہ انہیں کیا کیا سزا دی گئی اور یہاں صرف جرمانہ بتایا گیا ہے ۔ آیا صرف جرمانے کی سزا دی گئی ہے یا انہیں دوسری سزا بھی دی گئی ہے کیونکہ سوال میں یہ ہے کہ انہیں کیا کیا سزا دی گئی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات واقعی قوی ہے ۔ ڈرائیوروں کو ضرور اور بھی سزا دی گئی ہوگی ۔ میرے خیال میں اگر جناب والا مناسب سمجھیں تو اس سوال کو دھرا دیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ! یہ سوال دھرا جائے گا ۔

جرائم پیشہ افراد کی واردا تیں

*7427 **چوہدری بشیر احمد چٹھہ :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں جرائم پیشہ افراد نے حال

ہی میں جدید قسم کے اسلحہ اور کاروں کی مدد سے وارداتیں کی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت محکمہ پولیس کو کس قسم کی سہولتیں فراہم کر رہی ہے جس سے جرائم پیشہ افراد کو آسانی سے قابو میں لایا جاسکے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ صوبہ میں جرائم پیشہ افراد کی طرف سے وقتاً فوقتاً ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں جن میں عام قسم کا اسلحہ اور کاریں استعمال کی جاتی ہیں ۔

(ب) ایسے جرائم پر قابو پانے کے لیے ضلع اور سب ڈویژن کے صدر مقامات پر وائرلیس سیٹ مہیا کیے گئے ہیں بلکہ کچھ تھانوں میں بھی جہاں ٹیلی فون نہیں ہیں وائرلیس سیٹ نصب کر دیے گئے ہیں ۔ نیز گشت کے لیے پولیس کی کچھ گاڑیوں میں وائرلیس موجود ہے ۔ جس سے گشت کے دوران مختلف پولیس پارٹیوں کا آپس میں رابطہ قائم رہتا ہے ۔ ان اقدامات سے جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے ۔

کچہریوں میں قاتلانہ حملے کی وارداتیں

*7428 ۔ **چوہدری بشیر احمد چٹھہ** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1974ء سے آج تک ضلع گوجرانوالہ اور ضلع ملتان میں واقع مختلف کچہریوں کے احاطہ میں کتنے زیر حراست افراد اور ملزمان کو قتل یا زخمی کیا گیا اور اس جرم میں کتنے افراد گرفتار کیے گئے ۔

(ب) کیا حکومت کچہریوں میں قاتلانہ حملہ اور گرفتار شدہ ملزمان کی جان بچانے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ اقدامات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مذکورہ تاریخ سے تاحال ان

مقامات پر کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا ۔

(ب) مقامی حالات کی روشنی میں متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کمشنر صاحبان اگر ضروری سمجھیں تو کچہریوں کے احاطہ میں اسلحہ لے کر آنے پر پابندی لگا دیتے ہیں ۔ نیز زیر حراست ملزمان کی حفاظت کے لیے مسلح پولیس ہمراہ ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

جوڈیشل حوالاتوں میں ملزمان کے لیے خوراک کا انتظام

***7454 (ب)** ۔ **راؤ مراتب علی خان** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) مئی ۔ جون 1974ء میں ضلع بہاول نگر میں واقع تھانوں صدر بہاول نگر ۔ چشتیاں شریف ۔ منچن آباد اور ہارون آباد کی جوڈیشیل حوالاتوں میں کس قدر ملزمان کو بند رکھا گیا ۔

(ب) مذکور ملزمان کے لیے خوراک کا کیا انتظام تھا اور ان پر روزانہ کس قدر اخراجات ہوئے تفصیل تاریخ وار فراہم کی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مئی ۔ جون 1974ء میں تھانوں میں حوالاتوں میں بند ملزمان کی تعداد بصورت ذیل تھی :۔

	مئی 1974ء	جون 1974ء
بہاول نگر ۔	130	126
چشتیاں ۔	49	32
ڈاھرانوالہ ۔	9	19
شہر فرید ۔	36	11
منچن آباد ۔	69	104
ہارون آباد ۔	89	53

(ب) مذکورہ ملزمان کے لیے خوراک کا انتظام مندرجہ ذیل تھا - صبح ایک کپ چائے - دوپہر و شام کو روٹی دال / سبزی کے ساتھ ہفتہ میں ایک مرتبہ گوشت مہیا کیا جاتا تھا - یہ انتظام حکومت کے منظور کردہ ٹھیکیداروں کے توسط سے ہوا -

	روزانہ خرچ	کل اخراجات	
	پیسے روپے	مئی	جون
بہاول نگر	1.25 فی کس	4875.00	4882.00
چشتیاں			
ڈاھرانوالہ	1.25 فی کس	3952.50	2557.00
شہر فرید			
منچن آباد	1.25 فی کس	1061.08	847.04
ھارون آباد	1.25 فی کس	1640.52	1130.9

جوڈیشل حوالاتوں کی توسیع

*7454 - راؤ سراقبہ علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاول نگر میں واقع تھانوں صدر بہاول نگر - چشتیاں شریف - منچن آباد اور ھارون آباد کی جوڈیشل حوالاتوں کی توسیع کے لیے کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تجویز پر ابھی تک عملدرآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں نیز جوڈیشل حوالات میں ایک ملزم کو قانوناً سونے اور بیٹھنے کے لیے کس قدر جگہ فراہم کی جاتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ حقیقت ہے کہ تمام صوبہ پنجاب میں چالیس تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر جہاں جوڈیشل حوالات نہیں ہیں یا ان کی حالت درست نہیں ہے حکومت نئے جوڈیشل حوالات بنانے کا پروگرام تیار کر چکی ہے - جس میں

ضلع بہاول نگر بھی شامل ہے ۔ یہ پروگرام مرحلہ وار مکمل کیا جائے گا ۔ اس سال بہاول نگر ضلع میں صرف ہارون آباد میں جوڈیشیل حوالات بنانے کے لیے حکومت پنجاب نے 4,16,700 روپے کی رقم مختص کر دی ہے اور تعمیر کے لیے منظوری دی جا چکی ہے ۔

(ب) مندرجہ بالا (الف) کی روشنی میں حکومت نئی پالیسی کے تحت جوڈیشیل حوالات سب جیل فی ملزم ساڑھے سترہ فٹ جگہ کے حساب سے بنائی جائیں گی ۔ فی الحال جوڈیشیل حوالات میں فی ملزم جگہ کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے ۔

فضل محمود محرر کوالمنڈی تھانہ لاہور کی معطلی

*7781 ۔ **چوہدری علی حیدر خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مئی 1975ء میں فضل محمود محرر تھانہ کوالمنڈی لاہور رشوت کے الزام میں معطل ہو گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے پیشتر بھی مذکورہ محرر دو مرتبہ معطل ہو چکا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ محرر کے خلاف کوئی مزید کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست نہیں ۔

(ب) درست نہیں ۔ وہ کبھی معطل نہیں ہوا ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ کوئی کارروائی زیر تجویز نہیں ۔

سب ڈویژن میں دیوانی عدالتوں کا قیام

*7846 ۔ **ملک یار اعظم** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں تمام سب ڈویژنوں میں

دیوانی عدالتیں موجود نہیں ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن سب ڈویژنوں میں دیوانی عدالتیں نہیں ہیں ان میں کتنے عرصہ تک دیوانی عدالتیں قائم کر دی جائیں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : عدالت ہائے دیوانی مندرجہ ذیل مقامات کے سوا صوبہ پنجاب کے تمام سب ڈویژن میں قائم ہیں -

(1) فورٹ عباس ضلع بہاول نگر -
(2) شاہ پور ضلع سرگودھا -
(3) عیسیٰ خیل ضلع میانوالی -

مندرجہ بالا علاقوں کے دیوانی مقدمات کی سماعت کے لیے رجسٹرار لاہور ہائی کورٹ نے عارضی طور پر مناسب انتظام کر دیا ہے اور جتنی جلدی ممکن ہو سکا بعد تکمیل انتظامات افسران کی تعیناتی کر دی جائی گے -

---

صوبہ میں فوجداری مقدمات کی تعداد میں اضافہ

*7907 - بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں فوجداری مقدمات کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اگر ایسا ہے تو حکومت ایسے مقدمات کی روک تھام کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی ہاں - حکومت مقدمات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر انتظامی اقدامات کرتی رہتی ہے - چنانچہ 1973ء میں مجسٹریٹوں کی تعداد 25 آسامیاں بڑھائی گئیں اور فروری 1974ء میں مزید 15 آسامیوں کی منظوری دی گئی - مئی 1974ء میں فوجداری مقدمات کو جلد نمٹانے کی کوشش میں مجسٹریٹوں کی 91 آسامیاں منظور کی گئیں - جولائی 1974ء میں ایڈیشنل سیشن ججوں کی 7 آسامیاں بڑھائی گئیں - جنوری 1975ء میں مجسٹریٹوں کی 50 مزید آسامیاں بڑھائی گئیں -

موجودہ مالی سال کے دوران 7 سیشن ججوں کی آسامیاں مستقل کرنے کے علاوہ 40 سول ججوں کی آسامیاں بھی منظور کی گئی ہیں - حالیہ قانونی ترمیمات کے بعد عدلیہ کی مزید آسامیاں منظور کرنے پر غور کیا جا رہا ہے -

سول ججوں کی تعداد میں اضافہ

*7908 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں سول ججوں کی تعداد بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ تعداد کب تک بڑھائی جائے گی اور کتنے نئے سول جج تعینات کئے جائیں گے ۔؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : محکمہ قانون حکومت پنجاب نے سال رواں کے لیے سول ججوں کی چالیس نئی آسامیاں منظور کی ہیں جس کی انتظامی منظوری (Administrative approval) زیر کار ہے ۔ مطلوبہ منظوری جاری ہونے پر یہ چالیس آسامیاں پر کرنے کے لیے فوری انتظامات کئے جائیں گے ۔

ضلع جہلم میں قتل کی وارداتیں

*8006 ۔ ملک منور خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع جہلم میں 1971ء تا 1975ء کتنے افراد قتل ہوئے ۔ کتنے ملزمان کو موت کی سزا ہوئی اور کتنے بری ہوئے ان کی تعداد تحصیل وار بمع مکمل پتہ بتائی جائے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : ضلع جہلم میں سال 1971ء تا 1975ء 284 افراد قتل ہوئے ۔ 31 ملزمان کو سزا ہوئی اور 244 ملزمان بری ہوئے ۔ ان ملزمان کی تحصیل وار تعداد درج ذیل ہے :-

تحصیل	سزائے موت	بری شدہ
جہلم	7	51
پنڈ دادن خان	6	80
چکوال	18	113
	31	244

مندرجہ بالا* ملزمان کے ہتے ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

---

* برائے مہربانی تفصیل آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

صوبہ میں تھانوں کی تعداد

*8035۔ **ملک غلام اعظم** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں تھانوں کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) صوبہ میں محکمہ پولیس کے پاس کل کتنے موٹر سائیکل۔ جیپیں۔ ٹرک۔ بسیں اور کاریں ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس کے پاس ذرائع نقل و حمل بہت سست اور ناکافی ہیں جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی بہت متاثر ہو رہی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ پولیس کے ذرائع نقل و حمل میں اضافے ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ پنجاب میں پولیس تھانوں اور چوکیوں کی تعداد علی الترتیب 354 اور 217 ہے۔

(ب)	1۔ موٹر سائیکل	304
	2۔ جیپیں	278
	3۔ ٹرک	98
	4۔ بسیں	102
	5۔ کاریں	127

(ج) ذرائع نقل و حمل واقعی ناکافی ہیں۔

(د) حکومت اپنے مالی وسائل کے مطابق ذرائع نقل و حمل میں اضافہ کرتی رہتی ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Se - sion from 24-3-1976 to 28-3-1976 due to

illness. Leave may kindly be granted. Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ 12-4-76 کو اسمبلی کا اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ استدعا ہے کہ رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں احسان الحق پراچہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں احسان الحق پراچہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session on 6th & 7th April, 1976 because of some urgent work at Rawalpindi. Leave of absence may please be granted for these two days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بخار 8-1-76 کو حاضر اجلاس نہیں ہوسکا رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ تحریک التوا نمبر 83 ، چوہدری امان اللہ لک کی ہے ۔ چوہدری صاحب ! آپ نے اس میں لکھا ہے کہ ضلع گجرات میں سرکاری ٹیوب ویل خراب ہیں اور عملہ کاشتکاروں سے رشوت لیتا ہے اور کاشتکاروں کو اپنے ٹیوب ویل چلانے کے لیے کئی کئی ماہ چکر کاٹنے پڑتے ہیں تو اگر کئی کئی ماہ چکر کاٹنے پڑتے ہیں تو اس میں حالیہ واقعہ کونسا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ حالیہ واقعہ ایسے بنتا ہے کہ باوجود حکومت کی ہدایات کے اور صوبائی حکومت کی کوششوں کے ان کے حالات وہی ہیں جو پہلے تھے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا آخری فقرہ یہ ہے کہ گذشتہ ایک ماہ سے صورت حالات انتہائی پریشان کن ہے ۔ آپ نے 20 مارچ کو اس کا نوٹس دیا ہے اور یہ اجلاس 16 مارچ سے شروع ہوا ہے ۔ یہ تحریک التوا سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب سے متعلق ہے ۔ دریشک صاحب اس کی کیا پوزیشن ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں حالیہ واقعہ بھی نہیں اور کوئی specific issue بھی نہیں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! کیا آپ اسے allow کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : میں allow تو نہیں کر رہا ۔ آپ کھڑے ہوگئے ہیں ۔ اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : اگر آپ اسے allow کر رہے ہیں تو میں کچھ کہوں گا ۔ ویسے وہ تو اس انجمن کے خود ہی صدر ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ اپنی ذات میں بھی انجمن ہیں اور خلوت میں بھی انجمن ہیں ۔

ایک آواز : یہ انجمن fictitious لگتی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جب آپ وہاں آئیں گے تو میں دکھاؤں گا کہ یہ fictitious نہیں ۔ fictitious تو یہاں پر بہت سی چیزیں نظر آ رہی ہیں ، وہاں نہیں ۔ افسوس ہے کہ آپ میرے ساتھ وہاں گئے نہیں ۔ اب میں آپ کو مدعو کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : چوھدری صاحب ! میں نے آپ سے اس سلسلے میں کچھ دریافت کیا تھا ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ گذشتہ تقریباً ایک دو ہفتے سے جب ہمارا ریزولیوشن آیا ، اس وقت بے شمار لوگ وہاں موجود تھے جو آئے ہوئے تھے تو حکومت کی واضح ہدایات کے باوجود سرکاری ٹیوب ویلوں کی کارکردگی یہ ہے کہ وہ تین سو روپے سے پانچ سو روپے تک رشوت طلب کرتے ہیں ورنہ اس کی خرابی دور نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر : اس تحریک التوا میں آپ نے لکھا ہے کہ گذشتہ ایک ماہ سے صورت حالات انتہائی پریشان کن ہے ۔ میں واقعات تو نہیں پوچھ رہا ۔ آپ کا جلسہ 18 مارچ کو ہوا ۔ اگر آپ کو 18 مارچ کو پتہ چل گیا تھا تو آپ اسے 19 مارچ کو یہاں پیش کر سکتے تھے ۔

وزیر قانون : یہ تحریک تو ویسے بھی 18 مارچ کی خبر کی بنیاد پر ہے ۔ یہ تو اس انجمن کے خود ہی کرتا دھرتا ہیں اور خود ہی سب کچھ کرتے ہیں ۔ اب یہ تحریک 20 مارچ کو لے آئے ہیں ۔ اگر اتنی تشویش تھی تو وہ یہ براہ راست یہاں لے آتے تو یہ ویسے بھی allow نہیں ہونی چاہیے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر قانون کا ممنون ہوں ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں خود ہی انجمن ہوں اور واقعات میرے علم میں تھے لیکن حالات یہ ہیں کہ جو لوگ پورے پنجاب سے آئے ہیں وہ facts and figures دیتے ہیں اور بے شمار کاشتکار ایسے ہیں جنھوں نے وہاں اپنی آپ بیتی کا اظہار کیا ۔ اس کے پیش نظر میں یہ عرض کرتا ہوں

کہ 18 مارچ کو کم از کم میرے علم میں یہ آیا جو کچھ ان لوگوں نے facts and figures کی بنیاد پر بتایا ۔

مسٹر سپیکر : اب میں تو اس comment نہیں کر سکتا کہ آپ بے خبر صدر ہیں ، یہ تو وزراء کا حق ہے کہ وہ comment کر سکیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں استدعا کروں گا کہ وہاں حالات ایسے ہیں کہ ایک ماہ سے وہاں کپاہ کی فصل اور اس کے بعد کافی فصلات کاشت کرنے کا موسم تھا ۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کی واضح ہدایات کے باوجود رشوت کے بغیر ٹیوب ویل نہ چل سکے اور کھڑے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حالیہ واقعہ بھی ہے کیونکہ اگر وہ ایک بار ٹھیک بھی ہو جائیں تو دس روز کے بعد پھر خراب ہو جاتے ہیں ۔ ان کا عملہ رشوت لیتا ہے تو اس سے یہ حالیہ واقعہ بن جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر اس میں یہ بات ہوتی کہ 17 تاریخ کو فلاں افسر نے کسی سے رشوت لی تو پھر بالکل حالیہ واقعہ ہو جاتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! میں عرض کروں کہ گذشتہ ایک ماہ سے وہاں صورت حالات کا یہ عالم ہے کہ وہ بالکل کھلم کھلا یہ کر رہے ہیں اور یہ ایک continuous process ہے اور اس کے لیے جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ یہ میرے علم میں تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ دکان کے سودے کی طرح تو نہیں بکتا کہ جو آتا ہے وہ لے لیتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں عرض کروں کہ ایک ماہ قبل انہوں نے جو ریزولیوشن پاس کیا تھا اور جناب نے بھی اس سے اتفاق فرمایا ہے ، اس میں ایک اس واقعہ کے طور پر اس بات کا اظہار کیا گیا تھا ، اس کا مدباب کیا جائے کیونکہ وہاں تین سو روپے سے پانچ سو روپے تک باقاعدہ سرکاری شرح مقرر ہے جس کے بغیر نہ وہ ٹرانسفارمر تبدیل کرتے ہیں ، نہ بورنگ درست کرتے ہیں اور نہ ہی موٹر تبدیل کرتے ہیں ۔ اس لیے یہ کاشتکاروں کے لیے بھی اور حکومت کے لیے بھی تشویش کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے اس میں ہمدردی تو بہت ہے ۔ اور جو واقعات آپ کہتے ہیں ۔ اگر اس میں 10 فی صد بھی سچائی ہو تو ایوان کے ہر ممبر

کو اس سے ہمدردی ہوگی ۔ مگر تحریک التوا کا ایک کم از کم ضابطہ ہے ۔ جس پر اسے پورا اترنا چاہیے ۔ کیا آپ کو اس کے متعلق کچھ کہنا ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! اس سلسلے کی فاضل رکن کی ایک دو تحاریک التوا کے بارے میں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اسے کسی خاص افسر کے بارے میں ہمیں بتائیں تو میں ان کا احسان عظیم سمجھوں گا ۔ مجھے بتائیں تو میں خود ان کی ٹھوزل کروں ۔ میں خود جا کر چھاپہ ماروں گا ۔

Mr. Speaker : This adjournment motion can't be entertained.

قصبہ پھالیہ میں نکاسی آب کا انتظام نہ ہونے کے باعث ان کے بازار اور گلی کوچوں میں بارش کا پانی بھر جانا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایسے عاجل کہنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ قصبہ پھالیہ تحصیل پنڈ کوارٹر ہے اور اس ابتر حالت کا شکار ہے گذشتہ ہفتہ بارشوں کی وجہ سے پھالیہ کے بازار اور گلی کوچے بارش کے پانی سے بھر گئے اور تحصیل پنڈ کوارٹر تک پہنچنا ناممکن ہوگیا ۔ یہ صورت حالات کئی روز تک قائم رہی جو کہ پھالیہ قصبہ کے پانی کا کوئی نکاس نہیں ہے اور کوئی پختہ سڑک نہیں ہے ۔ اس صورت حالات نے تمام تحصیل کے عوام کو شدید پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے ۔

وزیر قانون : اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا ۔ اس کو کل ٹیک اپ کر لیا جائے ۔

Mr. Speaker : It will be taken up tomorrow.

چوہدری امان اللہ لک : میرے خیال میں یہ تحریک التوا وزیر شہیر احمد صاحب کے محکمہ لوکل باڈیز سے متعلقہ ہے ۔ آپ ان ۔ کو نوٹس فرما لیں ۔

مسٹر سپیکر : کابینہ کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے ۔ اگر کابینہ کا کوئی فاضل رکن اٹھ کر یہ کہتا ہے کہ ہم اس کا جواب کل دیں گے تو میرے

لیے یہ کافی ہے یا تو آپ کا اعتراض ہو کہ کل نہیں ، ابھی اس پر ہونا چاہیے یا آپ یہ چاہیں کہ I would put it to votes.

چوہدری امان اللہ لک : میں نے تو صرف یہ عرض کی ہے کہ کل وزیر موصوف کو دقت ہوگی کیونکہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور نوٹس نہیں لے رہے ۔ یہ رئیس شبیر صاحب کا ، لوکل باڈیز کا مسئلے ہے ۔

وزیر قانون : ساری تحاریک التوا میرے پاس ہیں ۔ میں ان کو deal کر رہا ہوں ۔ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا ۔ کل ایوان میں جواب دے دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ان کا اپنا division of work ہے ۔ تحریک التوا نمبر 85 تو پہلے ڈسپوز آف ہو چکی ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : یہ اور مسئلہ تھا جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اس پر تو آپ پہلے کہہ چکے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک : یہ اور مسئلہ ہے جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ وہ Salinity and water logging کا مسئلہ تھا ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جناب والا ! دراصل وہ اور مسئلہ تھا جس پر میں نے پہلے بیان دیا تھا ۔ اس پر صورت حال یہ ہے کہ یہ معاملہ بالکل recent occurrence نہیں ۔ پہلے کورٹس نے کچھ stay orders کیے ہوئے تھے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا 82 ہو چکی ہے ۔ میں یہی تو کہہ رہا ہوں ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : یہ تحریک التوا نمبر 86 ہے ۔ جناب والا !

مسٹر سپیکر : یہ تو 85 ہے ۔ کل ہی 82 میں نے ڈسپوز آف کی ہے جس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ دوہرا آبیانہ لگا دیا گیا ہے اس زمین پر بھی جو سرکاری پانی سے سیراب نہیں ہوتی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کل کی تحریک یہ تھی کہ وہ پرائیویٹ ٹیوب ویل جو ہیں ، جن کا سکارپ ایریا میں رقبہ ہے ، جس کو مستثنیٰ کیا گیا تھا چٹھو کے ذریعے ، ان سے دوہرا آبیانہ سن 1959ء سے وصول کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جنہوں نے ادا کر دیا ہوا ہے ، ان سے دوبارہ وصول کیا جا رہا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : 1969ء سے لے کر اب تک دوبارہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ حکومت کے پاس ان کی لسٹیں ہیں ۔ یہ تو ان کی بات ہے ۔ جن پہ due تھا ۔ حکومت کے پاس ان کا ریکارڈ نہیں ہے ۔ ان سے دوبارہ وصول کیا جا رہا ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برق : یہ بات حقیقت پر مبنی نہیں ۔ یہ حکومت ابھی نہیں وصول کر رہی ہے ۔ بلکہ کچھ کورٹس نے stay orders دے ہوئے تھے اور کچھ منسٹر صاحبان نے اپنے دوروں کے دوران stay orders دے ۔ اس کے بعد ultimately حکومت نے وہ کورٹس کے stay orders vacate کرائے اور آبیانہ گزشتہ دو سال سے ان شرائط پر وصول کیا جا رہا ہے ۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ جس طریقے سے انہوں نے کہا ہے ۔ ایسی بات قطعی نہیں ۔ دو سالوں سے اس کی ہم نے قسطیں کر دی ہیں ۔ ایک تہائی ایک چوتھائی ، تا کہ کاشتکار پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور بقایا جات بھی وصول ہوں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو پچھلے دو سال سے ہے ۔ اس میں recent occurrence تو نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میری گذارشات سن لیں ۔ اس کے بعد اپنی مرضی سے فرما دیں ۔ سر تسلیم خم ہے ۔ گذارش یہ ہے کہ اس کا پس منظر یہ ہے کہ سن 1960ء سے مارشل لاء دور میں دوہرا آبیانہ لگانے کا فیصلہ ہوا ۔ اور کاشتکاروں نے writs کیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ مسئلہ تو اس ایوان میں کئی دفعہ آ چکا ہے کہ مارشل لاء میں دوہرا آبیانہ لگا اور پھر کسی وزیر نے آپ کو stay دیا ۔ یہی مسئلہ ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : پہلے میری گزارش سن لیں ۔ ذرا کرسی کے ساتھ 'ڈھو' لگا لیں ایک سیکنڈ کے لیے ، تو میں عرض کر سکوں گا ۔ گذارش یہ ہے کہ دہرا آبیانہ لگا ، رٹیں تھیں ، وصولی کے احکامات ہوئے ، اس میں کاشت کار اپنا کیس ہار گیا ۔ سوال یہ ہے کہ پچھلے سال ، پچھلی فصل سے دہرا آبیانہ وصول کیا گیا تھا ۔ اب پھر ان سے وصول کیا جا رہا

ہے۔ یہ گذشتہ ایک ماہ سے، جب وصولی شروع ہوئی ہے۔ اس وقت یہ شروع کیا گیا۔

مسٹر سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہزار روپیہ وصولی کیا گیا، اس کو ہتھ وصول کر رہے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک: کیونکہ حکومت کے پاس ریکارڈ نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برق: یہ میرے نوٹس میں لائیں، اس کی میں تصدیق کرا لوں گا۔

مسٹر سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کسی کی شکایت میرے نوٹس میں لائیں۔

I will see that proper relief is given in each and every case.

چوہدری امان اللہ لک: میری گذارش تھوڑے سے غور سے سن لیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ پارشل لاء کے دور میں لگا۔ اس وقت کی یہ کہانیاں ہیں، نہ حکومت کے پاس کوئی ریکارڈ تھا کہ کتنا کہاں کہاں، کس کس سے واجب الادا تھا، اپنی شرح کے مطابق جو یہ چاہتے ہیں وصول کرتے ہیں۔ جو recent وصولی ہے، اس کا تو حکومت کے پاس ریکارڈ ہے۔ لیکن سابقہ ریکارڈ ان کے پاس نہیں ہے۔ اس کی نہ حکومت کے پاس کوئی گرداوری ہے اور نہ اس کے پاس کوئی واجب الادا رقم ہے کہ فلاں سے کتنی لینی ہے اور فلاں سے کتنی لینی ہے۔ کوئی ریکارڈ نہیں، جس سے لے رہے ہیں اس کے بعد اور اس سے وصول کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے نوٹس میں کوئی ایسی بے قاعدگی لائیں I will take action۔

چوہدری امان اللہ لک: میں نوٹس میں تو لا رہا ہوں۔ وزیر موصوف غور فرمائیں کہ اس کا تدارک کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ان کے پاس ریکارڈ نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر: ان کو آپ بتائیں تو سہی نا ایسے جو آدمیوں کی لسٹ دے دیں جن سے دوبارہ وصول کیا گیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک: میں تو پورے ضلع گجرات کی لسٹ دے رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : اب نمبر 87 تحریک التوا لی جاتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کچھ آپ زیادتی کر رہے ہیں جناب آج ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا نمبر 87 میں کیا انکشاف ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! شاہ صاحب محترم جو ہیں ، وزیر قانون صاحب ان کا کاشتکاری کے ساتھ تعلق نہیں ۔ میں جناب کی وساطت سے ان کے گوش گزار کر رہا تھا کہ پچھلے سال حکومت کی پالیسی کے پیش نظر آلو کی فصل کو خاصا نقصان پہنچا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو مجھے پتا نہیں کہ وزیر قانون کا زراعت سے تعلق ہے یا نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میرے ذاتی دوست ہیں ۔ یہ بات میرے ذاتی علم میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اتنا مجھے یاد ہے کہ ان کے والد صاحب کا میں کبھی وکیل ہوا کرتا تھا ۔ وہ زمینوں کا ہی جھگڑا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں ذاتی طور پر عرض کرتا ہوں ۔ آپ کے علم میں اضافے کے لیے کہ انہیں زراعت کے شعبے میں کوئی دل چسپی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : زراعت کے شعبے میں دل چسپی نہیں ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : زراعت کے شعبے میں جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ زراعت سے تو ہے ، زراعت کے شعبے سے نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جی ہاں ۔ جناب گذارش یہ ہے کہ پچھلے سال حکومت کی پالیسی ایسی رہی ہے کہ جس کی وجہ سے آلوؤں کی فصل کو بے حد نقصان ہوا ۔ اب چونکہ کاشت کا موسم تھا ، اس سلسلے میں حکومت اور جناب وزیر اعلیٰ کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہوا کہ آلو کی فصل کو نقصان پہنچا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تحریک التوا میں یہ لکھا ہوا ہے کہ :

انجمن کاشتکاران پنجاب کے اجلاس منعقدہ
19 مارچ 1976ء میں یہ سنسنی خیز انکشاف کیا

گیا کہ پنجاب میں آلوؤں کی فصل سے کاشتکاروں کو کروڑوں روپے کا نقصان گذشتہ فصل میں ہوا اور کاشتکاروں کو حکومت کی غلط غذائی پالیسی کی وجہ سے فی ایکڑ اخراجات بھی وصول نہ ہونے اور موجودہ فصل میں کاشتکاروں میں عدم دل چسپی پیدا ہو چکی ہے اگر گذشتہ ماہ آلو کی کاشت نہ ہونے کے برابر کی گئی ہے -

اب یہ تو نہیں ہے کہ اگر کسی کمرے میں بند کر کے کاشت کی جاتی ہے تو کسی ہمسائے کو پتہ نہ لگنے پائے - پھر تو اس میں انکشاف کی ضرورت ہے اور اگر فصل کھیتوں میں کاشت کی جاتی ہے تو پھر اس میں انکشاف کی کیا بات ہے ساری دنیا آپ کو دیکھتی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ اس واقعہ ہے جب آپ واقعات کو اکٹھا کریں گے اس کے بعد ہی آپ کو پتہ لگ سکے گا اور آپ پر انکشاف ہوگا -

مسٹر سپیکر : آپ پر یہ انکشاف بہت دیر کے بعد ہوتا ہے - یہاں ایسے فاضل اراکین موجود ہیں میرے سمیت جن پر یہ انکشاف عرصہ ہوا ہو چکا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : آلوؤں کے متعلق ؟

مسٹر سپیکر : ہاں ہاں کہ فصل اس دفعہ کاشت نہیں ہوگی کسی وجہ سے یا گورنمنٹ کی پالیسی کی وجہ سے بہت برا اثر پڑ رہا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انکشاف ان پر بھی ہونا چاہیے -

مسٹر سپیکر : کہ فصل اچھی نہیں ہوئی ؟

چوہدری امان اللہ لک : اس دفعہ کاشت ہی نہیں ہوسکی -

مسٹر سپیکر : یا کاشت نہیں کی ہے کیونکہ پچھلے سال کی جو فصل تھی اس میں بہت نقصان ہوا ہے -

وزیر قانون : اس دفعہ تو آلو کی فصل پہلے سے زیادہ اچھی ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر : اور آلو باہر بھیجا جا رہا ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک : نہیں جناب وہ کل سڑ گیا تھا -

مسٹر سپیکر : وہ تو کہتے ہیں کہ اس دفعہ فصل اتنی اچھی ہوئی ہے کہ 12 ہزار ٹن آلو باہر بھیجا جائے گا - آپ کہتے ہیں فصل نہیں ہوئی -

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! گذشتہ سال گل سڑ گیا تھا - اس دفعہ حکومت نے خرید و فروخت کا بند و بست نہیں کیا اس وجہ سے کاشت بروقت نہیں ہوسکی -

مسٹر سپیکر : چوھدری صاحب - اس طرح نہ کیا کریں - آخر کچھ نہ کچھ ہمیں بھی پتہ ہوتا ہے -

چوھدری امان اللہ لک : آپ ان سے ہی پوچھ لیں -

مسٹر سپیکر : کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا ساری دنیا کو علم ہوتا ہے -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آپ نے کل میری تحریک التواء کار نمبر 54 سے متعلق جناب وزیر مال کو نوٹس دیا تھا ، میری یہ تحریک صوبہ پنجاب میں متروکہ جائداد کی مستقل سیٹلمنٹ میں صوبائی حکومت کی ناکامی سے متعلق ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب میں لاکھوں روپے کی متروکہ جائداد منقولی و زرعی تصفیہ طلب پڑی ہے ابھی تک کوئی ایسی پالیسی حکومت نے مرتب نہیں کی اور بار بار کی یقین دھانیوں کے باوجود اس ایوان کو اس سلسلے میں اعتماد میں نہیں لیا گیا جس کے نتیجے میں ہزارہا لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں اپنی جائدادوں کے تصفیے سے متعلق پریشان پھر رہے ہیں اور ہمارا قومی سرمایہ اس اعتبار سے ضائع ہو رہا ہے کیونکہ وہ زرعی اور منقولی اراضی منتقل نہیں ہوسکی -

مسٹر سپیکر : سید صاحب آپ نے تقریر شروع کر دی ہے - ابھی تو میں نے آپ کی تحریک پڑھی ہی نہیں اور اس میں آپ کو پتہ ہے کہ تقریر کا بھی کوئی موقع نہیں ہوتا -

سید تابش الوری : میں تو ان کے علم میں حقائق لانا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے پڑھ لی ہوگی میں بھی اسے دیکھتا ہوں - یہ تحریک التواءکار نمبر 54 ہے -

سید تابش الوری : اس سلسلے میں متعلقہ قوانین بھی جناب ابھی مرتب نہیں ہوئے - سیٹلمنٹ سکیم کا بھی اعلان نہیں ہوا - نہ صرف سیٹلمنٹ کے

جو ملازمین ہیں وہ بیکار پھر رہے ہیں بلکہ لوگ بھی دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : وزیر مال صاحب اس کی کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر مال : جناب والا ! میں نے دیکھا ہے اس نوعیت کی 54 کے علاوہ 81 نمبر بھی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس نوعیت کی 52 بھی ہے -

مسٹر سپیکر : 52 تو ہو چکی ہے -

وزیر مال : اگر یہ ہو چکی ہے تو پھر تینوں کو ختم ہو جانا چاہیے تھا اس لیے کہ یہ ایک ہی مضمون کی ہیں - ان کے ایک ہی الفاظ ہیں اور میرے خیال میں ایک دوسرے کی نقل مار کر لکھی گئی ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ بڑا غیر پارلیمنٹری لفظ ہے -

وزیر مال : جناب حقیقت یہی ہے -

وزیر قانون : اور پھر 52 تو جناب سپیکر رول آؤٹ ہو چکی ہے -

وزیر مال : تحریک التوا نمبر 52 ، 54 اور 81 یہ بالکل ایک ہی جیسی ہیں -

چوہدری انان اللہ لک : جناب وزیر موصوف جواب دینا چاہتے ہیں یا یہ اس چکر میں پڑے ہیں کہ یہ ایک دو ہیں یا تین ہیں اور انہیں ایک ہی dispose of دفعہ ہونا چاہیے -

وزیر قانون : ان پر unfair means کا مقدمہ چلایا جائے -

سید قابش الوری : جناب والا ! مسئلہ 52 یا 84 یا 54 کا نہیں ہے مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کو - - -

مسٹر سپیکر : اس میں وہ جو چاہتے تھے میں آپ کو بتا دیتا ہوں - وہ اصل میں آپ کو ویسے بھی مل لیتے یا میری معرفت مل لیتے - وہ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی سٹیٹمنٹ چاہتے ہیں - اگر کسی دن آپ کوئی پانچ دس منٹ خرچ کر سکیں تو زیادہ بہتر رہتا -

وزیر مال : میں ابھی سٹیٹمنٹ دے دیتا ہوں جناب اس کے متعلق - قانون ہائے متعلقہ متروکہ جائیداد ایکٹ مجریہ نمبر 14 بابت 1973ء کے تحت ختم کیے جا چکے ہیں - مذکورہ ایکٹ نمبر 14 کی دفعہ 8 کے تحت سکنی اور زرعی جائیداد جو قوانین متروکہ جائیداد کے خاتمہ پر دستیاب

تھیں وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو ہمراہ ان جائیدادوں کے جو قانون خاتمہ کے بعد بھی دستیاب ہوں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ منتقلی کے لیے قیمت کا تعین صوبائی حکومت سے مشورہ کے تابع رکھا گیا ہے۔ ایسی ہی دفعہ کے تحت ان دستیاب جائیدادوں کو صوبائی حکومت نے ایک سکیم کے تحت منتقل کرنا ہے جملہ زرعی جائیدادوں کی منتقلی یا فروخت کے لیے سکیم نومبر 1974ء سے نافذ العمل ہے اور اس کے تحت بیشتر حصہ منتقل یا فروخت کیا جا چکا ہے۔ سکنی جائیداد سے متعلق مسودہ قانون محکمہ قانون سے تصحیح کرایا جا چکا ہے اور یہ سکیم بھی عنقریب نافذ کر دی جائے گی۔ یہ کہنا البتہ صحیح نہیں ہے کہ محکمہ سیٹلمنٹ کے حکام اور ملازمین بے کار اور مفت کی تنخواہ لے رہے ہیں محکمہ ہذا قانون متعلقہ متروکہ جائیداد اور اس کے خاتمہ پر اس قانون کے تحت بقایا کام جس میں فیصلہ طلب مقدمات کا تصفیہ واجب الادا رقوم کی وصولی اور مہاجرین کو ان کے کلیموں کے عوض نقد معاوضہ کی ادائگی شامل ہیں نبٹانے میں تیزی سے مصروف عمل ہے۔

جناب والا! ان گزارشات کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تینوں تحریک التوائے کار جو ہیں ان کی قطعاً کوئی ضرورت اب باقی نہیں رہی۔

مسٹر سپیکر: میں تو ان کو لے ہی نہیں رہا تھا مجھے تو صرف آپ کے نوٹس میں یہ لانا تھا کہ بھئی کچھ ممبران یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس کے متعلق کوئی وضاحت کریں۔

وزیر مال: جناب وہ تو میں نے وضاحت کر دی ہے۔

مسٹر سپیکر: لیکن بہر حال آپ نے وضاحت کر دی ہے۔ میں اس کو تحریک التواء کے وقت کے دوران کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ بقیہ جو زرعی جائیدادیں ہیں۔

وزیر مال: جناب والا! اس کی تو میں نے وضاحت کر دی ہے کہ جملہ جو زرعی جائیدادیں ہیں ان کو فروخت یا منتقلی کے لیے سکیم نومبر 1974ء سے نافذالعمل ہے جس کے تحت جو زرعی جائیداد ہے متروکہ اراضی وہ ہم منتقل کر رہے ہیں لیکن جو سکنی اراضی یا جائیدادیں ہیں اس کے لیے میں نے عرض کی ہے کہ ہم نے ایک مسودہ قانون اپنے محکمہ قانون سے منظور کرا لیا ہے عنقریب وہ نافذ کر دیا جائے گا اس کے بعد یہ تمام جائیداد اس قانون کے تحت منتقل ہو جائے گی۔

چوہدری امان اللہ لک : محکمہ ختم کر دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی کام pending ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! جب ملک مختار احمد اعوان صاحب وزیر بنے تو اس وقت انہوں نے ظفر وال میں یہ اعلان کیا تھا کہ محکمہ کو ختم کر دیا گیا ہے اور ملازمین کو دوسرے محکموں میں متبادل جگہیں دی جا چکی ہیں لیکن میرے علم میں ہے کہ ملازمین ابھی تک وہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تو وہاں کام کر سکتے ہیں اور جناب وزیر موصوف اس سے اتفاق فرمائیں گے کہ جس حیث المحکمہ محکمے کی کار کردگی جو تھی اس کو بالکل wind-up کر دیا گیا تھا۔ لیکن ملازمین اس کے باوجود بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو محکمے کو بحال کر دیا جائے۔ اس کی کسی برانچ کو بحال کریں۔ جناب کو یاد ہوگا کہ جناب ملک مختار احمد اعوان صاحب نے اس معزز ایوان میں بیان دیا تھا کہ تمام ملازمتوں کو ختم کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد ملازمین کو متبادل محکموں میں جگہ دے دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہاں ملازمین بیٹھے ہوئے ہیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کی کیا پریشانی کیا ہے۔ اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ کام ہو رہا ہے تو کیسی شدید اضطراب کی کیا گنجائش ہے۔ اگر تو بیکار بیٹھے ہوئے ہیں پھر تو شدید اضطراب ہو سکتا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : کام کوئی نہیں کر رہے جناب۔

سید نایاب الوری : جناب والا! وزیر موصوف نے ایوان کو اعتماد میں لیا ہے میں صرف ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ زرعی اراضی کے سلسلہ میں بے شمار مہاجرین کے کلیم ابھی تک تصفیہ طلب ہیں۔ اس سلسلہ میں کارروائی نہیں کی جا رہی ہے اور جیسا کہ ان کے علم میں ہے الاٹمنٹ بند کر دی گئی ہے۔ اور اب بقایا کلیموں کا معاوضہ ادا کیا جانا ہے لیکن گذشتہ چھ ماہ سے کسی شخص کو کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ جناب وزیر موصوف اس سلسلہ میں اگر توجہ فرمائیں اور اپنے محکمے کو ہدایت کریں کہ ان پریشان حال لوگوں کی مشکل کا حل فرمائیں جن کو زمین بھی نہیں ملی اور اب جو معمولی معاوضہ بنتا ہے وہ بھی سرکاری طریقہ کار کی وجہ سے التواء کا شکار ہے۔

وزیر مال : جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ

ان claimants کو جن کو ابھی تک معاوضہ ادا نہیں ہوا ۔ ان کے جلد از جلد فیصلے کیے جائیں گے اور ان کو معاوضہ ادا کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب کی تحریک التواء نمبر 92 ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایسے عاجل کہنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ انجمن کاشتکاران پنجاب کے اجلاس منعقدہ 10 مارچ 1976ء میں اس مسئلہ پر ایک قرارداد کے ذریعہ اظہار تشویش کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے سرکاری خرید گندم کی واضح پالیسی کے باوجود گذشتہ ماہ فروری 1976ء کے دوران گندم کی حالیہ فصل کی خرید کے بارے میں کسی قسم کی پالیسی کا اعلان نہ کیا ہے ۔

یہ کیا فقرہ ہے میں اسے کئی بار پہلے بھی پڑھ چکا ہوں لیکن مجھے تو سمجھ نہیں آیا یہی وجہ ہے کہ میں اسے پڑھنے پر مجبور ہو گیا ہوں اگر تو مجھے سمجھ آ جاتی پھر تو میں یہ فیصلہ کر لیتا کہ اسے ایڈمٹ کرنا ہے یا ریجیکٹ کرنا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ہمیں ان کی آج تک سمجھ نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! ایک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کی پالیسی واضح ہے اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ پالیسی واضح نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ فقرہ غلط ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : شیخ عزیز احمد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ ابھی آپ کو بتائیں گے کہ ایسی تحریک التواء بالکل پیش نہیں ہو سکتی ۔

(قہقہہ)

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! دونوں فقرات کا مقصد یہی ہے کہ گورنمنٹ نے پالیسی کا اعلان نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر : اس سے کوئی sense ہی نہیں بنتی ۔ This is not the stage to correct it. I am sorry.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ آپ اسے ایڈمٹ فرمالیں ۔

مسٹر سپیکر : جب فقرہ ہی نہیں بنتا تو میں کیسے اسے ایڈمٹ کر لوں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! ویسے تو جناب نصر اللہ دریشک صاحب بھی بڑی تفصیل سے جواب دے چکے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ تو ان کا فرض ہے اور انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! ویسے میری تجویز یہ ہے کہ چودھری امان اللہ لک صاحب اپنی تحریک کو سید تابش الوری صاحب سے درست کروا لیا کریں -

مسٹر سپیکر : یہ بات نہیں ہے غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں - آپ میں یہاں بیٹھا ہوا ہوں پتہ نہیں کتنے فقرے صحیح نہیں بولتا - ایسی غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں -

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف اپنی قابلیت سے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں -

مسٹر سپیکر : ہم تو گجرات سے آئے ہوئے ہر شخص کو سمجھتے ہیں کہ وہ بہت قابل ہے -

(قہقہہ)

چوھدری امان اللہ لک : چلو جناب اس ضمن میں تو وہ میرے بھائی ہیں ویسے میرے خیال میں وزیر قانون کو اپنی قابلیت پر جو غلط فہمی ہے اس کا ازالہ بھی ان کو کر دینا چاہیے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحریک التواء آپ کی توجہ کی مستحق ہے -

مسٹر سپیکر : اب تو ٹائم ختم ہوگیا ہے صبح کرلیں گے -

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سلسلہ میں میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : اگر آپ کی اور میری زندگی رہی تو کل کریں گے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحریک التواء نمبر 55 ہے جو ہائی کورٹ کے احکامات کی عدم تعمیل سے متعلق ہے اور اس کے علاوہ 129 نمبر ہے -

مسٹر سپیکر : کل کریں گے -

سید قابش الوری : سیاسی

مسٹر سپیکر : کام تو وہ

سمجھتے ہیں - کچھ دوسرے گروپ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں کچھ لوگ دوسری چیزوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں -

سید قابش الوری : جناب والا ! یہ جو تحریک التواء نمبر 56 اور 129 ہے - آپ نوٹس فرما لیا کرتے ہیں -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) انجمن سکول و کالج مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (تحویل) انجمن سکول و کالج مصدرہ 1976ء کی کلاز 4 پر غور کر رہے تھے -

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I was submitting that if there is no amendment to a clause then they cannot oppose it. Sir, I beg to refer to Rule 84 of the Rules of Procedure, which reads—

> 84. Notwithstanding anything contained in these rules, when a motion that a Bill be taken into consideration has been passed, the Speaker shall call each clause of the Bill separately and in respect of each such clause a motion shall be deemed to have been made that the said clause do stand part of the Bill.

Then Sir, I refer to Punjab Legislative Assembly debate dated 28th April, 1952, page 42—

Had the hon'ble member given notice,

I would have allowed him to oppose the clause. Hon'ble members will remember that in the last session I pointed out that amendments which were to the effect that certain clauses be deleted were useful only in so far as they gave notice of the fact that the hon'ble member proposing the amendment wanted to oppose that clause and that he had a right to make a speech in opposition of the clause. Since nobody has given notice for the deletion of the entire clause, therefore, I will not allow any speeches to be made in opposition of the clause.

Sir now I draw your kind attention to the practice which is being followed in the present National Assembly of Pakistan.

Mr. Speaker : They follow this practice. Even during this session when Mr. Mahmud Ali Qasuri wanted to oppose a clause he was not permitted.

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I draw your attention to page 430 of the National Assembly debate dated August 9, 1973 regarding clause by clause discussion on the National Guards Bill, 1973 :-

"**Mr. Speaker** : Now, I put clause 8 to the House.

The question is :

That Clause 8 stands part of the Bill.

The motion was adopted.

Mr. Speaker : Clause 8 stands part of the Bill. Now, I put clauses 9,10,11 and 12 as there is no amendment to these clauses.

Mr. Chafoor Ahmad : The amendment on Clause 13 becomes redundant

Mr. Speaker : So, I put clauses9, 10, 11, 12, 13 and 14 together.

The question is :

That Clause 9,10,11,12,13 and 14 stand part of the Bill.

The motion was adopted."

Mr. Speaker : What May says ? I would be more interested in that.

Haji Muhammad Saifull h Khan : Sir, I may submit May's Parliamentary Practice which is like that.

Chaudhri Talib Hussain : Sir what is the po nt at issue ?

Mr. Speaker : Yesterday he raised a point that if there is no amendment to a clause, there cannot be any speeches in opposition of that clause. The opposition has to be demonstrated only by voting.

Haji Muhammad Saifullah Khan : May's Parliamentary Practice, 7th Edition page 547 lays down--

Clause under Consideration :-

> Proceedings on a bill begin by the Chairman calling the first clause. The calling of a clause by the Chairman brings it under the consideration of the committee, but does not entitle a Member to speak g nerally upon the clause, as there is no questi n before the committee until an amendment has been moved, or the question proposed.

As there has been no amendment moved in the Bill, therefore, no member is entitled to speak on the clause. The Bill has already been discussed in principle and a full debate has taken place on it. If any member wishes to speak on any

clause or wishes to amend any clause, it is a must that he should come forward with the amendment and then he may speak on that very clause, if he wishes to amend the clause then on what basis he is speaking on that clause? It is clearly laid down in the May's Parliamentary Practice that where the Chair does not allow a member who had not moved any amendment in a clause, the member is not entitled to speak till he moves an amendment and when the amendment is moved then he puts the question on that very amendment. The members speak on their amendments and if any amendment is taken up and approved, as decided as agreed by the House then he puts the question "the clause as amended", and even then the member has a right, but when there is no amendment at all, no member has a right to speak on that very clause and merely the opposition of a clause does not entitle a member to speak on that very clause.

Mr. Speaker : What is the sub-heading ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Clause under Consideration.

Mr. Speaker : Proceedings on a bill begin by the Chairman calling the first clause. The calling of a clause by the chairman brings it under the consideration of the committee, but does not entitle a Member to speak generally upon the clause, as there is no question before the committee until an amendment has been moved, or the question proposed "That the clause stand part of the bill." If no notice has been given of an amendment to any part of the clause and no Member rises to move an amendment, or the Chairman in virtue of the powers given him by S.O. No. 33 has decided to select none

اس کا مطلب یہ ہے کہ amendments بھی سلیکٹ کی جا سکتی ہیں

Haji Muhammad Saifullah Khan : There is an S.O. by which powers have been vested in the Chair.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud ; Before you decide this point of order there is another point. This is a clause of an amending Bill to an Act of the legislature. When we pass a clause it is automatically supposed that the previous clause which has been passed by the Assembly should stand part of that original Bill. Therefore, that would be considered a motion almost of deletion. When we oppose a clause already existing in the Bill which is supposed to be amended. . . .

Mr. Speaker : You can say that it should be deleted. What for is the provision there ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But, Sir, during the last four years we have had an established convention where inspite of having no amendments we had opposed the clause.

Mr. Speaker : That is correct but now that has been brought to my notice. I knew that this was the practice in the National Assembly being followed that where there was no amendment in a clause they did not allow discussion over that clause.

Sheikh Aziz Ahmad : There are three instances about the same thing. There are given on pages 430, 433 and 452.

Mr. Speaker : And May's Parliamentary Practice also supports this.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Then you will have to give us one concession which is within your discretion, that is, for future Bills you may adopt this procedure but for the present.

Mr. Speaker ; What difference does it make ?

Makhdoom Zada Syed Hassan Mahmud : Or you should accept short notice amendments.

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ ہاؤس خاص طور پر بعض ایسی روایات پر استدلال کے ساتھ عمل پیرا رہا ہے جو کہ آپ کے علم میں بھی ہیں اور ہمارے علم میں بھی ہیں اور میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ خان اسی روایت کے تابع مختلف بلوں پر اظہار خیال کرتے رہے ہیں اور میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ

کب کھلا دل پر یہ راز جانے سے پہلے یا بعد

مسٹر سپیکر : علم کی روشنی سے جب بھی انسان کا دل اور سینہ منور ہو جائے۔

سید قابش الوری : جناب والا ! میں گذارش کروں گا کہ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے اور اس سلسلہ میں بعض حوالے دیے گئے ہیں۔ آپ اسے ملتوی فرما دیں تاکہ اس پر مطالعہ کے بعد کوئی فیصلہ کیا جاسکے۔

مسٹر سپیکر : آج کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ پوائنٹ اٹھایا گیا ہے۔

سید قابش الوری : جناب والا ! آج ہی اٹھایا گیا ہے۔ کل تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی دلائل نہیں ہیں۔ کوئی ریفرنس نہیں ہے اور میں کل کیس پیش کروں گا اور آج انہوں نے کیس پیش کر دیا ہے۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں کوئی تاریخیں نہیں ڈال رہا ہوں۔

سید قابش الوری : جناب والا ! آپ ہمیشہ یہ کرتے رہے ہیں کہ جس قدر اہم قانونی نکات ہیں، ان پر آپ نے خود بھی غور فرمایا ہے۔ اور دوسروں کو بھی کہا ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کی مدد کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اس پر ہماری آئندہ کی کارروائی کا انحصار ہے۔

مسٹر سپیکر : اس کے بعد آپ مجھے قائل کر لیں "کہ یہ غلط ہے تو میں پھر ٹھیک کر لوں گا۔ آج تو یہی رہے گا۔

سید قابش الوری : آپ کا رولنگ پارلیمانی تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔

مسٹر سپیکر : ہماری نیشنل اسمبلی نے اس کو تاریخ کا حصہ بنایا ہوا

سید تابش الوری : انھوں نے بہت سے ایسے کام کئے ہیں جو کہ ہم نے نہیں کئے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : How are the words "Committee" and "Chairman"

Mr. Speaker : There the second reading is at the Committee stage.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It is a Committee of the whole House.

Mr. Speaker : For the second reading, the House converts itself into a Committee and the meeting is presided over by the Deputy Speaker.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس ضمن میں میں ہوائٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پیش کرتا ہوں یہ کہا گیا ہے ۔ اور میں واقعی ان بنچوں پر اس حق کو استعمال کرتا رہا ہوں اور اسی طریقہ سے اس کی مخالفت کرتا رہا ہوں ۔ مگر میں اس وقت یہ حق استعمال کرتا رہا ہوں ۔ اور اس کی مخالفت کرتا رہا ہوں جب کہ ان بنچوں کی طرف سے اس قسم کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ۔ کسی قسم کا قانون پیش نہیں کیا گیا ۔ اور بالخصوص جس میں ۔ میں بہت زیادہ rely کرتا ہوں ۔ democratic point of view and parliamentary practice کی رو سے وہ ہے May's ۔ اگر کسی وقت یہ quotation جو کہ آج میں نے اس ہاؤس میں پیش کی ہے ، اس کو کسی نے پیش کیا ہو اور میں نے resist کیا ہو ۔ یا اس کو تسلیم نہ کیا ہو تب تو بات بنتی ہے ۔ اگر یہ کبھی بھی اس طرف سے cite ہو جاتی اور یہ May کی clear cut ruling یا precedure اس ہاؤس میں پیش ہو جاتا ۔ تو میں پہلا آدمی ہوتا تسلیم کرنے کے لیے کہ پارلیمانی پریکٹس سے جو کچھ allowed ہے ۔ اس کی اجازت دی جانی چاہئے ۔ اور جو allowed نہیں ہے ۔ اس کی اجازت نہیں دی جانی چاہئیے تو یہ کہنا غلط ہے کہ میں یہ حق استعمال کرتا رہا ہوں ۔ اور آج کب مجھ پر یہ راز کھلا ۔ تو یہ تعلیم تو انسان تمام عمر پڑھتا ہی رہتا ہے جس وقت کوئی چیز معلوم ہو یا جس وقت بھی اس کا اظہار ہو ۔ تو وہ اس پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : I agree with the objection raised.

سید نابش الوری : جناب والا ! ہمیشہ یہ اپنی منشا اور مقصد سے حوالے پیش کرتے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو اتنا نوٹس تھا ۔

The Honourable members from both side should have seen the point.

سید نابش الوری : اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے ۔ تو یہ slaughter شروع ہو جائے گا ۔

Mr. Speaker : If it is the Parliamentary practice in the British Parliament, and if it is followed by the Assemblies in Pakistan,

اگر پارلیمنٹ میں slaughter ہوتا ہے ۔ تو مجھے معلوم نہیں ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ نے جو خود اچھی روایات قائم کی ہیں اور اس ایوان میں جس طور پر یہ طریقہ کار اپنایا گیا ہے اس کو یکسر تبدیل کر کے ایوان کو اس موقعہ سے محروم کر دیا جائے کہ وہ ہر کلاز پر تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کر سکیں ۔ جناب والا ! اگر یہ صورت ہوگی تو آپ خود یہ محسوس کریں گے کہ ہمارے پاس کردہ قوانین جس طرح کہ پائیکاٹ کے دوران انتہائی ناقص صورت میں منظور کئے گئے یہاں بھی یہی صورت پیدا ہو جائے گی ۔ اور پھر یہ بھی آپ کو علم ہے کہ ترامیم نہ ہونے کے باجود ہم نے مختلف کلازز پر اظہار خیال کیا ہے اور حکمران پارٹی کی طرف سے ان تجاویز کی روشنی میں فوری طور پر آپ کی اجازت سے ترامیم پیش کی گئیں اور ان ترامیم کو قبول کیا گیا ۔ یہ بھی روایات آپ کی ہی موجودگی میں اور آپ کی ہی رولنگ کے ساتھ قائم ہوئی ہیں ۔

Mr. Speaker : What was the Heading ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, it is

"Clause under consideration"

Eighteenth Edition of May's Parliamentary Practice at page 516.

Mr. Speaker : "Clause under Consideration". "Proceedings on a bill begin by the chairman calling the first clause. The calling of a clause by the chairman brings it under the consideration of the committee, but does not entitle a Member to speak generally upon the clause, as there is no question before the Committee until an amendment has been moved, or the question proposed "That the clause stand part of the bill". If no notice has been given of an amendment to any part of the clause and no Member rises to move an amendment or the Chairman in virtue of the powers given him by Standing Order No. 33 has decided to select none, he at once proposed the question "That the clause stand part of the bill", and when this has been disposed of, proceeds to the next clause . . . . . "

Syed Tabish Alwari : Sir, the question has been proposed.

Mr. Speaker : Syed Sahib, give attention to it :

"..... a Member to speak generally upon the Clause, as there is no question before the Committee until an amendment has been moved, ... "

".....If no notice has been given of an amendment to any part of the clause and no Member rises to move an amendment . . . "

Syed Tabish Alwari : Sir, it is some thing else.

Mr. Speaker : If there is no amendment, how could a member rise ?

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر کوئی ترمیم نہیں ہے اور کوئی ممبر کھڑا بھی نہیں ہوتا تو پھر ٹھیک ہے اس کو حق حاصل ہوگا۔

Mr. Speaker : No member rises to move an amendment.

Syed Tabish Alwari : Sir, it has two parts and they are very important.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, as it is an amending bill and when I rise and oppose it, it is presumed to be a motion moved for deletion.

Mr. Speaker : No, it is not like that. I can't stretch it like that

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Then I propose to give a short notice amendent.

Mr. Speaker : No, it could not be like that. We are discussing this bill now for such a long time.

Syed Tabish Alwari : Sir, after the amendment, how your honour will define the "question proposed" ? What is the meaning of "question proposed" ? Sir, question proposed means "I oppose the clause.

Mr Speaker : Then what happens if no member moves the amendment or introduces the amendment ?

Syed Tabish Alwari Sir, it is quite different.. It is a separate thing. I propose the question that I oppose.

Mr. Speaker : No, it is for the Chair to propose the question. The Member cannot propose the question.

Syed Tabish Alwari : Sir, question will be proposed by the Member.

Mr. Speaker : No. It is for the Chair to propose a question.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, there are three stages. Firstly, the Chair says that such and such Clause is under consideration. Then the member rises to oppose and

to move an amendment, and if there is no amendment, then the Chair puts the question. Question is subsequent

Mr. Speaker : The question is proposed.

Haji Muh .mmad Saifullah Khan : Yes Sir.

Mr. Speaker : How ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, when the question is proposed, th n the reply is "yes" or "No".

سید تابش الوری : نہیں ۔ جناب والا ! سوال propose ہونے کے بعد تو ہم oppose کرتے ہیں ۔ اس کے بعد تو آپ دوسرا سوال propose کرتے ہیں ۔

That it becomes part of the bill.

Mr. Speaker : I only make a declaration that the clause is under consideration.

Syed Tabish Alwari : When you make a declaration, that is not a question. Question is proposed by the Members and not by the Chair.

Mr. Speaker : No, question is not proposed by them, Question is proposed by the Chair.

Syed Tabish Alwari : Sir, when you declare that clause is under discussion, we propose that we oppose the clause as a whole.

Chaudari Tabish Hussain : Sir, I was not aware that this question is going to be discussed atleast I was not aware but my submission is that so far as the meanings given to this interpretation by May's Parliamentary Pra tice is concerned, one view can be expressed like this as is suggested by Haji MuhammadSaifullah Khan that there are three stages of this reading. Firstly, the Chair calls upon that such and such clause is under consideration. If there is no amendment moved, because it is always in the

knowledge of the Chair, then the Chair cannot call that such and such clause is under consideration and straightaway puts the question.

کہ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر فلاں فلاں بل کا حصہ بنے - پھر وہ یہ نہیں کہیں گے کہ فلاں کلاز زیر غور ہے - جناب والا ! اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب چیئر یہ کہتی ہے کہ فلاں کلاز زیر غور ہے اور یہ سوال put کیا گیا اور اس وقت کوئی ممبر اٹھ کر یہ کہے کہ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کو اپنے خیالات کو اظہار کرنے کا موقع دیا جائے - لیکن اگر اس سے یہ مطلب لیا جائے کہ صرف ترمیم پیش کرنے کے لیے اس کلاز پر کسی شخص کو کسی ممبر کو بولنے کا موقع دیا جا سکتا ہے - تو پھر جناب والا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چیئر کی طرف سے یہ کیوں کہا جائے گا کہ فلاں کلاز ایوان کے زیر غور ہے - پھر تو straightaway چیئر کی طرف سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اب سوال یہ ہے کہ فلاں کلاز اس بل کا حصہ بنے -

مسٹر سپیکر : جی نہیں -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! چیئر کو تو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ آیا کس ممبر نے اس میں کوئی ترمیم پیش کی ہے یا نہیں کیونکہ اس کا نوٹس تو سب سے پہلے دینا پڑتا ہے -

جناب والا ! دوسری گذارش یہ ہے کہ جو رولنگ جناب نے اس وقت اس ایوان میں پڑھ کر سنائی ہے یا جس کا حوالہ دوسری طرف سے دیا گیا ہے اس کے دو حصے ہیں جناب والا ! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ دوسرے حصہ میں یہ کہا گیا ہے کہ جب تک کسی ممبر کی طرف سے ترمیم کا نوٹس نہ ہو یا ترمیم پیش نہ ہو اس وقت تک وہ بول نہیں سکتا - لیکن اگر آپ اس کے پہلے حصے پر غور فرمائیں گے تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اگر چیئر کی طرف سے یہ کہا جائے کہ فلاں کلاز ایوان کے زیر غور ہے اور کسی فاضل ممبر کی طرف سے اس کی مخالفت کی جائے تو اس پر بحث ہو سکتی ہے -

تیسری جناب والا ! میری گذارش یہ ہے کہ اس سے قبل میز پارلیمانی اپوزیشن کی رولنگ مختلف اوقات میں جناب کی خدمت میں پیش کی جاتی رہی

ہے ۔ جناب والا ! مجھے اچھی طرح یاد ہے اور میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراتا ہوں کہ ایک سٹیج پر کسی ایک تحریک استحقاق کے سلسلے میں میز پارلیمانی پریکٹس کے حوالے جناب کی خدمت میں پیش کیے گئے اور اس وقت جناب کی رولنگ یہ تھی کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ہم اپنے رولز آف پروسیجر اور اپنے قوانین کے مطابق چلیں گے ہم May's Parliamentary Practice کی جو رولنگز ہیں اس وقت accept نہیں کرتے تو اس بنا پر میں آپ سے استدعا کروں گا کہ جب کہ ان سابقہ چار سالوں میں آپ کا precedent بھی یہی رہا ہے اور ہمیشہ کسی کلاز پر ترامیم پیش نہیں کی گئیں اور اس پر کسی ممبر نے مخالفت کی ہے تو آپ نے اسے مخالفت کرنے کا موقع دیا ہے اور اس سے قبل آپ کا یہ نظریہ رہا ہے کہ ضروری نہیں کہ یہاں میز پر پارلیمانی پریکٹس کی صحیح پیروی کی جائے اور تیسری جناب والا ! میں اس ضمن میں یہ گذارش بھی کروں گا کہ جب کہ ایجنڈا یہاں پر بار بار تبدیل ہوتا رہا ہے اور ایجنڈے میں مختلف بلز آگے پیچھے ہوتے رہے ہیں ۔ ان حالات میں بعض اوقات یہ ممکن نہیں ہوتا کہ ہماری طرف سے بروقت ترامیم کسی بل میں پیش کی جائیں ۔ جب ہماری طرف سے اعتراض ہوا ہے کہ آپ شارٹ نوٹس ترامیم پیش کر دیں تو آپ ہمیشہ اس سلسلے میں ہمیں گنجائش دیتے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : The present Bill is under consideration for over a week.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! بہت سے بل اس سے پہلے بھی زیر غور تھے ۔ ہم بھی انسان ہیں اور ہم نے بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو بل زیر غور ہیں وہ کتنا وقت لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اسے ایک ہفتہ تو ہوگیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو بل زیر غور ہے وہ کتنا وقت لیں گے اور اس کے بعد وہ ترامیم اتنا عرصہ پہلے دی جا سکتی ہیں ۔ اگر پچھلے سیشن سے ایک بل اس ہاؤس کے زیر غور ہو اور اس میں دوسری خواندگی بھی شروع ہو اور شروع میں ایجنڈے پر ہو لیکن اب کہیں موجود نہ ہو تو ہم اس سے کیا نتیجہ اخذ کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : آپ دیکھیں کہ ان دونوں چیزوں میں کوئی جوڑ نہیں ہے -

This bill is under consideration for the last one week.

اس لیے یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ اس کا نوٹس نہیں تھا -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ نوٹس آپ نے جب دیے ہوتے ہیں لیکن اس کا جو آرڈر تبدیل ہوتا ہے وہ کیسے ہوتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : نوٹس کی بات نہیں ہے یہ تو پچھلے ایک ہفتہ سے زیرغور ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس میں کس طرح precedence change ہوتا رہا ہے اور جو آپ کہتے ہیں کہ یہ زیر غور ہے کل سے زیر غور ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کو پتہ ہے کہ یہ پچھلے ہفتہ سے زیر غور ہے ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ کل سے زیر غور ہے -

مسٹر سپیکر : کل سے نہیں ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس میں آپ کا پہلے precedent ہی ہے -

مسٹر سپیکر : جی ہاں - یہ 7 اپریل سے زیر غور ہے اور میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اسے ہفتہ ہوگیا ہے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اگر آپ اسی طرح چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ موقع نہ دیں کہ ہم اس بل کی مخالفت کریں تو یہ آپ کی صوابدید ہے لیکن میں ان گذارشات کے ساتھ آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اپنے precedent کو قائم رکھتے ہوئے اس دفعہ اس بل پر اپوزیشن کے ممبران کو موقع دیں تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میز پارلیمنٹری پریکٹس اور ان کے رولز اور پروسیجر کے ماتحت اگر ترامیم نہ ہوں تو کسی بل کی کلاز پر اپوزیشن کے ممبران کو یہ موقع نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اس پر بحث کریں تو آپ آئندہ کے لیے اسی پروسیجر کو follow کر سکتے ہیں -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! یہ بات تو کافی حد تک درست ہوگی کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس ایوان میں دوسری خواندگی کے موقع پر کسی ممبر نے اپوز کیا ہے تو آپ اس کی اجازت دیتے رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو اعتراض حکومت کی طرف سے یا اس پارٹی کی طرف سے اٹھایا گیا ہے اس میں کافی وزن ہے ۔ اس لحاظ سے کہ جب ہم پہلی خواندگی کرتے ہیں تو پہلی خواندگی میں ہم پرنسپلز زیر بحث لاتے ہیں اور پرنسپلز بھی وہی ہوتے جو کسی کلاز کے اندر موجود ہوں تو اس وقت پر ممبر کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ پرنسپلز جن کی بنیاد پر وہ بل بنایا گیا ہو اور جو ان کلاززز میں موجود ہوں تو ان پر آپ واضح طور پر بحث کر لیں ۔ دوسری خواندگی کے موقع پر اگر کسی ممبر کی طرف سے ترمیم نہ دی گئی ہو اور پھر اس کو عام بحث کے طور پر پرنسپلز پر بحث کی اجازت دی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ پہلی خواندگی ہی سمجھی جائے گی ۔ یہی وجہ ہے کہ نیشنل اسمبلی جس کی پریکٹس کے ہم پابند بھی ہیں اس میں واضح طور پر یہ چیز adopt کی گئی ہے ۔ اس کو انہوں نے سوال کے طور پر بھی put نہیں کیا ۔ انہوں نے دوسری خواندگی کے موقع پر جن کلاززز میں ترامیم نہیں ہیں ان کو straightaway adopt کیا ہے ۔

جہاں تک یہ خدشات ہیں کہ بعض اوقات کوئی اہم ترمیم اپوزیشن کے دوست ہمارے نوٹس میں لاتے ہیں تو ان کو قبول کرتے رہتے ہیں وہ تو ہم تیسری خواندگی کی سٹیج تک بھی قبول کر لیتے ہیں ۔ اس میں ہاؤس کی اجازت مانگی جا سکتی ہے لیکن اگر پہلی خواندگی کی ہی دوسری خواندگی میں اجازت دینی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی مقصد حل نہیں ہوتا ۔ جن باتوں پر پہلی خواندگی میں بحث ہو چکی ہو اس کی repetition کی اجازت نہیں ملنی چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میز پارلیمنٹری پریکٹس کو واضح طور پر نیشنل اسمبلی کی debates میں incorporate کیا گیا ہے اور اس کو adopt کیا گیا ہے ۔ اس لیے اس پریکٹس کو ہمیں بھی قبول کرنا چاہیے ۔

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! ایک اور اہم fact جو آپ کے علم میں لانا ضروری ہے اور جس کی طرف جناب وزیر قانون صاحب نے اشارہ

بھی کیا ہے وہ کہ یہ ہے کہ چونکہ ہماری یہاں پریکٹس رہی ہے کہ پہلی خواندگی کے موقع پر ہم پرنسپلز پر بحث کرتے ہیں ۔ دوسری خواندگی کے موقع پر کلاز وائز بحث کرتے ہیں ، اس لیے آپ نے کبھی اس بات کی اجازت نہیں دی کہ جنرل پرنسپلز کی بحث کے دوران کلاززز پر بحث کی جائے ۔ چنانچہ آپ بڑی سختی سے اس بات کو irrelevant قرار دیتے رہے ہیں اور اس بل کے دوران بھی پہلی خواندگی کے دوران ایسا ہوا ہے ۔

Mr Speaker: While discussing the principles under lying the bill you can refer to a clause.

سید ناہش الوری : جناب والا ! میں وہی عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : "May's Parliamentary Practice" میں بھی یہی لکھا ہوا ہے ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ چونکہ آپ جنرل پرنسپلز کے دوران کلاززز کو زیر بحث لانے سے منع فرماتے رہے ہیں اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ کے ذہن میں بھی اور ہمارے ذہنوں میں بھی یہی طریقہ کار تھا کہ جب ہر کلاززز الگ الگ زیر بحث آئے گی تو آپ اس کی اجازت دیں گے ۔ لہذا ہم نے ان کلاززز پر بحث نہیں کی لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آئندہ کے لیے ہمارا طریقہ کار مختلف ہونا چاہیے تو اس کے لیے پھر جناب والا ! یہ طریقہ کار آئندہ کے لیے اپنانا ہوگا تاکہ ہم جنرل پرنسپلز کے دوران اگر ہم ہر کلاز میں الگ الگ ترمیم نہ کرنا چاہیں تو ان کلاززز کو بھی زیر بحث لا سکیں ۔ اس میں چونکہ کلاززز زیر بحث نہیں آئیں اور صرف اصولی بحث ہوئی ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت میں آپ یہ اجازت دیں تاکہ ہم ان کلاززز پر بحث کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے یہ بتائیں کہ کونسی کلاز ہے جو جنرل پرنسپلز پہ زیر بحث نہیں آئی ؟

سید ناہش الوری : جناب والا ! as a clause زیر بحث نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر : as a clause تو اب بھی permissible نہیں ہوگی ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! پرنسپلز آف دی بل زیر بحث آئے ہیں ۔

Mr. Speaker : Please discuss the principles of the Bill.

سید ناہش الوری : principles of the bills جب آپ زیر بحث لائے ہیں تو آپ خود احساس کریں گے کہ آپ بڑی سختی سے روکتے رہے ہیں کہ کلاز کا ذکر بھی نہ کیا جائے اور نام بھی نہ لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو اب بھی نہیں ہوگا ۔ کلاز کا نام بھی نہیں لیں گے کہ کلاز چار میں یہ لکھا ہوا ہے ۔ کلاز چھ میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ اسی لیے آپ کرتے رہے ہیں اور ہمیں موقع دیتے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اب بھی نہیں ہوگا ۔ If I accept their contion پھر بھی اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ کلاز 8 میں یہ لکھا ہوا ہے اور کلاز 9 میں یہ لکھا ہوا ہے ۔ Even then that is not permissible

سید ناہش الوری : جناب والا ! اسی لیے میں آپ سے دوبارہ گذارش کروں گا کہ اس سلسلے میں اس فیصلے کو ملتوی فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! جو کچھ اس ایوان میں ہوتا رہا ہے اور جس طریقے سے آپ اس قانون ساز ادارے کے سربراہ کے طور پر قانون سازی کرواتے رہے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے نقطۂ نظر سے یا برسراقتدار پارٹی کے نقطۂ نظر سے اس میں غلطی یا خامی اپوزیشن کی ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پورا ایوان برابر کا شریک ہے اور اس میں آپ کی ذات گرامی بھی شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : بالکل صحیح ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اتنا اہم بل نہیں ہے ۔ کہ جس کی خاطر پرانی روایات کو اور خود آپ کی سربراہی میں جس طریقے سے قانون سازی ہوتی رہی ہے اسے ترک کیا جائے ۔ ورنہ جیسے آپ نے خود فرمایا ہے کہ یہ بل تو ایک ہفتہ سے یا آٹھ دن سے زیر غور ہے ۔ اور پھر اس وقفے میں چھٹیاں بھی ہوتی رہی ۔ مختلف کلاززز میں ترامیم دینا کوئی مشکل کام نہیں تھا لیکن پچھلے چار سال میں جس طریقے سے آپ اس ایوان کی قانون سازی کے سلسلے میں سربراہی کرتے رہے ہیں اور آج جو نکتہ پیدا کیا گیا ہے اور آپ کو اس سے اتفاق ہے اور ہمیں اس پر اتنا اعتراض نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ کی ذمہداری جس طریقے

سے رہی اس ذمہداری کے پیش نظر آپ اس اس بل کو اس طریقے سے اسی ایوان میں زیر بحث لائیں اور اسی طریقے سے پاس کریں - اس کے بعد جو آپ نے رولنگ اس سلسلے میں دے دی ہے میں سمجھتا تھا کہ آج آپ کو رولنگ نہیں دینی چاہیے تھی -

سید تابش الوری : ابھی رولنگ نہیں دی گئی -

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب سپیکر ! نے ابھی رولنگ نہیں دی -

مسٹر رؤف طاہر : اگر رولنگ نہیں دی تو بہت اچھا ہے - جناب سپیکر ! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کوتاہی نہیں ہے تو آپ اپنا رولنگ دوسری طرف سے بھی سن کر دیں - جناب والا ! معزز ممبر شیخ عزیز احمد صاحب نے کل ایک ضمناً بات کی تھی لیکن وہ اس کا حوالہ وغیرہ نہیں دے سکتے تھے - جو حوالہ وغیرہ دیا ہے اور آپ نے سنا ہے کہ حاجی صاحب جو اس طرف نووارد ہیں انہوں نے بھی اپنی مساعی اور اپنی کاوش کا ثبوت دینے کی کوشش کی ہے - یہ ٹھیک ہے کہ یہ ان کا حق ہے - لیکن آخر میں - میں جناب سے کہوں گا کہ یہ بل اتنا اہم نہیں ہے جتنی آئین کی چوتھی ترمیم تھی -

Mr. Speaker : It is not relevant.

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں relevant اس لیے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ یا تو یہ بہت اہمیت کا بل ہو - - -

Mr. Speaker : It is not relevent. Let us talk about the subject matter.

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! اگر آپ "May's" کو quote کرتے ہیں یا فلاں کا حوالہ دیتے ہیں اور اس کے بعد آپ فلاں اسمبلی کو quote کرتے ہیں اور اگر میں بھی پاکستان کی اسمبلی میں ہونے والے واقعات کو quote کرتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ میں qoute نہیں کر سکتا تو میری مودبانہ گذارش یہ ہے کہ یہ بل اس حکومت کے لیے اتنا اہم نہیں ہے جتنی حکومت کے نقطۂ نظر سے چوتھی ترمیم اہم تھی - اس لیے میں گذارش کروں گا کہ اس اسمبلی کے کاروبار کو اور اس کا جو سلسلہ ہے اس کو اسی طریقے سے چلنے دیں اور آج آپ اپنی رولنگ نہ دیں - اور آپ اپوزیشن لیڈر سے مل کر ، یا وقفے کے دوران اس پر بحث کر لیں اور اس

کے بعد جیسے آپ کہیں گے اور یہی جو نئی روایت آئندہ سے ہوگی ، اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I draw your attention to sub-rule (2) of rule 85 which can solve this difficult problem. You may accept May's Parliamentary Practice and we will abide by it but you have a discretion under this sub-rule :

> If notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and thereupon such objection shall prevail unless the Speaker suspends this sub-rule and allows the amendment to be moved.

In view of the circumstances, I would request you kindly to accept our short notice amendments.

Mr. Speaker : Sufficient discussion has already taken place on clause 4.

Chauahri Muhammad Yaqoob Awan : I will simply submit that if this benevolent precedent has been followed for so many years then, in view of such a reduced size of the Opposition, this precedent may be continued.

Mr. Speaker : To that I am sorry. If a particular legal position and parliamentary practice has been brought to my notice.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : I would submit that precedent itself has got its own force. Legally that should not be ignored.

Mr. Speaker : So far as clause 4 is concerned, it has been sufficiently discussed.

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاتا ہوں کہ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین جیسے سپیکر نے بھی اپنا رولنگ واپس لے لیا تھا ۔

Mr. Speaker : This is going to be an exception. This will not be the general procedure that 10 members of the Opposition sign an amendment and give it as short notice amendment. It is going to be only an exception. If I accept an amendment, it will be only by way of exception and not as a rule,

Chaudhri Talib Hussain : I had requested that for future.

Mr. Speakper : Any parliamentary practice which is brought to my notice at any time, and if I agree with the objection raised, I have no alternative but to accept that.

Chaudhri Talib Hussain : We are also concerned with the precendent of this House being followed for the last four years.

Mr. Speaker: Because that was never brought to my notice earlier through a standard parliamentary practice.

Chaudhri Talib Hussain : The Opposition is taken by surprise because there is a precedent of four years.

Mr. Speaker : There is no surpise. The notice was given yesterday when this objection was raised.

Chaudhri Talib Hussain : I don't say it as an excuse but all that I want to submit is that since there is no amendment on this Bill, of course, there are amendments on all the other Bills, you may kindly allow us to speak on it keeping in view the precedent of this House. So far as other Bills are concerned, you can take a decision and we will comply with that.

مسٹر نذر حسین منصور : اس روایت کو جب آپ ایک منٹ میں ختم

کرنا چاہتے ہیں ، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ یہاں کے ماحول کے لیے اچھا نہ ہوگا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس نکتے پر بھی بہت بحث ہو چکی ہے اور اس دلیل پر بھی ۔ جب ہم پرنسپل زیر بحث لائے تھے ، یہ کہنا کہ throttle کیا جا رہا ہے یا slaughter کیا جا رہا ہے اور حزب اختلاف کو تقریریں کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ، مناسب نہیں ہوگا ۔ اس پر بہت تقریریں ہو چکی ہیں ۔ میں جناب والا ! سے درخواست کرتا ہوں کہ جس valid point of order کا کل نوٹس دیا گیا تھا ، ایک دن پہلے کا نوٹس دیا گیا تھا کہ کل اس کے پکے حوالہ جات دیے جائیں گے ۔ چنانچہ آج دو فاضل اراکین نے پکے حوالہ جات دے دیے ہیں تو آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ فرمائیں تاکہ ایوان کی کارروائی آئندہ بھی قواعد و ضوابط کے مطابق ہو سکے ۔

سید نایش الوری : جناب والا ! اگر آپ ''May's'' کو اتنی ہی اہمیت دینا چاہتے ہیں ، اور ہم بھی اس کو یقیناً اتنی ہی اہمیت دیتے ہیں ، تو ہم آئندہ بھی یہ توقع کریں گے کہ May's Parliamentary Practice کے تمام حوالوں کو آپ قبول فرمائیں گے ۔ یہ نہیں ، کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو ۔ May's Parliamentary Practice کے جو ہم حوالے دیتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ برطانیہ اور اپنا موازنہ نہ کیجیے ۔ وہاں کے حالات مختلف ہیں ، وہاں کا طریق کار مختلف ہے ، وہاں لوگوں کی روایات مختلف ہیں ۔ وہاں تو آئین تحریری شکل میں موجود نہیں ۔

مسٹر سپیکر : ایک مرتبہ تو آپ اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں ۔

سید نایش الوری : اس موضوع یا اس نکتے پر میں نے اظہار خیال نہ کیا تھا ۔ آپ نے '' میز پارلیمنٹری پریکٹس '' کو کبھی یہ اہمیت نہیں دی جو آج دے رہے ہیں ۔ آپ ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ وہ مختلف حالات ہیں اور آپ کے مختلف حالات ہیں ۔ ہم اپنی روایات اور ضروریات کے مطابق فیصلے کریں گے ، '' میز پارلیمنٹری پریکٹس '' کے مطابق نہیں ۔

Mr. Speker : Supported by the Parliamentary Practice and the considered view of the Speaker of the National Assembly.

سید تابش الوری : اب آپ اپنا چار سال کا considered view یک قلم منسوخ فرمانا چاہتے ہیں !

مسٹر سپیکر : considered view کا کبھی کوئی موقع نہیں آیا - کسی نے یہ اعتراض نہیں اٹھایا -

سید تابش الوری : شیخ عزیز احمد صاحب بار بار یہ اعتراض کرتے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے ایک مرتبہ جو اعتراض کیا تھا ، وہ یہ تھا - کہ اس سٹیج پر اپوز وہ نہیں کر سکتے اور اس سٹیج پر وہ کر سکتے ہیں - ان کا اعتراض بڑا مختلف تھا - مجھے یاد ہے ، جو انہوں نے اس پوائنٹ پر اعتراض کیا تھا - وہ یہ ہے کہ کس موقع پر یہ اپوز ہو سکتا ہے اور کس موقع پر نہیں ہو سکتا -

سید تابش الوری : انہوں نے بار بار یہاں نکتہ اٹھایا ہے اور جناب نے مسترد کیا ہے -

Mr. Speaker : The record will not support you on that point.

جو انہوں نے کہا تھا کہ یہ جو rise کرتے ہیں

"We oppose it" اس موقع پر نہیں کر سکتے -

This is the objection that he raised.

سید تابش الوری : آپ قانون کے نام پر اور حوالوں کے نام پر یہاں زبان بندی کرنا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر : اگر پارلیمنٹ والوں نے کی ہوئی ہے تو ٹھیک ہے -

سید تابش الوری : محض مفروضات کی بنیاد پر آپ یہ چاہتے ہیں - اس ایوان سے باہر دفعہ 144 کے تحت زبان بندی ہے اور اس ایوان میں آپ اس قسم کے حوالوں کی بنیاد پر ، جنہیں آپ خود مسترد کر چکے ہیں ، زبان بندی کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپوزیشن کو دیکھنا ہی پسند نہیں کرتے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ کسی بھی مسئلے پر اظہار خیال کرے - اب آپ نے اپنی روش بدل لی ہے ، اپنا طریق کار بدل لیا ہے -

وزیر قانون : یہ مناسب زبان نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : اب میں اس میں کیا کر سکتا ہوں -

عبد تابش الوری : آپ ایسا کیجئے کہ آپوزیشن کے خاتمے کا اعلان کر دیجئے ۔ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تو نہیں ۔ ایک آدھ امنڈمنٹ آپ نے شارٹ نوٹس پر کرنی ہے ۔

I may be willing to accept this but this can't be the practice that six amendments have come forward. I can't accede to this request. This has to be observed as an exception but not a general rule

کہ تمام کلاز پر ترامیم ہیں اور ایک سے زیادہ ممبران دے رہے ہیں ۔

Mahdumzada Syed Hassan Mahmud : This is a special situation.

مسٹر سپیکر : سپیشل سچوایشن ہے اس کے باوجود بھی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ اس پر ہمیں بحث کا موقع نہیں دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری طالب حسین : ایوان کے باہر بھی آپ نے جمہوریت کا خاتمہ کر دیا ہے اور ایوان کے اندر بھی ۔ ہمیں آپ سے یہ توقع نہ تھی کہ آپ اس قسم کا فیصلہ کریں گے ۔

(کلاز ۔ 5)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے ۔

چوہدری طالب حسین : ہم آپ کے فیصلے کے خلاف ٹوٹل واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلے پر آپوزیشن کے ارکان ایوان سے باہر چلے گئے)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 6)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالرحمان جامی : کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : جب سپیکر بول رہا ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے واک آؤٹ نہیں کیا ہے ۔

مسٹر عبدالرحمن جامی : میں واک آؤٹ کر کے واپس آ گیا ہوں ۔

(کلاز ۔ 7)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 8)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 8 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لونگ ٹائیٹل زیر غور ہے چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

Now we go to the third reading.

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

That the Privately Managed Schools and Colleges (Taking Over) (Punjab Amendment), Bill, 1976 be passed.

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

That the Privately Managed Schools and Colleges (Taking Over) (Punjab Amendment), Bill, 1976 be passed.

Mr. Nazar Hussain Mansoor :

Mr. Rauf Tahir : Opposed.

Syed Tabish Alwari :

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

That the Privately Managed Schools and Colleges (Taking Over) (Punjab Amendment), Bill, 1976 be passed.

(تحریک منظور کی گئی)

Chaudhari Talib Hussain : Why don't you throw us out and pass all the bills ?

Mr. Rauf Tahir : Mr. Speaker, you are trying to create a situation in this House,

Ghaudhari Talib Hussain : Throw us out and get all the ordinances passed through this House.

مسودہ قانون (ترمیم) (نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینا) الضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودۂ قانون نمبر 7 بابت 1976ء)

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment), Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be taken into consideration at once.

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment), Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be taken into consideration at once.

سید تابش الوری :

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور :

Mr. Speaker: The House is adjourned for thirty minutes for tea break.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th June, 1976.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th June, 1976.

Minister for Law : Opposed.

Mr Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan, Allama Rehmatullah Arshad, Mr. Rauf Tahir and Ch. Talib Hussain to move amendment No. 2 of Part I.

Mr. Rauf Tahir Sir, I move the motion :—

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th May, 1976 :—

1. Ch. Talib Hussain. — The mover
2. Mrs. Hussina Begum Khokhar,
3. Syed Tabish Alwari.
4. Haji Muhammad Saifullah Khan. — The mover
5. Raja Munawar Ahmad.
6. Mr. Abdul Qayyum Butt.
7. Sufi Nazar Muhammad.
8. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
9. Mr. Rauf Tahir. — The mover
10. Allama Rehmatullah Arshad.
11. Makhdumzada Syed Hassah Mahmud.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th May, 1976 :—

1. Ch. Talib Hussain. The mover
2. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
3. Syed Tabish Alwari.
4. Haji Muhammad Saifullah Khan. The mover
5. Raja Munawar Ahmad.
6. Mr. Abdul Qayyum Butt.
7. Sufi Nazar Muhammad.
8. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
9. Mr. Rauf Tahir.
10. Allama Rehmatullah Arshad. The mover
11. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari please.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May 1976.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May 1976.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan...Not present Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, this small amendment that the Government have brought is in a very important Bill which has a long history both of legislation and of judicial decisions. I feel it is my duty to say a few words respecting it. Could you kindly ask the House to be in order ?

Mr. Speaker : The House is called to order.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, the history is that in 1949 Punjab Cotton Control Act, 1949 was passed to regulate and control the working of the ginning factories in the Punjab A similar Act was passed in Bahawalpur in 1949 for the same purpose and in both the Acts Section 2(f) was a Section to define ginning factories in the following words :—

> Cotton ginning factory means any premises including the precincts thereof, where cotton is ginned or where cotton fibre is separated from cotton seed by any process whatever involving the use of steam, water or of electrical power.

Now Mr, Speaker, under both the Acts Sction 30 was inserted to empower the Government to make Rules by notification consistent with the Acts to give effect to and to regulate the provisions of the Acts. Such Rules were to provide the procedure for grant of licences for working Cotton Ginning Factories and under clauses (d) & (p) of Section 30, cotton fee, could be levied only against owner of the Cotton Ginning Factory.

The Punjab Cotton Control Act, 1949 was amended by the Punjab Cotton Control (Amendment) Ordinance, 1953, and then was passed in the Assembly as Act—I of 1954, and the following amendment was made :—

> (p) the fees to be paid by the occupiers of Cotton Ginning, Cotton Pressing or Cotton Seed Oil Factories, by the cotton dealers, or by the managers of companies to cover the expenses incurred by Government on the administration of the Act.

Now Mr. Speaker, there was a further validation clause

through which any liability before the commencement of that Act incurred or imposed or fees realised or actions taken under clause (p) of Section 30 of the Punjab Cotton Control Act, 1949 shall to the extent permitted by clause (p) as substituted by Section 2 of this Act, be deemed to have been incurred, imposed, realized or taken under the said clause (p) as substituted by Section 2 of this Act. But this amendment was not made in the Bahawalpur Cotton Control Act, 1949. After this amendment the dispute arose and the cotton ginners went in the High Court. Mr. Speaker Sir, as you will remember that between 1946 and 1947 most of the owners of the Ginning Factories being non-Muslims had evacuated Pakistan and the question of ownership of the Factories remained undetermined because there was no allotment in favour of individuals.

After this amendment there was a dispute regarding the payment of cotton fee and the persons made liable to pay the levied tax fixed writ petitions in the High Court. His Lordship Mr. Justice Shabbir Ahmad on 22nd March, 1960 held in para No 6 of that judgement (PLD 1960—709) in the following words :—

> 6..... I cannot bring myself to accept the contention that from the fact that clause (f) of Section 2 would not cover all kinds of machines which could be used in ginning cotton, the Court should presume that there had been an inadvertant omission and should supply that omission. If this contention raised on behalf of Government were accepted, and it was held that though the machines for ginning cotton run by means of diesel engines were not specifically mentioned in clause (f) of Section 2 of the Act, which defines a cotton ginning factory, such machines were still included in the definition, the Court

would be travelling beyond the powers and functions of a Court which is to interpret the law and would be performing functions of the law making authority, namely, the making or the amendment of laws, and this is a thing which is prohibited by all laws, it is obvious that the Court will not do it. I would, therefore, hold that on the language used, in sec 9 of the Act the petitioners could work their engines for ginning cotton without obtaining a licence and the licence fee demanded from the petitioners for running the diesel engines could not be demanded from them.

His Lordship further observed in para 12 in the following words :—

12. It was also pleaded in some of the written statements put in on behalf of the Government that section 16 of the Act made the obtaining of a licence on payment of the prescribed fee necessary, and though no argument was addressed on that point I will deal with that question. It is clear that the factories mentioned in Section 16 are those to which reference has already been made in Section 9 of the Act, because for the purpose of determining what is meant by the expression "cotton ginning factory" used in Section 16, one has to turn to definition of "cotton ginning factory" given in clause (f) of Sec. 2 of the Act, and the diesel engines worked by the petitioners cannot be held to fall under Section 16 of the Act.

Mr. Speaker : The hon'ble member, Makhdumzada Syed Hasan Mahmud, may again draw the attention of the Speaker that the House may be called to order.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, if they are pleased to listen.

His Lordship, Mr. Justice Kaikaus, while agreeing with the judgment written by Mr. Justice Shabbir Ahmad, observed in the same manner :

> I agree. Omissions of the legislature cannot be supplied by the rule-making authority. The rule making authority can only fill in the details when a frame work is provided by the legislature and cannot provide any part of the frame work itself.

Again another controversy ultimately cropped up when the occupiers also agitated the point through writ petitions against the amendment mentioned above, in which the occupiers were made liable side by side with the owners of the cotton ginning factories or cotton pressing and the cotton seed oil factories to pay the fees, and this controversy was finally settled by the Hon'ble Supreme Court through its famous judgment on page 388 P.L.D. 1966. In this judgment, His Lordship Mr. Justice S.A Rehman held in the following words :—

> By the amendment introduced by Act-I of 1954, Clause (p) of Section 30 was brought into conformity with the provisions of this Rule. Unfortunately, however, it was not realised that when a deeming provision such as could give effect to the substituted clause from the date of the original Act, the new clause would be operative only from the date of the amendment. Any, fee, therefore, realised prior to this amendment, from persons who may be described as "occupiers" but not "owners", would have no legal sanction behind it.

At this, Mr. Speaker, the Government bowed to the decision of the Supreme Court, and going through the judgment, amended the Act through ordinance XII of 1961, West Punjab and the Bahawalpur Cotton Control (West Pakistan Amendment) Ordinance, 1961. The amendment was in Sec-

tion 2 :—

In clause (f) of Section 2 of the West Punjab Cotton Control Act, 1949, between the words "electrical" and "power", the words "or other mechanical" shall be inserted

The same amendment was in the same words in the Bahawalpur Cotton Control Act, 1949, and through this amendment the exemption of those ginning factories, which were run through diesel engines, were also brought under the control of these 2 Acts, and thus for the period from 1949 to the passing of this Act in 1961, during which period the cotton ginning factories run by diesel engines were exempted from the cotton fee, they were also to be taxed.

Through the narration of the above history for the levy of the cotton fee it is quite clear that the law existing before 21st June, 1961 before the amendment of both the Acts, the Cotton Control Acts of Bahawalpur and West Punjab, the cotton fee could not be levied, charged or realised from the owners or the occupiers of the cotton ginning factories, cotton pressing and cotton seed oil factories which were run by the diesel engines. The view taken by their Lordships in the above-mentioned 18 Writ Petitions is quoted at page 709, P.L.D. 1960, the announcement of which was the real cause of the amendment datad 21st June, 1961. It was futher followed in Writ Petition No. 1730. The Advocate-General of West Pakistan assured the Supreme Court that the necessary funds of cotton fees realised from such factories run by diesel engines would be refonded/adjusted towards other dues after 21st June, 1961. Consequently, with the order of the Director of Agriculture, West Pakistan, the dues were adjusted towards several cases of categories of the owners or of the occupiers. The West Pakistan Cotton Control Act, 1949 and the Bahawalpur Cotton Control Act, 1949 were intentionally drafted in such a manner, at the initial stage, as to give

concession to the ginning factories which were run through diesel.

Mr. Speaker : You can only read the extract from the judgement and not the whole judgement.

Makhdumzaza Syed Hassan Mahmud : I am not reading the judgement. I am expressing my views.

Mr. Speaker : Reading your speech ?

Makhdumzaza Syed Hassan Mahmud : I am not reading my speech but I am delivering my speech

Mr. Speaker, we gave concession in Bahawalpur because diesel-run factories ran on old engines which were more expensive to run and hence the cost per bale was much more than those run on power which came from the grid and the supply of power was cheaper. Therefore, over-all commercial cost of production per bale of cotton was much less. Now, after this check the Supreme Court held that these taxes, till the amending Bill came into force, during the intervening period with retrospective effect, cannot be given effect to and recoveries cannot be made at the request of the department. Whatever the recoveries were made, they were adjusted towards the future levy and future realisation of dues from the ginning factories. What happened is that during the Martial Law Regime, in 1971, the Governor of the Punjab promulgated a Martial Law Regulation validating these fees retrospectively. Now, as you know Mr. Speaker ! it is a universally accepted Law of Jurisprudence that any substantive law, especially a law which imposes taxes or levies duties, or any law which provides for punishment cannot be a good law and is not accepted as a good measure of legislation in any democratic country or any civilised country whereby we legislate for punishment or imposition of penalties or imposition of taxes for acts done or for

business done or for trading done 25 years ago. Now, we argued this point with the present Government and, I think, three sessions back, they had drafted a Bill "Consolidation of Counter Transportation Fee (Amendment) Bill and we had made them agree that wherever they had used the word "recoverable" it shall be substituted by saying that this shall not be recovered. It was in that spirit that the present Government extended its cooperation, realised the implication of such legislation with retrospective effect and jointly we passed that Bill. Hardly, a few months have passed that they have brought the same provision of the Bill back to the House making the fees recoverable where they were not to be recovered. Now, Sir, a fresh situation arises and that is that the day we said that dues already not recovered shall not be recovered, these vested interests accrued to the people who were alleged to be liable for payment of fees or taxes on that day. Therefore, their monetary right accrues to them from that very day. Today, when we have nullified it by giving retrospective effect, we are taking away the rights that have already accrued to them. Now, either of the two legislations could be challenged in a court of law. The Minister for Law or the Senior Minister, if we have understood the case history of this case, in the legislatures, at the hands of Martial Law Administrators, at the hands of the High Courts and the hands of the Supreme Court and for the dispensation of justice, would appreciate that what we are doing is something wrong. If they think that the legislation they did was discriminatory, then let this legislature not interfere and let that law be struck down by the court in a normal course, and if we insist on legislating now and proposing to give it a retrospective effect, then this will become as much discriminatory because the right accrued, during the last four sessions, to people from whom the amount was recoverable but was made non-recoverable and is now proposed to be made recovereyble with retrospective effect, will be infringed.

Therefore, they will have every right to go to the court and say that this right accrued to us which they have taken away by fresh legislation. This is a very important measure and the one thing that the Government must realise is that in 1949 there were owners, which means that the factories were owned. There were other factories, both in the Punjab and in Bahawalpur, which were owned by people who no longer lived in Pakistan and temporary allotments were made in the case of refugees coming from East Punjab and from other Indian areas on the ground of giving lease-money to the Government. Now, if they are to be taxed for the trading they did 25 years ago, from where will you find them because they may not have earned enough; they may not be living and their successors may not have possession of those factories even. Where will you find the owners, where will you find the occupiers and where will you find the ginners of 25 years ago ? You want to tax the people who did business in 1949 and this will be a great hardship especially on the settlers from whom you extracted huge sums of lease money. They never anticipated that Government will come into power through Martial Law in 1970, or subsequently a popular Government elected by adult franchise by popular votes, representing the wishes of the people will come into power in 1976 to impose a tax and validate a Martial Law Regulation of a fiscal nature, to effect the recoveries of a non-recoverable amount, of an amount which is not due from the people and from whom it was due they were dead in the graves and their grand children may be living on a paltry sum of income. Now you want to recover this and have a handle in your hand and go to every ginner in the Punjab and in the Bahawalpur State and to the growers of that area who were to pay the ginning fee and catch hold of them and say pay us for each year of the last twenty five years so much of money. I feel that this legislature will be doing the greatest wrong, will be creating a terrible example of fiscal

statute of penalising people who did an act without having knowledge that twenty five years later they will be bowed down economically and their entire future business will be penalised. I appeal to the Government in the name of justice, in the name of equity, in the name adherence to the decision of the Supreme Court to uphold the dignity of their own courts and not to impose and recover these taxes from the people who never knew that some body will relalise it after twenty five years period.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری !

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہم جس ترمیمی بل پر بحث کر رہے ہیں وہ بنیادی طور پر کاٹن کی نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینے سے متعلق ہے ۔ یہ ایک ایسا ترمیمی قانون ہے جس کے تحت حکومت ایک ایسا قانون منظور کرنا چاہتی ہے کہ حکومت نے پہلے سے عوام کو یا عوام کے ایک طبقے کو جو چیز بخشی ہے وہ خود ہی اسے واپس لے لے ۔ یہ بل کاٹن سے متعلق ہے اور جیسے کہ آپ جانتے ہیں ، کاٹن ہمارے صوبے کا وہ اہم ترین نقری ریشہ ہے جو نہ صرف معاشی اعتبار سے صوبے کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اجتماعی طور پر پورے ملک میں زرمبادلہ کمانے کا سب سے بڑا ، سب سے اہم اور سب سے بنیادی ذریعہ ہے ۔ کاٹن ہی وہ جنس ہے جو زرعی اعتبار سے نقد اجناس میں سرفہرست ہے اور اگر ہم کوئی بھی ایسی قانون سازی کریں جس سے کسی اعتبار سے بھی کپاس متاثر ہوتی ہو تو یہ صرف ایک جنس کا بحران نہ ہوگا بلکہ مجموعی طور پر یہ ہمارے صوبے کی زرعی معیشت کا مسئلہ ہوگا ۔ جناب والا ! اسی لیے ہر حکومت اور یہ ایوان کپاس کی پیداوار اور اس کے حال اور مستقبل کے امکانات کے سلسلے میں ہمیشہ بے حد حساس رہا ہے ۔ جب بھی کاٹن کے سلسلے میں کسی قسم کی ٹیکسیشن یا اس کی پیداوار یا اس کی نقل و حمل کے سلسلے میں کوئی قانون سازی کا مرحلہ آیا ہے تو اس ایوان کے دونوں طرف بیٹھنے والے فاضل ممبران نے پوری دقت فکر کے ساتھ اور پورے اتحاد عمل کے ساتھ اس اہم ترین جنس کے حال اور مستقبل کے حالات کو بہتر

بنانے کے لیے متفقہ موقف اختیار کیا ہے لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی کہ آج اس ایوان میں ایک ایسا قانون پیش کیا جا رہا ہے جس سے براہ راست کپاس اور اس سے متعلقہ کاروبار کرنے والے لوگوں پر زد پڑ رہی ہے۔ جناب والا ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں اس ملک میں کپاس کا بحران پیدا ہوا جس کے نتیجے میں ہماری معیشت کے تانے بانے بکھر کر رہ گئے اور حکومت کو صوبائی اور قومی سطح پر ایسے اقدام کرنے پڑے جن سے کاٹن کے اس بحران پر قابو پانے میں آسانی پیدا ہو سکے۔ جناب سپیکر ! آپ کو معلوم ہے کہ کاٹن جنرز اور کاٹن ٹریڈرز کو کروڑوں روپے کا خسارہ ہوا ، بے شمار لوگ دیوالیہ ہو گئے ، بے شمار لوگوں کو اس تجارت سے ہاتھ دھونے پڑے اور کاٹن پیدا کرنے والے ایک بڑے طبقے کو مالی اور اقتصادی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سال بھی ہماری کاٹن پیداوار کے اعتبار سے اس وقت اس نقطے پر آ گئی ہے کہ آئندہ کے لیے ہماری حکومت اور ہمارے کاشتکار یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ انہیں کس طرح پر کپاس کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لیے محنت کرنی ہوگی۔ اس سال خاص طور پر پنجاب کے ہر علاقے میں کیڑا لگنے سے صرف کپاس کی پیداوار ہی متاثر نہیں ہوئی بلکہ اس سے متعلقہ کاروباری حلقوں کو بھی زبردست مالی خسارے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ وہ بنیادی وجوہات تھیں اور یہ وہ بنیادی عوامل اور محرکات تھے جن کے پیش نظر 1974ء میں اسی ایوان میں جب کاٹن کنٹرول ایکٹ میں بعض ترامیم منظور کیں تو پورے ایوان کی رائے سے اور حزب اختلاف کے اصرار سے حکومت نے ایک جملہ شرطیہ ایزاد کیا جس کے تحت یہ قرار دیا گیا ہے کہ نقل و حمل کی وہ فیس جو 1949ء سے مختلف علاقوں میں مختلف شرحوں کے ساتھ رائج ہے اسے آئندہ کے لیے تو جاری و ساری رکھا جائے لیکن اب تک جن لوگوں نے نقل و حمل کی اس فیس سے متعلقہ واجبات ادا نہیں کیے یا کاٹن کنٹرول ایکٹ کی مختلف فیسوں کے تحت وہ ان واجبات کو وضع کرا چکے ہیں انہیں آئندہ کے لیے وصول نہ کیا جائے۔ جناب والا ! نقل و حمل کی یہ فیس اس لیے عاید کی گئی تھی اور اس لیے وصول کی جا رہی ہے کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں کپاس کی مختلف قسم کی قسمیں پیدا کرنے کی حکومت کی طرف سے خاص اجازت دی گئی ہے اور خاص ممانعت کی گئی ہے مثلاً بہاولپور میں

دیسی کپاس پیدا کرنے کی اجازت ہے جب کہ ملتان میں کپاس کی دوسری ترقی یافتہ اقسام کا بیج سپلائی کرنے اور اس کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں ۔ ان مختلف قسم کی کپاس کی اقسام کو آپس میں مکس کرنے سے روکنے کے لیے یہ فیس اس لیے عاید کی گئی کہ جننگ فیکٹریوں کے مالک اپنی کپاس پر خاص قسم کا ٹھپہ لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ لے جا سکیں اور اس طرح سے کپاس کی مکسنگ نہ ہو سکے اور کپاس کی مکسنگ نہ ہونے سے کپاس کی وہ بنیادی حیثیت برقرار رکھی جا سکے جس کے نتیجے میں باہر کے ممالک اور منڈیوں میں اچھی اور معقول قیمت مل سکے ۔ جناب والا ! جہاں تک اس فیس کا تعلق ہے کیونکہ ہاؤس نے اس فیس کو لگانے اور وصول کرنے کی اجازت دی لیکن ساتھ ہی واضح طور پر جملہ شرطیہ کے ذریعے یہ پابندی عاید کر دی تھی اور حکومت نے اس پابندی کا اعلان کرتے ہوئے بڑے فخر کے ساتھ یہ کہا تھا کہ ہم نے کپاس کا کاروبار کرنے والوں کے بہترین مفاد کے لیے ان خاص مراعات کا مستحق سمجھا ہے اور وہ رعایت جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ تھی کہ نہ تو وہ ٹرانسپورٹ فیس ادا کریں گے لیکن پچیس سال کے واجبات کی وصولی ان سے ہرگز ہرگز نہیں کی جائے گی یا اگر انھوں نے ان واجبات کو مختلف صورتوں میں وضع کرا دیا ہے تو اس کو بھی وصول شدہ واجبات سمجھا جائے گا ۔ جناب والا ! یہ بات حیرت ناک ہے کہ 1974ء کے اس ایکٹ پر ابھی پورے طور پر عمل بھی نہیں کیا جا سکا تھا ۔ ابھی اس رعایت سے متعلقہ لوگ کلیۃ استفادہ نہیں کر سکے تھے کہ حکومت آج ایک اور ترمیمی قانون لے آئی ہے جس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کن لوگوں سے اس رعایت کو واپس لینے کی صورت پیدا کی جا رہی ہے ۔ یہ نہیں کیا گیا کہ اس قانون کو جب خود اس ہاؤس نے منظور کیا ہے کس وجہ سے غیر مؤثر سمجھ کر اب اس ترمیم کی ضرورت کو ناگزیر سمجھا جا رہا ہے بلکہ محض تمام اخلاقی اور قانونی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس ترمیم کے ذریعے اس proviso کو یکسر ختم کیا جا رہا ہے ، اس رعایت کو یکسر بلا جواز واپس کیا جا رہا ہے جو اس ایوان نے بڑے فخر کے ساتھ ، بڑے اعزاز کے ساتھ ، بڑے نعروں کے ساتھ منظور کیا تھا ۔ جناب والا ! یہی ستم نہیں کیا جا رہا کہ اپنے ہی منظور شدہ قانون کو

کسی وجہ یا جواز کے بغیر خود ہی واپس لیا جا رہا ہے بلکہ اس طرح سے ایک ایسا اقدام کیا جا رہا ہے جسے تھوکا ہوا چاٹنے کے مترادف قرار دیا جا سکتا ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اب اس ترمیم کو مؤثر بہ ماضی قرار دیا جا رہا ہے ۔ اس ترمیم کو آج سے یا مستقبل سے لاگو نہیں کیا جا رہا بلکہ ماضی پر بھی اسے اطلاق پذیر کیا جا رہا ہے اور یہ دستور اور قانون کے مروجہ اور مسلمہ اصولوں سے یکسر انحراف کے مترادف ہے ۔ کوئی بھی قانون اس اعتبار سے مؤثر بہ ماضی نہیں ہو سکتا کہ اس کے نتیجے میں بے شمار لوگوں کو ان مراعات سے محروم ہونا پڑے جو قانون ہی کے ذریعے انہیں دی گئی تھیں ۔ جناب والا ! اگر کوئی انتظامی حکم ہوتا ۔ اگر کوئی پالیسی decision ہوتا ۔ اگر کسی انٹرپریٹیشن میں کوئی متضاد مسئلہ پیدا ہوگیا ہوتا تو یہ گنجائش پیدا ہوسکتی تھی کہ انہوں نے اصلاح احوال کے لیے ، تشریح کے لیے ، قانون کی وضاحت کے لیے اس ترمیم کو ضروری محسوس کیا ہے ۔ لیکن جناب والا ! یہ تو وضاحت کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو کلیۃً اپنے ہی قانون کی تنسیخ اور ترمیم کا مسئلہ ہے ، اپنے ہی اصول کو اور اپنی ہی دی ہوئی رعایت کو جھٹلانے کا مسئلہ ہے ، اپنے ہی پیش کردہ اور منظور کردہ proviso کا آج انحراف کرنے کا سوال ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ایوان اس قدر فراموش کن کردار کا حامل ہو سکتا ہے کہ چند ماہ پہلے وہ ایک قانون منظور کرے ، چند ماہ پہلے وہ جو رعایت دے چند ماہ بعد اسی رعایت کو خود ہی واپس لے لے ۔ جو حق خود دیا ہے اس کو خود غصب کرنے کے لیے تیار ہو جائے اور جو فیصلہ کثرت رائے سے کیا گیا ہے اس فیصلے کو محض ایک ترمیم کے ذریعے ٹھکرانے کی خود ہی جرأت کرے ۔ جناب والا ! حکومت ہمیشہ اعتماد اور یقین کا نشان سمجھی جاتی ہے ۔ حکومت کسی کی بھی ہو ، کوئی پارٹی بھی برسراقتدار ہو ، کوئی طبقہ اقتدار کی کرسیوں پر فائز ہو ، چاہے وہ آمر ہو ، چاہے وہ ڈکٹیٹر ہو ، چاہے وہ فوجی حکمران ہو ، چاہے وہ عوامی نمائندے ہوں ، جب وہ حکومت کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں اور حکومت کے اختیارات استعمال کرتے ہیں تو وہ اعتماد کی علامت بن جاتے ہیں ۔ اس لیے معاشرے میں حکومت کے اعلانات کو نظم و نسق اور زراعت و معیشت کے تمام شعبوں میں حتمی حیثیت دی جاتی ہے ، اسی لیے حکومت کے فیصلوں

کو قانون کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے ، اسی لیے حکومت کے اعلانات کو پوری قوم اور پورا معاشرہ بغیر کسی جھجک کے تسلیم کر لیتا ہے لیکن اگر یہ صورت پیدا ہو جائے کہ حکومت اپنے فیصلوں کو ، اپنے اعلانات کو اور اپنے قوانین کو بغیر کسی جواز کے ، بغیر کسی ناگزیر صورت کے ، بغیر کسی اجتماعی مفاد کے یکسر تبدیلی کرنے پر آمادہ ہو جائے اور وہ اس کا معمول بن جائے تو حکومت اعتماد اور یقین سے محروم ہو جایا کرتی ہے اور معاشرے میں جو روایتی اصول و ضوابط ہوتے ہیں ، جو نظم و نسق کا سانچہ ہوتا ہے ، جو قانون اور قواعد کا احترام ہوتا ہے وہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرہ بتدریج جنگل کے معاشرے کی صورت اختیار کرنے لگتا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے معاشرے میں تو زبان سے لڑکی پرائی ہو جاتی ہے ۔ دوکاندار اور تاجر محض اپنی زبان کے سودوں کی بنیاد پر ہزاروں روپے کے فائدے اور خسارے میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ اسٹاک ایکسچینج میں کروڑوں روپے کا کاروبار محض ساکھ پر ہوتا ہے اور خود اس کاٹن کا کاروبار لاکھوں روپے کا کاروبار ہے جو محض زبانی اعلانات پر اور نرخوں کے اعلان کے نتیجے میں عمل پذیر ہوتا رہتا ہے ۔ محض ٹیلیفون پر کروڑوں روپے کے سودے ہوتے ہیں تو ۔ اگر حکومت جو ہر فرد ہر طبقے اور پورے معاشرے کو کنٹرول کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے اور جو قاعدے اور قانون کے تحفظ کے لیے ، انہیں رائج اور نافذ کرنے کے لیے قائم ہوتی ہے اگر وہ اپنے اعلانات کو اور اپنے قوانین کو محض ردی کی ٹوکری میں ڈالنے پر خود تیار ہو جائے اور انہیں محض طاق نسیان کی زینت بنا دے یا ان قوانین کو محض قانون کی لائبریریوں میں ، احترام کے ساتھ بند کر دے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ معاشرہ نہ جمہوری معاشرہ کہلا سکتا ہے ، نہ قانونی معاشرہ کہلا سکتا ہے اور نہ عوامی معاشرہ کہلا سکتا ہے ۔ پھر یہ معاشرہ غیر مہذب معاشرہ ہوگا یہ حکومت غیر مہذب حکومت ہوگی اور اس کے قوانین اپنا تاثر اپنی بالا دستی اور اپنی حاکمیت کا تصور ختم کر بیٹھے گی ۔ اس لیے میں آج اس بل پر اصولی بحث کرتے ہوئے آپ کے توسط سے اس ایوان کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنی supremacy اپنی بالا دستی کو اور اپنے قانون سازی کے اختیار کے تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے قانون

کو مسترد کیجیے جو آپ ہی کے اپنے استبداد کی علامت بن رہا ہے یہ ترمیم اس ایکٹ میں ترمیم نہیں ہے - اس proviso کی تنسیخ نہیں ہے بلکہ یہ اس ایوان کے فیصلے کی تنسیخ ہے - اس ایوان کے اختیار کی تنسیخ ہے - اس ایوان کے ممبران کی خواہشات اور جذبات کی تنسیخ ہے - اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس بحث کو سن کر اور اس قانون کو منظور کرتے وقت اپنی بنیادی آئینی اور قانونی ذمہ داری کو پیش نظر رکھیے چونکہ محض اکثریت کی بنیاد پر آپ یقیناً ایسی قانون سازی کر سکتے ہیں جو ہمارے لیے - - - -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - گنتی کی گئی - کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے - - گھنٹی بجائی گئی - - کورم پورا ہو گیا ہے - سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس بل پر بحث کرتے ہوئے میرا استدلال یہ بھی ہے کہ یہ بل اگر منظور بھی کیا گیا ، اگر اکثریت کی بنیاد پر اسے عوام پر تھوپنے کی کوشش بھی کی گئی تو یہ اپنی مقصدیت اور افادیت کے اعتبار سے غیر مؤثر ثابت ہوگا - ناقابل عمل ثابت ہوگا ، اور ایسی صورت حال کا باعث بنے گا جو ہزارہا مقدمات کو جنم دے گی - اور مختلف قسم کے تنازعات اور قانون کی پیچیدگیاں حکومت کے گلے کا ہار بن جائیں گی - میں اس لیے اسے ناقابل عمل کہتا ہوں کہ اس کے ذریعے تقریباً پچیس سال کے واجبات کی ادائیگی کا اہتمام کرنا مقصود ہے - اور اس پچیس سال میں ایسے لوگوں کے ذمے بھی رقوم واجب الادا ہیں جو اس ملک میں ہی موجود نہیں ، ان میں ایسے لوگ بھی بڑی تعداد میں شامل ہیں جو مر چکے ہیں - ایسے لوگ بھی کم نہیں ہیں جنہوں نے یہ کاروبار ہی ترک کر دیا ہے اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی فیکٹریوں کو اور کارخانوں کو سالہاسال قبل مختلف ہاتھوں میں منتقل کر دیا ہے - ایسی شکل میں جب کے یہ قانون بھی غیر اخلاقی ہے - ایسی شکل میں جب کہ یہ رعایت خود حکومت نے دی ہے - اور اس کی واپسی اس کے شایان شان نہیں ہے - ایسی صورت میں جب کہ ان واجبات کی وصولی ناقابل عمل اور ناممکن ہے - ایسی صورت میں جب کہ حکومت کا یہ اقدام ، ایک ہاتھ سے ایک چیز

دے کر دوسرے ہاتھ سے اسے واپس لینے کی کوشش قرار دی جا رہی ہے ۔ یہ کسی طرح سے مناسب نہیں ہے کہ اس ہاؤس میں اس قسم کی ترمیم پیش کرکے نہ صرف اس ہاؤس کا قیمتی وقت غیر ضروری طور پر صرف کیا جائے ۔ بلکہ عوام میں یہ تاثر دیا جائے کہ یہ حکومت آج جو اعلان کرتی ہے اسے کل کسی وقت بھی اعلان کی سیاہی خشک ہونے سے پہلے واپس لے سکتی ہے ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ مختلف ایمبانوں کے ذریعے نہیں ۔ مختلف انتظامی اقدامات کے ذریعہ نہیں ۔ مختلف قوانین کے ذریعہ سے اس حکومت نے اس تاثر کو عام کر دیا ہے کہ یہ حکومت صرف قول و فعل کے تضاد میں مبتلا نہیں بلکہ اپنے کردار کی بوقلمونی سے اس مقام پر پہنچی ہے کہ آئندہ اس کے کسی وعدے ، منشور اور قانون پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اگر یہ صورت حال رہی اور یہی صورت حال اس جمہوری معاشرے میں عام ہو گئی تو ہمارے ملک میں ہمارے صوبہ میں جو کہ اس ملک کا اکثریتی صوبہ ہے ۔ جمہوریت اور قانون کی بالا دستی اور حکومت کے احترام سے لوگوں کا اعتماد ختم ہو جائے گا ۔ اور یہ ایسی صورت حال ہوگی۔ جو نہ صرف اندرون ملک ہماری جبینوں پر کلنک کا ٹیکا لگائے گی ۔ بلکہ بین الاقوامی دنیا میں ہمیں رسوا کر کے رکھ دے گی ۔ پارلمانی تاریخ میں اس قسم کی ناقص قانون سازی ۔ اس قسم کی بے جواز قانون سازی ۔اور اس قسم کی بے بنیاد قانون سازی کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے ۔ آپ محض اکثریت کی بنیاد پر محض اپنے ایک خاص طور طریقہ سے جماعتی تشدد کی بنیاد پر اس ایوان میں اراکین کو عارضی طور پر خاموش رکھ سکتے ہیں ۔ لیکن وہ وقت دور نہیں ہے جب اس ایوان کے ہر شخص کو اور بالخصوص اس طرف خاموشی سے اس قسم کی ناقص قانون سازی کرنے والوں کو عوامی عدالت میں محاسبے کا محور بنایا جائے گا اور تاریخ جب انہیں سزائیں تجویز کرے گی تو ہم اس وقت بڑے فخر سے یہ کہہ سکینگے کہ ہم نے اس ایوان میں اپنے ضمیر اور خدا کو گواہ بنا کر اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا تھا ۔ اور اس خاموش ایوان کو ہر مرحلہ پر یہ بتایا تھا کہ آپ غلطیاں کر رہے ہیں ۔ اور جب غلطیاں کی جاتی ہیں۔ تو ان کا سلسلہ لامتناہی ہوتا ہے ۔ ایک غلطی پر دوسری غلطی اور پھر ان غلطیوں کے نتیجہ میں قومیں اور ملک اجتماعی صورت میں اس کا خمیازہ بھگتتی ہیں ۔

جناب والا ! میں آپ کے توسل سے ان معروضات کے ساتھ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ انصاف کے نام پر ۔ مساوات کے نام پر ۔ اخلاق کے نام پر جمہوریت اور قانون کے نام پر اس بل پر نظر ثانی کریں ۔ اور اس بل کو از سر نو ترتیب دیں ۔ اور ایسا جواز ڈھونڈھ کے لائیں کہ جس کی بنیاد پر آپ کہہ سکیں کہ جس بل کے تحت آپ نے 1974ء میں جن واجبات کو ناقابل وصول قرار دیا ۔ آج انہیں واجبات کو بغیر کسی دلیل اور بغیر کسی جواز کے کس طرح سے قابل وصول قرار دینے کا قانون آپ یہاں پیش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ان کو ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے ۔ کہ ہم عوام کے مفاد میں عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی نمائندگی کا حق ادا کر رہے ہیں ۔ اگر وہ اپنے اس قول میں صادق ہیں ۔ اگر ان کا یہ دعویٰ سچا ہے ۔ تو پھر انہیں آج میری اس ترمیم کو منظور کرنا چاہیے کہ کاٹن کنٹرول ایکٹ کے اس ترمیمی قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔ تا کہ ایک طرف آپ کے ڈھول کا پول کھل سکے کہ آپ عوام کی نمائندگی کس طرح سے کر رہے ہیں ۔ اور دوسری طرف عوام کو معلوم ہو سکے کہ جن لوگوں نے جس پارٹی نے ان سے فریب کارانہ وعدے کر کے جن کی غلط نمائندگی کا بیڑا اٹھایا ہے ۔ آئندہ الیکشن کے وقت اور آئندہ جمہوری عمل کے دوران ان کو اس اعتماد کا مستحق سمجھا جانا چاہیے یا نہیں ۔ جناب والا ! اس کا ثبوت اس وقت مل سکتا ہے ۔ جب میری اس ترمیم کے مطابق اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے بیشتر بلوں پر اس قسم کی ترامیم دی ہیں ۔ لیکن آج تک حکمران پارٹی نے اپنی عوامیت کے دعویٰ کے باوجود رائے عامہ کا سامنا کرنے سے گریز کیا ہے اور کبھی بھی ہماری اس ترمیم کو قبول نہیں کیا ہے کہ رائے عامہ معلوم کر لی جائے ۔ جب کے ان کا دعویٰ یہ ہے کہ عوام اقتدار کا سرچشمہ ہیں ۔ عوام ہی اس ملک کی حاکمیت اعلیٰ کا حق رکھتے ہیں ۔ اگر یہ واقعی اس کے دعویدار ہیں تو انہیں آج ہی اس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے کم از کم اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک ایسا بل ہے جس کے ذریعے سے حکومت اپنے کئے ہوئے فیصلہ کو واپس لے رہی ہے ۔ اپنی زعامت اور اپنے اس اعلان کو منسوخ کر رہی ہے ۔ تھوکا ہوا چاٹ رہی ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر: مسٹر رؤف طاہر۔

مسٹر رؤف طاہر: جناب سپیکر! یہ ترمیمی بل جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ اگر اس کی تشریح پر غور کریں۔ تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس قانون نے مختلف مراحل میں اور مختلف سالوں میں اتنی قلابازیاں کھائی ہیں کہ برسر اقتدار پارٹی کی قلابازیوں کو بھی مات کر گئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: No cross talk, No interuption. I would request the members not to interrupt the speaker. Let us deal with the present clause please.

مسٹر رؤف طاہر: جناب والا! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اس پارٹی کی قلابازیوں پر بھی اور اس ملک کی پارٹی پر بھی آپ غور کریں تو وہ مات کر گئی ہے جیسا کہ ابھی آج ہی سارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 میں ترمیم کر کے ایک قلابازی کھائی ہے۔ اور یہی نہیں جناب میں گذارش کروں گا اور تاریخ اس بات کی گواہ رہے گی کہ جتنی بڑی قلا بازی آپ کی سربراہی میں قانون سازی کے سلسلے میں اس ایوان نے کھائی ہے وہ بھی یاد رہے گی۔ آپ نے اپنے آپ پر عدم اعتماد کیا ہے۔ آپ کا چار سالہ جو دور سپیکری ہے اس کو بھی آپ نے یکسر اور یک جنبش تبدیل کر دیا ہے۔

(قہقہہ)

جناب والا! ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ کاٹن زر مبادلہ کمانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن حکومت کی اس قسم کی پالیسیوں کی وجہ سے آج پاکستان کو اس منزل پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ پاکستان اس حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مجبور ہو گیا ہے کہ وہ بیرونی ممالک سے کاٹن کو درآمد کرے اور اتنی اونچی قیمت پر یعنی سو۔ سو۔ روپے من کے حساب بیرونی دنیا سے کاٹن درآمد کی جا رہی ہے۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ جناب والا! اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مختلف طریقوں سے یہ قانون سازی کی گئی ہے اور جناب سپیکر! کل یہ ایک ایسا ترمیمی بل یا نیا بل لے آئیں گے۔

چوہدری غلام قادر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا ہم کاٹن

درآمد کر رہے ہیں یا برآمد کر رہے ہیں ؟

مسٹر رؤف طاہر : درآمد کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف آرڈر - - -

مسٹر سپیکر : آپ نے تو تقریر ہی نہیں کی آپ کس بات کو explain کر رہے ہیں -

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! وہ گندم درآمد ہو رہی ہے کاٹن درآمد نہیں ہو رہی ہے -

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! اس ضمن میں روئی کی پیداوار کم ہوئی ہے اور اس سے پاکستان کے مختلف شعبے مختلف صنعتیں ایک بحران سے دوچار ہوگئی ہیں - جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ کاٹن کا ایک لازمی جزو بنولہ کھی انڈسٹری میں استعمال کیا جاتا ہے - اس کو بھی باہر سے منگوانا پڑ گیا ہے اور اس کے علاوہ جناب سپیکر ! ٹیکسٹائل ملیں بھی اس بحران سے دوچار ہوگئی ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ تو مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب پچیس سال پرانی بات کر گئے ہیں -

(قہقہہ)

مسٹر رؤف طاہر : آپ فکر نہ کریں - میں اس کی طرف بھی آ رہا ہوں - جناب والا ! اگر اسمبلی میں یہ بل لے آئیں کہ آج سے 25 یا 26 سال پہلے کوئی شخص کسی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر تھا تو اس کو تین سال کی سزائے قید ہو سکتی ہے اس کو جیل بھیجا جا سکتا ہے یعنی یہ عجیب مضحکہ خیز قانون ساری ہے -

مسٹر سپیکر : میں تو اب بھی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر ہوں -

مسٹر رؤف طاہر : میں نے جناب والا ! آپ سے اسی لیے رعایت کی ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کی بڑی مہربانی ان سب کو پتا ہے -

مسٹر رؤف طاہر : تو اس لیے میں نے سوشلسٹ پارٹی کا ذکر کیا ہے وہ تو سب اسلامی سوشلزم کہہ رہے ہیں -

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! بہت سے ممبران سوشلزم کو

قبول کرتے ہیں جیسا کہ رؤف طاہر صاحب ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! یہ ان کے علم میں نہیں ہے اور آپ کو علم ہے کہ پاکستان کی جب جد و جہد ہو رہی تھی تو سوشلسٹوں نے اس جد و جہد کی حمایت کی تھی ۔ حق خودارادیت کے نام پر مسلم لیگ کی سوشلسٹوں حمایت کی تھی ۔ آپ تاریخ کو نہیں جانتے شیخ صاحب کے چیمبر میں تشریف لے جایا کریں ۔

(قہقہہ)

Mr. Speaker : I would request the members not to interrupt the member who is in possession of the floor.

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! مسٹر رؤف طاہر صاحب میرے معزز بھائی ہیں اور یہ آج non-serious mood میں ہیں وہ serious mood میں نہیں ہیں ۔ آپ ان کی تقریر کو دیکھ لیں وہ relevant نہیں ہیں اور ادھر ہاؤس کو ختم ہونے میں بھی تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے ۔

Mr. Speaker : I would request the member not to indulge in cross talks otherwise there will be a retort.

مسٹر رؤف طاہر : تو جناب ! میں عرض کر رہا تھا کہ پچھلے 25 سال کی جو واجب الادا رقم ہے اس کے بارے میں یہ قانون سازی کرنا ایک مضحکہ خیز بات ہے ۔ اس کے علاوہ یہ وزیر قانون اس قسم کا بل بھی لا سکتے ہیں حالانکہ جناب سپیکر کے پاس کار سات ۔ آٹھ سال سے ہے لیکن وہ قانون سازی کر سکتے ہیں کہ جناب پٹرول کی قیمت تو اب بڑھی ہے لیکن یہ قیمت تو پچھلے 1947ء سے وصول کی جائے گی ۔ جناب والا ! یہ کس قسم کی قانون سازی ہے ۔ پھر جناب والا ! ستم ظریفی کی بات ہے کہ یہی پارٹی یہی جماعت 1974ء میں ایک قانون بناتی ہے اور اس قانون کے ذریعے اعلان کرتی ہے کہ وہ رقم وصول نہیں کی جائے گی ۔ ہو سکتا ہے کہ میرے دوست خاص طور پر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جو ہر وزارت میں موجود رہتے ہیں وہ اس بات کا جواب دیں ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : یہ complimentary ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں یہ بات نہیں سمجھ سکا ۔ یہ کل کسی غیر ملکی حکومت میں بھی خدا نخواستہ وزیر ہوں گے ۔

Mr. Speaker : Let us not think of that even.

مسٹر رؤف طاہر : تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ایک عجیب پارٹی ہے کہ جب پنجاب کا نیا وزیر اعلیٰ بنتا ہے تو پورے پچھلے دور کے متعلق کہتا ہے کہ ہم تو اس کے ذمہدار نہیں ہیں یہ تو قانون حنیف رامے صاحب کے دور میں بنا تھا اور اب نئی حکومت ہے اس لیے یہ حکومت اس کا جواز ہے کہ جو اس دور میں بنایا گیا ہے بیک قلم قانون سازی کے ذریعے منسوخ کر سکے ۔ جناب سپیکر ! یہ تو بہت بڑا المیہ ہے کہ ایک پارٹی برسراقتدار ہے ۔ وہ اس قانون کو جو اس پارٹی کی اکثریت پاس کرتی ہے اور پارٹی کا نقطۂ نظر ہوتا ہے ایک وزیر اعلیٰ کے ہٹنے کے بعد وہ اپنے ماضی کو اپنے تین سالہ یا ساڑھے تین سالہ ماضی کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہے ۔ تو جناب والا ! کل کیا ضمانت ہے کہ اگر یہ موجودہ وزارت نہ رہے اور اس قسم کا مذاق اس ایوان کے ساتھ نہ کیا جائے کہ جناب والا ! اس وقت تو جناب صادق حسین قریشی کی حکومت تھی ۔ جب یہ قانون بنا تھا اب نئے وزیر اعلیٰ شیخ رفیق احمد صاحب یا کوئی اور ہے لہذا اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وہ رعایت واپس لے لی ہے ۔

(قہقہہ)

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! پنجاب کے عوام ان قلابازوں کے داؤ پیچ کو سمجھ چکے ہیں اور وہ زیادہ دیر اپنی ان قلابازیوں پر پردہ پوشی نہیں کر سکتے ۔ اس کے علاوہ آپ اگر اس قانون میں یہ دیکھیں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ مختلف مراحل گذرے ۔ کبھی مارشل لاء کا دور آیا کبھی مارشل لاء دور سے پہلے یعنی 1958ء سے پہلے اسمبلیوں میں مختلف قسم کی ترامیم کی گئیں ۔ اس سلسلے میں حکومت کے خلاف مختلف قسم کے ہائی کورٹ میں اور سپریم کورٹ میں مقدمات ہوئے ۔ اور آج یہ کہتے ہیں کہ ہم پچیس سال کی نسبت اچھی قانون سازی کر رہے ہیں ۔ یہ بات قابل فہم ہے اگر آپ آج قانون سازی کر رہے ہیں تو آپ یہ کہیں کہ آئندہ جو اس قسم کی ٹرانسپورٹیشن فیس ہے یا کاٹن فیس ہے وہ اس قانون کے مطابق وصول کریں گے ۔ لیکن یہ جو آپ پچھلی طرف جا رہے ہیں اور ماضی

میں جانے کی کوشش کر رہے ہیں شاید یہ آپ کی اس جنرل پالیسی کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے آپ نے عوام سے کئے ہوئے وعدوں کی بالکل پروا نہیں کی - آپ نے ان وعدوں کو بالکل پورا نہیں کیا - شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ ماضی کے ان تاریک دوروں میں واپس جانا یعنی 1949ء میں واپس جانا ضروری سمجھتے ہوں - چاہیے تو یہ تھا کہ اس قانون سازی میں اس قسم کی گنجائش رکھی جاتی - اس بل میں اس قسم کی گنجائش رکھی جاتی کہ آئندہ جو اس بل کی منظوری کے بعد وصول ہوگی وہ واجب الادا ہو سکتی ہے - لیکن اس میں ایک نیا پہلو ہے - وہ یہ ہے کہ اس میں یہ نہیں بتایا گیا - فرض کر لیجئے اگر یہ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے اس قانون کو منظور کریں لیکن جب کوئی شخص تعلیم کے لیے باہر جاتا ہے تو اس کے متعلق تو کہتے ہیں کہ اس سے لینڈ ریونیو کے طور پر وصول کریں گے - لیکن جہاں تک میں نے اس ترمیم کو پڑھا ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے - آخر اس کی وجہ کیا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ انتخابات کی آمد آمد ہے - جننگ فیکٹریز کے جو لوگ ہیں ان کے سروں پر وصولی کی ایک تلوار لٹکانے کے لیے ان کی سیاسی طور پر حمایت حاصل کرنے کے لیے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے اور اس میں پھر پسند اور ناپسند کی گنجائش ہے کہ جس سے چاہیں فوری طور پر اس کو نوٹس دیں اور اس سے وصول کرنے کی کوشش کریں - لیکن جو پسند ہو - ان کی پارٹی کی حمایت کرتا ہو - ان کو الیکشن میں حمایت کا یقین دلائے اس سے یہ وصول نہیں کریں گے - یہ ہے وہ ہتھکنڈا اور ہتھیار جو اس بل کے ذریعے حکومت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس کو سیاسی طور پر استعمال کرے گی - اس کی نیت مخلصانہ نہیں ہے - جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس ترمیمی بل کو 1970ء کی شکل میں آخر آناً فاناً پاس کروانے کی ضرورت کیوں پڑ گئی - اس کی وجہ محض یہ ہے کہ حکومت اس تلوار کو اور اس ہتھیار کو عوام کے خلاف استعمال کرے گی جیسا کہ ان کی تلوار چار سال سے عوام کے خلاف چل رہی ہے -

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! آج کتنی دیر اور سیشن چلے گا ؟

مسٹر سپیکر : مجھ سے اتنی رعایت تو کریں کیونکہ پانچ منٹ رہ گئے ہیں ۔

چوہدری محمد حنیف : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned, it shall re-assemble tomorrow at 8-30 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 14 اپریل 1976ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

تفصیل

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 8006)

ضلع جہلم

تحصیل جہلم

نمبر شمار	بری شدہ ملزمان کے نام اور پتے (1971 تا 1975)
1	2
1 ۔	طلعت محمد ولد محمد خان راجپوت رہائشی ٹاہلیاں والہ
2 ۔	محمد رمضان ولد عید محمد ارائیں رہائشی محلہ اسلامیہ ہائی سکول
3 ۔	محمد اقبال ولد محمد عنایت گوجر رہائشی گرمالہ
4 ۔	غلام غوث ولد محمد عنایت گوجر رہائشی گرمالہ
5 ۔	محمد ولایت ولد کالو خان رہائشی گرمالہ
6 ۔	محمد قاسم ولد غلام محمد کشمیری رہائشی شیخا
7 ۔	کرم نور زوجہ سلطان تیلی رہائشی تتھورا
8 ۔	محمد مظفر ولد پیندا خان اعوان رہائشی والانہ
9 ۔	عطاء الحق ولد فیض الحق بھٹی رہائشی باغ محلہ
10 ۔	محمد مسکین ولد احمد دین رہائشی باغ محلہ
11 ۔	امام دین ولد نظام دین اعوان رہائشی سیال پولیس سٹیشن تلہ گنگ (کیمبل پور)
12 ۔	نور داد ولد محمد رمضان اعوان رہائشی کھرالہ (ساہیوال)
13 ۔	نثار احمد ولد یار محمد اعوان رہائشی ڈھوک سلہی
14 ۔	مناظر حسین ولد لال خان گوجر رہائشی کنریلا
15 ۔	محمد عظیم ولد فرمان علی اعوان رہائشی خوالی
16 ۔	محمد امین ولد فرمان علی اعوان رہائشی خوالی
17 ۔	محمد انور ولد فضل الٰہی رہائشی خوالی
18 ۔	محمد یونس ولد فضل الٰہی رہائشی خوالی

1	2
19 ۔	عبدالرشید ولد دھمن خان جٹ رھائشی خراد
20 ۔	محمد بشیر ولد دھمن خان جٹ رھائشی خراد
21 ۔	محمد رزاق ولد محمد نواز مغل رھائشی منکلا
22 ۔	فضل الٰہی ولد فتح داد ذات بافندہ رھائشی کالووال
32 ۔	محمد خالق ولد نور حسین رھائشی کالو وال
24 ۔	محمد حسین ولد نظام دین ارائیں رھائشی ڈھوک فردوس
25 ۔	محمد یونس ولد نظام دین ارائیں رھائشی ڈھوک فردوس
26 ۔	حاجی سلطان ولد غلام علی راجپوت رھائشی مشین محلہ نمبر 3 جہلم
27 ۔	محمد نوائس ولد عدالت خان جٹ رھائشی خورد
23 ۔	محمد رفیق ولد عبدل رھائشی خورد
29 ۔	مسمات آمینہ زوجہ عبدالرشید رھائشی خورد
30 ۔	محمد اشرف ولد نور حسین کشمیری رھائشی نیا محلہ
31 ۔	محمد ارشاد ولد چوھدری خان خاکر رھائشی پریالہ
32 ۔	فضل داد ولد چوھدری خان خاکر رھائشی پریالہ
33 ۔	اکرام اللہ ولد ھدایت اللہ قریشی رھائشی ٹوپا محلہ
34 ۔	محمد حنیف ولد وزیر خان گوجر رھائشی چونترہ
35 ۔	الطاف حسین ولد محمد رفیق جٹ رھائشی ترپال
36 ۔	محمد افسر ولد شیر افضل جٹ رھائشی سال دیو
37 ۔	محمد خان ولد فیروز خان ککھڑ رھائشی بھارا گوا
38 ۔	منظور احمد ولد محمد عنایت رھائشی بھارا گوا
39 ۔	سخی محمد ولد پہلوان خان رھائشی بھارا گوا
40 ۔	محمد عنایت ولد سخی محمد رھائشی بھارا گوا
41 ۔	محمد احمد ولد سخی محمد رھائشی بھارا گوا
42 ۔	ظہور احمد ولد سخی محمد رھائشی بھارا گوا
43 ۔	محمد خان ولد سخی محمد رھائشی بھارا گوا

1	2
44 ۔	میر قاسم ولد علی اکبر منہر منہاس رہائشی کنتیر بالا
45 ۔	ملازم حسین ولد علی اکبر رہائشی کنتیر بالا
46 ۔	محمد شجاع ولد عنایت خان رہائشی کنتیر بالا
47 ۔	کرامت حسین ولد فضل حسین گوجر رہائشی بیگ دوبا
48 ۔	محمد بوٹا ولد غلام غوث جٹ رہائشی تنہورا
49 ۔	مظہر حسین ولد محمد بوٹا رہائشی تنہورا
50 ۔	محمد اشرف ولد نور داد گوجر رہائشی بیگ پور
51 ۔	نور داد شیر ولد نور داد گوجر رہائشی بیگ پور

تحصیل جہلم

سزائے موت پانے والے ملازمان کے نام اور پتے

1 ۔ محمد ایوب ولد محمد ابراہیم قریشی رہائشی باغ مغلہ
2 ۔ محمد افضل ولد عبدالکریم مغل رہائشی چکیاں
3 ۔ محمد حفیظ ولد عبدالکریم مغل رہائشی چکیاں
4 ۔ غلام محمد ولد محمد زمان ملک رہائشی سہان خورد
5 ۔ محمد خالق ولد محمد صادق گوجر رہائشی چوکترا
6 ۔ محمد عارف گوجر ولد محمد صادق گوجر رہائشی چوکترا
7 ۔ ظفر اقبال ولد غلام رسول کھوکھر رہائشی بھرتی ڈرویزان

تحصیل پنڈ دادن خان

بری شدہ ملازمان کے نام و پتے 1-1-1971 تا 31-12-1975

1 ۔ بازا ولد خانان جٹ رہائشی راجہ سار
2 ۔ امیر ولد خانان جٹ رہائشی راجہ سار
3 ۔ حاجی احمد ولد امیر رہائشی راجہ سار
4 ۔ محمد ولد اللہ دتہ رہائشی راجہ سار
5 ۔ متعلی ولد اللہ دتہ رہائشی راجہ سار

1	2
6 ۔	غلام علی ولد متعلی رھائشی راجہ سار
7 ۔	خوشی محمد ولد متعلی رھائشی راجہ سار
8 ۔	نذرا ولد شیرا رھائشی راجہ سار
9 ۔	مہدی ولد نذرا رھائشی راجہ سار
10 ۔	فضل محمد ولد حیات مصلی رھائشی دولت پور
11 ۔	سردار شاہ ولد امیر شاہ رھائشی دلیل پور
12 ۔	قاسم شاہ ولد امیر شاہ سید رھائشی دلیل پور
13 ۔	محمد عالم ولد پہلوان اعوان رھائشی ڈھوک شاہ شادا
14 ۔	منظور احمد ولد جعفر مغل رھائشی کٹلیاں
15 ۔	محمد اشرف ولد جعفر مغل رھائشی کٹلیاں
16 ۔	باز خان ولد جعفر مغل رھائشی کٹلیاں
17 ۔	انار خان ولد جعفر مغل رھائشی کٹلیاں
18 ۔	محمد نذیر ولد جعفر مغل رھائشی کٹلیاں
19 ۔	محمد دین ولد ولایت خان تیلی رھائشی لنگاہ
20 ۔	محبوب خان ولد حسن دین راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
21 ۔	انار خان ولد حسن دین راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
22 ۔	حاجی احمد ولد حسن دین راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
23 ۔	فضل حسین ولد چسن دین راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
24 ۔	علی محمد ولد حسن دین راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
25 ۔	فتح محمد ولد چسن دین راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
26 ۔	منور خان ولد غلام محمد راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
27 ۔	محمد اسلم ولد محمد خان راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
28 ۔	ریاست علی ولد دوست محمد راجپوت رھائشی ڈھریالہ کہون
29 ۔	محمد افضل ولد جواد خان اعوان رھائشی سراندی

1	2
30 ۔ منظور حسین ولد محمد افضل رہائشی سراندی	
31 ۔ عبدالرشید ولد محمد عالم جنجوعہ رہائشی چک ماہمندہ	
32 ۔ عبدالرحمان ولد عبدل رہائشی چک ماہمندہ	
33 ۔ مسمات غلام صغرہ زوجہ کل محمد رہائشی سدھڑ	
34 ۔ محمد علی ولد محمد حیات مغل رہائشی ڈھڈی پھپھرہ	
35 ۔ جہاناں ولد پھاجا رہائش ڈھڈی پھپھرہ	
36 ۔ غلام عباس ولد حیات رہائشی ڈھڈی پھپھرہ	
37 ۔ غلام علی ساغر ولد سونده خان راجپوت رہائشی باغانوالہ	
38 ۔ اللہ دتہ ولد محمد رہائشی باغانوالہ	
39 ۔ محمد خان ولد اللہ دتہ رہائشی باغانوالہ	
40 ۔ غلام اصغر ولد غضنفر علی رہائشی باغانوالہ	
41 ۔ غلام صفدر ولد غضنفر علی رہائشی باغانوالہ	
42 ۔ اکبر علی ولد فضل داد گوجر رہائشی نشیمن	(جی آر ٹی)
43 ۔ محمد صادق ولد غلام حسین گوجر رہائشی نشیمن	،،
44 ۔ اللہ رکھا ولد غلام محمد حسین گوجر رہائشی نشیمن	،،
45 ۔ فضل حسین ولد اللہ رکھا نشیمن	،،
46 ۔ فضل داد ولد سمندر خان گوجر رہائشی منیام	
47 ۔ محمد خان ولد سمندر خان گوجر رہائشی منیام	
48 ۔ پینده خان ولد سمندر خان گوجر رہائشی منیام	
49 ۔ محمد رمضان ولد فتح محمد گوجر رہائشی کھاکرہ	
50 ۔ محمد زمان ولد فتح محمد گوجر رہائشی کھاکرہ	
51 ۔ شیر دل ولد محمد اسلم مغل رہائشی مانڈے	
52 ۔ محمد حنیف ولد تاجہ خان گوجر رہائشی واڑہ گوجران	
53 ۔ رحمت خان ولد غلام حسین گوجر رہائشی واڑہ گوجران	
54 ۔ کالا خان ولد کرم علی رہائشی واڑہ گوجران	

1	2
55 ۔	محمد زمان ولد محمد علی رہائشی واڑہ گوجراں
56 ۔	عطاء اللہ ولد محمد بشیر اعوان رہائشی منکوال (ایس جی ڈی)
57 ۔	حاکم خان ولد ولی خان خاچی رہائشی خاچی
58 ۔	محمد سرفراز ولد اللہ دتہ رہائشی خاچی
59 ۔	محمد اسلم ولد اللہ دتہ رہائشی خاچی
60 ۔	فتح حیدر ولد مٹھا خان رہائشی خاچی
61 ۔	غلام حیدر ولد مٹھا خان رہائشی خاچی
62 ۔	اللہ دتہ ولد مٹھا خان رہائشی خاچی
63 ۔	صابر ولد فتح حیدر رہائشی خاچی
64 ۔	گلستان ولد فتح حیدر رہائشی خاچی
65 ۔	کرم داد ولد پیندہ خان جٹ رہائشی ہرل
66 ۔	محمد حیات ولد مردان علی رہائشی ہرل
67 ۔	محمد خان ولد حسن علی مغل رہائشی سیال
68 ۔	محمد اسلم ولد شیر علی مغل رہائشی ہڈالی
69 ۔	محمد خان ولد نور محمد رہائشی ہڈالی
70 ۔	محمد امیر ولد انور خان اعوان رہائشی سرکالاں
71 ۔	محمد افضل ولد مقرب خان رہائشی سرکالاں
72 ۔	شمشیر علی ولد شیر دل جنجوعہ رہائشی باغانوالہ
73 ۔	محمد نواز ولد شمشیر علی جنجوعہ رہائشی باغانوالہ
74 ۔	فتح محمد ولد حیات مغل رہائشی غریب وال
75 ۔	محمد علی ولد سلطان رہائشی غریب وال
76 ۔	نذیر احمد ولد محمد بخش رہائشی غریب وال
77 ۔	عبدالرحمن ولد خدا بخش رہائشی غریب
78 ۔	حبیب ولد محکم رہائشی غریب وال
79 ۔	سلطان ولد خدا بخش رہائشی غریب وال

1	2

80 ۔ فتح خان ولد شیر خان رہائشی غریب وال

تحصیل پنڈادن خان

سزائے موت پانے والے ملزمان کے نام و پتے (1-1-1971 تا 31-12-1975)

1 ۔ محمد عجیب ولد راجوالی اعوان رہائشی وریامل

2 ۔ ولی محمد ولد مہدی خان مغل رہائشی بھیرا

3 ۔ محمد اعظم ولد غلام رسول اعوان رہائشی مکڑاچہ کھیوڑہ

4 ۔ منور خان ولد اللہ جوایا مغل رہائشی للہ بھروانا

5 ۔ محمد یوسف ولد صدر خان مغل رہائشی للہ بھروانا

6 ۔ علی محمد ولد امیر جٹ رہائشی کندال

تحصیل چکوال

بری پانے والے ملزمان کے نام و پتے (1-1-1971 تا 31-12-1975)

1 ۔ عباس خان ولد شیر خان تیلی رہائشی میاں سہار

2 ۔ جہانگیر خان ولد عباس خان رہائشی میاں سہار

3 ۔ محمد نواز ولد محمد خان رہائشی میاں سہار

4 ۔ اسد خان ولد صوبہ خان رہائشی میاں سہار

5 ۔ محمد اشرف ولد سلیم خان رہائشی میاں سہار

6 ۔ کرم دین ولد احمد دین ہوجی رہائشی وروال

7 ۔ مظہر حسین ولد اللہ ککھڑ رہائشی ڈھوک اجڑا

8 ۔ محمد یوسف ولد محمد اعوان رہائشی دھرابی

9 ۔ محمد صادق ولد ولایت تیلی رہائشی لنگاہ

10 ۔ سلطان خان محمد خان قریشی رہائشی وارا ملہ

11 ۔ شاہرا خان ولد محمد خان رہائشی وارا ملہ

12 ۔ اللہ دتہ ولد نادر خان مہار رہائشی توکرنگ

1	2
13 ۔	مولا داد ولد اللہ دتہ رہائشی توگرنگ
14 ۔	منظور حسین ولد فضل رہائشی توگرنگ
15 ۔	مہدی خان ولد ابراہیم ارائیں رہائشی سدھڑ
16 ۔	غلام محمد ولد ابراہیم قریشی رہائشی وردان
17 ۔	اسلام ولد چراغ دین رہائشی وردان
18 ۔	محمد عنایت ولد محمد فیروز بافندہ رہائشی کھوکھر بالا
19 ۔	نذر حسین ولد نور حسین سہر منہاس رہائشی تھینل
20 ۔	مراتب حسین ولد عباس شاہ رہائشی سید شاہ بولا
21 ۔	مہدی شاہ ولد ساول شاہ رہائشی سید شاہ بولا
22 ۔	شیر شاہ ولد مہدی شاہ رہائشی سید شاہ بولا
23 ۔	ریاض ولد زرداد اعوان رہائشی سرکال کیسر
24 ۔	عجب خان ولد گلستان مغل رہائشی سرکال کیر
25 ۔	غلام مہدی ولد نواب خان سہر منہاس رہائشی میرپور
26 ۔	لال حسین ولد فضل حسین راجپوت رہائشی نروال
27 ۔	محمد اشرف ولد غلام علی موچی رہائشی بالا کسر
28 ۔	لیاقت حسین ولد غلام حسین مغل رہائشی بالا کسر
29 ۔	مظہر عباس ولد حسن بخش رہائشی بالا کسر
30 ۔	سجاد حسین ولد فتح خان رہائشی بالکسر
31 ۔	غلام علی ولد نواب خان رہائشی بالکسر
32 ۔	عبدالرشید ولد محمد شریف رہائشی بالکسر
33 ۔	محمد خان ولد اللہ یار رہائشی بالکسر
34 ۔	غلام سرور ولد مہدی کہار رہائشی برسال
35 ۔	انور بیگ ولد زمرد خان رہائشی برسال
36 ۔	نور خان ولد جعفر خان راجپوت رہائشی فیم کسر
73 ۔	غلام محمد ولد جعفر خان راجپوت رہائشی فیم کسر

1	2
38	محمد بشیر ولد نور خان رہائشی فیم کسر
39	باغ حسین ولد غلام حیدر رہائشی فیم کسر
40	پٹھان خان ولد راجولی اعوان رہائشی سدوال
41	میاں خان ولد خدا بخش رہائشی سدوال
42	محمد خان ولد ساول خان رہائشی سدوال
43	انور خان ولد ساول خان رہائشی سدوال
44	انور خان ولد ریاض خان رہائشی سدوال
45	دراز خان ولد سواز خان رہائشی سدوال
46	رب نواز ولد ساول خان رہائشی سدوال
47	احمد خان ولد محمد زمان رہائشی سدوال
48	سنگترہ خان ولد چغتان باربر رہائشی بالکسر
49	محمد فاروق ولد فقیر احمد اعوان رہائشی چکوال
50	فتح خان ولد گل محمد اعوان رہائشی وسووال
51	مکھن خان ولد گل محمد اعوان رہائشی وسووال
52	سرسا خان ولد گل محمد اعوان رہائشی وسووال
53	عبدالعزیز ولد باز خان باربر رہائشی کھوکھر بالا
54	مسمات پروین ولد باز خان باربر رہائشی کھوکھر بالا
55	مسمات اکبر خان ولد باز خان باربر رہائشی کھوکھر بالا
56	مسمات ریاض بیگم زوجہ محمد نذیر رہائشی کھوکھر بالا
57	مہدی خان ولد محمد خان اعوان رہائشی حاکو
58	گل باز ولد کرم بخش رہائشی حاکو
59	مسمات محمود جان زوجہ احمد خان رہائشی حاکو
60	مسمات کرم نور زوجہ مہدی خان رہائشی حاکو
61	مسمات پروین جان زوجہ عبداللطیف رہائشی حاکو
62	مسمات نور بھری زوجہ محمد خان مغل رہائشی چک کوکا

1	2
63 ۔ خان زمان ولد شیر باز ارائیں رہائشی سو	
64 ۔ غلام خاتون ولد عبداللہ مہر منہاس رہائشی سو	
65 ۔ گل محمد ولد نور خان اعوان رہائشی خورد	
66 ۔ محمد غنی ولد محمد خان رہائشی خورد	
67 ۔ شیر خان ولد محمد خان رہائشی خورد	
68 ۔ غلام محمد ولد مظفر خان رہائشی راٹھیاں	
68 ۔ صبح صادق ولد سلطان رہائشی راٹھیاں	
70 ۔ محمد خان ولد مقرب خان رہائشی راٹھیاں	
71 ۔ محمد اشرف ولد احمد خان رہائشی راٹھیاں	
72 ۔ مظفر خان ولد لال خان رہائشی راٹھیاں	
73 ۔ سرفراز خان ولد محمد خان رہائشی راٹھیاں	
74 ۔ نکاس حیدر ولد محمد خان رہائشی کھوتھیاں	
75 ۔ فیاض حسین ولد خادم حسین جٹ رہائشی ربال	
76 ۔ محمد اسماعیل ولد غلام علی بافندہ رہائشی ربال	
77 ۔ محمد امیر ولد غلام علی بافندہ رہائشی ربال	
78 ۔ محمد حیات ولد ولی رہائشی ربال	
79 ۔ کرم نور زوجہ غلام حیدر رہائشی ربال	
80 ۔ فضل عباس ولد نذر حسین رہائشی ربال	
81 ۔ سجاد حسین ولد فضل حسین رہائشی ربال	
82 ۔ زمان عباس ولد فدا حسین رہائشی ربال	
83 ۔ محمد صادق ولد دوست محمد جٹ رہائشی سنگھانی	
84 ۔ عبدالرشید ولد محمد بخش جٹ رہائشی سنگھانی	
85 ۔ محمد اسلم ولد لال خان مہر منہاس رہائشی چک بذید	
81 ۔ محمد اکرم ولد لال خان مہر منہاس رہائشی چک بذید	
87 ۔ فضل داد ولد محمد یار رہائشی چک بذید	

1	2
88 ۔	محمد توفیق رہائشی چک بذید
89 ۔	محمد گل ولد خان عالم رہائشی چک بذید
90 ۔	محمد اصغر ولد احمد دین جنجوعہ رہائشی وریا مل
91 ۔	افتخار حسین ولد نور محمد جنجوعہ رہائشی وریا مل
92 ۔	محمد خان ولد سمندر خان اعوان رہائشی لڈوا
93 ۔	محمد گلزار ولد کھیسا خان رہائشی لڈوا
94 ۔	محمد اشرف ولد مہدی خان رہائشی لڈوا
95 ۔	عبدالحمید ولد مہدی خان اعوان رہائشی لڈوا
96 ۔	میاں محمد ولد لنگاہ لوہار رہائشی تلہ گنگ
97 ۔	غلام حسین ولد فتح علی اعوان رہائشی میر خارا
98 ۔	عبدالرؤف ولد محمد اکبر اعوان رہائشی مومن
99 ۔	عبدالخالق ولد محمد اکبر اعوان رہائشی مومن
100 ۔	شیخ احمد ولد سلطان اعوان رہائشی بھولے
101 ۔	اللہ بخش ولد محمد خان رہائشی بھولے
102 ۔	علی احمد ولد سلطان احمد رہائشی بھولے
103 ۔	عبدالحکیم ولد خدا بخش قریشی رہائشی لنگاہ
104 ۔	دلاور خان ولد سمندر خان رہائشی لنگاہ
105 ۔	غلام قادر ولد سمندر خان رہائشی لنگاہ
106 ۔	سمندر خان ولد خدا بخش رہائشی لنگاہ
107 ۔	محمد اقبال ولد محمد مغل رہائشی کرسال
108 ۔	محمد اکرم ولد محمد مغل رہائشی کرسال
109 ۔	دراز خان ولد علی محمد رہائشی کرسال
101 ۔	غلام علی ولد علی محمد رہائشی کرسال
111 ۔	مقبول حسین ولد غلام عباس چوہان رہائشی تھنیل
112 ۔	محمد اقبال ولد غلام عباس چوہان رہائشی تھنیل

1	2

113 ۔ نذر محمد ولد غلام قادر چوہان رہائشی تھنیل

تحصیل چکوال

سزائے موت پانے والے ملزمان کے نام و پتے (1-1-1971 تا 31-12-1975)

1 ۔ مظفر حسین ولد فضل حسین اعوان رہائشی بھائیاں
2 ۔ محمد بشیر ولد گل شیر مہر منہاس رہائشی تھنیل بالا
3 ۔ گل شیر ولد نور حسین مہر منہاس رہائشی تھنیل بالا
4 ۔ مختارالدین ولد ابدین اعوان رہائشی اوڈروال
5 ۔ سید رسول ولد احمد خان مہر منہاس رہائشی ڈھاکو
6 ۔ نور خان ولد محمد خان مہر منہاس رہائشی ڈھاکو
7 ۔ محمد دراز ولد عباس رہائشی ڈھاکو
8 ۔ محمد انور ولد دلاور خان اعوان رہائشی بدہر
9 ۔ نذر حسین ولد محمد اکبر اعوان رہائشی سوہنی
10 ۔ نذر حسین شاہ ولد فضل حسین شاہ رہائشی ڈھڈیال
11 ۔ غلام حیدر ولد غلام حسین راجپوت رہائشی میاں مہر
12 ۔ محمد نواز ولد غلام حسین راجپوت رہائشی میاں مہر
13 ۔ کرم داد ولد اللہ دتا راجپوت رہائشی میاں مہر
14 ۔ نور خان ولد کرم داد راجپوت میاں مہر
15 ۔ محمد صدیق ولد عبدالحمید ارائیں رہائشی چکوال
16 ۔ محمد اشرف ولد عبدالحمید ارائیں رہائشی چکوال
17 ۔ محمد اکبر ولد عبدالحمید ارائیں رہائشی چکوال
18 ۔ محمد اقبال ولد محمد خان مہر منہاس رہائشی مانڈے

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

بدھ ۔ 14 اپریل 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 13 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○

پ ۶ ——— س ۵ ——— رکوع ۱۲ ——— آیات ۵۴ - ۵۵

اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی بھی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور جسے وہ لوگ دوست رکھیں گے۔ اور ایمان والوں کے حق میں نرمی سے پیش آئیں گے اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ کا بڑا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا خبردار ہے۔

تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز قائم کرتے زکوٰۃ دیتے اور اللہ کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول نیز ایمان والوں سے روگردانی کرے تو بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب رہے گا۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

ہرگوبند سٹریٹ لاہور کی پختگی

***4449 ۔ مرزا فضل حق :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محلہ سنت نگر لاہور کی ہرگوبند سٹریٹ نمبر 35 ایک عرصہ سے کچی چلی آ رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گلی کے ارد گرد کی تمام گلیاں پختہ ہو چکی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ گلی مذکورہ مبلغ 17,383,74 روپے کے خرچ سے پختہ کی جا چکی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ملہال مغلاں تا ڈھڈیال سڑک کی پختگی

***4462 ۔ مرزا فضل حق :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملہال مغلاں تا ڈھڈیال تحصیل چکوال ضلع جہلم کو ملانے والی ایک کچی سڑک موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ضلع جہلم نے موجودہ سال کے منصوبہ میں مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کی منظوری دی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا

کام ایک طرف شروع ہو چکا ہے۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل نے اس سڑک کو مرحلہ وار پختہ کرنے کی منظوری دی تھی۔

(ج) اس سڑک کی کل لمبائی 16 میل ہے۔ سال 14-1973ء تا 76-1975ء میں اس سڑک کی پختگی کے لیے کل 6,49,060 روپے مختص کیے گئے جس سے ملہال مغلاں تا بھیڑ دو میل ساڑھے چھ فرلانگ لمبائی کو پختہ کیا گیا۔

(د) بقیہ 13 میل ڈیڑھ فرلانگ لمبائی کی پختگی کے لیے تقریباً پینتالیس لاکھ کی رقم درکار ہے۔ چونکہ ضلعی عوامی تعمیراتی کونسل اتنی بڑی رقم ایک ہی منصوبہ پر خرچ نہیں کرسکتی۔ لہذا فنڈز کی کمی کے باعث فیصلہ کیا گیا کہ اس سڑک کے بقیہ حصہ کی تعمیر کے لیے محکمہ شاہرات کو کہا جائے۔ اس ضمن میں ضلعی عوامی تعمیراتی کونسل پہلے ہی محکمہ شاہرات کو لکھ چکی ہے۔

میونسپل ووکیشنل سکول منڈی بہاؤالدین کی عمارت کو ساجی بہبود کے لیے وقف کرنا

*5274 ۔ **چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر ساجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل ووکیشنل سرٹیفکیٹ سکول برائے خواتین منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کی بلڈنگ میں مورخہ 8-3-1973 کو اسسٹنٹ کمشنر و ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی عدالتیں منتقل کر دی گئیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ عمارت کو دوبارہ صرف ساجی بہلائی کے کاموں کے لیے وقف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔

اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر ساجی بہبود (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔ مذکورہ عدالتیں مورخہ 6-1-1973 کو اس عمارت میں عارضی طور پر منتقل کی گئیں ۔

(ب) فوجداری عدالتوں کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جا چکا ہے ۔ جونہی یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا تب فوجداری عدالتیں مجوزہ عمارت میں منتقل ہو جائیں گی ۔ اس نئی عمارت کی کچھ تعمیر شروع ہو چکی ہے ۔ جونہی یہ عمارت خالی ہوگی تب یہ بلدیاتی مقاصد کے لیے استعمال ہو سکے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : ضمنی سوال ۔ جناب والا ! میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ فوجداری عدالتوں کی عمارات کی تعمیر اے ۔ ڈی ۔ پی پرانے 76-1975ء میں آئی تھی یا 77-1976ء میں آئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کی تفصیل تو شاید وہ آپ کو نہ بتا سکیں ۔ کیونکہ عدالتوں کا محکمہ ان سے متعلق نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جا چکا ہے تو کس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جا چکا ہے ؟

مسٹر سپیکر : ویسے براہ راست تو ان سے متعلق نہیں ۔ اگر انہیں علم ہے کہ کس مرحلے پر ان کی تکمیل ہو چکی ہے تو

He may take the House in confidence.

وزیر ساجی بہبود : یہ میں پتہ کر کے بتا سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پھر آپ کا تو تعلق ہی نہیں ہے ۔

میونسپل ووکیشنل سکول منڈی بہاؤالدین کی ہیڈ مسٹریس اور جونیئر مسٹریس کی ملازمت پر بحالی

*5275 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر ساجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل ووکیشنل سرٹیفکیٹ سکول

برائے خواتین منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کا سٹاف انیس تبسم ہیڈ مسٹریس ، نصیر فاطمہ جونیئر مسٹریس ، چوکیدار اور چپڑاسی پر مشتمل تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سکول کی ہیڈ مسٹریس جو جون 1967ء سے سکول کی ملازمت میں تھی اور اس کی ملازمت بھی مستقل تھی اسے اور اس کی جونیئر مسٹریس کو کوئی وجہ بتائے بغیر ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ مسٹریس اور جونیئر مسٹریس کو ملازمت پر بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ساجی بہبود (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ اس سکول میں ہیڈ مسٹریس کا کوئی عہدہ نہیں تھا ۔ سکول کا سٹاف سوال میں مذکورہ عملہ کے علاوہ مسمات رشیدہ کوثر پر مشتمل تھا ۔

(ب) چونکہ سکول مذکورہ کو بند کر دیا گیا تھا ۔ لہذا مسز انیس تبسم بخاری اور نصیر فاطمہ کی خدمات کی ضرورت نہیں رہی تھی ۔ اس لیے ان کو ملازمت سے فارغ کرنا پڑا ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ سکول مذکورہ کا وجود ہی نہیں ہے ۔ علاوہ ازیں اسی قسم کے دو اور ادارے موجود ہیں اور فی الحال کمیٹی کا بجٹ ایسے سکول کے اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔

راجہ محمد افضل خان : ضمنی سوال ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ پنجاب میں تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی نشستیں پر ہو چکی ہیں ؟

وزیر ساجی بہبود : یہ علیحدہ سوال کریں ۔

مسٹر سپیکر : اس کو اس طرح کنفیوز نہ کریں ۔ یہ تو ووکیشنل سرٹیفکیٹ سکول برائے خواتین ہے ۔ اس کا تو محکمہ تعلیم سے تعلق نہیں ۔ اگر آپ ان کے نوٹس میں یہ لائیں کہ وہ کوالیفائیڈ ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کس قسم کی کوالیفیکشن اساتذہ کی چاہیے ؟

مسٹر سپیکر : مجھے تو پتہ نہیں کہ ان کی کوالفیکشن کیا ہے ۔ آپ کو پتا ہوگا ۔

راجہ محمد افضل خان : اگر وہ پر ہو چکی ہیں ، پھر تو ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال ہے کہ اگر وہ آپ کو apply کریں کسی اور ووکیشنل سکول میں اس جگہ کے علاوہ تو آپ ان کو accomodate کرنے کے لیے تیار ہیں ؟ کیا آپ کا سوال یہی ہے ؟

راجہ محمد افضل خان : جی ہاں ۔ بالکل ۔

وزیر سماجی بہبود : جی ہاں ، اس پر غور کریں گے ۔

بلدیاتی اداروں کے خاکروبوں کی تنخواہوں میں ایزادی

***5495 ۔ ملک شاہ محمد محسن :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 4023 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 30 جنوری 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت بلدیاتی اداروں میں متعین خاکروبوں کی تنخواہ میں اضافہ کر کے ان کو نئے سکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے لیے تنخواہ کا نیا سکیل کیا ہوگا ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : بلدیاتی اداروں کے خاکروبوں کو پہلے ہی نیشنل پے سکیل نمبر 1 (100-2-116/3-140) دیا جا رہا ہے لہذا ان کی تنخواہوں میں مزید اضافہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ میں واٹر سپلائی سکیمیں

***5496 ۔ ملک شاہ محمد محسن :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب کے عوام کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لیے کن کن علاقوں میں 1972-73ء اور 1973-74ء میں واٹر سپلائی سکیمیں منظور کی گئی تھیں ۔

(ب) مذکورہ مدت میں کہاں کہاں سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں اور عوام کو پینے کا پانی مہیا ہونے لگا ہے اور کہاں کہاں سکیمیں ابھی زیر تکمیل ہیں اور وہاں پانی کب تک مہیا ہونے

کی امید ہے ۔ نیز کہاں کہاں ابھی تک کام شروع ہی نہیں کیا گیا اور کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جن علاقوں میں عوام کو 1972.73ء اور 1973.74ء میں پینے کا پانی مہیا کرنے کے لیے حکومت نے جتنی سکیمیں منظور کیں ان کی فہرست ہائے نمبر 1 ، 2 لف ہیں ۔ جنہیں ملاحظہ فرمائیں ۔

(ب) جہاں جہاں سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں ان کی تفصیل منسلکہ تفصیلات آئٹم نمبر 3 ۔ 4 میں ملاحظہ فرمائیں ۔ مذکورہ مدت میں محکمہ کے پاس کوئی ایسی سکیم نہیں جس کی انتظامی اور ٹیکنیکل منظوریاں ہو چکی ہیں اور کام شروع نہیں کیا گیا ۔

فہرست نمبر 1

مالی ترقیاتی سال 1973.74ء میں منظور شدہ شہری آب رسانی کے منصوبہ جات

1 ۔ جوہر آباد ضلع سرگودھا
2 ۔ مرید کے ضلع شیخوپورہ
3 ۔ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ
4 ۔ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
5 ۔ اوکاڑہ ضلع ساہیوال
6 ۔ جلالپور پیروالا ضلع ملتان
7 ۔ کبیروالا ضلع ملتان
8 ۔ فورٹ عباس ضلع بہاولنگر
9 ۔ مہاجر کالونی بستی حمیتیاں ضلع بہاولپور
10 ۔ ماڈل ٹاؤن اور جنوبی حصہ ریلوے لائن شہر بہاولپور
11 ۔ رحیم یار خان مرحلہ نمبر III
12 ۔ بہاول نگر مرحلہ نمبر II
13 ۔ ہارون آباد مرحلہ نمبر II
14 ۔ مظہر فرید کالونی صادق آباد
15 ۔ ڈیرہ نواب صاحب
16 ۔ توسیع و ترقی شہر کہمبل پور

فہرست دیہی منصوبہ جات آب رسانی
مالی ترقیاتی پروگرام 1972.73

1 ۔ چاچڑاں شریف ضلع رحیم یار خان
2 ۔ پکلاراں ضلع رحیم یار خان
3 ۔ خان بیلا ضلع رحیم یار خان
4 ۔ خانقاہ شریف کم سمہ سٹہ ضلع بہاولپور
5 ۔ پرانا حاصل پور ضلع بہاولپور

6 ۔ نواز آباد ضلع رحیم یار خان
7 ۔ نور سر ضلع بہاولنگر
8 ۔ عباس نگر ضلع بہاولپور
9 ۔ دھران والا ضلع بہاولنگر
10 ۔ ڈسٹریبوشن منڈی صادق گنج ضلع بہاولنگر
11 ۔ فورٹ مروٹ ضلع بہاولنگر
12 ۔ سہار والی ضلع بہاول نگر
13 ۔ بہشتی ضلع رحیم یار خان
14 ۔ جان پور ضلع رحیم یار خان
15 ۔ ٹرنڈا اسوائے خان ضلع رحیم یار خان
16 ۔ کوٹ سبزہ ضلع رحیم یار خان
*17 ۔ لہری ضلع جہلم
18 ۔ توسیع و ترقی آرتھر لالکڑا اور کوٹ راجہ تھل علاقہ ضلع جہلم
*19 ۔ کمبروال ضلع راولپنڈی
20 ۔ کمن ضلع کیمبل پور
21 ۔ حضرو ضلع کیمبل پور
22 ۔ گرجا ضلع راولپنڈی
23 ۔ ڈوعل ضلع کیمبل پور
24 ۔ پنڈی شیخ موسیٰ ضلع لائلپور
25 ۔ ہنسی بہلوال ضلع سرگودھا
26 ۔ موسیٰ خیل ضلع میانوالی
27 ۔ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی
صہ28 ۔ چک نمبر 246 جی ۔ بی ۔ ضلع لائل پور
(پرتاب پورہ) ضلع کونسل کے بعد دیکھ بھال کی ضمانت سے انکار کر دیا

صہ29 ۔ راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان
30 ۔ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ
31 ۔ جوھنگ ضلع لاہور
32 ۔ چھانگا مانگا ضلع لاہور
صہ33 ۔ کوٹلہ موسیٰ خان ضلع بہاول پور
34 ۔ قائم پور ضلع بہاول پور
صہ35 ۔ چاویکا ضلع بہاول پور
36 ۔ مجالدین والی ضلع رحیم یار خان
37 ۔ اٹجرا ضلع کیمبل پور
38 ۔ پنڈی گھیب ضلع کیمبل پور

*منصوبہ جات کمبروال ضلع راولپنڈی نمبر 19 اور لہری ضلع جہلم نمبر 17 ۔ ترقیاتی پروگرام سے خارج کر دیے گئے ہیں ۔ کہ وہاں ابھی تک پانی کے ذخائر کا تعین نہیں کیا جا سکا ۔

صہ منصوبہ جات چک نمبر 246 جی ۔ بی ۔ نمبر 28 لائل پور ۔ راجن پور نمبر 29 ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان چاویکا ضلع بہاول پور نمبر 35 ۔ اور کوٹلہ موسیٰ خان ضلع بہاول پور نمبر 33 ۔ کی متعلقہ بلدیات نے منصوبوں کی تکمیل کے بعد دیکھ بھال کرنے سے انکار کر دیا ۔

فہرست مالی سال 1973-74

شہری منصوبے برائے آب رسانی

1 ۔ جامع منصوبہ آب رسانی بہاولپور حصہ اول
2 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی چشتیاں
3 ۔ جامع منصوبہ آب رسانی بہاولنگر حصہ اول
4 ۔ توسیع و ترقی آب رسانی صادق آباد
5 ۔ منصوبہ آب رسانی رحیم یار خاں حصہ چہارم
6 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی راولپنڈی فلٹریشن پلانٹ
7 ۔ تنصیب چار عدد ٹیوب ویل برائے منصوبے 154 انچ پائپ لائن راولپنڈی
8 ۔ جامع منصوبہ آب رسانی گجرات
9 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی ٹوبہ ٹیک سنگھ*
10 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی خوشاب
11 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی گوجرہ
12 ۔ جامع منصوبہ آب رسانی جھنگ حصہ اول
13 ۔ جامع منصوبہ آب رسانی بھکر
14 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی سیالکوٹ
15 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی ڈسکہ
16 ۔ منصوبہ آب رسانی شجاع آباد
17 ۔ توسیع آب رسانی پاکپٹن
18 ۔ جامع آب رسانی ڈیرہ غازی خان
19 ۔ توسیع و ترقی آب رسانی نکلسن و آب برائے لائلپور

---

* بعدازاں خارج کردی گئی کیونکہ کنٹرولنگ اتھارٹی نے کہا تھا کہ اس کی بجائے تاندلیانوالا شامل کی جائے۔

مالی سال 1973-74

دیہی منصوبے برائے آب رسانی

1 ۔ منصوبہ آب رسانی محمد پور ساسران
2 ۔ منصوبہ آب رسانی میکلورڈ گنج
3 ۔ منصوبہ آب رسانی احمد پور گاڈکے
4 ۔ منصوبہ آب رسانی روڑو
5 ۔ توسیع آب رسانی کھچی والی
6 ۔ توسیع آب رسانی شہر فرید
7 ۔ توسیع آب رسانی گجیانی
8 ۔ توسیع آب رسانی جھنڈ والا
9 ۔ توسیع آب رسانی فتیر والی
10 ۔ منصوبہ آب رسانی تاخوالی
11 ۔ منصوبہ آب رسانی بزمان
12 ۔ منصوبہ آب رسانی نور پور نارنگاں
13 ۔ منصوبہ آب رسانی خان پور
14 ۔ منصوبہ آب رسانی چک لوہاراں
15 ۔ منصوبہ آب رسانی سوخیل
16 ۔ توسیع آب رسانی تاموالی
17 ۔ توسیع آب رسانی اچ شریف
18 ۔ توسیع آب رسانی نواں کوٹ
19 ۔ توسیع آب رسانی ٹرنیڈا محمد پناہ
20 ۔ توسیع آب رسانی ظہیر پور
21 ۔ توسیع آب رسانی صدر عباسان
22 ۔ توسیع آب رسانی چک نمبر 15 ۔ بی
23 ۔ توسیع آب رسانی بنگلو نتھار (باغ و بہار)
24 ۔ توسیع آب رسانی چک نمبر 173 ۔ بی
25 ۔ توسیع آب رسانی سنہیار پور
26 ۔ توسیع آب رسانی چک 118 ۔ بی
27 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی آلہ آباد
28 ۔ منصوبہ آب رسانی کھوکھ
29 ۔ منصوبہ آب رسانی علی اوٹ
30 ۔ منصوبہ آب رسانی حسن ابدال
31 ۔ منصوبہ آب رسانی مڈوال
32 ۔ منصوبہ آب رسانی چکری
33 ۔ منصوبہ آب رسانی گاؤں واہ
34 ۔ توسیع آب رسانی مٹور
35 ۔ منصوبہ آب رسانی بتار
36 ۔ منصوبہ آب رسانی کسیریاں
37 ۔ منصوبہ آب رسانی سنجوال
38 ۔ منصوبہ آب رسانی جعفر
39 ۔ منصوبہ آب رسانی کوٹ فتح
40 ۔ منصوبہ آب رسانی پنڈی سرہاد
41 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی تلارگنگ
42 ۔ منصوبہ آب رسانی پروتھ
43 ۔ منصوبہ آب رسانی کوٹلہ
44 ۔ منصوبہ آب رسانی ٹبہ ہوٹا شاہ
45 ۔ منصوبہ آب رسانی تھانہ گنجہ

46 ۔ منصوبہ آب رسانی گوجراں ڈھوک
47 ۔ منصوبہ آب رسانی سرڈھوک
48 ۔ منصوبہ آب رسانی پھالیہ
49 ۔ منصوبہ آب رسانی سرائے عالمگیر
50 ۔ منصوبہ آب رسانی کھاریاں
51 ۔ منصوبہ آب رسانی کھیوڑہ حصہ دوم
52 ۔ منصوبہ آب رسانی ڈومیلی
53 ۔ منصوبہ آب رسانی پشارت
54 ۔ منصوبہ آب رسانی گاؤں للدکے ڈیرے و ڈھوک
55 ۔ منصوبہ آب رسانی بلوال
56 ۔ منصوبہ آب رسانی نیاز بیگ
57 ۔ منصوبہ آب رسانی جیا بگا
58 ۔ منصوبہ آب رسانی کنگن پور
59 ۔ منصوبہ آب رسانی مدکے
60 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی رائے ونڈ
61 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی کاھنہ نو
62 ۔ منصوبہ آب رسانی شرقپورپور
63 ۔ منصوبہ آب رسانی مانانوالہ
64 ۔ منصوبہ آب رسانی کھاریانوالہ
65 ۔ منصوبہ آب رسانی ڈھابان سنگھ
66 ۔ منصوبہ آب رسانی قلعہ دیدار سنگھ
67 ۔ منصوبہ آب رسانی رسول نگر
68 ۔ منصوبہ آب رسانی ڈوگرانوالہ
69 ۔ منصوبہ آب رسانی وانڈو
70 ۔ منصوبہ آب رسانی اخلاص پور
71 ۔ منصوبہ آب رسانی نوشہرہ
72 ۔ منصوبہ آب رسانی پسرور حصہ حصہ چہارم
73 ۔ منصوبہ آب رسانی سکھو چک
74 ۔ توسیع آب رسانی ظفر وال
75 ۔ منصوبہ آب رسانی کوٹ نہاں
76 ۔ منصوبہ آب رسانی سلانوالی
77 ۔ منصوبہ آب رسانی مٹھاٹوانہ
78 منصوبہ آب رسانی سرلیانوالہ
79 ۔ منصوبہ رسانی ھڈالی
80 ۔ منصوبہ آب رسانی ناڑی
81 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی نوشہرہ
82 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی فاروقیہ
83 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی جورا سکیسر
84 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی دھریمہ
85 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی شاہ پور صدر
86 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی 22 این - بی
87 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی ساھیوال
88 ۔ منصوبہ آب رسانی ڈیکوٹ

89 ۔ منصوبہ آب رسانی چک 203 ۔ آر ۔ بی

90 ۔ منصوبہ آب رسانی چک نمبر 242 جی ۔ بی نور پور

91 ۔ منصوبہ آب رسانی چک 202 آر ۔ بی

92 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی چک 394 جے ۔ بی

93 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی پیر محل

94 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی ماموں کانجن

95 ۔ منصوبہ آب رسانی چک 281 جے ۔ بی

96 ۔ منصوبہ آب رسانی گڑھ مہاراجہ

97 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی ربوہ

98 ۔ منصوبہ آب رسانی لالیاں

99 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی بھوانہ

100 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی موچی والی

101 ۔ منصوبہ آب رسانی دریا خان

102 ۔ منصوبہ آب رسانی کلور کوٹ

103 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی قمر مشانی

104 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی جنڈ والا

105 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی کالا باغ

106 ۔ توسیع منصوبہ آب رسانی بلسیر

107 ۔ منصوبہ آب رسانی جہانیاں

108 ۔ منصوبہ آب رسانی مخدوم رشید

119 ۔ منصوبہ آب رسانی میلسی

110 ۔ منصوبہ آب رسانی چ خسرآباد

111 ۔ منصوبہ آب رسانی تلمبہ

112 ۔ منصوبہ آب رسانی گلزار پور جمن والا

113 ۔ منصوبہ آب رسانی مڑل

114 ۔ منصوبہ آب رسانی ہجرا

115 ۔ منصوبہ آب رسانی ہڑپہ

116 ۔ منصوبہ آب رسانی حویلی

117 ۔ منصوبہ آب رسانی رینالہ خورد

118 ۔ منصوبہ آب رسانی لنڈھی نروانی

119 ۔ منصوبہ آب رسانی داجل

120 ۔ منصوبہ آب رسانی جھوک عطرے

121 ۔ منصوبہ آب رسانی چوٹی زریں

122 ۔ منصوبہ آب رسانی خان گڑھ

123 ۔ منصوبہ آب رسانی ستاواں

124 ۔ منصوبہ آب رسانی علی پور

125 ۔ منصوبہ آب رسانی درہ

126 ۔ منصوبہ آب رسانی جام پور

127 ۔ منصوبہ آب رسانی لدھانہ

منصوبہ جات نمبر شمار 1 ، 2 ، 3 ، 10 ، 13 ، 14 ، 21 ، 22 ، 23 ، 36 ، 37 ، 40 ، 42 ، 43 ، 45 ، 46 ، 47 ، 50 ، 51 ، 52 ، 68 ، 71 ، 78 ، 89 ، 91 ، 92 ، 95 ، 102 ، 110 ، 118 ، 120 ، 126 پر دیئے گئے وہ مشاسی کونسلوں کی خیانت برائے دیکھ بھال بعد از تکمیل منصوبہ جات نہ ہونے کی وجہ سے مالی ترقیاتی منصوبہ برائے سال 74۔1973ء خارج کر دی گئیں ۔

فہرست نمبر 3

فہرست منصوبہ‌جات آب رسانی جو زیر تکمیل ہیں ۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	اندازاً تاریخ تکمیل
1	2	3
1 ۔	جامع منصوبہ آب رسانی بہاولپور مرحلہ اول	جون 1980ء
2 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی چشتیاں	جون 1976ء
3 ۔	جامع منصوبہ آب رسانی بہاولنگر مرحلہ اول	جون 1980ء
4 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی صادق آباد	جون 1976ء
5 ۔	منصوبہ آب رسانی رحیم یار خان مرحلہ چہارم	جون 1976ء
6 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی راولپنڈی فلٹریشن پلانٹ	جون 1976ء
7 ۔	تنصیب چار عدد ٹیوب ویل ساتھ بڑے منصوبے 54 انچ پائپ کے راولپنڈی ۔	جون 1976ء
8 ۔	جامع منصوبہ آب رسانی گجرات	جون 1980ء
9 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی گوجرہ	جون 1977ء
10 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی خوشاب	جون 1976ء
11 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی بھکر	جون 1977ء
12 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی سیالکوٹ	جون 1976ء
13 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی ڈسکہ	جون 1977ء
14 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی شجاع آباد	جون 1977ء
15 ۔	توسیع منصوبہ آب رسانی پاکپٹن	جون 1977ء
16 ۔	جامع منصوبہ آب رسانی ڈیرہ غازی خان	جون 1977ء
17 ۔	توسیع و ترقی منصوبہ آب رسانی و نکاسی آب لائلپور	جون 1980ء
18 ۔	منصوبہ آب رسانی جوہر آباد ضلع سرگودھا	جون 1976ء
19 ۔	منصوبہ آب رسانی ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ	جون 1976ء
20 ۔	منصوبہ آب رسانی حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	جون 1976ء

1	2	3
21	منصوبہ آب رسانی مرید کے ضلع شیخوپورہ	جون 1976ء
22	منصوبہ آب رسانی اوکاڑہ ضلع ساہیوال	جون 1976ء
23	منصوبہ آب رسانی جلال پور پیروالہ ضلع ملتان	جون 1977ء
24	منصوبہ آب رسانی کبیروالہ ضلع ملتان	جون 1976ء
25	منصوبہ آب رسانی فورٹ عباس ضلع بہاولنگر	جون 1976ء
26	منصوبہ آب رسانی مہاجر کالونی بستی حاجیاں بہاولپور	جون 1977ء
27	ماڈل ٹاؤن اور جنوبی حصہ ریلوے لائن شہر بہاولپور	جون 1977ء
28	منصوبہ آب رسانی رحیم یار خان مرحلہ نمبر 3	جون 1976ء
29	منصوبہ آب رسانی بہاولنگر مرحلہ 3	جون 1976ء
30	منصوبہ آب رسانی مظہر فرید کالونی صادق آباد	جون 1974ء
31	منصوبہ آب رسانی ڈیرہ نواب صاحب	جون 1977ء
32	منصوبہ آب رسانی چاچڑاں شریف ضلع رحیم یار خان	جون 1976ء
33	منصوبہ آب رسانی ہکلاراں ضلع رحیم یار خان	جون 1977ء
34	منصوبہ آب رسانی خان بیلا ضلع رحیم یار خان	جون 1976ء
35	منصوبہ آب رسانی خانگاہ شریف سمہ سٹہ ضلع بہاولپور	جون 1976ء
36	منصوبہ آب رسانی پرانا حاصل پور ضلع بہاولپور	جون 1976ء
37	منصوبہ آب رسانی فیروزہ ضلع رحیم یار خان	جون 1977ء
38	منصوبہ آب رسانی نورسر ضلع بہاولنگر	جون 1977ء
39	منصوبہ آب رسانی عباس نگر ضلع بہاولپور	جون 1977ء
40	منصوبہ آب رسانی ڈاھرانوالہ ضلع بہاولنگر	جون 1976ء
41	منصوبہ آب رسانی ڈسٹریبیوشن مین منڈی صادق ضلع بہاولنگر	جون 1976ء
42	منصوبہ آب رسانی فورٹ مروٹ ضلع بہاولنگر	جون 1976ء
43	منصوبہ آب رسانی ہزار والی ضلع بہاولنگر	جون 1976ء
44	منصوبہ آب رسانی بہشتی ضلع رحیم یار خان	جون 1977ء

1	2	3
45	منصوبہ آب رسانی خان پور ضلع رحیم یار خان	جون 1977ء
45A	منصوبہ آب رسانی ٹریڈا سوایا خان ضلع رحیم یار خان	جون 1976ء
46	منصوبہ آب رسانی کوٹ سبابہ ضلع رحیم یار خان	جون 1976ء
47	منصوبہ آب رسانی ٹمن ضلع کیمبل پور	جون 1976ء
48	منصوبہ آب رسانی حضرو ضلع کیمبل پور	جون 1976ء
49	منصوبہ آب رسانی گارجا ضلع راولپنڈی	جون 1976ء
50	منصوبہ آب رسانی پنڈی شیخ موسیٰ ضلع لائلپور	جون 1977ء
51	منصوبہ آب رسانی بھلوال ضلع سرگودھا	جون 1976
52	منصوبہ آب رسانی موسیٰ خیل ضلع میانوالی	جون 1977
53	منصوبہ آب رسانی عیسیٰ خیل ضلع میانوالی	جون 1976
54	منصوبہ آب رسانی کوٹ ادو ضلع مظفر مظفر گڑھ	جون 1977
55	منصوبہ آب رسانی چوہنگ ضلع لاہور	جون 1976
56	منصوبہ آب رسانی چھانگا مانگا ضلع لاہور	جون 1976
57	منصوبہ آب رسانی قائم پور ضلع بہاولپور	جون 1977
58	منصوبہ آب رسانی جمال دین والی ضلع رحیم یار خان	جون 1976
59	منصوبہ آب رسانی اٹھراہ ضلع کیمبل پور	جون 1977
60	منصوبہ آب رسانی پنڈی گھیب ضلع کیمبل پور	جون 1976
61	منصوبہ آب رسانی محمد پورہ سناواں ضلع بہاولنگر	جون 1976
62	منصوبہ آب رسانی اوڑہ ضلع بہاولنگر	جون 1976
63	منصوبہ آب رسانی یزمان ضلع بہاولپور	جون 1976
64	منصوبہ آب رسانی نور پور نارنگا ضلع بہاولپور	جون 1976
65	منصوبہ آب رسانی توسیع ٹامیوالی ضلع بہالپور	جون 1976
66	منصوبہ آب رسانی توسیع اوچ شریف ضلع بہاولپور	جون 1976
67	منصوبہ آب رسانی لوان ضلع رحیم یار خان	جون 1976
68	منصوبہ آب رسانی ٹرانڈا محمد پناہ ضلع رحیم یار خان	جون 1977

1	2	3
69	منصوبہ آب رسانی طاہر پور ضلع رحیم یار خان	جون 1977
70	منصوبہ آب رسانی کھوٹہ ضلع راولپنڈی	جون 1977
71	منصوبہ آب رسانی علی اوٹ ضلع راولپنڈی	جون 1977
72	منصوبہ آب رسانی پڈوال ضلع راولپنڈی	جون 1977
73	منصوبہ آب رسانی چکری ضلع راولپنڈی	جون 1977
74	منصوبہ آب رسانی گاؤں واہ ضلع راولپنڈی	جون 1976
75	منصوبہ آب رسانی بتار ضلع کیمبل پور	جون 1976
76	منصوبہ آب رسانی کوٹ فتح ضلع کیمبل پور	جون 1977
77	منصوبہ آب رسانی بوٹا شاہ ضلع گجرات	جون 1976
78	منصوبہ رسانی سرائے عالمگیر ضلع گجرات	جون 1976
79	منصوبہ آب رسانی ڈومیلی ضلع جہلم	جون 1976
80	منصوبہ آب رسانی نیاز بیگ ضلع لاہور	جون 1977
81	منصوبہ آب رسانی جیابگا ضلع لاہور	جون 1977
82	منصوبہ آب رسانی کنگن پور ضلع لاہور	جون 1977
83	منصوبہ آب رسانی مدقے ضلع لاہور	جون 1976
84	منصوبہ آب رسانی رائے ونڈ ضلع لاہور	جون 1976
85	منصوبہ آب رسانی کاہنانو ضلع لاہور	جون 1976
86	منصوبہ آب رسانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ	جون 1977
88	منصوبہ آب رسانی مانان والا ضلع شیخوپورہ	جون 1977
89	منصوبہ آب رسانی کھاریاں والہ ضلع شیخوپورہ	جون 1977
89	منصوبہ آب رسانی ڈھابان سنگھ ضلع شیخوپورہ	جون 1777
90	منصوبہ آب رسانی تلہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ	جون 1977
9	منصوبہ آب رسانی رسول نگر ضلع گوجرانوالہ	جون 1977
92	منصوبہ آب رسانی وانڈو ضلع گوجرانوالہ	جون 1977
93	منصوبہ آب رسانی اخلاص پور ضلع سیالکوٹ	جون 1976

1	2	3
94	منصوبہ آب رسانی پسرور مرحلہ 2 ضلع سیالکوٹ	جون 1977
95	منصوبہ آب رسانی توسیع ظفر وال ضلع سیالکوٹ	جون 1977
96	منصوبہ آب رسانی کوٹ تیناں ضلع سیالکوٹ	جون 1976
97	منصوبہ آب رسانی ملانوالی ضلع سرگودھا	جون 1977
98	منصوبہ آب رسانی مٹھا ٹوانہ ضلع سرگودھا	جون 1978
99	منصوبہ آب رسانی ھٹالی ضلع سرگودھا	جون 1977ء
100	منصوبہ آب رسانی ڈچکوٹ ضلع لائل پور	جون 1977ء
101	منصوبہ آب رسانی لالیاں ضلع جھنگ	جون 1977ء
102	منصوبہ آب رسانی دریا خان ضلع میانوالی	جون 1977ء
103	منصوبہ آب رسانی جہانیاں ضلع ملتان	جون 1976ء
104	منصوبہ آب رسانی مخدوم رشید ضلع ملتان	جون 1976ء
105	منصوبہ آب رسانی میلسی ضلع ملتان	جون 1976ء
106	منصوبہ آب رسانی تلنبہ ضلع ملتان	جون 1977ء
107	منصوبہ آب رسانی مڑل ضلع ملتان	جون 1976ء
108	منصوبہ آب رسانی ھڑپہ ضلع ساھیوال	جون 1976ء
109	منصوبہ آب رسانی حجرہ ضلع ساھیوال	جون 1976ء
110	منصوبہ آب رسانی حویلی ضلع ساھیوال	جون 1976ء
111	منصوبہ آب رسانی رینالہ خورد ضلع ساھیوال	جون 1976ء
112	منصوبہ آب رسانی داجل ضلع ڈیرہ غازی خان	جون 1977ء
113	منصوبہ آب رسانی چوٹی ضلع ڈیرہ غازی خان	جون 1977ء
114	منصوبہ آب رسانی سناوان ضلع مظفر گڑھ	جون 1976ء
115	منصوبہ آب رسانی علی پور ضلع مظفر گڑھ	جون 1976ء
116	منصوبہ آب رسانی درہ ضلع مظفر گڑھ	جون 1977ء
117	منصوبہ آب رسانی ہڈھانہ ضلع مظفر گڑھ	جون 1977ء
118	منصوبہ آب رسانی ناڑی ضلع سرگودھا	جون 1977ء

فہرست نمبر 4

منصوبہ جات آب رسانی جو مکمل ہو چکے ہیں

1 ۔ منصوبہ آب رسانی ہارون آباد مرحلہ نمبر 2 ۔
2 ۔ توسیع و ترقی منصوبہ آب رسانی کیمبل پور ۔
3 ۔ توسیع و ترقی منصوبہ آب رسانی اطہر لانگر ضلع جہلم
4 ۔ منصوبہ آب رسانی ڈومبل ضلع کیمبل پور
5 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع کھچی والی ضلع بہاولنگر
6 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع 6/7 گجیانی ضلع بہاولپور
7 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع جندوالہ ضلع بہاولنگر
8 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع فقیر والی ضلع بہاولنگر
9 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع سکھیل ضلع بہاولپور
10 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع سنجر پور ضلع رحیم یار خان
11 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع چک نمبر 175/P ضلع رحیم یار خان
12 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع اللہ آباد ضلع رحیم یار خان
13 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع مٹور ضلع راولپنڈی
14 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع تلہ گنگ ضلع کیمبل پور
15 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع بھالیہ ضلع گجرات
16 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع ڈھوک للہ ضلع جہلم
17 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع بھلوال ضلع جہلم
18 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع نوشہرہ ضلع سرگودھا
19 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع فاروقہ ضلع سرگودھا
20 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع جوڑا سیکسر ضلع سرگودھا
21 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع دھریمہ ضلع سرگودھا
22 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع شاہ پور صدر ضلع سرگودھا
23 ۔ منصوبہ آب رسانی (توسیع) چک نمبر 22-21 ضلع سرگودھا

فہرست 4

منصوبہ جات آب رسانی جو مکمل ہو چکے ہیں

24 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع ساہیوال ضلع سرگودھا
25 ۔ منصوبہ آب رسانی چک نمبر 394/JB ضلع لائلپور
26 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع پیر محل ضلع لائلپور
27 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع مامون کانجن ضلع لائل پور
28 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ
29 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع ربوہ ضلع جھنگ
30 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع بھوانہ ضلع جھنگ
31 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع موچی والہ ضلع جھنگ
32 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع قمر مثانی ضلع میانوالی
33 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع جنڈوالہ ضلع میانوالی
34 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع کالا باغ ضلع میانوالی
35 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع تبسر ضلع میانوالی
36 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع چک نمبر 173/P ضلع رحیم یار خان
37 ۔ منصوبہ آب رسانی توسیع حسن ابدال ضلع راولپنڈی

ملتان شہر کی بستیوں سے گندے پانی کا نکاس

*6236 ۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان شہر کے محلہ بستی باغیاں، طارق آباد ، محلہ فرید آباد ، پل شوالہ ، محلہ دان رٹ بستی نالہ ولی محمد ، محلہ فرید آباد ، چاہ موچیاں والا ، بستی دھوپ سڑی ، محلہ گرودت سنگھ ، بکرا منڈی چاہ اسب والا ، بستی دائرہ ، محلہ عباس پورہ ، بستی چوڑیگر ، غلام آباد ، محلہ طوطل پورہ ، فیضی روڈ ، چاہ کنگران ، چاہ درکھان والا ، کمہاری منڈی ، گراس منڈی ، جلیل آباد کالونی اور حسن پروانہ کالونی میں گندے پانی کی نکاسی کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں افراد پریشان ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ محلوں میں پانی کے نکاس کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے تالاب بن چکے ہیں اور لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملتان کے علاقہ کمہاری منڈی میں گندہ پانی ہینڈ پمپوں میں بھی آنا شروع ہو گیا ہے اور لوگ صاف پانی دور دراز علاقوں سے حاصل کرنے پر مجبور ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل چاہ موچیاں والا کے تالاب میں ایک لڑکی بھی ڈوب گئی تھی ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حسن پروانہ کالونی ملتان میں چھ برف خانے موجود ہیں لیکن ان کے پانی کا نکاس بالکل نہیں ہے ۔

(و) کیا حکومت مذکورہ علاقہ سے گندے پانی کی نکاسی کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ چونکہ حسن پروانہ اور اس کی ملحقہ آبادیوں کے سیوریج سسٹم میں نقص تھا ۔ جس کی وجہ سے گندہ پانی سڑکوں اور گلیوں میں بہہ رہا تھا ۔ حال ہی میں کنٹونمنٹ بورڈ ملتان کے تعاون سے پانی کی نکاسی کی مقدار بڑھائی گئی ہے جس کی وجہ سے حالت بہتر ہو گئی ہے ۔

(ج) کمہار منڈی کے عوام کو پانی واٹر ورکس ولایت آباد سے مہیا کیا جا رہا ہے ۔

(د) جی نہیں ۔ (لڑکی بارش کی وجہ سے دیوار گرنے سے جاں بحق ہوئی ۔)

(ہ) جی نہیں ۔

(و) ملتان شہر کے لیے جامع منصوبہ نکاسی آب جس کا تخمینہ تقریباً 11 کروڑ روپے ہے اور اس پر کام 1974ء سے جاری ہے جس کے

مکمل ہونے پر 1978ء تک شہر کے محلوں سے نکاسی آب کا خاطر خواہ انتظام ہو جائے گا ۔

ملتان شہر کی بستیوں میں شکستہ فرش اور نالیاں

***6237 ۔ سید ناظم حسین شاہ** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ملتان شہر کے محلہ سدو حسام ۔ محلہ شاہ اسلام ، محلہ شاہ سلطان ، محلہ رسول پورہ ، بستی غریب آباد ، بخاری کالونی زوجہ جامع مسجد ، بستی دھوپ سڑی ، محلہ طارق آباد ، احاطہ گرودت سنگھ ، چاہ اسپ والا ، محلہ عباس پورہ ، بستی چوڑیگر ، غلام آباد ، محلہ طوطل پورہ ، نمبر مارکیٹ ، چاہ تھلے والا ، کمہار منڈی ، گراس منڈی ، محلہ گھیر کھڈہ میں اکثر مقامات پر فرش اور نالیاں بالکل ٹوٹ جانے کی وجہ سے وہاں گندہ پانی کھڑا رہتا ہے اور اس کی نکاسی کا انتظام نہایت ہی ناقص ہے جس کی وجہ سے لاکھوں افراد مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان محلوں کی گلیوں کے فرش اور نالیاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جزوی طور پر درست ہے بستی دھوپ سڑی ، محلہ غریب آباد اور چاہ تھلے والا میں فرش لگ چکے ہیں ۔ اور نکاسی آب کا انتظام ہو چکا ہے ۔ طارق آباد ، بخاری کالونی میں نکاسی آب کا انتظام کر دیا گیا ہے ۔ نمبر مارکیٹ اور کمہار منڈی میں سیوریج موجود ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

قصبہ ڈونگہ بونگہ میں ڈرینیج اور واٹر سپلائی سکیموں پر رقم کی تخصیص

***6240 ۔ (الف) راؤ مراتب علی خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1971ء سے سال رواں تک قصبہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاول نگر میں کتنی مرتبہ اور کس قدر رقوم ڈرینیج کی تعمیر اور واٹر سپلائی سکیم کی توسیع کے لیے منظور ہوئیں ۔ اور ایسی رقوم منظوری کے باوجود مہیا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) کیا صوبائی حکومت امسال منظور شدہ رقوم مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نیز کیا حکومت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ لاہور کے چیف انجینئر صاحب کو قصبہ ڈونگہ بونگہ کا فوری دورہ کرنے اور صورت حال کا جائزہ لینے کا حکم کرے گی ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) مالی سال 1971-72ء سے سال رواں تک قصبہ ڈونگہ بونگہ میں ڈرینیج سکیم کی تعمیر اور واٹر سپلائی سکیم کی توسیع کے لیے کوئی رقوم منظور نہیں کی گئیں کیونکہ یہ منصوبہ جات ابھی تک سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کئے گئے تھے ۔

(ب) جی ہاں ۔ مالی سال 1976-77ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ان سکیموں کے لیے رقم مختص کی جا رہی ہے ۔ چیف انجینئر پبلک ہیلتھ اور سپرنٹنڈنگ انجینئر نے علاقہ کا دورہ کر کے یہ سکیمیں مرتب کروائی ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین (جناب رستم خان بلوچ) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ٹیکسلا شہر کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دینا

*6886 ۔ **شیخ محمد انور** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کی آبادی تقریباً تیس ہزار نفوس سے تجاوز کر چکی ہے لیکن اس تاریخی شہر کو ابھی تک یونین کونسل کا درجہ حاصل ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شہر کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دینے کا ارادہ

رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو کب تک ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) و (ب) ٹیکسلا کو میونسپل کمیٹی کا درجہ مورخہ 21 جنوری 1975ء کو دیا جا چکا ہے ۔

واٹر سپلائی کے لیے رقم کی تخصیص

*6887 ۔ **شیخ محمد انور** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت نے سال 1972-73ء میں واہ گاؤں اور گارجا تحصیل راولپنڈی میں واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کے لیے رقم مختص کی تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا ہر دو منصوبہ جات پر اب تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی نیز یہ بھی بتایا جائے کہ یہ دونوں منصوبے کب تک مکمل کر دیے جائیں گے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) واٹر سپلائی سکیم واہ گاؤں ۔

تمام کام مکمل ہو چکا ہے مگر بجلی کا کنکشن ابھی تک مہیا نہیں ہوا ۔ جس کے ملنے پر سکیم چالو کر دی جائے گی ۔ اس سکیم پر مارچ 1976ء تک مبلغ 3.02 لاکھ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں ۔ اور امید ہے کہ یہ سکیم جون 1976ء تک چالو ہو جائے گی ۔

واٹر سپلائی سکیم گارجا

مندرجہ ذیل کام مکمل ہو چکے ہیں ۔

1 ۔ ٹیوب ویل بمعہ مشینری و پمپ ہاؤس ۔

2 ۔ پائپ لائن 5360 فٹ ۔

3 ۔ سٹینڈ پوسٹ ۔

4 ۔ پانی کی ٹینکی ۔

سٹاف کوارٹرز کی تعمیر شروع ہے جون 1975ء سے پانی بذریعہ پمپنگ

مہیا کر دیا گیا ہے ۔ اس سکیم پر ماہ مارچ 1976ء تک مبلغ 2.77 لاکھ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ یہ سکیم جون 1976ء میں مکمل ہو جائے گی ۔

سڑکوں کی خستہ حالی

*6959 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی عدم توجہی کی بناء پر مزنگ ، سانده ، کرشن نگر ، ایک موریہ پل ، بیرون یکی گیٹ ، سرکلر روڈ ، ہسپتال روڈ ، نسبت روڈ اور گلبرگ کی سڑکیں بالکل خستہ حال ہو چکی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سڑکوں کی مرمت کروائے گی ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : سوال میں جن سڑکوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تعمیر اور مرمت کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

1 ۔ مزنگ ۔

1 ۔ فتح شیر روڈ از بہاول پور روڈ تا لٹن روڈ کارپٹ ہو چکی ہے ۔
2 ۔ بہاول شیر روڈ ۔ حاجی لال دین روڈ ۔ چراغ الدین روڈ اور پارک لین کی سڑکیں مرمت ہو چکی ہیں ۔
3 ۔ عبدالرحمن روڈ کی تعمیر ہو چکی ہے ۔
4 ۔ مین بازار مزنگ ، مولا بخش روڈ ، کچا پنچ محل روڈ ، دل افروز روڈ اور بعض مرمت طلب چھوٹی سڑکوں کی مرمت کی کارروائی ہو رہی ہے جن کی مرمت 30 جون تک ہو جائے گی ۔
5 ۔ علاوہ ازیں کچھ سڑکیں مثلاً چوک قرطبہ ، لٹن روڈ ، مزنگ روڈ ، کشمیر روڈ از چوک قرطبہ تا چوک گنگا رام ہسپتال ایل ۔ ڈی ۔ اے کی تحویل میں ہیں ۔

2 ۔ سانده ۔

1 ۔ سانده روڈ ، ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج ۔ تا بند روڈ ایل ۔ ڈی ۔ اے ۔ کی تحویل میں ہے ۔

2 ۔ افضال روڈ مکمل طور پر اور مین بازار سانده کلاں کا کچھ حصہ کارپٹ کیا جا چکا ہے ۔

3 ۔ ظہیر الدین روڈ مرمت ہو چکی ہے ۔

4 ۔ دھوپ سڑی روڈ کی تعمیر شروع ہے ۔

5 ۔ کپتان جمال روڈ ، معراج روڈ اور مین بازار سانده کلاں کی تعمیر اور مرمت کا کام شروع ہونے والا ہے ۔

3 ۔ کرشن نگر ۔

1 ۔ ارجن روڈ از نصیر الدین روڈ تا مین بازار کرشن نگر کی تعمیر ہو چکی ہے ۔

2 ۔ دیانند روڈ ، بھیم روڈ ، ارجن روڈ کا بقایا حصہ رانا پرتاب سٹریٹ اور ملحقہ گلیاں ، چوہان روڈ چند دیگر چھوٹی سڑکوں اور گلیوں کی مرمت کی جا چکی ہے ۔ نیز ہیرن روڈ کی مرمت ہو رہی ہے ۔

3 ۔ علاوہ ازیں انصاری روڈ اور ابوذر روڈ کی تعمیر بھی کی جا چکی ہے ۔

4 ۔ ایک موربہ پل ۔

1 ۔ یہ پل ۔ ڈی ۔ اے ۔ کی تحویل میں ہے ۔

5 ۔ بیرون ہکی گیٹ ، سرکلر روڈ ۔

1 ۔ یہ پل ۔ ڈی ۔ اے کی تحویل میں ہے ۔

6 ۔ ہسپتال روڈ ۔

1 ۔ ہسپتال روڈ کی ضروری مرمت ہو رہی ہے ۔

7 ۔ نسبت روڈ ۔

8 ۔ یہ سڑک پل ۔ ڈی ۔ اے ۔ کی تحویل میں ہے ۔

8 ۔ گلبرگ ۔

(الف) مندرجہ ذیل سڑکوں کی کشادگی اور دوبارہ تعمیر کی جا رہی ہے ۔

سڑک (الف) بلاک کینال پارک گلبرگ ، گورو مانگٹ روڈ سے پارک روڈ تک ، سڑک اے 11 پارٹ گلبرگ پارک نمبر 1 و پارک نمبر 2 ، سڑک متوازی گورو مانگٹ روڈ اے 1 بلاک ،

سڑک اے 111 پارٹ نمبر 1 گلبرگ اور پارٹ نمبر 2 گلبرگ ، سڑک ایل پلاٹ سے پلاٹ نمبر 15 تا 69 گلبرگ ، سڑک ایم بلاک تا 158 ، بی گلبرگ 111 ، سڑک چوک فیروز پور روڈ اور ایم پلاٹ تا پلاٹ نمبر 69 ، سڑک ایل پلاٹ ، پلاٹ نمبر 1 تا 23 گلبرگ ، ایم ۔ ایم ۔ عالم روڈ مین مارکیٹ سے منی مارکیٹ گلبرگ ، پارک روڈ جے بلاک سے گورو مانگٹ روڈ تک ، سڑک ظفر علی روڈ سے مین مارکیٹ تک ۔

(ب) مراتب علی روڈ اور اور جی بلاک کی مرمت ہو چکی ہے ۔

(ج) بی ۔ 1 گلبرگ 111 اور سڑک متوازی گورو مانگٹ روڈ اے ۔ آ بلاک گلبرگ 111 زیر مرمت ہیں ۔

علاوہ ازیں پیوند کاری کا کام بھی ہوتا رہتا ہے ۔

لاہور میونسپل کارپوریشن کے تحت دو کروڑ روپے کی گرانٹ سے تعمیر و مرمت شدہ سڑکوں کی فہرست

نمبر شمار	تفصیل کام	رقم
1	2	3
1 ۔	بسطامی روڈ از ملتان روڈ تا پونچھ روڈ کی فراخی و اونچائی	1—17 لاکھ
2 ۔	حسنین روڈ کی مرمت و اٹھائی	65 لاکھ
3 ۔	یونین پارک کے فراخ شدہ حصہ کی مرمت	95— لاکھ
4 ۔	میکنیگن روڈ ، شاہراہ قائد اعظم تا نابھہ روڈ جنکشن تا فراخ شدہ حصہ پر دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	18— لاکھ
5 ۔	تجدید گول چکر و جنکشن لارنس روڈ و ریس کورس روڈ پر دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	16— لاکھ
6 ۔	خواجہ دل محمد روڈ کے بقایا حصہ از نسبت روڈ تا کراس گوالمنڈی اونچائی دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	1—25 لاکھ

1	2	3
7	مین بازار گوالمنڈی میں دو انچ موٹی تہہ بچھانا	1—36 لاکھ
8	فلیمنگ روڈ پر تہہ بچھانے اور خواجہ دل محمد روڈ تا فتح محمد روڈ گڑھے پر کرنے اور بقایا حصہ کی مرمت	30— لاکھ
9	چوک نکشمی میں دو انچ موٹی تہہ بچھانا	65— لاکھ
10	لکشمی رڈو کی اٹھائی و مرمت	72— لاکھ
11	میکلوڈ روڈ کے بقایا حصہ از جی - پی او - تا میکلوڈ روڈ سڑک کی مرمت	72— لاکھ
12	نسبت روڈ اور میکلوڈ روڈ کے درمیانی حصہ کی اونچائی و تہہ بچھانا	23— لاکھ
13	ڈبوس روڈ کے بقایا حصہ از شاہراہ قائد اعظم تا شملہ پہاڑی سڑک کی فراخی و تہہ بچھانے کا خرچ	3—00 لاکھ
14	میسن روڈ پر تا لارنس روڈ تا کوئینز روڈ تک سڑک کی چوڑائی و مرمت	1—42 لاکھ
15	لال مسجد شاہ عالمی گیٹ کے عقب والی سڑک کی تعمیر	24— لاکھ
16	بازار موتر منڈی اندرون لوہاری دروازہ میں ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	34— لاکھ
17	بازار کنک منڈی میں موری دروازہ تک ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	29— لاکھ
18	بازار سمیاں میں ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	1—20 لاکھ
19	بازار لوہاری منڈی تا سید مٹھا کے باقی آدھے حصے پر دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	15— لاکھ
20	سلطان محمود روڈ تا امیر روڈ تک سڑک کی مرمت (ریکنڈیشننگ)	70— لاکھ
21	مین بازا شاہ عالم مارکیٹ میں اڑھائی انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	2—62 لاکھ

1	2	3
22 ۔	لہ جلوٹیاں اندرون بھاٹی گیٹ میں ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	15— لاکھ
23 ۔	شفیع روڈ کے کچے حصہ پر پتھر کی بچھائی	00— لاکھ
24 ۔	شادی شاہ روڈ پر سڑک کی تعمیر	30— لاکھ
25 ۔	ٹوبن پور کی تعمیر سڑک	1—80 لاکھ
26 ۔	مین بازار اکبری منڈی کے بقایا حصہ کی تجدید و دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	28— لاکھ
27 ۔	موچی گیٹ تا رنگ محل تا چوک نواب صاحب دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	85 — لاکھ
28 ۔	بازار اندرون اکبری منڈی تا چوک نواب صاحب ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	17— لاکھ
29 ۔	بازار لکے زئیاں سے چوک پرانی کوتوالی تا چوک ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	64— لاکھ
30 ۔	مسجد وزیر خاں پرانی کوتوالی تا چوک چونا منڈی چونا منڈی ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	20— لاکھ
31 ۔	چوک نواب صاحب تا پرائمری سکول چوک نواب صاحب ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	25— لاکھ
32 ۔	چوک سخی سید مبارک سڑک سے چونا منڈی تا موتی بازار ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	25 — لاکھ
33 ۔	فیروز پور روڈ نمبر 4 بھورا بلڈنگ ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	28 — لاکھ
34 ۔	بازار لکڑ منڈی میں ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	22— لاکھ
35 ۔	رام گلی نمبر 2 مین بازار میں دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	65— لاکھ

1	2	3
36	گلی حویلی کابلی مل میں ڈیڑھ انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	20— لاکھ
37	چیمبرلین سڑک پر دو انچ موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	1—32 لاکھ
38	اردو بازار سے اوئر مال تا سرکلر روڈ پر موڑ تہہ بچھانے کا خرچ	1—13 لاکھ
39	گنپت روڈ پر تہہ بچھانے کا خرچ	60— لاکھ
40	اکبری روڈ پر تہہ بچھانے کا خرچ	65— لاکھ
41	دھنی رام روڈ اور ملحقہ لنک پر موٹی تہہ بچھانے کا خرچ	75— لاکھ
42	فراخی اور مرمت چیٹرجی روڈ سے کبیر سٹریٹ تا اردو بازار	1—07 لاکھ
43	کچا رحیم روڈ کی تعمیر	2—16 لاکھ
44	نور روڈ سے شاد باغ تک سڑک کی تعمیر	1—00 لاکھ
45	شاد باغ سے بیکو روڈ تک سڑک کی تعمیر	2—35 لاکھ
46	فراخی اور مرمت صنگھ پورہ روڈ سے جی ٹی روڈ تا گول چکر شاہ والا	2—00 لاکھ
47	اونچائی اور مرمت حصہ سڑک گھوڑے شاہ بالمقابل حاجی محلی کالونی	0—89 لاکھ
48	بیگم پورہ روڈ کی اونچائی اور مرمت	1 18 لاکھ
49	حق نواز روڈ کا بقایا حصہ کی اونچائی اور مرمت	2 - 51 لاکھ
50	بھوگپوال روڈ کے حصے کی مرمت جو حق نواز روڈ سے بھوگپوال پھاٹک سٹیشن تک	0—65 لاکھ
51	بی بی پاک دامن میں قزلباش روڈ کی فراخی اور مرمت	0—67 لاکھ

1	2	3
52	چاہ میراں سڑک کی اونچائی اور مرمت ۔ دلاور سٹریٹ سے کوٹ خواجہ سعید تک	1—50 لاکھ
53	باغبان پورہ مین بازار ظہور دین سڑک کی تجدید	0 - 30 لاکھ
54	حاجی پورہ سڑک کی تعمیر	2 - 30 لاکھ
55	اقبال روڈ کی تعمیر جو ارائیں روڈ سے شروع ہوتی ہے ۔ اور جی ٹی روڈ تک کی سولنگ	1—20 لاکھ
56	شہنشاہ جہان روڈ کی تعمیر	1—50 لاکھ
57	باوا سڑک کی تجدید جو مین سکائچ کارنر سے شروع ہوتی ہے ۔ انٹرنیشنل ہوٹل تا نیپا کے دفتر مال روڈ	1—00 لاکھ
58	کینال پارک میں مین سڑک کی تجدید و مرمت	1—00 لاکھ
59	گورو مانگٹ سڑک کی تجدید	1—00 لاکھ
60	کلبرگ نمبر 1 ۔ 2 ۔ 3 میں اندرونی سڑکوں کی تجدید اونچائی و مرمت	7—00 لاکھ
61	دھرم پورہ میں غلام نبی سڑک کی اونچائی	2—00 لاکھ

روڈ پروگرام برائے سال 1975-76ء

	تعمیر نئی سڑکیں ۔ فراہمی و اونچائی پرانی سڑکیں	**مجوزہ رقم**
	حلقہ نمبر 1	
	سڑک سکول رحمان پورہ ۔ سڑک از بس سٹاپ پکی ٹھٹھی تا آخیر سلطان محمود روڈ ۔ ذیلدار روڈ ۔ کوچہ فیروز پور روڈ ۔ حسین روڈ ۔ نواب پورہ روڈ شاہ کمال روڈ ۔ بنک کالونی روڈ ۔ پیر روڈ از پیر غازی تا سمن آباد ۔ وارث شاہ روڈ ۔ ہمدرد پور ۔ گلستان کالونی ملتان روڈ ۔ طرفہ سڑک مین سمن آباد سٹریٹ نمبر 1 ۔ 2 ۔ 3 مسلم و کالونی مسلم روڈ ۔ نیرنگ سینما روڈ ۔ بلال پارک روڈ ۔ سڑک بالمقابل ڈاک خانہ پکی ٹھٹھی ۔ سڑک از کوٹ لکھپت	

کوارٹرز تا دیر گاؤں ۔ سڑک از مڈل ٹاؤن تا شاہ دی کھوئی ۔ سڑک از کوٹ لکھپت تا فیروز پور والا ۔ سڑک از بنگلہ نمبر 2 تا کوٹھی ۔

حلقہ نمبر 2

ریاض روڈ ۔ بلال گنج ۔ سانده روڈ از ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج تا ہوتا سنگھ روڈ ۔ بہاولپور روڈ ۔ نزد چوبرجی ۔ مین بازار مزنگ ۔ چوک کینٹ روڈ ۔ چاغی روڈ ۔ سنت نگر ۔ سڑک از مسجد غنی روڈ ۔ یونس شہید روڈ ۔ ابوبکر روڈ ۔ اسلام گنج حصہ پرانا ساند روڈ ۔ از چوک سردار چپل بطرف چوک لنک کورٹ سٹریٹ 1 ۔ 2 ۔ شمس سٹریٹ ۔ اقبال سٹریٹ ۔ سعید سٹریٹ ۔ سعدی پارک ۔ سڑک از جنکشن چوہان روڈ و ملت روڈ ۔ تا ہند روڈ ۔ سڑک از اصغر بلڈنگ تا آرا مشین سانده کلاں ۔ دھوپ سڑی روڈ ۔ نیشنل ٹاؤن روڈ ۔ مین بازار سانده ۔ گوپال مندر روڈ ۔ زمان روڈ سانده ۔ سراج روڈ سانده ۔ دل افروز روڈ ۔ از بہاولپور تا لٹن روڈ ۔ امین روڈ ۔ گنجا کلاں روڈ ۔ کچا پنج مل روڈ ۔ نصیرالدین روڈ ۔ راج گڑھ روڈ ۔ حصہ سڑک چوک مزنگ چونگی ۔ سڑک از ریٹیگن روڈ ۔ چوک تا پرانا سانده روڈ ۔ سانده روڈ از آوٹ فال روڈ تا ملت روڈ ۔ حسن پارک روڈ ۔ امیر روڈ تا آئی ۔ ٹو ہسپتال روڈ ۔ فاروق روڈ ۔ مجدی پارک ۔ کیپٹن جمال روڈ سانده ۔ بنک روڈ و قاضی روڈ راج گڑھ ۔ سنیر سٹریٹ دھوپ سڑی سڑک از نوشاہی سٹریٹ تا چراغ دین روڈ ۔ راٹھور پارک روڈ ، بلال گنج مین بازار گیلانی پارک سڑک از پولیس چوکی کرشن نگر تا عمر مسجد ۔ سڑک از نین سکھ گاؤں تا سگیاں گاؤں ۔

حلقہ نمبر 3

فلیمنگ روڈ ۔ انکلسن روڈ ۔ فٹ پاتھ فین روڈ ۔ فٹ پاتھ تھرلن روڈ ۔ فٹ پاتھ مزنگ روڈ از مزنگ اڈہ تا ایڈورڈ

روڈ ۔ فٹ پاتھ ڈیوس روڈ ۔ لارنس روڈ ۔ براستہ مزنگ روڈ ۔ سڑکیں نزلباش سکیم ۔ نکلسن روڈ ۔ بقیہ حصہ مین بازار قلعہ گوجر سنگھ ۔ عبدالکریم روڈ ۔ کشادگی و فٹ پاتھ نیپئر روڈ از میکلوڈ روڈ تا تھرٹز روڈ ۔ گولمنگ روڈ ۔

حلقہ نمبر 4

سڑک از ایس ۔ پی ۔ کے پال بقیہ حصہ گلی نمبر 4 باغ منشی لدھا ۔ عزیز روڈ ۔ موھنی روڈ ۔ اپروچ روڈ ۔ موری گیٹ ۔ لوئر چیت رام روڈ ۔ موھنی روڈ ۔ سڑک عقب لال مسجد نئی سڑک باغ منشی لدھا ۔ متعدد سڑکین حلقہ نمبر 4 ۔

حلقہ نمبر 5

برالڈتھ روڈ ۔ رام گلی نمبر 3 ۔ چیمبرلین روڈ ۔ رام گلی 1 اجمل سٹریٹ لنڈا بازار ۔ سڑک از اکبری تا ریلوے اسٹیشن ریلوے روڈ ۔ اپروچ روڈ تا موچی گیٹ ۔ سٹریٹ نمبر 2 احاطہ حاجی قادر بخش روڈ ۔ پریم گلی نمبر 13 ۔ متعدد سڑکیں حلقہ نمبر 5 ۔

حلقہ نمبر 6

رحیم روڈ ۔ چاہ میراں روڈ ۔ سڑک از بھدی محلہ تا مکھن پورہ ۔ اسلام پورہ روڈ ۔ محبوب روڈ ۔ بیکو روڈ ۔ مل روڈ ۔ از بیکو روڈ تا داتا نگر ۔ کچا راوی روڈ ۔ عثمان گنج روڈ از ریلوے پل تا آخیر ۔ مین بازار قلعہ لچھمن سنگھ ۔ جیا موسے روڈ ۔ شیر شاہ روڈ ۔ سڑکیں شاد باغ و نیا شاد باغ اپریا ۔ تذاق روڈ ۔ کریم پارک ۔ جی ۔ ٹی ۔ روڈ تا ونڈالہ روڈ ۔ فٹ پاتھ نیچے نیا ایک موریہ پل ۔ بمعہ جھگیا روڈ ۔ سڑک از صغیر سینما تا کرم پارک گندا نالہ زاہد وحید روڈ ۔ میو روڈ ۔ عبدالقیوم روڈ از میو روڈ تا شاد باغ نمبر مارکیٹ روڈ ۔ جنرل بس سٹینڈ

سڑکین ۔ سڑکیں ٹرک سٹینڈ ۔ ممک مارکیٹ کی سڑکیں ۔ دوبارہ تعمیر سڑکیں نمبر مارکیٹ ۔

حلقہ نمبر 7

کھوڑے شاہ روڈ از چوک تیزاب احاطہ تا چوک شوالہ ۔ درس روڈ از جی ۔ ٹی روڈ تا آرائیاں روڈ ۔ سنگھ پورہ روڈ از جی ۔ ٹی ۔ روڈ تا چوک شوالہ ۔ سلیمے پارک روڈ ۔ حاجی غلام محمد روڈ حصہ الف و ب ۔ سڑکیں محمد نگر ۔ مین بازار گڑھی شاہو ۔ طرفہ گلیاں مین بازار گڑھی شاہو ۔ تیزاب احاطہ روڈ ۔ فراشی و فٹ پاتھ ڈیورنڈ روڈ ۔ بلال پارک روڈ ۔ سڑک از چوک شوالہ تا مدینہ چوک ۔ سڑک ثریا جبین پارک باغبانپورہ ۔ بقیہ حصہ اقبال روڈ ۔ از آرائیاں روڈ تا جی ۔ ٹی ۔ روڈ ۔

حلقہ نمبر 8

سڑک از جے بلاک گورو مانگٹ روڈ ۔ گول چکر منی مارکیٹ گلبرگ ۔ سڑکیں از پی نمبر 65 تا پی نمبر 42 ۔ اے گلبرگ نمبر 3 ۔ سڑک از پلاٹ نمبر 70 تا پلاٹ نمبر 226 ۔ اے گلبرگ 3 ۔ کینال پارک سڑک از فیروز پور روڈ تا پنجاب ۔ مال انڈسٹریل سٹیٹ ۔ گنگا آئیس فیکٹری روڈ گلبرگ ۔ ڈی بلاک گلبرگ نمبر 3 ۔ سڑک عقب میں ۔ مین مارکیٹ بلاک اوریگا سینما ۔

حلقہ نمبر 9

بجوزہ رقم

ہربنس پورہ روڈ از ہربنس پورہ گاؤں تا غازی پل براستہ کینال بنک سڑک از الفیصل ٹاؤن تاتکیہ سندران والا ۔ بھٹو کالونی ۔ سڑک از مین بازار نمبر 2 کمہار پورہ تا مین بازار ہری نگر ۔ سلطان ٹیپو روڈ بقیہ حصہ ۔ کالج روڈ ۔ عطا روڈ شالا مار ٹاؤن ۔

9,00,000

روڈ پروگرام برائے سال 1975-76ء

مرمت پرانی سڑکیں

	مجوزہ رقم
حلقہ نمبر 1	
ٹیلیفون ایکسچینج روڈ ۔ طاہر بندگی روڈ ۔ بیگم پورہ روڈ تا فتح شیر روڈ عالمگیر روڈ ۔ رسول پارک روڈ ۔ ندیم شہید روڈ تا مارکیٹ ۔ گلاب کالونی روڈ ۔ بوھڑ والا چوک سمن آباد ۔ این ٹائپ کوارٹرز سمن آباد ۔ نور عین روڈ ۔ شاہ کمال روڈ ۔ از جی بلاک تا آخیر ۔ فیض روڈ مسلم ٹاؤن ۔ بسطامی روڈ ۔ کوٹ کمبوہ روڈ ۔ ڈھولن وال روڈ ۔ پوڑھ روڈ ۔ مین روڈ سید پور گاؤں ۔ سڑک از بند تا سلائر ھاؤس ۔ سوڈھیوال کالونی روڈ ۔ آریہ نگر روڈ ۔	
حلقہ نمبر 2	
نصیرالدین روڈ ۔ بقیہ حصہ مین بازار کرشن نگر از عالمگیر روڈ تا سانده روڈ قری روڈ راجگڑھ ۔ ودیالہ روڈ و گلی نمبر 86 راجگڑھ ۔ مولا بخش روڈ ۔ فیروز دین روڈ ۔ چدی روڈ ۔ سڑک از سردار چیل تا ھجویری مسجد ۔ جامع سٹریٹ اسلام گنج ۔ کمال روڈ کمال گنج ۔ ھیرن روڈ و گلی نمبر 106 رحمن سٹریٹ ۔ کرشن نگر ۔ اللہ والی سٹریٹ تا ٹیوب ویل و حالی سٹریٹ و عباسی سٹریٹ و کوثر روڈ ۔ اکبر سٹریٹ نور سٹریٹ ۔ توحید سٹریٹ نمبر 66 اقبال سٹریٹ نمبر 73 ۔ سٹریٹ نمبر 71 و 83 ۔ 70 کرشن نگر ۔ کوچہ جمیت سنگھ برکت روڈ کا حصہ ۔	
حلقہ نمبر 3	
فرید کوٹ ھاؤس روڈ ۔ مہر بانو سکیم کی سزنگ روڈ ۔ مین بازار رائل پارک ۔ سڑک و گلی گوالمنڈی ایریا ۔ سڑک لیگور پارک ۔ ایٹ روڈ از ایمپریس روڈ تا منٹگمری روڈ ۔ ٹرنر روڈ پرانا وکیل خانہ مکلوڈ روڈ ۔ وارث روڈ کچا میمن روڈ ۔	

حلقہ نمبر 4

تانکیہ سردار شاہ سٹریٹ تا موھنی روڈ ۔ سٹریٹ نمبر 2 ۔ مین ابروچ روڈ باغ منشی لدھا ۔ بازار کانگران ۔ عید مٹھا بازار ۔ سڑک اندرون بھاٹی گیٹ ۔ بازار جج عبداللطیف ۔ بازار سمیاں ۔ نو گزہ روڈ ۔ مختلف سڑکیں چیت رام روڈ ۔ مختلف ملحقہ سڑکیں ۔ سڑکلر روڈ ۔ مختلف چھوٹی سڑکیں ۔ تنگ بازار اندرون شہر ۔ مختلف ملحقہ سڑکیں اندرون شاہ عالمی ۔

حلقہ نمبر 5

موتی بازار چوک سرجن سنگھ ۔ چوک میوھسپتال تا چوک نسبت روڈ ۔ سڑک بنگلہ ایوب شاہ چونہ منڈی تا لائن سبحان خان ۔ پیسہ اخبار سٹریٹ ۔ بل روڈ و دیگر سڑکیں ۔ ھسپتال روڈ ۔ سڑک اندرون یکی گیٹ ۔ مین انارکلی بازار ۔ دھنی رام روڈ ۔ سرکلر روڈ ۔ سڑک از نیلا گنبد تا میوھسپتال ۔ اردو بازار ۔ چیٹر جی روڈ ۔

حلقہ نمبر 6

اکبر روڈ از سلطان پورہ روڈ تا چوک ناخدا ۔ سڑک از چوک ناخدا تا تاج پورہ روڈ ۔ از چوک چمڑہ منڈی تا پولیس سٹیشن مصری شاہ ۔ از تاج پورہ تا چکر شاد باغ ۔ سڑکیں شاد باغ ایریا ۔ سڑک از سول ڈیفنس پوسٹ تا ھاؤس نمبر 11 اے ۔ اصلاح معاشرہ ھائی سکول ۔ سڑک از کارپوریشن فری ڈسپنسری تا مکان نمبر 481 سڑک از ڈاکٹر سلیم فاروقی ھسپتال تا گندہ نالہ شاد باغ ۔ سڑک ایم سی جونئیر ماڈل سکول شاد باغ ۔ سڑک از محمود روڈ تا پلن شیرانوالہ آلو مارکیٹ روڈ از راوی تا مارکیٹ ۔ اسفالٹ پلانٹ روڈ از پٹرول پمپ تا جنرل بس سٹینڈ ۔ لاجپت نگر روڈ ۔ کریم پارک روڈ ۔ مین بازار شاھدرہ ٹاؤن ۔ بیگم کوٹ روڈ ۔ سڑک از میمن روڈ تا آخیر ۔ سڑک راوی روڈ تا راوی لنک روڈ ۔ راوی لنک روڈ تا اسفالٹ پلانٹ و پرانا راوی پل ۔

حلقہ نمبر 7

مغل پورہ روڈ ۔ کوٹ خواجہ سعید روڈ ۔ شازو لیبارٹری روڈ ۔ حبیب اللہ روڈ سڑک نور پرھرا کوارٹر گڑھی شاھو۔ سڑک میاں محمد رفیع روڈ تا چوک شاھو والی تا بند روڈ ۔ بیگم پورہ روڈ از سنگھ پورہ تا محمود آباد ۔ درس روڈ از آرائیاں روڈ تا سوائے ابان والی ۔

حلقہ نمبر 8

سٹریٹ نمبر 32 گلبرگ 2 ۔ سڑکیں آئی ۔ ایم بلاک گلبرگ ۔ اندرونی سڑکیں اے بلاک گلبرگ ۔ اندرونی اے و اے 3 بلاک گلبرگ 3 ۔ بی 1 ۔ بی 2 گلبرگ 3 ۔ سڑکیں کے بلاک و سی 1 بلاک و سی 3 بلاک گلبرگ 3 ۔ بقیہ سڑکیں بلاک ایچ گلبرگ 1 ۔ سڑک انفنٹری روڈ تا میاں میر ۔ سڑک از نسیم ھسپتال تا درگاہ میاں میر ۔ گلی نمبر 33 ، 34 ای بلاک ۔ و گلی نمبر 4 ۔ 5 ۔ 31 ۔ 20 گلبرگ ۔

حلقہ نمبر 9

گلی نمبر 10 مصطفیٰ آباد ۔ مجاھد آباد روڈ مصطفیٰ آباد دھرمپورہ ۔ شاہ کمال روڈ ۔ فتح گڑھ روڈ ۔ کمہار پورہ پل تا فتح گڑھ گاؤں مین بازار نمبر 2 کمہار پورہ ۔ سلطان محمد روڈ از جی ٹی روڈ تا نزد لکھو ڈاٹر روڈ شیر شاہ روڈ شالیمار ٹاؤن ۔ مین بازار نمبر 2 کمہار پورہ نزد ریلوے لائین ۔ غلام نبی روڈ نزد حبیبیہ کالونی ۔ مین بازار مغل پورہ ۔ شاھو والی روڈ از شالامار لنک روڈ تا پل ۔ سڑکیں اندرون مصطفیٰ آباد کالونی ۔ سڑک اندرون لالہزار پارک ۔

50,00,000

(ب) لاہور میونسپل کارپوریشن اپنے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑکوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی ہے ۔

سپاہ دانش کے ملازمین کو مہنگائی الاؤنس کی عطائیگی

*6991 . چوہدری منظور احمد : کیا وزیر ساجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا گورنمنٹ نے سپاہ دانش کے ملازمین کو کوئی مہنگائی الاؤنس دیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مہنگائی کے دور میں ان غریب ملازمین کو مہنگائی الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ساجی بہبود (رئیس شبیر احمد) : (الف) و (ب) سپاہ دانش کے نام کی کوئی تنظیم کبھی بھی حکومت نے نہیں بنائی ۔ البتہ سپاہ خدمت کی تنظیم قائم کی گئی تھی ۔ اس تنظیم کو بھی مورخہ 30 ۔ جون 1975ء سے ختم کر دیا گیا ہے ۔

راجہ محمد الفضل خان : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جو لوگ خدمت کرنے کے بعد اس تنظیم سے فارغ ہوئے ہیں ان کو روزگار مہیا کرنے کے لیے کوئی سکیم بنائی گئی ہے ؟

وزیر ساجی بہبود : جناب والا ! 1973ء میں پورے صوبے میں چھ ہزار نوجوان بطور رضاکار سپاہ خدمت میں بھرتی کیے گئے تھے اور ان کا اعزازیہ حسب ذیل تھا :

انٹر میڈیٹ کو 150 روپے ماہوار گریجوایٹ کو
175 روپے ماہوار پوسٹ گریجوایٹ کو 200 روپے
ماہوار ۔

کیونکہ یہ رضاکار سرکاری ملازم نہیں تھے اس لیے ان کو کوئی مہنگائی الاؤنس نہیں دیا جاتا تھا یہ تنظیم مورخہ 30 جون 1975ء کو ختم کر دی گئی تھی اور سپاہ دانش نام کی کوئی تنظیم حکومت نے قائم نہیں کی ۔

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! میں نے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ کیونکہ یہ روزگاروں کو روزگار مہیا کرنے کا حکومت کا وعدہ تھا ۔ اس لیے یہ سکیم بنائی گئی تھی کیا ان کو دوسرے طریقے سے روزگار فراہم کرنے

کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے کیونکہ حکومت کی یہ پالیسی نہیں ہوتی کہ وہ ۔ ۔ ۔

وزیر ساجی بہبود : عوامی حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ روزگار مہیا کیا جائے ۔ اس کے لیے آپ کوئی تجویز دیں تو ہم روزگار فراہم کریں گے ۔

راجہ محمد افضل خان : تجویز نہیں یہ تو آپ کی پالیسی ہے ۔ تجویز تو یہی ہو سکتی ہے کہ آپ ان کو روزگار مہیا کریں ۔ اس لیے کہ جب آپ کسی کو بے روزگار کرتے ہیں تو اس کے لیے روزگار فراہم کرنے کا کوئی سبب بھی تلاش کرنا چاہیے ۔ اس لیے ۔ ۔ ۔

مسٹر چیرمین : آپ تقریر نہ فرمائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی سکیم ایسی بنائی ہے جس سے ان کو روزگار فراہم کیا جائے گا ۔؟

مسٹرچیرمین : جو ضمنی سوال آپ نے کیا ہے اس کا جواب آپ کو مل گیا ہے ۔ اگلا سوال ملک محمد اعظم ۔ سوال نمبر 7212 ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ سپاہ خدمت کے جن لوگوں کو فارغ کیا گیا ہے ۔ ان کو کوئی متبادل روزگار فراہم کیا گیا ہے یا نہیں ؟

مسٹر چیئرمین : اگلے سوال کا نمبر بول دیا گیا ہے اور وزیر موصوف جواب دینے کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں کھڑا ہوا تھا ادھر سے ملک محمد اعظم صاحب بھی کھڑے ہوئے تھے ۔ آپ نے مجھے اس بات کی اجازت بھی دی تھی ۔

ٹاؤن کمیٹی جوہر آباد ضلع سرگودھا کی آمدن و اخراجات

***7212 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ٹاؤن کمیٹی جوہر آباد ضلع سرگودھا کی سال 71-1970ء ، 73-1972ء اور 74-1973ء میں کیا آمدنی تھی اور اخراجات کس قدر تھے ۔

(ب) متذکرہ ٹاؤن کمیٹی نے متذکرہ مالی سالوں میں سڑکوں کی تعمیر ۔ تعلیم اور صفائی پر کس قدر رقم خرچ کی ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف)

عرصہ	آمدنی	خرچ
1970-71ء	4'15'701.27 روپے	3'38'821.72 روپے
1971-72ء	4'64'558.74 روپے	3'50'896.28 روپے
1972-73ء	3'73'689.50 روپے	6'98'931.25 روپے
1973-74ء	7'34'757.60 روپے	6'42'684.74 روپے

(ب) سڑکوں کی تعمیر پر خرچ

عرصہ	خرچ
1970-71ء	—
1971-72ء	30'425.00 روپے
1972-73ء	225'000.00 روپے
1973-74ء	1'01'225.00 روپے

تعلیم پر خرچ

1970-71ء	21'796.09 روپے
1971-72ء	27'695.15 روپے
1672-73ء	6'429.83 روپے
1978-74ء	1'470.80 روپے

صفائی پر خرچ

1970-71ء	43'708.83 روپے
1971-72ء	43'904.02 روپے
1972-73ء	67'331.72 روپے
1973-74ء	84'791.18 روپے

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ 1972-73ء میں کم آمدنی کی کیا وجہ ہے ۔ کوئی خرد برد ہوا تھا یا کسی کو کوئی سفارشی ٹھیکہ دے دیا گیا تھا ؟

وزیر بلدیات : جناب والا ! اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! یہ تو بالکل سیدھا سادہ سوال

ہے چھوٹا سا سوال پوچھا گیا ہے کہ کم آمدنی کی کیا وجہ ہے ۔؟

وزیر بلدیات : 1972.73 میں recovery کم ہوئی ہوگی ۔

مسٹر چیئرمین : یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

گوجرہ تا ر ژھرکہ بالا سڑک کی پختگی

***7375 ۔ چوھدری لال خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرہ تا ژھرکہ بالا برامتہ ہوسال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ایک کچی سڑک ہے جس کے دونوں طرف تقریباً بیس دیہات آباد ہیں اور ان کے مکینوں کو پختہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے ضلع کے صدر مقام تک غلہ پہنچانے میں سخت دشواری پیش آتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ سڑک گوجرہ تا رھڑکا بالا برامتہ ہوسال 17 میل لمبی ہے اس سڑک کے لیے 1973.74ء سے 1975.75ء تک کل 5.47 لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور پانچ میل لمبی سڑک پختہ کی گئی ۔ سال 1975.76ء میں فنڈز کی کمی کے باعث اس سڑک کے لیے کوئی رقم مخصوص نہ کی جا سکی ۔ بقایا 12 میل سڑک کی تکمیل کے لیے تقریباً 16 لاکھ روپے درکار ہوں گے ۔ پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل فیصلہ کرنے کی مجاز ہے کہ اس سڑک کی بقایا لمبائی کو پختہ کرنے کے لیے آئندہ سال کتنی رقم مخصوص کی جائے گی ۔ اس منصوبہ کی تکمیل کا انحصار فنڈز کی فراہمی پر ہے ۔

گوجرہ تا چک شہباز سڑک کی پختگی

***7376 چوھدری لال خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرہ تا چک شہباز براستہ نین تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ایک کچی سڑک ہے جس کے دونوں طرف تقریباً بیس دیہات آباد ہیں جن کے مکینوں کو پختہ سڑک نہ ہونے کی وجہ سے ضلع کے صدر مقام تک غلہ پہنچانے میں سخت دشواری پیش آتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) اس سڑک کی کل لمبائی 13 میل ہے جس میں سے سال 1973-74ء اور 5 -1974ء کے دوران ایک میل چھ فرلانگ پر سولنگ کی گئی ۔ سال 1974-75ء کے دوران اس لمبائی میں سے دو فرلانگ کو میٹل کیا گیا ۔ فنڈز کی کمی کے باعث 1975-76ء میں پیلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل نے اس سڑک کی تعمیر کو ترجیح نہ دی ۔ بقایا سڑک کی تکمیل کے لیے تقریباً چونتیس لاکھ روپے درکار ہیں ۔ کام کی تکمیل کا انحصار آئندہ برسوں میں فنڈز کی فراہمی پر ہے ۔

سرگودھا شہر میں اضافی بستی کی تعمیر

***1537** ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سرگودھا شہر میں اضافی بستی کی تعمیر کا منصوبہ جو مرتب ہو کر منظور ہوا تھا اس کے لیے رقبہ بھی تجویز ہو چکا ہے مگر اس پر ابھی تک عملاً کام شروع نہیں ہوا جس سے عوام کو سخت تکلیف ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ منصوبہ کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچے گا ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔ یہ امر واقعہ ہے کہ سرگودھا شہر میں اضافی بستی کی تعمیر

کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے اور اس کے لیے رقبہ بھی تجویز ہو چکا ہے ۔ مزید برآں صوبائی کابینہ کے خصوصی اجلاس میں جو مورخہ 14 اپریل 1975ء کو منعقد ہوا یہ طے پایا کہ وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جیل خانہ جات و اوقاف اور وزیر مال ، قانون و پارلیمانی معاملات سکیم ہذا کے لیے مختلف تجویز شدہ رقبہ جات کا معائنہ کریں اور ایک رپورٹ حکومت کو پیش کریں ۔ اس ضمن میں مناسب کارروائی کی جا رہی ہے جس کے بعد زمین کے حصول کے لیے مناسب اقدامات کئے جائیں گے اور بعد ازاں ترقیاتی کام شروع کر دیا جائے گا ۔

(ب) حصول اراضی کے بعد یہ منصوبہ آئندہ دو مالی سالوں کے اندر پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا ۔

پرانی انارکلی رہائی روڈ لاہور سے گوالوں کو ہٹانا

***7575** ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پرانی انارکلی رہائی روڈ لاہور کے علاقہ میں جابجا گندگی کے ڈھیر پڑے رہتے ہیں اور بلدیہ اس علاقے کی جانب قطعی توجہ نہیں دے رہی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقہ کے مکینوں نے اس بارے میں بلدیہ کے اعلیٰ حکام کی خدمت میں بیشتر عرضداشتیں گذاری ہیں ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ نالیوں کا گندہ پانی سڑک پر ہر وقت جمع رہتا ہے جس سے وہاں کے مکینوں کو آمدورفت میں سخت دشواری پیش آتی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقے میں گندگی کا اصل سبب وہاں کے گوالے ہیں اور بلدیہ کے اہلکاروں کی ان سے ملی بھگت ہے جس کی وجہ سے عملہ بلدیہ مذکورہ علاقہ کی صفائی کی جانب مناسب توجہ نہیں دیتا جس سے مذکورہ علاقہ مچھروں کا مسکن بن کر رہ گیا ہے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ علاقہ کی صفائی کی جانب مناسب توجہ دے کر وہاں سے گوالوں کو فی الفور ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ (صرف ایک درخواست موصول ہوئی تھی) ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) اس طور پر درست ہے کہ مویشی بھی گندگی کا باعث بنتے لیکن جہاں تک گوالوں سے ملی بھگت کا معاملہ ہے یہ بے بنیاد ہے ۔

(ہ) یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

کٹھیالہ ملکوال (گجرات) سڑک کو محکمہ ہائی ویز کی تحویل میں دینا

***7614 ۔ چوہدری عبد حیات گوندل** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں کٹھیالہ ملکوال سڑک پر سولنگ اور مٹی کی بھرائی مکمل ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پختہ ہونے سے سرگودھا گجرات کا فاصلہ تقریباً 15 میل کم ہو جائے گا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے ایک قرارداد پاس کی تھی جس میں سفارش کی گئی تھی کہ مذکورہ سڑک کو محکمہ ہائی ویز کے حوالے کر دیا جائے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ہائی ویز نے مذکورہ سڑک کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) تقریباً ساڑھے آٹھ میل کا فاصلہ کم ہوگا ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی نہیں ۔ معاملہ ابھی زیر غور ہے اور محکمہ ہائی ویز کو اس بارے میں یاددھانی کرائی گئی ہے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ اس کی سولنگ پر کتنا روپیہ خرچ ہوا ہے ؟

مسٹر چیئرمین : اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! اس میں علیحدہ سوال کی کیا ضرورت ہے ۔ اسی سے متعلق ہے ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس بات کی کوشش کریں گے کہ سڑک کو محکمہ ہائی ویز کے پاس منتقل کر دیا جائے ؟

وزیر بلدیات : جناب والا ! اگر آپ کہیں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں ۔ جناب والا ! کٹھیالہ ملکوال سڑک پر پچاس میل تک بھرائی مٹی اور سولنگ مکمل ہو چکی ہے اور سات اعشاریہ دو میل پر سڑک کا ٹکڑا پختہ کیا جا چکا ہے ۔ سال 1975-76ء میں سیلاب سے متاثرہ سڑکوں کے تحت مذکورہ بالا سڑک کے لیے مبلغ سوا دو لاکھ روپے مختص شدہ رقم موصول ہو چکی ہے ۔ اور کٹھیالہ شیخاں ملکوال میں سڑک کی پختگی کا کام معرفت اسٹیٹ انجینئر پیپلز ورکس پروگرام شروع ہے اور انشاء اللہ 30 جون 1976ء تک کام مکمل ہو جائے گا ۔ ضلع کونسل گجرات کی مالی حالت مخدوش ہونے کی بناء پر محکمہ ہائی ویز کو لکھا گیا تھا کہ سڑک ہذا کو اپنی تحویل میں لے لیں لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی اور معاملہ زیر غور ہے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! کیا دوبارہ آپ محکمہ ہائی ویز کو یاد دھانی کروائیں گے کہ اسے اپنی تحویل میں لے لے ؟

وزیر بلدیات : جناب والا ! بالکل کہیں گے ۔ کیوں نہیں کہیں گے ۔

ایڈمنسٹریٹر بلدیہ شجاع آباد کے خلاف کارروائی

*7795 ۔ **چوھدری علی بہادر خان** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ شجاع آباد نے مورخہ 11-9-1975 کو بلدیہ کی ایک میٹنگ طلب کی تھی اگر ایسا ہے تو اس میں کن کن اشخاص کو طلب کیا گیا تھا اور ان میں سے کون کون حاضر ہوا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں ایک بورڈ تشکیل کیا گیا جس میں مذکورہ ایڈمنسٹریٹر نے بلدیہ سے لاتعلق اور سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اشخاص کو بطور ممبر نامزد کیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اور بلدیہ سے لاتعلق اشخاص کو نامزد کرنے کی وجوہ کیا تھیں اور کیا حکومت اس کے لیے ایڈمنسٹریٹر بلدیہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 11-9-1976 کو ایڈمنسٹریٹر بلدیہ نے ایک میٹنگ طلب کی تھی ۔ مورخہ 11-9-1975 کو یوم وفات حضرت قائد اعظم میٹنگ منعقد نہ ہو سکی اور کسی صاحب نے شرکت نہیں کی ۔ مذکورہ میٹنگ کے لیے حسب ذیل اصحاب کو ایڈمنسٹریٹر بلدیہ نے بغرض بحث و تمحیص شہری مسائل مدعو کیا تھا ۔

(1) چوہدری علی بہادر خان — ایم ۔ پی ۔ اے

(2) راؤ لیاقت علی خان صاحب — صدر پاکستان پیپلز پارٹی تحصیل شجاع آباد ۔

(3) کنور احسان اللہ خان صاحب — صدر پاکستان پیپلز پارٹی شہر شجاع آباد ۔

(4) قصور سعید مرزا صاحب — جنرل سیکرٹری پیپلز پارٹی تحصیل شجاع آباد ۔

(5) رانا محمد اسلم صاحب — جنرل سیکرٹری پیپلز پارٹی شہر شجاع آباد ۔

(ب) درست نہ ہے ۔ چونکہ میٹنگ منعقد ہی نہیں ہوئی اس لیے بورڈ کی تشکیل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) ایڈمنسٹریٹر بلدیہ ایسی کسی نامزدگی کے مجاز نہیں ہیں ۔ یہ میٹنگ کسی نامزدگی کے سلسلے میں نہیں بلائی گئی تھی اور نہ ہی ایسی کوئی نامزدگی ہوئی ۔

ملک احسان الحق ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر بھکر کا اپنے اختیارات سے تجاوز

*7863 ۔ **ملک منور خان** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ملک احسان الحق نے 1975ء میں دوران تعیناتی بطور ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر بھکر بعد از میعاد پلاٹ اور مکان لوگوں کو ناجائز طور پر بحال کیے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آفیسر کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) و (ب) اگر معزز ممبر ایسے پلاٹوں اور مکانوں کی تفصیل مہیا فرمائیں تو صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں گی نیز ان کی روشنی میں ہی افسر مذکور کے خلاف کسی کارروائی کے کئے یا نہ کئے جانے کا فیصلہ ہو سکے گا ۔

ملک احسان الحق اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا اپنے اختیارات سے تجاوز

*7864 ۔ **ملک منو رخان** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم اکتوبر 1970ء کو ٹی ۔ ڈی ۔ اے ۔ کو ختم کر کے بقایا مکان ۔ دوکانیں اور خالی پلاٹ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی سپرد داری میں دے دیے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملک احسان الحق اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے مذکورہ بالا پلاٹوں ، دوکانوں اور خالی پلاٹوں کو ناجائز طور پر بلااختیار فروخت کر ڈالا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آفیسر کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا

ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) ۔ جی ہاں ۔

(ب) اگر معزز ممبر ایسے مکانوں اور پلاٹوں کی تفصیل مہیا فرما سکیں تو صحیح معلومات فراہم کی جا سکے گی ۔

(ج) (ب) کے مطابق کارروائی مکمل ہونے پر ہی اس امر کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سماجی بہبود کے ایگزلری ورکرز کی سالانہ خفیہ رپورٹوں کی گمشدگی

***7884 ۔ ملک ثنا اللہ خان :** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیت ہے کہ محکمہ سماجی بہبود کے ایسے ایگزلری ورکرز کی سالانہ خفیہ رپورٹیں ہیڈ آفس سے گم کر دی گئی تھیں جن کی ترقی کے معاملات زیر غور تھے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس بے ضابطگی اور دھاندلی کے ذمے دار افراد کون ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے ۔

(ج) کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ یہ کارروائی چند ایگزلری ورکرز کو جن کی ترقی کے معاملات زیر غور تھے ۔ مبینہ طور پر نقصان دینے کی خاطر گئی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ایگزلری ورکرز جن کی سالانہ خفیہ رپورٹیں مبینہ طور پر گم کر دی گئی تھیں اب وقت گزرنے کے بعد دوبارہ تیار کروائی گئی ہیں ؟

وزیر سماجی بہبود (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب)
(ج)
(د)
} (الف) کے جواب کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں پینے کے پانی کی فراہمی

***8044 ۔ ملک بھ اعظم** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں پینے کے پانی کی شدید قلت ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں پینے کے پانی کے بارے میں اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) بہت حد تک درست ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ حکومت تحصیل خوشاب میں پینے کے پانی کی قلت دور کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے ۔ سات عدد واٹر سپلائی سکیمیں 75-1974ء میں مکمل کر دی گئی تھیں ۔ ان کے علاوہ آٹھ مزید واٹر سپلائی سکیمیں زیر تعمیر ہیں اس مالی سال کے اختتام پر دو سکیمیں مکمل کر دی جائیں گی ۔ باقی کی سکیمیں مالی سال 77-1976ء کے اختتام تک مکمل ہونے کی امید ہے ۔

ملک بھ اعظم : جناب والا کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ تحصیل خوشاب میں جو پینے کے پانی کی ضرورت ہے وہ بہت زیادہ ہے ۔ اس لیے جو سکیمیں زیر تعمیر ہیں ان کو جلد از جلد مکمل کیا جائے گا ۔ اور نئی سکیمیں بھی ضرورت کے مطابق بنائی جائیں ؟

وزیر بلدیات : جناب والا ! ضرور کریں گے اور جلد از جلد کریں گے ۔

مسئلہ استحقاق

زرعی گریجویٹس (سسٹنٹ ریسرچ آفیسرز) زرعی ترقیاتی ادارہ لائل پور کی طرف سے مطالبات کے حق میں ہڑتال کرنے کے واقعہ سے متعلق وزیر قانون کی غلط بیانی

سپیکر : چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں حال ہی میں وقوع پزیر ہونے والے واقعہ کے متعلق تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی

دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میری تحریک التوائے کار نمبر 76 مورخہ 6 اپریل 1976ء کو اسمبلی میں پیش ہوئی جس میں وزیر قانون جناب ایس ۔ ایم ۔ مسعود صاحب نے بیان کیا کہ زرعی گریجوئیٹس (اسسٹنٹ ریسرچ آفیسرز) زرعی ترقیاتی ادارہ لائل پور نے اپنے مطالبات کے حق میں کوئی ہڑتال نہیں کی ہے اور ہڑتال کے واقعات سے صاف صاف انکار کر دیا ہے جب کہ میں نے تصدیق کی تو یہ ثابت ہوا کہ ہڑتال ہوئی اور کئی روز تک رہی تھی ۔ وزیر موصوف نے ایوان میں غلط بیان دے کر میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے ۔ اس واقعہ کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے بصورت دیگر اسے متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : اسے پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے واقعہ پر تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو کہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان کی تحریک التوائے کار نمبر 76 جو کہ 6-4-76 کو اس اسمبلی میں پیش ہوئی ہے جس میں وزیر قانون جناب ایس ۔ ایم ۔ مسعود نے بیان کیا کہ زرعی گریجوئیٹس (اسسٹنٹ ریسرچ آفیسرز) زرعی ترقیاتی ادارہ لائل پور نے اپنے مطالبات کے حق میں کوئی ہڑتال نہیں کی اور ہڑتال کے واقعات سے صاف صاف انکار کر دیا ۔ جب کہ انہوں نے تصدیق کی تو یہ ثابت ہوا کہ ہڑتال ہوئی اور کئی روز تک جاری رہی ۔ وزیر موصوف نے ایوان میں غلط بیان دے کر ان کا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے ۔ اس مسئلہ کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے بصورت دیگر اسے متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی
کے سپرد کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : It is referred to the Committee on Privileges ; the report to come out within a fortnight,

تحاریک التوائے کار

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 92 ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو کل ہو گئی تھی ۔ میں نے اس پر لکھا ہوا ہے ۔
"Not admitted"

چوہدری امان اللہ لک : آپ پڑھ رہے تھے ۔ آپ نے کہا تھا کہ ان فقروں کی مجھے سمجھ نہیں آئی ہے اور اس کے بعد آپ نے کہا تھا کہ وقت ختم ہو گیا ہے ۔ آپ اغلاط کی نشاندھی فرما رہے تھے ۔ اس کو dispose of نہیں کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں درپشک صاحب نے کچھ فرمایا تھا اور میں نے اس پر لکھ دیا تھا "Not admitted" ۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہ dispose of نہیں ہوئی ۔ اس میں کیا پوزیشن ہے ۔ کیا یہ آپ کا محکمہ ہے ؟

وزیر آبپاشی : آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 92 کے بارے میں پوچھا ہے ۔ یہ میرا محکمہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ویسے آپ نے کچھ بتایا تھا ۔

وزیر آبپاشی : میں جواب دینا چاہتا تھا مگر جناب نے admit نہیں کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو تمام وزرا کی مشترکہ ذمہ داری ہے ۔ کوئی جواب دے سکتے ہیں ۔ لیکن یہ مسئلہ کیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : یہ فرماتے تھے کہ گندم کی خریداری کے متعلق انتظامات نہیں کئے ۔ بلکہ ایک فقرہ تھا جو کہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ھاں ، ھاں ۔ اس کی ہمیں سمجھ نہ آئی تھی ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں اس ھاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ نہ صرف یہ کہ حکومت نے انتظامات مکمل کر لیے بلکہ اس ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس وقت تک 61 ہزار ٹن گندم خرید کی جا چکی ہے ۔ جناب والا ! 28 ہزار من کا ایک ٹن ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا ٹن کچھ بڑا معلوم ہوتا ہے ۔ ہم نے تو 27 من اور کچھ سیر پڑھا تھا ۔

(قہقہہ)

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے تقریباً کا لفظ استعمال کیا ہے - اور round figure میں کہہ دیا ہے انتظامات مکمل نہ ہوں تو 61 ہزار ٹن کیسے گندم خریدی جائے گی -

مسٹر سپیکر : یہ اگلے سال کے متعلق پوچھ رہے ہیں یہ process چل رہا ہے -

وزیر آبپاشی : مارکیٹ میں کاشتکاروں کو اچھی قیمتیں نہیں مل رہی تھیں - گزشتہ سال کی جو گندم ہے - جس کی قیمت نسبتاً کم ہے - وہ ہم نے خریدنی شروع کر دی ہے - اور یہ پالیسی آئندہ سال جاری رہے گی -

Mr. Speaker : It is not admitted.

اچھا جی سید صاحب کل آپ نے اپنی تحاریک کا نمبر بتایا تھا وہ کیا تھا -

سید تابش الوری : جناب والا نمبر 56 اور 129 -

مسٹر سپیکر : یہ جو تحریک التوائے کار نمبر 56 ہے - اس میں آپ نے ایسے مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہائی کورٹ کی وجہ سے پیدا ہوا - اس لیے اس پر ہائی کورٹ ہی فیصلہ کر سکتی ہے - یہ ایوان اس پر غور نہیں کر سکتا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میرا مسئلہ یہ ہے جس کی بنیاد پر میں نے گذارش کی ہے کہ اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے - کہ ہائی کورٹ نے چوہدری ظہور الٰہی کی درخواست کے سلسلہ میں ایک نوٹس جاری کیا جس کی تفصیل صوبائی حکومت اور انتظامیہ کی ذمہ داری تھی - لیکن اس حکم کی تعمیل نہیں کی گئی - اس میں دانستہ تاخیر کی گئی ہے یا تعمیل سے انکار کیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : مجھے بتائیں کہ کوئی آفیسر کتنا بھی اونچا وہ کیوں نہ ہو - اگر وہ ہائی کورٹ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا ہے - یا تعمیل کرنے سے انکار کرتا ہے - تو کیا ہائی کورٹ کے پاس اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اس کو سزا دے اور اس میں مناسب کارروائی کرے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ مسئلہ بھی نہیں ہے - مسئلہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے احکامات کی تعمیل انتظامیہ کی آئینی اور بنیادی ذمہ داری ہے - میرا موقف یہ ہے کہ انتظامیہ حکومت اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں ناکام رہی ہے اور اس سلسلہ میں - - -

مسٹر سپیکر : اس کا فیصلہ کرنا اور سزا دینا کس کا کام ہے ۔

سید ناہش الوری : وہ حکومت کو سزا نہیں دے سکتی ؟

مسٹر سپیکر : اس طرح سے نہیں ہوتا ہے ۔ کہیں بھی حکومت کے نام پر abstract order نہیں کیا جاتا ۔ یہ آرڈر حکومت کے کسی آفیسر کے نام کیا جاتا ہے ۔ آپ اسے دیکھ لیں اگر آپ کے پاس اس کی نقل ہو تو ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! ہائی کورٹ نے اس سلسلہ میں اپنے آرڈر میں خاص طور پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ انتظامیہ نے جو کہ 24 گھنٹے کی ملازم سمجھی جاتی ہے اس نے ہمارے احکامات کی تعمیل نہیں کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے ۔ میرے پاس وہ فیصلہ نہیں ہے ۔

I would not like to comment on that judgement

کہ انہوں نے جو آرڈر لکھا ہے اس پر اس ہاؤس میں تبصرہ ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ آپ اس کی ایک interpretation کریں گے ۔ دوسرے اس کی دوسری interpretation کریں گے ۔ اس طرح سے ایک comment ہوگا ۔ ایک ایسی بات جو کہ subjudice ہے ۔

چوہدری طالب حسین : سوال صرف یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے آرڈر کی اگر انتظامیہ تعمیل نہ کرنا چاہے یا انتظامیہ flout کرنا چاہے تو اس ایوان کا یہ استحقاق بنتا ہے کہ اس آئینی ذمہ داری کو جو کہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے ۔ پورا نہ کرنے کے سلسلہ میں اس ایوان میں اس پر بحث کی جائے ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عوام میں لازمی طور پر ہیجان اور خوف و اضطراب پیدا ہوا ۔ اس لیے یہ اس حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے کہ ہائی کورٹ کے احکامات کی تعمیل کرے ۔ لیکن دانستہ طور پر حکومت نے ان احکامات کی تعمیل نہیں کی ہے اور ہائی کورٹ کے آرڈر کو flout کیا ۔ اور اس کو فیل کرنے کے لیے ایسے اقدامات کئے جس کی مثال ایک نہیں اور بھی ہیں ۔ حکومت اب اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ وہ ان تمام اداروں کو جو کہ judicial institutions ہی کیوں نہ ہوں ہائی کورٹ جیسے ادارے کو بھی ختم کرے گی ۔ اور اس کی مثال ابھی حال ہی میں جناب والا ! یہاں ہو چکی ہے کہ ایک شخص جو کہ حکومت کا ملازم

تھا ۔ اس کو ہائی کورٹ کے ایک جج نے ہتک عدالت کی سزا دی ۔ اور وہ سزا چھ گھنٹے کے اندر اندر ہی حکومت کی طرف سے معاف کی گئی اور اس کو باہر لایا گیا ۔

سسٹر سیکو : اگر تو وہ غیر قانونی اور غیر آئینی ہے تو ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آج تک ایسی معافی کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے اور خاص طور پر ہتک عدالت کے کیس میں جب ہائی کورٹ نے سزا دی ہو ۔

Mr. Speaker : If these are constitutional powers, I cannot allow this discussion.

چوہدری طالب حسین : آئین کے اختیارات کا غلط استعمال ہو رہا ہے ۔ حکومت اس بات پر تلی ہوئی ہے اور ہائی کورٹ کے احکامات کی دانستہ تعمیل نہیں کی جاتی ۔ ہائی کورٹ سزا دے ۔ تو حکومت معاف کر دے ۔ اس طرح سے یہ ادارہ کیسے رہ سکتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس تحریک التوا کے ضمن میں ۔ میں یہ آپ کے نوٹس میں لاؤں گا کہ جسٹس صمدانی صاحب نے قطعی کوئی فیصلہ نہیں کیا ۔ اور یہ کہا ہے کہ کوئی بڑی بنچ کی تشکیل کی جائے ۔ یہ چیف جسٹس صاحب کے زیر غور ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی عدالت میں زیر غور ہے اور یہ خالصتاً سب جوڈس ہے اس پر مزید بحث نہ کریں ۔

Mukhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, if the attitude of the Sind Gavernment on the issue of non-compliance by the Inspector General of Police and the Home Secretary....

Mr. Speaker : No, If some body does not comply with the directions or orders of the High Court, then who is going to judge it. The High Court is competent to punish the two persons.

Mukhdumzada Syed Hassan Mahmud : Yes, to punish both.

Mr. Speaker : Then how the matter comes in this forum ?

Mukhdumzada Syed Massan Mahmud : It would not be subjudice. If it is not subjudice, it could come here.

Mr. Speaker : If there is a court which takes cognizance of the fact that somebody has flouted its order, then the court is competent.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They have not taken up the issue of contempt,

Mr. Speapker : It is upto them.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But Sir, it is simultaneously upto the. . .

Mr. Speaker : What happens in a court of law, that can't be discussed Who is going to judge it ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : We are going to judge it. Because they gave the orders to produce the man but they have not complied with the orders.

Mr. Speaker ; Then what did the court do ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The court is taking up the other isaue

Mr Speaker : They are not taking up this issue ?

Mukhdumzada Syed Hassan Mahmud : Not yet.

Mr. Speaker : What did it say about the officer ?

سید تابش الوری الوری : انہوں نے یہ ہدایت کی ہے کہ اس کو عدالت میں بہرحال پیش کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو چوہدری ظہور الٰہی کی بات ہوئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اس میں پوری انتظامیہ involved ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس میں کوئی انتظامیہ involved نہیں ہے ۔

There is an order addressed to a person and an Officer of the Government.

This I can assure you. ۔ یہ آرڈر بنام گورنمنٹ کبھی نہیں جاتا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! آئی - جی - پولیس کو ایڈرس کیا گیا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ آرڈر - آئی - جی - پولیس اور ہوم سیکرٹری کے نام روانہ کیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : نہیں - Let us not be vague. - آپ specific بات کریں - وہ آرڈر کس کے نام تھا ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں -

مسٹر سپیکر : نہیں - پڑھنے کی بات نہیں ہے یہ آرڈر کس کے نام ہے مجھے یہ بتائیں -

Don't read from the newspaper.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! ہوم سیکرٹری کے نام ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے verbatim سے پڑھ لیں -

مسٹر سپیکر : نہیں - اس طرح نہیں ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس سے اتفاق کرتا ہوں - اگر آپ چاہیں تو میں وہ اوریجنل آرڈر بھی پیش کر دوں گا -

مسٹر سپیکر : ہاں - اس میں دیکھتے ہیں کہ وہ کس کے نام ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! چونکہ ہم نے وہ آرڈرز زیر بحث نہیں لانے ہیں بلکہ وہ صورت حال زیر بحث لانی ہے -

مسٹر سپیکر : نہیں, Unless the order is interpretted, انہوں نے یہی interpretation دی ہے یا یہی حکم دیا ہے اور پھر انہوں نے - - -

Makhdumazad Syed Hassan Mahmud : You may defer it for tomorrow.

سید تابش الوری : جناب والا ! مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے آرڈرز کی تعمیل حکومت کا آئینی فرض ہے اور اس سے پہلے جناب والا ! کبھی بھی ایسا نہیں ہوا -

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب ! دیکھئے بات یہ ہے کہ

Government cannot punish a person. The High Court has the authority to punish the person who does not obey the

directions and orders of the High Court I do not know what the High Court has done or the High Court is going to do. I cannot even give my views on that.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: We can produce it.

سید تابش الوری: جناب والا! بہتر ہے - ہم پھر اس آرڈر کی روشنی میں - - -

Mr. Speaker: If the High Court has not so far thought it proper to take action against the person, is it the proper forum to do so?

چوہدری طالب حسین: لیکن جناب والا اگر ہائی کورٹ کوئی فیصلہ کرے یا کسی کو سزا دے اور حکومت اس پر عمل درآمد نہ کرے تو یہ ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جو اس ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے - This is for the first time.

مسٹر سپیکر: ٹھیک ہے - ہائی کورٹ اس کو بلا سکتی ہے -

سید تابش الوری: جناب والا! یہ صورت حال پہلی دفعہ پیدا ہوئی ہے کہ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے اور انتظامیہ نے اس کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا ہے -

چوہدری طالب حسین: جناب والا! ایسا ہوا ہے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے - جناب والا! کیا آج تک کبھی بھی ایسا ہوا کہ ملک کے دوسرے صوبے کہیں کہ ہائی کورٹ کی jurisdiction ہم پر نہیں ہے اور ہم ہائی کورٹ کے احکامات کی تعمیل نہیں کرتے ہیں؟

مسٹر سپیکر: یہ مسئلہ تو وہاں کی اسمبلی میں پیش ہو سکتا ہے -

چوہدری طالب حسین: جناب والا! میں تو حکومت کے attitude کی بات کر رہا ہوں جس بنا پر آج اس ادارے کو تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - یہ بہت سنگین معاملہ ہے -

مسٹر سپیکر: وہ تو ہائی کورٹ فیصلہ کرے گی - فل بنچ بیٹھا ہوا ہے -

چوہدری طالب حسین: جناب والا! اگر ہائی کورٹ فیصلہ کرتی ہے

اور جس کو سزا دیتی ہے تو حکومت اس پر عمل نہیں کرتی ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ نہیں ۔ سندھ گورنمنٹ بھی اس مسئلے کو پیش نہیں کر رہی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! وہ ایک علیحدہ issue ہے ۔ سوال تو صرف یہ ہے کہ اگر ہائی کورٹ کسی کو سزا دیتی ہے اور حکومت اس پر عمل نہیں کرتی تو یہ ذمہ داری کس کی بنتی ہے ۔ کیا ہم اس issue کو یہاں زیر بحث لا سکتے ہیں یا نہیں ؟ ایک ایسا معاملہ پیش ہو گیا ہے جو پہلے کبھی پیش نہیں ہوا تھا ۔ ایسی صورت حال کبھی بھی پیدا نہیں ہوئی تھی اور آج تک یہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا کہ ہائی کورٹ کسی کو سزا دے اور حکومت اس پر عمل درآمد نہ کرے ۔ آپ کہتے ہیں کہ constitutional powers ہیں اگر constitutional powers کو حکومت mis-use کرنے پر تل جائے تو جناب والا ! ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس کو زیر بحث لائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بہتر یہ ہوگا کہ آرڈرز کو حاصل کرنے کی مہلت دی جائے اور پرسوں کے لیے اس کو ملتوی کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : بہت اچھا ۔

یہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 93 ہے اور یہ چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 84 کو وزیر قانون کے کہنے پر ملتوی فرمایا تھا اس کو آج ڈیل کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ میں نے یہ کل پڑھ دی تھی ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ۔ ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا میں اس کا جواب کل دے دوں گا ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 129 کے سلسلے میں نوٹس دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ میں دیکھتا ہوں ۔ ابھی تو یہ بہت دور ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا آپ میری تحریک التوائے کار نمبر 84 کو کل ڈیل کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی میں متعلقہ وزیر سے کہتا ہوں کہ جب بھی ایک دو دن میں اس کا جواب آ جائے ۔

He should inform me and we will take it up.

لاہور میں پنگ پاکستانیز کنونشن میں پولیس کی سرپرستی میں شدید ہنگامہ آرائی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب ! یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 25 مارچ 1976ء کے مطابق نوجوان طالب علم رہنما مسٹر جاوید ہاشمی کی طلب کردہ پنگ پاکستانیز کنونشن میں جو مورخہ 23 مارچ 1976ء کو لاہور میں منعقد ہوا پولیس کی سرپرستی میں شدید ہنگامہ آرائی کی گئی ۔ مندوبین پر پتھراؤ کیا گیا ۔ پٹاخے اور آتشیں گولے پھینکے گئے اور کنونشن کے خیموں میں آگ لگا دی گئی ۔ اس موقعہ پر پولیس اور فیڈرل پولیس کی بھاری تعداد موجود تھی جو اس ہنگامہ آرائی کو روکنے کی بجائے تشدد پسند عناصر کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی جس سے یہ تاثر عام ہو گیا ہے کہ یہ ہنگامہ آرائی اور آتشزنی خود حکومت کے ایما پر عمل میں آئی ۔ اس صورت حال سے عوام میں ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

سید صاحب ! یہ کس طرح سے پیش ہو سکتی ہے ۔ آپ تو تاثر کی بات کرتے ہیں ۔ واقعہ کی بات تو نہیں کرتے کہ یہ واقعہ ہوا جس سے یہ تاثر ہو گیا ہے ۔ یا تو آپ کا allegation یہ ہو کہ حکومت نے کروایا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے واقعہ کے متعلق بھی یہ کہا ہے کہ خیموں کو آگ لگائی گئی ۔ وہاں آتشیں گولے چھوڑے گئے ۔ ہنگامہ ہوا ۔ پتھراؤ ہوا اور پولیس موجود تھی ۔ فیڈرل سکیورٹی فورس موجود تھی جس کا جناب والا ! کام یہ تھا کہ وہ ہنگامہ آرائی کو روکتی لیکن وہ تو اس کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی ۔ یہ میں نے definite allegatione لگائے ہیں کہ پولیس شرپسند عناصر کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ آپ تو یہ تاثر کی بات کر رہے ہیں ۔ آپ سیدھا یہ کیوں نہیں لکھتے کہ حکومت نے یہ کروایا ہے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! یہ کہا ہے کہ پولیس تشدد پسند عناصر کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی ۔ یہ direct allegation ہے جو میں لگا رہا ہوں ۔ اور اس میں یہ تأثر ملتا ہے ۔ ہماری اپنی اطلاع نہیں ہے ورنہ یہ لکھتا کہ ان کے حکم پر ہوا ہے ۔ لیکن یہ جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ان میں پولیس خاموش تماشائی بنی رہی اور شرپسند عناصر تشدد کرتے رہے ۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حکومت اس کنونشن کو ناکام بنانے کے لیے خود اقدام کر رہی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ حقائق درست نہیں ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ جواید ہاشمی صاحب نے ایک میٹنگ بلائی تھی جو رانا چیمبر میں ہوئی تھی ۔ ان کے مختلف گروہ کے طلباء بھی وہاں موجود تھے جو کہ نئی بات نہیں تھی ۔ ایک اچنبھے کی بات نہیں تھی اور کسی فاضل رکن کا اس بات پر یقین کرنا بھی اچنبھے کی بات نہیں ۔ ان کے مخالف گروہ نے رسول چیمبر پر چڑھ کر جو رانا چیمبر کے سامنے ہے پتھراؤ شروع کیا ۔ انہوں نے بھی یعنی دونوں گروہوں نے ایک دوسرے پر پتھراؤ شروع کیا ۔ پھر اس کے بعد ان کو یہ کہا گیا کہ آپ کسی ایسے کمرے میں میٹنگ کر لیں جو ان کی زد میں نہ ہو اور ہم ان کو کنٹرول بھی کر سکیں ۔ تو حکومت کی کوشش ہے ہی یہ میٹنگ اسی بلڈنگ کی دوسری منزل میں ایک کمرے میں ہوئی جس میں کم از کم پچاس ساٹھ حضرات اکھٹے ہوئے جنہوں نے اس میٹنگ میں شرکت کی ۔ اگر یہ حکومت نے disturb کرنا ہوتا تو ان کو پھر دوسرے کمرے میں میٹنگ کرنے کی کیسے اجازت دی جاتی ۔ یہ تو ان کا ایک مخالف گروہ کر رہا تھا ۔ حکومت نے تو ان کو بچا کر دوسرے کمرے میں میٹنگ کرنے کی اجازت دی ۔ اس لیے یہ کہنا سراسر غلط ہے ۔

مسٹر سپیکر : کمرے میں تو اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ان کو ایسی جگہ کہا گیا جہاں ان کو دوسرے لڑکے تنگ نہ کر سکیں ۔ بلکہ پولیس ان کے راستے میں حائل ہوئی ۔ اگر ان کی میٹنگ دوسری جگہ نہ ہوتی تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ شاید حکومت اس میں ملوث ہے لیکن ان کی میٹنگ تو دوسری جگہ پر ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ خیمے جلائے گئے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ معاملہ تو دونوں گروھوں کے درمیان ہوا ۔ حکومت کا موقف یہ ہے کہ ہم نے اس میں مداخلت کی ہے روکا ہے اور اس میٹنگ کو ایک اور کمرے میں ہونے دیا ہے اور یہ میٹنگ دوسرے کمرے میں ہوئی جس میں کم از کم پچاس حضرات نے شرکت کی جو کہ اس میٹنگ میں شریک ہونے کے لیے جمع تھے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے وزیر موصوف کا بیان سنا ہے ۔ انھوں نے یہ کہیں نہیں کہا کہ پولیس نے خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کی بجائے فلاں ڈیوٹی سرانجام دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو انہوں نے کہا ہے کہ ان کو دوسری جگہ میٹنگ کرنے کے لیے کہا گیا جہاں ان کو دوسرے لڑکے تنگ نہ کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! انھوں نے یہ کہا ہے کہ ان کا جلسہ ہونے دیا ۔ وھاں سے جب جلسہ منتشر ہوگیا تو اس پنڈال اور خیموں کو آگ لگا دی گئی ۔

مسٹر سپیکر : جو کچھ انھوں نے الفاظ ادا کئے ہیں وہی رہنے دیں ۔ انھوں نے دو باتیں کہی ہیں ایک تو یہ کہ پولیس نے ان کو روکا ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وھاں پر خیموں کو آگ لگی تھی ۔

مسٹر سپیکر : میں نے ان سے اس سلسلے میں پوچھا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! تو پھر روکا کہاں ۔ یعنی جب خیمے جل چکے اور جلسہ منتشر ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ آپ کہیں اور جا کر جلسہ کر لیں ۔ یہ کارروائی تھی جو پولیس نے کرنی تھی ۔ یہ حسین مشورہ جو پولیس کی طرف سے دینا تھا اس وقت ضروری تھا جب آگ لگا دی گئی ۔ آخر پولیس اور فیڈرل سکیورٹی پولیس اس وقت کیا کر رہی تھی جب وہ شرپسند عناصر نے کارروائی کی اور اس پرامن جلسے کو منتشر کرنے کا پروگرام بنایا ؟ آپ یہ بتائیں کہ انھوں نے اس سلسلے میں اگر کوئی مؤثر کارروائی کی اور ان کے خلاف یا کسی کے خلاف کیس رجسٹرڈ کیا یا شرپسند عناصر کو گرفتار کیا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! ان کا یہ پوائنٹ ہے کہ اگر ایسی بات ہے تو آیا کسی فساد کرنے والے کے خلاف کیس رجسٹر کیا گیا یا کسی کو پکڑا گیا ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ صرف پرامن جلسے کو منتشر کیا گیا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! کارروائی تو پولیس نے کی ۔ اسی لیے ان کے مخالف گروہ کو بھگایا جو ان کو وہاں جلسہ نہیں کرنے دے رہا تھا ۔ تو وہ پولیس کی کارروائی سے وہاں سے گئے ۔ اور اسی وجہ سے وہ میٹنگ کرنے میں کامیاب ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ شرارت کی یا آگ لگائی یا پتھر مارے کیا ان میں سے کسی کو پکڑا ہوا ہے یا کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس قسم کی تفصیل میرے پاس موجود نہیں ۔ اگر آپ چاہیں تو میں تفصیل حاصل کر سکتا ہوں ۔

Mr. Speaker : I admit the motion...Those who are in favour of the leave being granted may rise in their seats.

(Members stood up)

It falls short of the required members, and the leave is not granted.

کیمبل پور میں عید میلادالنبی کے جلسہ کے موقع پر دفعہ 144 کا نفاذ

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 101 راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 21 مارچ 1976ء راولپنڈی کی اس خبر کے مطابق کہ کیمبل پور میں عید میلادالنبی کے جلسہ کے موقع پر دفعہ 144 نافذ کر دی گئی ۔ مرکزی سیرت کمیٹی ضلع کیمبل پور کے زیر اہتمام آٹھواں سالانہ جلسہ جشن عید میلادالنبی انتظامیہ اور پولیس کی مداخلت کی وجہ سے پروگرام کے مطابق شروع نہ ہو سکا ۔ جلسہ گاہ کی سٹیج پر پولیس نے قبضہ کر لیا ۔ سیرت کمیٹی کے تین عہدیداروں محمد اکبر یوسف زئی ، خان محمد افضل خان اور چوہدری محمد طفیل کو چوک فوارہ سے حراست میں لے لیا گیا ۔ عید میلادالنبی کے مقدس موقع پر بازار کو دلہن

کی طرح سجایا گیا تھا لیکن لٹھ بردار اور مہلک اسلحہ سے مسلح پولیس کی بھاری جمعیت سول بازار میں داخل ہوگئی اور عوام کو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرنے کی دھمکیاں دے کر ہراساں کرنے لگی ۔ جس سے شہری خوفزدہ ہو کر دوکانیں بند کر گئے اور جشن شایان شان طریقے سے نہ منایا گیا ۔ اس خبر سے عوام کے دلوں میں حکومت کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی ہے ۔ حکومت کی دورخی پالیسی جہاں ایک طرف ایسے سیاسی مقاصد پورے کرنے کے لیے حکومت خود مسجد نبوی کے امام اور خانہ کعبہ کے امام کو بلا کر اجتماعات کر رہی ہے لیکن کسی دوسرے شخص کو عقیدت کا اظہار نہیں کرنے دیتی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس تحریک التوا میں جو نکتہ اٹھایا گیا ہے اس کے حقائق یہ ہیں کہ مرکزی سیرت کمیٹی نے 20 مارچ کو یہ جلسہ منعقد کرنا تھا اور 21 مارچ کو جلوس نکالنا تھا جس کی اجازت انہوں نے پہلے مانگی تھی اور 13 مارچ کو اس کی اجازت دے دی گئی تھی ۔ اس کے بعد تحصیل پنڈی گھیب میں فرقہوارانہ جھگڑا ہوا جس کی بنا پر حکومت کو انتظامیہ کو بارسوخ ذریعے سے اس قسم کی اطلاع ملی کہ اب اگر کوئی اس قسم کا اجتماع یہاں ہوا تو اس میں فرقہوارانہ فساد اور بھڑک جانے کا خطرہ ہے تو اس کے پیش نظر ایسا کرنا پڑا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں کہ عید میلادالنبی کی تقریب منعقد کرنے کے لیے کس فرقے کو اختلاف ہو سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ بتا رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے عید میلادالنبی کا ذکر نہیں کیا ۔ میں پھر شروع سے سناتا ہوں کہ مرکزی سیرت کمیٹی نے کیمبل پور میں 20 مارچ کو رات کے نو بجے جلسہ کرنا تھا اور 21 مارچ کو جلوس نکالنا تھا ۔ اس کی انہوں نے اجازت مانگی جو 13 مارچ کو دے دی گئی ۔ 13 مارچ کے بعد تحصیل پنڈی گھیب میں جو ضلع کیمبل پور کی ایک تحصیل ہے اس میں فرقہوارانہ جھگڑا ہوا یا واقعہ ہوا جو ہونا نہیں چاہیے تھا لیکن واقعہ ہوا ۔ اس واقعہ کے پیش نظر جو اس ضلع کی ایک تحصیل میں ہوا تھا اس قسم کی اطلاع موجود تھی کہ شاید اگر کوئی اور ایسا اجتماع

ہو تو اس میں بھی اپنے فرقہ وارانہ فساد کو بھڑکانے کی کوشش کی جائے۔ تو اس واقعہ کے پیش نظر یعنی کسی مفروضے کی بنا پر نہیں بلکہ جو واقعہ ہوا اس کی بنا پر حکومت نے یہ کہا کہ اس جلسے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس جلوس میں دو مرکزی وزراء جناب مولانا کوثر نیازی صاحب اور جناب چھ حنیف صاحب وزیر اطلاعات نے شرکت کرنی تھی۔ اس لیے اس کو یہ بھی رنگ نہیں دیا جا جا سکتا کہ اس جلوس میں کسی مخالف لیڈر نے شرکت کرنی تھی لیکن اس کے باوجود چونکہ فرقہ وارانہ فساد کا خطرہ تھا اس لیے اجازت نہیں دی گئی۔ لیکن جو آرگنائزر تھے انہوں نے اس حکم کی پروا نہیں کی جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انہیں دیا۔ اس وجہ سے ان کے خلاف کارروائی کی گئی کیونکہ انہوں نے قانون کے خلاف جلسہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور جلسہ کرنے کے لیے انہوں نے وہ سب کچھ کیا جو انہیں کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ اس لیے ان کے خلاف یہ کارروائی کی گئی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیمبل پور اور پنڈی گھیب میں کتنا فاصلہ ہے۔ فساد پنڈی گھیب میں ہوئے اور کس کے درمیان ہوئے ؟ کیا وہاں سکھ ہندو رہتے ہیں ؟ وہاں بھی سب مسلمان رہتے ہیں۔ اس فساد کے پیش نظر اس جلسے کی اجازت منسوخ کر دی گئی۔ جناب ! یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عید میلاد النبی کے جلسے کے سلسلے میں اجازت دے کر اس کو منسوخ کیا ہے۔ اس لیے اس حکومت کی یہ پالیسی قابل مذمت ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! جیسا کہ ابھی فرمایا گیا ہے کہ کوثر نیازی صاحب نے شرکت کرنا تھی۔ یہ ان کی شرکت کے متعلق فساد ہوا ہے کیونکہ وہاں کے لوگ کوثر نیازی سے جلوس کی قیادت نہیں کروانا چاہتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے اس سلسلے میں انکار کیا تھا اور آخر یہ انہوں نے حربہ استعمال کیا کہ اگر وہ شرکت نہیں کریں گے تو جلسہ منعقد نہیں ہونے دیں گے۔ اور یہ جو جھگڑے کا اندیشہ تھا۔ اندیشہ کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حکومت جبر سے چلائی جا رہی ہے۔ اندیشہ ہے کہ حکومت کی پالیسیاں ملک کو توڑ نہ دیں۔

Mr. Speaker : Raja Sahib! the explanation of the hon'ble Minister appears to be very reasonable.

راجہ محمد افضل خان : ایسے اندیشہ کے پیش نظر پابندیاں لگا دی جاتی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ وزرا کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ جلوس کی قیادت کریں کیونکہ انہوں نے علماء کا اہتمام کیا ہوا تھا ۔

Mr. Speaker : It is not happily worded

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس تحریک کے آخری حصہ میں جو بات درج ہے میں اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ سیاسی مقاصد کے لیے امام مسجد نبوی اور امام کعبہ کو بلا کر اجتماعات کرائے ہیں ۔ میں فاضل رکن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اسلام میں سیاست دین سے الگ ہوتی ہے ؟

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

راجہ محمد افضل خان : آپ نے مساجد کے اندر سیاست بند کر دی ہے ۔ آپ نے دفعہ 144 لگائی ہوئی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ چیز ریکارڈ میں لائی جائے کہ اپوزیشن کے لوگ اور خاص کر راجہ محمد افضل خان نے اس بات کو کہا ہے کہ امام مسجد نبوی کو بلایا گیا ہے ۔ یہ ریکارڈ کیا جائے ۔

راجہ محمد افضل خان : آپ نے ان علما کو بلا کر بڑے بڑے اجتماع کرائے اور آپ نے وزیر اعظم کی خوبیاں بیان کی ہیں کہ ہم نے کامیابی کے ساتھ دورہ کیا ہے ۔ یہ بڑا مبارک دن ہے یہ آپ کے سیاسی مقاصد تھے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اس فقرہ کی طرف توجہ نہیں کی تھی ۔ اگر میں نے یہ فقرہ زیادہ غور سے پڑھ لیا ہوتا تو میں بالکل اس موشن کو نہ پڑھتا کیونکہ اس موشن میں پاکستان کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور اس میں امام مسجد نبوی اور خانہ کعبہ کے امام پر حرف آتا ہے

I am sorry that I have read it.

یہ بڑا oblique reference ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ ملک کی پالیسی میں تضاد ہے ۔ ایک طرف وہ تو اسلام کی طرف لوگوں کو لے جانا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے یہ فقرہ نہیں پڑھا تھا اگر یہ فقرہ میرے نوٹس میں پہلے لایا جاتا کہ وہ instrument اور weapon کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

I would not have read it. I am sorry.

سید تابش الوری : جناب والا ! ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حزب اختلاف امام حرم اور امام مسجد نبوی کا بہت احترام کرتی ہے۔ اس کا یہ قطعی مقصد نہیں ہے۔

Mr. Speaker : The hon'ble member then should have taken the care to word it properly so that respect and dignity of our religious leaders are not involved-

سید تابش الوری : جناب ! ہم تو ائمہ کے بعد امام مہدی کے منتظر ہیں۔

راجہ محمد افضل خان : انہوں نے خود تسلیم کیا ہے۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

دین اور سیاست الگ نہیں ہو سکتا۔ ان کا آنا ہمارے لیے نیک شگون تھا۔

مسٹر سپیکر : ان کے متعلق احتیاط کریں۔ ایسی شخصیتیں جو بین الاقوامی حیثیت کی حامل ہوں وہ تمام دنیائے اسلام کے لیے بلند تر ہیں اور محترم ہیں۔ ان کا جب ذکر کیا کریں تو احتیاط سے کام لیا کریں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ان کے احترام کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔ صرف یہ کہا ہے کہ حکومت کی متضاد پالیسی ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ متضاد والی پالیسی اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن یہ کہ وہ instrument کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ہم آپ کے رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف نے واک آؤٹ کیا)

راجہ محمد افضل خان : میں تو ان کی تقریر کا حوالہ دے رہا ہوں کہ وہ صاحب دورہ کر کے آئے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جس ردعمل کا اظہار کیا گیا ہے۔

سپیکر : آپ نے پڑھی نہیں ہے - آپ زبانی بات کر رہے ہیں -
It has been read and it forms part of the record.

چوہدری امان اللہ لک : آپ نے پڑھا ہے - وہ کونسا فقرہ ہے - جو حکومت کی پالیسی کے خلاف ہو -

سپیکر : جب بیرونی شخصیتوں کی بات ہو رہی ہو -
That is a very unfair comment.

وزیر خزانہ : جب آپ نے امام مسجد نبوی اور امام حرم کے متعلق تصحیح کرنے کی کوشش کی ہے تو حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئی -

حکومت کی ٹریکٹر پالیسی پر انجمن کاشتکاران پنجاب کے اجلاس میں اظہار تشویش

سپیکر : یہ تحریک التوا نمبر 98 ہے - ٹریکٹر پالیسی کون مقرر کرتا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : صوبائی حکومت کو سنٹرل گورنمنٹ نے تقسیم کی اتھارٹی دے رکھی ہے -

وزیر خزانہ : فیڈرل حکومت اصل میں criteria مقرر کرتی ہے - پھر جو ٹریکٹر ہمارے کوٹہ میں آتے ہیں اس کوٹے اور criteria کے مطابق تقسیم ہوتی ہے -

سپیکر : چوہدری امان اللہ لک ! یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ انجمن کاشتکاران پنجاب کے اجلاس منعقدہ 19 مارچ 1976ء میں حکومت کی ٹریکٹر پالیسی کے متعلق اظہار تشویش کیا گیا کہ

(1) حکومت نے نومبر 1975ء میں اعلان کیا تھا کہ نقد ادائیگی کی بنا پر ٹریکٹر کے خواہشمند افراد کو 1975ء میں ہی ٹریکٹر دے دیئے گئے جس کے تحت کئی افراد نے پانچ ہزار روپیہ بطور پیشگی جمع کروا رکھا ہے - اور -

(2) گذشتہ سال گندم کی پیداوار کے انعامی مقابلوں میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے افراد کو نقد ادائیگی پر فوری ٹریکٹر مہیا کرنے

کا وعدہ کیا گیا تھا جب کہ جنوری 1976ء میں باقاعدہ چٹھیاں جاری کر کے انعام یافتہ افراد سے نقد وصولی کر لی گئی تھی۔ ہر دو صورتوں میں ابھی تک حکومت نے کسی درخواست گذار کو ٹریکٹر مہیا نہیں کیا ہے۔ اس صورت حال سے عوام میں بے چینی اور سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے اور درخواست گذار افراد کی زرعی پوزیشن پر بھی اثر پڑ رہا ہے۔ میں ایک بات ہر حال فاضل وزراء کو بتانا چاہتا ہوں کہ باتیں تو بڑی obvious ہوتی ہیں جو میں فاضل رکن کو point out کر دیتا ہوں لیکن اگر میں point out نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر فاضل وزیر اس کا کوئی جواب دینا چاہتے ہوں technical یا factual تو وہ دے سکتے ہیں کیونکہ وہ انتظار کرتے رہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف واک آؤٹ سے واپس آ گئی)

وزیر آبپاشی و برقی قوت : جناب والا ! یہ درست نہیں کہ حکومت پنجاب نے نومبر 1975ء میں کوئی ایسا اعلان کیا تھا کہ نقد ادائیگی کی بنا پر ٹریکٹر کے خواہشمند افراد کو 1975ء میں ہی ٹریکٹر دے دیے جائیں گے۔ حکومت پنجاب نے نومبر 1976ء میں پریس میں اشتہارات کے ذریعے سے نقد ادائیگی کی بنا پر ٹریکٹر حاصل کرنے کے لیے درخواستیں طلب کی تھیں۔ اس اشتہار میں واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ اگر کوئی درخواست دھندہ ویٹنگ لسٹ پر نہیں رہنا چاہتے تو وہ جب چاہیں اپنی پیشگی جمع شدہ رقم واپس لے سکتے ہیں کیونکہ ٹریکٹر first come first serve کے اصول پر دیے جائیں گے۔ اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ صرف 1358 ٹریکٹروں کی آمد 1975ء میں متوقع ہے جس کے مقابلے میں 2398 درخواستیں موصول ہوئیں۔ مزید برآں مرکزی حکومت کے فیصلے کے مطابق نقد ادائیگی پر 1891 درخواستیں موصول ہوئیں جو زرعی بنک کے پاس موجود تھیں۔ وہ حکومت پنجاب کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اس طرح درخواستوں کی تعداد 4278 ہو گئی۔ اب تک حکومت پنجاب نے ان درخواستوں میں سے 1217 کو ٹریکٹر الاٹ کر دیے ہیں باقی درخواستیں ویٹنگ لسٹ پر ہیں جن کو ان کی باری کے مطابق ٹریکٹر مہیا کیے جا رہے ہیں۔

اس تحریک التوا کا دوسرا حصہ جو انعام کے بارے میں تھا اس کے

بارے میں یہ پوزیشن ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبائی ڈویژنل انعام یافتگان فصل گندم اور چاول کور ٹریکٹر دینے کا فیصلہ کیا تھا ۔ ان کی تعداد سات تھی جن میں سے تین انعام یافتگان نے نئے قانون کے مطابق درخواستیں مکمل کیں اور انہیں ٹریکٹر الاٹ کر دیے گئے ضلعی اور تحصیل کے انعام یافتگان جن کی تعداد 63 ہے ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بھی کاغذات مکمل کریں ۔ ان میں سے 25 افراد نے کاغذات داخل کیے ہیں ۔ جہاں تک رقم کی وصولی کا تعلق ہے صرف تین افراد نے رقم جمع کرائی باقی ماندہ انعام یافتگان کے کاغذات کا انتظار ہے ۔ کیس مکمل ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it has not been pressed.

Now we go on to the next item on the agenda.

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 45 یوم کی توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 45 یوم کی توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینا) انضباط بنیہ پنجاب مصدرہ 1976ء

(جاری)

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور !

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! پنجاب کاٹن کنٹرول کے ترمیمی بل پر اور اس کی نقل و حمل سے متعلقہ مسئلہ پر بہت سے فاضل ممبران تقریریں کر چکے ہیں ۔ اس کے بعد میں صرف اس حد تک گذارش کروں گا کہ یہ بل بذات خود انصاف اور قانون کی ایک نفی ہے اس لیے کہ حکومت نے 1974ء میں جو فیس refund یا adjust کر لی تھی اور اس قانون کے ذریعے یہ فیصلہ ہوگیا تھا کہ کاٹن جنرز سے ٹرانسپورٹ فیس نہیں لی جائے گی ، اس بل میں اس کے کوئی objects یا وجوہ نہیں بتائی گئیں ، کوئی اغراض و مقاصد نہیں بتائے گئے کہ کن وجوہات کی بنا پر حکومت دوبارہ اپنے فیصلے کی تنسیخ کی کوشش کر رہی ہے جو اس نے 1974ء میں کیا تھا ۔ یہ میرا اعتراض ہے ۔ میں جناب سینیر وزیر کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا تاکہ وہ شاید اپنے بیان میں بتا سکیں ۔ اس بل میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اس کے اغراض و مقاصد میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کیوں اس ترمیم کو لا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ سے پیشتر تین ، چار فاضل ممبران اس مسئلہ پر تقریریں کر چکے ہیں اور ابھی تک آپ کو اس کے اغراض و مقاصد کا پتہ نہیں چل سکا ۔

مسٹر نذر حسین منصور : نہیں جناب ! اس مسئلہ پر کسی نے تقریر نہیں کی تو جناب والا ! یہ قانون اس لیے ناقص ہے کہ پہلے ہر قانون کے اغراض و مقاصد بیان کیے جاتے ہیں لیکن اس بل میں قطعاً یہ نہیں کہا گیا کہ یہ فیس کن وجوہات کی بنا پر recover کی جائے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت صرف دو وجوہات کی بنا پر 1974ء کے اس قانون کی تنسیخ کر رہی ہے کہ جننگ فیکٹریز کے تاہنوں سے جو رقم adjust یا refund ہو چکی تھی وہ recover کی جائے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کے ذہن میں جو خیال آتا ہے وہ بغیر اسے thrash out کیے اندھا دھند اس کے

متعلق قانون سازی شروع کر دیتی ہے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ اگر کاٹن کنٹرول کے بل کی قانون سازی حالات کو دیکھنے اور صحیح صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد کی جاتی تو ایک دو سال کے بعد لازمی طور پر اس کی تنسیخ کا کوئی جواز پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اب بھی یہ جو قانون سازی کی جا رہی ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ چھ ماہ کے بعد یا اگلے سال اس میں ترمیم در ترمیم لانے کی کوشش کی جائے گی تو میری عرض یہ ہے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے وہ دیرینہ رقوم جو قانونی طور پر اس جننگ فیکٹریز کے قابضین کے ذمے نہیں، اگر آپ ان سے وہ رقوم recover کرنا چاہتے ہیں تو اس بل کے اغراض و مقاصد اور حقائق کو مدنظر رکھیں کہ کن حالات کے تحت حکومت یہ recoveries کرنا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری عرض میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کاٹن جننگ فیکٹریز کے قابضین سے یہ فیس وصول کی جائے گی تو اس کا براہ راست اثر اس ملک کے کپاس پیدا کرنے والوں پر پڑے گا۔ اگر کوئی ٹیکس یا فیس ن جننگ فیکٹریز پر لگائی جائے گی تو اس کا براہ راست اثر کاشتکار طبقے پڑے گا جو کپاس پیدا کرتا ہے، جس طبقے کی اس ملک اور اس صوبے میں سب سے زیادہ آبادی ہے۔ اس طبقے کو جائز تحفظ دینا اس ایوان کا فرض اولین ہے۔ اندھا دھند قانون سازی کے شوق میں اس طبقے کے معاشی اور معاشرتی مفادات کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کپاس پیدا کرتا ہے جو زر مبادلہ حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اگر آپ اس کا تحفظ نہ کریں گے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ پھر نہ آپ عوامی نمائندگی کر رہے ہیں اور نہ ہی صحیح قانون سازی کر رہے ہیں تو میں ان واقعات کی روشنی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاٹن اگانے والے بھی متاثر ہوں گے۔ موجودہ حالات میں جب کہ پچھلے سال کپاس کی فصل طبعی یا غیر طبعی حالات کپاس کی فصل کی ناکامی کے ذمہ دار ہیں۔ آئندہ سالوں میں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حکومت نے کوئی چراغ الہ دین اپنے پاس نہیں رکھا ہوا۔ وزیر زراعت یا وزیر اعلیٰ کے یہ صرف خالی نعرے ہوں گے کہ اتنے ٹن کپاس ہو جائے گی، کیڑے مار دوائیاں دے دی جائیں گی۔ ایسے اعلانات سن سن کر اس صوبے کے عوام پہلے ہی تھک چکے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی

نئی تجویز یا منصوبہ کپاس کی بہترین پیداوار کے لیے اس حکومت نے اس سال نہیں بنایا ۔ طبعی حالات ، موسم یا زمین کی مختلف قسم کی بیماریاں یا کھاد کا نہ ملنا ایسے عوامل کے پیش نظر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سال بھی امکانات نہیں ہیں کہ کپاس کی فصل پچھلے سال سے بہتر ہوسکے۔ محض ایک خالی خولی نعرہ ہوگا ۔ فصل آنے سے پہلے آپ ہمیشہ بیانگ دہل کہتے ہیں کہ اتنے ٹن یہ ہو جائے گا ۔ لیکن جس کا آپ بڑا نعرہ مارتے ہیں ، اسی چیز کا قحط پڑ جاتا ہے ۔ اگر ریکارڈ کے طور پر پچھلے سال کپاس کی فصل تباہ ہوئی اور حکومت پنجاب یا مرکزی حکومت کی غلط پالیسی کی وجہ سے کپاس کی تجارت میں بحران پیدا ہوا اور زمیندار بری طرح تباہ ہوا ۔ ان حالات میں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کپاس اس ملک کے زر مبادلہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے تو کپاس کے متعلق کوئی قانون وضع کرنے کے لیے کپاس پیدا کرنے والے طبقات کے متعلق کوئی فیس levy کرنے کے لیے آپ نہایت احتیاط سے قدم لیں ۔ آپ فوری طور پر قانون سازی اس لیے نہ کریں کہ ہزاروں اور لاکھوں روپے آپ realize کر لیں گے اور آپ کی جیب میں آجائیں گے ۔ اگر حکومت اس حد تک bankruptcy میں آچکی ہے یا اس کا خزانہ خسارے میں جا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جائز یا ناجائز طریقے سے قانون اور انصاف کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر حکومت لیجسلیشن کرے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک قانون پنجاب اسمبلی 1974ء میں بناتی ہے اور اسی کی تنسیخ 1976ء میں کر رہی ہے اور کوئی وجہ نہیں بتاتی کہ ان حالات کی بنا پر ہم یہ کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ المیہ اقتدار کا ہے ، پنجاب میں خصوصی طور پر جو پارٹی اقتدار میں آتی ہے ، اگر اس کے سامنے اپوزیشن ٹھوس دلائل بھی پیش کرے ، قومی نقطہ نظر یا صوبے کے مفاد میں کتنی ہی بہترین قسم کی تجاویز دے ، کتنی ہی گذارشات کرے تو اس قوم کا یہ تاریخی المیہ ہے کہ دوسری طرف بیٹھنے والے افراد تمام کے تمام عموماً جو فطرت کا آرڈر ہے ، اس کا شکار ہوتے رہے ہیں ۔ میں سینیر منسٹر سے اور وزیر زراعت سے گذارش کروں گا کہ وہ دیانت داری سے justification دیں کہ یہ realization آپ کیوں کر رہے ہیں ؟ اگر آپ کی ضرورت ہے ، صوبے کی ضرورت ہے ، خزانے کی ضرورت ہے ،

قوم کی ضرورت ہے تو میں کہتا ہوں کہ ان ضروریات کو آپ کپاس اگانے والوں پر مقدم نہ سمجھیں اور پھر realization فیس کی refund ہو چکی ہے ، جو adjust ہو چکی ہے وہ آپ نے فیصلہ کر دیا ہے ، جس کے متعلق آپ نے قانون بنا دیا ہے اتنے سال سے پھر آپ جب اس کو realize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو دوبارہ لیں گے تو میں کہتا ہوں کہ قانون کی روح کے مطابق یہ ہرطرح سے غلط ہوگا ۔ آپ retrospective effect دے رہے ہیں کہ ٹرانسپورٹیشن فی کی جو رقوم ہیں ، وہ دس سال سے 1966-67 سے آپ realize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات باقی فاضل مقرر کہہ چکے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : لیکن اس بات سے میں اپنی ایک بات بھی نکالنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ جلدی سے نکال لیں اسی بات پر نہ اڑے رہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : یہ صحیح قانون کے تقاضوں کے خلاف ہے کوئی قانون مالیاتی یا ٹیکسیشن کی بنیاد پر کیا جا رہا ہو ، آپ دس یا پندرہ سال پیچھے سے اسے اثر انداز کریں تو اس لحاظ سے بھی یہ قانون ناقص ہے دوسری سب سے بڑی وجہ یہ ہے اور جناب سپیکر ! میں آپ کو ایک بات صحیح بتانا چاہتا ہوں کہ اکثریت کو قائم کرنے کے لیے لیجسلیشن کے ذریعے زبردست کوشش کی جا رہی ہے ۔ cotton ginning occupiers جو ہوں گے ، آپ کامیاب ہو جائیں گے آنے والے وقت میں جب الیکشن کرائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو رؤف طاہر صاحب کہہ چکے ہیں ۔ اس کو دوبارہ نہ کہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : اس political motive کا آپ ان کے اوپر زبردست ہتھوڑا رکھیں گے کہ دس سال سے آپ نے refund نہیں دیا ۔ بیس سال کا تین لاکھ روپے آپ کے ذمے ہے ۔

مسٹر سپیکر : جو کچھ پہلے کہا جا چکا ہے ، اس کی آپ repetition کر رہے ہیں ۔ اب اگلے پوائنٹ پر آئیے ۔ یہ بات رؤف طاہر کہہ گئے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں آ رہا ہوں ۔ جناب سپیکر ! پہلے قوانین میں بھی میں نے بتایا ہے ۔ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن میں بھی میں نے یہ

عرض کیا تھا کہ اس قسم کے رجحانات حکومت اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے قانون سازی کے ذریعے کر رہی ہے - یہ ان کے لیے سب سے پہلے نقصان دہ ثابت ہوں گے بعد میں کسی اور شخص یا پارٹی کے لیے نقصان دہ ہوں گے - وقتی طور پر تو حالات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے آپ ایسے اقدامات کر سکتے ہیں لیکن اس کا نتیجہ نہ صرف آپ کی سیاسی ساکھ تباہ کر دے گا بلکہ آپ کی حکومت کو بھی زبردست خطرہ پیدا ہو جائے گا کیونکہ ٹیکسوں سے ، اس نیس سے وہ طبقہ متاثر ہوگا جو کسان ہے ، جو کاشتکار ہے جو فیکٹریوں کا occupier ہے ، انہی لوگوں نے آپ کو سپورٹ کرنا ہے ، انہی کے مفاد کے خلاف آپ قانون بنا رہے ہیں - یہ کیسے ممکن ہے کہ اس طرح آپ اپنے چھپے ہوئے سیاسی غلط اور ناجائز مقاصد کو پورا کر سکیں - ان گذارشات کے بعد میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں .

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد اشرف (تشریف نہ رکھتے تھے) چوہدری طالب حسین ! آپ اپنے خیالات کا اظہار کریں گے -

چوہدری طالب حسین : نہیں جناب -

Mr. Speaker : The question is

> That the Punjab Cotton Control (Validaion of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th, June, 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Cotton Control Validation of Transportation Fee (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th May, 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Cotton Control (Vali-

dation of Transportation Fee) (Amendmen) Bill, 1976, be referred to a Select Committee consistiug of the following members with the instructions to report thereon by 20th May, 1976 :—

1. Ch. Talib Hussain (The mover).
2. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
3. Syed Tabish Alwari.
4. Haji Muhammad Saifullah Khan (The mover).
5. Raja Muhammad Munawar.
6. Mr. Abdul Qayyum Butt.
7. Sufi Nazar Muhammad.
8. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
9. Mr. Rauf Tahir. } The
10. Allama Rehmatullah Arshad. } movers.
11. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) (Amendment) Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th May, 1976.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے ۔

سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب کاٹن کنٹرول (ویلیڈیشن آف ٹرانسپورٹیشن فی) (امنڈمنٹ) بل 1976ء جیسا

کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ،
منصوبہ بندی و ترقیات نے سفارش کی ہے کو
فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں اس کو اپوز کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان (نہیں ہیں) ، علامہ رحمت اللہ ارشد (نہیں ہیں) ، مسٹر رؤف طاہر (نہیں ہیں) ، مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker, yesterday I dwelt on the legislative and the judicial background of the bill. Today I take the liberty of drawing the Government's attention to its commercial repercussions on the future growth, the sale, the quality control and the influence that this amendment will create amongst the buyers, our buyers besides the textile mills and looms and our buyers outside our country.

Mr. Speaker, you have known for a long time that when Pakistan came into existence we were proud of our two commodities. The jute was called the golden fibre and the cotton was given the name of silver fibre. In the Korean war a boom came and huge quantities of cotton were sold on extraordinary rates, and, Mr. Speaker, Pakistan's exchequer earned an unprecedented quantum of foreign exchange. The result was that the policy of open general licence was applied because of the earnings on cotton and this was our major commodity and the foreign exchange earner of this country, let allone the part which was East Pakistan and let alone the golden fire. Now, our entire economy depends on cotton.

It is very recently, Mr. Speaker, that because of the consumption in the gulf countries and in Saudi Arabia and in few countries of South Africa and East Africa rice is required but, by and large, our biggest export earner will always remain the cotton. Sir, our population is growing, our textile mills capacity is growing, new textile mills will be installed, inter trade consumption will grow, but unfortunately for the last year and as far as I can understand, we did not grow cotton to our capacity and we have to depend on certain imports.

Mr. Speaker, in regard to cotton, very late after the partition of the country, a nominal amount of duty was levied on export and year after year the duty structure has been revised but once in a year not twice in the season, because when our sellers entered into contract with foreign buyers, they determine the price which is governed by the stock exchange and in the cotton exchange and on that basis all contracts are signed. If the Government varies its policies, which affects the price structure, the foreign buyers do not stand the responsibility. An episode took place two or three years ago when we became very proud of the fact that we were perhaps the only cotton supplying country in the world and a Japanese delegation came to Pakistan to buy our cotton. Simultaneously a heavy duty was imposed with the result that the contracts they had entered into they went back on them and they said that they will buy from some other source, and since then they diverted their purchases to Sudan, to Egypt, to India, and till today we have not been able to sell the same amount of cotton to Japan as we were selling six years ago.

Mr. Speaker, cotton is not a commodity which you can lightly treat in such a whimsical manner. You must realize that all the commercial cost accounting has to be done, quality has to be controlled and you have to compete against

the countries like Egypt, like Sudan, and like some of the Indian Provinces which grow quality cotton. We are so backward in our textile industry that where millions of bales of yarn were required in Hong Kong and in Japan, today no body wants them because you have not advanced in your textile industry. They want finished products today. Today the Korean industrialists are importing cotton and re-exporting, Mr. Speaker, to America in a form of finished goods cheaper. Your entire economy depends on cotton and you are treating it so lightly. I suggest it to the Government, Mr. Speaker, that if you are short of funds levy a duty from now onward so that when the cotton is being grown the people know what is to be spent on it. The buyer and the ginner know what price they will be able to pay because in August/September future contracts by foreign buyers will start. China is our buyer. Japan could be our buyer once again if we give the assurance that the prices which the merchants or the export corporation fixes will not vary after they have entered into contract because other countries surpluses have to be sold out. As you know, Mr. Speaker, in Africa coffee is their main export and there is a Coffee Board and they have fixed a quota of export of coffee for each country. If a country exports less in the subsequent years their quota is reallotted.

سپیکر : انہوں نے تو آرگنائزیشن بنا لی ہے جو آپ نے ابھی تک نہیں بنائی ہے ۔ کاٹن گروئرز کی ایسوسی ایشن انٹرنیشنل لیول پر ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir there are two organizations. There are agricultural associations and the Government has appointed a State Trading Corporation.

Mr. Speaker : I am not talking about Pakistan I am talking about coffee. All the coffee producing countries are working under their heads. This has not happened about

cotton any where. Therefore, these two arguments carry us no where.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: No Sir, it carries you some where like this. When I say that Japan's requirement is of one million bales, they know that they can get two hundred thousand bales from Pakistan on this contract They can buy two hundred thousand.

Mr. Speaker : No. What I said was that there is no competition between coffee growing countries.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They have formed an organization.

Mr. Speaker : They pool the coffee production and then it is allocated how much is to be sent to which country. This is not true about cotton Therefore, these two arguments...

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud ; That is why it strengthens my arguments that non-existence of such a pool by cotton growers leaves every country on it's own efforts to sell their cotton. It is unlike that It is in contrast to that. We are purely a marketing country with our own efforts, with our own quality, with our own contracts and our capacity to ensure to the foreign buyers that while they have purchased cotton at a given price, there shall not be an extraordinary duty placed on cotton in the intervening period by which the price will be enhanced. Now, Mr. Speaker, I suggest it to the Government that if you want to recover such an amount, you can be compensated by additional levy of cotton duty to which probably the ginners have no objection, but to levy it retrospectively 25 years ago, it will carry the Government nowhere. There will be discontentment, it will bring innocent people to victimization and it will create a lot of problems and a lot of confusion and uncertainty in the cotton field.

I, therefore, propose to the Government that in view of the forthcoming crop, in view of the necessity to ensure the ginners that they shall be able to work without any interference, without any claims on them, they should start their preparations which are due in August/September so that the cotton that goes into the market the buyers are there for it and in their turn they can sell to the textile mills. They can sell to the export corporation for sending abroad. Otherwise I am afraid it will create a lot of complications which the Government should try to avoid. I oppose the clause and I suggest that the original amendment that this very House accepted on this very basis of arguments should be kept alike.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں نہایت مختصر الفاظ میں چند گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا ۔ کل سے کچھ دوستوں نے اس پر کافی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ۔ میں جناب ! کی توجہ صرف دو چیزوں کی طرف مبذول کرواؤں گا ۔ اولاً یہ کہ جیسا کہ اس بل سے عیاں ہے ہماری مقننہ سے کس قسم کے قانون پاس کروائے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! پارلیمنٹ کی تاریخ میں ایسے بہت کم مواقع ہوں گے اور بہت کم مثالیں ہوں گی ، جہاں امینڈنگ بل کے ذریعہ ایک ڈیوٹی جو پہلے بل کے ذریعے recoverable ہو اس کو پھر دوبارہ non-recoverable قرار دیا جائے ۔ اور اگلے ہی سال چند مہینوں کے اندر دوبارہ اس ایکٹ کے ذریعہ وہ حق جو کاٹن growers کو ایک امینڈنگ بل کے ذریعے حاصل ہوا تھا اسے ، retrospective effect سے ذریعے واپس لے رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ قانون میں ہوتا رہا ہے ، ایسی قانون سازی پہلے بھی ہوتی رہی ہے ۔ آپ کو بھی اس کا علم ہے لیکن اس قانون سازی کو اچھی قانون سازی کبھی نہیں کہا گیا ۔ اور اس میں بھی differentiate کیا جاتا رہا ہے اور جہاں تک procedural laws کا تعلق ہے ، اس میں laws کو retrospective effect کے ساتھ لیجسلیٹ کیا جاتا رہا ہے ۔ لیکن جہاں تک دوسری قانون سازی کا تعلق ہے ، اس سے ہمیشہ اس بات کا تعلق رکھا جاتا رہا ہے کہ اس

کو retrospective effect کے ساتھ لاگو نہ کیا جائے ۔ جناب والا ! جو حق کسی کو قانون سازی کے ذریعہ حاصل ہو جائے ، اس کو retrospective effect کے ساتھ واپس نہیں لیا جاتا ۔

اب جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ پچھلے سال اسی اسمبلی نے اسی حکومتی پارٹی نے ایک قانون ترمیمی بل کے ذریعہ پاس کروایا جس کے ذریعہ اس ڈیوٹی کو non-recoverable قرار دیا گیا تھا ۔ لیکن آج اسی اسمبلی سے اپنے قانون کو دوبارہ واپس لے رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقی طور پر یہ بالکل مناسب نہیں ہے ۔ ور اس قانون ساز ادارے کو ایسی باتوں میں ملوث کرنا کوئی اچھا اقدام نہیں ہے ۔ جناب والا ! حکومت کو بتانا چاہیے تھا کہ جو ڈیوٹی پہلے وصول نہیں ہوئی ، اور یہی وہ وجوہات اور مشکلات تھیں جن کی وجہ سے ایک ترمیمی بل کے ذریعے اس ڈیوٹی کو ناقابل واپسی قرار دیا گیا تھا اب ایسی کونسی مشکلات تھیں جس کی بناء پر اب دوبارہ اس ایکٹ کو منسوخ کروا کر پہلے ایکٹ کے ذریعہ دوبارہ ڈیوٹی وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جناب والا ! میں پھر کہوں گا کہ اخلاقی طور پر اسے اچھی قانون سازی نہیں کہا جا سکتا ۔ اور procedurally بھی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے retrospective effect سے منظور کیا جانا اچھی بات نہیں ہے ۔

جناب والا ! میری تیسری گذارش یہ ہے کہ ایسی قانون سازی جس سے ایسی اشیاء پر گہرا اثر ہوتا ہے جن کا ملک کی اقتصادیات میں ایک اہم مقام ہو ۔ جناب والا ! ایسی صورت میں ہمیں زیادہ غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہماری مشکل صرف یہ ہے کہ حکومت ایسے مسائل پر مناسب غور و خوض نہیں کرتی ۔ اور اس طریقہ سے اپنی توجہ نہیں دیتی جتنی توجہ دینی چاہیے ۔ اس سے جناب والا ! نہ صرف ہماری آبادی کثیر تعداد میں متاثر ہوگی بلکہ ایسی اشیاء بھی متاثر ہوں گی جن کا ہماری اقتصادیات سے تعلق ہے ۔ اس لیے جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ موجودہ ترمیمی بل جو کہ کاٹن ٹرانسپورٹ فیس کی وصولی کے متعلق ہے ، اس کا کوئی قانونی جواز موجود نہیں ہے ۔ اور نہ ہی اس کا کوئی اخلاقی جواز موجود ہے ۔ اور نہ ہی موجودہ اسمبلی کو اس طرح ایک قانون کو پاس

کروا کر دوسرے ہی سال اس قانون کے الٹ کر دینے کا اختیار ہے ۔ اس لیے جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس بل کو واپس لیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل ممبران نے اس بل پر بہت بحث کی ہے باوجود اس کے کہ اس میں کوئی مسئلہ ہی موجود نہیں تھا ۔ تمام فاضل اراکین خاص طور پر حزب اختلاف کے ممبران جب اس پر تقریر کر رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ وہ میسرز پریمئر اور میسرز کوہ نور ملز کی نمائندگی کر رہے ہوں ۔ کیونکہ جناب والا ! میں آپ کو مختصر الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ سٹاک کی کاسٹ recover کرنے کے لیے جو کہ کاٹن کنٹرول ایکٹ 1949ء کے تحت جس نے کام کرنا تھا ، اور دوسرا quality of cotton control اور اس کی پروڈکشن ، میں کچھ فیس لگائی گئی تھی ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن اس فیس کے خلاف کچھ غریب کاشت کار مثلاً کوہ نور ٹیکسائل ملز اور پریمئر ٹیکسٹائل ملز والوں نے شور کیا اور اپنا کیس سپریم کورٹ میں لے گئے ۔ جناب والا ! یہ تھے چند غریب کاشت کار آپ ذرا غور کریں ، اور فاضل عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ یہ فیس unlawful authority کے تحت وصول نہیں کی گئی ۔ میں اس بات پر stress کر رہا تھا کہ اس میں غریب کاشت کار کونسے ہیں ۔ میسرز کوہ نور والے ہیں یا پریمئر ملز والے ہیں ۔ جناب والا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اب تک فاضل اراکین حزب اختلاف ان حضرات کی نمائندگی کر رہے تھے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے عرض کرنا چاہوں گا ۔ ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They are buyers. Please don't misinterpret.

وزیر خزانہ : جناب والا ! اب تک جتنی تقریریں بھی ہوئیں ہیں ، فیس کے متعلق ایکسپورٹ کے متعلق ، سارا وقت جو آپ نمائندگی کرتے رہے ہیں وہ صرف میسرز کوہ نور اور پریمئر ٹیکسٹائل ملز والوں کی نمائندگی کرتے رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں جناب ڈاکٹر صاحب سے صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

Makhdumzada SyedH asan Mahmud : On grounds of personal explanation. Sir, this is a fee on the ginners. There are two or three textile mills which might have been given special permission by a government of the time to have their ginning machinery but no where in any textile mills government had ever permitted. That has been misrepresented by the bureaucracy. You are being misguided and misinformed.

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ میں کونسی پارٹی نے اپیل کی ہے یہ بات تو ریکارڈ میں موجود ہے ۔ آپ ان غریب کاشت کاروں کے نام تو بتائیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : There may be two exceptions

وزیر خزانہ : Two exceptions کی بات نہیں ہے آپ ان غریب کاشت کاروں کے نام بتائیں جو سپریم کورٹ میں پیش ہوئے ہیں ۔

Makhdmzada Syed Hasan Mahmud : I can give you thousands and thousands of names of growers and ginners who are the victim of this fee. These are two exceptions which you are quoting.

Minister For Finance : Then it means that the Opposition has been defending the case of two exceptions.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں ڈاکٹر صاحب سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ ترمیمی بل اس ایوان میں پیش کیا گیا تھا آپ اس وقت کہاں تھے ۔ کیا اس وقت میسرز کوہ نور ملز اور پریمئر ٹیکسٹائل ملز کی نمائندگی کی گئی تھی ؟ کیا آپ اس وقت ان کے "حقوق" کی نگہداشت کر رہے تھے ؟

وزیر خزانہ: جناب والا ! اس کا جواب میں دیتا ہوں ۔ آپ نے تو آج اس بل پر کہا ہے وہ تو پچھلا بل تھا ۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کا آپ دفاع کر رہے ہیں وہ قطعاً غریب لوگ نہیں ہیں ۔ اگر میسرز پریمئر مل اور کوہ نور ملز والے غریب کاشت کار ہیں تو باقی تو

پھر کسی قطار میں نہیں آئیں گے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دو غریب کاشت کار تھے جن کے متعلق سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ یہ جو فیس وصول کی جا رہی ہے یہ lawful authority کے تحت وصول کی گئی ہے ۔ جناب والا ! اب گورنمنٹ نے ایک ترمیم کی ہے ۔ سوال یہ تھا کہ گورنمنٹ کو بہت سے پیسے واپس کرنے پڑے تھے ۔ یہ تمام رقم 70 لاکھ کے قریب بنتی تھی ۔ تو گورنمنٹ نے اس وقت مشورہ کیا ۔ اور وہ تمام فاضل اراکین جنہوں نے آج بھی اس کی مخالفت کی ۔ مخدوم زادہ صاحب اور دیگر ممبران انہوں نے اتفاق کیا کہ اگر قانون میں ترمیم کریں کہ جن سے وصول نہیں کیا ۔ ان سے وصول نہیں کیا جائے گا ۔ اور جن سے وصول کر چکے ہیں ۔ وہ واپس نہیں کریں گے تو یہ ترمیم کر دی گئی ۔ اور یہ ترمیم کورٹ میں چیلنج ہو گئی کہ اس میں شہریوں کے ساتھ دو قسم کا سلوک کیا گیا ہے غیر مساویانہ سلوک کیا گیا ہے ۔ discrimination ہوئی ہے ۔ اب اس discrimination کو دور کرنے کے لیے موجودہ کلاز ہم قانون کے مطابق لا رہے ہیں ۔ چونکہ عدالت نے فیصلہ کیا کہ پہلی ترمیم شہریوں کے درمیان discrimination کرتی ہے ۔ اور شہریوں کو غیر مساوی طور پر treat کرتی ہے ۔ اس لیے یہ ترمیم اس سقم کو دور کرتی ہے ۔ یہ کہنا کہ یہ اسمبلی غلطیاں کرتی ہے ۔ تو اگر اس اسمبلی کے کسی قانون میں کوئی فاضل عدالت کوئی سقم پوائنٹ آؤٹ کرتی ہے ۔ اور اگر اس کا ہم نوٹس لیتے ہیں تو اس کی تو تعریف ہونی چاہیے کہ یہ ایک بڑی قابل تعریف بات ہے کہ فاضل عدالت نے حکم دیا ہے ۔ اور اس اسمبلی کے اس قانون میں ایک ترمیم کی گنجائش کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ اور اس حکومت نے فوراً ترمیم کر دی ہے ۔ اب آخر میں جو مسئلہ آتا ہے ۔ جس پر کہ آخر میں بات ہوئی ہے ۔ کہ آیا ان غریب کاشت کاروں سے جو اس میں غریب کاشت کار بنے ہوئے ہیں ۔ ان سے واپس لیا جائے ۔ یا نہ لیا جائے ۔ اس میں تمام کاشت کاروں کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ کیونکہ غریب کاشت کار کی تعریف میسرز کوہ نور اور پریمئر کلاتھ مل ہے ۔ عام کاشت کار جو کہ کپاس اور فصل اگاتے ہیں ۔ ان کے لیے اس حکومت نے بہت اقدام کئے ہیں ۔ ان کے کروڑہا روپے جو کہ بنکوں اور ان مل والوں کے پاس رکے ہوئے تھے ۔ انہیں مل والوں سے لے کر دیے تھے ۔ یہاں بہت سے فاضل اراکین

اس بات کے گواہ ہیں ۔ اب اس ترمیم کے ذریعہ سے جب ہم فاضل عدالت کا منشاء پورا کر رہے ہیں ۔ اب میں یہاں پر یہ چیز کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی ترمیم کے لیے جب حکومت نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ۔ تو اس وقت تمام فاضل اراکین جنھوں نے کہ آج اتنی زبردست تقریریں کی ہیں ۔ ان سب کو معلوم ہے کہ حکومت کا منشاء یہ تھا کہ جن سے ہم نے وصول نہیں کیا ہے ۔ ہم ان سے وصول نہیں کرنا چاہتے ہیں ۔ اس وجہ سے یہ ترمیم لائی گئی تھی ۔ کیونکہ وہ عدالت میں چیلنج ہو گئی ۔ کورٹ کے حکم کے مطابق اب ہم ایک نئی ترمیم لا رہے ہیں ۔ جو کہ Fundamental rights کے مطابق ہے ۔ لیکن حکومت کا جو مقصد تھا کہ جن لوگوں سے پہلے وصولی نہیں کی گئی ہے ۔ ان سے وصول نہیں کریں گے ۔ ہم نے یہ مسئلہ cabinet میں بھی discuss کیا ہے ۔ کیونکہ یہ ایک پرانا مسئلہ ہے اس مسئلے پر میں on the floor of the house پر assurance دیتا ہوں کہ جن لوگوں سے اتنے سال پرانی نہر وصول نہیں کی گئی ... ۔ ہم اسے وصول کرنے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتے ہیں ۔ اس لیے اس مسئلہ کو نزاع کا مسئلہ بنانا ، کہ غریب کاشت کار کو یہ ہوگا اور وہ ہوگا ۔ قطعاً کچھ نہیں ہوگا ۔ غریب کیا تمام کاشت کاروں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا ۔ ان کو بیج دینے کے لیے ۔ کھاد دینے کے لیے قرضوں کے لیے اور اس قسم کی دیگر سہولتیں جتنی اس حکومت نے دی ہیں ۔ اور جس قدر کروڑھا روپے کا قرضہ اور subsidy اس حکومت نے کاشت کاروں کو دی ہے وہ کسی بھی حکومت نہیں دی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود بھی میسرز کوہ نور ٹیکسٹائل مل اور پریمئر کلاتھ جنھوں کو غریب کاشت کاروں میں شامل کر کے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے ظلم کیا ہے ۔ یہ وہ مختصر عرضداشت ہے جو سب اراکین کو معلوم ہے کہ اس میں حکومت کا کیا ارادہ ہے ۔ جو ارادہ ہم نے پہلے ظاہر کیا تھا اس پر ہم اب بھی قائم ہیں ۔

(شکریہ)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز 3

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز 1

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ چوہدری علی بہادر ۔ شیخ عزیز احمد ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I move :—

That sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill be deleted.

Mr. Speaker : Amendment moved, the question is :—

That sub-class (2) of Clause 1 of the Bill be deleted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تمہید

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے ۔ کیونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

اچھا جی ۔ اب تیسری خواندگی ہوگی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) (نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینا) انضباط بنیہ پنجاب مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) (نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینا) انضباط بنیہ پنجاب مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

آئین میں متذکرہ قرارداد

غیر ملکی سیاحوں کی سہولت کے پیش نظر ہوٹلوں اور ریستورانوں کے معاملات کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرنے سے متعلق

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ یہ قرارداد کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ غیر ملکی سیاحوں کی سہولت کے پیش نظر پارلیمنٹ ہوٹلوں اور ریستورانوں کے معاملات کو منضبط کرنے کے لیے چاروں صوبوں کے لیے یکساں قانون وضع کرنے ۔ پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ یہ قرارداد کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ غیر ملکی سیاحوں کی سہولت کے پیش نظر پارلیمنٹ ہوٹلوں اور ریستورانوں کے معاملات کو منضبط کرنے کے لیے چاروں صوبوں کے لیے

یکساں قانون وضع کرے - پیش کرنے کی
اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں -

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ غیر ملکی سیاحوں
کی سہولت کے پیش نظر پارلیمنٹ ہوٹلوں اور
ریستورانوں کے معاملات کو منضبط کرنے کے
لیے چاروں صوبوں کے لیے یکساں قانون وضع
کرے -

مسٹر سپیکر : اس میں قائد حزب اختلاف نے یہ استدعا کی ہے کہ اس کو وقفہ کے بعد لیا جائے -

وزیر خزانہ : بالکل منظور ہے - تمام فاضل اراکین ٹھیک ہوڈ میں واپس آئیں -

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے -

کہ اس ایوان کے رائے ہے کہ غیر ملکی
سیاحوں کی سہولت کے پیش نظر پارلیمنٹ
ہوٹلوں اور ریستورانوں کے معاملات کو منضبط
کرنے کے لیے چاروں صوبوں کے لیے یکساں
قانون وضع کرے -

(اس قرارداد کی مندرجہ ذیل معزز ممبران نے مخالفت کی :-

1 - چوہدری محمد اشرف - 2 - مسٹر نذر حسین منصور -
3 - چوہدری شاہنواز گورایا - 4 - مسٹر رؤف طاہر - 5 - سید
تابش الوری - 6 - مخدوم زادہ سید حسن محمود - 7 - چوہدری
طالب حسین - 8 - چوہدری امان اللہ لک -

Mr. Speaker: The House is adjourned. It shall reassemble at 11-45 a.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پونے گیارہ بجے تک ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! آج جس قرارداد کو اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے ، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اس کے ساتھ وہ حال نہ ہو جو کہتے ہیں ۔

وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری ہے
جس کا ذکر سارے فسانے میں نہ تھا

سید تابش الوری : ویسے آپ اسے ''بڑی ناگوار گزرے گی'' پڑھیں ۔

(قہقہہ)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میرا مقصد گذارش کرنے کا یہ ہے کہ فاضل اراکین اور خاص طور پر فاضل اراکین حزب اختلاف جن کو بعض اوقات یہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس قرارداد کے مضمرات کیا ہیں ۔ ہم لوگ اور خاص طور پر وزیر لوگ براہ راست یا بالواسطہ طور پر واقف ہوتے ہیں ۔ تو اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں پہلے چند گزارشات پیش کر دوں اور اس کے بعد شاید حزب اختلاف کے اراکین اس قرارداد کی مخالفت نہ کریں بلکہ اس کی تائید کریں ۔

جناب والا ! اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ''سیاحت'' موجودہ زمانے میں بہت بڑی صنعت کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور تمام ممالک سیاحت کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں ۔ جس میں ہوٹل اور ریسٹورنٹ شامل ہیں ۔ ترقی یافتہ ممالک تو پہلے ہی اس کی طرف کافی تدابیر اختیار کر چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ہوٹل اور ریسٹورانٹ کے لیے کافی رقم رکھی جاتی ہے اور ٹورزم سے ان ممالک کی یہی وجہ ہے کہ اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے ۔ ہر سال ہر حکومت یہ کوشش کرتی ہے کہ اس مد میں اور اضافہ کیا جائے ۔ تا کہ سیاحوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں ۔ اور زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کمایا جائے ۔ جناب والا ! یہ اس لیے کیا جاتا ہے تا کہ سیاحوں کے اندر زیادہ کشش ہو اور وہ دوسرے ملکوں میں جانے کی بجائے اس ملک میں آئیں ۔ جناب والا ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان میں تاریخی مقامات اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو سیاحوں کے لیے مرکز بن سکتی ہیں اور بہت سی ایسی یادگاریں ہیں جو سیاح دیکھنا چاہتے ہیں ۔ اور

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ایسے بہت سے عطیات سے نوازا ہے جیسے کہیں پہاڑ ہیں ، اور کہیں جھیلیں ہیں ۔ سیاح ان سب چیزوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ۔ تو اس لیے جناب والا ! یہ ضروری ہے کہ ہوٹلوں اور ریسٹورانوں میں ایسی بہت سی سہولتوں میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے تاکہ سیاحوں کے لیے کشش کا باعث بنے ۔ اور اس سے ہمارے ملک کی قومی آمدنی اور زرمبادلہ میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے ۔ اس لیے جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک طرف تو یہ تمام باتیں ہیں اور دوسری طرف جو ملک سیاحت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کے لیے ہوٹل اور ریسٹورانٹ بھی لازمی ہو جاتے ہیں ۔ میں اس وقت سیاحت کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کر رہا ۔ میں صرف ہوٹلز اور ریسٹورانٹ کے متعلق عرض کر رہا ہوں کیونکہ سیاحت کا انحصار ہوٹلز اور ریسٹورانٹ پر ہے اور اس وقت ہوٹلز کے متعلق ہمارے ملک میں ایک قانون ہے جسے ہم سرائے ایکٹ 1867ء کہتے ہیں ۔ یہ اس وقت ہندوستان کی مرکزی حکومت نے بنایا تھا ۔

لیکن اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید طریقوں کے مطابق ہم سیاحوں کو سہولتیں فراہم کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ زر مبادلہ کما سکیں ۔ اور جناب والا ! ہمارے ہوٹلز اور ریسٹورانٹ میں بلکہ ریسٹورانٹ کے لیے تو آج تک کوئی قانون بنا ہی نہیں ہے ۔ اس لیے ریسٹورانٹ اس سے cover ہی نہیں ہوتے ۔ یعنی اس کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے ۔ 1867ء کا سرائے ایکٹ موجود ہے لیکن ریسٹورانٹ کے لیے تو کوئی قانون بالکل نہیں ہے ۔ اور پھر ہم چاہتے ہیں کہ ہوٹلز اور ریسٹورانٹ کے لیے ایسا قانون بنائیں جو پورے ملک کے لیے جامع ہو ۔ موجودہ کوئی قانون ایسا نہیں ہے جس سے پورے ملک میں جامع طریقے سے عمل درآمد ہو سکے ۔ اس لیے جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے جامع قانون وضع کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔ اب موجودہ تقاضے کیا ہیں ؟ جناب والا ! آپ اور بیشتر فاضل اراکین حزب اختلاف بہت سے ایسے ملکوں میں رہ چکے ہیں ۔ سفر کر چکے ہیں ۔ جن میں tourism انڈسٹری کو بہت ترقی دی گئی ہے ۔ ان ملکوں میں آپ کو ایک چیز نظر آئے گی کہ اس ملک میں حکومت نے سارے ملک میں اور خاص کر ان جگہوں پر جہاں tourist resort ہوں ۔ جہاں پر قدرتی مناظر اور تاریخی چیزیں ہوں ۔ وہیں پر ہوٹلز کی classification

کی ہوتی ہے - کہ یہ ایک star کا ہوٹل ہے اور یہ دو سٹار کا ہوٹل ہے - اس میں ٹیلیویژن ہے اور بیٹھک کی سہولیات میسر ہوں گی - اور اس میں اس قسم کی سہولیات ہوں گی مثلاً اس میں باتھ اور ٹیلیفون نہیں ہوگا - اور اسی طرح سے 5-4-3 سٹار ہوٹل ہیں - آپ جس شہر میں جائیں گے آپ کو پہلے پتا ہوگا کہ اس گاؤں میں اس قصبہ میں ہمیں tourist resort میں کس قسم کے ہوٹل ملیں گے - ان میں جب آپ ہوٹل کا انتخاب کریں گے - یا ٹورسٹ انتخاب کرے گا - تو اسے یہ پتا ہوگا کہ میں 2 یا 3 سٹار والے ہوٹل کا انتخاب کر رہا ہوں - اس کا کرایہ کیا ہے اور اس کے عوض میں مجھے کیا سہولیات ملیں گی - باتھ ہوگا - ٹیلیفون ہوگا ، ٹیلی ویژن ہوگا -

جناب والا ! ہمارے ملک میں صرف ایک ایکٹ ہے اور وہ ہے سرائے اور پڑاؤ ایکٹ 1867ء تو صاف ظاہر ہے کہ وہ ایکٹ جدید تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا - اس قرارداد کے ذریعے سے ہم پارلیمنٹ کو اختیار دے رہے ہیں - کیونکہ ٹورسٹ انڈسٹری یا ٹورزم جو سبجکٹ ہے یہ concurrent subject ہے - اور سارے ملک میں ٹورزم کی ڈیولپمنٹ ہوتی ہے - ٹورزم جو ہے یہ ایسی انڈسٹری ہے کہ پاکستان سے باہر سے آنے والے لوگ پاکستان سے باہر جو زر مبادلہ کماتے ہیں یا ہماری حکومت نے پاکستان سے باہر جو زر مبادلہ کمانا ہے - یا پاکستان سے باہر جو حکومتیں ہیں - اگر ان کے ساتھ کوئی تعلقات قائم کرنے ہیں - کوئی ٹورسٹ resort قائم کرنا ہے - ایسی کوئی آمائش دینی ہے - کوئی صلح نامہ ، کوئی عہد نامہ کرنا ہے - کوئی ایگریمنٹ کرنا ہے - تو مرکزی حکومت ایک طرف تو وہ کردار ادا کر سکتی ہے دوسری طرف مرکزی قانون جو کہ uniform ہوگا - سارے ملک میں ایک سٹینڈرڈ سیٹ کر سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں یہ سٹارز کی حالت ہے - اور جو بھی اس کی ڈائرکٹری ہوگی - وہ ساری دنیا میں پہنچ جائے گی اور ساری ٹریول ایجنسیوں کے دفتروں میں موجود ہوگی - اور وہ یہ دیکھ سکیں گے کہ پاکستان میں ہوٹل اور ریسٹوران کے متعلق کس قسم کے قوانین ہیں - میں جواز یہ پیدا کر رہا ہوں جناب والا ! کہ یہ کام کرنے کے لیے جس کی اہمیت کا میں نے ذکر کیا ہے ، یکسانیت کی ضرورت ہے اور uniform law کی ضرورت ہے کہ سارے پاکستان میں یکساں قانون ہو - ایسا نہ ہو کہ ایک ٹورسٹ آسٹریا سے چلا ہے تو اس کو پنجاب ،

سندھ ، بلوچستان اور سرحد کی الگ الگ ڈائریکٹریاں دیکھنا پڑیں ۔ یا ان میں اس قدر تفاوت ہو کہ اس کو بکنگ میں تکلیف ہو۔ کیونکہ اس کی بکنگ دوسرے ملک میں بیٹھا ہوا لریزول ایجنٹ کر رہا ہوگا ۔ ہمارا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ ہم نے غیر ملکی ٹورسٹ کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے ۔ جناب والا ! آپ اگر ترقی یافتہ ممالک میں سفر کریں تو وہ آپ کو اس قسم کے نقشہ جات دیں گے کہ آپ کو ایک ایک چوک کے متعلق پتا ہوگا کہ وہاں سے بائیں ہاتھ پر آپ مڑیں تو وہ ہوٹل موجود ہے ۔ اس میں اتنے کمرے ہیں ۔ اتنے بستر ہیں ۔ یہ تمام تفاصیل ہم ٹورسٹ کے لیے مہیا کرنا چاہتے ہیں جن سے ہم پاکستان کے لیے زر مبادلہ کمانا چاہتے ہیں ان کے لیے ہوٹل اور ریسٹورانٹ کی بہترین سہولیات پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اس کے لیے میں استدلال یہ دے رہا ہوں کہ اس کے لیے یکسانیت کی ضرورت ہے کہ سارے پاکستان میں یکساں قانون نافذ کیا جائے ۔

جناب والا ! میں نے دو تین باتیں نوٹ کی ہیں جن کا خاص اعتراض کیا جائے گا ۔ کیونکہ اس ہاؤس میں کوئی بات بھی جو کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کے سپرد کریں گے ، اس کے میرٹ دیکھے بغیر اور یہ دیکھے بغیر کہ آیا اس چیز میں کوئی یکسانیت کی ضرورت ہے ۔ یہ قومی مفاد میں ہے یا نہیں ہے ۔ بڑا سخت اعتراض کیا جاتا ہے اور یہ کہہ دیا جائے گا کہ شاید ہم اپنے ہاتھ کاٹ کر مرکزی حکومت کے سپرد کر رہے ہیں اور پھر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں رہے گا ۔ ہمارے ہوٹلوں پر چھاپے پڑ جائیں گے ۔ اور پتا نہیں کہ پنجاب کے ہوٹلوں کو کیا ہو جائے گا ۔ میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ ہوٹل اور ریسٹوران اس قانون کے بننے کے بعد از خود فیڈرل گورنمنٹ کی اس اتھارٹی کو درخواست دیں گے ۔ اپنی اس انڈسٹری کے ذریعہ سے کیونکہ ہر انڈسٹری کی اپنی ایک یونین ہوتی ہے ۔ جس کے ذریعہ سے وہ درخواست دیں گے ۔ کہ

We want to apply to be registered as, say, 3 Star Hotel.....

ان کو معلوم ہوگا کہ 3 سٹار ہوٹل کے لیے کیا کیا کوائف ہونے چاہئیں تو وہ بتائیں گے کہ ہمارے پاس ایک ایسی بلڈنگ ہے ۔ ٹیلیویژن ہے ۔ ٹیلیفون ہیں ۔ باتھ اٹیچ ہیں اور یہ انہوں نے چلے پڑھا ہوگا کہ کس سٹار

کے مطابق ان کا ہوٹل ہے ۔ تو جناب والا اس میں کوئی جبر نہیں ہو گا ۔ کسی ہوٹل پر کوئی جبر نہیں ہوگا کہ وہ لازماً اسی قانون کے تحت اپنے آپ کو رجسٹر کروائے ۔ البتہ وہ اس ٹریڈ میں ہوتے ہوئے ۔ اس انڈسٹری سے منسلک ہوتے ہوئے از خود یہ چاہے گا کیونکہ رجسٹر ہونے کے بعد اس کو ہوٹل کے باہر لگانے کے لیے ایک نشان ملے گا ۔ جیسے جناب والا نے دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں یہ دیکھا ہو گا ۔ ان میں ہوٹلوں پر باہر آپ کو ایک نشان دور سے نظر آتا ہے اور اس نشان کے ذریعہ سے آپ کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہاں یہ ہوٹل کن سہولیات کا حامل ہے اس میں ڈاکٹر کی سہولت ہو گی ۔ اس میں کھانا ملے گا ۔ اس کی بڑی reputation ہے ۔ آپ اس کے مطابق بندوبست کر سکتے ہیں مثلاً بعض ہوٹل ایسے ہیں جو کہ دوپہر کا کھانا نہیں دیتے ہیں ۔ کئی ایسے ہوٹل ہیں جو کہ رات کا کھانا نہیں دیتے ہیں ۔ صرف ناشتہ دیتے ہیں ۔ تو یہ سٹار کا نشان ایک ایسا نشان ہے جو کہ اس رجسٹریشن کے عوض اسے ملے گا ۔ جس کے لیے وہ درخواست دے گا ۔ میں یہ بات اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ یہ کوئی مجبوری نہیں ہو گی جس کے لیے یہ کہا جائے کہ پنجاب کے ہوٹل مجبور ہو جائیں گے ۔ یا یہ کہ مرکز کی کوئی اتھارٹی ان پر چھاپا مارے گی ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ جو ہوٹل ہوں گے وہ چونکہ از خود ترقی کرنا چاہیں گے اور وہ یہ چاہیں گے کہ گاہک زیادہ آئیں اور وہ اپنی مشتہری کرنا چاہیں گے تو وہ از خود اس اتھارٹی کو درخواست دیں گے ۔ اور وہ اتھارٹی ان کی تمام سہولیات کر دیکھ کر کہ یہ ساری چیزیں اور وہ سامان ان کے پاس موجود ہیں جس کا نشان وہ اس کو دینا چاہتے ہیں وہ سب سہولیات اگر اس ہوٹل میں موجود ہیں تو تب وہ اس کو وہ نشان دیں گے ۔ اس کے بعد ایک ریگولیٹری کمیٹی ہو گی جو کہ اس چیز کی enforcement کرے گی ۔ اور اس enforcement کے لیے سارے پاکستان میں ایک کمیٹی بنائی جائے گی ۔ جو کہ ہوٹلز اینڈ ریسٹورانٹ کے اس قانون کو implement کرے گی ۔ اس کے مطابق پنجاب میں بلکہ جہاں جہاں وہ tourist resort واقع ہو گا ۔ ان کی adequate نمائندگی ہو گی ۔ tourist Deptt. کی ۔ تاکہ اس میں اگر کوئی ایسی لوکل نوعیت کی چیز ہو ۔ کوئی ایسی بات ہو جس کو کہ استثنیٰ قرار دینا ہو ۔ یا کوئی

نمائندگی کرتی ہو - وہ پہلے سے موجود ہو - اس کے علاوہ جو پہلے سے ہمارے ہوٹل ہوں گے جو ٹورسٹ نوعیت کے ہوٹل اور ریسٹورانٹ نہیں ہیں - وہ پہلے سے جو قانون ہیں جیسے ان کو میونسپل کمیٹی سے اجازت مل جاتی ہے - ڈپٹی کمشنر کو درخواست دینی پڑتی ہے - پولیس بتاتی ہے - ہیلتھ آفیسر سرٹیفکیٹ دیتا ہے کہ اس ہوٹل میں یہ سہولیات موجود ہے اب اس کو اجازت دے دینی چاہیے - یا یہ کہ اس کی اجازت منسوخ ہونی چاہیے - وہ ہوٹل جو کہ اس قسم کی رجسٹریشن کی درخواست نہ دینا چاہے تو وہ پرانے مجوزہ طریقوں کے مطابق جو کہ آج تک اس قانون سے پہلے رائج ہوں گے وہ اپنا کاروبار اسی طریقے سے جاری رکھ سکتے ہیں - انہیں اس میں کوئی مجبوری نہیں ہے -

آخر میں میں المختصر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ٹورسٹ ٹریڈ میں بڑا مقابلہ ہے - ٹورزم - آپ یہ سمجھیں کہ ہمارا امریکہ سے مقابلہ ہے - ہمارا آسٹریلیا سے مقابلہ ہے - آسٹریا سے سوئٹزر لینڈ سے - فرانس سے یعنی ہر ملک سے ہمارا مقابلہ ہے - اور ہم نے ان کو compete کرنا ہے - ہم نے ٹورسٹ کے لیے جاذبیت اور کشش پیدا کرنا ہے کہ جب آپ پاکستان میں آئیں گے - تو ہم آپ کے لیے ہوٹل اور ریسٹورانٹ کو classify کریں گے - پہلے سے آپ کے پاس ڈائریکٹری ہو گی - ساری دنیا میں جو ٹورزم کے دفتر ہیں - ان میں پاکستان کے تمام ہوٹلز کے متعلق ساری معلومات موجود ہوں گی کہ آپ جب فلاں جگہ جائیں گے وہاں اتنے سٹار کا ہوٹل ہے - اس میں یہ acco modation ہو گی - یہ ٹیلیفون نمبر ہے - آپ اسے ring کر سکتے ہیں اور اپنی نشست reserve کرا سکتے ہیں - تو جناب والا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ ٹورسٹ کو پاکستان میں کھینچا جائے اور ان کے لیے کشش پیدا کی جائے - اس کشش اور جاذبیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے ہوٹل اور ریسٹورانٹ کو جدید طرز اور جدید تقاضوں کے مطابق اور دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں بہتر بنائیں یا اس نئے طریقہ کی یکسانیت کے مطابق قوانین اور ترامیم نافذ کریں - اس کے مطابق ان ہوٹلوں میں بہت سا ٹریننڈ سٹاف مقرر کیا جائے گا جو کہ بہت سی زبانیں جانتا ہو گا - جو کہ لوگوں کی راہنمائی کر سکیں گے - ان کو پاکستان کے متعلق بتا سکیں گے اور بہت سی معلومات فراہم کر سکیں گے -

گویا کہ ٹورسٹ ہوٹل اور ریسٹورانٹ جو اس نوعیت کے ہوں وہ ہی صرف اس قانون کے تحت آئیں گے ۔ اور اس لیے وہ از خود درخواست دیں گے کہ ہمیں رجسٹر کیا جائے کیونکہ وہ اپنی تجارت کو ۔ ٹریڈ کو فروغ دینے کے لیے ایسا کریں گے ۔ ان پر کوئی مجبوری نہیں ہو گی ۔ ہاں جتنی دیر تک وہ اس نشان کے مستحق ہیں اتنی دیر تک وہ اس کے مستحق رہیں گے ۔ کوئی ہوٹل اگر ان اصولوں کی خلاف ورزی کرے گا ۔ ان قوانین کی خلاف ورزی کرے گا ۔ اور مجوزہ سہولیات اپنے سٹار کے مطابق نہیں دے گا ۔ کہکوں کی شکایات آئیں گی ۔ تو اس پر اس کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔ اور اس کے نتیجہ میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے اس سٹار سے یا سٹار کی کلاسیفیکیشن سے نکال دیا جائے ۔ مقصد یہ ہے کہ ہمارے ملک یا کستان کو زر مبادلہ کمانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور اشد ضرورت ہے اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ 1965ء میں اس وقت کی حکومت نے ایک ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کمیٹی قائم کی تھی ۔ اس وقت کی حکومت نے یہ سفارش کی تھی کہ تمام پاکستان لیول پر یکساں طور پر اس انڈسٹری کی ڈویلپمنٹ ہونی چاہیے لیکن جناب والا ۔ افسوس یہ ہے اس سے پہلے کسی حکومت نے اس طرف اس قدر شور نہیں کیا ۔ اس قدر اچھا step لینے کی جرأت یا ہمت نہیں کی ۔

جناب والا ! ہم ٹورسٹ انڈسٹری کی اہمیت کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں اور سب فاضل اراکین سمجھتے ہیں کہ اس سے بہت پیسے کمائے جا سکتے ہیں ۔ اگر اس وقت اس کام کو بہتر طور پر کریں تو ہم اس سے بہت زیادہ پیسے کما سکتے ہیں ۔ تو جناب والا میں آپ کے ذریعے سے فاضل ممبران سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں میں نے جو قرار داد پیش کی ہے اس میں آپ سے ایک ایسی چیز کے لیے منظوری چاہی جا رہی ہے کہ جو پاکستان میں ٹورزم انڈسٹری کے لیے ہوٹلوں کو ریسٹورانوں کو یکساں قانون کے تحت regulate کرے گی ۔ ان کو جدید تقاضوں کے مطابق منظم کرے گی ۔ ان کو دنیا کے دوسرے ممالک سے competition کرنے کے قابل بنائے گی ۔ ٹورسٹ کے لیے جاذبیت اور کشش پیدا کرے گی اور انشاء اللہ پاکستان کی خوشحالی میں اضافہ کرے گی ۔

-شکریہ-

مسٹر سپیکر : چوہدری اسان اللہ لک ۔ (ایوان میں موجود نہیں تھے)
مرزا خالق حسین ۔ (ایوان میں موجود نہیں تھے)
مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! سینئیر وزیر جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی اس تقریر کے بعد ہم اس حد تک سمجھے ہیں کہ حکومت ریسٹورانوں اور ہوٹلوں میں جو موجودہ قدامت پسندی ہے اس کو اس لیے دور کرے گی تاکہ باہر سے آنے والے سیاح ہمارے عام ہوٹلوں کو اس قابل سمجھیں کہ وہ ان میں رہیں اور تمام ملک میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے قانون وضع کرے گی اور مختصراً انہوں نے یہ کہا ہے کہ ٹورزم انڈسٹری کو فروغ دینے کے لیے ہوٹلوں اور ریستورانوں کو اپنی تحویل میں لے کر قوانین منضبط کرے گی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہوٹلوں اور ریستورانوں کو اپنی تحویل میں نہیں لے گی یہ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : یہ ٹھیک ہے کہ آپ تحویل کا لفظ ٹیکنیکلی تو نہیں لا سکتے لیکن میرا جو مدعا ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ ان کو منضبط کرنے کے لیے تمام ملک میں قانون بنائیں گے تو مرکزی حکومت ان قوانین کے ذریعے سے ان ہوٹلوں اور ریستورانوں میں مداخلت کرے گی ۔ تو جناب والا اگرچہ وہ تحویل میں لینے کو نہیں کہتے لیکن پھر حال مرکزی حکومت مداخلت تو ضرور کرے گی ۔ تو جناب والا ڈاکٹر صاحب مداخلت کے لفظ سے نہ ڈریں ۔ یہ جائز مداخلت کر سکتے ہیں ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ڈر کا محاورہ چل نکلا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ڈر کی بات کی ہے اور آپ بھی ڈر کی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ڈر اور خوف فضا میں پھیل چکا ہے ۔ اس لیے وہ بھی اب اسی کی بات کر رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آج کا اخبار پڑھ کر ہم تو ڈر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : تو جناب والا جہاں تک اس سیاحت کی صنعت کو فروغ دینے کا تعلق ہے پاکستان کا کوئی بھی آدمی خواہ وہ اپوزیشن میں ہی کیوں نہ ہو وہ اس کی مخالفت نہیں کر سکتا اور پاکستان کے ہوٹلوں اور ریستورانوں کو باہر سے آنے والے سیاحوں کے معیار کے مطابق بنانا ملکی مفاد میں ہے ۔ جناب والا! آج پاکستان کے چاروں صوبوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کی اپنی حکومت ہے لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مرکزی حکومت اس صنعت کو کیوں اپنی تحویل میں لے رہی ہے ۔ اس کو تو چاہیے یہ تھا کہ وہ خاص ہدایات کے ذریعے صوبائی حکومتوں کو اس بات پر آمادہ کرتی کہ صوبائی حکومتیں اپنے اپنے صوبے کے ہوٹلوں اور ریستورانوں میں اس قسم کا معیار پیدا کرے جو پورے ملک کی صنعت کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکے ۔ جناب والا! صوبائی حکومت کی طرف سے سیڈ کارپوریشن کے لیے آپ نے قرار داد مرکزی حکومت کو پیش کی ۔ اس کے بعد بیرونی قرضوں کے متعلق بھی آپ نے قرارداد مرکزی حکومت کو پیش کی ۔ اب یہ تیسری قرارداد مرکزی حکومت کو پیش کر رہے ہیں ۔ تو جناب والا ! ان حالات میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مرکزی حکومت بلا وجہ اپنے دائرہ اختیار میں اس حد تک توسیع کر رہی ہے جس سے کہ وفاق اور صوبوں میں ٹکراؤ پیدا ہو گا اور اس سے خاص طور پر مرکزی حکومت کے خلاف یہ سیاسی تاثر پھیلے گا کہ مرکزی حکومت صوبائی حکومت پر اعتماد نہیں کرتی یا اس کو اس قابل نہیں سمجھتی ۔ جناب والا ! ٹورزم انڈسٹری کے متعلقہ تمام مسائل مثلاً ہوٹلوں کے معیار کو بلند کرنا ۔ ان کے انضباط کار کو ٹھیک کرنا ۔ صفائی کی حالت کو ٹھیک کرنا ۔ ان تمام مسائل کے متعلق مرکزی حکومت کا جمہوری اور سیاسی نقطہ نظر سے یہ اولین فریضہ بنتا ہے کہ صوبائی حکومتوں کو اس قابل بنائے کہ یہ خود بخود ان مسائل کو طے کر سکیں ۔

جناب والا ! اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مرکزی حکومت اس لیے یہ کر رہی ہے کہ صوبائی حکومت فرسٹ کلاس ہوٹل ۔ سیکنڈ کلاس ہوٹل اور تھرڈ کلاس ہوٹلوں میں کوئی تمیز پیدا نہیں کر سکی تو جناب والا ۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ان چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں میں جو کہ بکی دروازہ ۔ بھاٹی گیٹ یا گلی کوچوں میں ہیں کوئی

بھی ٹورسٹ - یا کوئی بھی سیاح ان چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں میں کبھی بھی نہیں گیا اور نہ ہی اس کو وہاں جانے کی کبھی ضرورت پڑی ہے - اور نہ ہی کبھی ایسی ضرورت پڑے گی -

جناب والا ! ہماری مرکزی حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ ان تمام چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں کی اصلاح کر سکے جو کہ گلیوں اور کوچوں میں پھیلے ہوئے ہیں - یہ بات جناب والا ! ہم کبھی بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں - لیکن جناب والا !

Inter-continental, Flashman and Falletis hotels

ایسی بہترین کلاس کے ہوٹل ہیں جن کے متعلق آپ کی حکومت نے تبصرے لکھے ہیں اور اخباروں میں آیا ہے کہ یہ دنیا کے بہترین ہوٹلوں کے مقابلے میں ہیں اور ان کا معیار - ان کا سٹینڈرڈ بیرونی ترقی یافتہ ہوٹلوں سے کسی طرح سے بھی کم نہیں ہے - بیرونی سیاحوں کے میں نے وہاں notes پڑھے ہیں - لیکن جناب والا میں نے کبھی بھی اتنے بڑے بیرونی سیاحوں کو پاکستان میں آتے نہیں دیکھا - اگر آپ چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے ہوٹلوں کا معیار بلند کرنے کی کوشش کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے - حکومت کے پاس اتنا وقت نہیں ہے اور نہ ہی اتنے وسائل ہیں - اور پھر جناب والا ! یہ ایک نجی صنعت ہے جناب والا ! حکومت کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ گلیوں کوچوں میں واقع چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں کے معیار کو بلند کرنے کے لیے جذبہ حب الوطن سے کام لینے کی کوشش کر رہی ہے - جناب والا ! میں پوچھتا ہوں کہ کیا پنجاب حکومت میں talents نہیں ہیں - جناب والا ! ڈاکٹر عبدالخالق جیسے لائق اور فائق وزیر ہیں اور بڑے بڑے جدت پسند اور وزیر قانون جیسے انقلابی وزیر ہیں - جناب والا ! ان کو موقع دیا جائے کہ یہ بہترین قسم کے قوانین بنا سکیں اور ہوٹلوں کو کنٹرول کر سکیں اور اس قانون ساز اسمبلی میں ہم اپنے معاشرتی ، معاشی اور مقامی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین قسم کے قوانین بنائیں -

جناب والا ! میں تو اس ضمن میں صرف ایک ہی بات اس ایوان کے سامنے کروں گا اگر مرکزی حکومت ٹورزم انڈسٹری کو فروغ دینے کے لیے سمجھتی ہے کہ یہ ایک اچھا فریضہ انجام دینے کی کوشش کرے

گی تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جہاں سیڈ کارپوریشن اور سیڈ کی تقسیم کے لیے اور کاشتکاروں کے مسائل میں سنٹرل گورنمنٹ مداخلت کر رہی ہے اسی طریقے سے مرکزی حکومت اپنی قانون سازی کے ذریعے ان ہوٹلوں اور ریستورانوں کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہتی ہے تاکہ وہ اپنے سیاسی مقاصد آنے والے وقت میں پورے کر سکے یہ اس کے سیاسی ہتھکنڈے ہیں ورنہ پاکستان کا کوئی ذی شعور شہری یہ مان نہیں سکتا۔ ہم نہیں کہتے۔ ڈاکٹر صاحب پھر کہتے ہیں کہ آسیت زیادہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انسانیت کو فروغ ہو۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں زرمبادلہ کمائیے۔ لیکن یہ کیا مصیبت ہے کہ آپ پنجاب یا دوسرے صوبوں کی حکومتوں کو موقع نہیں دیتے۔ اور پھر جو موجودہ پاکستان پیپلز پارٹی ہے اس کا اور سب سے بڑا خمیازہ جو میں ظاہر کرتا ہوں یا ترسیم کے ذریعے آپ اس کی گنجائش رکھیں یا آپ کسی طریقے سے ہمیں اس بات کی ضمانت دیں کہ پرائیویٹ ہوٹل کے سلسلے میں گورنمنٹ کا political motive کیا ہے لیکن میں جناب سپیکر کی وساطت سے اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب اپوزیشن کوئی سیاسی یا سماجی اجتماع کرنا چاہے تو وہ دفعہ 144 کی پابندی ہونے کی وجہ سے باہر نہیں کر سکتی تو وہ ہوٹلوں میں جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ پرائیویٹ ہیں اور ان کو کبھی کبھی اجازت مل جاتی ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ حکومت ہوٹلوں میں ان کو جمع نہیں ہونے دیتی اس لیے یہ سنٹرل گورنمنٹ ہوٹلوں کو اپنی گرفت میں لے رہی ہے۔ آپ نے ٹورزم انڈسٹری کے فروغ کے لیے جو خوبصورت انداز میں تحریک پیش کی ہے اس میں آپ بھیانک قسم کے کارنامے سرانجام دیں گے۔ اور اسی لیے آپ کی پولیس نے ہوٹلوں پر بھی چھاپے مارے۔ جب ہم کراچی گئے تو وہاں ہوٹل والوں کو گرفتار کیا تاکہ دوسری سیاسی پارٹی یا کارکنوں کا اجتماع نہ ہو سکے۔ اگر حکومت ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے ٹورزم کی صنعت کے نام پر اپنا سیاسی کالا دھندا کرنا چاہتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اس ملک کے لیے اور اس صوبہ کے لیے نقصان دہ ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر اتنی چھوٹی بات کے لیے بھی صوبائی حکومت کو پابند نہ سمجھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یا تو اس پر اعتماد نہیں ہے یا وہ چاہتے نہیں ہیں کہ صوبائی حکومت اپنے مخصوص legal constitutional طریقے پر جو اس کی extent ہے اس حد تک بھی جا کر کام کر سکے۔

مسٹر سپیکر : چوھدری محمد اشرف ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! میرے خیال میں یہ قرارداد سب سے پہلے پنجاب پر وارد ہوئی ہے ۔ جناب والا ! آپ بہتر جانتے ہیں کہ اگر ہماری حکومت کے لیے یہ اتنا ہی ضروری ہے کہ اس قرارداد کو فوری طور پر منظور کرایا جائے اور اس کے ذریعے یہ قانون بنایا جائے تو میرے خیال میں ان کو اس چیز کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے تھا کہ اس ملک کا وہ صوبہ جس کے راستے تمام ٹورسٹ پاکستان میں داخل ہوتے ہیں ۔ وہاں پر ابھی تک گورنر راج ہے ۔ اگر انہوں نے صوبوں سے یہ قرارداد منظور کرانی تھی اور یہ قانون بنانا تھا تو مرکزی حکومت کو یہ چاہیے تھا کہ سب سے پہلے اس صوبے میں جمہوریت کو بحال کرتی اور وہاں کی اسمبلی کو بحال کرتے تاکہ سب سے پہلے بلوچستان کی اسمبلی اس قرارداد کو پاس کرتی اور مرکزی حکومت کو اس سلسلے میں سفارش کرتی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ وہ اسمبلی یہ قرارداد منظور کر چکی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ پاکستان کی تینوں اسمبلیاں یہ قرارداد منظور کر چکی ہیں ۔

چوھدری محمد اشرف : شکریہ ۔ جناب سپیکر ! اس کے بعد وزیر موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ ہم زرمبادلہ کمانے کے لیے اس قانون کو لا رہے ہیں ۔ جناب والا ! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی ملک کے لیے زرمبادلہ کمانا تو ٹھیک ہے لیکن باہر سے جو ٹورسٹ آتے ہیں وہ اس ملک کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں کہ اس ملک کا کلچر کیا ہے اور تہذیب و ثقافت کیا ہے اور وہ اس بات کو بھی دیکھتے ہیں کہ ملک میں کون سے لوگ رہتے ہیں اور وہ کون سی تہذیب سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کا مذہب کیا ہے اور ان کی اخلاق قدریں کیا ہیں ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ جناب ڈاکٹر صاحب اس معاملے میں بہت ہی rigid قسم کے انسان ہیں ۔ لیکن یہاں پر جو انہوں نے اپنی پالیسی کو واضح کیا ہے وہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ابھی تک انگلینڈ کا اثر موجود ہے ۔ جناب والا ! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس شہر میں بڑے بڑے مشہور ہوٹل ہیں جیسے فلیٹیز ہوٹل انٹرنیشنل ، ہوٹل انٹر کونٹی نینٹل ہوٹل ہے ۔ تو آپ نہیں جانتے ہوں گے

لیکن آپ کے ساتھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان ہوٹلوں میں آج کل جو کچھ ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! سیاحوں کی آڑ میں اس ملک کے ہوٹلوں کا وہ حشر ہو جائے گا کہ سیاح تو کیا کوئی شریف آدمی بھی ان ہوٹلوں میں داخل ہونا گوارا نہیں کرے گا ۔ جناب سپیکر ! اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ اتنا ضروری نہیں ہے کہ ان ہوٹلوں کو قانونی طور پر اتنی اجازت دی جائے کہ وہ اس ملک کو ایک ایسی سٹیج پر لے جائیں کہ جہاں ہمارا نوجوان طبقہ بالکل ختم ہو جائے اور گمراہ ہو جائے ۔ جناب والا ! یہ تو بہتر ہے کہ آپ انہیں ہوٹلوں سے تجربہ کر لیں لیکن میرے خیال میں ان ہوٹلوں کی تعمیر کے لحاظ سے اور عیاشی کے لحاظ سے اگر پہلے کوئی مثال تھی تو اب نہیں ملے گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ ہوٹلوں کے خلاف بول رہے ہیں یا اس قرارداد کے خلاف بول رہے ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! میں اس قرارداد کے خلاف بول رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اب تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرارداد کو چھوڑ کر ہوٹلوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! معزز رکن لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں ۔ وہ نہ کسی کے خلاف بول رہے ہیں اور نہ کسی کے حق میں بول رہے ہیں ۔ اس لیے آپ ان کو بولنے کی اجازت دے دیں ۔

چوہدری طالب حسین : وہ تو لکھی ہوئی پڑھ رہے ہیں لیکن آپ تو یہ بھی نہیں پڑھ سکتے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان ہوٹلوں میں جو bars کھلے ہوتے ہیں وہ اسی لیے ہیں کہ باہر سے جو ٹورسٹ آتے ہیں ان کو accommodate کیا جائے ۔ یہ تمام چیزیں ان کے لیے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ ان ہوٹلوں میں روزانہ کتنے ٹورسٹ آتے ہیں اور کتنے یہاں کے لوگ آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آج ہوٹل زیر بحث نہیں ہیں بلکہ یہ قرارداد زیر بحث ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! یہ قرارداد ہوٹلوں کے متعلق ہے ۔

کیونکہ جب یہ آئیں گے تو وہ اچھے ہوٹلوں میں رہیں گے ۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہوٹل اچھے نہیں رہیں گے بلکہ یہ بدتر ہو جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ سیاہ سفید کی بات نہیں ہے لہذا آپ ایک دفعہ قرارداد کو پڑھ لیں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! میں نے قرارداد پڑھی ہوئی ہے ۔ جناب والا ! یہ بہتر ہوگا کہ ہوٹلوں کی اس قرارداد کو قانونی تحفظ نہ دیا جائے ۔ میرے خیال میں اگر صوبائی حکومتوں کے پاس اتنا بھی نہ رہنے دیا گیا کہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل خود حل کر لیں تو اس کا حشر بہت برا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! ابھی ڈر خوف کی بات ہو رہی تھی ۔ اس لیے میں موقع کی مناسبت کے لحاظ سے جناب حبیب جالب صاحب کا شعر آپ کی نظر کرتا ہوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : سب کی نذر کریں ۔

مسٹر رؤف طاہر : اس لیے کہ وہ میرے اور شیخ صاحب کے مشترکہ دوست ہیں ۔ آپ تو وہ سمجھ نہیں سکتے اور نہ ہی آپ کبھی اس میدان کے سامعی رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔

زباں کھنچ جائے گی یہی تاں کہیں گے حق بات دار پر بھی
رہا وقف بقائے انساں ہمارا دل بھی ہمارا سر بھی

جناب والا ! یہ قرارداد جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اس قرارداد کے اغراض و مقاصد اور اس کا آئینی اور قانونی پس منظر اپنی تقریر میں بیان کیا ہے ۔ انہوں نے 1867ء کے انگریزوں کے دور کے قانون کا حوالہ دیا اور اس کے بعد 1950ء کے قانون کا حوالہ دیا ۔ جناب والا ! سب جانتے ہیں کہ 1950ء میں کراچی فیڈرل ایریا تھا ۔ اور اس فیڈرل ایریا کے لیے ہوٹلوں کے بارے میں جو قانون بنایا گیا تھا وہ مرکزی حکومت نے بنایا تھا ۔جس کا اطلاق باقی ملک کے حصوں پر نہیں تھا ۔ اس وقت مشرقی پاکستان ہمارے ساتھ تھا ۔ اس پر بھی اطلاق نہیں ہوتا تھا ۔ اس قانون کے تحت باقی ماندہ پاکستان پر بھی طلاق نہیں ہوتا تھا ۔ اس کے علاوہ انہوں نے دو بنیادی مقصد بیان کیے

ہیں ۔ ایک تو یہ بیان کیا ہے کہ ہوٹلوں کو پرکشش بنایا جائے ۔ ان میں جاذبیت پیدا کی جائے ۔ ان میں سیاحوں کے لیے مختلف قسم کی سہولتیں مہیا کی جائیں ۔ چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقے سے دنیا کے ان ممالک میں جن کا انہوں نے نام لیا ہے جیسے فرانس ۔ جرمنی یا دوسرے سرمایہ دار ملکوں کا نام لیا ہے سیاحوں کے لیے ان کو پرکشش بنایا جائے گا ۔ دوسرا بنیادی مقصد جو بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے زرمبادلہ کمایا جائے گا ۔ زرمبادلہ کمانے کے لیے ہوٹلوں کے سٹینڈرڈ کو ان کے ہوٹلوں کے ہم آہنگ کیا جائے گا ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ مختصراً کہا ہے ۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مغرب کے اور مشرق کے پاکستان کے کلچر کے سا ۔ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے حقیقت میں یہ اس مغربی کلچر کو لانا چاہ رہے ہیں ۔

جناب والا ! آپ یہ جانتے ہیں کہ کراچی کے ہوٹلوں کو فیڈرل ایریا کے تحت مختلف قسم کی سہولتیں دی گئی ہیں اور جس قسم کی نائیٹ کلب وہاں ہیں وہ پاکستان کے دوسرے حصوں میں نہیں ہیں ۔ اس قانون کا مقصد صرف یہ ہے کہ باقی ماندہ پاکستان کو بھی اس نہج اور معیار تک لایا جائے ۔ اور بالآخر ان ہوٹلوں کو مغربی ثقافت کے معیار تک لایا جائے گا ۔ جناب من ! جو پارٹی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور بڑے بڑے امام بلائے جاتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس ملک میں اپنے ہوٹلوں کو مغرب کے کلچر کے برابر لانے اور اس قسم کے ہوٹل قائم کرنا چاہتے ہیں تا کہ سیاحوں کے لیے یہ ہوٹل پرکشش بن سکیں ۔ ان کی باتوں میں اور عمل میں کتنا بڑا تضاد ہے ۔ اس کے علاوہ کسی بھی ملک کو اپنی تہذیب سے بیگانہ اور اپنی روایات سے بیگانہ نہیں کیا جا سکتا ۔ ڈاکٹر خالق صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مغربی تہذیب اور وہاں کی ثقافت سے بہت مرعوب ہیں ۔ آخر کیوں نہ ہوں ۔ یہ سب ایک ہی سوچ کے لوگ ہیں اور سرمایہ دارانہ ذہنیت رکھنے والے سرمایہ دار ملکوں کا ہی نام لے سکتے ہیں ۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اپنی تقریر میں اپنے سوشلزم کے دعویٰ کی موجودگی میں کسی سوشلسٹ ملک کا نام لیتے ۔ کسی اشتراکی ملک کا نام لیتے ۔ اپنی اس تقریر میں ہمسایہ ملک چین کا نام لیتے ۔ روس کا نام لیتے ۔ مشرق سوشلسٹ ملکوں کا نام لیتے ۔ وہ ویٹ نام

کے جیالوں کا نام لیتے ۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا ۔ انہوں نے فرانس اور جرمنی کی ان پاورز کا نام لیا ہے جو سرمایہ دار ملکوں میں قائم ہیں ۔ انہوں نے کلبوں کا نام لیا ہے جو سرمایہ دار ملکوں ہیں ۔ جن کا کلچر انحطاط پذیر ہے اور دم توڑ رہا ہے اور اسی قسم کے کلچر کے ہوٹل جو دنیا کے دوسرے مغربی ملکوں میں قائم ہیں یہاں پاکستان میں بھی قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ کراچی کا جو علاقہ تھا ۔ اور کراچی کی جو قانون سازی تھی اسی لیے اسے فیڈرل ایریا قرار دیا تھا گیا جہاں اس قسم کے ہوٹل موجود ہیں ۔ لیکن جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ پاکستان میں اور بیشمار چیزیں ہیں جن سے لاکھوں کروڑوں روپے کا زر مبادلہ کمایا جا سکتا ہے ۔ لیکن سیاحت کی آڑ میں اس قسم کی چیزوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ ہم اس قسم کے قانون کے تحت مغربی تہذیب کو یہاں لانے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے ۔ اگر یہ زر مبادلہ کمانے کے لیے اتنے ایماندار ہوتے اور مخلص ہوتے تو کاٹن کی پیداوار میں کمی نہ آتی ۔ کاٹن یعنی روئی زر مبادلہ کمانے کا بہت بڑا ذریعہ تھا ۔ لیکن آج یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان ہوٹلوں سے مغربی تہذیب اور مغربی تصور سے زر مبادلہ کمانا ہے ۔ مغربی تہذیب کی رقص و سرود کی مجالس سے زر مبادلہ کمانا چاہتے ہیں اور معیشت کے دوسرے شعبوں میں انارکی پیدا ہو گئی ہے ۔ آپ نے ملک کو recession سے دوچار کر دیا ہے ۔ یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اگست اور ستمبر میں recession آ رہا ہے ۔ اور پاکستان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم نے اپنے سکے کو ایک سرمایہ دار ملک کے ساتھ نتھی کر دیا ہے ۔ اور اس کا اثر آنا ایک لازمی امر ہے ۔

مسٹر سپیکر : دو منٹ رہ گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب بات سے بات آتی ہے ۔ recession آ رہا ہے اس سے پہلے کہ میں ختم کروں میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اجناس کی قیمتیں کیوں گر رہی ہیں ۔ انہوں نے زر مبادلہ کی بات کی ہے اس لیے میں نے recessionکی بات کی ہے ۔ لیکن یہ اقتدار کے نشے میں اس قسم کی قانون سازی کر رہے ہیں ۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے کلچر ۔ پنجاب کے کلچر اور پنجاب کی روایات کے خلاف ہے ۔ اگر آپ کو اس قسم کی قانون سازی سے محبت ہے تو حکومت مرکز سے سفارش کرے کہ وہ صرف

فیڈرل ایریا میں یعنی اسلام آباد میں یہ قانون نافذ کرے جس قانون کو کراچی میں 1950 میں لایا گیا تھا - پنجاب کے جیالے عوام اور غیور عوام اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ پنجاب کے کلچر کو ختم کرنے کے لیے اس قسم کے ہوٹل اور اس قسم کی عیاشی کی اجازت دیں - اگر آپ اس قسم کی بات پنجاب میں لانے کی کوشش کریں گے تو آپ پاکستان کے عوام کے خلاف پنجاب کے کلچر کے خلاف اور پاکستان کے کلچر کے خلاف ایک بہت بڑی گھناؤنی سازش کریں گے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ انحطاط پزیر کلچر جو ہے جو مغربی کلچر ہے اس کو آپ یہاں پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں - اس انحطاط پذیر کلچر کو یہاں پر دعوت دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بھی آخری دن پہنچ چکے ہیں اور آپ بھی چند دنوں کے مہمان ہیں -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اکثر باتیں بڑی خوش دلی سے سنتا ہوں - جو میرے فاضل دوست نے کہا ہے میں اس کا جواب نہیں دیتا ، وہ میرے دوست ہیں - میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس بات کا میں نے سارے فسانے میں ذکر ہی نہیں کیا وہی بات میرے دوست کو بہت ناگوار گزری ہے - ان کو یہ نہیں معلوم کہ کلچر دین سے پیدا ہوتا ہے- شاید وہ کلچر کا مطلب صرف ڈانس اور گانا سمجھتے ہیں- کلچر پر کسی دن پوری بحث کر لیں گے ، پھر فاضل دوست کے علم کا بھی پتہ چل جائے گا اور ہمارے علم کا بھی پتہ چل جائے گا - میں نے کلچر کا ذکر نہیں کیا ، یہ تو ہوٹلوں میں physical facilities provide کرنے کی بات ہے - حالانکہ میں نے اس بات کو اتنا illustrate کیا تھا کہ وہاں ٹیلیفون ہیں یا نہیں ، وہاں ٹیلیویژن ہیں یا نہیں - اگر وہ چاہیں تو میں انہیں اور زیادہ بتا سکتا ہوں کہ ہوٹلوں میں کیا کیا facilities ہوتی ہیں - یہ صرف foreigners کے لیے نہیں - - - -

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! فاضل ممبران نے آپ کی بات بھی سنی ہے اور ان کی بات بھی سن لی ہے -

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! بات یہ ہے وہ اپنے علم و فضل کے بڑے دعویدار بنتے ہیں - اگر کلچر دین سے نکلتا ہے تو کراچی کی نائٹ

کلیں کس دن سے نکلتی ہیں ؟

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : یہ غیر متعلقہ باتیں ہیں ۔ سید قابش الوری ۔

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! آج اس ایوان میں حکمران پارٹی کی طرف سے جو قرار داد پیش کی گئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ سیاحوں کی سہولت کی خاطر ہوٹلوں اور ریستورانوں کے معاملات منضبط کرنے کے لیے مرکزی مقننہ چاروں صوبوں کے لیے یکساں قانون بنائے ۔ جناب وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق نے اس قرار داد کا مقصد اور محور یہ بیان کیا ہے کہ وہ اس کے ذریعے اس ملک میں سیاحت کو فروغ دینا چاہتے ہیں اور ایسا قانون بنانا چاہتے ہیں جس کے ذریعے ملکی سطح پر ہوٹلوں اور ریستورانوں کو ایسے معیار پر لایا جا سکے کہ وہ باہر کے سیاحوں کو اپنی طرف راغب کر سکے ۔ جناب والا ! اگر صرف یہی بات ہوتی تو اس کے لیے مرکز کو تمام صوبوں کے اختیارات لے کر ایک علیحدہ قانون بنانے کی ضرورت نہ تھی ۔ یہ مقصد تو اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے کہ جو موجودہ ہوٹل اور ریستوران ہیں انہیں بہتر بنانے کے لیے اور ان کے درجے مقرر کرنے کے لیے صوبائی حکومتیں اپنی اپنی سطح پر اپنی اپنی ضروریات کے مطابق قوانین مرتب کرتیں ۔ لیکن اس قرار داد کے ذریعے جو کوشش کی جا رہی ہے وہ بنیادی طور پر ایک ایسی ذہنیت کو عام کرتی ہے ، ایک ایسے طریق فکر کو رائج کرتی ہے اور ایک ایسے نظام حکومت کو مستحکم کرتی ہے جس کے ذریعے صوبائی حکومتوں کے اختیارات بتدریج مرکزی حکومت کو منتقل ہو جائیں گے ۔ جناب والا ! سیاحت کے نام پر اور سیاحت کے فروغ کے نام پر اصل میں یہ فحاشت کے فروغ کی ایک کوشش ہے ۔ ہم سیاحوں کو ہمیشہ خوش آمدید کہتے رہے ہیں اور کہتے رہیں گے لیکن اب جن سیاحوں کو ہمارے ملک میں آنے کی ترغیب دی جا رہی ہے وہ بیہودہ کی وہ بڑی تعداد ہے جو اپنے ساتھ مغربی فکر اور مغربی تمدن کی تمام فحاشتیں اور برائیاں لے کر ہمارے معاشرے کو گندہ کر رہے ہیں اور اپنے ساتھ منشیات اور بدکرداری کا ایسا سرمایہ لا رہے ہیں جس کے ذریعے ہماری موجودہ نسل فکری اور تمدنی تباہی کے غاروں کی طرف دھکیلی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! اگر سیاحوں کو ترغیب دینی ہے تو اس

ملک میں آثار قدیمہ کا تحفظ کیجیے ، اس ملک میں ایسے قابل دید مقامات کو بہتر بنائیں جو تمام بین الاقوامی قوموں کے لیے ترغیب اور جاذبیت کا باعث بن سکیں ، ایسے ہل سٹیشنوں کو ترقی دیجیے جو اچھے سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں ۔ اس کے لیے ہوٹلوں اور ریستورانوں کو جدید طریقے سے اور جدید تمدن کی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ یہ ہوٹل اور ریستوران پہلے ہی بہت بڑی بدعت سعید کا ارتکاب کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ محض ہوٹلوں اور ریستورانوں کی حالت بہتر بنانے کی طرف اقدام نہیں بلکہ حکومت جس طرح حیات کے تمام شعبوں میں اپنی مداخلت کو وسیع تر کر رہی ہے ۔ جس طرح مختلف شعبوں میں اپنے اختیار/و اقتدار کا نفوذ کر رہی ہے اور بتدریج نجی جذبوں اور نجی سرمایہ کاری کو محدود کرتی جا رہی ہے اب اس قرار داد کے ذریعے حکومت کو ایسا اختیار دیا جا رہا ہے جس کے تحت بالواسطہ طور پر ہوٹلوں کی صنعت کو قومیانے کی طرف قدم بڑھایا جا سکتا ہے ، جس کے ذریعے ان ہوٹلوں اور ریستورانوں کے نظام کو مکمل طور پر اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی جا سکتی ہے ۔ جناب والا ! اس طرح سے نہ صرف یہ کہ نجی سرمایہ کاری متاثر ہو گی ، منجمد ہو گی بلکہ بین الاقوامی طور پر ہمارے اس ملک میں ایسے ہوٹل کھولنے کی بنیاد نہیں بن سکے گی جو مختلف ممالک اپنی ضروریات کے تحت ہمارے ملک میں قائم کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہمیں اندیشہ ہے کہ اس قرار داد کی بنیاد پر مرکزی حکومت ایسی قانون سازی کرے گی جس کے تحت ہوٹلوں کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق ، اپنی پسند اور نا پسند کے مطابق/مختلف درجوں میں بانٹا جا سکے گا ، اپنی پسند کے ہوٹلوں کو اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد کے تحت حکومت کے پسندیدہ ہوٹلوں میں شامل کیا جا سکے گا اور جو ہوٹل ان کے مقاصد اور منشا کے مطابق کام نہیں کر سکیں گے انہیں دوسرے تیسرے اور چوتھے گریڈ میں پہنچایا جا سکے گا ۔ جناب والا ! ہمیں یہ خدشہ ہے کہ سیاحوں کے لیے ایسے ہوٹل اور ریستوران مخصوص کیے جائیں گے جن کو خاص مالی فائدہ پہنچانا مقصود ہو گا ۔ جناب والا ! ہمیں خدشہ ہے کہ اس کے تحت رجسٹریشن کے ایسے اختیارات حکومت حاصل کر لے گی جس کے تحت وہ خاص قسم کے ہوٹلوں کو رجسٹر کرے گی اور دوسرے

ہوٹلوں کو رجسٹر کرنے سے انکار کر دے گی ۔ جناب والا ! ہمیں خدشہ ہے کہ اس کے تحت مسافروں کو ہوٹلوں میں رہائشی جگہ دینے اور ہوٹلوں سے انہیں بے دخل کرنے کا اختیار بھی حکومت حاصل کر لے گی ۔ جناب والا ! ہمیں خدشہ ہے کہ اس قرار داد کی بنیاد پر مختلف ہوٹلوں کے کرائے اور ان کے درجے حکومت اپنی مرضی سے مقرر کر کے انہیں فائدہ اور نقصان پہنچا سکے گی ۔ اور اسی طرح سے ہمیں یہ خدشہ ہے کہ ایک ایسی صنعت جس میں آزادانہ مسابقت جاری ہے ، اس کو بتدریج حکومت کے کنٹرول میں لے کر نہ صرف یہ کہ اس کی فعالیت اور اس کی افادیت متاثر کی جا سکے گی ، بلکہ انہیں ایسی سزا اور جرمانے کا مستحق بھی قرار دیا جائے گا ، ایسے جرمانے عائد کرنے کی گنجائشیں بھی پیدا کی جائیں گی کہ وہ حکومت کی منشا اور حکومت کے مقاصد کے مطابق اپنے آپ کو مجبور اور بے بس پائیں ۔ 160

جناب والا ! یہ مسئلہ بنیادی طور پر صوبائی خود مختاری سے انحراف کا مسئلہ ہے ، بنیادی حقوق کے تحت آزادانہ تجارت پر پابندی لگانے کا مسئلہ ہے ۔ یہ مسئلہ ایک آزاد شہری کو بنیادی حقوق سے قطع نظر ایسی جکڑ بندیوں کے تابع بنانے کا مسئلہ ہے جس کے تحت وہ اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی نہ کر سکے ۔ جناب والا ! آپ نے دیکھا ہے کہ ہماری صوبائی خود مختاری کو بتدریج نہ صرف متاثر کیا جا رہا ہے ، بلکہ آہستہ آہستہ ان کے حقوق اور مفادات کو نہایت حسین و جمیل الفاظ میں سلب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اگر مقصد محض ایک یونیفارم پالیسی مرتب کرنا ہے تو کوآرڈی نیشن کمیٹی ایک پالیسی اور خاکہ مرتب کر کے چاروں صوبوں کو پیش کر سکتی ہے اور چاروں صوبے اپنی اپنی سطح پر اپنی اپنی ضروریات کے مطابق قانون سازی کر کے اس مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں ۔ لیکن یہاں بنیادی مقصد یہ ہے کہ وفاقی طرز حکومت زبانی طور پر تو کہا جائے لیکن عملاً وحدانی طرز حکومت پر یقین رکھا جائے ۔ جناب والا ! ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے اقدامات سے ہمارے قانون اور دستور کے استحقاق کی پامالی ہو رہی ہے اور یہ ایوان اس جرم میں برابر کا شریک نظر آ رہا ہے ۔ ایک سال میں تین ایسی قراردادیں پاس کی گئی ہیں جن کے ذریعے صوبائی خود مختاری مرکزی پارلیمنٹ کو

منتقل کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح سے یہ ایوان جو اس ملک کے سب سے بڑے صوبے کا سب سے بڑا نمائندہ ادارہ ہے ، اپنے اختیارات سے دست برداری کی اس دستاویز پر دستخط کر سکتا ہے ۔ یا انگوٹھا لگا سکتا ہے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : دو منٹ رہ گئے ہیں ۔

سید ناہید الوری : ہم کبھی کسی علاقائیت یا صوبائیت کے مرض میں مبتلا نہیں رہے ۔ لیکن ہمیں جس طرح سے مجرم ضمیری کا شکار بنا کر مرکزی مقاصد کا آلۂ کار بنایا جا رہا ہے ، وہ کسی طرح بھی جائز ہے لیے قابل قبول اور گوارا نہیں ہو سکتی ۔ آپ لوگ ایسے کسی قومی جرم میں شریک نہیں ہو سکتے جس کے ذریعے دستور کے دیے ہوئے تحفظات اور دستور کے دیے ہوئے اختیارات کو سلب کرنے کے لیے خود آپ کی حمایت اور آپ کی تائید حاصل کی جائے ۔ جناب والا ! میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے نہایت دل سوزی کے ساتھ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے حقوق و مفادات کی حفاظت کیجیے ، حالات کے دھارے پر نظر رکھیے اور افق پر ابھری ہوئی تحریر پر نظر ڈالیے ۔ ورنہ اگر آپ نے اپنی ذمہ داریاں محسوس نہ کیں اور اب بھی سنبھالا نہ لیا ، تو وہ وقت دور نہیں جب وقت کی احتسابی قوتیں آپ کے جسد حکومت کو مفلوج کر دیں گی اور تاریخ کا احتسابی خنجر آپ کے سینے میں پیوست ہو جائے گا ۔

خامشی مرگ دل و جاں ہے قضا سے پہلے
اس طرح موت سے پہلے نہ مرو ، کچھ تو کہو

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Mr. Speaker Sir, Tourist industry has developed into one of the main industries in Western countries. It has not so much developed in the Communist countries because there are restrictions and lack of facilities and their negation of freedom does not provide a good climate for the people who are used to Western civilization where democracy has developed.

We have been discussing the possibilities of tourists

coming in to Pakistan from countries where there is Unitary form of government, like Germany, France, etc., None of the tourists of these countries are interested in our country. What you can attract is from Italay, from America and some northern parts of Europe. And what they come here for would be fishing, golf, riding, hiking, mountain climbing, things like that. Their cities are better than your cities They will be interested in your handi-crafts. They will be interested in your stitching of clothes, in ready-made garments if they were of proper standards. As far as the scenery is concerned, as far as their soil and their climates are concerned, they are much better than yours Their people are more civilised.

مسٹر سپیکر : اس کا تو مجھے پتہ نہیں ہے ۔ میں آپ سے اتفاق نہیں کروں گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا وطن سب سے خوبصورت ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : وہ تو ہے ۔ مگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا وطن خوبصورت ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے یہ حق تو نہیں ہے کہ میں آپ سے اختلاف کروں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They go to Spain because their living is cheaper. They go to other countries because they find democracy, they find justice and they find security of their lives, law and order situation to be good. They want to fish, they want to ride and they want mountain climbing, they want swimming, and beaches when the climate is different. It may be winter there, it may be summer here. This is how tourists trade moves, this migratory world moves, otherwise they live in Northern Sybria.

Sir ! to feel that only the Central Government is competent to regulate is ridiculous. Take the example of Canada which is a federation. Each province has its own Tourist Department and is so highly developed that in every

province you are offered new opportunities. They are collected by the Central Bureau of Statistics and all details are made available just to justify that there will be a common directory in which everybody will find in which city what hotels exist and in what corner We, here, are incompetent to frame law and make rules. Therefore, the Central Government must make the rules. It is an absurd argument to be presented to this House. Then Mr. Speaker Sir, I would request you to tell the House Committee on Rules to frame rules and suggest appropriate legislation because a resolution divesting the Provincial Government of its powers and empowering the Central Government to legislate on our behalf is not the solution. We are allowed to speak for ten minutes on subjects which require hours to point out the intricacies and implications implied in this resolution.

If Dr. Khaliq Sahib does not have a fiery brand speech in the intervening period which is unlikely, I would like to tell you a story of an old tourist if you permit me to make the atmosphere more pleasant.

Mr. Speaker : So long as it is relevant, it is admissible.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I will relate in Urdu so that the majority can understand

جناب والا ! سیاحت کوئی نئی چیز نہیں ہے ۔ بہت پرانی چیز ہے ۔ بعض اوقات لوگ علم حاصل کرنے کے لیے مختلف علاقوں کے حالات دیکھنے کے لیے ان کے آداب دیکھنے کے لیے جایا کرتے تھے ۔ اسی طرح ایک گرو اور اس کے چیلے اپنے ملک سے چلے کہ چلو ذرا دیکھیں دوسرے ملک میں کیا ہوتا ہے ۔ وہ سرحد پار کر کے دوسرے ملک میں پہنچ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں نمرہ لگ رہا تھا لگے لگے سیر ، جلیبیاں بھی پڑی ہوئی تھیں ۔ برفی بھی پڑی ہوئی تھی ۔ مولیاں بھی تھیں گاجریں بھی تھیں سب چیزیں لگے لگے سیر ۔ گرو کے چیلے نے سوچا بھئی سوہن حلوا بھی

لگے سیر - برف بھی لگے سیر - گاجریں بھی لگے سیر - یہ تو بڑا بہترین ملک ہے - اس نے گرو سے کہا کہ میں نے تو یہیں رہنا ہے اور اس نے اپنے گرو کو چھوڑ دیا - گرو سیاحت کے لیے آگے چلا گیا لیکن چیلا لگے سیر والے ملک میں رہ گیا - کچھ دنوں کے بعد ایک گھر میں نقب زنی کی واردات ہوئی تو دیوار جو تھی وہ چوروں پر گر پڑی اور وہ مر گئے - اب اس ملک کا رواج بھی عجیب تھا - پولیس نے ایک کیس رجسٹر کیا اور اس ملک کا رواج جہاں ہر چیز لگے لگے سیر تھی وہاں یہ بھی تھا کہ خون کا بدلہ خون - تو جناب ! پولیس نے گھر کے مالکان کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ یہاں کے ملک کا رواج ہے کہ خون کا بدلہ خون - لہذا تم سے بدلہ لیا جائے گا - بادشاہ اس وقت خود عدالت لگایا کرتے تھے - یہ کوئی نئی بات نہیں تھی - وزیر ، ی اکٹھے ہوئے - مشیر بھی اکٹھے ہوئے - پولیس نے مالک مکان کو پیش کیا تو وہ جو چیلا تھا وہ بھی وہاں پہنچا کہ دیکھو یہاں کی عدالت کیا ہے - انصاف کیسا ہوتا ہے - وہ بھی اس محفل میں آ شریک ہوا اور کھلی کچہری شروع ہو گئی تو بادشاہ نے کہا کہ اس مالک مکان کو پھانسی دی جائے - مالک مکان نے کہا کہ نقب زنی تو انہوں نے کی ہے اس کی وجہ سے ان پر دیوار گری - میرا اس میں کیا قصور ہے - البتہ وہ جو ٹھیکیدار ہے جس نے یہ دیوار بنائی تھی اس کا قصور ہے - بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہے ٹھیکیدار کو پیش کیا جائے - اس کو رہا کر دو - چنانچہ ٹھیکیدار پکڑا گیا - جب وہ پیش ہوا تو اس نے الزام لگایا کاریگر پر جس نے دیوار کھڑی کی تھی - میں قصہ مختصر کرتا ہوں آپ کی خاطر - جب وہ پکڑا گیا تو اس نے جس نے اینٹیں لگائی تھیں اس پر الزام تھوپ دیا چنانچہ وہ پکڑا گیا - اس نے کہا کہ میرا قصور نہیں ہے - قصور اس کا ہے جس نے گارا بنایا تھا - چونکہ کمزور گارا تھا - چنانچہ وہ پکڑا گیا آخر جناب کافی سوچ بچار کے بعد یہ چیز سامنے آئی کہ درحقیقت وہ ماشکی جو بھی جس نے گارے میں پانی ڈالا تھا اس نے گارا پتلا بنایا اور یہ دیوار کمزور بنی اس لیے گری اب جب اس کو ملزم ٹھہرایا گیا تو اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا گیا -

مسٹر سیکرٹری : یہیں بات ختم ہو گئی - مشک بنانے والے کو کسی نے نہیں پکڑا اور کنواں نکالنے والے کو بھی نہیں پکڑا کیونکہ کنواں بنانے

والے کو بھی پکڑا جانا چاہیے تھا جس نے کنواں ایسی جگہ بنایا جس جگہ کا پانی ٹھیک نہیں تھا اور پھر یہ کہانی دہرائی جاتی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں جناب کی خاطر قصے کو مختصر کرتا ہوں ۔ تو اس کے بعد جب اس کے گلے میں پھندا ڈالا گیا تو پھندا تنگ تھا ۔ اب حکومت کا حکم تو تھا کہ خون کا بدلہ خون ۔ لہذا حکم ہوا کہ محفل میں جو بیٹھا ہو اور اس کے گلے میں پھندا ٹھیک طرح سے آ جائے اس کے گلے میں ڈال دیا جائے ۔ اب کرنا خدا کا یہ کہ گرو کا چیلا جو تھا اس کی گردن میں پھندا فٹ آیا لہذا اسی کے گلے میں ڈال دیا گیا ۔ تو جناب والا ! گرو ادھر سے واپس آ گیا اس نے دیکھا کہ ایک مجمع لگا ہوا ہے شور پڑ رہا ہے ۔ چیخ و پکار ہو رہی ہے کہ مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ ۔ اس نے جب دیکھا کہ اس کا چیلا چیخ رہا ہے اس نے کہا کہ مت چیخو سولی پر چڑھ جاؤ ۔ اس نے بھی سوچا کہ گرو کہہ رہا ہے تو چڑھ جاؤ ۔ وہ چپکے سے سولی پر چڑھنے کے لیے تیار ہو گیا اور لگا کہنے کہ مجھے سولی پر چڑھاؤ مجھے سولی پر چڑھاؤ ۔ بادشاہ کو تجسس ہوا کہ بات کیا ہے ۔ اس نے گرو سے کہا کہ میرے قریب آ کر بتاؤ کہ بات کیا ہے ۔ یہ پھانسی سے نہیں ڈرتا ۔ گرو نے جا کر بادشاہ کے کان میں بتایا کہ جناب یہ وقت ایسا ہے اتنا اعلیٰ اور عمدہ ہے کہ اس وقت جس کے گلے میں پھندا پڑے گا وہ سیدھا جنت میں جائے گا ۔ تو بادشاہ نے کہا کہ اس کے گلے سے پھندا نکالو اور میرے گلے میں ڈال دو ۔ تو جناب یہ جو قراردادیں ہیں یہ اس نوعیت کی اتنی مرتبہ آئی ہیں تو کہیں آپ بھی تو وقت کی نزاکت سے آشنا نہیں ہو گئے ۔ ہمارے وزراء کرام بھی تو اس بہشت کو نہیں دیکھ رہے جو ان کو دکھائی جا رہی ہے ورنہ یہ اختیارات کا تفویض کرنا اپنے آپ کو محروم کرنا ہے ۔ یہ اس صوبے کے ساتھ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ نہیں چاہتے کہ یہاں چیزیں سستی ہوں ۔

جناب لذر حسین منصور : اتنی سستی نہ ہوں کہ ٹکے ٹکے سیر بکیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب! ایسی چیزیں پیدا کریں جو ان سیاحوں کے لیے جاذب نظر ہوں ۔ ان اختیارات سے اپنے آپ کو معزول

مت کریں ۔ اس لیے یہ قرارداد نامنظور ہونی چاہیے ۔ یہ اختیارات آپ بالکل سینٹر کو نہ دیں ۔ ان سے میں اس قصے کے بعد درخواست کروں گا کہ اس ایوان کو یہ قرار داد نا منظور کر دینی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ کسی قانون سازی کے وقت کوئی بل پیش کرنے سے قبل یہ کوئی قرارداد پیش کرنے سے قبل حکومتی پارٹی نے اس کے اغواض و مقاصد بیان کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے اور اس کے لیے میں قائد ایوان ، معاف کیجئے میں قائد ایوان اس لیے کہہ رہا ہوں ڈاکٹر غلام صاحب کو کہ مدت ہو گئی ہے ہمیں کہتے ہوئے قائم مقام قائد ایوان ۔ کیونکہ قائد ایوان کی شکل تو غالباً اس اجلاس میں ایک روز ورائیوٹ ممبرز ڈے پر چند منٹوں کے لیے یہاں نظر آئی تھی غالباً یہ ایوان ان کے مرتبے اور سٹیٹس کے مطابق نہیں ہے ۔ اس لیے وہ یہاں تشریف نہیں لاتے ۔ بہر حال میں ان کا مشکور ہوں کہ آج انہوں نے یہ تکلیف گوارا کی کہ اس قرارداد کو پیش کرنے کے لیے جو عوامل ان کے پیچھے کار فرما تھے ان کو تفصیل سے بیان کرنے کی زحمت گوارا کی ۔ جناب سپیکر ! انہیں 160
یاد ہے کہ انہوں نے کل یا پرسوں کسی وقت تقریر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ قانون کسی نے پڑھا نہیں ہوتا اور یہاں اٹھ کر اعتراض شروع کر دیتے ہیں ۔ مجھے خوشی ہوتی ہے جس پروفیشن میں آج کل (وہیں اگر وہ ڈاکٹر آف میڈیسن کی بجائے ڈاکٹر آف لاء ہوتے تو غالباً وہ اس کو زیادہ اچھے طریقے سے appreciate کر سکتے تھے کہ اس کی مجھے ضرورت کیوں پیش آئی کہ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ یہ لاز یونیفارم لاز فیڈرل گورنمنٹ یا فیڈرل لیجسلیچر بنائے گی اور اس میں اس قسم کا قانون ہو گا اس میں uniformity ہو گی ۔ اس میں جو لوگ apply کریں گے اپنے ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کی رجسٹریشن کے لیے ان کے کوائف دیکھنے کے بعد ان کی رجسٹریشن ہو سکے گی ۔ ان میں یہ یہ چیزیں ہوں گی تو ان کی رجسٹریشن ہو سکے گی ۔ یا ان کی categorization اس طرح سے ہو سکے گی ۔ میں جناب والا یہ وضاحت کرنا 160
چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے کب سے سنٹرل لیجسلیچر کی نمائندگی کرنا

شروع کر دی ہے ۔ یہ قانون تاحال سینٹرل لیجیسلیچر میں پیش نہیں ہوا ۔ نہ ایسا کوئی آرڈیننس جاری ہوا ہے اور نہ ہی اس پر ابھی تک کسی قسم کی کوئی بحث ہوئی ہے جس سے یہ کہا جا سکے کہ اس قانون کی نوعیت کیا ہو گی ۔ ڈاکٹر صاحب نے جس طریقے سے اس ایوان میں یہ بیان کیا ہے کہ اس قانون کی نوعیت کیا ہو گی اور اس میں کون کون سی چیزیں ہوں گی اس سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ نے یا سنٹرل لیجیسلیچر نے انہیں یہ اختیار دے دیا ہے کہ ان کے ایماء پر ان کی نمائیندگی کرتے ہوئے وہ صوبائی اسمبلی پنجاب میں یہ بیان دیں کہ یہ قانون اس طرح سے بنایا جائے گا ۔ حالانکہ جب تک وہ قانون پاس نہ ہو جائے/سنٹر کا 160
کوئی نمائندہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ قانون اس طرح کا ہو گا ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ وہ اس قسم کی کوئی بات کریں انہیں اس بات کا احساس ہو گا اور میں یہ مانتا ہوں کہ ان کا تجربہ بطور پارلیمینٹرین اور بطور وزیر یہاں چار سال کا ہے اس لیے وہ اپنے تجربے کی بنا پر بہت سی لیجیسلیشن میں حصہ لے سکتے ہیں اور بہت سا حصہ جو کہ مشکل بھی ہوتا ہے اس کو اچھی طرح سے سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں ۔ لیکن بہر حال وہ ڈاکٹر آف میڈیسن ہیں ۔ ڈاکٹر آف لاء نہیں ہیں ۔

جناب والا ڈاکٹر صاحب نے اس قرارداد کے پیچھے جو عوامل کار فرما ہیں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ٹورسٹ اب ایک انڈسٹری ہے اور اس سے زر مبادلہ کمانے میں بہت مدد ملتی ہے اور بہت سے یورپی ممالک اور دوسرے ایسے ممالک جن میں ایسی چیزیں ہیں/جو ٹورسٹوں کے لیے کشش 0
رکھتی ہیں اور وہاں یہ ایک انڈسٹری کی صورت اختیار کر گئی ہے اور ان ملکوں میں بہت سے زر مبادلہ کے لیے آمدنی کا ذریعہ ہے ۔ جناب والا اس سے کوئی انکار نہیں کرتا اور کوئی با شعور انسان اس میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج ٹورسٹ ایک انڈسٹری نہیں ہے اور کوئی شخص اس بات کی مخالفت نہیں کر سکتا کہ ٹورزم کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے برسراقتدار آنے کے بعد یہ اعلان کیا تھا کہ ٹورسٹ انڈسٹری کی حوصلہ افزائی کریں گے ۔ اس کے لیے بہت سے اقدامات کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اور جیسا کہ آپ کو یاد ہے

پاکستان کی تاریخ میں غالباً پہلی دفعہ ٹورزم کے نام پر ایک مرکزی وزارت بھی بنی تھی جس کے انچارج [illegible] ہیں لیکن اگر آپ غور کریں گے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سوائے اس کے کہ اعلان کیا گیا انہوں نے آج تک اس صنعت کو اتنی اہمیت نہیں دی جس کی یہ لائق تھی اور نہ ہی ایسے کوئی اقدامات کیے ہیں جس سے یہ اندازہ کیا جا سکے کہ واقعی حکومت اس صنعت میں دلچسپی رکھتی ہے کہ ٹورزم کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ بیان محض انہوں نے اس قرارداد کو پیش کرنے کے لیے دیا اور اس کی justification کے لیے دیا ہے۔ 160

جناب والا! ہوٹل کا کاروبار اور ٹورزم نہایت اہمیت رکھتے ہیں اس لیے اس کے لیے قانون بنانا نہایت ضروری ہے تاکہ اس صنعت کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔ مگر درحقیقت جناب والا ان کی یہ نیت نہیں ہے ان کی نیت جیسا کہ ہر شخص پر عیاں ہے وہ یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں حکومت کا عمل دخل بڑھ رہا ہے۔ اور آج ہر شخص کی موومنٹ پر حکومت نظر رکھے ہوئے ہے۔ اور یہ دیکھا جا رہا ہے کہ کونسا کاروبار کر رہا ہے، اس کے رشتہ داران کس کس محکمے میں ملازم ہیں، کس شخص کو کس طرح سے اپنے قابو میں کیا جا سکتا ہے۔ اور جناب والا یہ قرار داد پاس کروا کے مرکز سے ایسا قانون بنوانا چاہتے ہیں در اصل یہ ہوٹلوں کو ایف۔ آئی۔ اے کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان ہوٹلوں کی بھی دیکھ بھال کی جا سکے تاکہ لوگوں کی موومنٹ کو دیکھا جا سکے۔ ڈاکٹر صاحب مسکرا رہے ہیں مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے، غالباً ڈاکٹر صاحب اس بات سے آگاہ نہیں ہوں گے اور مجھے معلوم ہے کہ اپوزیشن ان چیزوں سے کس حد تک آگاہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو چیز وہ سمجھتے ہیں کہ ان اغراض و مقاصد کے لیے یہ قانون سازی نہیں کی جا رہی یا یہ قرار داد پاس نہیں کی جا رہی وہ درست ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ہمارے اندیشے بھی درست ہوں اس لیے کہ ہم ایک اور پوزیشن سے ان واقعات اور اندیشوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کی پوزیشن سے نہیں دیکھ رہے۔ ان کی جگہ سے نہیں دیکھ رہے اور نہ ہی اس آنکھ سے دیکھ رہے ہیں، اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! یہ main stress حکومتی پارٹی کی طرف سے تھا جس کی

نمائندگی سینٹر وزیر صاحب نے یہاں کی ہے کہ ہوٹل اور ریستوران کا کاروبار چونکہ ٹورسٹ انڈسٹری میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے اس لیے چاروں صوبوں میں یکساں قانون وضع کرنے کے لیے ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ مرکزی حکومت کو سفارش کی جائے کہ وہ ایک یکساں قانون چاروں صوبوں کے لیے بنائے۔ جناب سپیکر! اب یہ چیز کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ باوجود آئینی حدود کے جو کہ آئین میں اچھی طرح واضح کر دی گئی ہیں کہ اس میں مرکزی حکومت کے کیا اختیارات و فرائض ہوں گے صوبائی حکومت کے کیا کیا حقوق ہوں گے۔ ہر خاص و عام کو اس بات کا علم ہے کہ مرکزی حکومت نے ان چار سالوں میں کس حد تک صوبائی معاملات میں دخل اندازی کی ہے۔ خواہ یہ اختیارات آئینی طور پر اسے حاصل تھے یا نہیں تھے خواہ یہ محض اور محض صوبائی معاملہ تھا اس کے باوجود مرکزی حکومت کی مداخلت اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جناب والا! اس کی مثالیں اس ایوان میں بھی موجود ہیں کہ حکومتی پارٹی کی طرف سے بعض اوقات وزراء حضرات کسی تحریک التوا کے جواب میں یا کسی سوال کے جواب میں، یا کسی قانون سازی میں تقریر کرتے ہوئے اس بات کا حوالہ دیتے رہے ہیں۔ کلی طور پر ایسے معاملات جو صوبائی ہیں، جن کا مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کے معاملوں میں بھی وہ مرکزی حکومت کا انتظار کرتے رہے ہیں اور اس لیے جیسا کہ سب کو علم ہے آج مرکزی حکومت میں ایک صوبائی رابطے کا محکمہ موجود ہے، جہاں ایسے مسائل جو کلی طور پر صوبائی حکومت کے پاس ہوتے ہیں، جن کا مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان معاملات میں بھی مرکزی حکومت کی ہدایات کا انتظار بڑی شدت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور ان ہدایات کے مطابق یہاں وزراء بیان دیتے رہتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک صوبائی محکمے کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کا معاملہ تھا اس میں فاضل وزیر نے یہ جواب دیا تھا کہ وہ صوبائی رابطہ کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جناب والا! جب سنٹرل گورنمنٹ کی مداخلت اس حد تک بڑھ جائے کہ صوبائی حکومت محض اور محض ایک executing agency کی حیثیت اختیار کر لے اور ان میں کوئی sense of direction موجود نہ رہے اور وہ بذات خود کوئی

فیصلہ کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہو تو اس وقت یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ جب ہم کوئی یہاں سے قرارداد پاس کرتے ہیں کہ ہم سنٹرل گورنمنٹ کو یہ اختیار دیں کہ وہ قانون سازی کریں تو کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں بہت زیادہ jealous ہونا چاہیے - جس طریقے سے ہم یہاں قرار دادیں پاس کرتے رہے ہیں مجھے تو اس ایوان کی حیثیت بھی اس طرح سے محسوس ہوتی ہے جس طرح ہم ایک ڈسٹرکٹ کونسل میں بیٹھے ہوئے ہیں - اور یہ بعید نہیں ہے اگر یہی سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور ہماری طرف سے کوئی restriction نہ ہوئی - اگر اس ایوان کے نمائندگان صوبے کے نمائندگان نے یہ بات محسوس نہ کی جو ہمارا آئینی حق ہے، آئین نے ہمیں یہ حقوق دیئے ہیں تو جناب والا کل یہ قرار داد بھی پیش کی جا سکتی ہے - کہ ہم مرکزی حکومت کو یہ اختیارات دیتے ہیں کہ وہ صوبہ پنجاب کے لیے قانون سازی خود کیا کرے یہ جس طریق سے اور بغیر سوچے سمجھے یہاں قراردادیں اس ایوان میں پیش کی جا رہی ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ پھر وہ دن دور نہیں ہے حالانکہ اب بھی جو کچھ ٹیکنیکلی ہو رہا ہے ان ہی کی طرف سے ہو رہا ہے - یہ اس واقعہ ہے - اس کا مطلب آپ کچھ بھی لیں ، اس کے لیے خواہ یہ بھی کیوں نہ کہا جائے کہ مرکزی حکومت کے جو سربراہ ہیں وہ بھی پیپلز پارٹی کے چیئرمین ہیں اس لیے ان کی ہدایات حاصل کرنا بھی لازمی ہے ، لیکن یہ اس واقعہ ہے کہ آج صوبہ میں صوبائی حکومت کی کوئی sense of direction نہیں ہے - ان میں کسی قسم کی قوت فیصلہ نہیں ہے - اور یہ اس معاملے میں نہایت نااہل ثابت ہوئے ہیں کہ خود کوئی صوبے کے مفاد میں فیصلہ کر سکیں - تو جناب والا ان حالات میں ہم اگر یہ قرارداد پاس کریں کہ ہم مرکزی حکومت کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ چاروں صوبوں کے لیے یکساں قانون وضع کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو اور بھی زیادتی ہو گی کہ ہم اس پر احتجاج نہ کریں - اپنا نقطہ نظر بیان نہ کریں - اس لیے کہ اگر اس کو دوسرے زاویے سے دیکھا جائے تو جو بھی اے کلاس ہوٹل ہیں مثلاً انٹر کانٹینینٹل ہے ، فلیٹیز ہے ، پلازہ ہے ، فلیٹس مین ہے - یہ تو پہلے ہی مرکزی حکومت سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہیں - ان میں زیادہ تر ٹورسٹ ٹھہرتے ہیں ان میں کوئی

ہوٹل ایسا نہیں ہے جس میں مرکزی حکومت کا عمل دخل موجود نہ ہو۔ پہلے ہی یہ ہوٹل ایسے ہیں جن میں زیادہ تر ٹورسٹ آ کر ٹھہرتے ہیں۔ اور بہت کم ہوٹل ان کے علاوہ ہوں گے جہاں کبھی کوئی ٹورسٹ ٹھہرا ہو۔ جناب والا! اگر واقعی حکومت کی نیت یہ ہے کہ ان ہوٹلوں کا سٹینڈرڈ بہتر کیا جائے۔ ان میں ٹیلیویژن کا پتہ ہو۔ کمروں کا پتہ ہو۔ صحت و صفائی کا پتہ ہو کہ فلاں ہوٹل میں صحت و صفائی کی کیا پوزیشن ہے۔ ان میں باتھ اٹیچڈ ہیں کہ نہیں ہیں۔ جس طرح سے نائب قائد ایوان نے بار بار اپنی تقریر میں کہا ہے۔ تو کیا یہ صوبائی حکومت کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ ہوٹلوں کے لیے ایسا قانون بنائے کہ اپنے صوبہ میں ہوٹلوں کے اس کاروبار کو regulate کرنے کے لیے یہ، یہ دیکھنے کے لیے کہ وہاں پر صحت و صفائی کا بندوبست درست ہے اگرچہ concurrent list پر ہے۔ تو قدرتی طور پر صوبائی حکومت اس امر کا انتظام کر سکتی ہے کہ صوبائی حکومت کا وہ شعبہ جو کہ ٹورسٹ انڈسٹری کو کنٹرول کرتا ہے۔ یا اس کی نگہداشت کرتا ہے۔ وہ اس کا بندوبست کرے کہ جتنے ہوٹل ہیں ان کی categorization کرے۔ ان میں accommodation کے کوائف اور صحت و صفائی کے تمام کوائف موجود ہوں۔ اور یہ تمام چیزیں جو ہیں وہ صوبائی حکومت اس سنٹرل ٹورسٹ کمیٹی کو مہیا کر سکتی ہے جس کو وہ ٹورسٹ کی راہنمائی کے لیے استعمال کر سکتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ دلائل جو کہ ڈاکٹر صاحب یہاں پر دے رہے تھے کہ اگر سنٹرل گورنمنٹ regulate کرے گی تب وہ سٹینڈرڈ بہتر ہو سکتا ہے میں ان سے اتفاق نہیں کر سکتا ہوں۔

جناب والا! ڈاکٹر صاحب آج یہاں رؤف طاہر صاحب کی تقریر کے دوران غصہ میں آ گئے تھے بہر حال یہ ان کا اپنا معاملہ ہے مجھے ان سے محض ہمدردی ہے یہ ان کے لیے بڑی غیر معمولی بات ہے اور میں نے بہت کم مواقع ایسے دیکھے ہیں کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو ایسی حالت میں دیکھا ہو مجھے یہ خدشہ ہے کہ کہیں ان کو بلڈ پریشر نہ ہو۔ اور یہ جائز خدشہ ہے۔ اس لیے میں ان سے گزارش کروں گا۔ کہ وہ لازمی طور پر اپنا چیک اپ کرائیں کہ بات کیا ہے۔ ہم آپ کے علم و فضل کو چیلنج نہیں کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہاں تو قانون سازی کا معاملہ ہے۔

یہاں پر تو سیاست ، politics اور عوام کے حقوق کا معاملہ ہے ۔ عوام کی نمائندگی کا معاملہ ہے ۔ اگر تو محض علم و فضل کا معاملہ ہوتا تو ہم سمجھتے کہ ڈاکٹر صاحب بڑے پڑھے لکھے آدمی ہیں ۔ جو کہ یہاں پر اس ہاؤس میں موجود ہیں ۔ بات صرف اتنی تھی کہ کیا یہ تمام چیزیں اسلامی معاشرتی قانون کی مطابقت میں ہیں ۔ جو کہ کراچی میں یہ ہوٹل اور نائٹ کلب چل رہے ہیں ۔ اور اس پر ڈاکٹر صاحب غصہ میں آ گئے ۔ میں مانتا ہوں کہ یہ اسلامی کلچر کی نمائندگی نہیں کرتے ہیں ۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے احتجاج کیا تھا ۔ میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا آئین یہ کہتا ہے کہ اس اسلامی مملکت میں کوئی کام اور کوئی قانون اسلام کی مخالفت میں نہیں ہو گا ۔ تو وہ کن قوانین اور اصول کے تحت وہاں پر چل رہے ہیں ۔ اگر واقعی آپ کا قانون یہ کہتا ہے کہ یہ ایک اسلامی آئینی مملکت ہے ۔ اور یہاں کوئی غیر اسلامی فعل نہیں ہو گا ۔ اور غیر اسلامی قانون نہیں ہو گا ۔ تو جناب والا انہیں اپنے اس رویہ پر غور کرنا چاہیے ۔

آخر میں ان الفاظ کے ساتھ کہ مجھے احساس ہے کہ آپ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں ۔ اور وقت کم ہے ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ایسی قراردادیں اس ایوان میں پیش کرنے سے قبل ٹریژری بنچز کو اس پر پورے غور و خوض سے سوچنا چاہیے کہ واقعی کسی ایسے مسئلہ پر قانون سازی کرنا ان کے لیے نا ممکن ہے ۔ کسی ایسے ادارے پر کنٹرول کرنا ان کے لیے ناممکن ہے ۔ اگر یہ نا ممکن ہے تو یہ قطعاً concurrent list پر نہ ہوتا ۔ یا سیاسی طور پر یا ملکی سالمیت کی خاطر اگرچہ محکمہ فیڈرل گورنمنٹ کو دیا جانا مقصود ہوتا ۔ اور صوبائی گورنمنٹ کو دیا جانا مقصود نہ ہوتا تو یہ concurrent list میں نہ ہوتا ۔ یہ اس وقت بھی فیڈرل لسٹ پر ہوتا اور صوبائی concurrent list پر نہ ہوتا ۔ چنانچہ ایسے معاملات میں جہاں وہ سمجھتے ہیں کہ ایک صوبائی گورنمنٹ کے لیے یہ ممکن ہے کہ اس قسم کی قانون سازی کر کے ان اختیارات کو استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ وہاں اس قسم کی قرارداد لانے سے گریز کریں ۔ تو یہ صوبے اور ملک کے مفاد میں ہوگا ۔ اور اس آئین کے مفاد میں ہو گا کہ وہ فیڈریشن کے federating unit کے representatives کی consent

سے بنایا گیا ہے ۔ اب اس آئین کی پامالی اس طرح سے نہ کریں کہ آپ کو فیڈریشن کی طرف سے کوئی اشارہ آئے اور آپ اکثریت کے بل بوتے پر ایسی قراردادیں پاس کروا کر تمام وہ subjects جو کہ concurrent list پر ہیں وہ فیڈریشن کے حوالے کر دیں ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا یہ حق تھا ۔ میرا یہ فرض تھا ۔ کہ اس ایوان کے سامنے یہ واقعات لاؤں اور ان سے استدعا کروں کہ ایسی قراردادیں پاس کرنے سے قبل ان واقعات پر پوری گہرائی اور سنجیدگی کے ساتھ غور کریں اور اس قرارداد کو نامنظور کریں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل اراکین حزب اختلاف نے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ اگر یہ قرارداد ہم پاس کریں گے تو صوبائی حکومت اپنے اختیار کھو بیٹھے گی اور پھر وہ اس سلسلہ میں کوئی ترمیم یا مداخلت نہیں کر سکے گی اور مرکز ہی اس صوبہ کا انتظام چلائے گا ۔ اس حد تک میں اس کے خلاف سوچتا ہوں ۔ اور میں اس سلسلے میں آرٹیکل 144 آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں :

> 144. (I) If two or more Provincial Assemblies pass resolution to the effect that Parliament may by law regulate any matter not enumerated in either list in the Fourth Schedule, it shall be lawful for the Parliament to pass an Act for regulating the matter accordingly, but any act so passed may, as respect to any province to which it applies, be amended or repealed by the Act of the Assembly of that Province.

میرا استدلال یہ ہے کہ یہ قرارداد پاس کر کے پارلیمنٹ اس پر مبنی اگر ایک قانون بنا دے تو پھر بھی کوئی صوبائی حکومت اپنے اختیارات اس ضمن میں کھو نہیں بیٹھتی ہے ۔ بلکہ اس کے بعد بھی یہ صوبائی اسمبلی اس کو repeal/amend کر سکتی ہے ۔ دوسری بات یہ تھی کہ جو مخدوم زادہ

صاحب نے یہ کہانی سنائی کہ مسلمان کسی موہوم امید پر جنت کے نظارے پر نہیں رہتا - بلکہ اسی دنیا میں ہی جیسا کہ احمد ندیم قاسمی نے کہا ہے -

اس دنیا میں ہے نظارہ فردوس تصور
مجھ کو واعظ کی امیدوں پہ ہنسی آتی ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں خدا کی جنت کا حوالہ نہیں دے رہا تھا -

وزیر خزانہ : اور تیسری بات یہ ہے جو میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف نے بہت کچھ کہا ہے - اور میں اس کا کوئی جواب نہیں دیتا - تا کہ ہم آئندہ نہایت اچھے طریقہ سے اس ہاؤس کو چلا سکیں - لیکن اتنی توجہ ضرور دلاؤں گا کہ جس فاضل رکن کی وجہ سے بات ہوئی ہے انہوں نے کل بھی میرا نام لے کر مجھ پر ذاتی حملہ کیا ہے - اور میں بڑی خوشی سے سنتا رہا - آج انہوں نے دوبارہ وہی بات دہرائی - یہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں - کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے گا کہ وہ ہم پر ذاتی حملہ کرے گا اور وہ بچ جائے گا - تو یہ نہیں ہو سکتا ہے - لیکن میں اپنی طرف سے پیشکش کرتا ہوں کہ میں اس بات کا کوئی جواب نہیں دوں گا - جو فاضل ممبر نے کی ہے تا کہ ماحول برابر رہے - اور اگر مستقبل میں اس طرف سے کوئی حملہ نہیں ہوگا تو ہم بھی نہ کریں گے - شکریہ -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میرا خیال تھا کہ اس ساری بحث کے بعد سینئر منسٹر صاحب اس قرارداد کو واپس لینے یا واپس لینے کی تحریک کریں گے لیکن ان کی تقریر سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس قرار داد کو اس ایوان سے پاس کروائیں - ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قرارداد کا پاس کیا جانا اس صوبائی حکومت میں مداخلت کے مترادف ہے - اپنے حقوق surrender کر کے federation کو دیے جانے کے مترادف ہے اور اس آئین میں جو حقوق صوبائی حکومت کو دیئے گئے ہیں یہ اس کی مخالفت ہے - اس لیے اس criminal act میں ، اور اس قرارداد کے پاس ہونے میں ہم حصہ دار نہیں بننا چاہتے ہیں اور بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں -

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے تمام اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ غیر ملکی سیاحوں کی سہولت کے پیش نظر پارلیمنٹ ہوٹلوں اور ریستورانوں کے معاملات کو منضبط کرنے کے لیے چاروں صوبوں کے لیے یکساں قانون وضع کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) قوانین کی بنیادی حقوق سے تطبیق مصدرہ 1976ء

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) قوانین کی بنیادی حقوق سے تطبیق مصدرہ 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی ہے کو ف الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) قوانین کی بنیادی حقوق سے تطبیق مصدرہ 1976ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی ہے کو ف الفور زیر غور لایا جائے ۔

Ch. Talib Hussain, Syed Tabish Alwari, Mr. Nazar Hussain Mansoor, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood, Mr. Rauf Tabir. OPPOSED

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :—

That the conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976 as recommended by the Standing Committee on Law and

Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th May, 1976.

Mr. Speaker: The amendment moved is : —

That the Conformity With Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th May, 1976.

Sheikh Aziz Ahmed: Opposed : —

Mr. Speaker : Chaudhri Muhammad Ashraf to move next motion.

Chaudhri Muhammad Ashraf : Sir, I move :—

That the Conformity With Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 197 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June, 1976.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June, 1976.

Sheikh Aziz Ahmed : Opposed

Mr. Rauf Tahir : Sir, I move :—

That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be referred to a

Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June, 1976 :—

1. Ch. Talib Hussain (The mover)
2. Mrs. Syeda Hbida Hussain
3. Syed Tabish Alwari (The mover)
4. Mr. Rauf Tahir (The mover)
5. Mr. Nazar Hussain Mansoor (The mover)
6. Raja Munawar Ahmad
7. Nawabzada Muhammad Khan Khakwani
8. Syed Tahir Ahmed Shah
9. Raja Muhammad Afzal
10. Makhdumzada Syed Hasan Mahmud (The mover)
11. Ch. Muhammad Ashraf (The mover)

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliammentary Affairs, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June, 1976 :—

1. Ch. Talib Hussain (The mover)
2. Mrs. Syeda Abida Hussain
3. Syed Tabish Alwari (The mover)
4. Mr. Rauf Tahir (The mover)
5. Mr. Nazar Hussain Mansoor (The mover)
6. Raja Munawar Ahmad
7. Nawabzada Muhammad Khan Khakwani
8. Syed Tahir Ahmed Shah
9. Raja Muhammad Afzal
10. Makhdumzada Syed Hasan Mahmud (The mover)
11. Ch. Muhammad Ashraf (The mover)

Sh. Aziz Ahmed : Opposed.

Syed Tabish Alwari : Please adjourn the House now.

مسٹر سپیکر : ابھی تو آٹھ منٹ باقی ہیں ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! کورم نہیں ہے اور ویسے بھی میں اس وقت تقریر کرنا نہیں چاہتا اس لیے آپ adjourn ہی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : انھوں نے کورم کا سوال کیا ہے اس لیے گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب ہم رؤف طاہر صاحب کی تقریر سننا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی تقریر سننا چاہتے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : ان کو تو میری تقریر پسند نہیں آئے گی ۔

Mr. Speaker : The Hosue is adjourned. It shall reassemble at 8-30a.m. tomorrw.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی کل مورخہ 15 اپریل 1976ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی ۔

———

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

جمعرات ۔ 15 اپریل 1976ء
(پنج شنبہ ۔ 14 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

پ ۸ ـــــ س ۷ ـــــ رکوع ۱۱ ـــــ آیات ۴۰ تا ۴۲

بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی" جھٹلایا" اور ان سے غرور و سرتابی کی ان کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ اس وقت تک بہشت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ نکل جائے۔ اور مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ ایسے (منکرین حق) لوگوں کے لئے بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی اسی کا ہوگا۔ اور ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

اور جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کرتے رہے تو ہم (اعمال کے سلسلے میں) کسی بھی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں ایسے ہی لوگ اہل بہشت ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے پہلے شارٹ نوٹس سوالات ہیں ۔ میاں مصطفےٰ ظفر قریشی (نہیں ہیں) ، شیخ محمد انور (نہیں ہیں) ، میاں مصطفےٰ ظفر قریشی (نہیں ہیں) ، شیخ محمد انور (نہیں ہیں) ۔ اب نشان زدہ سوالات پوچھے جائیں گے ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں آپ سے دریافت کروں گا کہ شارٹ نوٹس سوال پر اگر ممبر موصوف حاضر نہیں ہوتے تو ؟

مسٹر سپیکر : شارٹ نوٹس سوال تو ممبر موصوف کو پڑھنا پڑتا ہے۔ کوئی دوسرا ان کی جگہ پیش نہیں کر سکتا ۔

He has to read the question himself as the House is not expected to know as to what the question is.

چودھری امان اللہ لک : اگر کوئی دوسرا ممبر شارٹ نوٹس سوال پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : کوئی ایسی سچوایشن پیدا ہو گی ، تو دیکھیں گے ۔ میں تو عام سوالات بھی disallow کر سکتا ہوں جب کوئی دوسرا ممبر put کرتا ہے مگر میں اس کی اجازت دے دیتا ہوں ۔

That I do as a matter of courtesy. Unless a Member has a positive authority to ask that question, a member is not to get up and say that this is the number of the question. But I presume that he has that authority.

چودھری امان اللہ لک : شارٹ نوٹس سوال پر آپ کی discretion کیا ہے ؟

Mr. Speaker : It is regretted that the member does not have the courtesy to be present in the House although the whole Department moves at such a speed that they make the answer available in two or three days. If the member concerned does not have the courtesy to be present, how do the other members expect that the question should be replied.

وزیر ٹرانسپورٹ : میں فاضل رکن کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سوالوں کے جواب ایوان کے لیے لے آئے ہیں ۔ آپ حاضر نہ ہوں تو مشکل ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں بات یہ ہے کہ تین چار دن میں جواب مانگتے ہیں ۔ حکومت کی ساری مشینری حرکت میں آ جاتی ہے ۔ وزیر صاحب اس پر ذاتی طور پر توجہ دیتے ہیں ۔ تو معبر صاحب کو بھی زحمت کر کے تشریف لانی چاہیے اگر کسی وجہ سے نہیں آ سکتے تو مجھے بتا سکتے ہیں ۔

وزیر آبپاشی و برقیات : مصطفےٰ ظفر قریشی صاحب کا ایک ضمنی نوٹس سوال میرے محکمے سے متعلق ہے ۔ وہ میرے پاس آئے تھے اور کہا کہ میری غلط فہمی دور ہو گئی ہے ۔

Mr. Speaker : May-be, he does not want to ask that question.

وزیر آبپاشی و برقیات : ان کو اس بات کا علم نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب ہم نشان زدہ سوالات لیتے ہیں ۔

ڈائریکٹر زرعی انجینئرنگ پنجاب کی تعلیمی قابلیت

*5312 ۔ **سردار محمد حاشق ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ڈائریکٹر زرعی انجینئرنگ پنجاب اس شعبہ میں ملازم ہونے سے پیشتر محکمہ تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے ختم ہونے کے بعد سابق ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور نے اس محکمہ سے اپنے تمام قسم کے فنڈز وغیرہ وصول کر لئے تھے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور نے کسی بھی ٹیکنیکل کالج سے کوئی فنی سند یا ڈگری حاصل نہ کرنے کے باوجود محض سابقہ حکومت کے دور میں شعبہ زرعی انجینئرنگ پنجاب میں ڈائریکٹر زرعی انجینئرنگ کا عہدہ حاصل کر لیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا تھیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی تعلیمی قابلیت کیا

ہے اور اس نے انجینئرنگ کا کون سا ڈپلوما یا ڈگری کس سال حاصل کی ؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی نہیں ۔ موجودہ ڈائریکٹر زرعی انجینئرنگ پنجاب صوبائی محکمہ زراعت میں تعیناتی سے پہلے محکمہ تھل ڈیویلپمنٹ کے ڈائریکٹر تھے ۔ اس عہدہ پر ترقی انہیں یکم جولائی 1969ء سے ملی تھی ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) درست بات یہ ہے کہ ڈائریکٹر مذکور نے پنجاب یونیورسٹی کے زرعی کالج لائل پور سے 1959ء میں بی ۔ ایس ۔ سی (ایگریکلچر) کا امتحان پاس کیا ۔ 1956ء میں جبکہ وہ ٹی ۔ ڈی ۔ اے کی زرعی مشینری تنظیم میں اسسٹنٹ انجینئر تھے کولمبو پلان کے تحت برطانیہ بھیجے گئے ۔ جہاں انہوں نے مکینیکل فارمنگ اور ورکشاپ ٹیکنیک کی اعلیٰ تربیت حاصل کی ۔

محکمہ زراعت کے زیر انتظام ورکشاپس کی تعداد

***5313 ۔ سردار چھ عاشق** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔

(الف) محکمہ زراعت کے زیر انتظام صوبہ میں کل کتنی ورکشاپس ہیں ۔ جن میں ٹریکٹروں وغیرہ کی مرمت کی جاتی ہے اور وہ کن کن شہروں میں واقع ہیں ۔

(ب) مذکورہ ورکشاپس میں یکم جنوری 1973ء تا 31 دسمبر 1973ء کل کتنے زمینداروں کے ٹریکٹروں کی مرمت کی گئی ہے اور اس سے کل کتنی رقم وصول ہوئی اور عرصہ مذکور میں تمام ورکشاپوں میں کام کرنے والے عملہ پر حکومت کو کتنی رقم خرچ کرنا پڑی اور عرصہ مذکورہ میں حکومت نے ان ورکشاپوں میں کتنی مالیت کی مشینیں درآمد کر کے نصب کروائیں ؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) محکمہ زراعت کے زیر انتظام صوبہ پنجاب میں اس وقت اکیس ورکشاپس مندرجہ ذیل شہروں میں کام کر رہی ہیں :-

(1) بہاولپور ۔
(2) خانپور (ضلع رحیم یار خان)
(3) راولپنڈی ۔
(4) تلہ گنگ (ضلع کیمبلپور)
(5) لیہ (ضلع مظفر گڑھ)
(6) ڈیرہ غازی خان ۔
(7) ملتان ۔
(8) ساہیوال ۔
(9) لائل پور ۔
(10) جھنگ ۔
(11) سرگودھا ۔
(12) میانوالی ۔
(13) قائد آباد (ضلع سرگودھا)
(14) لاہور ۔
(15) گوجرانوالہ ۔
(16) سیالکوٹ ۔
(17) کیمبل پور ۔
(18) جہلم ۔
(19) گجرات ۔
(20) شیخوپورہ ۔
(21) بہاول نگر ۔

صرف ایک ورکشاپ زیر تکمیل ہے اس پر کام شروع ہو چکا ہے ۔ وہ لاہور میں ہے ۔

(ب) مذکورہ ورکشاپس میں یکم جنوری 1973ء سے 31 ۔ دسمبر 1973ء تک مختلف زمینداروں کے 188 ٹریکٹروں کی مرمت کی اور ان سے حکومت کو مبلغ 63,987 روپے وصول ہوئے ۔ ورکشاپوں پر جو عملہ متعین ہے ۔ وہ مندرجہ ذیل کام سر انجام دیتا ہے ۔

(1) شعبہ زرعی انجینئرنگ کی ساری مشینری از قسم بلڈوزر ۔ ٹریکٹر ، گڈیاز اور ٹیوب ویل مشینری کی مرمت ۔

(2) دوسرے سرکاری محکموں کی مشینری کی مرمت ۔

(3) کسانوں کے ٹریکٹروں اور مشینری کی مرمت ۔

جنوری 1973ء تا دسمبر 1973ء مندرجہ بالا تینوں قسم کے کاموں کو سر انجام دینے والے عملہ پر مبلغ 16,70,154·36 روپے خرچ ہوئے ۔

عرصہ مذکورہ میں حکومت نے کوئی مشینری درآمد کر کے ان ورکشاپوں میں نصب نہیں کی جو ورکشاپیں مکمل ہو چکی ہیں ۔ ان میں

مشینری بہت عرصہ پہلے نصب کی جا چکی ہے ۔ کل مشینری کی قیمت 65,85,206.66 روپے بنتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری ۔ جناب والا ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ لاہور کی ورکشاپ کی تکمیل ہو چکی ہے اور باقی کیمبل پور ، جہلم اور گجرات میں زیر تکمیل ہیں ۔ ان کی تکمیل ہونے کی کب تک توقع ہے ؟

وزیر آبپاشی و برق قوت : جناب والا ! وہ غلط سمجھے ہیں ۔ باقی ساری مکمل ہو چکی ہیں ۔ صرف لاہور کی زیر تکمیل ہے ۔ آدھا کام باقی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : مجھے سمجھنے میں غلطی لگی ۔ وہ بجا فرما رہے ہیں انہوں نے جواب میں پڑھا ہے کہ مذکورہ بالا مقامات کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر ورکشاپس کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہاں لکھا ہوا تو ہے ، انہوں نے پڑھا نہیں ۔

سید لابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ جنوری سے دسمبر 1973ء تک ورکشاپوں سے کیا آمدنی ہوئی ؟

مسٹر سپیکر : آمدنی سے مراد آپ کی گراس آمدنی ہے ؟

سید لابش الوری : جی ہاں ، گر اس آمدنی ۔ اس کا خرچ بتایا گیا ہے ۔ اور مشینری کی قیمت بھی موجود ہے ۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ایک سال میں ان ورکشاپوں سے حکومت کو کیا آمدنی ہوئی ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ابھی تو محکمے کے ٹریکٹر وغیرہ ہیں یا کوئی اور مشینری ہے اسے مرمت کرتے ہیں ۔ لیکن جو پرائیویٹ لوگوں کا کام کیا گیا ہے اس سے 59 ہزار روپے آمدنی ہوئی ہے اور جو دوسرے محکمے ہیں ان سے 82389/25 روپے آمدنی ہوئی ہے ۔ باقی اپنے محکمے کی جو مرمت ہوئی ہے اس کے لیے کوئی ریکارڈ میرے پاس نہیں ہے ۔

سید لابش الوری : جناب والا ! وہ کرائے پر بلڈوزر دیتے ہیں ٹریکٹر دیتے ہیں تو اس کی آمدنی علیحدہ ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو آپ مرمت کے متعلق ہی سوال پوچھ رہے ہیں کہ مرمت سے کیا آمدنی ہوئی ۔

سید تابش الوری : نہیں جناب میں تو ٹوٹل آمدنی پوچھ رہا ہوں ۔ مرمت کا تو اس میں بتا دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اور یہ اصل سوال بھی مرمت کے ہی متعلق ہے اس لیے یہ ضمن سوال نہیں پوچھا جا سکتا ۔ یہ تو صرف مرمت کے متعلق ہے کہ کتنی ورکشاپیں ہیں اور کتنی مرمت کرتی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ کیا ورکشاپوں کے طریقہ کار سے وزیر موصوف ذاتی طور پر مطمئن ہیں کہ وہ تسلی بخش ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! ہر کام میں اصلاح کی گنجائش ہوتی ہے ۔ ترقی کی گنجائش ہوتی ہے ۔ میرے فاضل دوست کسی ورکشاپ کے کام سے مطمئن نہ ہوں تو میرے نوٹس میں لائیں ۔ میں اس کے لیے پوری کوشش کروں گا کہ یہ کام ٹھیک طور پر ہو سکے ۔

تحصیل شجاع آباد میں آم کے درختوں پر آبیانہ کی معافی

***5658 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس سال سخت سردی کی وجہ سے تحصیل شجاع آباد میں آم کے پھل کو بہت نقصان پہنچا تھا اور بعض باغات اور درخت تو اس قدرتی آفت سے بالکل تباہ ہو گئے تھے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مذکورہ باغات اور درختوں پر اس کا آبیانہ معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی و برق قوت (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) اس سال سردی کی وجہ سے تحصیل شجاع آباد میں آم کے درختوں کو بعض جگہوں پر جزوی طور پر نقصان پہنچنے کی اطلاع ملی ہے ۔ یہ درست نہیں کہ بعض باغات اس آفت سے بالکل تباہ ہو گئے تھے ۔

(ب) جہاں تک منظور شدہ باغات کا تعلق ہے انہیں اضافی پانی دیا جاتا ہے اور معاہدہ جو کہ محکمہ اور اضافی پانی لینے والے مالک باغ کے درمیان لکھا جاتا ہے اس کی رو سے باغ کو کوئی معافی آبیانہ نہیں دی جاتی ۔ جب تک گورنمنٹ اس علاقے کو اپنے خاص حکم کے ذریعے آفت زدہ قرار نہ دے ۔ اور معافی کے متعلق ہدایات جاری نہ کر دے ۔ دونوں فریق جو کہ اس معاہدے پر برضا و رغبت دستخط کرتے ہیں پابند تصور ہوتے ہیں ۔

غیر منظور شدہ باغات کے متعلق مالک باغ اگر یہ سمجھے کہ اس کی فصل کو نقصان پہنچا ہے ۔ تو اسے باقی فصلوں کو نقصان پہنچنے کی صورت میں باغ کی فصل کے لیے بھی زیر قاعدہ نمبر 20 کینال ایکٹ آبیانے کی معافی کی درخواست دینے کا حق حاصل ہے ۔ ایسی درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ فصل ربیع 74-1973ء کے لیے 20 جنوری 1974ء تھی ۔ مگر کسی مالک باغ علاقہ شجاع آباد سے چیف انجینئر ملتان کی رپورٹ کے مطابق کوئی درخواست اندریں بارہ اندر میعاد موصول نہیں ہوئی ۔ درخواست کی عدم موجودگی میں آبیانے کی معافی کے معاملے پر غور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

چوہدری امان اللہ لک : سوال نمبر 5843 ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! اس میں میری گذارش یہ ہے کہ فی ایکڑ خرچ کی بجائے غلطی سے فی من محکمے نے خرچ نکالا ہے اس کا یا تو پھر حساب خود کر لیں یا اس کو repeat فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : کیوں میاں صاحب کیا سوال کو repeat کر دیں ۔

میاں خورشید انور : repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ جواب سے مطمئن ہیں ۔ ویسے تو سوال کا مقصد ہی بگڑ گیا ہے اصل میں تو وہ فی ایکڑ پیداوار کا موازنہ کرنا چاہتے تھے بہرحال آپ اسے پڑھ دیں ۔

میاں خورشید انور : اس کے repeat کرنے کا بھی فائدہ نہیں ہے اور اس کو پڑھنے کا بھی ۔ کیونکہ میں نے یہ سوال 72-1971ء کا دیا ہوا ہے

اور یہاں جواب آج آ رہا ہے۔

مسٹر سپیکر : ہمارے لیے نہیں تو آئندہ کسی آنے والے کے کام ہی آ جائے گا۔

میاں خورشید انور : آنے والے کے کس کام آئے گا میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں ۔ جناب والا ! دو سال قبل یہ سوال دیا گیا تھا۔ ان حالات میں اس کی کوئی افادیت نہیں ہے اب آپ ہی غور فرمائیں کہ دو سال کے بعد یہ جواب ملتا ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ نے 1975ء میں دیا تھا۔

میاں خورشید انور : 75 میں کب جناب ؟ کیا تاریخ تھی ؟

مسٹر سپیکر : تاریخ کا تو مجھے پتہ نہیں پچھلے سال سردی کا آپ نے ذکر کیا ہے تو میں نے سوچا کہ اس سال تو سردی پڑی نہیں پچھلے سال ہی پڑی تھی۔

میاں خورشید انور : اس کو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جناب۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے جی۔ وہ سوال ہی نہیں پوچھ رہے۔

کاشت کاروں سے کپاس کی خرید

*5845 ۔ **میاں خورشید انور :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1973-74ء میں صوبہ میں کل کتنی کپاس پیدا ہوئی ۔ اس پر فی ایکڑ کیا لاگت آئی ۔ صوبہ میں اس فصل کی فی ایکڑ اوسط پیداوار کیا رہی۔

(ب) ایک من کپاس کی زیادہ سے زیادہ اور کم از کم قیمت جو کہ سال مذکور میں کاشت کاروں کو ملی ۔ کیا تھی۔

(ج) کیا حکومت بڑھے ہوئے اخراجات کے پیش نظر کاشت کاروں کپاس کی معقول قیمت دلانے کا کوئی منصوبہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل بیان کی جائے۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار نصراللہ خان دریشک) (الف) : 1973-74ء میں صوبہ پنجاب میں سرکاری تخمینہ کے مطابق روئی

کی کل 25.26 لاکھ گانٹھیں پیدا ہوئیں فی ایکڑ لاگت کا تخمینہ تقریباً 741.52 روپے ہے ۔ فی ایکڑ پیداوار کا اندازہ 10.56 من کپاس لگایا گیا ہے ۔

(ب) 1973-74ء میں پنجاب کی مشہور منڈیوں میں کپاس کا کم از کم نرخ 60 روپے فی من اور زیادہ سے زیادہ 106 روپے فی من رہا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ حکومت کاشت کاروں کو مناسب دام دلانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے ۔

(1) کاشت کاروں کی سہولت کے لیے روئی کی برآمدی کارپوریشن نے ملتان میں اپنا دفتر کھول دیا تھا اور روئی کی خرید شروع کر دی تھی ۔

(2) حکومت نے بنکوں کو ہدایت کی کہ وہ کپاس اور روئی کی تجارت اور ضرورت کے لیے قرضہ کی سہولتیں نرم کر دیں اور مل مالکان و جنرز کی حد قرضہ بڑھا دیں ۔ نیز ان کے پاس جتنے سٹاک موجود ہیں اس کے عوض قرضہ دیں ۔

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام درگاہوں اور اراضیات سے آمدن

*6874 ۔ **ملک چاند اعظم** : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں اس وقت محکمہ اوقاف کی تحویل میں کل کتنی درگاہیں اور اراضیات ہیں اور ان سے مالی سال 1973-74ء میں کتنی آمدنی ہوئی اور ان پر اس عرصہ میں کل کتنا خرچ ہوا ۔ کیا حکومت کی طرف سے متذکرہ درگاہوں اور اراضیات کی آمدنی میں مزید اضافہ کے لیے کوئی اقدام کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : 1۔ محکمہ اوقاف کی تحویل میں سال 1973-74ء کے دوران 678 درگاہیں اور آراضی تعدادی 207260 ایکڑ تھی ۔ جن کی کل آمدنی 4024156 روپے (اسی لاکھ چوبیس ہزار نو سو چھپن روپے) ہوئی ۔

2 ۔ سال 1973-74ء کے دوران مذکورہ بالا درگاہوں اور اراضی وغیرہ

کے انتظام پر 4244359 روپے - (بیالیس لاکھ چوالیس ہزار تین سو انسٹھ روپے) خرچ کئے گئے -

3 - جی ہاں -

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وہ کون سے اقدامات ہیں جو آمدنی میں اضافہ کے لیے کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر اوقاف : آمدنی کا اضافہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جو درس گاہیں یا درگاہیں یا خانقاہیں ہیں یا اراضی محکمہ اوقاف کی ہے لیکن وہ لوگوں کے قبضہ میں ہیں ان کو ہم اپنی تحویل میں لے لیں اور اس کے علاوہ اپنی نگرانی جو ہے اسے سخت کر دیں تا کہ کوئی بھی کسی چور بازاری سے کسی طریقے سے خزانے سے پیسہ نہ نکال سکے -

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ! یہ مسلم اوقاف جو ہے اور یہ صوبے کے اختیار میں بھی ہے اس میں بہت سی زمین ایسے ہی بیکار پڑی ہوئی ہے اسے کارآمد بنایا جا سکتا ہے اور اس سے آمدنی حاصل کی جا سکتی ہے اور بھلا ہونا چاہیے - اس پر توجہ ہونی چاہیے -

وزیر اوقاف : ضرور کریں گے -

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ کتنی اراضی درگاہوں کی ہے جو حکومت کے قبضہ میں ہے اور کتنی اراضی ایسی ہے جو لوگوں کے قبضے میں ہے ؟

وزیر اوقاف : اس کے لیے الگ سوال دینا پڑے گا کیونکہ سارے پنجاب میں ایکسرسائز کرنا ہے اس کو کہ ہمارے قبضے میں کتنی ہے اور لوگوں کے قبضے میں کتنی ہے - ضلع وار کتنی ہے اور خانقاہ وار کتنی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : آمدنی آپ نے کہاں سے لے لی ؟

وزیر اوقاف : چونکہ آپ نے صرف آمدنی پوچھی تھی -

چوہدری امان اللہ لک : آمدنی میں اراضی بھی تو شامل ہے -

مسٹر سپیکر : وہ تو جواب میں دیا ہوا ہے کہ ان کے پاس کتنی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : آمدنی تو ہے لیکن اراضی نہیں بتائی -

مسٹر سپیکر : اراضی کے متعلق انہوں نے جواب میں بتایا تو ہے کہ 207260 ایکڑ ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے کتنی ہے جو حکومت کی تحویل میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تحویل کی بات ہی کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ساری کتنی ہے ۔

مسٹر سپیکر : 207260 ایکڑ تھی جو ان کی تحویل میں 1973-74ء میں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : باقی کتنی ہے جو ان کے قبضے میں نہیں ہے لیکن درگاہوں کی ملکیت ہے ۔

مسٹر سپیکر : یا تو آپ پہلے ان سے یہ پوچھیں کہ کیا کوئی ایسی درگاہیں اور درس گاہیں ہیں جن کی زمین پر ابھی تک قبضہ نہیں کیا گیا یا ابھی تحویل میں نہیں لی گئیں پھر اس کے بعد اگلا سوال ہوگا کہ وہ اراضی کتنی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : سوال تو یہی تھا جناب ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تو یہ پوچھا ہے کہ کتنی ہے جو آپ نے قبضے میں نہیں لی ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں یہی عرض کروں گا جناب کہ ایسی کتنی اراضی ہے جو اب تک محکمہ اوقاف نے قبضے میں نہیں لی ؟ جناب والا ! وہ تو وجوہات میں آئے گا کہ حکومت کن وجوہات کی بنا پر قبضہ نہیں دے سکی ہے یہ تو دوسرا سوال بھی ہو سکتا ہے ۔ لیکن اب جب آپ اراضی کی تفصیل بتا رہے ہیں ، تو آپ کے پاس یہ تفصیل بھی یقینی طور پر ہوگی کہ یہ اراضی ایسی ہے جس سے آمدنی ہوتی ہے یا بقایا اراضی ایسی ہے جس پر ہمارا قبضہ نہیں ہو سکا ۔

تحصیل خوشاب (سرگودھا) میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانا

*7026 **(الف) ۔ ملک غلام اعظم :** کیا وزیر مال اراضی از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے حکومت کیا عملی اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آب پاشی و برقی قوت (سردار نصراللہ خان دریشک) : تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی کی اصلاح اور سیم و تھور کے تدارک کے سلسلے میں حکومت نے دریائے جہلم تک تقریباً 30 میل لمبی سیم نالیاں کھودی ہیں اور 13 میل لمبی سیم نالی کی کھدائی پر کام جاری ہے ۔ جس میں سے بارہ میل تک کام مکمل ہو چکا ہے ۔ مزید سیم نالیاں کھودنے کے بارے میں سکیمیں بنانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ حکومت نے مختلف نہری رقبہ جات میں سیم اور تھور کے تدارک کے سلسلے میں واپڈا کو سروے کرنے اور تفصیلی رپورٹیں تیار کرنے کے لئے بھی ہدایت کی ہے ۔ ان رقبہ جات میں تحصیل خوشاب کا رقبہ جو تھل نہر کے زیر آب پاش ہے بھی شامل ہے ۔ ان سکیموں کی تفصیلی رپورٹوں کی روشنی میں مزید عملی اقدامات بھی کئے جا سکیں گے ۔

ملک غلام اعظم : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ تحصیل خوشاب کی اراضی جو بہت بری طرح اور بڑی تیزی سے سیم و تھور سے متاثر ہو رہی ہے اور تباہ و برباد ہو رہی ہے اس سے متعلق سروے اور رپورٹیں کتنی جلدی منگوائی جا سکیں گی ؟

وزیر آب پاشی : جناب والا ! اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے اسی وجہ سے جناب وزیر اعظم کے حکم کے تحت پنجاب میں ایک بہت بڑا پروگرام شروع کیا ہے جس میں متاثرہ علاقوں کو شامل کیا گیا ہے اور تحصیل خوشاب کو بھی پائلٹ پراجیکٹ میں اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے رکھا گیا ہے ۔ اور سال 1976-77 کے شروع میں سروے کا کام شروع کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ اس ہاؤس میں ایک باقاعدہ بیان بھی دینا چاہتے تھے ۔

وزیر آب پاشی : سوموار کو جناب والا ! میں اس سلسلہ میں ایک بیان دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

حضرت پیر سید سلطان احمد قتال رحمت اللہ علیہ کی خانقاہ کی مرمت

*7185 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** : کیا وزیر اوقاف میرے نشان زدہ سوال نمبر 4672 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 29 ۔ اکتوبر 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت جلال پور پیروالہ (ملتان) میں حضرت پیر سید سلطان احمد قتال رحمت اللہ علیہ کی خانقاہ شریف کے گنبد پر سفیدی اور پلستر کی تجدید اور مرمت کے کام کو کب تک مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : محکمہ نے مبلغ 7300 روپے کا تخمینہ امسال منظور کیا ہے جس میں خانقاہ شریف کے گنبد کے اس حصہ کو چھوڑ کر جس پر کاشی کاری کا کام کیا ہوا ہے باقی حصہ کا رنگ و روغن، مرمت اور ملحقہ مسجد کی خصوصی مرمت شامل ہے ۔ وہ انشاء اللہ موجودہ مالی سال ہی میں ختم کیا جائے گا ۔

جہاں تک پلستر کی تجدید کا تعلق ہے محکمہ (درگاہ جو کہ خسارہ میں ہے) کی محدود آمدنی کے پیش نظر آئندہ مالی سالوں میں مختلف مراحل میں مکمل کرنے کی کوشش کرے گا ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! وزیر موصوف نے ابھی ابھی جواب میں بتایا ہے کہ حضرت پیر سید سلطان احمد قتال رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ خسارہ میں ہے تو کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ خسارے کی وجہ کیا ہے ۔ ؟

مسٹر سپیکر : خسارے کی وجہ آمدنی کم خرچ زیادہ ہے یا کوئی اور بھی وجہ ہے ؟

وزیر اوقاف : جناب والا ! یہی وجہ ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! یہ بہت بڑی درگاہ ہے اور آمدنی بھی کافی معقول ہوتی ہے ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کیا ایسا ملازمین کی بددیانتی کی وجہ سے ہے ؟

مسٹر سپیکر : اب آپ کا سوال بنتا ہے ورنہ تو خسارے کی ایک ہی وجہ ہوتی ہے کہ آمدنی کم اور خرچ زیادہ ۔

قاضی عبد اسماعیل جاوید : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کروائیں گے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی انکوائری کروائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں یہ سوال آپ کا بنتا نہیں ہے ۔

وزیر اوقاف : جناب والا ! پھر بھی میں فاضل ممبر کی تسلی کروا دینا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس بات کی پوری انکوائری کریں گے ۔ اور جو بھی قصوروار ثابت ہوا اس کے خلاف پوری کارروائی کی جائے گی ۔

حضرت پیر سید سلطان احمد قتال رحمت اللہ علیہ کے نگران خلیفہ عبدالمجید کو مہنگائی الاؤنس کی عطائیگی

***7186 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر اوقاف میرے نشان زدہ سوال نمبر 4077 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 19 اکتوبر 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جلالپور پیروالہ (ملتان) میں دربار حضرت پیر سید سلطان احمد قتال رحمۃ اللہ علیہ کے نگران خلیفہ عبدالمجید کو ہمہ وقتی ملازم کرنے کا جو معاملہ حکومت کے زیر غور تھا اس کے بارے میں کیا کارروائی کی گئی ہے اور نگران مذکور کو کب تک مہنگائی الاؤنس عطا کر دیا جائے گا ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : جی ہاں نگران خلیفہ عبدالمجید کو 10 جنوری 1976ء سے نیشنل پے سکیل نمبر 1 دے دیا گیا ہے ۔ اور ہمہ وقتی ملازم ہونے کی وجہ سے اب اس کی تنخواہ 18 روپے ماہوار سے ایزاد ہو کر مبلغ دو سو دس روپے ماہوار ہوگئی ہے ۔

دربار حضرت سائیں ثابت شاہ کوٹ نکہ کی مرمت

***7344 ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) دربار حضرت سائیں ثابت شاہ آف کوٹ نکہ ضلع گوجرانوالہ کو محکمہ اوقاف نے کس تاریخ کو اپنی تحویل میں لیا تھا اور اب تک مذکورہ دربار سے کل کتنی آمدنی ہوئی ۔ سال وار تفصیل بتائی جائے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ دربار کی حالت بہت خستہ ہے اور محکمہ نے مذکورہ آمدنی میں سے مرمت وغیرہ پر کوئی خرچ نہیں کیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دربار کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان): (الف) دربار حضرت سائیں ثابت شاہ آف کوٹ فکہ ضلع گوجرانوالہ کو محکمہ اوقاف نے مورخہ 25-5-62 کو اپنی تحویل میں لیا تھا جب کہ دخل قبضہ 8 جون 1962ء کو لیا گیا مذکورہ دربار سے کل آمدن مبلغ 44308.68 روپے ہوئی جس کی سال وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

	روپے
1961-62ء	50.08
1962-63ء	21997.22
1963-64ء	1862.52
1964-65ء	833.35
1965-66ء	1333.72
1966-67ء	1261.66
1967-68ء	1436.74
1968-69ء	1857.28
1969-70ء	1682.04
1970-71ء	1096.90
1971-72ء	1620.65
1972-73ء	4298.96
1973-74ء	3189.33
1974-75ء (اپریل 1975ء تک)	3588.23
	44308.68

(ب) محکمہ نے دربار کی مرمت عام پر 800 روپیہ اور مرمت خاص پر 60 روپے خرچ کئے۔

(ج) محکمہ نے دربار مذکورہ کی مرمت کا تخمینہ مبلغ 20975 روپے تیار کروا لیا ہے۔ جس پر اگلے مالی سال میں عمل درآمد کیا جائے گا۔

محکمہ اوقاف کا بنکوں سے لین دین

*7471 **چوہدری لال خان** : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ اوقاف کی رقم کا لین دین علاوہ کن کن بنکوں کے ذریعہ ہوتا ہے اور بنکوں سے حاصل ہونے والا سود کن مقاصد یا کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : محکمہ اوقاف کے قواعد و ضوابط کے تحت رقم کا لین دین صرف نیشنل بنک آف پاکستان کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور کرنٹ حساب پر کوئی سود نہیں ملتا۔ گورنمنٹ پنجاب کی واضح ہدایات کے مطابق اوقاف کا تمام محفوظ سرمایہ اب ڈاک خانہ میں رکھ دیا گیا ہے اور اس پر جو رقم بطور نفع وصول ہوتی ہے۔ اسے بھی ڈاک خانہ ہی میں بطور محفوظ سرمایہ رکھ دیا جاتا ہے تاکہ محفوظ سرمایہ کی رقم میں اضافہ ہوتا رہے اور محکمہ کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے رقم فراہم ہوتی رہے۔

جوہر آباد ضلع سرگودھا میں جیل کی تعمیر

*7497 - **سید کاظم علی شاہ کرمانی** : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جوہر آباد ضلع سرگودھا میں اٹک جیل بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے اور اس کے لئے کچھ عرصہ پہلے اراضی بھی مختص کی گئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس جیل کی تعمیر کب شروع ہوگی اور کتنے عرصہ میں مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر جیل خانہ جات (رانا اقبال احمد خان) : (الف) یہ غلط ہے کہ

جوہر آباد ضلع سرگودھا میں جیل کی تعمیر کرانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے اس زمین کو جو اس منصوبہ کے لئے پچھلی دفعہ مخصوص کی گئی تھی مالک کو واپس کر دینے کی بابت سفارش کر دی گئی تھی۔ کیونکہ یہ زمین ناقابل کاشت بنجر و سیم زدہ ہونے کی وجہ سے تعمیر جیل کے لئے موزوں نہیں تھی۔

(ب) جزو (الف) بالا کی روشنی میں اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔

ضلع ڈیرہ غازی خان کو سکارپ ایریا قرار دینا

*7636 ۔ **سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ** : کیا وزیر آب پاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت ضلع ڈیرہ غازی خان کو سکارپ ایریا بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کس سال تک اس منصوبہ کی تکمیل کی جائے گی ؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار نصر اللہ خان دریشک) : ضلع ڈیرہ غازی خان کا رقبہ ڈی جی۔ خان نہر کے زیر آب پاش ہے اس نہر کا کل 9 لاکھ 68 ہزار ایکڑ رقبہ سیم و تھور کے تدارک کے لئے Accellerated P:ogramme میں شامل کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت کی ہدایت کے مطابق Accellerated Programme کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری واپڈا پر ہے۔ ڈی۔ جی۔ خان نہر کے تقریباً 2 لاکھ ایکڑ رقبے پر واپڈا نے سروے اور پلاننگ کا کام شروع کر دیا ہے۔ پلاننگ رپورٹوں کی روشنی میں وفاقی حکومت کی منظوری کے بعد عمل در آمد کیا جائے گا۔

رقبہ جات کو وارہ بندیوں میں شامل کرنا

*7650 ۔ **چوہدری عبدالغنی** : کیا وزیر آب پاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں کافی رقبہ جات ایسے ہیں جو سی سی اے میں تو شامل نہیں مگر انہیں پانی بدستور دیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ رقبہ جات کو سی سی اے میں شامل کر کے وارہ بندیوں میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آب پاشی و برقی قوت (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست نہیں ہے کہ صوبہ میں ایسے کئی رقبہ جات ہیں ۔ جو رقبہ جات سی ۔ سی ۔ اے (CCA) میں شامل نہیں ہیں ان کو پانی کی مستقل سپلائی خلاف ضابطہ ہے ۔

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کے پیش نظر جب کوئی ایسا کیس محکمہ کے علم میں آتا ہے ۔ اس کے متعلق ضروری کارروائی کی جاتی ہے ۔

چوہدری عبدالغنی : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ جب مستقل وارہ بندی نہیں ہوتی اور جو سی ۔ سی ۔ اے میں پانی ہوتا ہے وہ تمام رقبے کو دیا جاتا ہے اور مستقل وارہ بندی ہونے پر وہ پانی کاٹ دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! ڈویژن بہاول پور میں بہت سارا رقبہ uncommanded ایسا ہے جس کو پانی دینا ضروری ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! uncommanded رقبہ کو سی ۔ سی ۔ اے میں شامل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پانی بھی مہیا ہو اور اس وقت تک جو میرے پاس رپورٹ ہے ان کے مطابق سی ۔ سی ۔ اے میں شمولیت کے لئے درخواستیں بہت زیادہ ہیں اور بہاول پور ڈویژن میں کہیں بھی پانی فالتو نہیں ہے ۔ فالتو پانی صرف اس صورت میں مہیا ہوتا ہے جب کوئی سڑک بنے یا نہر بنے اور وہ رقبہ اس سے کٹ جاتا ہے اور پانی بچ جاتا ہے اس قسم کا کسی خاص علاقہ میں جہاں پانی فالتو ہو اور رقبہ uncommanded ہو اور پھر اگر یہ سی ۔ سی ۔ اے میں شامل کروانا چاہیں تو میرے نوٹس میں لائیں اس کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں گے ۔

چوہدری عبدالغنی : جناب والا ! ایسا uncommanded رقبہ عوام میں تقسیم کیوں کیا گیا ۔ اگر اس کو پانی نہیں دینا تھا تو اس کی قیمت کیوں وصول کی گئی ؟

وزیر آب پاشی : جناب والا ! یہ سوال اس سے متعلقہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو اس کا جواب کیا بنتا ہے ؟

وزیر آب پاشی : جناب والا ! ویسے تو یہ مشتری ہوشیار باش والا

فارمولا ہے ۔

چوہدری عبدالغنی : جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ اگر وہ uncommanded رقبہ تھا تو لوگوں کو تقسیم کیوں کیا گیا ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ uncommanded کے لئے پانی کی مستقل سپلائی خلاف ضابطہ ہے ، تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسے رقبے کو عارضی پانی سپلائی کیا جا رہا ہے یا نہیں ، اس قسم کی کوئی پروویژن ہے یا نہیں ؟

سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ مستقل سپلائی خلاف ضابطہ ہے ۔ عارضی سپلائی تو خلاف ضابطہ نہیں ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! درخواست دی جائے اور پانی بھی مہیا ہو تو حکومت کو اس سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہے حکومت بڑی خوشی سے پانی دے گی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ uncommanded رقبہ جات کو کمانڈڈ رقبہ جات قرار دینے کے متعلق اختیارات چیف انجینئر کی بجائے خود وزیر موصوف کے پاس ہیں ؟

وزیر آبپاشی : نہیں جناب یہ صحیح نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف تربیلا سے پانی کی فراہمی کے بعد uncommanded رقبہ کو کمانڈڈ رقبہ قرار دینے پر تیار ہیں ؟

وزیر آبپاشی : یقیناً جناب والا !

چوہدری عبدالغنی : جناب والا : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ تربیلا کا پانی ملنا کب شروع ہو گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا : کیا وزیر موصوف بیان کریں گے کہ ٹی ۔ ڈی ۔ پی ۔ اے میں جو رقبہ دیا گیا ہے وہ منظور شدہ پانی کے مطابق سیراب ہو رہا ہے یا نہیں ؟ پانی کی مقدار منظور شدہ مقدار سے ہم آہنگ ہے یا نہیں ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! انہوں نے سارے پنجاب کا پوچھا ہے اس کے لئے علیحدہ سوال دیں ۔ دراصل پانی کی سپلائی کے لیے ہر نہر کے لیے علیحدہ علیحدہ طریق کار ہے perennial and non perennial سسٹم ہیں ۔ ہر نہر میں اپنے اپنے سسٹم سے پانی جاری کیا جاتا ہے ۔ یہ

کسی مخصوص نہر کا فرمائیں یا اس کے لیے علیحدہ سوال کریں ۔ تو میں کچھ عرض کر سکتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! پانی کا ضیاع ہو رہا ہے ۔ ڈی۔ڈی۔اے میں منظور شدہ رقبہ کے لیے پانی کی ایک خاص مقدار مقرر ہے اور باقی پانی چینل نہ ہونے کی وجہ سے اور موگے نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : کس بات پر یہ capacity of canal depend کرتا ہے to carry water یا کسی اور بات پر ؟ ان کی بنیاد کس بات پر ہے ؟ غالباً ان کی بنیاد اس پر ہے جو اخبار میں آیا ہے کہ جب پانی آئے گا ۔ تو اتنا ضائع ہو جائے گا ۔ یہی بیک گراؤنڈ ہے غالباً ان کی بات کا ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا : پچھلے سالوں میں پانی کی سپلائی میں کمی اور ڈیمانڈ زیادہ تھی ۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ ضرورت کے مطابق پانی ملے گا ۔ اور صحیح استعمال ہو گا ۔ اگر یہ کسی خاص علاقے کے متعلق نشاندہی کریں تو میں اس کی انکوائری کراؤں گا ۔

رقبہ جات کو سی سی اے سے خارج کرنا

***7650 (الف) ۔ چوہدری عبدالغنی** : کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں کافی رقبہ جات سی سی اے میں شامل ہونے کے باوجود پانی سے محروم ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رقبہ جات کو سی سی اے سے خارج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و برق قوت (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کے پیش نظر جز (ب) کے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

صوبہ میں کھاد کی فروخت

***7651 ۔ سردار امجد حمید خان دستی** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) وحدت مغربی پاکستان کے علاوہ پنجاب میں 1968ء میں کھاد کے کارخانوں کی تعداد کیا تھی اور آج کل کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ کارخانوں سے عوام کو کھاد 1968ء میں کس بھاؤ فروخت کی جاتی تھی اور آج کل کس بھاؤ فروخت کی جا رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی و برق قوت (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) 1968ء میں 4 کارخانے تھے اور اب 5 ہیں ۔

(ب) 1968ء میں اور اس وقت مختلف اقسام کی کیمیائی کھادیں مندرجہ ذیل قیمتوں پر فروخت کی جا رہی ہیں ۔

یوریا ملتان	یوریا داؤد ایمونیم سلفیٹ	ایمونیم نائٹریٹ	سنگل سپر فاسفیٹ
ہرکولیس داؤد خیل ملتان		جڑانوالہ/لائل پور	
وزن بوری 50 کلو گرام	وزن بوری 50 کلوگرام	وزن بوری 50 کلو گرام	وزن بوری 87.5 پونڈ
وزن بوری 50 کلو گرام			
1968ء			
25.00 روپیہ	—	11.00 روپیہ	11.00 روپیہ
18.00 روپیہ			
موجودہ بھاؤ			
75.00 روپیہ	75.00 روپیہ	34.00 روپیہ	34.00 روپیہ
21.50 روپیہ			

کیمیائی کھاد کی قیمتیں وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے ۔

طلباء اور طالبات کو اسلامی تعلیم دینے کی درسگاہیں

***7768 ۔ سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1972ء سے اب تک لاہور ۔ ملتان ۔ لائل پور ۔ راولپنڈی ۔ اور مظفر گڑھ میں کتنی ایسی عمارات حکومت نے تعمیر کرائی ہیں جہاں طلباء اور طالبات کو صرف اسلامی تعلیم دی جا رہی ہے ؟

وزیر اوقاف (رانا اقبال احمد خان) : محکمہ اوقاف پنجاب نے 1972ء سے اب تک لاہور ۔ ملتان ۔ لائلپور ۔ راولپنڈی اور مظفر گڑھ میں کوئی ایسی عمارت تعمیر نہیں کروائی جہاں طلباء و طالبات کو صرف اسلامی تعلیم

دی جا رہی ہے ۔ البتہ پہلے سے جو محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی مدرسے چل رہے ہیں ان میں دینی تعلیم دی جا رہی ہے ۔

داؤد خیل تا موضع قریشیاں تھل کینال کے شکستہ حصوں کی مرمت

*8095 ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی میں داؤد خیل تا موضع قریشیاں تھل کینال کے مغربی اور مشرقی حصے بالکل ٹوٹ چکے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کینال کے شکستہ حصوں کی مرمت اور دیکھ بھال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ضلع میانوالی میں داؤد خیل تا موضع قریشیاں نہر تھل کے مشرقی و مغربی حصے بالکل ٹوٹ چکے ہیں ۔ البتہ کچھ حصوں میں نہر کی لائننگ (lining) اور پٹڑیاں مرمت طلب نہیں ۔

(ب) مندرجہ بالا حصوں کی پختہ lining اور پٹڑیوں کی مرمت حال ہی میں کر دی گئی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ! اس مرمت سے جو سیم پیدا ہو گیا ہے کیا اس کا کوئی تدارک فرمائیں گے ؟

وزیر آبپاشی ۔ ضرور کریں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ شکریہ جناب والا !

ڈاکٹر عبدالخالق ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے فاضل اراکین کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ قانون سازی کا کام باقی ہے ۔ اس لیے ممکن ہے کہ کل بروز ہفتہ اور سوموار کو 2 اجلاس کرنے پڑیں ۔

مسٹر سپیکر - آپ فاضل ممبران کو گزارش کریں کل اس پر غور کریں گے -

چھدری جمیل حسن خان منج : جناب والا! ہفتہ کو ہم نے پرائیویٹ کام کرنے ہوتے ہیں - اس لیے ہفتہ کو حسب دستور سابق سیشن نہ بلایا جائے - جمعہ کو بیشک دو اجلاس بلالیں -

مسٹر سپیکر : ضروری تو نہیں ہر بات وزیروں کی مان لیں - کبھی آپ کی بات بھی مان لینگے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! کب تک یہ اجلاس چلے گا ؟

مسٹر سپیکر : آپ کورم پورا کریں - صبح 8 بجے تشریف لائیں زیادہ سے زیادہ قانون سازی کا کام کریں تو اجلاس بھی جلد ختم ہو جائے گا - اب ہم اگلی آئیٹم پر آتے ہیں -

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

مسٹر عبدالغفار خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹرگاڑی بائے مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب شیخ عزیز احمد صاحب ایم - پی - اے - کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کی جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے -

اور سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹرگاڑی بائے مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب شیخ عزیز احمد صاحب ایم - پی - اے - کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی

رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک
توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالغفار خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی پائے
مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر
54 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب ملک محمد
اعظم۔ ایم۔ پی۔ اے۔ کے بارہ میں مجلس قائمہ
برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی
میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی پائے
مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر
54 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب ملک محمد اعظم
ایم۔ پی۔ اے۔ کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے
ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں
ایک ماہ تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (تجدید) جہیز و تحائف شادی
پنجاب مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت
1975ء) پیش کردہ جناب حاجی محمد سیف اللہ
خان۔ ایم۔ پی۔ اے۔ کے بارہ میں مجلس قائمہ
برائے لوکل گورنمنٹ۔ سماجی بہبود و اوقاف کی
رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک
توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (تجدید) جہیز و تحائف شادی پنجاب مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایم ۔ پی ۔ اے ۔ کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود و اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو ایم ۔ پی ۔ اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود و اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو ۔ایم ۔ پی ۔ اے ۔ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود و اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) حق شفعہ پنجاب مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1975ء) پیش

کردہ جناب ملک محمد اعظم - ایم - پی - اے -
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ
پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کی
جائے -

سپیکر: تحریک پیش کی گئی -

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) حق شفعہ پنجاب
مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت
1975ء) پیش کردہ جناب ملک محمد اعظم -
ایم - پی - اے - کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک
ماہ تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سید تابش الوری: جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس برائے استحقاقات کی سفارش کے مطابق
جناب علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب حاجی
محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری کی پیش
کردہ تحریک استحقاق نمبر 72 سے متعلق رپورٹ
پیش کرنے کی میعاد میں 31 مئی 76ء تک توسیع
کر دی جائے -

سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس برائے استحقاقات کی سفارش کے مطابق
جناب علامہ رحمت اللہ ارشد جناب حاجی
محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری کی پیش

کردہ تحریک استحقاق نمبر 72 سے متعلق رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 مئی 76ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ جناب سید طاہر احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب دربارہ ڈپٹی کمشنر لائل پور کے احکامات مورخہ 24-11-75 اور 29-11-75 سے متعلق محرک کے برادران نسبتی کی فیکٹری کو سربمہر کرنے اور پاک مین انجینئرز کے گرانے سے متعلق مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ جناب سید طاہر احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب دربارہ ڈپٹی کمشنر لائل پور کے احکامات مورخہ 24-11-75 اور 29-11-75 سے متعلق محرک کے برادران نسبتی کی فیکٹری کو سربمہر کرنے اور پاک مین انجینئرز کے گرانے سے متعلق مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کیا جانا

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک استحقاق نمبر 10 پیش

کردہ رانا پھول محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کے غیر نشان شدہ سوال نمبر 130 کا غلط جواب مہیا کرنے سے متعلق برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق نمبر 19 پیش کردہ رانا پھول محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کے غیر نشان شدہ سوال نمبر 130 کا غلط جواب مہیا کرنے سے متعلق مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی۔ Now we come to the legislation۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! آپ نے آج کے دن کے لیے سیم اور تھور کے متعلق پاؤس کو اعتماد میں لینے کے لیے کہا تھا۔

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق تو یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ ہم سوموار کو ڈسکشن کریں گے۔ کیا آپ نے سنا ہی نہیں۔ میں پرائیویٹ ممبرز ڈے کھانا نہیں چاہتا۔

چوہدری امان اللہ لک : ٹھیک ہے جناب والا۔

مسئلہ استحقاق

سوال نمبر 7896 کا جواب غلط مہیا کرنے سے متعلق

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق نمبر 31 دی ہوئی تھی۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ سوال نمبر 7896 کے جزو (ب) و (ج) کا جواب قطعی غلط دیا گیا ہے جس سے اس ایوان کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں اس پر یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تا کہ اس کی چھان بین ہو جائے اور جو بھی اس کا ذمہ دار ہے اس کے خلاف کاروائی کی جائے۔

Mr. Speaker : It is referred to the Standing Committee on Privileges, the report to come within a fortnight.

تحاریک التوائے کار

پانچ مرلہ سکیم کے تحت دیے جانے والے پلاٹوں کی غیر منصفانہ تقسیم

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 86 ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ انجمن کاشت کاران پنجاب کے اجلاس منعقدہ 19 مارچ 1976ء میں اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے اظہار تشویش کیا گیا کہ حکومت پنجاب نے 5 مرلہ سکیم کے تحت دیے جانے والے پلاٹوں کی تقسیم غیر منصفانہ طریقے سے کی ہے اور انتظامیہ پنجاب اس سکیم کو فیل کرنے کے درپے ہے اور افسران کوئی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں ۔ کاغذات مال میں جو پلاٹ تقسیم ہوئے ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں چونکہ پلاٹ اکثر ایسی جگہوں پر دیے گئے ہیں جو جوہڑ اور نشیبی علاقے میں ہیں جن پر مکان تعمیر نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسے پلاٹ جن پر مکان بنائے جا سکتے ہیں ان کے قبضہ جات دینے میں حکومت پنجاب تساہل سے کام لے رہی ہے اور کسی جگہ بھی 5 مرلہ سکیم پر عمل درآمد کماحقہ نہ ہوا ہے ۔ حکومت کی اس مجرمانہ غفلت سے بے گھر لوگوں میں خاص طور پر اور عوام میں بالعموم بے چینی اور سراسیمگی پیدا ہو چکی ہے ۔

وزیر مال : جناب والا ! اس میں پہلا اعتراض تو یہ کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے 5 مرلہ سکیم کے تحت دئے جانے والے پلاٹوں کی تقسیم غیر منصفانہ طریقہ سے کی ۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ پلاٹوں کی تقسیم ''پیپلز ولیج کمیٹی'' کی سفارشات پر کی جاتی ہے ۔ ''پیپلز ولیج کمیٹی'' 5 ممبران پر مشتمل ہوتی ہے جن میں سے ایک ممبر غیر مالک کاشت کاران کا نمائندہ لازمی طور پر ہوتا ہے ۔ ممبران کمیٹی میں صرف ایسے باشندگان دیہہ نامزد کئے جاتے ہیں جو اپنے موضع یا چک کے لوگوں میں عزت اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور جو دیانت دار اور راست باز ہوں ۔ رہائشی سکیم بھی متعلقہ کلکٹر ''پیپلز ولیج کمیٹی'' کے مشورہ سے تیار کرتا ہے ۔ جو متعلقہ موضع یا چک میں اجلاس عام میں پڑھی اور سنائی جاتی ہے اور جو اعتراضات موقع پر کئے جائیں ان پر غور کر کے مناسب

کارروائی کی جاتی ہے ۔ تحریک التوا میں پلاٹوں کی غیر منصفانہ تقسیم کے بارے میں کوئی واضح مثال نہیں دی گئی ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ الزام بے بنیاد ہے ۔ مختلف اضلاع سے آمدہ اعداد و شمار کے مطابق مستحق بے گھر افراد کو بسانے کے لئے تقریباً 10 ہزار ایکڑ ملکیتی اراضی اب تک حاصل کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ دو لاکھ کے قریب ایسے قابضین کو جنہوں نے شاملات اور آبادی دیہہ میں 0٪ دسمبر 73ء سے قبل مکانات تعمیر کر رکھے ہیں ان کو بھی مالکانہ حقوق دیے جا چکے ہیں ۔

یہ الزام کہ انتظامیہ پنجاب اس سکیم کو فیل کرنے کے درپے ہے اور افسران کوئی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں غلط ہے ۔ اس ضمن میں بھی کوئی واضح مثال فاضل ممبر نے اس ایوان کے سامنے پیش نہیں کی ۔ میں خود اور ممبر بورڈ آف ریونیو (نو آبادیات) اس سکیم کی پروگریس کا جائزہ لینے کے لئے متعدد افسران کے ساتھ میٹنگز کرتے رہتے ہیں ۔ اور مختلف قسم کی حائل دشواریوں کو دور کرنے کے لئے کامیاب کوشش کرتے ہیں ۔ کمشنرز ، ڈپٹی کمشنرز ، اسسٹنٹ کمشنرز اور دیگر افسران پنجاب اس سکیم پر صحیح طور پر عمل درآمد کرنے کے کام کا جائزہ لینے کے لئے دور دراز علاقوں کا دورہ بھی کرتے رہتے ہیں ۔ ڈپٹی کمشنرز کو ہدایات دی گئی ہیں کہ پروگریس کا جائزہ افسران بالا کی ماہانہ میٹنگز میں بھی لیا کریں ۔ کمشنران افسران کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اور ڈپٹی کمشنران نے اس کام کی تکمیل کے بارے میں ہر ماہ گوشوارے بابت تفصیل کام الاٹمنٹ بورڈ آف ریونیو میں بھیجنے ہوتے ہیں ۔ جو ان کے کام کا لازمی حصہ ہے ۔ یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس سکیم پر فی الواقع اور کامیاب عمل درآمد ہو سکے ۔ میں خود بھی ہمیشہ دور دراز کے گاؤں جا کر سکیم کے بارہ میں پوچھتا رہتا ہوں ۔ میں نے پنجاب کے کمشنران سے اس بارے میں مورخہ 29-3-76 کو میٹنگ لاہور میں کی ہے ۔ جس میں ایڈیشنل فنانس سیکرٹری پنجاب نے بھی محکمہ فنانس کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کی ۔ اس اجلاس میں نہایت اہم فیصلے کئے گئے ۔ کمشنران کو ہدایت کی گئی کہ وہ کام کی رفتار تیز کریں ۔ میں نے پنجاب کے دور دراز علاقوں کے دورے میں بھی اس سکیم کی پروگریس کے بارے میں وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا ہے اور مقامی افسران کے ساتھ

میٹنگز کر کے موقع پر فیصلے کئے ہیں ۔

یہ الزام بھی غلط ہے کہ کاغذات مال میں جو پلاٹ تقسیم ہوئے ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ اس بارے میں بھی کوئی واضح مثال نہیں دی گئی ۔ واقعہ کی حقیقت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اب تک اس سکیم کے تحت چھ لاکھ سے کہیں زیادہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی جا چکی ہے جب کہ جون 1976ء کے آخر تک اس تعداد میں کافی اضافہ ہو سکتا ہے ۔ یہ الزام بھی غلط ہے کہ پلاٹ اکثر ایسی جگہوں پر دئے گئے ہیں جو جوہڑ اور نشیبی علاقے میں ہیں جن پر مکان تعمیر نہیں ہو سکتے ہیں ۔

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں مثال کے طور پر میٹل ہسپتال کے سامنے کی زمین کے بارے میں بتا سکتی ہوں جس کے لئے امید واروں نے کچھ پیسوں کے ساتھ فارم داخل کئے ہیں اور وہ میرے پاس دن رات آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کچھ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : بیگم صاحبہ ۔ یہ شہری رقبے کے متعلق نہیں ہے ۔

وزیر مال : جناب والا ! یہ پانچ مرلے کی سکیم دیہی علاقوں کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرا اور ان کا مسئلہ مشترکہ ہے جو حل نہیں ہو رہا ۔ آپ دیہی رقبے کے متعلق بات کریں ۔ وہ بات بھی کریں گے ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! میں منسٹر صاحب سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ اس سلسلے میں شہر کا بھی جلدی فیصلہ کریں گے ؟

مسٹر سپیکر : شہروں میں ان کا دخل نہیں ہے ۔ وہ وزیر تو رئیس شبیر احمد صاحب ہیں جن کا شہروں میں دخل ہے اور وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ۔

وزیر مال : جناب والا ! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے ۔ اگر اسے ایوان میں پیش کر دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! میں وزیر متعلقہ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ وہ مہربانی کر کے اس پر بھی توجہ فرمائیں ۔

وزیر مال : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ جو میں جواب دے رہا ہوں یہ نہایت مفصل جواب ہے اور اسے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا

چلانا چاہیے تاکہ معزز ممبران کو یہ پتہ لگ سکے کہ حکومت اس بارے میں کیا کیا اقدام اٹھا رہی ہے اور کیا کیا اقدامات مزید اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب والا ! یہ الزام بھی غلط ہے کہ پلاٹ اکثر ایسی جگہوں پر دیئے گئے ہیں جو جوہڑ اور نشیبی علاقے میں ہیں جن پر مکان تعمیر نہیں ہو سکتے ہیں۔ تمام ڈپٹی کمشنران اور دیگر افسران متعلقہ کو ہدایات دی گئی ہیں کہ مکانات کے لئے ''ہاؤسنگ بلڈنگ کمیٹی'' کے مشورہ سے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جو آبادی کے لئے موزوں ہو۔ تاہم اگر کسی لوکل افسر کی طرف سے جوہڑ میں پلاٹ الاٹ کیا گیا ہے تو حکومت اس کی بجائے متبادل اراضی دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ میرے نوٹس میں لائیں ہم اس جوہڑ کو تبدیل کر کے کسی اور جگہ پر اراضی دیں گے۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کی پالیسی کے خلاف کوئی بھی غیر منصفانہ چیز کی گئی ہے تو کیا آپ کے نوٹس میں لائیں اور کیا آپ اس پر فوری ایکشن لیں گے ؟

وزیر مال : جی ہاں۔ فوری ایکشن لیں گے۔ جناب والا ! اس میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگلے روز میں سانگلہ ہل میں پانچ مرلے کے پلاٹ کی تقسیم دیکھنے کے لیے گیا تھا۔ وہاں پر جو پلاٹ لوگوں میں تقسیم کئے گئے میں نے ان کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان پلاٹوں کی قیمت کم از کم ہزار پندرہ سو روپیہ فی مرلہ ہے۔ یہ پلاٹ شہر کی آبادی کے بالکل ساتھ بعض ملحقہ زمین میں بنائے گئے تھے۔ اتنے قیمتی رقبے میں بھی حکومت نے یہ پلاٹ وہاں تقسیم کیے ہیں۔ اب یہ مختلف کاؤنٹ میں مختلف قسم کے واقعات ہو سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک سکیم کی افادیت کا تعلق ہے اور سکیم پر جہاں تک عمل کرنے کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بارے میں ہماری ایک واضح لائن ہے اور وہ پارٹی کی لائن ہے۔ اس سے ہم کسی صورت میں نہیں ہٹ سکتے۔ اس لیے جناب میں عرض کروں گا کہ ان کا یہ الزام بھی غلط ہے کہ ایسے پلاٹ جن پر مکان بنائے جا سکتے ہیں ان کے قبضہ جات دینے میں حکومت تساہل سے کام لے رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے موزوں سرکاری زمین بھی حاصل کی گئی ہے اور حاصل کی جا رہی ہے۔ بلکہ حدود محنوعہ میں بھی کوشا

جو علاقے شہروں سے قریب تر ہیں اور جہاں زمین نہایت قیمتی ہے اس میں بھی الاٹمنٹ پر پابندی کی قید ہٹا دی گئی ہے۔ جبکہ پاکستان میں پہلے کسی گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کے اقدامات کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

یہ اعتراض کہ کسی جگہ بھی پانچ مرلہ سکیم پر عمل درآمد کا کیا حشر نہ ہوا ہے اور حکومت کی اس مجرمانہ غفلت سے بے گھر لوگوں میں خاص طور پر اور عوام میں بالعموم بے چینی اور مراسیمگی پیدا ہو چکی ہے، غلط ہے۔ یہ نمایاں طور پر واضح ہے کہ سکیم کامیابیوں سے ہمکنار ہوئی ہے۔ غریب اور بے گھر دیہاتی عوام اب چھ لاکھ سے زائد پلاٹوں کے مالک بن چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے منشور میں کیے گئے ایک عہد کی تکمیل میں غریب ترین طبقے کے عوام میں چھ لاکھ سے زائد پلاٹوں کی تقسیم ایک نہایت تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ معزز ممبر کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ پانچ مرلہ پلاٹوں کی تقسیم کے سلسلے میں نہایت جمہوری طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ اس پر اسی جمہوری روایت کے مطابق عمل بھی ہو رہا ہے۔ بددیانتی اور خرابیوں کے انسداد کے لیے میں اقرار کروں گا کہ گنجائش موجود رہتی ہے۔ آپ اس قسم کی خرابیاں اور دوسری کوتاہیاں جو مختلف کمیٹیاں یا افسران کرتے ہیں وہ میرے نوٹس میں لائیں ہم انشاءاللہ اس پر فوری طور پر عمل کریں گے کہ اس قسم کی کوئی شکایت باقی نہ رہے۔ چونکہ حکومت کا یہ منشا ہے، حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ہم اس سکیم کو نہایت اچھے طور پر implement کریں۔ زمین کا انتخاب "پیپلز ولیج کمیٹی" کے مشورہ سے کیا جاتا ہے۔ رہائشی سکیم اجلاس عام میں سنائی جاتی ہے۔ لوگوں کو اعتراض کا موقع دیا جاتا ہے۔ طریق کار اگرچہ لمبا ہے مگر مؤثر ہے۔ میری جناب یہ عرض ہوگی کہ یہ سکیم نہایت کامیاب رہی ہے۔ ماسوائے چند بے جواز شکایات کے، لوگوں میں ہر دلعزیز ہوئی ہے اور اسے عوام کی تائید حاصل ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو ملکیتی اراضی حاصل کی گئی ہیں ان کے معاوضے کی ادائیگی کے لیے محکمہ فنانس پنجاب نے دو کروڑ روپے موجودہ مالی سال میں منظور کئے ہیں۔ جو مختلف اضلاع میں حصہ رسدی تقسیم کر دیے گئے ہیں۔ اور ڈپٹی کمشنر ان کو

ہدایت کر دی گئی ہے کہ یہ ساری رقم رواں مالی سال کے اختتام سے قبل ان مالکان اراضی کو ادا کر دی جائے جن کی ہم نے اراضی اس سکیم پر عمل کرنے کے لیے حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ کئی کروڑ روپے کی مزید رقم کے مطالبے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ سے کہا جا رہا ہے کہ انہیں آئندہ مالی سال میں لیں تاکہ سکیم میں جس کو پلاٹ نہیں دیے گئے ان کو بھی اراضی حاصل کر کے پلاٹ دے دیے جائیں۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی اتنی بڑی رقم کسی اور سکیم کے لیے غریب دیہاتی طبقے کی خاطر طلب نہیں کی گئی۔

آخر میں گذارش ہے کہ یہ سکیم جناب وزیر اعظم پاکستان کی ہدایت پر شروع کی گئی ہے اور بدیں وجہ حکومت پنجاب کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اسے نشنہ تکمیل چھوڑ دے۔ نیز اس سکیم پر عمل درآمد کی رفتار سے جناب وزیر اعظم پاکستان ہر وقت باخبر رہتے ہیں۔ ان گذارشات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر کی تسلی ہو گئی ہو گی۔

ملک اللہ دتہ : جناب ابھی ابھی فاضل وزیر نے فرمایا ہے کہ ہدایات دے دی گئی ہیں کیا انہیں دیہات کی تکالیف کا علم ہے ؟

وزیر مال : ملک صاحب آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ ہم بیٹھ کر طے کر لیں گے۔

ملک اللہ دتہ : جناب میں دو منٹ میں تمام کی نشان دہی کر دوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو تکالیف پیش آ رہی ہیں وہ یہ ہیں کہ پلاٹ تو تقسیم ہو چکے ہیں لیکن گاؤں کے چوہدری صاحبان نے ان پلاٹوں کو اپنے قبضے میں رکھا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر چک نمبر ۱۱ الف میں پلاٹ تقسیم ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے زبردستی ان کو اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔

وزیر مال : ابھی میرے دوست فوری طور پر مجھے ملیں میں فوری طور پر انکوائری کراؤں گا۔

ملک اللہ دتہ : جناب والا ! ہمارے علاقہ میں ایسا ہوا ہے کہ جو کالونیاں بنائی گئی ہیں وہ گاؤں سے کافی فاصلے پر ہیں اور وہ زمینیں گاؤں سے بہت دور ہیں۔ بعض ایسی زمینیں ہیں جن کے مالک جیل میں ہیں یا ایسی جگہ کی زمینیں ہیں جہاں وہ آباد نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا میری عرض ہے کہ

یہ کالونیاں آبادی کے ساتھ بنائی جائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تمام وقت تو اس تحریک پر لگ جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ! وزیر موصوف نے جو یقین دہانی کرائی ہے ۔ اس کے ساتھ میری ایک عرض ہے ۔

مسٹر سپیکر : معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو فاضل اراکین اس کو اہمیت دے رہے ہیں ۔ ایک تو وزیر مال اور دوسرے امان اللہ لک صاحب باقی ممبران تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر لذر حسین منصور : میں نے ان کی تقریر کے نوٹس لیے ہیں ان کی تقریر کے بعض ایسے حصے ہیں جو حقائق پر مبنی نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ مسئلہ بڑا اہم ہے ۔ وزیر اعظم پاکستان نے جہاں اتنی اصلاحات کی ہیں ۔ یہ ان میں سب سے بڑی ہے کیونکہ اس سکیم کے پیش نظر غریب آدمیوں کو 5 مرلے کے پلاٹ کے حقوق ملکیت دئے جانے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کس زبان میں بات کر رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! مجھے بے حد افسوس ہوا ہے کہ باوجودیکہ وزیر اعظم اس میں ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں لیکن جو سٹیٹمنٹ دی گئی ہے وہ حقائق پر مبنی نہیں ہے ۔ میں حیران ہوں اور میں استدعا کروں گا کہ باوجود وزیر اعظم کی ذاتی دلچسپی کے وہ اس طرف دلچسپی سے کام نہیں لے رہے ہیں ۔

وزیر مال : میں ذہن نہیں بدلتا رہتا ۔ مجھے اپنے لیڈر پر اعتماد ہے اور ہمیشہ رہے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب میں اپنے حلقے کے واقعات بیان کر رہا ہوں اور بریگیڈیر صاحب داد صاحب بھی پچھلے سال میرے ساتھ نعرے لگاتے رہے کہ وزیر اعظم زندہ باد اور پیپلز پارٹی زندہ باد ۔ کم از کم میرے حلقے میں جن لوگوں نے زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے ان کو مار مار کر نکال دیا گیا ہے اور وہ اب جسارت نہیں کرتے ۔ لہذا میری استدعا ہے کہ محکمہ مال کا عملہ جا کر ان کو قبضہ دلوائے اور ممبران اس بات کی تصدیق کریں کہ کتنی کالونیاں بنائی گئی تھیں ۔ میں وزیر اعظم اور وزیر مال سے استدعا کروں گا کہ وہ ہدایات جاری

کریں اور معلوم کریں کہ اب تک کتنی کالونیاں بنائی گئی ہیں۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ میرے نوٹس میں لائیں۔

I will take very strict and prompt action.

چوہدری امان اللہ لک۔ میں ان کے نوٹس میں لا رہا ہوں اور جو واقعات ہوئے ہیں ان کا بریگیڈیر صاحب کو بھی علم ہے۔ پہلے اس سکیم کے ساتھ درد ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے۔

وزیر مال : جناب والا! فاضل رکن کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ انہیں کہیں کہ دوبارہ بتائیں۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ پلاٹ تقسیم بھی ہو گئے ہیں لیکن قبضہ موضعات کے چوہدری صاحبان نہیں دیتے ہیں۔

وزیر مال : یہ تمام واقعات میرے نوٹس میں لائیں میں اس کا حل کروں گا۔ صرف ایک واقعہ ہوا تھا جس کی طرف میرے دوست اشارہ کر کر رہے تھے۔ وہ یہ کہ زمین جو تقسیم کی گئی تھی اس کا مالک عدالت سے حکم امتناعی لے آیا تھا لیکن اب وہ زمین حاصل کر لی گئی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق اس کی demarcation کر رہے ہیں۔ اور یہ فرق اس ہے کہ جس کی زمین ہوتی ہے اس کا مالک ضرور کوشش کرتا ہے اور وہ عدالت ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور جس کا وہ ذکر فرما رہے ہیں میری اطلاع کے مطابق اس کی demarcation ہو چکی ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میرے حلقے میں ابھی تک کسی کو قبضہ نہیں ملا ہے۔ اور اب وہ لوگ تھک ہار کر بیٹھ گئے ہیں۔ جس طرح آپ نے روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکیم بہت اچھی ہے۔ آپ متعلقہ محکمہ کو مزید متنبہ کریں کہ اس کی طرف پوری توجہ دی جائے۔ اور اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ وگرنہ یہ غریبوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے اور ان پلاٹوں کی تقسیم کاغذوں میں ہوئی ہے۔ میں وزیر مال سے استدعا کروں گا کہ وہ اس سکیم کو عملی جامہ پہنائیں کیونکہ یہ وزیر اعظم کا اعلان ہے۔ اس لیے آپ انتظامیہ کو ہدایت کریں کہ امن حلقے میں وہ فوری کارروائی کریں وگرنہ ایسا نہ ہو کہ یہ sabotage ہو کر رہ جائے۔ میں وزیر صاحب کی اس بات پر اپنی تحریک کو واپس نہیں کرتا۔

راجہ منور احمد : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! میں بھی اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : He has not pressed and the matter is over now.

آپ ایسے کریں کہ فاضل وزیر سے مل لیں ۔

راجہ منور احمد : میں تھوڑی سی گذارش کرنی چاہتا ہوں ، یہ میرے حلقہ کے متعلق ہے ۔ میں وزیر موصوف کی یادداشت کے طور پر ان کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : It is not pressed. It is treated as withdrawn.

راجہ منور احمد : جناب والا ! ہمارے علاقہ میں بھی آبادی دیہہ میں پلاٹ الاٹ ہونے تھے لیکن انہیں حاصل کرنے میں انتظامیہ ناکام ہوگئی ہے اور باوجود اس کے کہ یہ تمام باتیں ان کے نوٹس میں لائی گئی ہیں ، وہاں اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے ۔ تو اس کا صحیح نوٹس لے کر اس سلسلے میں ضروری اقدام کئے جائیں ۔ یہ بڑی اہم بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! آپ تو اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے تحریک التواء کار نمبر 84 منظور فرمائی تھی ۔ اور وزیر بلدیات نے کہا تھا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ ایسے نہ کریں کیونکہ میں نے اس کا نوٹس لیا تھا ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ آپ تحریک التواء کار نمبر 84 کب deal کر رہے ہیں؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس کا جواب تیار ہے ، میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا اس تحریک التواء میں فاضل ممبر نے جو تکلیف بتائی ہے وہ پھالیہ شہر کے متعلق ہے ۔ اس سلسلے میں ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس منصوبے کے لیے اڑھائی لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے سمہ ملک وال روڈ کی تعمیر ہوگی جس کا کچھ حصہ پھالیہ قصبے میں سے گذرتا ہے ۔ اور اس سڑک کے ساتھ 1400 فٹ لمبی نالیاں تعمیر کی جائیں گی ۔ اسی وقت کام موقع پر جاری ہے اور امید ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر یہ کام ختم ہو جائے گا ۔ میرا خیال ہے کہ اس پراجیکٹ کی تعمیر کے بعد یہ مشکلات دور ہو جائیں گی اور مجھے امید ہے کہ اس جواب کے بعد فاضل رکن اطمینان کا اظہار کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس یقین دہانی پر عمل درآمد کرتے ہوئے اس تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : It is not pressed, in view of the statement of the Minister.

سید صاحب ! آپ تحریک نمبر 130 پیش کر رہے ہیں ؟

سید لائق الوری : جی ہاں ! اور اس کے ساتھ ایک اور تحریک نمبر 154 بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرا خیال ہے کہ وقت ہو گیا ہے ، صرف ایک منٹ باقی رہ گیا ہے ۔ تو انہیں کل لے لیں گے ۔

سید لائق الوری : جناب والا ! ایک آج لے لیں اور ایک کل لے لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! تحریک التواء نمبر 130 راوی ایکسپریس میں ڈکیتی کے متعلق ہے اور نمبر 154 اس ہولناک حادثے سے متعلق ہے جس میں پانچ افراد ہلاک ہوئے اور 60 زخمی ہوئے ہیں ۔

These will come up tomorrow.

وزیر خزانہ : بہت اچھا جی !

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میں نے بہت سی تحاریک التواء کار دی ہوئی ہیں ۔ ان کے متعلق بھی فیصلہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو آپ کی کوئی تحریک نظر نہیں آئی ۔

مسٹر نذر حسین منصور : حکومت فضول سی تحاریک تو لے لیتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یوں گالی دینا مناسب نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : وہ تحاریک تو رکھ لی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تحاریک حکومت نے دی ہوئی ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : آپ نے بھالیہ کے متعلق تو تحریک لے لی ہے مگر جو تحریک قومی اہمیت کی ہے وہ نہیں لے رہے ۔ انہیں کولڈ سٹوریج میں نہ رکھیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تحاریک کے نمبر مجھے بتا دیں ۔ کہیں یہ تو

نہیں ہوا کہ انہوں نے دستخط کرا کر رکھ لی ہوں ۔ آپ نے 14 تاریخ کو جمع کرائی ہیں ، 14 تاریخ تو کل تھی ۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں نے 10 یا 15 تعاریک دی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ نے اکھٹی تھوک کے حساب سے دی ہیں یا الگ الگ دی ہیں ۔ کل یعنی 14 اپریل کو تو صرف تین چار موصول ہوئی ہیں ۔ اتنا مبالغہ تو درست نہیں ، آپ نے چار کو دس بنا دیا ہے ۔ دوگنا تو درست تھا لیکن اڑھائی گنا تو درست نہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہم نے ان تعاریک کا جواب دینے کے لیے حاضر ہیں اور ہمیں اس میں کوئی تامل نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئٹم لیتے ہیں ۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کیے گئے)

مسودہ قانون بابت پولیس مقابلوں کی روک تھام پنجاب مصدرہ 1976ء

مسٹر سپیکر : چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون پولیس مقابلوں کی روک تھام پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ۔

اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون پولیس مقابلوں کی روک تھام پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری محمد یعقوب اعوان : میں مسودہ قانون پولیس مقابلوں کی روک تھام پنجاب مصدرہ1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون ہوائی مقابلوں کی روک تھام پنجاب 1976ء مصدرہ پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ اس کی رپورٹ 60 یوم کے اندر پیش کی جائے گی ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1976

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر میاں ظہور احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر پیش کی جائے گی ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1976ء

مسٹر چیئرمین : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجابیہ) مسلم عائلی

قوانین مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر چیئرمین : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1976ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر پیش کی جائے گی۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مسلم عائلی عدالت ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء

مسٹر چیئرمین : چودہری ممتاز احمد کاہلوں۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے اسے مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی (برائے مکانات) پنجاب مصدرہ 1976ء

مسٹر چیئرمین : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ؛

کہ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ جسے مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) راستہ بندی اراضیات تھل پنجاب مصدرہ 1976ء

مسٹر چیئرمین : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب تھل لینڈز پیسیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

سپیکر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب تھل لینڈز پیسیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں دی پنجاب تھل لینڈ پیسیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب تھل لینڈ پیسیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اسے مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے ۔

مسودہ قانون (ارسیم) ہنگامی قانون سینما گھروں میں تمباکو نوشی کی ممانعت مغربی پاکستان مصدرہ 1976

مسٹر چیئرمین : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان پروہیبشن آف سموکنگ ان سینما ہاؤسز آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان پروہیبشن آف سموکنگ ان سینما ہاؤسز آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان پروہیبشن آف سموکنگ ان سینما ہاؤسز آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی ویسٹ پاکستان پروہیبشن آف سموکنگ ان سینما ہاوسز آرڈیننس (امنڈ منٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اسے مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے ۔

مسودہ قانون امتناع قمار پنجاب مصدرہ 1976

مسٹر چیئرمین : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پروہیبشن بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پروہیبشن بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں دی پنجاب پروہیبشن بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب پروہیبشن بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب قانون انسداد تمباکو نوشی نو عمر اشخاص پنجاب مصدرہ 1976

مسٹر چیئرمین : مسٹر احمد بخش تھہیم ۔

مسٹر احمد بخش تھہیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب جوینائل سموکنگ آرڈیننس (امنڈ منٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر چیرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب جوینائل سموکنگ آرڈیننس (امنڈ منٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : مسٹر احمد بخش تھہیم۔

مسٹر احمد بخش تھہیم : جناب والا ! میں دی پنجاب جوینائل سموکنگ آرڈیننس (امنڈ منٹ) بل 976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر چیرمین : دی پنجاب جوینائل سموکنگ آرڈیننس (امنڈ منٹ) بل ؛ پیش کر دیا گیا ہے۔ جسے مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے۔

مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع پنجاب مصدرہ 1976

مسٹر چیئرمین : چوہدری ممتاز احمد کاھلوں۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے۔

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کیا گیا ہے ۔ یہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر دی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) ضلع (پابندی ذبح) مفید جانوران پنجاب مصدرہ 1976

مسٹر چیئرمین : سید تابش الوری :

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب کنزرویشن (ریسٹرکشن آن سلاٹر) آف یوزفل اینمل (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب کنزرویشن (ریسٹرکشن آن سلاٹر) آف یوزفل اینمل (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں دی پنجاب کنزرویشن (ریسٹرکشن آن سلاٹر) آف یوزفل اینمل (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب کنزرویشن (ریسٹرکشن آن سلاٹر) آف یوزفل اینمل (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے جسے مجلس قائمہ سپرد کیا جاتا ہے ۔ دو ماہ کے اندر رپورٹ دی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنکاسی قانون موٹر گاڑی ہائے مصری پاکستان مصدرہ 1976ء

مسٹر چیئرمین : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو ماہ میں پیش کی جائے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب ۔صدرہ 1976ء

مسٹر چیئرمین : چوہدری علی بہادر خان ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء بغرض پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز

(امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین : چوھدری علی بہادر خان ۔

چوھدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو ماہ کے اندر پیش کی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اب باقی ماندہ وقت کے لیے کارروائی کو ملتوی فرما دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں علامہ صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ آپ ہاؤس کو کل تک کے لیے ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر چیئرمین : اب ہاؤس کی کارروائی کل تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔ کل صبح ہم ساڑھے آٹھ بجے دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع کریں گے ۔

(اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی کل مورخہ 16 اپریل 1976ء بروز جمعہ المبارک صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 16 اپریل 1976ء
(جمعتہ المبارک ۔ 15 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

پ ۵ ـــــ س ۴ ـــــ رکوع آخر ـــــ آیات ۱۴۴ ۔ ۱۴۷

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر منکرین حق کو کبھی دوست نہ بنانا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لو۔ بلاشبہ منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے مگر ہاں جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت کی اصلاح کر لی اور اللہ (کے اتحاد کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور خصوصیت سے اللہ کے حکم بردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ عنقریب ایمان والوں کو بڑا اجر عطا کرے گا اگر تم (اللہ کے) شکر گزار ہو اور اس پر پختا الیقین رکھتے ہو تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ تو بڑا قدر شناس اور دانا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

مسٹر سپیکر : چونکہ آج کوئی نئی تحریک استحقاق نہیں ہے ۔ اس لیے اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک دو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ کے متعلق توسیع کے لئے درخواست کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اجازت ہے ۔

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحریک استحقاق نمبر 41 پیش کردہ جناب عبدالعزیز ڈوگر ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب (دربارہ پولیس کی جانب سے محرک کی مورخہ 7-10-75 کو گرفتاری ایوان کو اطلاع نہ دینے کے متعلق) مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں دس دن کی توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ تحریک استحقاق نمبر 41 پیش کردہ جناب عبدالعزیز ڈوگر ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب (دربارہ پولیس کی جانب سے محرک کی مورخہ 7-10-75 کو گرفتاری کی ایوان کو اطلاع نہ دینے کے متعلق) مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں دس دن کی توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحریک استحقاق نمبر 42 پیش کردہ جناب

عبدالرحمان جامی کے متعلق مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں دس دن کی توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ تحریک استحقاق نمبر 42 پیش کردہ جناب عبدالرحمان جامی کے متعلق مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں دس دن کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ۔ میں نے ایک تحریک التواء کے سلسلے میں گزارش آپ سے کرنی ہے جو حبیب جالب کی گرفتاری کے متعلق ہے ۔ اگر آپ اسے پہلے لے لیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ میں کوئی فیصلہ کروں وزیر پارلیمانی امور اس تحریک کو دیکھ لیں ۔ چوہدری امان اللہ لک تحریک التواء نمبر 94 ۔ چوہدری صاحب آج آئے نہیں ۔ 95 نمبر بھی چوہدری امان اللہ لک کی ہے ۔ ان کی کوئی اطلاع بھی نہیں ہے ۔ راجہ محمد افضل صاحب کی تو اطلاع ہے ۔ 96 نمبر بھی چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے اور وہ حاضر نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ ان کو defer کر دیا جائے اور میری تحاریک التوائے کار لے لی جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ممکن ہے وہ پیش ہی نہ کرنا چاہتے ہوں ورنہ وہ مجھے اطلاع ضرور دیتے ۔ نمبر 97 بھی چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے لیکن وہ حاضر نہیں ہیں ۔ سید صاحب آپ کا کیا نمبر ہے ؟

سید تابش الوری : 130 اور 154 نمبر ۔

مسٹر سپیکر : میں پہلے نمبر 130 کو لے رہا ہوں ۔

شیخوپورہ اور وارہرٹن کے درمیان ایکسپریس ٹرین میں مسلح ڈکیتی کی واردات

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز مورخہ 25 مارچ 1976ء کے مطابق شیخوپورہ اور وارہرٹن کے درمیان راوی ایکسپریس میں مسلح ڈکیتی کی واردات ہوئی ۔ ڈاکوؤں نے چلتی گاڑی میں خواتین مسافروں کو ہزاروں روپے کی نقدی اور زیورات سے محروم کر دیا اور واردات کے بعد وارہرٹن کے ریلوے سٹیشن پر اتر کر فرار ہو گئے ۔ قانون شکنی اور ڈاکہ زنی کی اس قسم کی روز افزوں وارداتوں نے عوام میں یہ تاثر عام کر دیا ہے کہ حکومت نظم و نسق عامہ برقرار رکھنے اور عوام کے جان و مال کا تحفظ کرنے میں ناکام ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! آپ ایک بات تو یہ دیکھ لیں کہ اس میں recent occurrence نہیں ہے کیونکہ اخبار 25 تاریخ کا ہے اور 29 تاریخ کو انہوں نے تحریک دی ہے لیکن اس کے باوجود واقعات اس طرح نہیں ہیں ۔ دو لڑکے زنانہ ڈبے میں آئے اور انہوں نے ایک عورت کی گھڑی اتاری اور جب اگلا سٹیشن آیا تو وہ اتر کر بھاگ گئے ۔ تو اس سلسلے میں پولیس نے باقاعدہ کیس رجسٹر کیا ہوا ہے ۔ تفتیش ہو رہی ہے ۔ یہ اتنا بڑا واقعہ نہیں ہے جس طرح سے انہوں نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے ۔ ایک خاتون کی گھڑی ضرور گئی ہے لیکن حکومت اس سلسلے میں بہت سے اقدامات کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو ایک اور اندیشہ تھا کہ آپ کہیں گے کہ ریلوے central subject ہے ۔

وزیر قانون : ہاں ۔ ہاں ۔ ویسے وہ بھی ہے لیکن یہ میں کہوں گا کہ مسئلہ تو بہر حال لاء اینڈ آرڈر کا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ مسئلہ صرف ایک واقعے کا نہیں ہے ۔ مسئلہ اس صورت حال کا ہے جو اس وقت پورے صوبے میں عام ہوتی جا رہی ہے اور وہ یہ صورت حال ہے جناب والا ۔ کہ یہ وارہرٹن کا واقعہ

ایک سنگل واقعہ نہیں ہے ۔

وزیر قانون : میں آپ کی وساطت سے سید تابش الوری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعات ریلوے میں پہلی دفعہ ہوئے ہیں یا جب سے ریلوے بنی ہے ۔ برصغیر پاک و ہند میں اس قسم کے واقعات کبھی نہ کبھی رونما ہوتے رہتے ہیں ۔ اب تو صورت حال پچھلے کئی برسوں سے کافی بہتر ہے ۔ اگر کوئی اس قسم کا اکا دکا واقعہ کہیں ہو جاتا ہے تو یہ شدید اضطراب اور پریشانی کا باعث نہیں بن سکتا ۔

مسٹر سپیکر : مسافروں کو خود خیال رکھنا چاہئے ۔

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ معاف کیجئے یہ حادثات تو ہوتے ہیں ۔ پہلے بھی ہوتے تھے اب بھی ہوتے ہیں ۔ مگر غوالہ لطیف اور فرزانہ صبوحی کا جو کردار ادا کیا گیا ہے ان کی بابت تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس چوک میں جہاں یادگار بن رہی ہے اس کے سامنے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے جیسا کہ شاہ فیصل (شہید) کا چار دن میں انہوں نے فیصلہ کر دیا تھا ۔ اسلامی آئین نافذ ہوں تو اسلامی آئین کے مطابق فیصلے کیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : اللہ میاں ہمیں کسی ایسی situation سے محفوظ رکھے ۔

بیگم آباد احمد خان : یہ حادثات واقعی بہت ہوتے رہتے ہیں ۔ میں عورتوں کی بھی حمایت کرتی ہوں مردوں کی بھی حمایت کرتی ہوں ۔ جس نے ایسا کیا ہے اسے سزا ملنی چاہئے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ اس میں مسئلہ چوری کا نہیں ہے ۔ مسئلہ ڈکیتی کا ہے چوریاں روزانہ ہوتی ہیں اور معمول کا ایک حصہ ہیں ۔ اس لیے ہم نے کبھی اس سلسلے میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی تحریک التواء نہیں دی ۔ لیکن ڈکیتی کی وارداتیں ہمیشہ سنگین نوعیت کی حامل سمجھی جاتی رہی ہیں اور اب بھی سمجھی جاتی ہیں ۔ یہ ایک ہی واقعہ نہیں ہے ۔ ابھی دو ماہ پیشتر تیزگام میں ڈکیتی کی وارداتیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : اس بات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ تو specifc instanee کے متعلق بات ہو رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر

موصوف نے فرمایا ہے کہ ایسا ہوتا رہتا ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

مسٹر سپیکر : غالباً وہ بھی آپ سے اتفاق کریں گے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

سید تابش الوری : تو انہیں یہ بتانا چاہئے تھا اور ہمیں خوشی ہوتی اگر وزیر موصوف یہ بتاتے کہ چلتی ٹرینوں میں ڈکیتی کے واقعات واقعی سنگین ہیں۔ حکومت ان کا نوٹس لے رہی ہے اور ایسے اقدامات کر رہی ہے جس سے نہتے مسافروں کو لوٹنے کا سلسلہ بند کیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر : بالکل یہی پوزیشن ہے۔

وزیر قانون : میں نے تو کہا ہے کہ 382 سے تحت پولیس پوری شدت سے اقدامات کر رہی ہے۔

مسٹر سپیکر : اور کوشش کر رہی ہے کہ ایسے کوئی واقعات نہ ہوں۔

سید تابش لوری : جناب والا ! اس سلسلے میں وہ یقین دلائیں کہ یہ پولیس کی کمی کی وجہ سے ہو رہا ہے یا کوئی اور دوسری ایسی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ٹرینوں میں ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! اس کے دوہرے اثرات مرتب ہوں گے ایک طرف نہتے مسافر ٹرینوں میں سفر کرنے سے گریز کریں گے اور دوسری طرف حکومت کی آمدنی میں کمی ہو جائے گی۔ اگر عوام یہ سمجھ لیں کہ ٹرینیں محفوظ نہیں ہیں۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یقین دہانی تو کرائی ہے کہ گورنمنٹ ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ ایسے واقعات کا ازالہ ہو جائے۔

In view of the assurance of the Hon'ble Minister that every possible effort will be made that no such incidence is repeated, the motion is not pressed.

سید تابش الوری : ٹھیک ہے جناب میں اس پر زور نہیں دیتا۔

شیخوپورہ کے قریب دو بسوں کے ہولناک تصادم سے 5 افراد کی ہلاکت اور 60 افراد کا زخمی ہونا

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو

زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق مورخہ 5 اپریل 1976ء کے مطابق شیخوپورہ کے قریب دو بسوں کا ہولناک تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں پانچ افراد ہلاک اور تقریباً 60 اشخاص زخمی ہو گئے۔ یہ حادثہ مبینہ طور پر جی ٹی ایس کے ٹائر پھٹنے سے پیش آیا۔ بسوں کا یہ خوفناک تصادم اور ایسے ہی ٹریفک کے دوسرے حادثات روز کا معمول بن گئے ہیں جنہوں نے سڑکوں پر انسانی خون ارزاں کر دیا ہے جس سے عوام میں زبردست ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حکومت متعدد وعدوں اور یقین دہانیوں کے باوجود ٹریفک کے سنگین حادثات کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ حادثہ بس کے ایک ٹائر پھٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا چونکہ بس کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی اور اس طرح حادثہ ہوا۔ اب آپ اس پر غور کر سکتے ہیں کہ بالکل نیا ٹائر تھا اور ٹائر کے پھٹ جانے یا ٹائی راڈ وغیرہ جو اس طرح کھل جاتے ہیں اس میں ڈرائیور کا قصور نہیں ہوتا یا یہ کہ گورنمنٹ کی غفلت کی وجہ سے یہ ایسا ہو جاتا ہے ایسی بات نہیں ہے۔ اس قسم کے حادثات جو ہوتے ہیں ان پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نئے ٹائر کا اچانک پھٹ جانا وہ کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔ اصل میں جہاں تک حکومت کا تعلق ہے حکومت نے دو ہزار چھ سو نئی بسیں پچھلے سالوں میں مختلف روٹوں پر چلائی ہیں اور حادثات کے متعلق میں یہ نہیں کہتا کہ صرف گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے ہی ہو رہے ہیں اور بھی ٹرانسپورٹ کمپنیاں ہیں جن کی بسوں کے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ دو ہزار چھ سو بسیں حکومت نے مختلف روٹوں پر مزید چلائی ہیں تو اس تناسب سے اتنے حادثات بھی نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود حکومت ڈرائیوروں پر بڑی سختی کر رہی ہے اور ان کے نئے ٹیسٹ ہم لے رہے ہیں تاکہ اگر کوئی ڈرائیور اس ٹیسٹ میں فیل ہو جاتا ہے تو ہم اس کو سروس سے چھٹی دے دیں گے۔ اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی اس کو ٹرانسپورٹ سروس سے چھٹی دے دی جائے گی۔ حکومت کے بس میں جو کچھ ہے وہ اقدامات کر رہی ہے، لیکن اس قسم کے واقعات جو مشینری کی خرابی کی وجہ سے ہوتے ہیں

یا کسی ایسی وجہ سے جس میں کوئی negligence نہ ہو ، حکومت کو ذمہدار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ۔ یہ حادثہ ایک اتفاقی حادثہ ہے جو ٹائر کے پھٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا ہے ۔ اور پھر جناب والا ! ٹائر بھی بالکل نیا تھا ، اس لیے یہ تحریک التواء پیش نہیں کی جا سکتی ۔

سید ثابش الوری : جناب سپیکر ! روز اخبارات میں اس قسم کے ہولناک واقعات چھپتے رہتے ہیں اور یہ ایک معمول بن کر رہ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف کا موقف یہ ہے کہ حادثہ ٹائر کے پھٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا ہے ۔

سید ثابش الوری : اور میں یہ بتاؤں گا کہ ٹائر کیوں پھٹا ہے ؟ میں یہی آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ نیا ٹائر بھی پھٹ جاتا ہے اور پرانا ٹائر بھی پھٹ جاتا ہے لیکن عام طور پر یہ ٹائر اس لیے پھٹتے ہیں کہ سرکاری سطح پر بسوں کی جانچ پڑتال کے لیے جو عملہ مقرر ہے وہ اس سلسلے میں اپنے فرائض پورے نہیں کرتا ۔ وہ ان کی مناسب وقت پر جانچ پڑتال نہیں کرتا اور بدعنوانی کا ارتکاب کرتا ہے ۔ جناب والا ! رشوت لے کر ڈرائیوروں کی بھرتی کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ اب بھی وسیع پیمانے پر جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر : مگر وزیر موصوف تو کہہ رہے ہیں کہ ان کا سدباب کیا جا رہا ہے ۔ اور غیر مستحق افراد کو ملازمت سے برطرف کیا جائے گا ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! صرف کہا جا رہا ہے ۔ ایک سال سے یہ بات ہم مسلسل سن رہے ہیں کہ سدباب کیا جا رہا ہے ۔ لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سدباب کی بجائے ان حادثات کی تعداد غیر معمولی طور پر بڑھتی جا رہی ہے ۔ اور سڑکیں ان سرکاری مشینی قاتلوں کی آماجگاہ بن گئی ہیں ۔ روز اتنے حادثات ہو رہے ہیں کہ دل دہل جاتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلمانی امور : جناب سپیکر ! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی کی تشکیل ہو چکی ہے ۔ اس میں پنجاب پولیس (ٹریفک) کے اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل اور روڈ ٹرانسپورٹ کا

بھی ایک نمائندہ ہے یہ تمام ڈرائیوروں کا دوبارہ مرحلہ وار ٹیسٹ لے رہے ہیں اور جو ڈرائیور اہل ثابت نہیں ہوں گے ان تمام کے لائسینس منسوخ کر دئے جائیں گے۔

مسٹر سپیکر : اب گورنمنٹ تو یہی ایکشن لے سکتی ہے۔ اگر اس کارروائی پر آپ کی تسلی نہ ہو تو کسی اور طریقے سے آپ یہ سوال اس ایوان میں لا سکتے ہیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! جہاں تک ٹریفک کے حادثات کا تعلق ہے۔ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اکثر سوالات کی صورت میں بھی اس پر بحث ہوتی رہی ہے اور ہمیشہ گورنمنٹ کی طرف سے یہی اصرار کیا جاتا رہا ہے کہ مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ اقدامات بہت مؤثر ثابت ہوں گے۔ ان اقدامات کی وجہ سے حادثات میں کمی واقع ہو جائے گی۔ بلکہ پچھلے دنوں گورنمنٹ کی طرف سے یہاں تک بھی کہا گیا کہ نسبتاً حادثات میں کمی واقع ہو رہی ہے لیکن جو واقعات روزانہ پریس میں آ رہے ہیں اور آپ کی نظر سے بھی گزرتے ہوں گے اس سے صاف عیاں ہے کہ جتنے بھی اقدامات آج تک گورنمنٹ نے کیے ہیں وہ تمام کے تمام فیل ہو گئے ہیں اور حادثات میں کمی ہونے کی بجائے روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جو بھی حادثات اس وقت ہو رہے ہیں اس میں سے کم از کم نوے فیصد بسیں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی شامل ہوتی ہیں۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان کی بسیں نئی ہیں جو گورنمنٹ نے حال ہی میں درآمد کی ہیں اور دوسری بسوں سے ان کی حالت بھی بہتر ہے۔ اس کے باوجود کہ مشینری نئی ہے، اور گورنمنٹ کا یہ دعویٰ بھی موجود ہے کہ ان کے پاس ٹریننگ کے لیے سکول بھی موجود ہے اور ان کے پاس ٹرینڈ ڈرائیور موجود ہیں اور میں کہتا ہوں جب مختلف اقدامات بھی کرتے ہیں تو اس کے باوجود حادثات کی تعداد میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے ؟ یہ روز افزوں جو حادثات ہو رہے ہیں یہ تمام کے لیے پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ اب تو اس حد تک لوگوں کو پریشانی ہو چکی ہے کہ ہر انسان کو بس پر سوار ہونے سے پہلے یہ سوچنا پڑتا ہے کہ میں اپنی منزل پر بھی پہنچ سکوں گا یا نہیں۔ آخر یہ گورنمنٹ کی ذمہداری ہے۔ جو بھی اقدامات یہ کرتے ہیں انہیں دیکھنا چاہیے کہ ان اقدامات کا کوئی

نتیجہ بھی نکلتا ہے یا نہیں - کہیں ایسا تو نہیں کہ اچھے نتائج برآمد ہونے کی بجائے حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے -

جناب والا ! یہ نہایت سنگین صورت حال ہے اور اس طرح محض بیان دے دینے سے کہ اقدامات کیے جا رہے ہیں اور اس سے حادثات میں کمی واقع ہو جائے گی کافی نہیں ہے - ہماری یہ تحریک التواء اس مقصد کے لیے پیش کی گئی ہے کہ ہم حکومت کی توجہ اس طرف دلائیں کہ واقعی عوام میں پریشانی اس حد تک بڑھ گئی ہے اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ آیا خود گورنمنٹ نے خاندانی منصوبہ بندی کا متبادل تو تلاش نہیں کیا گورنمنٹ خود تو عوام کو ختم کرنا نہیں چاہتی - جناب والا ! یہ ایک حقیقت ہے میں کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا ، اس لیے حکومت کو سنجیدگی سے اس پر غور کرنا ہو گا اور یہ عام شکایت ہے کہ گورنمنٹ جتنے بھی ڈرائیور بھرتی کر رہی ہے ان کے پاس کوئی باقاعدہ لائسنس نہیں ہیں اور محض سفارش اور رشوت کی بناء پر بھرتی کیے جا رہے ہیں - اور جو عملہ ان بسوں کی چیکنگ پر لگا ہوا ہے وہ بھی اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہا ہے ، اسی وجہ سے یہ حادثات زیادہ ہو رہے ہیں -

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! یہ کس بات پر تقریر کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : قائد حزب اختلاف کا اپنا ایک استحقاق بھی ہوتا ہے -

رائے سخاوت علی خان : پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا ! اس ایوان کی روایات کے خلاف لابی میں یہ اشتہار تقسیم کیا جا رہا ہے لکھا گیا ہے کہ ''قابل توجہ - ممبران قومی صوبائی اسمبلی اور وزراء صاحبان'' جناب اس قسم کے سیاہ اعمال نامے ہمیشہ لوگ باہر تقسیم کرتے رہے ہیں لیکن لابی میں آج تک ایسا نہیں ہوا ، ایسی باتوں کو خدا را روکا جائے ، جناب سپیکر ! کچھ تو خیال کرنا چاہیے - گندا مواد جو کچھ بھی ان کے ذہن میں آتا ہے وہ چھپ کر ان گیلریوں میں تقسیم نہیں ہونا چاہیے باہر ان کی جو مرضی آئے کریں - اسمبلی کی حدود کے اندر اس قسم کی حرکتیں نہیں ہونی چاہئیں -

مسٹر سپیکر : لابی میں تو غیر ممبران آ ہی نہیں سکتے -

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! تو پھر کیسے یہ اشتہار تقسیم ہو چکے ہیں ۔ پانچ سو اشتہار اس وقت تک تقسیم ہو چکا ہے ۔ جس نے بھی کیا ہے یہ بہت زیادتی ہے ۔

ایک آواز : اشتہار پڑھیں تو سہی اس میں کیا لکھا ہوا ہے ؟

رائے سخاوت علی خان : پڑھنے کی بات نہیں ہے جس نے بھی کیا ہے یہ بہت زیادتی کی ہے ۔ جنہوں نے تقسیم کیا ہے وہ پڑھ سکتے ہیں ہم تو اسے دھرا بھی نہیں سکتے ۔ لیکن جمہوریت کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ لابی کے اندر اشتہارات تقسیم کیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس بات کو دیکھوں گا ۔

وزیر موصوف نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حادثہ ٹائر پھٹنے کی وجہ سے پیش آیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بس تھی اور جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ دو ہزار نئی بسیں تھیں ، اگر وہ یہ بھی فرما دیتے کہ دو ہزار بسوں میں سے کتنی تعداد میں بسیں ورکشاپ میں مرمت کے لیے موجود ہیں اور وہاں پر ان کے پرزے کس طرح سے بدلے جاتے ہیں ، ٹائر کس طرح سے تبدیل کیے جاتے ہیں اس کے نتیجے میں یہ حادثات رونما ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس بات کا اس وقت تو کوئی موقع نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہی تو بنیادی وجوہ ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف پریکیڈنٹ صاحب داد صاحب سے وقفہ سوالات کے دوران کافی لمبی چوڑی باتیں ہو چکی ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! جب تک سرکاری ڈرائیور اہلیت کی بنیاد پر بھرتی نہیں کیے جائیں گے اس وقت تک حادثات میں کمی واقع نہیں ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : مگر وہ تو کہہ رہے ہیں کہ مثبت اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ لہذا اس تحریک کو admit نہیں کیا جاتا ۔

اس کے بعد حبیب جالب صاحب کے متعلق تحریک التواء ہے جس کے متعلق قائد حزب اختلاف نے بھی فرمایا تھا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اس سلسلہ میں ، میں اپنے محکمے سے کوائف حاصل نہیں کر سکا ، اس لیے اسے ملتوی فرما دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور یہ فرما رہے ہیں کہ وہ ابھی محکمہ سے اطلاع حاصل نہیں کر سکے کیونکہ اس کا نوٹس انہیں ابھی ملا ہے۔

Therefore now it will come up on the next working day.

وزیر خزانہ : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ یہ ایوان گواہ ہے میں نے ہمیشہ بڑے تحمل سے اور بردباری سے اپوزیشن کی تقریریں سنی ہیں اور ان کا مناسب جواب بھی دیا ہے لیکن اس ہفتے میں کچھ واقعات ایسے ہوئے ہیں ، اور کسی وجہ سے مجھے provoke کیا گیا۔ میں نے اس کے ردعمل میں کچھ کہا اور مجھے یہ احساس جناب والا نے دلایا ہے کہ اس سے ہمارے کسی ساتھی کی دل آزاری ہوئی ہے۔ میں اپنے وہ الفاظ واپس لیتا ہوں جن سے میرے دوست کی دل آزاری ہوئی ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ مجھے جب تک provoke نہ کیا جائے میں نہیں بولتا اور میں بہت سی provocation کو بھی برداشت کر لیتا ہوں اور پچھلے چار سال سے آپ اس بات کے گواہ ہیں تو جب تک ایسی کوئی شدید بات نہیں کی جائے گی میں آئندہ کبھی ایسا ردعمل ظاہر نہیں کروں گا۔ شکریہ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ کہا ہے آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ میرا مقصد ہمیشہ سیاسی تنقید اور سیاسی نکتہ چینی سے رہا ہے اگر سہواً کوئی فقرہ تقریر کے دوران ایسا کہا گیا ہو تو اس کا ایسا ردعمل نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جو کہ ڈاکٹر صاحب نے ظاہر کیا۔ کیونکہ وہ اپنے اس ردعمل کو محسوس کر رہے ہیں کہ وہ ردعمل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اگر میرے کسی فقرے سے ان کے جذبات ذاتی طور پر سیاسی طور پر نہیں۔ مجروح ہوئے ہیں تو مجھے اس کا انتہائی افسوس ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون امتناع رقص پنجاب مصدرہ

1975ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون امتناع رقص پنجاب مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ایک ماہ کی توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب آج خیر تھی۔ میں سمجھا آپ اپنی تحاریک پیش نہیں کر رہے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں گجرات گیا ہوا تھا۔ آپ نے فیصلہ کیا۔۔۔

مسٹر سپیکر : فیصلہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ ابھی آپ کی اتنی تحاریک پڑی ہوئی ہیں جو ایک سمندر ہے۔ اور اس سمندر میں ایک تلاطم ہے۔ کچھ لہریں ادھر ہیں اور کچھ لہریں ادھر۔ جو لہریں ہم تک پہنچ جاتی ہیں۔ وہ پیش کر دیتے ہیں آپ کی اور میری زندگی رہے۔ بڑی تحریکیں پیش ہوں گی۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس اجلاس کے دوران ملتوی کرتے رہیں۔

مسٹر سپیکر : ابھی وہ آخری فیصلہ نہ سمجھیں۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں تحریک پیش کر دیتا ہوں :

کہ مسودہ قانون امتناع اجتماعات عام شاہراہ پنجاب مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 58 بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم کے

بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی
رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ایک ماہ کی
توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون امتناع اجتماعات عام شاہرات پنجاب مصدرہ 1975ء (مسودہ قانون نمبر 56 بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم کے بارے میں مجلس قائم برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : میں اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج میں سینئر منسٹر اور قائد حزب اختلاف سے بات کرنے اور مشورہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ یہ ان کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے۔ ابھی حکمت عملی کے اصولوں پر بھی بحث ہونی ہے۔ اور وزیر قانون صاحب کہہ رہے تھے کہ دو آرڈیننس بھی باقی ہیں۔ ایک یہی جو کہ ہم آج لے رہے ہیں اور ایک اور ہے۔ اس لیے میں نے سوچا ہے۔ کہ سوموار کی صبح کو قانون سازی کر لی جائے۔ اور شام کو حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو جائے۔ اور اسی طرح اگر اس دن قانون سازی کا کچھ کام بچ جائے تو منگل کی صبح کو قانون سازی ہو جائے اور بعد دوپہر کے اجلاس میں حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو جائے۔ صبح کے وقت میں قانون سازی کا کام اس لیے لے رہا ہوں کہ تمام فاضل ممبران کو معلوم ہے کہ ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ بچتا ہے۔ اس میں دوسرا کام کیا جا سکتا ہے۔ اگر شام کے اجلاس میں ممبران آتے رہے تو ظاہر ہے کہ دونوں دن تین تین گھنٹے مل جائیں گےاور فاضل ممبران اس میں مناسب طریقہ پر حصہ لے سکیں گے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس میں میں نے یہ گذارش کرنی ہے کہ حکمت عملی کے اصول دو سال کے زیر بحث آنے ہیں اس سے قبل یہ پروسیجر رہا ہے کہ حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کے لیے

دو دو دن دیے جاتے رہے ہیں ۔ چنانچہ میں نے نائب قائد ایوان سے یہ گذارش کی تھی کہ آپ کم از کم دو دن اس کے لیے مخصوص کر دیں ۔ اس کے لیے انھوں نے عارضی طور پر اتفاق فرمایا تھا ۔ لیکن جناب والا ! جس طرح سے آپ دن مخصوص فرما رہے ہیں ۔ کہ صبح کے وقت قانون سازی ہو اور شام کو حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کہیں تو میں یہ صبح کو کر لیتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : میری استدعا یہ ہے کہ ایک ایک دن میں ایک ایک کام رکھیں ۔ تو یہ زیادہ مناسب ہوگا ۔ اور ہمارے لیے بھی آسانی ہوگی اور فاضل ممبران اس میں حصہ لے سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ مشکل نہ ہوگی ۔ کیونکہ حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کرتے وقت ایک ممبر نے ایک دفعہ حصہ لینا ہے اور قانون سازی میں تو ایک رکن کو کئی کئی دفعہ حصہ لینا پڑتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ دو دن رکھ رہے ہیں ۔ صبح کو قانون سازی اور شام کو حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ۔ تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا ۔ کہ ایک دن صبح اور شام قانون سازی کر لیں اور ایک دن صبح اور شام حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو جائے ۔ کیونکہ اگر شام کو اس بحث کے لیے وقت نہ ہو تو بھی یہ ایک دن میں ڈسپوز آف ہو سکتی ہوں ۔

وزیر خزانہ : بڑی معقول تجویز ہے ۔ میں اتفاق کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پیر کی صبح کو قانون سازی اور منگل کو حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ایک دن میں ختم ہو جائے گی ۔

وزیر خزانہ : ہفتہ کا ہم ان کو مجبور نہیں کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کو قائل کر لیں کہ سوموار کی صبح کو یہ پھر آ جائیں ۔

وزیر خزانہ : آپ جب ارشاد فرمائیں گے تو سب حاضر ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) قوانین کی بنیادی حقوق سے تطبیق ۔صدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 10 بابت 1976ء)

(جاری)

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! یہ جو بل اس ایوان میں آج زیر بحث ہے اس بل میں کہا گیا ہے کہ سوسائیٹیوں اور صنعتوں کے بارے میں سابقہ قانون کو بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے یہ بل اس ایوان میں لایا گیا ہے ۔ اور بنیادی حقوق جس کا ذکر اس بل میں نہیں کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کر کے ۔ سوسائیٹیوں اور صنعتوں کے بارے میں جو سابقہ قانون ہیں انہیں اس بل کے ذریعے لایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! بنیادی حقوق کی تاریخ میں میں نہیں جانا چاہتا ہوں ۔ بنیادی حقوق ۔ جمہوریت اور قانون کی حکومت اس کا کس طریقہ سے ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے یہ محتاج بیان نہیں ہے ۔ اس وقت ہمارے ملک میں جو حالات ہیں ۔ بظاہر اس بل میں موجودہ حکومت کی طرف سے یہ دعویٰ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ موجودہ حکومت کو بنیادی حقوق سے انتہائی دلچسپی ہے ۔ اس سلسلے میں سابقہ قوانین سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے وہ بنیادی حقوق کا نام لے رہی ہے ۔ یہ کتنی سنگ ظریفی ہے اور ظلم کی بات ہے کہ موجودہ حکومت جو کہ بنیادی حقوق کا ایمرجینسی کے نام پر اور ڈی-پی-آر کے نام پر قلع قمع کر چکی ہے ۔ اور جمہوری اقدار کو ختم کر چکی ہے ۔ وہ دعویٰ کر رہی ہے کہ ہم صنعتوں اور سوسائیٹیوں کو توڑنے کے بارے میں اپنے قانون میں بنیادی حقوق کی مطابقت کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! اس ایوان کے باہر اگر کوئی شخص خواہ وہ برسراقتدار پارٹی کا ہی کیوں نہ ہو کسی جلسہ عام میں یہ اعلان کرے کہ حکومت اپنے قوانین کو بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے بنا رہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام اس کو بہت بڑا مذاق سمجھیں گے ۔ جناب والا ! یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہے کہ devil is quoting scripture کہ صوبائی حکومت دعویٰ کر رہی ہے کہ وہ سوسائیٹیز کے بارے میں صنعتوں کے بارے میں

سابقہ قوانین سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے سوسائیٹیز کے سلسلے میں بنیادی حقوق دینا چاہتی ہے اور صنعتوں کے لگانے یا نہ لگانے کے بارے میں بنیادی حقوق دینا چاہتی ہے ۔ جناب سپیکر ! یہ عوام کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے اور ہر باضمیر شخص اس ایوان سے باہر یہ محسوس کرے گا کہ جنگ کے خاتمے کے باوجود ڈی۔پی۔آر کی شکل میں اور ایمرجنسی کی شکل میں ان کے بنیادی حقوق کو پامال کر دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : رؤف طاہر صاحب ۔ آپ ان پرنسپلز کی بات کریں جو اس بل سے متعلقہ ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! میں ان ہی پرنسپلز کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور میں اس تلاش میں جا رہا ہوں کہ شاید وہ بنیادی حقوق مل جائیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ نے ان کو اس ایوان میں تلاش کرنا شروع کیا ہے ؟ آپ ان کو باہر بھی تلاش کریں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! یہ باہر تو ملتے نہیں ہیں اور اس ایوان سے باہر تو ان کی تلاش بیکار ہے ۔ آخر جناب والا ! یہ پنجاب کے عوام کا سب سے بڑا ادارہ ہے یہاں پر ہم ایک دوسرے سے سمجھ سکتے ہیں ۔ اور پوچھ سکتے ہیں اور شاید یہاں پر جو بات برسراقتدار پارٹی کی طرف سے کہی جائے یا اپوزیشن کی طرف سے کہی جائے اس میں اس ڈی۔پی۔آر کی لعنت کی گرفت نہ ہو ۔ اس لیے ہم اس ایوان میں ان بنیادی حقوق کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کا اس بل میں ذکر کیا گیا ہے کہ قانون کی حکومت قائم کرنے کے لیے ہم سوسائٹیز کو توڑنے یا نہ توڑنے ۔ صنعتوں کے لگانے یا نہ لگانے کے سلسلے میں بنیادی حقوق واپس لے رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! جہاں تک سوسائیٹیز کو توڑنے یا نہ توڑنے اور اس کی انکوائری کروانے اور اس کی نئی گورننگ باڈی بنانے کا تعلق ہے آپ اس بل میں دیکھیں گے کہ اس بل میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اگر ایک سوسائیٹی کو توڑا جائے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ نئی گورننگ باڈی بنا دی جائے اور اس میں سابقہ ممبران نہیں ہوں گے ۔ جناب والا ! اس بل میں گنجائش رکھی گئی ہے کہ حکومت arbitrary طریقے سے انکوائری کرا کے اس سوسائٹی کو ختم کر سکتی

ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نئے ممبران اور نئے لوگوں کو مسلط کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ ہم جناب اس بل سے بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کر رہے ہیں۔ جناب والا ! یہ بڑی خوش آئند بات ہوتی اگر واقعی اس ملک میں بنیادی حقوق ہوتے جن کا ذکر اس بل کی صورت میں کیا گیا ہے۔ تو جناب والا ! میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس کے بعد صنعتیں لگانے کی اجازت دینا یا نہ دینا یہ مفاد عامہ کے خلاف ہے یہ قانونی نقطہ نظر سے ایسی صنعتیں نہ لگانے کے اور صحت عامہ کے اصولوں کے منافی ہے۔ تو اس سلسلے میں موجودہ بل کو لایا گیا ہے تاکہ ان کے بنیادی حقوق کے ساتھ مطابقت پیدا کی جا سکے۔ جناب من میں یہ کہوں گا کہ اس قسم کی جو شقیں ہیں یا اس قسم کے جو بل ہیں جب اخبارات میں یہ بات چھپے گی کہ پنجاب اسمبلی نے کوئی ایسا قانون وضع کیا نیا ہے جو پہلے بنیادی حقوق سے منافی تھا۔ اور اب اس سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی تو پورے پنجاب کے عوام اس ایوان کا مذاق اڑائیں گے کیونکہ وہ یہ چیز سمجھتے ہیں کہ بغیر مقدمہ چلائے لوگوں کو جیلوں میں بند کیا جا سکتا ہے۔ تو جناب والا ! میرا یہ اعتراض تھا اور اس لیے جناب سپیکر ! میں یہ کوشش کر رہا تھا کہ ان بنیادی حقوق کو تلاش کر سکوں کہ اس ایوان میں مل سکیں۔ لیکن جناب والا ! باہر یہ بنیادی حقوق موجود نہیں ہیں۔ اور وزیر خزانہ نے اس بل کو پیش کر کے اس ایوان کو باور کرنے کی کوشش کی ہے کہ بنیادی حقوق جیسی بھی کوئی چیز اس ملک میں موجود ہے اور جو جناب والا۔ ہرگز موجود نہیں ہے اور صنعتیں لگانے کے بارے میں یا اجازت نہ دینے کے بارے میں۔ سوسائٹی کو توڑنے کے بارے میں گورننگ باڈی کو نئے سرے سے قائم کرنے کے بارے بنیادی حقوق کا ذکر کرتے ہیں لیکن ان بنیادی حقوق کا ذکر نہیں کرتے ہیں جن کی وجہ سے اور ان حکام کی وجہ سے اس ملک کے دو ٹکڑے ہوئے۔

Mr. Speaker. We have to deal with the bill and not with the fundamental rights.

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! یہاں تو fundamental rights کی بات ہو رہی ہے اور اس لیے میری جو contention اور میری جو

submission آپ کے سامنے ہے وہ یہ کہ وہ کونسے بنیادی حقوق ہیں جن کے ذریعہ سے وہ سوسائٹیز کو توڑنے یا نہ توڑنے۔ گورننگ باڈی کو نئے سرے سے قائم کرنے پھر اس کی میعاد ایک سال تک کرنے اور اس کے بعد صنعتوں کو لگانے یا نہ لگانے کے بنیادی حقوق کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب میں یہ آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ یہی بنیادی حقوق ہیں کہ سرمایہ‌دار جہاں صنعت لگانا چاہے حکومت اس کی اجازت دے یا نہ دے۔ کیا یہ عوام کے بنیادی حقوق میں شامل نہیں ہے۔ جناب والا! یہ وہی لعنت ہے جس کو ایک بنیادی حقوق کا نام دے کر اپنے منشور سے یہ دور بھاگ رہے ہیں۔ جناب والا! صنعتیں لگانے یا نہ لگانے کا تو تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اور سوشلسٹ پارٹی پراٹیوٹ سیکٹر میں صنعتیں لگانے یا نہ لگانے کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے۔ جناب والا! یہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم بنیادی حقوق سے مطابقت بھی رکھتے ہیں۔ تو جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ بنیادی حقوق کا یہاں پر نام لینا محض ایک ڈھونگ ہے اور اس کی سراب سے زیادہ حیثیت نہیں ہے۔ آج بھی چار سال گزرنے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ کسی نہ کسی شکل میں کسی نہ کسی قانون میں خواہ وہ صنعتوں کے بارے میں ہوں یا سوسائٹیز کے بارے میں ہوں بنیادی حقوق کا نام لیں گے تو لوگ مان جائیں گے کہ اس ملک میں جمہوریت ہے تو جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ باہر کس قسم کی پابندیاں ہیں اور آپ بھی ان پابندیوں سے دوچار رہے ہیں اور ان پابندیوں کے ہوتے ہوئے یہ باتیں باہر عوام کے سامنے نہیں کہی جا سکتیں لیکن اس ایوان میں ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم پوچھ سکتے ہیں کہ چار سال یا چھ سال گزرنے کے باوجود معاہدہ شملہ کے بعد یا ڈی۔پی۔آر کے بعد یہ ایمرجنسی کس کام کی ہے۔ اور اب یہ بنیادی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ کتنا بڑا تضاد ہے۔

وزیر قانون: کیا وؤف طاہر صاحب کا استدلال یہ ہے کہ یہ قوانین جو بنیادی قوانین کے خلاف ہیں اس مقننہ کو ان سے ہم آہنگ نہیں ہونا چاہیے؟

چوہدری طالب حسین: ان کا اعتراض صرف یہ ہے کہ اس پر یہ

عنوان لکھ کر to bring in conformity with the fundamental rights عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لیے کہ fundamental rights تو اس ملک میں exist ہی نہیں کرتے۔

مسٹر رؤف طاہر: جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ سیاسی مصلحت اور expediencies ہوتی ہیں لیکن اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ بھی ایک بہت بڑا تضاد ہے کہ ایک طرف یہ کہا جائے کہ ہم ایسے قوانین کو بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ قانون سازی کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف عام شہریوں کو پنجاب کے عوام کو جس طریقہ سے کالے قوانین اور ڈی۔ پی۔ آر۔ کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے تو اس وقت ان کو یہ بنیادی حقوق نظر کیوں نہیں آتے۔ جناب والا۔ اب ان کو اس لئے نظر آ رہے ہیں کہ ان سوسائٹیز کے ذریعے یہ من مانی کارروائی کرنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جس سوسائٹی کو چاہا توڑ دیا جائے اور ایسے آدمیوں کو وہاں مسلط کر دیا جائے جو صنعتوں کے بارے میں یہ ترمیم لائیں کہ ہم بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کر رہے ہیں اس میں بھی یہی کچھ ہے اگر حکومت یہ سمجھے کہ اس کا کوئی پسندیدہ شخص جس کے لئے تین چار شرائط بیان کی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس کی صنعت صحت عامہ کے خلاف نہ ہو۔ قومی مفاد کے خلاف نہ ہو اور اسی طریقے سے ایک دو چیزیں اور کہی گئی ہیں لیکن یہاں پر بھی حکومت جس شخص کی صنعت کو چاہے وہ کہے کہ وہ قومی مفاد میں ہے۔ وہ کہے کہ صحت عامہ اس سے متاثر نہیں ہوتی تو جناب والا! اس قانون کے ذریعے پسند یا ناپسند کا ہتھیار حکومت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس لئے اس جگہ پر بنیادی حقوق کی بات کرنا اور سوسائٹیز کو توڑنے کے بارے میں اختیارات حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینے کا اور جہاں تک انکوائری کا تعلق ہے کہ سوسائٹیز کو توڑنے سے پہلے انکوائری کرائی جائے گی تو وہاں کوئی ذکر نہیں ہے کہ جوڈیشل انکوائری کرائی جائے گی۔ وہاں جو تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ سوسائٹی ایگزیکٹو کے کل پرزے پر منحصر ہو گی اور کوئی جوڈیشل انکوائری کا وہاں پر یقین نہیں دلایا گیا۔ کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایگزیکٹو آرڈر بنیادی حقوق کے مطابق ہوتے ہیں۔ یہ ہے ان کے بنیادی حقوق کی تشریح۔ اگر یہ اتنا مخلص ہوتے تو

جہاں یہ ہے کہ ہم جب سوسائٹی کو توڑیں گے تو اس کی انکوائری کرائیں گے تو وہاں پر یہ الفاظ ہونے چاہیں کہ ہم اس کی جوڈیشل انکوائری کرائیں گے اور وہ افسران انکوائری نہیں کریں گے جو اسی محکمے کے ہوں گے - جو سوسائٹی کو چلانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں - جو محکمہ اور سوسائٹی کا حصہ ہوتے ہیں کیونکہ ان افسران کو یہی تحفظ ملتا ہے کہ ان کو اختیار ہو گا - جناب والا ! کون نہیں جانتا کہ نوکر شاہی کے کل پرزے کس طریقے سے برسراقتدار پارٹی کے اشاروں پر ناچتے ہیں - جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس ضمن میں بنیادی حقوق کا خیال نہیں ہے - خیال محض یہ ہے کہ اپنے سیاسی مخالفین اور سیاسی دشمن کی سوسائٹی کو توڑا جائے وہاں پر اپنے آدمیوں کو لایا جائے اور اس طریقے سے انکوائری کا ڈھونگ رچایا جائے - ہم نے جو کچھ کیا ہے بنیادی حقوق کے مطابق کیا ہے اور جمہوریت کی روح کے مطابق کیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی پر فریب بل ہے اور اس بل کے ذریعے یہ تاثر کرانا کہ بنیادی حقوق میں مطابقت پیدا کی جا رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جو انکوائری کے بارے میں کہا گیا ہے اگر اس میں الفاظ ''جوڈیشل انکوائری'' لکھ دیتے تو کسی حد تک ہم سمجھ سکتے تھے کہ اس میں کوئی کسی قسم کے بنیادی حق یا حقوق کی بات کی گئی ہے - لیکن ایسا نہیں ہوا - یہ سمجھتے ہیں کہ بنیادی حقوق کے محافظ سرکاری افسران ہو سکتے ہیں اس لئے یہ انکوائری سرکاری افسران سے کرائی جائے گی - جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم واقعی بنیادی حقوق میں مطابقت پیدا کرنے کا، سوسائٹیز کو توڑنے کا، صنعتوں کو لگانے کا جو کہ صحت عامہ اور قومی مفادات کے مطابق ہوں کا حق دے رہے ہیں لیکن جس کو نہ دیا جائے اس کو یہ حق ہونا چاہیے کہ وہ جا کر اپیل کرے - یہ نہیں کہ وہ محکمہ صنعت کے افسران یا آئی ڈی بی یا آئی ڈی سی کے افسران کے ذریعے جا کر اپیل کرے بلکہ اس کو یہ حق ہونا چاہیے کہ وہ کسی ایسی جوڈیشل کمیٹی کے پاس جا سکے جو جج صاحبان پر مشتمل ہو - اور اس کمیٹی میں وہ حکومت کے اختیار کو چیلنج کر سکے کہ جناب من میری جو صنعت ہے میری جو سوسائٹی ہے وہ قانون اور قاعدے کے مطابق ہے - لیکن اس ترمیم میں جو یہ دھونس کو

گیا ہے کہ ہم بنیادی حقوق میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ وہ حق بھی نہیں دیا گیا جو کہ ایک معمولی حق ہے ۔ چہ جائیکہ ہم نے بہت بڑے حقوق کی بات کی ہے ۔ ان سے تو موجودہ حکومت چشم پوشی کرنے کا ارادہ کر چکی ہے اور وہ بڑے بڑے بنیادی حقوق جو بین الاقوامی طور پر مسلمہ ہیں دینے سے انکار کرتی ہے ۔ لیکن یہ چھوٹا سا قانون کہ سوسائٹی توڑنے یا نہ توڑنے ، انکوائری کرانے یا نہ کرانے ، گورننگ باڈی بنانے یا نہ بنانے کا اختیار اور ایک سال تک جو نئی گورننگ باڈی کو اختیار دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ بنیادی طور پر غلط ہے ۔ انکوائری ہو اور بہت جلدی اس کا فیصلہ ہو ۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی سوسائٹی کے سابقہ ممبران ہوں ۔ ان کو اختیار ہو اور انہیں میں سے گورننگ باڈی کے لئے چنا جائے ۔ جب تک سابقہ سوسائٹی کے عہدیداران کی انکوائری نہیں ہو جاتی اور انکوائری بھی جوڈیشل انکوائری ہو اس وقت تک وہی رہیں گے ۔ لیکن اس درمیانی عرصہ میں اس عبوری دور میں اس سوسائٹی کے دوسرے ممبران میں سے گورننگ باڈی لائی جائے گی پھر تو ہم یہ سمجھتے کہ کسی بنیادی حق کا خیال کیا جا رہا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! وہ آگے آئے گا ۔

مسٹر رزاق طاہر : جب وہ آئے گا تو دیکھ لیں گے ۔ جناب والا ! یہ کہنا کہ بنیادی حقوق میں مطابقت پیدا کی جا رہی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت نہ قانون سازی میں مخلص ہے اور نہ ہی بنیادی حقوق کے سلسلے میں مخلص ہے ۔ وہ تو ہر طریقے سے وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں جو بنیادی حقوق کے منافی ہو ، جو جمہوریت کے منافی ہو اور جو پوری دنیا میں عام مروجہ قانون ہوتا ہے جسے قانون کی حکمرانی کہتے ہیں اس کے منافی ہو ۔ ان کا مقصد ہر طریقے سے اپنا الو سیدھا کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ معزز ممبر موجود نہیں ہیں ۔ چوہدری محمد اشرف ۔ آپ نے بھی کچھ کہنا ہے یا مسٹر نذر حسین منصور آپ کی ترجمانی کریں گے ؟

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور صاحب ہی تقریر فرمائیں گے ۔ میں بعد میں تقریر کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : بعد والی بات تو پھر کبھی ہو جائے گی ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور: جناب سپیکر ۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860ء اور پنجاب انڈسٹریز (کنٹرول آن اسٹیبلشمنٹ اینڈ انلارجمنٹ) آرڈیننس 1963ء میں آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ ترامیم جو حکومت نے اس معزز ایوان میں پیش کی ہیں ان کے بغور مطالعہ کے بعد ذہن میں جو تاثر آتا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت باوجود اپنی بہترین کوشش کے کہ وہ ان پر دو قوانین کو بنیادی حقوق کے مطابق کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ حکومت اس سلسلے میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایک بہت بڑی ناکامی کا شکار ہو رہی ہے ۔ اس لئے سوسائٹیز ایکٹ 1860ء میں جو پروویژو رکھی گئی ہے اس کو بغور پڑھنے کے بعد یہ تأثر ملتا ہے کہ حکومت جو مقصد حل کرنا چاہتی ہے وہ نہیں کر سکتی ۔ اس ترمیم سے پہلے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860ء کے مطالعہ کے بعد اور یہ پروویژن جو حکومت دے رہی ہے اس کو دیکھنے کے بعد مجبوراً کوئی ایسی بڑی ترمیم جو کہ قانون اور اس ایکٹ کے لئے فائدہ مند ہو وہ کوئی ذہن پر نہیں ابھرتی ۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس ترمیم کے ذریعے حکومت اپنے لئے ایک ایسا اختیار لینا چاہتی ہے اور اگر وہ یہ اختیار لے لے اور ماضی کے تجربات کو سامنے رکھا جائے تو یقیناً وہ یہ اختیارات غلط طور پر استعمال کرے گی ۔ جب اس ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ گورنمنٹ گورننگ باڈی بنائے گی اور وہ ایک سال کے عرصہ تک ہو گی ۔ اور اس گورننگ باڈی کے ایک سال تک function کرنے کے بعد پھر re-constitution of Governing Body ہوگی ۔ جناب سپیکر ! ایمان دارانہ طریقے سے سوچا جائے تو میں آپ کے توسط سے ارباب اقتدار سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک سال تک گورننگ باڈی رکھنا چاہتے ہیں اور ایک سال گزرنے کے بعد آپ re-constitution of Governing Body کرتے ہیں تو کونسی ایسی رکاوٹ ہے اور کونسی بڑی آپ کو پریشانی ہے کہ آپ ایک سال سے پہلے re-constitute نہیں کر سکتے ۔ آپ گورننگ باڈی Constitue کریں گے آپ گورننگ باڈی سے ایک سال تک کام لیں گے جب ایک سال گذرے گا تو آپ اس کو re-constitute کریں گے یہ واضح طور پر دیا ہوا ہے ۔ "After expiry of one year..." میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی نیک نیتی ہوتی تو فنڈا منٹل رائیٹس کے متعلق یہ قانون نہ لاتے ۔ اگر قانون سازی کا بہترین مفاد ہوتا یا عوامی سوسائٹی ایکٹ کو بہترین بنانے کا جذبہ کار فرما ہوتا تو ایک سال کے گذرنے کے

بعد re-constitute نہ کرتے بلکہ وہ اس کو اولین فرصت میں جب نئی گورننگ باڈی بنتی اس کے بعد فوری طور پر مناسب وقت میں گورننگ باڈی re-constitute کر دیتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ واضح طور پر اس میں کوئی تضاد نہیں ہے ۔

اس کے بعد دوسرا نمایاں پہلو اس ترمیمی بل میں جو ہے وہ یہ ہے کہ حکومت گورننگ باڈی بنا رہی ہے جس کی صوابدید یہ ہے کہ وہ چند وجوہات کے بعد کسی سوسائٹی کو توڑ دے گی کہ یہ اچھا کام نہیں کر رہی ہے یا یہ سوسائٹی مفاد عامہ میں کام نہیں کر رہی ہے یا مفاد عامہ کے خلاف کام کر رہی ہے ۔ اس صورت میں جب آپ گورننگ باڈی بنائیں گے تو اس ترمیم میں یہ قطعاً نہیں کہا گیا کہ گورننگ باڈی ان ممبران سے بنے گی جو اس سوسائٹی کے ممبران رہے ہوں ۔ گورنمنٹ اس ترمیم کے ذریعے جو بھی اور جہاں سے اور جس طبقے سے اپنے مخصوص طبقے کے نمائندے رکھ سکتی ہے اور وہ اس اختیار کے تحت کسی بھی سوسائٹی میں دخل دے سکتی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں یا پنجاب میں جتنی بھی سوسائٹیاں ہیں وہ فلاحی ادارے ہیں جو عوام کے لیے کام کرتے ہیں ۔ عوامی بھلائی اور عوامی خدمات کے بنیادی جذبہ کے تحت یہ سوسائٹیاں بنائی جاتی ہیں ۔ اور معاشرے کے لیے قوم کے لیے بھرپور حصہ لیتی ہیں سوائے چند استثنائی صورتوں کے ۔ میں انجمن حمایت اسلام کی واضح مثال پیش کر سکتا ہوں اگر ان کی سماجی اور معاشرتی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ سماجی اور معاشرتی خدمات انجام دے رہی ہیں ۔ اور اتنے طویل عرصے میں تعلیمی اور دوسرے میدان میں یہ سوسائٹیاں بہترین طریقوں سے اپنے فریضے انجام دے رہی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت چند مخصوص سیاسی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس لیے نئی ترمیم کر رہی ہے کہ وہ ان اداروں پر انتظامی طور پر اپنی گرفت کو مضبوط کرے ۔ جو ممبران باقاعدہ بائی لاز کے تحت بنتے ہیں اب حکومت اپنی مرضی کے مطابق باہر سے ممبر بنائے گی ۔ اور اس طریقے سے حکومت انتظامی طور پر دوسرے اداروں میں جو انتظامی طور پر اور غیر انتظامی طور پر بہترین کام کر رہے ہیں ان میں بیجا مداخلت کر کے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے گی ۔ خود حکومت ایک قانون بناتی ہے اور ایک سال بعد اس میں ترمیم لے آتی ہے اور اس قانون کی کامیابیاں اور ناکامیاں اس کے سامنے ہیں ۔ یہ حکومت انتظامی طور پر جنون کی حد تک کسی بھی ادارے میں مداخلت کرنا چاہتی ہے

اور اس کا ایگزیکٹو کنٹرول اپنے اختیار میں رکھنا چاہتی ہے - یہ بھی کسی معقول حد تک برداشت ہو سکتا ہے لیکن سیاسی مقاصد کے لیے اور نادانستہ طور پر اپنے اختیارات کو پروان چڑھانا اور فلاحی اداروں میں مداخلت کرنا میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں ہے - اس لیے حکومت اپنے قوانین میں جو ترامیم لا رہی ہے میں ان کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ حکومت جو سوسائٹیز ایکٹ میں ترمیم لا رہی ہے یہ نہ تو عوام کے مفاد میں ہے اور نہ ان فلاحی اداروں کے مفاد میں ہے -

وزیر قانون : یہ تو کسی بل میں نہیں ہے - پتہ نہیں منصور صاحب کہاں سے یہ لے آئے ہیں -

"In accordance with the Memorandum and Articles of Association,....."

اگر آپ Articles of Assotiation پڑھیں تو پتہ لگ جائے گا -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے بل کا ایک لفظ نہیں پڑھا ہے -

16(A) 1 (c)———

The Provincial Government may, by notification in the Official Gazette, declare the governing body to be superseded for such period, not exceeding one year...

وزیر قانون : آپ گورننگ باڈی کی بات کر رہے ہیں -

مسٹر نذر حسین منصور : یہ ترمیمی بل جو لایا جا رہا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آئین کے مطابق بنیادی حقوق - - -

وزیر قانون : ہم بنانا چاہتے ہیں -

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 81 (1) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں -

81.(1) On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any suqsequent day to which discussion thereof is post-poned, the principles of Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discusseed further

than is necessary to explain its principles.

جناب والا ! میں اس کے متعلق آنریبل ممبر سے عرض کروں گا کہ وہ اس کو کلاز بائی کلاز discuss کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انھوں نے یہ نہیں کہا ہے یہ فاضل وزیر نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس پر انھوں نے جواب دیا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : اس سے پہلے کہا ہے ۔

Mr. Speaker : I don't agree with you. I am not going to restrict him on that interpretation.

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں نیشنل اسمبلی کی رولنگ پیش کرتا ہوں ۔

Page 880, National Assembly of Pakistan Debates dated 15th th June, 1967 :—

> Amendments moved that the Bill be circulated for eliciting public opinion by 30th, July, 1967 on page 881. During the discussion on the motion the Senior Deputy Speaker on page 887 remarked :—
>
> > May I remined the honourable member that instead of going into the details about the provisions in different sections, he should discuss the general principles at this stage, because he can speak about them when the specific claures are put before tha House.

جناب والا ! اس سلسلے میں جنرل پرنسپل پر بحث ہو سکتی ہے لیکن کلاز بائی کلاز بحث نہیں ہو سکتی ۔

Mr. Speaker : There are no different clauses He is not going to discuss different clauses of the Bill.

مسٹر نذر حسین ساہور : جناب سپیکر ! اپوزیشن کے ممبران یا گورنمنٹ کے ممبران اس حد تک متعصب نہیں ہو سکتے کہ اگر حکومت جس طریقے سے پنجاب انڈسٹریز آرڈیننس کو بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا

کرنے کے لیے لا رہی ہے اور اس طرح اگر نجی سرمایہ کاری کی صنعت میں حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے اور اس میں ایک بہترین معیار پرانے قانون میں پیدا کرنا چاہتی ہے تو کم از کم میں اپنے طور پر نہیں سمجھتا کہ غیر ضروری طور پر بحث کریں۔ اگر صنعتوں کے فروغ کے لیے اس ترمیم کے ذریعے کوئی فائدہ پہنچے گا۔ رجسٹریشن ایکٹ یا سوسائٹیز ایکٹ بہترین ہوگا اور لوگوں کی معاشرتی ضروریات اور سوسائٹیز کے قواعد انضباط کار اور ان کا functioning زیادہ ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہتی بلکہ ہم حکومت کے ہر ایسے اقدام کا خیرمقدم کریں گے جو عوام اور ادارے کے لیے بہترین ہوگا۔ اس سلسلے میں بنیادی حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے آپ پرانی اپوزیشن کو بھول جائیے۔ ہم نئے طریقوں سے اور جدید تقاضوں سے اپنا رول ادا کرنا چاہتے ہیں کہ آپ بنیادی حقوق کے مطابق ترمیم کریں، آپ پنجاب انڈسٹریز کنٹرول آرڈیننس کو بہتر بنائیں لیکن ہم آپ کی خامیاں اور کمزوریاں بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ اس انداز سے کریں گے تو آپ کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ اس لیے اگر آپ ہماری گزارشات پر گہرے اور ٹھنڈے دل سے غور کریں گے تو یہ آپ کے لیے فائدہ مند ہو سکتی ہیں۔ اگر اس تاثر کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ میری گزارشات کی طرف دھیان دینے کی کوشش کریں گے تو میرا خیال ہے کہ اس میں آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو سکے گا۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب انڈسٹریز کنٹرول آرڈیننس 1963ء میں جو ترمیم لائی جا رہی ہے جو آپ بنیادی حقوق کے نام پر لا رہے ہیں اس سے صنعتی شعبہ میں، جیسے کہ یہ حکومت خود مانتی ہے کہ اس کی مختلف پالیسیوں کی وجہ سے یا ان پالیسیوں کے بعد جو نتائج اس ملک اور اس صوبے کی صنعت پر مرتب ہوئے ہیں، اس کے پیش نظر کوئی نجی سرمایہ کاری نہیں ہو رہی۔ حکومت چاہتی ہے کہ لوگ نجی سرمایہ کاری کے لیے آگے بڑھیں، صنعتیں لگائیں۔ تو آپ کے تمام اعلانات اور اس پالیسی کو سامنے رکھ کر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ترمیم جو آپ لا رہے ہیں اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ بنیادی حقوق کے مطابق لا رہے ہیں۔ اس میں آپ کوئی بہت بڑا تیر نہیں مار رہے۔ لوگوں کے لیے آپ کوئی میدان نہیں دے رہے کہ وہ جذبے اور

حوصلے کے ساتھ آگے بڑھیں اور صنعتیں لگائیں ۔ آپ کو درخواستیں دیں ۔ یہ ترمیم ان کے لیے مزید حوصلہشکنی کا باعث بنے گی اور اس ترمیم کے ذریعے پاکستان یا پنجاب کا رہنے والا کوئی شہری بھی سرمایہکاری کے لیے واضح قدم نہیں اٹھا سکتا ۔ اول تو آپ کی پالیسیوں میں تضاد ہے اور اگر کسی پالیسی میں تضاد نہیں تو آپ ان پالیسیوں کو نافذ کرنے میں خود تضاد کا شکار ہو جاتے ہیں یا اس انڈسٹری کو یا اس ماحول کو مختلف تضادات کا شکار کر دیتے ہیں ۔

Mr. Speaker. Let us come to the Bill, let us touch the earth.

مسٹر لذر حسین منصور : تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ پنجاب انڈسٹریز کنٹرول آرڈیننس میں معمولی ترمیم لا رہے ہیں کہ اس طریقہکار کو اختیار کرنے کے بعد حکومت کسی شخص کو صنعت لگانے کی اجازت دے گی یا نہیں دے گی ۔ یہ ایک ترمیم ہے جس کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ چند الفاظ رکھ کر بنیادی حقوق کے مطابق اس طریقہکار کو آسان بنا دیا ہے لیکن میں نے بنیادی طور پر کہا ہے ، اور آپ کسی ملک کے بھی قانون یا اس اسمبلی کے قوانین اٹھا کر دیکھ لیں ، اگر حکومت اس میں اختیار پسندی اور ناجائز حد تک اپنی انتظامی مداخلت کو اور اپنی ایگزیکٹو گرفت کو مضبوط کرنے کی کوشش کرے گی تو لازمی طور پر اس کے اثرات نجی شعبہ پر اور سرکاری شعبہ پر منفی انداز میں مرتب ہوں گے ۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ اس ملک میں ، اس صوبے میں زیادہ صنعت لگے ، لوگ زیادہ دلچسپی لیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں صنعتیں لگائیں تو میں نہیں کہتا کہ فضول قسم کی بلکہ بے معنی قسم کی یہ ترمیم لا کر آپ قانون سازی کو شرمندہ کر رہے ہیں ۔ آپ اس میں واضح ترامیم لائیں اور خصوصی طور پر اگر یہ حکومت انقلابی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ، اگر حکومت نے ایمانداری سے عوامی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ، تو آپ کو اس بل کے بعد پھر کوئی اور بل لانا پڑے گا ورنہ آپ کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا ۔ آپ مجھے حساب لگا کر بتائیں کہ جب سے پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی ہے ، اگر آپ عوامی اور انقلابی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ، تو مجھے بتائیں کہ کونسا

وہ طبقہ ہے جو اب تک صنعتوں میں سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ جو بڑا طبقہ پہلے سرمایہ‌کاری کرتا تھا اب وہ بددل ہو کر آپ کے کہنے سے سرمایہ‌کاری نہیں کرے گا حالانکہ ہم یہ سمجھتے تھے، پنجاب کے عوام یہ سمجھتے تھے کہ اگر یہاں صنعتوں کے قیام کے لیے ایک مخصوص طریقے کی گرفت رہی ہے تو چھوٹا طبقہ جو ذہین بھی ہے، جو انڈسٹری کو سمجھتا بھی ہے، جن کے پاس مالی وسائل نہیں، آپ ان کے لیے مالی وسائل پیدا کریں گے کہ وہ صنعتیں لگا سکیں لیکن ایسی ایک مثال بھی نہیں ملے گی کہ حکومت نے اس طریقے سے منصوبہ بندی کی ہو یا اس طریقے سے قانون بنائے ہوں کہ وہ طبقہ جو صنعتی اعتبار سے پیچھے تھا، جو استحصال زدہ طبقہ تھا، اس کے لیے آپ نے واقعی کوئی مواقع فراہم کیے ہوں، ایسا نہیں کیا بلکہ آپ نے ایسے طبقہ کے لیے مواقع رکھے ہوئے ہیں جو پہلے بھی اس ملک کی معیشت پر اور صنعتی شعبہ پر قائم تھے اور آج بھی وہی صنعتی شعبہ پر قائم ہیں بلکہ اس حکومت کی مختلف پالیسیوں کا المیہ یہ ہو سکتا ہے کہ روزانہ یہ اپیلیں ہوتی ہیں اور یہ ببانگ دہل اور بلک بلک کر درخواستیں کرتے ہیں کہ نجی شعبے میں، صنعتوں کے شعبے میں سرمایہ کاری کریں۔ حکومت آپ کو یہ یہ مراعات دے گی، قرضے دے گی۔ لیکن ان کے مطالبوں کے مطابق یا وقت کے تقاضوں کے مطابق پنجاب کا خصوصی طور پر اور اس ملک کا عمومی طور پر کوئی فرد گہری دلچسپی نہیں لے رہا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ صنعت پنجاب میں اور اس ملک میں آپ کے اعداد و شمار کے مطابق اور آپ کے ماننے کے مطابق اور ہمارے مشاہدے کے مطابق، قومی تو کیا ایک عام معیار کے تحت بھی نہیں چل رہی۔ یا تو مزدوروں کے فسادات ہو رہے ہیں یا تالہ بندی ہو رہی ہے یا لیبر عدالتوں میں بہت سے صنعتی مقدمات بھر چکے ہیں، حکومت کے لیے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو چکا ہے۔ آپ کی صنعتی منصوبہ بندی غلط ہونے کی وجہ سے۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! میں نے پہلے بھی جناب نذر حسین منصور کی توجہ دلانے کی کوشش کی ہے کہ ایک تو یہ آرڈیننس اس حکومت کے آنے سے پہلے کا ہے یعنی یہ 1963ء کا ہے، اور بنیادی طور پر جس کلاز کو ہم تبدیل کر رہے ہیں، اس کے مطابق

اگر کوئی شخص صنعت لگانا چاہے یا اسے enlarge کرنا چاہے تو وہ حکومت کی منظوری کے بغیر نہیں لگا سکتا ۔ ہم اس میں ترمیم کر کے یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت کسی انڈسٹری کو یا کسی نئی under-taking کے لیے کسی شخص کی درخواست کو رد نہیں کر سکتی ماوقتیکہ یہ تین چار باتیں ہوں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں حکومت کی پالیسی کا یا حکومت کے کنٹرول کا ذکر کہاں ہے ۔ اس طرح سے سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے متعلق باتیں کی ہیں ، اس میں انہوں نے پہلے قانون کو ذہن میں نہیں رکھا ہے اور یہ باتیں کی ہیں ۔ میرے خیال میں انہیں یہ کہنا چاہیے کہ اس بل میں جو ترمیم کی گئی ہے ، وہ اصل بل کو سامنے رکھتے ہوئے کہیں ، کہ یہ بات اس میں واضح ہوتی ہے یا نہیں ہوتی اور جو انڈسٹریل پالیسی 1963ء کے قانون کے مطابق چل رہی ہے ہم اسے تبدیلی کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. I agree with the objection.

مسٹر نذر حسین منصور : میں وزیر قانون کے اس اعتراض کو سامنے رکھتے ہوئے مزید گزارشات کرتا ہوں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے سامنے 1963ء کا قانون ہے ۔ میری ایک نہایت ہی مناسب گزارش یہ تھی کہ آپ نے 1963ء کی تاریخ میں انقلاب برپا کرنا ہے ۔ آپ اس میں بہتری پیدا کر رہے ہیں ۔ یہ وجوہات جو آپ نے دی ہیں کہ ہر آدمی صنعت لگا سکے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر یہ بات ہوگی تو نہیں لگا سکے گا ، یہ بات کہ حکومت تحقیق کرے گی ، اگر عوام کی صحت کے لیے مضر ہوگا ، وغیرہ ۔ تو آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ یہاں کے ایک فاضل ممبر مسٹر عبدالرحمان جامی کو حکومت نے قرضہ منظور کیا ہے ، وہ ایک شوگر مل لگانا چاہتے تھے تو آپ کس بنا پر اسے اجازت نہیں دے رہے ۔

Mr. Speaker. Please let us deal with the Bill.

مسٹر نذر حسین منصور : میں کہتا ہوں کہ یہ جو سینما ہاؤسز ہیں یہ سوشل نقطہ نظر سے مضر ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے بنانے کے بعد آپ کو اختیار ہو جائے گا ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میں یہ کہتا ہوں کہ جن وجوہات کی بنا پر اس شخص کو آپ صنعت لگانے کی اجازت نہیں دے رہے ،

جو وجوہات دی گئی ہیں ، وہ وجوہات یہاں ختم کریں ، اگر وہ وجوہات ختم نہ کریں گے تو ، میں یہ بات آپ کے مفاد کے لیے کہہ رہا ہوں ، لوگ سرمایہ کاری کی طرف دھیان نہیں دیں گے اور اگر آپ نے کسی دیگر انداز سے یہ قدغن لگائی ہے کہ ان وجوہات کی بنا پر وہ درخواست کو رد کر سکتے ہیں ، میں کہتا ہوں کہ 1963ء کی جو پرانی روش تھی آپ اسی روش کو نئے انداز میں اپنائے ہوئے ہیں ، آپ اس کو بدلیں ، لوگوں کو موقع دیں کہ وہ آپ کو درخواستیں دیں اور تا وقتیکہ کوئی صنعت ملکی مفاد یا ملکی معیشت کے خلاف نہ ہو ، صرف یہ شرط رکھیں ، کسی بھی دوسری شرط کو دیکھے بغیر اسے منظور کرنے کی کوشش کریں ۔ یہ نہ دیکھیں کہ وہ کس سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے یا اس کا مرتبہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جس سٹیج پر آپ بات کر رہے ہیں اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : اس کے بعد جو گزارشات میرے ذہن میں باقی ہیں وہ مختصراً یہ ہیں کہ یہ قانون بنیادی حقوق سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے بنایا جا رہا ہے اس لیے میں براہ راست بنیادی حقوق کی بات کر سکتا ہوں لیکن زیادہ باتیں کرنے کی بجائے میں صرف ایک آخری گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ بنیادی حقوق آئین میں دیے ہوئے ہیں اور اس ملک کی تمام حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والی پارٹیوں نے اس آئین پر دستخط کیے تھے اور اگر اب بھی وہ بنیادی حقوق آئین میں موجود ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ کس آئین کا ہونا ، اس میں بنیادی حقوق کا ہونا ، اس میں شہری آزادیوں کا ہونا ، اس وقت تک کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک کوئی حکومت وقت ان کے عملی نفاذ کے راستے میں جو رکاوٹیں ہیں ، جو راستے مسدود ہیں ، انہیں صاف کرنے کی کوشش نہ کرے ۔

مسٹر سپیکر : اس بل پر بات کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : وہی بات کر رہا ہوں ۔ یہ بات تو آ جائے گی ۔ جب فنڈامینٹل رائٹس ہیں تو ان کو touch کرنا پڑے گا اور میں تو بالکل light طریقے سے touch کر رہا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد : چونکہ اس میں Fundamental Rights کا ذکر ہو چکا ہے ، اس لیے Fundamental Rights پر بات کر سکتے ہیں !

مسٹر سپیکر : وہ میں نے انہیں کہہ دیا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت بنیادی حقوق کے مطابق جو قوانین بنانا چاہتی ہے ، وہ بنائے ۔ لیکن آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق کو اپنے مخصوص نئے انقلابی انداز سے مسخ کرنے کی کوشش نہ کرے ۔ اس کی واضح مثالیں ہیں ۔ صحافتی اور دوسرے سیاسی میدانوں میں حکومت نے ان قوانین کو انتہائی غلط طور پر استعمال کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : That has no relevancy ۔ اس بل پر بات کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جتنی دیر تک حکومت بنیادی حقوق کا صحیح نفاذ نہیں کرنا چاہتی ، میں نہیں سمجھتا اس ترمیمی بل کے ذریعے بنیادی حقوق کے مطابق ان کو ڈھالنا یا مطابقت پیدا کرنا کس طریقے سے ممکن ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری ۔

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! اس وقت ہم The Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976 پر بحث کر رہے ہیں جس کا مقصد پنجاب کے بعض قوانین کو بنیادی حقوق سے مطابقت بخشنا ہے ۔ جناب والا ! آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ بنیادی حقوق کے فلسفے اور تصور کی بنیاد یہ ہے کہ بعض بنیادی انسانی حقوق جو ہر جمہوری اور پارلیمانی معاشرے میں بلند ترین مقام کے حامل سمجھے جاتے ہیں ، ان کو مملکت کی مداخلت سے تحفظ بخشا جا سکے ۔ اسی وجہ سے یہ بنیادی حقوق دستور اور قانون میں رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں ، اور ان کا نفاذ اور رواج کا مقصد و منشا یہ ہوتا ہے ۔ فرد کے بعض اساسی حقوق جن میں زندگی بسر کرنے کا حق ، آزاد رہنے کا حق ، آزادی رائے کا حق ، اپیلوں کی آزادی کا حق ، پیشے کے انتخاب کا حق اور صنعت و تجارت اپنانے کا حق ہر حال میں مقدم اور واجب التعظیم سمجھے گئے ہیں اور دستور کو ان اصولوں کی تمہید اس لیے بنایا گیا ہے کہ ایوانوں میں محض اکثریتوں کی تبدیلیوں کے نتیجے میں ان بنیادی حقوق میں تغیر و تبدل نہ کیا جائے ۔ جناب والا ! بنیادی حقوق کا خاصہ یہ ہے کہ مملکت کے عام قوانین پر انہیں بالا دستی حاصل ہوتی ہے ۔ اور یہ حقوق اصل میں ایسا دستور بنانے

کا نام ہے جن کے ذریعے قانون سازی اور اکثریت کی عارضی خواہشات کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے اور ایک خاص صورت حال کے سوا ان حقوق کو کسی حالت میں سلب نہیں کیا جا سکتا ، چھینا نہیں جا سکتا ۔ جناب والا ! یہ بنیادی حقوق ہر جمہوری دستور کی طرح ہمارے دستور کے بھی سنہری باب ہیں ، اور جب دستور متفقہ طور پر منظور کیا گیا تھا تو ان بنیادی حقوق کی عطائیگی پر پورے ملک میں جشن کی سی کیفیت رونما تھی ۔ لیکن ہم نے دیکھا ، آپ نے دیکھا ، پوری قوم نے دیکھا کہ ان بنیادی حقوق کو ، ان دستوری تحفظات کو ہنگامی حالات کے نام پر معطل کیا گیا ، پامال کیا گیا ، مجروح کیا گیا ۔

Mr. Speaker. Mr. Tabish Alwari, I have already pointed out to the other members that fundamental rights in relation to the present legislation are under discussion.

سید تابش الوری : میں اس طرف آ رہا ہوں ۔ مجھے احساس ہے ۔ آپ نے پہلے بھی یہ فرمایا تھا ۔ میں صرف بنیادی حقوق کی اہمیت کے رشتے سے مختصراً اظہار خیال کرتے ہوئے انہی بنیادی حقوق کی طرف آ رہا ہوں جن کا اس بل کے ساتھ تعلق ہے ۔ جناب والا ! ہم نے نہایت خوش دلی سے اس دستور کو قبول کیا تھا ۔ لیکن موجودہ حکومت نے انتہائی نہم دلانہ طور پر اس کا اطلاق اور اس کا نفاذ کیا ہے اور بالواسطہ اور بلا واسطہ ایسے اقدامات کیے جس کے نتیجے میں یہ حقوق عوام سے سلب کر لیے گئے ۔ آزادی رائے ، آزادی اجتماع ، آزادی صحافت ، آزادی حیات اور جان و مال کی حفاظت ، ان سنگین مسائل کی شکل میں تبدیل ہو گئے ۔ ایسے حالات میں ، جب بنیادی حقوق کا یہ تاج محل مسمار ہو رہا ہو ، بنیادی شہری آزادیاں اور انسانی تحفظات یک جماعتی آمریت کے شکنجے میں جکڑے جا رہے ہیں یہ بات خوشگوار حیرت کا باعث ہے کہ آج اس ایوان میں بعض قوانین کو بنیادی حقوق سے ہم آہنگ کرنے کا بل پیش کیا جا رہا ہے ۔ آج جب ہماری بنیادی آزادیاں ہی ختم نہیں ہیں ، بلکہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی غائب ہیں ، خواجہ خیرالدین غائب ہیں اور ڈیفنس آف پاکستان رولز اور 144 کے تحت پورے صوبے ، بلکہ پورے ملک میں خوف و دہشت کی فضا طاری ہے ، تو بنیادی حقوق کے حسین نام پر آج ایسے بل کی پیش کش

ہمارے لیے استعجاب کا باعث نہیں تو اور کیا بن سکتا ہے ۔ جناب والا ! ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ بامر مجبوری کیا جا رہا ہے ۔ یہ بل بادل نخواستہ پیش کیا گیا ہے ۔ قانون کی یہ ترمیم ایک ناگزیر صورت کے نتیجے میں پیش کی جا رہی ہے ، اور وہ ناگزیر صورت ہمارے دستور کی آرٹیکل 8 کی نئی ضمن (4) ہے ، جس میں کہا گیا ہے :

> Notwithstanding anything contained in paragraph (b) of clause (3), within a period of two years from the commencing day, the appropriate Legislature shall bring the laws specified in the First Schedule, not being a law which relates to, or is connected with, economic reforms, into conformity with the rights conferred by this Chapter :
>
> Provided that the appropriate Legislature may by resolution extend the said period of two years by a period not exceeding six months.

جناب والا ! اس آرٹیکل کے تحت یہ لازم تھا کہ یہ ترامیم اور بنیادی حقوق سے ہم آہنگ بنانے کے لیے یہ قوانین commencing day سے دو سال کے اندر اندر پیش کر دیے جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا ۔ جناب والا ۔ یہی نہیں بلکہ جملہ شرطیہ کے تحت جو مزید چھ ماہ دیے گئے ہیں وہ بھی گزر گئے اور 14 اگست 1973ء کو نافذ ہونے والا یہ دستور اپنی تقدیس کا محتاج رہا منتظر رہا کہ یہ موجودہ حکومت اس کے تقاضوں کی تکمیل کتنی سرعت کے ساتھ کتنی تعجیل کے ساتھ کرتی ہے ۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ حکومت نے پورے ڈھائی سال گزرنے کے بعد 12 فروری 1976ء کو یہ ترمیمی آرڈیننس نافذ کیا جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ موجودہ حکومت دستور کے بنیادی تقاضوں کو فراخ دلی کے ساتھ اپنی ذمہ داری کے احساس کے ساتھ بر وقت پورا کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ یہ اس میں تعجیل پسند نہیں کرتی ۔ ایک اچھا کام ایک اچھا دستوری تقاضا جتنی جلدی تکمیل پذیر ہو اتنا ہی

حکومتوں کی نیک نامی کا باعث بنا کرتا ہے لیکن اس اچھے کام کی تکمیل اس وقت کی جا رہی ہے جب دستور کے تحت اس کام کے کرنے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے ۔ میں اپنے اس استدلال سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت بنیادی حقوق عوام کو عطا کرنے کا جو دعویٰ کرتی ہے اور دستور کے نفاذ و رواج کو جس طرح اپنے پروپیگنڈے کا محور بناتی ہے حقیقتاً عملی اعتبار سے وہ اس پر یقین نہیں رکھتی اور ان اہم ترین تقاضوں میں بھی غیر معمولی تاخیر کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے ۔

جناب والا ! اس ترمیمی بل کے ذریعے دو سابقہ قوانین میں ترمیم کی جا رہی ہے ۔ ان میں سے ایک سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860ء ہے اور دوسرا پنجاب انڈسٹریز کنٹرول آف اسٹیبلشمنٹ اینڈ اینلارجمنٹ آرڈیننس 1963ء ہے ۔ میں پہلے سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے متعلق کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں اس ایکٹ کے سیکشن 16 (اے) میں کہا گیا ہے کہ :

> 16 (A) Notwithstanding anything contained in the Memorandum of association, rules or regulations of a society registered under this Act, Government of the Province of registration may dissolve the governing body of such society and reconstitute or reorganise the governing body and entrust thereto the management of the affairs of the society subject to such conditions as it may deem fit to impose. (Ord. IX of 1962)

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ کلاز کے موقع پر تو تقریر نہیں کر رہے ؟

سید تابش الوری : میں کلاز کی تو بات نہیں کر رہا میں تو پرنسپل کی بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں ہو سکتا آپ ابھی پرانے ایکٹ کی کلاز کو پڑھ رہے ہیں پھر نئے بل کی کلاز کو پڑھنا شروع کر دیں گے اس

طرح یہ کوئی relevancy نہیں ہے ۔

سید ثابش الوری : میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے یہ اجازت نہیں دیں گے تو میں اس کے بنیادی فلسفے پر کیسے بات کر سکتا ہوں کہ یہ تبدیلی کیا کی جا رہی ہے ۔

Mr. Speaker : You can explain it in your own words.

سید ثابش الوری : جناب والا ۔ اگر قانون کو قانون ہی کی زبان میں عرض کرنے کی اجازت دی جائے تو میرا خیال ہے کہ آپ کے لیے بھی اور اس ایوان کے لیے بھی سہولت ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : ممبران سمجھ جائیں گے ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! اس سیکشن میں گورننگ باڈی کو کالعدم کرنے یا اسے نئے سرے سے تشکیل دینے کا مطلق العنان اختیار حکومت کے پاس ہے اور یہ ایسا اختیار تھا جو واقعتاً دستور کے بنیادی حقوق سے متصادم قرار دیا جا سکتا ہے ۔ جہاں تک میری رائے کا جناب والا تعلق ہے اس تصادم کی بنیاد دستور کا آرٹیکل 17 ہے جس میں کہا گیا ہے ۔

> Every citizen shall have the right to form association or union subject to any reasonable restriction imposed by law in the interest of morality or public order.

جناب والا ! میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ ترمیمی بل کے تحت پرانے ایکٹ کی مطلق العنانیت کے آمرانہ اختیار کو بعض شرائط و قیود کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے اور ایسی گنجائش پیدا کی گئی ہے جس کے نتیجے میں حکومت پہلے کے مقابلے میں اس کلاز کے تحت بعض اقدامات کرنے کے سلسلے میں بعض اہم شرائط کی پابند ہو جائے ۔ اسے لازمی طور پر تحقیقات اور اس برطرفی کے اقدام کی وجوہ بیان کرنا ہوں گی اور اس کے لیے گورننگ باڈی کی معزولی اور معطلی کے لیے ایک معیار کا تعین بھی کرنا پڑے گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے ایکٹ کے مقابلے میں یہ ایک بہتر صورت ہے ۔ یہ ایک بہتر سمت میں قدم ہے لیکن یہ بہترین نہیں ہے ۔ یہ انتہائی طور پر مکمل اور مستحسن

نہیں ہے ۔ A (16) کا یہ سیکشن ایوی آسریت کا شاخسانہ تھا اور 1963ء کے آرڈیننس کے ذریعے سوسائٹیوں کو ان کے بعض بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی آسرانہ کوشش کی گئی تھی ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ موجودہ حکومت جو ایوبی آمریت کو ختم کرنے کے بعد عوامیت اور جمہوریت کے ایک نئے نام نہاد دور کی نقیب ہے وہ اس 16 (اے) کے پورے سیکشن کو جو آسرانہ تھا جو غیر منصفانہ تھا جو بنیادی حقوق سے متصادم اور ان کے منافی تھا اس کو یکسر ختم کر دیتی اور اس کا فرض یہ تھا کہ سوسائٹیوں کو مزید آزادی اور رعایت بخشتی ۔ اس کا فرض یہ تھا کہ ان سوسائٹیوں کو کام کرنے کے لیے زیادہ بہتر ماحول فراہم کرتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا ۔ اپنی اس بنیادی ذمہ داری کی طرف توجہ نہیں دی اور نہ صرف یہ کہ اس نے مزید آزادی اور رعایت دینے کا فرض ادا نہیں کیا بلکہ وہ آزادی اور وہ حقوق جو 1860ء میں انگریز سامراج نے ہماری ان سوسائٹیوں کو بخشے تھے ان حقوق کو بھی بحال رکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ۔ جناب والا! 1860ء کا تصور کیجیے ۔ اس زمانے کی محکومی اور سامراجی ستم رانیوں کا تصور فرمائیے لیکن غیر ملکی حکمرانوں نے سوسائٹیوں کے قیام کے لیے اور ان کے فروغ کے لیے اس محکومی کے سامراجی دور میں بھی سوسائٹیوں کو اتنا آزاد رکھا تھا کہ ان پر کسی قسم کی کوئی قدغن کوئی پابندی سرکاری سطح پر عائد کرنے کی کوئی گنجائش موجود نہیں تھی ۔ اگر موجودہ حکومت بھی کم از کم ہمیں مزید آزادیاں اور استحقاق نہیں بخش سکتی تو دور غلامی والے بنیادی حقوق ہی بخشنے کے لیے تیار ہو جائے ۔ جو 1860ء سے ان سوسائٹیوں کو حاصل تھے ۔ موجودہ ترمیم دیکھ کر علامہ اقبال کی زبان میں یہی کہا جا سکتا ہے ۔

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

جناب والا! یہ جمہوری اور عوامی حکومت اپنے اختیار کے سمندر سے ہمیں قراطیم کی جو شبنم بخش رہی ہے وہ محض اشک شوئی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ وہ محض آنسو پونچھنے کے مترادف ہے ۔ ہمیں معلوم نہیں کہ حقیقی آزادی اور حقیقی حق ظابی کا سورج کب طلوع ہوگا ۔ جب یہ موجودہ حکومت اپنے دستور کے مطابق عوام کو وہی حقیقی تقاضے پورے کرنے کی

طرف متوجہ ہوگی جو اس کے منشور کی روح کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ! میں محسوس کرتا ہوں کہ موجودہ ترمیمی بل کے تحت حکومت نے سوسائٹیوں کے خلاف تادیبی اقدام کے لیے وجہ اور جواز کو لازمی قرار دے دیا ہے لیکن وجہ وجواز لازمی قرار دے کر اپنے دائرۂ اختیار کو اور زیادہ وسیع کر لیا ہے ۔ پہلے سے زیادہ مطلق العنانی کی گنجائش پیدا کر لی ہے ۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایوبی آمریت کے آرڈیننس کے تحت پہلے گورننگ باڈی کی جگہ گورننگ باڈی کے قیام کو حکومت کا اختیار قرار دیا گیا تھا ۔ مگر موجودہ حکومت نے گورننگ باڈی کی جگہ کسی بھی اتھارٹی کو سوسائیٹی کا مالک و مختار بنانے کا اختیار حاصل کر لیا ہے ۔ اور یہ اختیار ایوبی آمریت کے آرڈیننس کے اختیار سے زیادہ مہلک ، زیادہ خطرناک ، زیادہ غیر منصفانہ ہے ۔ آپ نے اگر ایک ہاتھ سے رعایت دی ہے ، ایک منصفانہ اقدام کیا ہے ، ایک بنیادی حق کی تکمیل کی طرف قدم اٹھایا ہے ، لیکن دوسری طرف یہی حق دے کر خود اسے چھین لیا ہے ۔ اور سوسائیٹیوں کو حکومت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے اور ایسی صورت حال کا امکان پیدا کر دیا ہے جس کے پنجے میں ان سوسائیٹیوں کا دائرۂ کار دائرہ عمل اور اغراض و مقاصد بری طرح سے متاثر ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ غیر معمولی اختیار غیر معمولی مداخلت کی صورت میں اپنے نئے اختیارات کے ساتھ ہمیں ایک لمحہ فکریہ کی صورت میں نظر آتا ہے یہ غیر معمولی اختیار حکومت کو یہ موقع فراہم کرنے کا باعث بن سکتا ہے کہ وہ جس سوسائٹی کو بھی چاہے اس کی سب سے بڑی اور سب سے فعال ہیئت حاکمہ کو معزول کر دے ، برطرف کر دے ، معطل کر دے ۔

چوہدری محمد حنیف : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اس ایکٹ کے تحت جو سوسائیٹیاں رجسٹریشن کا استحقاق رکھتی ہیں ۔ ان میں آرٹس ، سائنس ۔ ادب ۔ ثقافت اور معاشرہ کے شعبے شامل ہیں ۔ یہ ایکٹ ان شعبوں سے متعلق شعبوں اور سوسائٹیوں کا احاطہ کرتا ہے اور ان کو cover کرتا ہے ۔ ان پر اثر انداز

ہوتا ہے - ہمیں انتہائی حیرت ہوتی ہے اور ہم انتہائی دکھ کے ساتھ مسلسل یہ دیکھ رہے ہیں - کہ موجودہ حکومت اپنے سیاسی دائرہ کار کو مختلف شعبوں میں اس طرح سے پھیلا رہی ہے - اور بڑھا رہی ہے کہ اجتماعی طور پر سیاسی دخل اندازی کا یہ عمل ایک معمول بن کر رہ گیا ہے -

Mr. Speaker. Let us restriot ourselves to the present bill.

سید ثابش الوری : اس کے ذریعے سوسائیٹیوں پر اپنے دائرہ اختیار کو بڑھانے کی سازش کی جا رہی ہے - اس بل کے تحت گورننگ باڈی کو معطل کر سکتی ہے -

مسٹر سپیکر : وہ آپ کہہ چکے ہیں - معطل کر سکتی ہے اور اپنی مرضی کے آدمی مقرر کر سکتی ہے -

سید ثابش لوری : نہیں جناب ! یہ میں نے نہیں کہا ہے کہ معطل کر کے کیا کر سکتی ہے - یہ نکتہ ہی نہیں آیا -

مسٹر سپیکر : بہرحال آپ بغیر نکتہ کے کہہ گئے ہوں گے - آپ تو کہہ کر بھول جاتے ہیں -

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بات کسی طور پر بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتی ہے کہ حکومت اپنے انتظامی اختیارات کے دائروں کو نجی اور پرائیویٹ سوسائیٹیوں تک اس طرح پھیلا دے کہ وہ اپنے عمل کی آزادی سے محروم ہو جائیں اور ان کی سیاسی مداخلتوں کے نتیجہ میں مختلف سوسائیٹیوں کو اپنے روایتی اور تاریخی فرائض سے سبکدوش ہونا پڑے - جناب والا ! ہمارے ملک اور صوبے میں پہلے ہی ادب اور فنون اور معاشرت و تمدن کے شعبوں میں لوگوں کی دلچسپی بہت کم رہ گئی ہے - پہلے ہی حالات نے انہیں اپنے دائروں میں مقید کر رکھا ہے - لیکن اگر حکومت ایسے قوانین کے ذریعے ان سوسائیٹیوں پر پابندیوں کی نئی تلوار لٹکا دے گی - تو پھر یہ اندیشہ غلط نہیں ہے کہ ان سوسائیٹیوں کو آئندہ عوام کی شمولیت اور شرکت سے محروم ہونا پڑے گا - اور نہ صرف یہ کہ پہلے سے قائم کردہ سوسائیٹیاں اپنا فرض اور اپنا اثر زائل کر دیں گی ، بلکہ آئندہ کے لیے یہ ترغیب اور جاذبیت ختم ہو کر رہ جائے گی کہ لوگ آزادی کے ساتھ اپنے پروگرام اور منشور کی تکمیل کی

خاطر نئی نئی سوسائیٹیاں اور نئی نئی انجمنیں قائم کر سکیں ۔ جناب والا ! ان دلائل کی روشنی میں میرا بنیادی خیال اور مطالبہ یہ ہے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعہ سے سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے اس سیکشن کو سرے سے حذف کیا جانا چاہیے ۔ اور وہ آزادی کا حق بحال کرنا چاہیے جو کہ کم از کم انگریز کے دور میں ہمیں حاصل رہا ہے ۔

جناب والا ! اس بل کے تحت دوسری اہم اور بنیادی ترمیم پنجاب انڈسٹریز کنٹرول آن اسٹیبلشمنٹ اینڈ اینفورسمنٹ ایکٹ 1963ء سے متعلق ہے ۔ متعلقہ قانون کے سیکشن 2 میں حکومت نے یہ اختیار سنبھال رکھا ہے کہ کوئی شخص حکومت کی منظوری کے بغیر کوئی صنعتی ادارہ قائم نہیں کر سکے گا ۔ اور یہ پابندی کسی شرط یا کسی قید سے نہیں کی گئی ہے ۔ اس پابندی کے لیے اصل ایکٹ میں کوئی وجہ جواز موجود نہیں ہے ۔ اسی وجہ سے یہ دستور کے آرٹیکل 18 کے ہم آہنگ قرار نہیں دیا جا سکتا ہے ۔ جس میں واضح طور پر یہ حق بخشا گیا ہے :

> 18. Subject to such qualifications, if any, as may be prescribed by law, every citizen shall have the right to enter upon any lawful profession or occupation, and to conduct any lawful trade or business ;

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں تجویز کرتا ہوں the question may now be put

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! اس آرٹیکل کے تحت ہر شہری کو یہ حق بخشا گیا ہے کہ اسے اپنے پیشے کی آزادی ہوگی اور وہ صنعت و تجارت کے سلسلے میں اپنے پروگرام کی تکمیل کر سکے گا ۔ اسی آرٹیکل نے موجودہ حکومت کو مجبور کیا ہے کہ وہ موجودہ ترمیمی بل کے تحت ایسی گنجائش پیدا کرے جس سے دستور کے آرٹیکل 18 اور پنجاب انڈسٹریز کنٹرول آن اسٹیبلشمنٹ اینڈ اینفورسمنٹ ایکٹ 1963ء کے درمیان تضاد کے خاتمہ

کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کی جا سکے ۔ موجودہ بل کے تحت صنعتیں لگانے یا ان میں توسیع کرنے کی اجازت کی درخواست کے لیے یہ گنجائش پیدا کی گئی ہے کہ وہ چند خاص وجوہ کے تابع منظور کی جا سکے گی یا نامنظور کی جا سکے گی ۔

مسٹر سپیکر : منظور کا نہیں ہے نامنظور کا ہے ۔

سید نابش الوری : جب آپ منظوری کی پابندی عائد کرتے ہیں تو اس کے تحت نامنظوری بھی عمل میں آ جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : منظوری کا اس میں اختیار نہیں ہے نامنظوری کا اختیار ہے ۔

سید نابش الوری : نہیں جناب اس میں منظوری کا ہے ۔

Subject to such conditions, Government may refuse or may grant permission to any applicant,

جناب والا ! اس ترمیمی بل کے تحت ایک بنیادی مسلمہ اصول عدل کو بھی اپنایا گیا ہے کہ کسی بھی درخواست دہندہ کے لیے اظہار وجوہ بیان کرنے کی گنجائش پیدا کی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیمی بل اس حد تک یقیناً مستحسن ہے ۔ یقیناً بہتر ہے ۔ کہ پہلے original ایکٹ کے مقابلہ میں عام لوگوں ، صنعت کاروں اور تاجروں کے لیے انصاف کے حصول کی بعض منصفانہ شرائط عائد کی گئی ہیں ۔ اور اس طرح سے پہلے کے مقابلے میں اس ایکٹ کو بہتر بنایا گیا ہے اور یہ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ حکومت اور اس کی انتظامیہ اپنے لامحدود اختیارات کو ایک محدود دائرہ میں استعمال کر سکے ۔ جناب والا ! ایک نظر میں یہ ترمیم نہایت مناسب بھی ہے اور منظوری کے قابل بھی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں اس حکومت کے شایان شان یہ بات ہوتی ۔ اور اس ایوان کو خراج تحسین لوگوں کی طرف سے اس شکل میں ملتا اگر وہ آج اس ترمیمی بل کے ذریعے اصل ایکٹ کی اس متعلقہ کلاز جس کو بیکسر حذف کرکے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker: That would have violated the fundamental rights to the people as a whole.

تاکہ جہاں جس کا دل چاہتا لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا اور جہاں جس کا دل چاہتا شہروں میں تیزاب پھینک دیتا ۔

But they could not have permitted.

سید نابش الوری : جناب والا ۔ آپ بجا فرما رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : That would have violated the fundamental rights to the whole country.

سید نابش الوری : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بجا فرما رہے ہیں ۔ لیکن اصل ایکٹ میں ایسی دوسری دفعات موجود ہیں جن کے تحت حکومت مختلف صنعتوں کے قیام اور ان کو لائسنس دینے کے سلسلے میں اور انہیں مراعات دینے کے سلسلے میں ضروری اختیار رکھتی ہے اور وہ اختیار جناب والا ! حکومت کی سطح پر ہی نہیں ہے بلکہ میونسپل کارپوریشنز کی سطح پر بھی ہے اور مینجمنٹ انڈسٹریل بورڈ کی سطح پر بھی ہے ۔ ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹری کی سطح پر بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ میونسپل کمیٹی کو اختیارات دینا چاہتے ہیں اور پنجاب حکومت کو اختیارات نہیں دینا چاہتے ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے پاس پہلے سے یہ اختیارات موجود ہیں کہ اگر کوئی صنعت عوام کے نقطہ نظر سے مضر صحت ہے یا ان کے اجتماعی مفاد کے منافی ہے تو وہ اقدامات کر سکتی ہے ۔ جناب والا ! اس اصل کلاز کے حذف ہونے سے حکومت کا جو لازمی اختیار ہے وہ ختم نہیں ہوتا ۔

جناب والا ! اس ترمیمی بل کے ذریعے اگر اصل کلاز حذف کر دی جاتی تو طول عمل ۔ ناروا اور غیرضروری طریقہ کار جو نوکر شاہی کا حصہ ہوتا ہے اور جو ہمیشہ معاملات کو طے کرنے میں تاخیر کا باعث ہوتا ہے اسے کم سے کم کیا جا سکتا تھا ۔ اس طرح سے جناب والا ! اصل ایکٹ کی یہ کلاز ان فیکٹریوں پر محیط ہے جو بیس یا بیس سے زیادہ ایسے ورکروں پر مشتمل ہو جہاں بجلی کے بغیر کام کیا جاتا ہے اور دس یا دس سے زیادہ ایسے ورکروں کی فیکٹری پر اس کا دائرہ اختیار محیط ہے جہاں بجلی کے بغیر کام ہوتا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ جب اس قسم کی انڈسٹری قائم کی جاتی ہے تو ان کے لیے پہلے سے مختلف مراحل پر حکومت کی منظوری لازمی ہوتی ہے ۔ تو جناب والا ! میرا استدلال یہ ہے کہ جس طرح آپ نے بجا طور پر یہ نقطہ اٹھایا ہے کہ اس طرح سے بنیادی حقوق کے پامال ہونے کا احتمال تھا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ کلاز حذف کر دی

جاتی تو بنیادی حقوق پامال نہ ہوتے بلکہ حکومت کے جائز دائرے میں اختیار بھی برقرار رہتا ہے اور ہر شخص کو یہ آزادی بھی حاصل ہوتی کہ وہ جس پیشے کو اور جس صنعت کو اپنانا چاہے وہ حکومت کی طول و طویل منظوریوں اور طریقہ کار میں اپنے آپ کو الجھائے بغیر وہ صنعت لگانے کا فریضہ انجام دے سکتا تھا ۔

جناب والا ! ہمارے ملک میں اور بالخصوص اس اکثریتی صوبہ میں صنعتی ترقی کی اہمیت اور افادیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ۔ زرعی ترقی کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی ہماری سب سے بڑی بنیادی اور ناگزیر ضرورت ہے اور اس کے لیے آزادانہ تجارت اور صنعت کی جتنی زیادہ گنجائشیں پیدا کی جائیں گی اتنی ہی مستحسن اور قابل تحسین قرار دی جا سکتی ہیں ۔ لیکن صوبائی حکومت ایک ایسی حکمت عملی کو اپنا رہی ہے جس کے نتیجے میں صنعتوں زیادہ سے زیادہ سہولتیں دینے کی بجائے صنعتوں کو مختلف پابندیوں کے شکنجے میں کسا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker. That has no relevancy to the present discussion.

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اس ترمیمی بل کے تحت جو طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے اس میں ایسی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کہ کسی خاص میعاد کے اندر کسی خاص مدت میں اس صنعت یا اس شعبے کی منظوری یا توسیع کے سلسلے میں حکومت کی منظوری کے پابند ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسطرح سے یہ پابندی عائد کی جا رہی ہے کہ نئی صنعتیں لگانے کے سلسلے میں نئے صنعت کار اور تاجر اس طویل و عریض طریقہ کار کے محتاج ہو جائیں ۔ جس کے نتیجے میں سال ہا سال نئی صنعتوں کی منظوری اور اس کی توسیع میں ضائع کر دیے جاتے ہیں اور مختلف سطح پر چھوٹے اور بڑے اہل کار رشوت‌ستانی اور بدعنوانی کے ذریعے ان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ یا ان کے تقاضوں کے مطابق رقوم ان کی خدمت میں نذرانوں کے طور پر پیش کریں یا پھر اپنے ان صنعتی منصوبوں سے دستبردار ہو جائیں ۔

Mr. Speaker : Let us come to the present Bill.

سید ثابش الوری : جناب والا ! یہ بل کا حصہ ہے ۔

جناب والا ! میں عرض کر رہا ہوں کہ اس بل کی منظوری سے ہماری صنعتیں ترقی ارتقاء کی بجائے جمود کا شکار ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : اس میں Basic laws are not under discussion. آپ تو یہاں تک چلے گئے ہیں کہ basic law کیا ہے اس کے لئے ریفرنس کی ضرورت تھی وہ تو ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری : میں نے تو جناب ریفرنس دے کر یہ کہا ہے کہ موجودہ قانون کے ذریعے ایک طرف سے تو آپ انہیں ایک حق اور رعایت دے رہے ہیں ۔ لیکن دوسری طرف ایسی پابندیاں اور طریقہ کار اپنا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر: اس میں طریقہ کار کہاں دیا ہوا ہے کہ وہ ایک نیا طریقہ کار اپنا رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : اس میں جناب والا ۔ انکوائری ہے نوٹس ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کہیں تو میں یہ تجویز کر سکتا ہوں کہ وہ یہ دونوں لائنیں حذف کر سکتے ہیں ۔ نوٹس بھی اور انکوائری بھی ۔

سید تابش الوری : نہیں ۔ جناب والا ۔ میں نہیں چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Then these arguments. They would readily accept that amendment

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے اصل کلاز کو حذف کیا جائے لیکن اگر آپ اسے حذف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اگر آپ صنعتی ترقی کے لئے صنعت کاروں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اگر آپ اس صوبہ میں صنعتی ترقی کی رفتار کو روکنے پر تلے ہوئے ہیں تو پھر میں موجودہ صورت میں اس موجودہ بل کو بھی کسی حد تک قبول کرنے کے لئے تیار ہوں گا ۔ میں نے ایک حد تک جناب والا اس کی تعریف کی ہے ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ زیادہ بہتر صورت تو یہ ہے کہ ہم اصل ایکٹ کے اس بل کی کلاز کے پورے سیکشن کو ختم کر دیں اور اس طرح سے صنعت کاروں اور تاجروں کو ایسی آزادی بخشیں ۔ ایسا موقع بخشیں کہ وہ اس صوبے میں اپنے صنعتی اداروں کی ترقی اور فروغ کے لئے کسی غیر منصفانہ پابندی اور طریقہ کار کے بغیر اپنا کام جاری کر سکیں ۔ جناب والا ! وہ national

interest مختلف مرحلوں میں حکومت جانچنے کا اختیار رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ کوئی فیکٹری قائم نہیں ہو سکتی ۔ جب تک ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز اس کی رسمی منظوری نہ دے۔ کوئی فیکٹری قائم نہیں ہوسکتی جب تک میونسپل کارپوریشن اس کا لائسنس نہ دے ۔ جناب والا ۔ یہ وہ صورتیں ہیں جو حکومت کے پاس پہلے سے ہیں ۔ اور اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت ان پابندیوں کو کم سے کم کر کے انہیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کی طرف توجہ دے ۔ اگر حکومت واقعی انصاف ، غیر جانبداری اور دیانتداری کے ساتھ بنیادی حقوق کو اور مختلف مروجہ قوانین کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اسے پھر کسی تامل کے بغیر کسی پس و پیش کے بغیر بنیادی حقوق کی اس روح کو سامنے رکھ کر اقدامات کرنے ہوں گے ۔ جس کے تحت پاکستان کے عوام کو پہلی دفعہ ایک جمہوری معاشرے میں تبدیل کرنے کے لئے ایک عوامی معاشرہ بنانے کے لئے بعض بنیادی ذمہ داریاں مملکت پر عائد کی گئی ہیں اور حکومت ان ذمہ داریوں کو اس وقت پورا کر سکتی ہے جب وہ عوام کی خواہشات اور جذبات کے مطابق اپنی قانون سازی کرے ۔ جناب والا ۔ موجودہ صورت میں یہ قانون سازی ہمارے نقطۂ نظر سے نیم دلانہ اور بادل نخواستہ اقدام کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ہمیں خوشی ہو گی اگر حکومت فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے ان تمام قوانین میں اور اس موجودہ قانون میں اس طور پر از سر نو ترمیم کرے اور اسے اس طور پر مرتب کرے کہ وہ نہ صرف بنیادی حقوق سے ہم آہنگی کا شرف پا سکے بلکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ آزادی ، زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی سہولت اور زیادہ سے زیادہ پابندیوں سے نجات کے مواقع فراہم کر سکے ۔

میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرایا جائے تا کہ لوگ اپنی ضروریات اور مطالبات کی روشنی میں حکومت کو اپنی آراء سے صحیح طور پر کماحقہ آگاہ کر سکیں ۔ جب تک عوام کی رائے معلوم کر کے ان قوانین کو بنیادی حقوق سے ہم آہنگ بنانے کے لئے نئے سرے سے مرتب نہیں کیا جائے گا یہ عوام کے دلوں میں مقبولیت اور منظوری

حاصل نہیں کر سکے گا ۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ جب تک یہ بل نئے سرے سے مرتب نہ ہو اسے نا منظور کیا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ آپ کچھ کہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم پورا ہے ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ قانون حکومت کی طرف سے اس پر عائد شدہ پابندی جو آئین میں دی گئی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے ۔ لیکن جو تقاریر میں نے اپوزیشن کے دوستوں کی سنی ہیں ان میں تضادات اسی طرح شامل تھے جس طرح کہ تضادات آج ہمیں واضح طور پر نظر آتے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو ہم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہم نے اپنی آئینی ذمہ داری کو جلدی پورا کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف یہ ترامیم پیش کی جا رہی ہیں کہ وہ fundamental rights کے قوانین جن کو ہم آہنگ کرنے کی کوششیں کی جائیں ان کو دیر تک یہ ایوان منظور نہ کرے اور اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ رائے عامہ کے لئے مشتہر کرنا اس وقت ضروری ہوتا اگر یہ چیز ثابت کی جا سکتی کہ حکومت نے ان قوانین کے ذریعے fundamental rights کے مطابق وہ چیز نہیں کی ۔ پہلے قوانین جو اسی امر کے بارے میں موجود ہیں ۔ ان میں ایک سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ہے جس کے تحت حکومت کسی بھی سوسائٹی پر پابندی لگا سکتی تھی اور اس کے لئے گورننگ باڈی وہ اپنی مرضی سے تشکیل دے سکتی تھی ۔ کوئی بھی گورننگ باڈی حکومت بنا سکتی تھی ۔ لیکن اس آئین کے تحت حکومت صرف گورننگ باڈی کو ایک مدت تک جو مدت ایک سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی صرف suspend کر سکتی ہے اور suspend بھی اسی صورت میں کر سکتی ہے اگر وہ public interest میں نہ ہو یا اس سوسائٹی کے finances درست نہ ہوں یا وہ صحیح طور پر کام سر انجام نہ دے سکتی ہو ۔ زیادہ سے زیادہ suspend کی مدت جو ایک سال ہے اس

سے کم بھی ہو سکتی ہے ۔ اس میں مدت کا تعین بھی کرنا ضروری ہے ۔ اس کو suspend کرنے کی میعاد کے بعد حکومت پر پھر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ آرٹیکل آف ایسوسی ایشن کے مطابق جس کو سوسائٹی نے بنایا ہے اور گورننگ باڈی کا الیکشن ہو اور اسی آرٹیکل کے مطابق حکومت تشکیل کرے ۔ لیکن حکومت نے اپنی طرف کوئی اختیار نہیں رکھا ۔ صرف اس حد تک یہ دیکھنے کے لئے کہ سوسائٹیز اپنے سلسلۂ کار کو درست طور پر چلائیں ۔ حکومت اپنے ان اختیارات کو جو آئین نے اسے دیے ہیں صحیح طور پر استعمال کر رہی ہے ۔

جناب سید قابش الوری صاحب نے آرٹیکل 17 پڑھا ۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ حکومت public order of morality کے مطابق پابندی لگا سکتی ہے ۔ یہ حق حکومت کو public order of morality کے بارے میں سوسائٹیز میں آئین نے دیا ہے ۔ جب آئین کے مطابق کیا گیا ہے پھر بھی انہیں اعتراض ہے کہ اس کلاز کو بالکل ختم کر دیا جائے ۔ جناب والا ! برطانوی دور میں اور آج کے دور میں بے شمار فرق ہے ۔ جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا تھا اس سلسلے میں بھی میں عرض کرتا ہوں کہ پبلک کے بھی کوئی حقوق ہوتے ہیں ۔ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ دور نہیں ہے جس دور کی وہ باتیں کرتے تھے کیونکہ اس میں فرد پر ذمہ داریاں عائد تھیں ۔ اس حکومت کو اس کی کوئی پروا نہیں تھی کہ افراد جو ہیں وہ مجموعہ ہیں ۔ یہ سٹیٹ افراد کا مجموعہ ہے اور افراد کے بھی اس پر کچھ فرائض ہیں ۔ اس لحاظ سے اس دور کا آج کے دور سے تقابل کرنا نہایت نا مناسب ہے ۔ دوسری جو ہم قانون کی تبدیلی کرنا چاہتے ہیں اس میں حکومت کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ کسی انڈسٹری کی اجازت دے یا نہ دے ۔ کوئی انڈسٹری جو موجود ہے اس کی extension کے لئے حکومت کو اختیار تھا کہ وہ اس کی extension کے لئے اجازت دے یا نہ دے ۔ اب اس ترمیمی بل کے ذریعے حکومت پر پابندی ہے کہ ہر شخص جو نئی انڈسٹری کے لئے درخواست دیتا ہے یا انڈسٹری کو enlarge کرنے کے لئے کہتا ہے تو وہ اس کو اجازت دینے پر مجبور ہے ۔ بشرطیکہ وہ national interest کے خلاف نہ ہو ۔ کیونکہ ہم کسی غیر ملکی ایجنٹ کو اجازت نہیں دے سکتے ۔ اگر یہاں پر کوئی اسرائیلی آ کر بیٹھا ہو تو اس کو

اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ آ کر پاکستان کی انڈسٹری کو تباہ کر دے ۔ اس لئے national interest میں حکومت اجازت دے گی ۔ اب دوسری چیز جو ہے وہ پبلک ہیلتھ ہے ۔ کیا ایسی انڈسٹری جو مفاد عامہ سوسائٹی کے لوگوں کی صحت کے لئے نقصان دہ ہو ان کو اجازت دے ۔ یہ تو ہم نے پابندی لگا دی ہے ۔ اب تیسری چیز جو ہے وہ ہے کہ اگر وہ public interest میں نہیں ہے ، nuisance اگر کسی جگہ پر انڈسٹری سے ہوتا ہے تو nuisance کی بنیاد پر حکومت پابند ہے ۔ ان تین شرائط کے علاوہ کوئی شخص ، پاکستان کا کوئی فرد اگر نئی انڈسٹری لگانے کی اجازت کے لئے درخواست حکومت کو دیتا ہے تو حکومت پابند ہو گی ۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہایت مناسب شرائط تھیں جن کے تحت fundamental rights کے مطابق حکومت اپنے آپ پر پابندی لگا رہی ہے ۔ اور انہیں اسے خوشی قبول کرنا چاہیے ۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس اچھے بل کی مخالفت کر کے میں سمجھتا ہوں کوئی مناسب کردار ادا نہیں کیا ۔ بہت بہت شکریہ ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th, May 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th, June, 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th, June, 1976 :

1. Ch. Talib Hussain (The Mover).
2. Mrs. Syeda Abida Hussain.
3. Syed Tablish Alwari (The Mover).
4. Mr. Rauf Tahir (The Mover),
5. Mr. Nazar Hussain Mansoor (The Mover)
6. Raja Munawar Ahmad.
7. Nawabzada Muhammad Khan Khakwani.
8. Syed Tahir Ahmed Shah.
9. Raja Muhammad Afzal Khan
10. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud (The Mover)
11. Ch. Muhammad Ashraf (The Mover)

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

The Confirmity with Fnndameetal Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill 1976.

کہ جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ)

مسٹر سپیکر : اب بل کا شیڈول زیر غور ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری محمد حنیف ۔ مسٹر عبدالرحمن جامی ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ ممبران حاضر نہیں ہیں ۔

Amendment No. 1 cannot be moved. I have taken notice of the members who are present.

سید تابش الوری ترمیم نمبر 2 پیش کریں ۔

سید تابش الوری : جناب ! ہم کہہ رہے ہیں کہ سیکشن نمبر 16 اے حذف کر دیا جائے ۔ یہ اس ترمیمی بل کا ایک پارٹ ہے ۔

Mr. Speaker : That is the only purpose with which this law has been introduced. Therefore, it cannot be deleted but you can oppose it.

Syed Tabish Alwari : This is one of the objects :

Mr. Speaker : This is the only object All other clauses are consequential clauses. This amendment will frustrate the law. You can defeat it by voting but you cannot defeat it by amendment. Please move the amendment.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in the second column of the Sche-

dule to the Bill, in the proposed Section 16—A to the Societies Registration Act, 1860, in the last praragraph of sub-Section (1), for the words "one year", occurring in line 5, the words "three months" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in the proposed Section 16—A to the Societies Registration Act, 1860, in the last paragraph of sub-section (1), for the words "one year", occurring in line 5 the words "three months" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in the proposed Section 16—A to the Societies Registration Act, 1860, the full-stop appearing at the end of sub-section (1) be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely : —

> Provided that in any such inquiry, society shall be given a reasonable opportunity of being heard.

Mr. Speaker : The motion is :

That in the second column of the Schedule to the Bill in the proposed Section 16—A to the Societies Registration Act, 1860, the full-stop appearing at the end of sub-section (1) be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely

> Provided that in any such inquiry, society shall be given a reasonable opportunity of being heard.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in the proposed Section 16-A to the Societies Registration Act, 1860, in para (b) of sub-section (2), between the words "constituted" and "by", occurring in line 4, the words "from the members of the society", be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in the proposed Section 16-A to the Societies Registration Act, 1860, in para (b) of Sub-section (2), between the words "constituted" and "by", occurring in line 4, the words "from the members of the society", be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in the proposed Section 16-A to the Societies Registration Act, 1860, in sub-section (3), for the opening word "On", the word "Before" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in the proposed Section 16—A to the Societies Registration Act, 1860, in subsection (3), for the opening word "On", the word "Before" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move :

That in the second column of the Schedule to the Bill, the proposed Proviso to Section 3 of the Punjab

Industries (Control on Establishment and Enlargement) Ordinance, 1963, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in the second column of the Schedule to the Bill, the proposed Proviso to Section 3 of the Punjab Industries (Control on Establishment and Enlargement) Ordinance 1963, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in Section 3 of the Punjab Industries (Control on Establishment and Enlargement) Ordinance, 1963, after the proposed new Proviso, the following second Proviso be added, namely :—

Provide further that any such application for the grant of such permission shall be decided within three months from the date it was made.

Mr. Speaker : The motion is :

That in the second column of the Schedule to the Bill, in Section 3 of the Punjab Industries (Control on Establishment and Enlargement) Ordinance, 1963 after the proposed new Proviso, the following second Proviso be added, namely :

Provided further that any such application for the grant of such permission shall be decided within three months from the date it was made.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ! ہمارے سامنے اس وقت جو ترمیمی

شڈیول زیر غور ہے اس پر اصولی بحث میں اب سے چند ساعت پہلے عرض کر چکا ہوں ۔ یہ ترمیم بنیادی طور پر اصل ایکٹ میں بہتری کرنے اور اسے زیادہ منصفانہ بنانے کے لیے کی جا رہی ہے ۔ لیکن اس میں ایک دو ایسی بنیادی چیزیں نظر آتی ہیں ایک دو ایسے اختیارات بھی نظر آتے ہیں جن کی وجہ سے یہ ہماری نظر میں قابل اعتراض ہو گیا ہے ۔ اس سلسلے میں ہمارا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے حکومت نے سوسائیٹیز کی گورننگ باڈی کو معطل یا معزول کرنے کے لیے بعض شرائط اور قیود عائد کی ہیں ۔ لیکن یہ آمرانہ اختیار بھی حاصل کر لیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو گورننگ باڈی کی جگہ دوسری گورننگ باڈی بھی بنا سکے اور یہ اختیار بھی حاصل کر لیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو گورننگ باڈی کی جگہ وہ اس کے فرائض و اختیارات کسی بھی اتھارٹی ، کسی بھی ہیئت حاکمہ کو منتقل کر سکے اور یہ معزولی اور برطرفی ایک سال کے لیے ہوگی ۔ ہمارا استدلال یہ ہے کہ سوسائیٹیز ایکٹ کے تحت اس قسم کا کوئی اختیار پہلے موجود نہ تھا اور ایوبی آمریت کے دور میں جو آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا اس میں بھی یہ اختیار اس طور پر حاصل کیا گیا کہ گورننگ باڈی کی جگہ دوسری گورننگ باڈی بنا دی جائے ۔ لیکن موجودہ حکومت اس سے بڑھ کر گورننگ باڈی کی جگہ کسی بھی اتھارٹی کو اختیار منتقل کرنے کی گنجائش پیدا کر رہی ہے جس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ کوئی بھی شخص ، کوئی بھی افسر جو ان سوسائیٹیز سے کبھی متعلق بھی نہ رہا ہو یا اس کے مقاصد اور اغراض سے سرے سے واقف ہی نہ ہو ، وہ بھی اس سوسائٹی کا مالک و مختار بنایا جا سکتا ہے ۔ پھر یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس طرح سرکاری مداخلت سے حکومت سوسائیٹیز میں زیادہ سے زیادہ اثر و نفوذ حاصل کر سکتی ہے اور اس کے نتائج غلط اور خطرناک برآمد ہو سکتے ہیں ۔ اس لیے ہم نے اپنی ترامیم میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ اگر حکومت گورننگ باڈی کو معطل یا معزول کرنے کا اختیار حاصل ہی کرنا چاہتی ہے تو وہ کم از کم اس اختیار کو اس حد تک محدود کر لے کہ وہ گورننگ باڈی کی جگہ ان وجوہ کے پیش نظر جو اس ترمیمی کلاز میں بیان کیے گئے ہیں ، ایک نئی گورننگ باڈی اس سوسائٹی کے ممبران میں سے منتخب یا نامزد کر سکے اور اسے گورننگ باڈی کی جگہ کوئی اتھارٹی مقرر کرنے کا قطعاً اختیار نہ

ہو ۔ اگر ہماری اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے تو اس سے نہ صرف یہ کہ سوسائٹی اپنے معاملات طے کرنے کے سلسلے میں اپنے ہی ارکان کی محتاج ہوگی اور وہ ارکان اپنے تجربے ، اپنی اہلیت اور سوسائٹی کے مقاصد کی بنا پر سوسائٹی کے حال اور مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے خدمات انجام دے سکیں گے ۔ بلکہ یہ گنجائش بھی ختم ہو جائے گی کہ حکومت یا حکومتی پارٹی سرکاری مقاصد کے لیے ان سوسائٹیوں میں اپنا عمل دخل جاری رکھ سکے ۔ جناب والا ! اس کے ساتھ ہی میں آپ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ خود متعلقہ مجلس قائمہ نے بھی اس بل کی منظوری دیتے وقت یہ مطالبہ کیا ہے کہ :

> گوشوارہ میں قانون رجسٹری انجمنان مصدرہ 1860ء کی دفعہ 16 (الف) میں اس طرح ترمیم کر دی جائے کہ کسی انجمن کی مجلس منتظمہ کی برطرفی پر جب صوبائی حکومت نئی منتظمہ کا تقرر کرے تو اس کے ارکان موجودہ مجلس منتظمہ کے ارکان میں سے لیے جائیں ۔

جناب والا ! یہ صرف ہماری ترمیم نہیں بلکہ خود متعلقہ مجلس قائمہ نے بھی ہمارے اس خیال اور موقف کی تائید کرتے ہوئے یہی سفارش کی ہے کہ حکومت جب تک اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سوسائٹیز کی مجلس انتظامیہ کے ارکان میں سے ہی نئی مجلس نہیں بنائے گی اس وقت تک اس بل کے حقیقی مقاصد حاصل نہیں ہو سکیں گے ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ انصاف کا ایک بنیادی تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر تادیبی کارروائی کے خلاف اپیل کا حق دیا جائے لیکن اس کلاز میں ایسا کوئی اپیل کا حق یا اس کی گنجائش موجود نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں نے وزیر قانون سے اس قانون کے سلسلے میں بات کی ہے اور ان سے میں نے استدعا کی ہے کہ اگر ہماری ترمیم قبول ہو تو پھر یہ ترمیمی بل ہمارے لیے قابل قبول بن جائے گا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ اس ترمیم کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اگر وہ یہ کرنے کے لیے تیار ہیں تو ہم باقی ترامیم واپس لے لیں گے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس سلسلے میں میں ان سے متفق ہوں کہ اس کے شیڈول کے سب پیرا (2) (بی) کے تحت جو یہ الفاظ ہیں :

> or by such authority as the Provincial Government may appoint for the purpose.

ان کو حذف کر دیتے ہیں کیونکہ ہمارا کوئی ایسا مقصد نہیں ۔

Chaudhary Talib Hussain : Actually these words have to be deleted.

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر اسے ریگولیٹ کر لیں اور اسے formal بنا لیں ۔

سید تابش الوری : مجلس قائمہ نے بھی یہی سفارش کی ہے ۔ ذرا اسے ملاحظہ کر لیجیے ۔

(وقفہ)

Mr. Speaker. This amendment may be treated as moved by the Law Minister and Syed Tabish Alwari.

Minister For Law : Sir, I move :

> That in the proposed Section 16 (A) in sub-section (2) Para (b) for the words "or by such authority as the Provincial Government may appoint for the purpose" the words "from among the members of the society" shall be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in the proposed Section 16 (A) in sub-section (2) Para (b) for the words "or by such authority as the Provincial Government may appoint for the purpose" the words "from among the members of the society" shall be substituted.

Mr. Speaker. The question is :

That in the proposed Section 16 (A) in sub-section (2) Para (b) for the words "or by such authority as the Provincial Government may appoint for the purpose" the words "from among the members of the society" shall be substituted.

(The motion was carried)

چوہدری طالب حسین : باقی ترامیم ہم واپس لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : باقی ترامیم واپس لے لی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(دیباچہ)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ۔ ایمبل بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لیے یہ خود بخود بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, may be passed.

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

That the Conformity with Fundamental Rights (Punjab Amendment of Laws) Bill, 1976, may be passed.

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون بیج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

(مسودہ قانون نمبر 9 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر : اگلی تحریک پیش کریں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن بل 1976ء ، جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ، منصوبہ بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے ، کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ! ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ اس بل کے بعد کوئی نیا بل پیش نہیں کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : مگر میں نے تو یہ نہیں کہا تھا ۔

وزیر قانون : میری اس تحریک کے بعد ایوان ملتوی کر دیں ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ! ہمارے بہت سے ممبران جا چکے ہیں ۔ انہیں اس تحریک کو اپوز کرنا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اپوز کرنے کا معاملہ میں بعد میں لوں گا ۔

I am not proceeding beyond that.

یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن بل 1976ء جیسا

کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ،
منصوبہ بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے ،
کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

آپ ، لیڈر آف دی اپوزیشن کو مدعو کرنا چاہتے تھے۔

وزیر قانون : میں نے پیش کش کی ہے۔ بہت سے ممبران کا چونکہ خیال ہے کہ اجلاس کافی لمبا ہو گیا ہے۔ بہت سی ترامیم ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ ہم اس سلسلہ میں ان کی مناسب ترامیم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں تاکہ اس بل کو جلد از جلد منظور کر لیا جائے اور اجلاس جلد ملتوی کیا جا سکے

چودھری طالب حسین : جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ، اگر ٹریژری بنچز ہماری ترامیم ، جو نہایت ہی اہم ہیں ، قبول کر کے بل کو قابل قبول بنانے کے لیے تیار ہوں تو کوئی آدمی بھی اس کی مخالفت نہیں کر سکتا لیکن اس میں سوال صرف یہ ہو گا کہ کس حد تک حکومت ہماری ترامیم کو قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔

مسٹر سپیکر : بہرحال آپ دیکھ لیں۔ ہوگا تو ہوگا نہیں ہوگا تو نہیں ہوگا۔ اس میں کیا ہے۔

چودھری طالب حسین : یہ آپ نے درست فرمایا ہے۔ رہا۔ یہ سوال کہ جلد از جلد اس ایوان کو ملتوی کیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ حکومت کی یہ کوشش کیوں رہتی ہے کہ اجلاس کو جلد ملتوی کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : بہت سے دوست چاہتے ہیں۔ صرف حکومت ہی نہیں چاہتی۔

چودھری طالب حسین : یہ ہو سکتا ہے کہ کٹائی کے موسم کے لیے چند روز کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جائے لیکن بہت سی قانون سازی ابھی باقی ہے۔ بہت سے بل باقی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو ایسی کیا جلدی ہے کہ اب جا کر بجٹ سیشن پر ہی بلوں کو لائیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! ہم یہ چاہتے ہیں کہ کٹائی کے موسم میں دوستوں کو تھوڑا سا وقفہ مل جائے اور پھر جلد از جلد ایوان دوبارہ meet کر سکے۔

مسٹر سوکر : سارے ساہیوال اور ملتان ہی میں نہیں رہتے - کیمبل پور سے بھی ہمارے دوست ہیں جن کی کٹائی کچھ دنوں کے بعد ہونی ہے -

سید نایش الوری : ویسے بھی وقفہ بہت ضروری ہے -

مسٹر نذر حسین منصور : کیا وزیر قانون اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کٹائی کرنی ہے یا کبھی انہوں نے کی ہو زندگی میں تو بتا دیں -

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! ذرا ٹائم ٹیبل کے متعلق اعلان فرما دیں کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ پرنسپلز آف پالیسی پر سب اراکین پر جوش طریقے سے حصہ لے سکیں اور تیار ہو کر آئیں -

مسٹر سپیکر : پیر کو یعنی 19 تاریخ کو صبح ساڑھے آٹھ بجے اجلاس ہوگا اور دوسرا سیشن ساڑھے چار بجے اسی دن شام کو ہوگا - اس دن قانون سازی کی جائے گی - 20 تاریخ کو بھی دو اجلاس ہوں گے صبح ساڑھے آٹھ بجے اور دوسرا ساڑھے چار بجے شام اور اس دن پرنسپلز آف پالیسی زیر بحث آئے گی - پھر 21 تاریخ کو ساڑھے آٹھ بجے اجلاس ہوگا -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : لیکن 21 اپریل تو اقبال کا دن ہے -

مسٹر سپیکر : میں کیلنڈر دیکھ رہا تھا تو اس سال سے death anni-versay کی چھٹی انہوں نے add کی ہے اور برتھ ڈے کی غالباً نہیں ہے - کیلنڈر میں تو یہی ہے مگر ہم علامہ اقبال کو homage pay کرنے کے لیے یہاں جمع ہو سکتے ہیں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ان کے فکر سے ہمارے عمل کا کوئی تضاد نہیں ہے - تو 21 اپریل ہم اس مقصد کے لیے ہی صرف کریں گے -

اب ہاؤس کی کارروائی پیر 19 اپریل تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے - ہم پیر کو ساڑھے آٹھ بجے صبح یہاں ملیں گے -

(اسمبلی کا اجلاس 19 اپریل 1976ء بروز سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا) -

---

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

سوموار - 19 اپریل 1976ء
(دوشنبہ - 18 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

پارہ ۲۰ ——— س ۲۹ ——— رکوع ۱۳ ——— آیات ۵ تا ۸

جو شخص اللہ کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہو تو اللہ کا (مقرر کردہ) وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور جو شخص جدوجہد کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کرتے رہے ہم ان کی برائیوں کو ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہترین صلہ عطا کریں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے کہ اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا کیونکہ تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتا دوں گا۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر : اب نو منتخب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف وفاداری اٹھائیں گے ۔

حلف وفاداری

رائے رشید احمد خان ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع گجرات میں سرکاری اراضی کی نیلامی میں دھاندلی

*4825 ۔ **چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 74-1973ء میں ضلع گجرات میں کل کتنی سرکاری اراضی نیلام ہوئی ۔ نام گاؤں ۔ تعداد رقبہ ۔ قسم رقبہ ۔ سرکاری نیلامی کی قیمت فی ایکڑ کیا تھی اور اس سے کتنی رقم وصول ہوئی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری اراضی کی نیلامی میں دھاندلی ہوئی اور سستے بھاؤ یہ اراضی فروخت کی گئی ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف ضلع گجرات میں نیلام شدہ اراضی کے سلسلہ میں دھاندلی کی تحقیقات کرانے کو تیار ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : اس سلسلے میں تفصیلات وصول کی جا رہی ہیں ۔ تفصیلات وصول ہونے پر مہیا کر دی جائیں گی ۔

موضع کوہروالا تحصیل بھکر میں دریا برد اراضی کے الاٹیوں کی بے دخلیاں

*4826 ۔ **چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بستی حاکم لک واقع تحصیل بھکر

ضلع میانوالی کی پانچ چھوٹی چھوٹی بستیوں پر مشتمل رقبہ 1960ء کے سیلاب سے دریا برد ہو گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بستیوں کے مالکان کو 1961ء میں رکھ گوھروالا تحصیل بھکر ضلع میانوالی میں 8 ایکڑ رقبہ فی خاندان برائے کاشت دیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے مذکورہ متبادل الاٹ شدہ رقبہ کو مالکان نے بڑی محنت اور خرچ سے آباد کیا تھا لیکن حکومت نے مذکورہ رقبہ کو کاشت کرنے سے منع کر دیا اور ان کا کیس ریونیو بورڈ کے محکمہ نو آبادیات لاہور میں فیصلہ طلب ہے اور مالکان سخت پریشان ہیں۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کی بیدخلی روک دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) جی ہاں۔ حاکم والا لک کی سات بستیاں تحصیل بھکر ضلع میانوالی 1960ء کے سیلاب سے دریا برد ہو گئی تھیں۔

(ب) ان بستیوں کے باشندوں کو عارضی کاشت کی شرائط پر بحساب ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ فی خاندان گوہروالا تحصیل بھکر ضلع میانوالی 1961ء میں دیا گیا تھا۔

(یہ درست نہیں ہے کہ حکومت نے ان کو اس رقبہ کی کاشت سے منع کیا ہے بلکہ یہ لوگ اب تک مذکورہ زمین پر قابض ہیں اور کاشت کر رہے ہیں۔

(د) یہ صورت بالا بے دخلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر متعلقہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کو یہ زمین جو دی جاتی ہے کیا اس زمین کو مستقل کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال : یہ زمین ان کو سال بہ سال پٹے پر دی جاتی ہے۔ اور یہ سوال examine ہو رہا ہے۔ اگر ان کی زمین برآمد ہو گئی تو قدرتی طور پر ان کو اپنی زمین پر واپس جانا پڑے گا۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت ان کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال : میں نے ابھی جواب دیا ہے کہ جونہی ان کی زمین برآمد ہوگی ان کو دے دی جائے گی وگرنہ موجودہ زمین کے متعلق حکومت غور کر رہی ہے ۔

نائب تحصیل داروں اور تحصیل داروں کی تقرری کا معیار

***6114 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں 73-1972ء اور 74-1973ء میں کل کتنے نائب تحصیلدار اور تحصیلدار بھرتی کیے گئے ہیں ۔ ان کے نام کیا ہیں اور یہ کس کس ضلع سے تعلق رکھتے ہیں ۔ نیز ان کی تقرری کا کیا معیار رکھا گیا تھا ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : سال 73-1972ء 74-1973ء کے دوران کوئی نائب تحصیلدار یا تحصیلدار بھرتی نہیں کیے گئے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم ان کی تقرری کے معیار کے متعلق بتا سکیں گے ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ اس دوران کوئی بھرتی نہیں کیا گیا جب بھرتی کوئی نہیں کیا گیا تو معیار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کو اس محکمے کا چارج لیے تھوڑا عرصہ ہوا ہے لیکن سابقہ وزیر اعلیٰ نے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی آسامیوں پر زائد لوگوں کو بھرتی کر لیا تھا ؟

وزیر مال : معلوم نہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب وہ لوگ جو بھرتی ہو گئے تھے میں ان کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

وزیر مال : معلوم نہیں ۔ بہرحال دیکھ لیں گے ۔

تھانہ خلیل پونین کونسل تحصیل راولپنڈی میں متروکہ اراضی کی نیلامی

***6279 ۔ شیخ ہد انور :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل ٹھٹھہ خلیل یونین کونسل تحصیل راولپنڈی میں متروکہ اراضی کی نیلامی اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی نے کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اراضی نہایت ہی سستی شرح پر نیلام کی گئی تھی اور یونین کونسل کے عوام کو اس نیلامی کا علم بھی نہ تھا ۔

(ج) ٹھٹھہ یونین کونسل میں کل کتنی اراضی مذکور نیلام کی گئی تھی ۔ یہ اراضی کن کن اشخاص کو نیلام کی گئی اور کس کس شرح پر نیلام ہوئی ۔ اس کی تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ نیلامی کی تفصیل مقامی اخبارات میں شائع کی گئی تھی اور عوام اس نیلامی سے باخبر تھے ۔

(ج) ٹھٹھہ خلیل یونین کونسل میں کل 32 کنال 1 مرلہ اراضی نیلام کی گئی تھی یہ اراضی سب سے زیادہ بولی دینے والے مسمی محمد زمان ولد عطایا کو مبلغ 1140 روپے میں منتقل کی گئی تھی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس نیلامی میں کن لوگوں نے حصہ لیا تھا ؟

وزیر مال : ہم نے نیلام کے بارے میں نیلام شیٹ تو نہیں منگوائی لیکن ایک نیلام کا پروگرام راولپنڈی کے روزناموں پاکستان ٹائمز اور نوائے وقت میں مورخہ 21-4-74 کو شائع کو دیا گیا تھا ۔ اس کے بعد جن لوگوں نے حصہ لینا چاہا ہوگا وہ آئے ہوں گے اور انہوں نے بولی دی ہوگی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : میں وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ یہ زمین ہونے دو روپے فی مرلہ کے حساب سے دے دی گئی ہے حالانکہ مارکیٹ کی قیمت اس سے بیس گنا سے بھی زیادہ ہے ۔ آپ انکوائری کرائیں کہ کن لوگوں نے اس بولی میں حصہ لیا اور کن لوگوں نے اس کی بولی کرائی ۔

وزیر مال : وہ تو قانونی طور پر صحیح ہوئی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! یہ زمین ہونے دو روپے فی مرلہ کے حساب سے دے دی گئی ہے اس کی انکوائری کرائی جائے ۔

وزیر مال : میں اس کی انکوائری کرا لوں گا ۔

بنگلہ لاڈمسر کے علاقہ میں ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی

*6434 ۔ **چوہدری شبیر حسین چیمہ :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سب تحصیل یزمان ضلع بہاول پور میں بنگلہ لاڈم سر کے علاقہ میں جو نئی نہر نکالی گئی ہے اس سے سیراب ہونے والی سرکاری زرعی اراضی کی تقسیم کن بنیادوں پر کی جائی گی نیز تقسیم کا کام کب شروع کیا جائے گا اور کب تک مکمل ہو جائے گا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس علاقہ میں ٹیوب ویل شرائط پر سرکاری زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے ۔ اگر نہیں تو مذکورہ علاقہ میں سرکاری اراضی میں ٹیوب ویل کیوں اور کن شرائط پر نصب کئے جا رہے ہیں اور کیا ٹیوب ویل نصب کرنے والوں کو محکمہ مال کی کوئی تائید حاصل ہے ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین اور ناجائز طور پر ٹیوب ویل نصب کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) سب تحصیل یزمان ضلع بہاول پور بنگلہ لاڈمسر کے علاقہ میں جو نئی نہر لاڈمسر ڈسٹری بیوٹری نکالی گئی ہے ۔ اس سے آئندہ سیراب ہونے والی زمین کا رقبہ تعدادی بارہ ہزار ایکڑ ہے ۔ اس اراضی کی تقسیم الاٹمنٹ لاڈمسر سکیم کی شرائط کے تحت کی جائے گی ۔ جو کہ ساڑھے بارہ ایکڑ فی خاندان 15 سالہ پٹہ پر دی جائے گی ۔ اور الاٹمنٹ کے لیے چولستان کے حقیقی غیر مالکان باشندگان یا چار ایکڑ سے کم کے مالکان اور خود کاشت کرتے ہوں ۔ کو ترجیح دی جائے گی ۔ اس الاٹمنٹ کے بعد جو زمین بچ جائے گی ۔

وہ دوسرے علاقہ کے بے زمین مزارعان یا چار ایکڑ سے کم کے مالکان جو خود کاشت کرتے ہوں کو الاٹ کی جائی گے - اس رقبہ کی الاٹمنٹ کے متعلق سکیم جلدی مرتب کر لی جائے گے -

(ب) اس علاقہ میں ٹیوب ویل شرائط پر سرکاری زرعی اراضی کی الاٹمنٹ نہیں کی جائے گی - اور نہ ہی دیگر شرائط پر یہ رقبہ تقسیم کیا گیا ہے - سال 1966ء میں کچھ رقبہ عارضی کاشت کے سلسلے میں دس سالہ پٹہ پر تقسیم ہوا تھا جو کہ بعد میں منسوخ کر دیا گیا - اس علاقہ میں جن لوگوں نے از خود ٹیوب ویل نصب کئے - ان کے خلاف کارروائی بدستور جاری ہے - اور ان کو محکمہ مال کی جانب سے کسی قسم کی کوئی تائید حاصل نہیں ہے - ان کی بے دخلی میں تاخیر محض چند ایک ناجائز قابضین کو عدالت سے حکم امتناعی ملنے کے پیش نظر ہوئی ہے - محکمہ مال ناجائز قابضین کی بیدخلی کے لیے کوشاں ہے -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ انہوں نے جواب کے جز (الف) میں دوسرے علاقہ کے بے زمین مزارعان یا چار ایکڑ سے کم کے مالکان جو خود کاشت کرتے ہوں کا ذکر کیا ہے ان سے مراد بہاول پور ڈویژن ہے یا باہر کے لوگ بھی ہیں ؟

وزیر مال : تمام صوبے کے لوگ مراد ہیں -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو رقبہ انہوں نے پہلے دس سالہ پٹہ پر لوگوں میں تقسیم کیا تھا کیا وہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت کیا تھا اور یہ کہ وہ قبضہ دینے کے کتنا عرصہ بعد منسوخ کر دیا گیا تھا ؟

وزیر مال : وہ رقبہ چند لوگوں نے وہاں ٹیوب ویل سکیم کے تحت لیا تھا جو بعد میں منسوخ کر دیا گیا -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وہ قبضہ لینے سے پہلے منسوخ کیا گیا یا بعد میں ؟

وزیر مال : بعض لوگوں کو الاٹمنٹ ہوئی تھی - انہوں نے قبضہ لے

لیا تھا ۔ جن لوگوں نے ناجائز طور پر قبضہ کر لیا تھا ان کے خلاف ہم نے عدالت ہائے دیوانی میں دعوے دائر کیے ہوئے ہیں لیکن انہوں نے پہلے قبضہ لے لیا تھا اور پیسے بھی جمع کرا دیے تھے اس لیے ہمیں وہاں مشکل پیش آ رہی ہے ۔ جن لوگوں نے پیسے جمع نہیں کرائے تھے اور قبضہ بھی نہیں لیا تھا ان کی الاٹمنٹ فوری طور پر منسوخ کر دی گئی ۔

مالیہ کی وصولی

*6753 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں مالیہ کی کافی رقم بہت عرصہ سے مالکان اراضی کے ذمہ بقایاجات کی شکل میں واجب الادا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو 25 ہزار روپے سے زائد رقم کتنے عرصہ سے کس کس شخص کے ذمہ ہے اور اب تک اس رقم کی وصولی نہ کرنے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : مطلوبہ کوائف اضلاع سے اکٹھے کئے جا رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ دریافت کروں گا کہ تمام اضلاع میں کوائف موجود ہوتے ہیں تو کیا وجوہات ہیں جن کی بنا پر یہ کوائف آپ کے پاس نہیں پہنچے ؟

وزیر مال : وجوہات تو کوئی نہیں ۔ ہم تفصیلات اکٹھی کر رہے ہیں جو مکمل ہونے پر مہیا کر دی جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال تو حال ہی میں دیا گیا ہے ۔

سیٹلمنٹ آفس بھکر ضلع میانوالی میں عملے کی کمی

*7113 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سیٹلمنٹ آفیسر بھکر ضلع میانوالی کے پاس بندوبست اراضی کے لیے کل کتنا علاقہ ہے ۔

(ب) متذکرہ ضلع کی کون کون سی تحصیلوں میں بندوبست اراضی کا کام جاری ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سیٹلمنٹ آفیسر کے پاس عملہ کم ہے اور دور دراز علاقے میں کام کرنے کے لیے آمدورفت

نہ ہونے کی وجہ سے کام میں تاخیر ہو جاتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت عملہ کی متذکرہ کمی کو پورا کرنے کے لیے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) سیٹلمنٹ آفیسر بھکر ضلع میانوالی نے 46,07,172 ایکڑ رقبہ میں بندوبست کرنا ہے ۔

(ب) ضلع میانوالی کی بھکر اور میانوالی تحصیلوں میں بندوبست کا کام جاری ہے ۔

(ج) یہ غلط ہے کہ سیٹلمنٹ آفیسر بھکر کے پاس ساتھ عملہ کم ہے بندوبست کا کام 1971ء میں شروع ہو کر 1975ء میں مکمل ہونا ہے ۔ مقررہ میعاد کی کارگزاری کے مطابق عملہ مقرر کیا گیا ہے ۔ علاقہ جات دور دراز ہونے کی وجہ سے سیٹلمنٹ آفیسر کو جیپ مہیا کی گئی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جیسا کہ وزیر موصوف نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ یہ کام پانچ سال میں ختم کرنا تھا جو نہ ہو سکا ۔ اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مال : اس کی وجوہات یہ ہیں کہ وہاں کے سیٹلمنٹ افسران جلد از جلد تبدیل ہوتے رہے اور وہ جم کر وہاں کام نہ کر سکے ۔ اب اس کام پر پوری توجہ دی جا رہی ہے اور جہاں جہاں بھی سیٹلمنٹ کا کام باقی ہے وہاں جلد از جلد کام مکمل کرنے کی تگ و دو جاری ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : یہ کام پانچ سال میں تو مکمل نہ ہو سکا ۔ اب اس پر مزید کتنا عرصہ لگے گا ؟

وزیر مال : ہم اس کا ٹارگٹ دوبارہ مقرر کر رہے ہیں ۔ میں نے بورڈ آف ریونیو کے سینئر ممبر کو کہا ہے کہ وہاں جائیں اور میں خود بھی جاؤں گا ۔ وہاں ہم تفصیلی جائزہ لیں گے ۔ پھر میں اس کے متعلق کچھ بتا سکوں گا ۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہاں اس کام کی تکمیل میں مزید تاخیر نہ ہونے پائے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ موجودہ سیٹلمنٹ افسر کے پاس کتنا عملہ ہے ؟

وزیر مال : بھکر اور میانوالی کی تحصیلوں میں عملے کی تعداد یہ ہے :

(1) مہتمم بندوبست۔1 (2) نائب مہتمم بندوبست۔1 (3) بندوبست تحصیلدار۔3 (4) بندوبست نائب تحصیلدار۔7 (5) سٹینوگرافر۔1 (6) ہیڈ کلرک۔1 (7) سینئیر کلرک۔1 (8) جونیئر کلرک۔1 (9) سٹینو ٹائپسٹ۔1 (10) اسسٹنٹ قانونگو۔1 (11) پیشی قانونگو۔5 (12) بندوبست قانونگو۔18 (13) پٹواری محرر۔6 (14) بندوبست پٹواری۔433 (15) چپڑاسی۔15 (16) پیادے۔18 (17) نقشہ نویس۔1 (18) ڈرائیور۔1 (19) چوکیدار۔11 (20) خاکروب۔1 (21) بھشتی۔1 (22) مالی۔7 (23) چپڑاسی برائے تقسیم ڈاک۔1 ۔

اس کے علاوہ ہم نے وہاں مزید 100 پٹواری بھی بھیج دیے ہیں۔

صوبہ میں بندوبست اراضی

***7114 ۔ ملک محمد اعظم :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت صوبہ کے کن کن اضلاع میں بندوبست اراضی کا کام جاری ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : بندوبست اراضی کا کام مندرجہ ذیل علاقوں میں جاری ہے :

1 ۔ سیالکوٹ ضلع میں ۔

2 ۔ ضلع مظفر گڑھ کی کوٹ ادو اور لیہ تحصیل میں ۔

3 ۔ ضلع میانوالی کی تحصیل میانوالی اور بھکر میں ۔

4 ۔ ضلع سرگودھا کی تحصیل خوشاب میں ۔

5 ۔ ضلع کیمبل پور میں ۔

تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے چک نمبر 84 ایم کی اراضی کو ٹاؤن کمیٹی کی تحویل میں دینا

***7124 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریونیو بورڈ نے تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے چک نمبر 84 ایم کا 5 ایکڑ 14 مرلہ رقبہ واقع مربع

$\frac{65}{16.14.15.7\ 6}$ برائے پرائمری ہیلتھ سنٹر بحق محکمہ صحت منتقل کرنے کا حکم دیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت کے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ملتان نے رقبہ مذکور کو نشیبی قرار دے کر اس کا متبادل رقبہ طلب کیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریونیو بورڈ پنجاب نے مذکورہ رقبہ کی بجائے متبادل رقبہ چیک نمبر 83 ایم مربع نمبر 58 سے (برائے ہیلتھ سنٹر) دینا منظور کر لیا ہے اور چیک نمبر 84 ایم کے مذکورہ رقبہ کو چھوڑ دیا ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک نمبر 84 ایم کی مذکورہ اراضی برقبہ 5 ایکڑ 14 مرلہ مقامی ٹاؤن کمیٹی کی تحویل میں دینے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست ہے کہ پرائمری ہیلتھ سنٹر جلال پور پیروالا کی تعمیر کے لیے چک نمبر 84 ایم کا پانچ ایکڑ ۔ چودہ مرلہ رقبہ برائے پرائمری ہیلتھ سنٹر منتقل کرنے کے لیے ڈپٹی کمشنر ملتان نے بورڈ آف ریونیو پنجاب کو تحریک کیا تھا ۔ مگر سیلاب آنے پر محکمہ صحت نے اس رقبہ کو لینا پسند نہ کیا ۔ اور چک نمبر 83 ایم سے متبادل رقبہ طلب کیا ۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے 31۔جنوری 1975ء کو چک نمبر 83 ایم مربعہ نمبر 68 سے پانچ ایکڑ رقبہ بلا معاوضہ محکمہ صحت کو منتقل کر دیا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) ٹاؤن کمیٹی جلال پور پیروالا نے لاری سٹینڈ ۔ ٹرک سٹینڈ و میلہ مویشیاں کی تعمیر کے لیے اس رقبہ کے حصول کی استدعا کی ہے اور اس وقت یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

تحصیل خوشاب اور شاہ پور میں سیلاب سے نقصانات

*7504 ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حالیہ سیلاب میں تحصیل خوشاب اور شاہپور ضلع سرگودھا میں کتنے دیہاتیوں کو نقصان پہنچا نیز مذکورہ تحصیلوں میں کل کتنا رقبہ زیر آب آیا ۔

(ب) اب تک مذکورہ تحصیلوں میں سیلاب زدگان کو کتنی کتنی رقوم بطور امداد دی گئی ہیں اور آئندہ اندازاً کتنی امداد متوقع ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) 1973ء کے سیلاب کے دوران تحصیل خوشاب میں 1,48,107 (ایک لاکھ اڑتالیس ہزار ایک سو سات) ایکڑ رقبہ زیرآب آیا اور 108 دیہات متاثر ہوئے ۔ تحصیل شاہ پور میں 1,93,880 (ایک لاکھ ترانوے ہزار آٹھ سو نواسی) ایکڑ رقبہ زیر آب آیا اور 90 دیہات متاثر ہوئے ۔

(ب) سیلاب زدگان کو جو رقوم بطور امداد دی گئیں ، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

	تحصیل شاہ پور		تحصیل خوشاب	
	تقاوی بلاسود	امداد برائے مرمت مکانات	تقاوی بلاسود	امداد برائے مرمت مکانات
امداد جو حکومت کی طرف سے براہ راست دی گئی	روپے 3,37,963 (تین لاکھ سینتیس ہزار نو سو تریسٹھ)	روپے 3,240 (تین ہزار دوسو چالیس)	روپے 7,20,047 (سات لاکھ بیس ہزار سینتالیس)	

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل رقومات ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن ۔ زرعی ترقیاتی بنک و دیگر کمرشل بنکوں کی طرف سے آسان شرائط پر بطور

قرضہ جات تقسیم کی گئیں :-

	تحصیل شاہ پور	تحصیل خوشاب
(1)	ہاؤس بلڈنگ 6,46,500 روپے	2,05,700 روپے
	فنانس کارپوریشن (چھ لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو روپے)	(دو لاکھ پانچ ہزار سات سو روپے)
(2)	زرعی ترقیاتی بنک 1,40,453 روپے	14,09,377,50 روپے
	آف پاکستان (چار لاکھ چالیس ہزار چار سو ترپن روپے)	(چودہ لاکھ نو ہزار تین سو ستر روپے پچاس پیسے)
	شاہ پورا جوہر آباد	
(3)	حبیب بنک سرگودھا 1,24,000 روپے)	0 10,8,0 روپے
	(ایک لاکھ چوبیس ہزار روپے)	(ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے

1973ء کے سیلاب زدگان کو امداد مہیا کی جا چکی ہے لہذا اب اس مرحلہ پر مزید امداد کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : ہمیں جو چھپی ہوئی فہرست سوالات و جوابات دی گئی ہے ، اس میں جناب وزیر مال ملاحظہ فرمائیں کہ شاہ پور کے متعلق جو تفصیل دی گئی ہے ، ''امداد برائے مرمت مکانات'' ، اس کے نیچے کوئی رقم دینے کے بجائے لکھا ہوا ہے ۔ ''امداد جو حکومت کی طرف سے براہ راست دی گئی'' ۔

مسٹر سپیکر : آگے پھر اس کی تفصیل ہے ۔ ''نقاوی بلا سود ، امداد برائے مرمت مکانات'' ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : ایسا نہیں ۔ میں نے اسے پڑھا ہے ۔ وہ ہے ، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل رقوم بنکوں نے دی ہیں ۔

وزیر مال : حکومت کی منظور شدہ رقم ساٹھ روپے مکان کے نقصان ہونے اور سو روپے مکان کے گر جانے پر تھی جو ہر صورت میں ناکافی ہے ۔ وہ پالیسی ختم کر دی گئی اور بنکوں سے کہا گیا کہ وہ بڑی آسان شرائط پر قرضہ جات مہیا کریں تاکہ جس آدمی کو امداد دی جائے ، اس کا بھلا ہو سکے ۔ ساٹھ اور سو روپے سے کسی قسم کا کسی کا بھلا نہیں ہو سکتا تھا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! میں اپنے سوال کی وضاحت

نہیں کر سکا ۔ تحصیل شاہ پور اور تحصیل خوشاب کے لیے دو خانے بنے ہوئے ہیں ۔ اس کے لیے دو چیزیں ہیں ، ایک امداد برائے مرمت مکانات اور دوسری تقاوی بلا سود ۔ خوشاب کے نیچے امداد برائے مرمت مکانات 3,240 روپے اور تقاوی بلا سود ، 7,20,047 روپے بالکل درست لکھا ہوا ہے ۔ اب شاہ پور کے نیچے ملاحظہ فرمائیں تقاوی بلا سود کی رقم درست دی ہوئی ہے ۔ لیکن یہاں امداد برائے مرمت مکانات کی رقم نہیں دی ہوئی ۔ دوسری بنکوں والی رقوم تو علیحدہ ہیں ۔ وہ تو بنکوں نے دی ہیں ۔ جو حکومت نے براہ راست رقم دی تھی ، وہ کتنی ہے ؟

وزیر مال : وہی میں عرض کر رہا ہوں ۔ خوشاب میں یہ رقم دی گئی تھی ۔ بعد میں تحصیل شاہ پور میں اس قسم کی امدا دی رقوم نہیں دی گئیں ۔ وہ رقوم اس قدر کم تھیں کہ وہ دینی مناسب نہ سمجھی گئیں ۔ وہ رقم ضائع جاتی تھی مکانات کے گرنے پر ساٹھ اور سو روپے کی کوئی امداد نہیں ہوتی ۔ اس لیے بنکوں سے کہا گیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ رقوم زیادہ سے زیادہ مستحق افراد کو دیں ، تاکہ ان کا بھلا ہو سکے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ شاہ پور اور خوشاب سے بچانے کے لیے کوئی مستقل پروگرام یا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر مال : اس کے لیے تو آپ کو کوئی دوسرا سوال دینا پڑے گا ۔ شاید وزیر آبپاشی سے وہ متعلق ہو ۔

بھلوال (سرگودھا) میں ناجائز الاٹمنٹ کی منسوخی

***7535 ۔ میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھلوال ضلع سرگودھا کے اربن ایریا میں واقع ہونے تین مربع اراضی رہائشی کالونی کے لیے مخصوص کی گئی تھی جس کے لیے سکیم بھی مرتب ہو گئی اور سکیم کی ترتیب کے لیے اخراجات بھی ٹاؤن کمیٹی نے محکمہ ٹاؤن پلاننگ کو ادا کر دئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اراضی ناجائز طریقہ سے منگلا ڈیم کے متاثرین کو دے دی گئی ہے حالانکہ ان

متاثرین کو تحصیل بھلوال میں پہلے ہی ان کے استحقاق کے مطابق رقبہ دے دیا گیا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ذمہ دار افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنھوں نے دیہاتی اراضی کے بدلے قیمتی شہری رقبہ دے کر حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچایا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک نیز کیا حکومت مذکورہ اراضی کی ناجائز الاٹمنٹ منسوخ کرکے اس پر رہائشی کالونی حسب سکیم بنانے کے لیے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) اراضی مذکورہ مسٹر ضیاءالحسن قریشی ایڈیشنل کمشنر سرگودھا کے عدالتی حکم مورخہ 27.11.72 کی رو سے الاٹ کی گئی تھی ۔

(ج) مسٹر ضیاءالحسن قریشی ایڈیشنل کمشنر سرگودھا جن کے حکم کی تعمیل میں اراضی مذکورہ الاٹ کی گئی تھی ، وفات پا چکے ہیں ۔ اراضی مذکورہ کی منسوخی کے لیے کارروائی شروع کی گئی تھی ۔ لیکن الاٹیان نے عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں رٹ درخواست دائر کر دی ۔ جس پر حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے ۔ رٹ درخواست ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ جواب کے جزو (ج) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''اراضی مذکورہ کی منسوخی کے لیے کارروائی شروع کی گئی'' ۔ یہ منسوخی کی کارروائی کن وجوہات کی بنا پر کی گئی تھی ؟

وزیر مال : جناب والا ! یہ رقبہ تعدادی 52 ایکڑ 7 کنال 3 مرلے تھا اس کو رہائشی کالونی بھلوال منڈی ضلع سرگودھا کے لیے ہم نے مخصوص کیا تھا ۔ اس کے بعد چند ایک الاٹیان منگلا ڈیم کے متاثرین تھے ۔ انھوں نے apply کیا کہ یہ رقبہ انھیں مل جانا چاہیے ۔

ڈی ۔ سی نے یہ کہا کہ یہ رقبہ آبادی کے لیے مخصوص ہے ، اس لیے الاٹ نہیں ہو سکتا ۔ اس پر منگلا ڈیم کے متاثرین مسٹر ضیاءالحسن قریشی ایڈیشنل کمشنر کے پاس کلکٹر کے اس حکم کے خلاف اپیل میں چلے گئے ۔ اپیل میں جا کر وہ رقبہ مذکورہ ایڈیشنل کمشنر نے ان کو دے دیا ۔ یہ اس کا بیک گراؤنڈ ہے ۔

جلال پور پیروالہ (ملتان) میں واقع قبرستان موسومہ پیر اویس سوھانرا کی اراضی

***7687 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر مال میرے نشان زدہ سوال نمبر 1688 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 22 فروری 1973ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ (ملتان) میں واقع قبرستان موسومہ ''پیر اویس سوھانرا'' کی اراضی ابھی تک ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ اراضی کو واگزار کروانے کے بارے میں مناسب اقدامات کرے گی ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : یہ درست ہے کہ قبرستان موسومہ پیر عنایت اویس سوھانرا واقع جلال پور پیروالہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے رقبہ تعدادی 3 کنال و 2 کنال 11 مرلہ پر اللہ دتہ ولد رحیم بخش اور امیر احمد بالترتیب ناجائز قابض تھے ہر دو ناجائز قابضین کو مورخہ 28-7-72 اور 31-7-72 کو اس رقبہ سے بیدخل کر دیا گیا تھا ۔ مگر اللہ دتہ مذکور نے ایڈمنسٹریٹو سول جج ملتان کی عدالت میں دعویٰ دیوانی دائر کرکے اپنے حق میں ڈگری حاصل کر لی ۔ اور امیر احمد مذکور نے بھی عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کیا ہوا ہے ۔ جس میں اس کے حق میں حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے ۔ ان کے علاوہ ایک اور شخص خوشی محمد نے بھی قبرستان مذکورہ بالا کے رقبہ پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا ۔ مگر اسے 26.11.75 کو بے دخل کرکے اس کی ناجائز تعمیر کو گرا دیا گیا ہے ۔ اللہ دتہ اور امیر احمد مذکوران کو بے دخل کرنے کے لیے مزید عدالتی کارروائی کی جا رہی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ قبرستان پر نا جائز قابضین کے لیے موجودہ قانون میں حکومت کوئی ترمیم کرنا چاہتی ہے یا اسے سخت کرنا چاہتی ہے یا نہیں ؟

وزیر مال : ضرور کریں گے ۔ اس قسم کی جو ہمارے نوٹس میں شکایات آ رہی ہیں ، اس کے بارے میں پورے طور پر ایسی کارروائی کی جاتی ہے جس میں ہم قبرستانوں کی عزت اور احترام کو برقرار رکھ سکیں ۔ میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ پالیسی کے طور پر ، اور ویسے بھی اگر ان کو کسی خاص واقعے کا علم ہو تو میرے نوٹس میں لائیں ، میں اس پر انشا اللہ ، پوری کارروائی کروں گا ۔

چودھری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایوان کو اعتماد میں لینے کی کوشش ۔ میرا مدعا یہ تھا کہ موجودہ قانون ناکافی ہے جس پر عمل کرتے ہوئے قبرستانوں کے نا جائز قابضین کو آپ بے دخل کر سکیں ۔ کیا حکومت پنجاب مطمئن ہے کہ موجودہ قانون کافی ہے ؟

وزیر مال : میں سمجھتا ہوں کہ کافی ہے ۔ لیکن اگر اس میں کوئی گنجائش ہو تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

بوگس کلیموں کی منسوخی

131 ۔ ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے یہ اعلان کیا تھا کہ بوگس کلیموں کی منسوخی کے لیے ایک قانون بنایا جا رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کب تک نافذ کیا جائے گا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کے پاس بہت سے بوگس کلیموں کے کیس چل رہے ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو وہ کس عدالت میں چل رہے ہیں ۔ نیز بوگس کلیم داخل کرنے والے افراد کے نام کیا ہیں اور انہوں نے کتنی رقم کے کلیموں پر جائداد حاصل کی اور کس قدر ایسے کلیم منظور ہوئے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) بوگس کلیموں کے عوض حاصل کردہ اراضی کی منسوخی کا قانون بذریعہ ترمیم دفعہ 14-A

لینڈ سیٹلمنٹ ایکٹ جولائی 1973ء سے نافذالعمل ہے۔ مزید کسی اور قانون کا نفاذ حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ بوگس کلیموں کے عوض حاصل کردہ الاٹمنٹ زرعی اراضی کی منسوخی کے کیس اس وقت پنجاب کے تمام سیٹلمنٹ کمشنر لینڈز اور ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر لینڈز کی عدالتوں میں چل رہے ہیں ۔ بوگس کلیم داخل کرنے والے افراد کے نام اور جائداد حاصل کردہ کی تفصیل فی الحال مہیا نہیں کی جا سکتی کیونکہ ان کے متعلق مذکورہ عدالتوں میں مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

محترمہ سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I would like to request leave of absence for the sitting of the 1st and 7th and from the 12th to the 15th on which days I have been absent for the unavoidable reasons. With regards.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Kindly extend leave till end of Season.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have a compelling engagement. So I am unable to attend the Assembly Session. Leave may kindly be granted to me from the 15th of April to the end of the Session.

I will be grateful.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend Assembly Session of 31-3-1976 and on 15th and 16th of April, 1976 for some personal reasons. Please move the Assembly to grant me leave for the said days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کردہ جناب راجہ منور احمد خان ، ایم ۔ پی ۔ اے ، درباره اسمبلی بلڈنگ کے سامنے 7-4-76 کو لاہور کی خواتین کے ایک جلوس پر پولیس لاٹھی چارج کے متعلق مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کردہ جناب راجہ منور احمد خان ، ایم ۔ پی ۔ اے ، دربارہ اسمبلی بلڈنگ کے سامنے 7-4-76 کو لاہور کی خواتین کے ایک جلوس پر پولیس لاٹھی چارج کے متعلق مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ 116 ، چودھری امان اللہ لک ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! میری حبیب جالب والی تحریک التوا آپ نے ملتوی فرمائی تھی اور وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ اس کا جواب آج دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

ڈیری ٹیکنالوجی میں گیارہ لاکھ روپے کا غبن

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ سیاست لاہور مورخہ 22 مارچ 1976ء کی خبر کے مطابق ڈیری ٹیکنالوجی میں گیارہ لاکھ کا غبن ہوا ۔ حکومت پنجاب نے اس سلسلہ میں پرچہ رجسٹر کرایا لیکن غبن کے مرتکب ملزمان ابھی تک قانون سے آزاد ہیں اور کسی ملزم کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی بلکہ لائیو سٹاک محکمے میں ان ملزمان کو ناجائز ترقیاں دے دی گئی ہیں اس خبر سے پورے پنجاب کے عوام میں یہ تاثر پیدا ہو چکا ہے کہ حکومت پنجاب کا کنٹرول سرکاری محکموں پر ختم ہو چکا ہے ۔ اور اندھیر نگری کا عالم ہے اس واقعہ نے عوام میں شدید اضطراب بے چینی پیدا کر دی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! آج وزیر متعلقہ اس ایوان میں نہیں ہیں تو اسے ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ یہ کل لی جائے گی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب سپیکر ! میری تحاریک التواءکار آپ نے ملتوی فرما دی تھیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا کیا ہے آپ نے کہ مجھے یاد کرا دیا ہے۔ آپ کا نمبر کیا ہے ۔ لیکن یہ ویٹرنری ڈاکٹروں والی تو ہو چکی ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں 179 نمبر پہلے پیش کرنی چاہتا ہوں جو بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں تو مجھے انہیں بتانا پڑے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : آپ کے ریکارڈ میں موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہاں میرے ریکارڈ میں موجود ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : میں نے تو آج وقت سے پہلے دی ہے پہلے تو آپ کو یہ شکایت ہوتی تھی کہ وقت پر نہیں دی گئی ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے لیکن مجھے وزیر متعلقہ کو تو بتانا پڑے گا کہ میں اسے لے رہا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب ! آپ نے میری تحریک التواء کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں وہی لے رہا ہوں ۔ کیا نمبر ہے آپ کا ؟

راجہ محمد افضل خان : 179 نمبر میری تحریک التوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : 179 کا تو میں نے انہیں آج نوٹس دیا ہے کل پرسوں تک اسے دیکھیں گے ۔

راجہ محمد افضل خان : میں نے تو آج اسی لیے خاص طور پر اس کے لیے گزارش کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے مگر یہ جو دو سو کے قریب آگے پڑی ہوئی ہیں درمیان میں سے 80 کو میں کیسے نکال دوں اور کون وزیر یہ توقع کر سکتا ہے کہ یہ درمیان میں سے 80 نکل جائیں گی اور اسے take up کر لیا جائے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اپنا حق مانگ رہا ہوں ۔ میں یہی کر سکتا ہوں کہ آپ میری دوسری تحاریک التواء کار کو چھوڑ دیں اور اسے take up کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کے متعلق تو کر سکتا ہوں لیکن دوسروں کی بھی تو درمیان میں ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں ۔ ترتیب سے اس سلسلے میں مجھے چانس مل رہا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے لیے بڑا آسان ہو جائے گا ۔ آپ چوہدری امان اللہ لک ، سید تابش الوری ، مسٹر رؤف طاہر اور لیڈر آف دی اپوزیشن جو یہاں بیٹھے ہیں ان کے کان میں جا کر کہہ دیجیے یہ اپنی تحاریک واپس لے لیں پھر یہ اپنے آپ آ جائے گی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے یہ ہماری زندگیوں کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن آپ اپنی زندگی کے قائل معلوم نہیں ہوتے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب ! کل عبدالستار نیازی پر حملہ ہوا اس کے بعد ایک دن ہم پر بھی ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تقریر کرنی ہے تو میں ہاؤس کو ملتوی کر دیتا ہوں پانچ منٹ کے لیے ۔ آپ تقریر کر لیں میں منع نہیں کروں گا ۔ میں تو بالکل تیار ہوں اسے take up کرنے کے لیے لیکن درمیان میں جو 80 تحاریک اور ہیں ان کا کیا کیا جائے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب اس سے پہلے جب آپ 98 پر بحث کر رہے تھے تو آپ نے 140 اس کے فوراً بعد لے لی تھی تو میں نے اعتراض نہیں کیا تھا ۔ آپ کوئی اصول تو بنائیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے وزیر موصوف کو دو دن پہلے ان کا نوٹس دیا ہوا تھا ۔ اگر دو دن پہلے آپ نے نوٹس دیا تھا تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن یہ تو نہیں ہے کہ کوئی وزیر یہ توقع کرے کہ 80 تحاریک جو ہیں چھوڑ کر اس کے بعد کی لے لی جائے گی ۔ اس کا ایک طریقہ بالکل رولز کے مطابق ہے کہ یہ تحریک ہائے التواء کار جو درمیان میں آ رہی ہیں یہ واپس لے لی جائیں تو آپ کی تحریک اپنے آپ آ جائے گی ۔ مجھے کوئی وزیر یہ نہیں کہہ سکے گا کہ جی ہمیں خیال تھا کہ یہ آ جائے گی ۔ ان کو کوئی حق نہیں ہوگا اس بات کو کرنے کا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ اسے کل پر ملتوی کر دیں

اور کل لے لیں ۔

راجہ جہ افضل خان : ٹھیک ہے ۔ مجھے اعتراض نہیں ہے اسے کل لے لیا جائے لیکن یہ تو لاہور کا واقعہ ہے ۔ مال روڈ پر عبدالستار نیازی پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : واقعہ لاہور کا ہے یا گجرات کا ہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے مجھے لیڈر آف دی آپوزیشن کہہ دیں میں اسے ابھی لینے کے لیے تیار ہوں لیکن ہر بات کے لیے کوئی نہ کوئی قاعدہ ضرور ہوتا ہے اب میں 178 نمبر لے رہا ہوں ۔

عوامی و انقلابی شاعر حبیب جالب کی گرفتاری

مسٹر سپیکر : چوہدری نذر حسین منصور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے مشہور عوامی و انقلابی شاعر حبیب جالب کو گرفتار کر لیا ہے ۔ اور گرفتاری کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی جس سے شعراء ادبی اور سیاسی حلقوں میں بےچینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! جہاں تک حبیب جالب صاحب کی گرفتاری کا تعلق ہے حکومت پنجاب نے ان کو گرفتار نہیں کیا ۔ ویسے بھی اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی ہے اس کے مطابق کالعدم نیشنل عوامی پارٹی کے چالیس افراد جو ہیں ان پر ٹرائل سندھ میں ہو رہا ہے ۔ وہاں پر تین ہائی کورٹ کے جج ہیں جن پر ٹریبونل مشتمل ہے ۔ وہ انکوائری کر رہے ہیں ۔ تو یہ ویسے بھی مسئلہ sub-judice ہے اور حکومت پنجاب نے ان کو بہرحال گرفتار نہیں کیا ۔

Mr. Speaker : The objection has been taken two-fold. One objection has been taken that he has not been arrested by the Punjab Government and the other objection taken is that the matter is subjudice as he is being tried along with other Ex-N.A.P. Members. It is therefore, accordingly disposed of.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! آپ کی رولنگ کے بعد کہ یہ sub-judice ہے اور یہ جو معاملہ ہے کالعدم نیشنل عوامی پارٹی کا میں اس کوٹچ نہیں کرتا صرف اس ہاؤس کے ذریعے میں یہ استدعا کروں گا کہ حبیب جالب جو کہ علمی دنیا میں بہت مقبول ہیں اور جس کی حب الوطنی پر کم از کم پنجاب شک نہیں کرتا کو رہا کیا جائے۔ ان کے حالات بہت زیادہ خراب ہیں ۔ حکومت کے لیے اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ ان کو رہا کر نہ سکے ۔ ہم مداخلت تو نہیں کر سکتے لیکن مرکزی حکومت سے یہ کہتے ہیں کہ یہ ایوان جو ہے اس کی ہمدردیاں اس ضمن میں حبیب جالب کے ساتھ ہیں ۔ اسے رہا کر دیا جائے خواہ compassionate grounds پر کریں یا human ground پر کریں ۔ میری صرف یہ استدعا ہے اس ایوان سے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التواء کے ذریعے اس طرح تو نہیں ہو سکتا ۔ آپ کی آواز ممکن ہے پہنچ جائے ۔ It is disposed of accordingly

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! جب وفاقی حکومت صوبائی امن و امان کے سلسلے میں دئیے گئے اختیارات جو صوبے کے ہیں اس سلسلے میں کوئی گرفتاری کرتی ہے تو کیا صوبائی حکومت کا یہ فرض نہیں بنتا کہ وہ بھی مرکز کو کچھ کہہ سکے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے ذمہ داری سے انکار نہیں کیا بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ چالیس افراد انڈر ٹرائل ہیں اور انہیں اب ملزمان کے ساتھ عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

The matter is sub-judice and we can't discuss it here

چودھری امان اللہ لک : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اختیارات جو صوبائی حکومت کے ہیں اور یہاں کے صوبے کے عوام جو ہیں ان کے تحفظ کے لیے ان کو.. .....

مسٹر سپیکر : آپ کیا چاہتے ہیں کہ بغیر ٹرائل کے ان کو قید کر دیا جائے ؟

چودھری امان اللہ لک : ٹرائل کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ رہا ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹرائل ہو رہا ہے اور جس کیس میں ٹرائل ہو رہا ہو اور کوئی شہری ملزم کی حیثیت سے کسی عدالت میں پیش کر دیا جائے تو اس کے متعلق ہم یہاں بحث نہیں کر سکتے ۔

چودھری امان اللہ لک : وہ تو بالکل بجا ہے ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پھر آپ کیا چاہتے ہیں ؟

چودھری امان اللہ لک : میں یہ چاہتا ہوں کہ جب جناب وزیر قانون نے بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ وفاقی حکومت کی ایک ایجنسی نے انہیں مختلف جرائم میں گرفتار کیا ہے تو اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت کے جو اختیارات ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یعنی آپ کہنا کیا چاہتے ہیں ۔ میں تو نہیں سمجھا کہ آپ کے دل میں ایسی کون سی بات ہے جو آپ کہنا چاہتے ہیں ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی لگی ہوئی ہے ۔ کافی عرصے تک حکومت اس سلسلے میں خاموش بیٹھی رہی ۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ حکومت کوشش کرتی رہی کہ ان کے ساتھ سمجھوتا ہو جائے لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہو سکی تب ان کو ٹرائل کے لیے لے جایا گیا ۔ جناب والا ! حبیب جالب جیسے لوگ جس کی درویشی کسی سے مخفی نہیں ۔ جناب والا ! آپ ذاتی طور پر بھی جانتے ہیں کہ ان کا لڑکا ابھی چند روز قبل فوت ہوا تھا اور اگلے ہی روز اسے گرفتار کر لیا گیا ۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حبیب جالب کوئی بم بنا رہا تھا ۔ کیا اس کے وجود سے ملک کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا ۔ یا اس نے ایسی کوئی کارروائی کی تھی ۔ یہ تمام اقدامات حکومت اپوزیشن کو دبانے کے لیے کر رہی ہے ۔

Mr. Speaker. This is a matter which is sub-judice.

چودھری طالب حسین : جناب والا ! درست ہے ۔ پہلے کوشش کی جاتی ہے کہ ان کے ساتھ سمجھوتا کیا جائے اور جب سمجھوتا نہیں ہوتا تو ان پر ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت مقدمات بننا شروع ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : 103 نمبر ویٹرنری ڈاکٹروں سے متعلق ہے یہ تو پہلے بھی پیش ہو چکی ہے ۔ اب نمبر 104 لی جاتی ہے ۔

پنجاب سول سیکرٹریٹ سے بھارتی طیارہ گنگا کے اغوا کیس کی تمام اہم دستاویزات کی پر اسرار گم شدگی

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''مشرق'' لاہور 22 مارچ 1976ء کی اطلاع کے مطابق پنجاب سول سیکرٹریٹ سے بھارتی طیارے گنگا اغوا کیس کی تمام اہم دستاویزات غائب ہو گئی ہیں اور ان اہم دستاویزات کے کچھ حصے ایک غیر ملکی جریدے میں بھی چھپ چکے ہیں ان اہم دستاویزات کی پر اسرار گمشدگی پر عوام میں اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! اس سلسلہ میں واقعات کچھ اس طرح سے ہیں کہ مسٹر غلام حسین بٹ سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس، جن کو حکومت پاکستان نے 1971ء میں گنگا کیس کی تحقیقاتی کمیٹی کا رکن نامزد کیا تھا نے تھانہ پرانی انارکلی میں ایک شکایت درج کروائی ہے، اسی کے مطابق کالعدم نیشنل عوامی پارٹی کے ترجمان رسالہ ''ڈیموکریٹک'' پاکستان لندن کے شمارہ جون 1975ء میں ایک نیم سرکاری مراسلے کی نقل شائع ہوئی ہے جس میں شکایت کنندگان کو شبہ ہوا کہ گنگا کیس کی تین خفیہ فائلیں جو کہ انہوں نے مبینہ طور پر مورخہ 30 اگست 1972ء کو مسٹر مقبول احمد شیخ اسسٹنٹ سپیشل پراسیکیوٹر کے حوالے کی تھیں، دستیاب نہیں ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ چرا لی گئی ہیں۔ اور غیر متعلقہ افراد کے ہاتھوں میں چلی گئی ہیں۔ اس شبہ کی بنیاد یہ ہے کہ متذکرہ نیم سرکاری مراسلہ مسروقہ فائلوں میں سے ایک کا حصہ تھا، اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مسروقہ ریکارڈ حکومت آزاد کشمیر کا تھا اور گنگا کیس کی تحقیقات کے لیے افسران خود مرکزی حکومت نے تعین کئے تھے، علاوہ ازیں مقدمے کی سماعت کے لیے ٹریبونل بھی مرکزی حکومت نے مقرر کئے تھے، بہرحال مسٹر غلام حسین بٹ کی شکایت پر مقامی پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ چونکہ حکومت پنجاب کا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیے اس مسئلہ کی ذمہ داری حکومت پنجاب پر عائد نہیں ہوتی۔

مسٹر سپیکر : اور مقدمہ جن کے سپرد کیا گیا تھا وہ کس سے متعلقہ تھے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : وہ بھی آزاد کشمیر سے تھے اور مرکزی حکومت سے متعلقہ تھے اس میں حکومت پنجاب کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ حکومت پنجاب کے پاس ان کا ریکارڈ نہیں ہے ۔

This is not primarily the responsibility of the Provincial Government.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ سیکرٹریٹ سے فائلیں غائب ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو آپ کو بتا دیا ہے کہ جہاں اندیشہ ہے کہ کہاں سے یہ فائلیں گم ہوئی ہیں ، وہاں مقدمہ بھی درج ہو چکا ہے ۔ انہوں نے تو ساری تفصیل آپ کو بتا دی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کیا پنجاب کا اس میں واسطہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو آپ کو پوری تفصیل بتا دی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! واقعہ یہاں پر ہوا ۔ جہاز یہاں پر اترا ، کیس بھی یہاں پر چلا اور اب حکومت پنجاب کا کوئی تعلق نہیں ہی ہے اس لیے کہ اب فائلیں گم ہو گئی ہیں ۔ اب یہ چونکہ ذمہ داری نہیں لینا چاہتے کہ یہ فائلیں ہماری غلطی سے گم ہوئی ہیں یا انتظامیہ کی غلطی سے ہوئی ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے آپ کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں ۔

صوبائی دارالحکومت میں انتظامیہ کی طرف سے یوم جمہوریہ پاکستان جیسے مقدس دن پر جلسہ عام یا لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی اجازت دینے سے انکار

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 21 مارچ کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت

میں انتظامیہ نے یوم جمہوریہ پاکستان جیسے مقدس دن پر بھی جلسہ عام پر لاؤڈ سپیکر کے استعمال کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ انتظامیہ نے عوام کے جمہوری حق غصب کر لیے ہیں۔ عوام میں اس صورت حال سے غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

Yes, Raja Sabib, do you want to say something ?

راجہ محمد افضل خان : جناب سپیکر! دفعہ 144 تو ایک الگ چیز ہے لیکن یہ ایک اہم دن تھا۔ جب کہ ہم آزادی والے دن بھی آزاد نہیں ہیں تو پھر یہ کس قسم کی آزادی ہے۔ یا تو اس ملک میں کوئی ہائیڈ پارک ہو جس میں ہر قسم کی تقریریں وہاں کی جا سکیں یا آپ کوئی جگہ مقرر کر دیں جہاں پر سیاسی لوگ آئیں تقریریں کریں۔ کوئی جگہ بھی تو آزاد نہیں ہے۔ جہاں پر لوگ جا کر تقریریں کریں۔ خوشی کا اظہار کریں۔ اپنی قیادت چنیں۔ کیونکہ ملک میں قیادت چننے میں بھی وقت لگتا ہے، یہ تو حضور کے وقت بھی ہوا 1400 سال پہلے لوگوں نے حضور کو دیکھا پھر جا کر ان کو قبول کیا تو آج اگر آپ ایک دم سے یہ کہیں کہ قیادت چن لو تو لوگ کیسے قیادت چن سکیں گے۔ پھر وہی فساد ہوگا، پھر وہی غلط آدمی آئیں گے۔ عوام کو موقع نہیں ملے گا۔ طویل عرصہ کے بعد عوام صحیح قیادت چن سکتے ہیں اور پہچان سکتے ہیں۔ اور یہ آپ نے تمام راستے بند کر دیے ہیں۔ اور تمام وہ اصول جس کے مطابق قیادت چنی جاتی ہے وہ راستے ختم ہو چکے ہیں۔ اس پر براہ مہربانی آپ غور فرمائیں۔

نواب زادہ محمد خان خاکوانی : جناب والا! مسجدوں میں تو اجازت دے دیں۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! کل تو وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک بیان بھی آیا تھا کہ اپوزیشن کا وجود نہایت ضروری ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کو ختم نہ کیا جائے حالانکہ اس سے قبل وہ کہہ چکے تھے کہ جو لوگ پیپلز پارٹی چھوڑ چکے ہیں ان کو سزا دی جانی ضروری ہے۔ جناب والا! اب جو حالیہ بیان ہے اس کے پیش نظر کیا ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں، کیا ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ اپوزیشن کو اس طرح موقع دیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں وضاحت

کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک جلسہ کا تعلق تھا اس پر کسی نے پابندی نہیں لگائی ۔ تحریک التواء لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے متعلق ہے ۔

چوھدری طالب حسین : جلسے پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جلسہ تو چار دیواری کے اندر ہوا ہے ۔ یہ نہیں کہ ہوا نہیں ہے ۔

چوھدری طالب حسین : کیا وزیر اعلیٰ بھی چار دیواری کے اندر جلسے کرتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! جلسہ تو ڈیوس روڈ لاہور کی حدود کے اندر منعقد کیا گیا تھا ۔ صرف اعتراض ان کو اس بات پر ہے کہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی ، جناب والا ! اس دن کسی بھی جماعت کو لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت اس لیے نہیں دی گئی تھی کہ فرقہ وارانہ جذبات مختلف جماعتیں ابھار رہی تھیں ۔ اس خدشہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی جماعت کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی گئی ۔

مسٹر سپیکر : میں تو دفعہ 144 تک کی تحریک التواء ایڈمٹ کر چکا ہوں ۔ میں نے ایوان سے رائے مانگی تھی اور اس ایوان نے اسے قبول نہیں کیا تھا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! ایک دن آزادی کا ہوتا ہے جب کہ ساری قوم آزادی مناتی ہے ۔ مگر ہمارے لیے کون سا دن ہے ایک دن ہی بتا دیں ۔ تین چار سال کے اندر ایک دن بتا دیں جس میں آپ نے کہا ہو کہ آج عوام آزاد ہیں ۔ آج سارے ملک میں جلسے آپ کر سکتے ہیں ۔ جلوس نکال سکتے ہیں ۔ ایک دن آپ اپنی حکومت کے دور میں بتا دیں ۔ انگریزوں کے غلامی کے دور سے بھی بد ترین دور میں ہم داخل ہو چکے ہیں ۔

نیشنل کالج آف آرٹس لاہور کے طلبا اور طالبات پر لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق مورخہ 26 مارچ کی اطلاع کے مطابق نیشنل کالج آف آرٹس لاہور کے طلباء اپنے اساتذہ کی گرفتاری کے خلاف ایک جلوس نکالنا چاہتے

تھے کہ اچانک پولیس نے بغیر کسی وارننگ کے لاٹھی چارج کر دیا ۔ جلوس میں طالبات بھی شامل تھیں جن کی پولیس نے سخت توہین کی ۔ پولیس نے اس ناروا رویے اور بے جا تشدد سے طلباء برادری میں غم و غصہ اور تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! اس سلسلہ میں کچھ اساتذہ گوجرانوالہ میں مختلف قانون شکنی کے جرم میں گرفتار ہوئے تھے اور 24 مارچ 1976ء کو نیشنل کالج آف آرٹس کے سو طلباء نے جلوس نکالنے کی کوشش کی اور وہ گورنر ہاؤس کی طرف جا رہے تھے انڈس ہوٹل کے قریب پولیس نے انہیں روکا ۔ بعد میں ان کے چند نمائندوں کو گورنر صاحب سے ملنے کی اجازت دی گئی ۔ باقی جلوس پر تھوڑا سا لاٹھی چارج کیا گیا اور ان کو منتشر کر دیا گیا ۔ جناب والا ! چونکہ یہ واضح طور پر قانون شکنی تھی اس لیے جلوس کو منتشر کیا گیا لیکن ان کے نمائندوں کو گورنر صاحب سے ملنے کی اجازت دے دی گئی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! ایسے حالات خود پیدا کیے جاتے ہیں ۔ پھر کہتے ہیں تھوڑا سا لاٹھی چارج کیا گیا ۔ (قہقہہ) اگر اس ملک میں سو آدمی بھی مل کر اپنی نمائندگی نہیں کر سکتے تو پھر کہاں تک ہم اپنے اجتماع کر سکتے ہیں ۔ اجتماعی زندگی کی تو اسلام میں تلقین کی گئی ہے جمعہ کا اجتماع ، عید کا اجتماع ، اجتماع ہی میں تو زندگی ہے ۔ جمہوریت بھی اجتماع کا ایک نام ہے ، اگر اجتماعی طور پر ہم اپنے آپ کو نہیں پیش کر سکتے تو پھر کوئی وقعت نہیں رہتی ۔ اور موجودہ حکومت تو اجتماعات کو توڑنے کے لیے وجود میں آئی ہے ۔ یہ چاہتے ہیں ملک میں انتشار ہو ، لوگ منتشر رہیں ، اجتماع نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب وزیر موصوف نے کہا ہے کہ پولیس نے جو کچھ کیا ہے ۔ وہ قانون اور ضابطے کے مطابق اور اس کے احترام میں کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ درست فرما رہے ۔ مگر ان کے بیان سے ایک دلچسپ چیز کا انکشاف ہوا ہے ۔ کیا 100 طلباء گورنر صاحب سے ملاقات کے لیے گورنمنٹ ہاؤس جا رہے تھے یا کہ گورنمنٹ ہاؤس پر حملہ کے لیے جا رہے تھے ؟ جناب والا ! اس سے قبل بھی دفعہ 144 کے

باوجود طلباء یا کوئی وفد گورنمنٹ ہاؤس کی طرف جاتا رہا ہے ، ان پر تو کبھی لاٹھی چارج نہیں ہوا ۔ اور کبھی آنسو گیس نہیں پھینکی گئی ۔ اس لیے کہ جب بھی کوئی جلوس گورنر ہاؤس کی طرف جاتا ہے ۔ تو وہ اپنے مطالبات پیش کرنے کے لیے جاتا ہے وہیں سے اس وفد کو بلایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وفد کے متعلق تو وہ کہتے ہیں کہ گیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : یہ جناب لاٹھی چارج کے بعد گیا ۔ جب ان کو منتشر کر دیا گیا ۔ تو دوسرے روز یا شام کو انہیں کہا گیا کہ اپنے 4-5 طلبا وفد کی صورت میں بھیج دیں جو کہ ان سے مل لیں ۔ جناب والا ! اس سے قبل بھی تمام طلبا جاتے رہے ہیں ۔ اور وہ بھی وفد کی صورت میں گورنمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے رہے ہیں ۔ آپ ایسی کوئی مثال بتا سکتے ہیں کہ طلباء کا کوئی جلوس گورنمنٹ ہاؤس کی طرف گیا ہو اور وہاں ان پر اس لیے لاٹھی چارج کیا گیا ہو کہ وہ گورنمنٹ ہاؤس پر حملہ کے لیے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ طلبا پر لاٹھی چارج ہوتا رہا ہے یہ درست ہے لیکن میرے سامنے کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ جو جلوس گورنر ہاؤس اپنے مطالبات پیش کرنے کے لیے جا رہا ہو ان پر لاٹھی چارج ہوا ہو ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : بے شمار مثالیں آپ کے وقت کی موجود ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : مجھے علم ہے ۔ لیکن کیا وہ بھی گورنمنٹ ہاؤس جلوس لے کر جا رہے تھے ۔ آپ کو یاد نہیں وہ بھی آپ کی ہی پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی ۔ اور اس وقت بھی آپ ہاتھ کھڑا کرتے تھے ۔ اور زبان سے آپ کچھ نہ کہہ سکتے تھے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! انہوں نے فرمایا ہے ہلکا سا لاٹھی چارج کیا گیا ۔ کل اوکاڑہ میں شہد کی مکھیوں نے جو ان پر لاٹھی چارج کیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وقت کی آواز ہے ۔ قدرت کی آواز ہے اسے پہچاننے کی کوشش کریں ۔ اور قرآن شریف میں ابابیل والا واقعہ کو یاد کریں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 117 چوہدری صاحب یہ کس تاریخ کا اخبار ہے ۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ بد عنوانی کے خلاف عوام نے بذریعہ اخبار وزیر اعظم اور وزیر لائیو سٹاک سے مداخلت کرنے کی

اپیل کی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : یہ جناب والا 19 تاریخ کا اخبار روزنامہ سیاست ہے -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے - میں 19 تاریخ کا سیاست منگوا کر دیکھوں گا - اس کے بعد اس کو لیں گے - سر دست نمبر 118 کو لیتے ہیں -

ٹریفک پولیس کی نئی وردی کو دو روز بعد ترک کر دینے سے لاکھوں روپے کا نقصان

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 26 مارچ کی خبر کے مطابق پنجاب پولیس نے 23 مارچ 1976ء سے ٹریفک پولیس کے لیے جس نئی وردی کا استعمال شروع کیا تھا - وہ آج دو روز بعد ترک کر دی گئی ہے - اور پرانی وردی کے جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - اور یوں دو روز کے اس مختصر عرصہ میں قوم کے لاکھوں روپے ایک غلط فیصلے اور غلط منصوبہ کی وجہ سے ضائع ہو گئے ہیں - اس تمام کارروائی کی بظاہر کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی ہے - اس واقعہ سے عوام میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا! اس موضوع پر میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 121 ہے وہ بھی اس کے ساتھ لے لی جائے -

مسٹر سپیکر : وہ بھی اس کے ساتھ deal ہوگی -

وزیر قانون : یہ جناب تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : کیوں نہیں بنتی ہے - میں آپ کی بات کیسے مان لوں گا - آپ بتائیں تو سہی اس میں نقص کیا ہے - اس کی تعریف یہ ہے -

A matter of public importance which is primarily the responsibility of the Provincial Government.

وزیر قانون : اگر محکمہ نے ضرورت کے مطابق تجربہ کے لیے کچھ وردیاں بنائی ہیں - - - - - -

مسٹر سپیکر : آپ اس کو explain کریں کہ اس ایول پر کیا

کیا ہوا ۔

وزیر قانون : اس میں کوئی urgency نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں urgency ہے ۔

وزیر قانون : ایک ممبر کو وردی پسند نہ آئے اور وہ یہ کہہ دے کہ اس سے نقصان ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو انہوں نے کہا ہی نہیں ہے ۔ اگر یہ ہوتا تو پھر تو یہ ٹھیک تھا ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ وردی تیار کی گئی ۔ اور اس پر بہت سا پبلک فنڈ خرچ کیا گیا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! پوری رقم بتائیں کہ اتنا خرچ ہوا ۔ حالانکہ یہ وردیاں محدود تعداد میں تیار ہوئیں ۔ وہ اگر الزام لگاتے ہیں ۔ وہ specific تو ہو ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ بتائیں گے ۔ انہوں نے ایک چیز دیکھی کہ پولیس کی وردی بدل گئی ۔ دو دن کے بعد پولیس ملازمین نے جو پرانی وردی تھی وہ پہن لی ۔ وہ پوچھتے ہیں کہ اس پر جو پبلک فنڈ خرچ ہوا ۔ اس پر آپ بتائیں گے کہ لاکھوں روپے خرچ نہیں ہوئے ہیں ۔ چند سو روپے لگے ہیں ۔ یہ وردی تھوڑی تعداد میں تیار کی گئی ہے ۔ یا اب بھی اس وردی کی ضرورت ہے ۔ یا وہ وہ وردی کسی خاص موقع پر استعمال کی جایا کرے گی ۔ وہ ضائع نہیں ہوئی ہے ۔ یہ آپ اس کی تفصیل بتائیں گے ۔ ایک شہری کی حیثیت سے یا ایک ممبر صوبائی اسمبلی کی حیثیت سے جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے ۔ وہ اس ایوان میں لائے ہیں ۔

وزیر قانون : اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ مختلف اوقات میں پولیس اپنی وردی میں تبدیلیاں لاتی ہے ۔ یہ بھی چند محدود تعداد میں وردیاں تیار کی گئی تھی ۔ موسم اور ضرورت کے مطابق یہ تبدیلی ضروری تھی ۔ لیکن بعد میں محسوس یہ ہوا کہ یہ نئی وردی مناسب نہیں ہے ۔ اس لیے اس پر لاکھوں روپے والی بات درست نہیں ہے ۔ یہ بالکل معمولی تعداد میں تیار کرائی گئی تھیں ۔

مسٹر سپیکر : اب وقت ختم ہوگیا ہے It will continue tomorrow?

چوہدری طالب حسین : یہ رقم بتانے سے گریز کر رہے ہیں کہ کس قدر رقم خرچ ہوئی ہے ۔ یہ بتائیں کہ اس سے قبل وردی بدلی

کیوں گئی ۔

مسٹر سپیکر : وقت ختم ہوگیا ہے ۔ It will continue toworrow

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! دراصل وزیر اعظم نے اس کو پسند نہیں کیا ۔ اسی وجہ سے انہیں پرانی وردی لانی پڑی ۔ انہیں چاہیے کہ ایک آدھ وردی بنا کر وزیر اعظم کو دکھا دیا کریں اور ان سے منظوری لے لیا کریں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! تحریک استقلال والوں سے پوچھ لیا کریں گے ۔ کیونکہ ان کو وردیاں بنانے کا تجربہ ہے ۔ پہلے بھی پی ۔ آئی ۔ اے میں انہوں نے وردیاں بنوائی تھیں ۔ ہماری تو کوئی سنتا نہیں ہے ۔ آپ اس معاملہ میں ایکسپرٹ ہیں ۔ آپ سے ضرور مشورہ کیا جائے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : اجتماعی سوچ ہونی چاہیے ۔ آپ تو انفرادی سوچ کے قائل ہیں ۔ آپ اجتماعی طور پر کام کرنا شروع کریں ۔ ہمیشہ ایک ہی آدمی کو مختار نہ بنائیں ۔ انفرادی قیادت پر ایمان نہ رکھیں ۔ اجتماعی قیادت پر یقین رکھیں ۔

حکمت عملی کے اصولوں کی بابت رپورٹ

تقویمی سال 1973 اور 1974 کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ پر عام بحث

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1973ء کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1973ء کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1973ء کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1973ء کو زیر بحث لائی جائے۔

مسٹر سپیکر : چونکہ ایوان اس کی اجازت دے چکا ہے اس لیے حکمت عملی اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1973ء زیر بحث لائی جائے گی۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1974ء کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1974ء کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1974ء کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1974ء زیر بحث لائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : چونکہ ایوان اس کی اجازت دے چکا ہے اس لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1974ء زیر بحث لائی جائے گی ۔

اب دونوں رپورٹوں اکٹھی ہی بحث کی جائے گی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, on the agenda, Report for 1973 is to be discussed in the morning sitting and Report for 1974 in the eving sitting.

مسٹر سپیکر : نہیں جی ! یہ آپ کو کس نے بتایا ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! آج دستور میں دیے گئے حکمت عملی کے اصول جو درج ہیں ان پر تقویمی سال 1973ء اور تقویمی سال 1974ء (جن کو calender year 1973 اور calender year 1974 کہتے ہیں) کی رپورٹ زیر بحث آئے گی کہ حکومت پنجاب نے ان پر کیا عمل درآمد کیا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ شروع ہی میں چند ایک گزارشات کر دوں جس سے بحث ایک خاص سمت میں ہو اور خاص معروضی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہو ۔ ویسے 1973ء اور 1974ء میں مجموعی طور پر حکومت نے جو کام کئے ہیں ان پر دستور میں خود جو حکمت عملی کے اصول دیئے گئے ہیں ان میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ مالی وسائل کے اوپر بھی اس کا انحصار ہوگا کہ کس حد تک حکمت عملی کے اصولوں پر عمل درآمد گذشتہ ایک سال میں یا گذشتہ دو سال کے عرصے میں کیا جاتا ہے ۔ تو اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ فاضل اراکین یہ خیال میں رکھیں کہ حکومت کے مالی وسائل کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے ۔ دوسری بات اگرچہ وہ 'repetition' ہے پھر بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بحث تقویمی سال 73 اور 74 کے متعلق ہو رہی ہے اور ان تقویمی سالوں میں حکومت پنجاب نے جو کام کئے ہیں وہ زیر بحث آئیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر ہمارا حساب کتاب ایسا ہے جیسے شیخ سعدی نے فرمایا

ہے : ''آں راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک است'' اور میں وہ حساب کتاب مختصر طور پر فاضل اراکین کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں یہ حساب کتاب حکمت عملی کے اصولوں کا سب سے بڑا اور سب سے نمایاں اصل ہے کہ اسلامی طرز زندگی کو اس ملک میں جیسے کہ وہ پہلے سے چلی آ رہی ہے اور جہاں تک چلی آ رہی ہے جاری رکھا جائے اور اس میں اس قسم کی مزید تبدیلیاں کی جائیں کہ ہم پاکستانیوں کو اس قابل بنا سکیں کہ و اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں ۔ جن اصولوں کا اتباع کرنے کے لیے قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہت سے ارشادات فرمائے ہیں قرآن کریم کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ،، اور اس کے بعد حکومت کا ۔ دولت کا سیاست کا معیشت اور معاشرت کا جو بہترین نمونہ پیش کیا گیا ہے وہ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم میں موجود ہے ۔ تو اسلامی طرز زندگی میں جو سب سے پہلے کوشش حکومت نے کی ہے وہ یہ ہے کہ معاشی اور معاشرتی مساوات پیدا کی جائے کیونکہ ایسا ہو جائے تو یہ وہی پکچر وہی تصور اور وہی عہد مبارک ہوگا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں تھا ۔ اب مسلمان اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں صدیوں سے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پر عمل کر رہے ہیں اس لیے ہم اس کو جاری بھی رکھ رہے ہیں اور اس میں اس قسم کی تبدیلیاں بھی لا رہے ہیں جن سے یہ معاشی اور معاشرتی مساوات حاصل کی جائے اور اس کی جانب ہم نے ٹھوس اقدام کئے ہیں ۔ ان دو تقویمی سالوں میں جتنا ان کو ناپا جا سکتا ہے اگر کوئی بھی criteria لیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو تفاسیر میں پیش کرتا ہوں ان سے ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ معاشی اور معاشرتی مساوات جو اسلامی طرز زندگی کا سب سے بڑا نمونہ اور طرز ہے اس کی طرف ہم بہت ٹھوس اقدام کر رہے ہیں ۔

دوسری بات جناب والا ! یہ ہے کہ خود اسلام کیا ہے ۔ خود اسلام کی تعلیمات کیا ہیں ۔ اور خود ہم نے کس چیز پر عمل کرنا ہے ۔ پاکستانی عوام کو بتانے کے لیے ہم نے اسلامیات میٹرک تک تمام سکولوں میں لازمی قرار دی ہوئی ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اور اب بھی جاری ہے اور اس کے سلیبس اور کورس میں اس قسم کی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں

جن سے بچوں کو اسلام اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول ماخذ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اسوہ حسنہ ہے ان سے روشناس کرایا جائے۔ اس کے بعد اس ملک میں اور اس صوبہ میں جامعہ اسلامیہ بہاول پور مختلف ناموں سے بہت عرصے سے قائم ہے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اس میں اسلامی علوم کی تعلیم مختلف موضوع پر ایک بہت بڑے پیمانے پر اور اعلیٰ درجے پر دی جائے جناب والا! ان مختلف موضوع میں فقہ ہے حدیث ہے تاریخ ہے ہے اور بھی دوسرے موضوع ہیں جن کی اس یونیورسٹی میں تعلیم دی جا رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کافی عرصہ سے اس یونیورسٹی میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے اور محسوس یہ کیا گیا ہے کہ یہ جامعہ خود بہاول پور کے عوام میں اور صوبے یا ملک کے دوسرے عوام میں اس قدر اعتباری یونیورسٹی نہیں رہی۔ اور بہت سے لوگ اپنے بچوں کو اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے نہیں بھیجتے۔ اس لیے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جدید تقاضوں کے مطابق یونیورسٹی نہیں تھی۔ تو اس سلسلے میں نومبر 1973ء میں یہ بہت بڑا فیصلہ کیا گیا کہ اس قدیم دانشگاہ کو جو اسلامی علوم کی تعلیم کے لیے مختص ہے حکومت محکمۂ اوقاف سے لے کر محکمۂ تعلیم کے زیر تحویل کر دے کیونکہ محکمہ اوقاف کا جدید علوم یا جدید تعلیم سے اتنا تعلق نہیں ہوتا جتنا محکمۂ تعلیم کا ہوتا ہے۔ اس لیے نومبر 1973ء کو اس جامعہ اسلامیہ بہاول پور کو محکمۂ تعلیم کے زیر تحویل لے لیا گیا۔ یہ سال 1973ء کا ایک بہت بڑا اقدام تھا کہ اس یونیورسٹی میں جہاں اسلامی علوم کی تعلیم اعلیٰ درجے پر پڑھائی جاتی ہے وہاں اس کے ساتھ اب سال 74-1973ء میں اکنامکس، کیمسٹری اور بہت سے جدید علوم جیسے سائنس اور عمرانیات ہیں ان کی بھی اب یہاں تعلیم دی جانے لگی۔ گویا کہ 1973ء میں جو اقدام کئے گئے میں سمجھتا ہوں وہ جامعہ اسلامیہ کو ایک جدید یونیورسٹی بنانے میں اور جدید اور اصلی تقاضوں کو پورا کرنے والی یونیورسٹی بنانے کے لیے نہایت اہم اقدام تھے۔ جناب والا! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے پہلے محکمہ اوقاف کے زیر انتظام علماء اکیڈمی لاہور میں چلی آ رہی ہے جس میں کہ 74-1973ء میں متعدد اس قسم کے

کے تربیتی کورس مقرر کئے گئے تا کہ ان میں مساجد کے امام صاحبان اپنے علوم کی تجدید کریں اور وہ ان کے ساتھ ساتھ اصلی تقاضوں سے اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں ۔ جناب والا! اس طرح سے سال 1973ء کو اس طور پر بھی یاد کیا جائے گا کہ 1973ء وہ سال تھا جس میں قرآن کی طباعت میں غلطیاں ختم کرنے کے لیے پہلی بار پاکستان کی تاریخ میں ایک قانون وفاق حکومت نے بنایا اور حکومت پنجاب نے جہاں تک اس کے دائرہ کار میں آتا تھا اس پر نہایت سختی سے عملدرآمد کیا ۔ اس لیے نومبر 1973ء مسلمانوں کی زندگی میں نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کی زندگی میں بلکہ سارے عالم اسلام کی تاریخ میں ایک نہایت مستحسن اقدام تھا کیونکہ 1973ء میں ہی یہ قانون بنایا گیا کہ قرآن کریم کی اغلاط دور کی جائیں ۔ اس کے علاوہ اس عنوان میں کوئی 397 مساجد ہیں جو براہ راست محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں ۔ ان کی دیکھ بھال ، لاتعداد دینی مدارس کی امداد ان میں طلباء اور اس کے علاوہ اور بہت سے عربی کے مراکز قائم کرنا یہ سب ان 1973ء اور 1974ء کے سالوں میں شامل ہے ۔

جناب والا ! اس کے بعد لوکل گورنمنٹ کے کام کرنے کے متعلق اور اس کی ترقی کے متعلق ایک اور بہت اہم حکمت عملی کا اصول ہے ۔ ہماری حکومت نے جب زمام کار سنبھالی تو اس وقت لوکل گورنمنٹ کا فعال اور جمہوری ادارہ موجود نہیں تھا ۔ اس لیے منتخب شدہ عوامی نمائندوں پر مشتمل پیپلز ورکس کونسل بنائی گئی جن میں ایم پی اے حضرات ، ایم این اے حضرات اور کچھ دوسرے عوامی نمائندے جو ایم پی اے اور ایم این اے نہیں ہیں شامل ہیں ۔ بہرحال اکثریت منتخب شدہ عوامی نمائندوں کی تھی جن پر مشتمل پیپلز ورکس کونسل بنائی گئی۔ اگرچہ یہ 1972ء میں بنائی گئی لیکن 74-1973ء میں ان پر عملدرآمد جاری رہا ۔ اس کونسل کے ذریعے پیپلز ورکس پروگرام ، عوامی تعمیری پروگرام جو کہ نیا پروگرام تھا اس پارٹی نے اس حکومت نے 1972ء کے آخر میں شاید اکتوبر 1972ء میں شروع کیا تھا ۔ لیکن حقیقت میں 74-1973ء میں ہی جس سال کی رپورٹ آج زیر غور ہے اس پر زیادہ عملدرآمد ہو سکا ۔ چونکہ یہ کونسل عوامی نمائندوں پر مشتمل تھی اور عوامی نمائندے عوام کی محسوس ضرورتوں سے آگاہ تھے ۔ اس لیے ان تین سالوں میں اگرچہ کیلنڈر

سال دو ہیں لیکن مالی سال تین آ جاتے ہیں ۔ 73-1972ء ، 74-1973ء اور 75-1974ء ۔ تو ان تین سالوں میں ان کونسلوں کے ذریعے جو کہ ایم پی اے حضرات اور ایم این اے حضرات پر مشتمل تھیں 33 کروڑ 72 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ۔ جناب والا ! یہ رقم عوامی اداروں کے ذریعے اور لوکل اداروں کے ذریعے خرچ کی گئی اور اس میں یہ خاص خیال رکھا گیا کہ جو ہمارے صوبے کے نسبتاً پسماندہ علاقے ہیں ان کو زیادہ ترجیح دی جائے ۔ اس میں ایک فارمولا اختیار کیا گیا ۔ وہ یہ کہ سال 1973ء میں جو پنجاب کے کم ترقی یافتہ اضلاع ہیں ان کو اس رقم کا 55 فیصد مختص کیا جائے یعنی اس شق میں سے 55 فیصد کم ترقی یافتہ نو اضلاع کو اور اس رقم کا 45 فیصد ترقی یافتہ دس اضلاع کو دیا جائے ۔ تو یہ رقم ان دو سالوں میں یعنی کیلنڈر سال 1973ء اور کیلنڈر سال 1974ء میں دی گئی ۔ اور پنجاب کے تمام اضلاع میں پنجاب کی تمام تحصیلوں میں بلکہ پنجاب کی تمام یونین کونسلوں میں کچھ نہ کچھ تھوڑا بہت ترقیاتی کام عوام کی محسوس ضرورتوں کے مطابق کیا گیا ۔ مثلاً کہیں کچے راستے بنائے گئے ۔ سینکڑوں پکی سڑکیں بنائی گئیں ۔ بہت سی چھوٹی چھوٹی پلیاں بنائی گئیں ۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے بند سیلاب کے لیے بنائے گئے ۔ بہت سی چھوٹی چھوٹی نالیاں (ڈرین) کھودی گئیں ۔ اور اس طرح عوامی اشتراک کے عمل سے کئی علاقوں میں جہاں پر کنوؤں کا پانی پینے کے لیے استعمال ہوتا تھا وہ بنائے گئے ۔ کئی علاقوں میں ہینڈ پمپ تقسیم کئے گئے اور نصب کئے گئے ۔ اور اس طرح سے لوکل گورنمنٹ کے اداروں میں بھی عوامی نمائندوں پر مشتمل پی ۔ ڈبلیو ۔ پی کے ذریعے اپنا کام نہایت فعال طریقے سے کیلنڈر سال 74-1973ء میں جاری رکھا ۔

جناب والا ! اس کے بعد خواتین کے سلسلے میں حکمت عملی کا ایک اور بہت اہم اصول ہے ۔ اور خواتین کے لیے بہت سے کام کرنے کے متعلق راہنمائی ان راہنما اصولوں میں کی گئی ہے ۔ حکومت پنجاب نے ان دو سالوں میں اس قسم کے بہت سے اقدام یا تو نئے اقدام کئے یا جو پچھلے اقدام ہو رہے تھے ان کو کسی اچھی انتہا تک پہنچایا ۔ مثلاً انڈسٹریل ہوم سکیم جو ہماری حکومت نے اکتوبر ۔ نومبر 1972ء میں شروع کی تھی اسے حقیقت میں 1973ء اور 1974ء میں جا کر زیادہ کامیابی ہوئی ۔ اور ان دو سالوں کے

آخر میں ایک ہزار آٹھ سو ستاسی انڈسٹریل ہوم سارے پنجاب کے اضلاع میں قائم کئے گئے جہاں خواتین کو کام فراہم کیا جاتا ہے اور وہ اپنے گھر کے خرچ کی وجہ سے اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے یا اگر وہ بیوہ یا بے سہارا خواتین ہیں تو وہ اپنے گھر کا خرچ چلانے کے لیے کچھ نہ کچھ رقم کما سکتی ہیں ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں عرض کرتا ہوں کیونکہ تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے خواتین مردوں کے مقابلے میں اپنا کردار بہترین طریقے سے ادا کر سکتی ہیں ۔ اس لیے تعلیمی اداروں میں خواتین کے داخلے کے لئے کوئی پابندیاں اور کوئی قیود نہیں ہیں ۔ جناب والا ! سال 1973ء اور 1974ء اس ضمن میں ایک ایسا سال ہے جس میں کئی ایسے تعلیمی اداروں میں خواتین کو پہلی بار داخلہ دیا گیا جہاں پہلے کبھی خواتین نے یا تو داخلہ نہیں لیا تھا یا ان کو منع کر دیا جاتا تھا کہ آپ کو یہ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔ مثلاً انجینئرنگ یونیورسٹی کے بہت سے شعبے تھے اسی طرح ایگریکلچرل یونیورسٹی میں بہت سے شعبے تھے ۔ کامرس میں بہت سے مضامین تھے ۔ اس کے بعد بہت سی ایمپلائمنٹ کی ایجنسیاں جو پہلے سے چلی آ رہی ہیں ، 1973ء و 1974ء میں نئی قائم کی گئیں ۔ لیکن پہلے جو خواتین کو مواقع ملتے تھے وہ بدستور قائم رہے ۔ اور ان میں اضافہ ہوا ۔ چونکہ تعلیم بہت پھیلی ۔ جس کا میں بعد میں ذکر کروں گا ۔ بہت سی اضافی آسامیاں خواتین اساتذہ کے لئے پیدا کی گئیں ۔ خاص کر محکمہ تعلیم میں بہت اہم اور ذمہ دار آسامیوں پر تعینات کیا گیا اور بہت کام ملے ۔ کئی ایسے کام جو برصغیر کی تاریخ میں نہیں ملے ۔ پنجاب میں نہیں ملے ۔ وہ یہ کہ خواتین کو وائس چانسلر لگایا گیا ۔ ڈائریکٹر بنایا گیا ۔ پہلے رولز میں یہ لکھا تھا کہ خواتین ایسی آسامیوں کی اہل نہیں ہیں کہ وہ ڈائریکٹر بن سکیں ۔ یہ رول ختم کیا گیا ۔ اس کی بجائے خواتین کو چانس دیا گیا کہ وہ ڈائریکٹر بن سکیں ۔ اسی طرح دوسری خواتین کو ملازمتیں بھی دی گئیں ۔ نئی ملازمتوں میں ان کو اچھا خاصہ حصہ دیا گیا ۔ اسی طرح محکمہ صحت ہے اور فیملی پلاننگ جس میں ہمیشہ ایمپلائمنٹ ہوتی ہے ۔ وہ بھی ان دو سالوں میں جاری رہیں ۔ حکومت نے اس بات پر نظر رکھی کہ کسی جگہ بھی خواتین کو ملازمتیں حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہے ۔ دیگر کام

کے لئے بھی خواتین کے لئے اور زیادہ وسائل مہیا ہونے چاہئیں ۔ اور وہ وسائل مہیا کئے گئے ۔

اس کے بعد Protection of family ۔ خاندانوں کی حفاظت ہے ۔ جس کے لئے مسلم فیملی لاء پہلے سے موجود ہے ۔ ان دو سالوں میں اس پر بڑی سختی سے عمل درآمد ہوتا رہا ۔ اور اس کے ذریعے سے جو پابندیاں دوسری شادیوں پر ہیں وہ بدستور رہیں اور جو الاؤنس علیحدگی کے سلسلے میں ہوتا ہے جب خاوند اور بیوی میں طلاق ہو جائے تو ان کے حقوق کا بھی خیال رکھا گیا ۔ ان چیزوں پر نہایت سختی سے عمل درآمد ہوا ۔ اور ایم پی اے ایم این اے صاحبان ثالثی کونسلوں کے چیئرمین مقرر کئے گئے جو مسلم لاء کے تحت خاندانوں کے آپس کے جھگڑوں کو جو خاص کر مقامی نوعیت کے ہوتے ہیں یہ عوامی نمائندے ان جھگڑوں کو اپنے اپنے علاقے میں بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں اور وہ ان جھگڑوں کو وہیں حل کر سکتے ہیں ۔ اس کے بعد بے سہارا اور بے کس خواتین کے لئے بہت سے مراکز لائل پور ۔ لاہور ۔ راولپنڈی ۔ سرگودھا ۔ ملتان وغیرہ میں کھولے گئے ۔ جن میں اس قسم کی خواتین چھوٹے موٹے کام کر کے اپنی گذر اوقات کر سکیں ۔ اور ایسی خواتین کو advice بھی دیں جو واپس اپنے گھروں میں جائیں اور ان کے جانے کا بندوبست بھی کیا تاکہ وہ سوسائٹی میں جا کر اپنے ماحول کو دوبارہ بحال کر سکیں ۔

اس کے بعد حکمت عملی کا ایک راہنما اصول اور حکومت کا منتہائے مقصد یہ ہے کہ تفریق انسانی جو طبقات انسانی نے پیدا کر دی ہے معاشرتی اور معاشی اس کو یکسر ختم کر کے اسلامی طرز زندگی لایا جائے ۔ میرا مقصد اسلامی طرز زندگی سے یہ نہیں کہ محض عبادات ہوں ۔ اور بھی اللہ کے کام ہیں ۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنا اور مساوی حقوق دلانا ۔ یہی ہمارا مقصد ہے اور 1973ء اور 1974ء میں پاکستان کے مالی وسائل کے مطابق ان دو سالوں میں ہماری حکومت نے ان پسماندہ طبقات کو شرف انسانیت بخشنے کے لئے انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں یعنی ''لقد کرمنا بنی آدم،، یہ واجب تکریم اور واجب شرف ہے اس کو بحال کرنا ہمارا فرض اولین ہے ۔ جناب والا ! ان سب میں پسا ہوا طبقہ مزارعین کا تھا اور جناب والا فاضل اراکین کو معلوم ہے کہ 1972ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو جو اس وقت

صدر پاکستان تھے انہوں نے لینڈ ریفارمز کیں ۔ اس ملک میں پہلے بھی لینڈ ریفارمز ہوئی تھیں ۔ ان لینڈ ریفارمز کی حد ملکیت بھی رکھی گئی تھی اور معاوضہ بھی ادا کیا تھا اور مزارعین کا شرف بحال کرنے کے لئے کوئی خاص بندوبست موجود نہیں تھا ۔ لیکن یہ جو لینڈ ریفارمز ہم نے کیں ان پر بڑی سختی سے عمل‌درآمد جاری رکھا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے 252340 ایکڑ زمین ان لینڈ ریفارمز کے تحت جو 1972ء میں نافذ کی گئی تھیں وہ واپس لیں ۔ اور 1973ء و 1974ء میں جس کی رپورٹ آج زیر بحث ہے اس زمین کا کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ۔ جیسے علامہ اقبال نے کہا ہے ۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا فکر و عمل کا انقلاب
کہ بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

اس ضمن میں جو زمین واپس لی گئی ہے یا تو وہ مزارع تھے یا چھوٹے کاشتکار تھے جن کی ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین تھی ۔ جن کی تعداد اکتیس ہزار ہے ان چھوٹے کاشتکاروں یا مزارعین میں یہ زمین 1973ء و 1974ء میں تقسیم کی گئی ہے ۔ 252340 ایکڑ زمین بڑے مالکان سے واپس لی اور اس زمین کو 31 ہزار مزارعین میں تقسیم کر دیا گیا ۔ یہ 1973ء و 1974ء کے کیلنڈر ائیر میں کیا گیا ۔ اس کے بعد لینڈ ریفارمز کے انقلابی قانون میں بہت سے اقدامات تھے مثلاً مزارعین کی بیدخلی قانون کے عین مطابق کرانے کے لئے ہماری حکومت سختی سے عمل‌درآمد کرتی رہی اور جیسے ایم پی اے ۔ ایم این اے اور جناب سپیکر صاحب اور ڈپٹی سپیکر صاحب کے دوروں کے دوران مزارعین سے براہ راست ملتے رہے اب ان مزارعین کی پہونچ ان سے براہ راست ہو گئی ۔ لیکن اس سے پہلے اتنے اہم عوامی نمائندگان سے نہیں ہوا کرتی تھی ۔ تقویمی سال 1973ء و 1974ء میں ہمارے ساتھیوں نے گاؤں میں موضعوں میں جا کر جو ان کے جھگڑے تھے یعنی تقسیم پیدا وار کے مقدمات اور بیدخلی کے مقدمات ان کو قانون کے مطابق اور اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے نمٹایا ۔ مزارعین کی حالت کو بہتر بنایا اور ان کو استحصال سے بچایا ۔ ان کے شرف اور ان کی عزت کو بحال کیا ۔ اس کے علاوہ ان کے جو بہت سے جوڈیشل جھگڑے تھے ان کو حکومت نے بہترین طریقے سے طے کیا ۔ اس سے پہلے کبھی مزارعین کو ان کے حقوق نہیں ملے تھے ۔ جیسے 1973ء و 1974ء میں ان کی تکالیف میں کمی ہوئی ہے یہ حکومت کی تندہی کا ہی نتیجہ ہے ۔

اس کے بعد دوسرا بڑا پسماندہ طبقہ ہمارے معاشرے کا مزدور طبقہ ہے۔ وہ مزدور جو کارخانوں میں کام کرتے تھے یا کارخانوں کے مختلف یونٹوں میں کام کرتے تھے۔ جناب والا کو اور فاضل اراکین کو معلوم ہے کہ ہماری حکومت کے آنے سے پہلے نہ تو انہیں ملازمت کی کوئی گارنٹی حاصل تھی ، نہ انہیں معقول معاوضے ملتے تھے ، نہ ان کی bargaining power اتنی اچھی تھی نہ ان کے بچوں کے لیے تعلیم کا کوئی بندوبست ہوتا تھا۔ جب 1972ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے انقلابی اصلاحات نافذ کیں تو حکومت پنجاب نے 1973 ، 1974 میں ان پر اس قدر تن دھی سے عمل درآمد کیا کہ مزدوروں کو ملازمت کا زیادہ تحفظ حاصل ہوگیا ، انہیں بہت سے مالی فوائد حاصل ہوئے تنخواہوں کی صورت میں ، الاؤنسوں کی صورت میں ، حادثات ، بیماری اور بیکاری سے تحفظ کی صورت میں ، معذوری الاؤنس کی صورت میں اور سوشل سیکیورٹی کے تحت بیوی بچوں کے علاج کے سلسلے میں ، جو انہیں پہلے کبھی حاصل نہ تھے۔ کیلنڈر سال 1974ء کے آخر تک دو لاکھ ، گیارہ ہزار چار سو اکانوے (211491) مزدوروں کو پنجاب میں سوشل سکیورٹی کے تحت 2446 انڈسٹریل یونٹوں میں فوائد حاصل ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ مزدوروں کے لیے ہاؤسنگ کا خاص بندوبست کیا گیا اور یہ عام لوگوں کے لیے ہاؤسنگ کی سکیموں کے علاوہ ہے۔ جناب والا کے اپنے شہر لاہور میں 512 فلیٹ کی تعمیر شروع کی گئی ان دو سالوں میں اور لاہور میں 880 فلیٹ کی تعمیر ریواز گارڈن میں شروع کی گئی۔ ان کے علاوہ اور بہت سے ایسے پروگرام شروع کیے گئے تاکہ وہ بےکار لوگ جو qualifications رکھتے تھے انہیں ملازمتیں فراہم کی جائیں۔ ان کے لیے دو خاص پروگرام رکھے گئے۔ ایک تو پیپلز ورکس پروگرام تھا جیسے کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں جس کے تحت بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کو ملازمت دی گئی۔ اسی طرح سے ایجوکیٹڈ ڈی وی۔ پی سکیم بھی ان دو کیلنڈر سالوں میں شروع کی گئی جس کے تحت skilled خواتین و حضرات کو ملازمتیں فراہم کی گئیں۔ میں یہ بات خاص طور پر کہنی چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اور پنجاب میں ہماری حکومت آنے سے پہلے جلوس نکالے گئے کہ انجینیرز بےکار ہیں لیکن 1973 ، 1974 میں حالت برعکس ہوگئی اور جتنے انجینیرز بےکار تھے وہ کام

پر لگ گئے اور ملک میں اس قسم کے معاشی اقدام ہوئے ، اس قسم کی معاشی ترقی ہوئی کہ انجینیروں کی مانگ اور بھی بڑھ گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان اقدام کی وجہ سے پس‌ماندہ طبقوں کو ، جن کا میں نے ذکر کیا ہے ، بہت زیادہ فائدہ ہوا ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صدیوں سے ان کا جو استحصال ہو رہا تھا وہ ایک دم ختم ہو سکتا ہے ۔ علامہ اقبال نے فرمایا ہے :

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ ان کی پریشان نظری کا

ان دو کیلنڈر سالوں میں اگرچہ بہت ٹھوس ، مثبت ، بہتر اور مستحسن اقدام ہوئے ہیں لیکن ابھی ہم نے اور بہت سے اقدام کرنے ہیں ۔

اس کے علاوہ ہماری تاریخ میں یکم اکتوبر 1974ء کا دن سنہری حروف میں لکھا جائے گا ۔ جب پنجاب کی عوامی حکومت نے تعلیم کو میٹرک تک مفت کر دیا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ۔ اس کی قدر ان لوگوں کو ہو سکتی ہے ، جیسے میں کئی بار عرض کر چکا ہوں ، جنھوں نے غربت کتابوں میں نہیں پڑھی بلکہ غربت کا عملی تجربہ کیا ہے ۔ اور ڈاکٹر عبدالخالق آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب ہماری فیس صرف بارہ آنے ہوتی تھی ، ساڑھے چھ روپے نہیں ، تو بہت سے ایسے لڑکے بھی کلاس میں ہوتے تھے جنھیں ماسٹر صاحب کہتے تھے کہ آج دس تاریخ ہو گئی ہے ۔ اپنے باپ کو دفتر سے ، کھیت سے ، دکان سے ڈھونڈ کر اور سکول بند ہونے سے پہلے پہلے بارہ آنے لے کر آؤ ورنہ تمہارا نام رجسٹر سے کاٹ دیا جائے گا ۔ تو یہ احساس ان لوگوں کو ہو سکتا ہے کہ میں یکم اکتوبر 1974ء کو کیوں سنہری دن کہہ رہا ہوں ۔ جن لوگوں کے لیے ساڑھے چھ روپے یا ساڑھے سات روپے کوئی وقعت نہیں رکھتے ، اگر وہ روپے ان کی جیب سے گر جائیں تو وہ انھیں ڈھونڈتے نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ان کے لیے یہ اصلاح اتنی معنی خیز نہیں ہوگی لیکن ان غریب عوام کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جن کے لیے 12 آنے دینے بھی کسی زمانے میں بہت بڑی وقعت اور بہت بڑی قربانی کی حیثیت رکھتے تھے ان کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یکم اکتوبر 1974ء کا دن سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ اس دن کے بعد کم از کم کسی غریب کے بچے کو اب

رجسٹر سے نام کاٹنے کی دھمکی نہیں دی جائے گی ۔ اب انہیں وہ دن دیکھنے کی نوبت نہیں آئے گی ۔ اس کے بعد کیلنڈر سال 1974ء میں پہلی بار اپریل میں 8 لاکھ روپے کے خرچ سے پہلی جماعت کے تمام بچوں کو ، پنجاب کے تمام سکولوں میں ، دیہات میں ، تحصیلوں میں ، قصبوں میں ، بڑے شہروں میں ، مفت کتاب فراہم کی گئی ۔ پہلی جماعت کے بچوں کو اپریل 1974ء میں ، پہلی بار ہماری تاریخ میں 38 لاکھ روپے کے خرچ سے ۔ اس کے بعد بہت سے اور بھی نئے اقدام کئے گئے ۔ مثلاً ہمارے ہاں تعلیم ایک خاص طریقے سے ، بے مقصد تعلیم رائج تھی اور جو تعلیم لارڈ میکالے نے ہندوستان کے لوگوں کو کلرک بنانے کے لیے شروع کی تھی ، وہ جاری رہی ۔ 1972ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک انقلابی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا ۔ اس کا مرحلہ وار نفاذ ہونا تھا ۔ 1973 اور 1974 کے کیلنڈر سالوں میں ان میں سے جن چیزوں کا نفاذ پہلی بار ہماری تاریخ میں کیا گیا ان میں ایک تو یہ تھی کہ چھٹی جماعت کے بچوں کے لیے زراعت کی تعلیم بھی رکھی گئی اگر وہ سکول گاؤں میں واقع ہو اور فنی تعلیم اور تمام بچیوں کے لیے گھریلو معاشیات کی تعلیم پہلی بار 1973-74ء کے کیلنڈر سال میں شروع کی گئی ۔ وہ تعلیم جو بے مقصد راہ پر چل رہی تھی اسے بتدریج بامقصد تعلیم کی طرف بدلنے کے لیے اقدام کیے گئے ۔ مثلاً پہلے کیلنڈر سال 1974ء میں چار سو سے زائد مڈل اور ہائی سکولوں میں ، چھٹی جماعت سے پہلی بار یہ تبدیلی کی گئی کہ چھٹی جماعت سے لڑکوں اور لڑکیوں کو زراعت کی تعلیم ، فنی تعلیم اور گھریلو معاشیات کی تعلیم دی جائے ۔ یہ ہماری پوری تاریخ میں پہلی بار 1973 اور 1974 کے کیلنڈر سالوں میں کیا گیا ۔ اس کے بعد دوسرا ایک اور قدم جو پھر پہلی بار کیا گیا وہ تھا طالبعلموں کو خاص قسم کے قرضہ جات دینا ، جس میں انہیں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے ، جیسی بھی ان کی تعلیم ہو ، پیشہ ورانہ ہو ، ڈاکٹری کی ہو ، انجینئرنگ کی ہو ، کامرس کی ہو ، زرعی ہو ، انیمل ہسبینڈری کی ہو ، دندان سازی کی ہو یا فارمیسی کی ہو ، یہ جتنے کورسز کا میں نے ذکر کیا ہے اگر ان میں کوئی بھی طالبعلم داخلہ لے تو اسے پہلی بار اس نئی سکیم کے تحت جو ان دو کیلنڈر سالوں میں شروع کی گئی تھی ، قرضہ جات دیے گئے جو طلبا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اور ملازمت حاصل کرنے کے بعد نہایت آسان

قسطوں میں بغیر سود کے واپس کریں گے ۔ اس کے علاوہ طلبا کو پہلی بار ان کیلنڈر سالوں میں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں دی گئیں ۔ انہیں شہری حدود میں دس پیسے میں اور لمبے روٹ پر عام شہری کے مقابلے میں 50% کرائے پر سفر کرنے کی رعایت دی گئی ۔ یہ رعایت ایسی تھی جو 1973 اور 1974 کے کیلنڈر سالوں میں پہلی بار شروع کی گئی ۔ بہت سے تعلیمی اداروں کو ، جن میں خواتین کے تعلیمی ادارے ہیں ، ان کی اپنی مخصوص بسیں دی گئیں ، یا گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسوں کو خاص ہدایت کی کہ وہ ان روٹس پر خاص اوقات کار میں بسیں چلائیں ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ جو وظیفے بچوں کو دیے جاتے ہیں ، ان کی رقم میں ہماری حکومت ان دو تقویمی سالوں میں ضروریات کے مطابق اضافہ کرتی رہی ۔ مثلاً 1973-74ء میں ، یہ میں 1973-74ء کی بات کر رہا ہوں ، لیکن بہرحال اس میں کیلنڈر ایر آ جاتے ہیں ، 1973-74ء کے مالی سال میں پنجاب میں ایک کروڑ ستر لاکھ روپے کے خرچ سے تیرہ ہزار چھ سو طلبہ کو قابلیت کی بنیاد پر ظائف دیے گئے ۔ اسی طرح 1974ء کے کیلنڈر ایر میں 1974-75ء مالی سال میں سولہ ہزار چھ سو بہتر طلبہ کو دو کروڑ کے خرچ سے وظائف دیے گئے ۔ جناب والا ! اس کے بعد ہم نے اتنی بڑی تعداد میں نئے سکول کھولے کہ اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ مثلاً ان دو 1974 و 1973 کے کیلنڈر ایرز میں جو آج زیر بحث ہیں ، تین ہزار چار سو نئے پرائمری سکول کھولے گئے ۔ اور چار سو تیس پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا ، upgrade کیا گیا ۔ ایک سو بیاسی مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ۔

اس کے علاوہ کتابیں بہت مہنگی ہو گئی تھیں ۔ حکومت نے اسے محسوس کیا اور ان دو کیلنڈر ایرز میں بک بنکس کا نظام پہلی بار قائم کیا گیا کہ جس میں ٹیکسٹ بکس رکھی گئیں ۔ جناب والا ! کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے ہماری لائبریریاں صرف حوالے کی کتابیں رکھتی تھیں ۔ ٹیکسٹ بکس یا تو رکھتی نہ تھیں اگر رکھتی تھیں تو سارے کالج کی لائبریری میں ایک آدھ ٹیکسٹ بک ہوتی تھی ۔ اس لیے ہم نے غریب طلبہ کی مدد کے لیے ٹیکسٹ بکس پر مشتمل بک بنک قائم کیا کہ جس میں وہ طلبہ جو زیادہ مالی وسائل نہیں رکھتے ، وہ ٹیکسٹ بکس خریدنے کے

بجائے ان بک بنکس سے نکلوا لیں ، ان سے oan لے لیں اور اس سے اپنے نوٹس وغیرہ تیار کر لیں ۔ اس طرح سے غریب طلبہ کو اس معنی میں پہلی بار بک بنک کی سہولت حاصل ہوئی کہ اس میں ٹیکسٹ بکس رکھی گئیں ۔ یہ بہت ضروری بات ہے اگر کسی کو معلوم ہو تو ۔ اس کے لیے اہم ہے ۔ اور یہ بات سننے والی ہے ۔ کسی نے لائبریری نہ دیکھی ہو تو یہ اور بات ہے کہ اس سے پہلے کسی سکول اور کالج کی لائبریری میں ٹیکسٹ بکس کبھی نہ ملتی تھیں ۔ سوائے حوالے کی کتابوں کے اور کوئی کتاب نہ ہوتی تھی ۔ اگر کسی لائبریری میں ٹیکسٹ بکس ہوتی تھیں تو وہ ایک آدھ ہوتی تھی ۔ ساری کلاس کے طلبہ کو نہیں مل سکتی تھی ۔ میں بار بار یہ اس لیے ذکر کر رہا ہوں کہ ان چیزوں کو appreciate تب کیا جا سکتا ہے جب ان کا تقابل اور مقابلہ و موازنہ کیا جائے ۔ اور معروضی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے مقابلہ کیا جائے کہ اس سے پہلے سال میں کیا لائبریریوں میں یہ سہولتیں تھیں ؟ جب تک تقابل نہیں کیا جائے گا تب تک کوئی شخص صحت مند طریقے سے تنقید نہیں کر سکتا ۔ اور نہ اس پر کوئی اپنے ملاحظات بیان کر سکتا ہے ۔ معروضی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ، subjective conditions کو سامنے رکھتے ہوئے نہیں ۔

اس کے بعد جناب والا ! کتابوں میں ایک اور چیز پیدا ہو گئی تھی جس کا مجھے ذاتی طور پر تجربہ ہے یا جن اور لوگوں نے سائنس پڑھی ہے ان کو تجربہ ہوگا ۔ جو سائنسی موضوعات مثلاً ایگریکلچر ، کیمسٹری ، میڈیسن اور دوسرے مضامین کی کتابیں باہر سے چھپ کر آتی تھیں ان کی قیمتیں بہت زیادہ ہوتی تھیں ۔ مارکیٹ میں اب بھی وہ کتابیں جو ساڑھے تین سو ، چار سو ، دو سو پچھتر روپے میں مل رہی ہیں ، حکومت نے وہ کتابیں پہلی بار ، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پہلی بار چھاپ کر کم قیمتوں پر تقسیم کیں ۔ گریز اناٹومی (Gray's Anatomy) کی کتاب جو میں نے 1954ء میں خریدی تھی ، اس وقت اس کی قیمت زیادہ تھی ۔ آج گریز اناٹومی جو ہمارے پنجاب کے میڈیکل کالج کے طلبہ میں تقسیم کی گئی ، وہ 1954ء کی قیمت سے کم قیمت پر تقسیم کی گئی ۔ یہ اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ اگر کسی نے تقابل کرنا ہے تو وہ گریز اناٹومی اور میڈیسن کی کتابوں کی 1954ء کی قیمتیں معلوم کریں اور کیلنڈر ایرز 1973ء اور 1974ء میں طلبہ کو

جن قیمتوں پر وہ کتابیں فراہم کی گئیں ان سے بھی مقابلہ اور موازنہ کریں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ حکومت نے کس قدر مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ پولی ٹیکنیک ادارے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ ان میں بہت سے ایسے مضامین یا تو پڑھائے نہیں جاتے، یا اس درجے تک نہیں پڑھائے جاتے کہ جب ایک لڑکا ان سے فارغ ہو کر باہر آئے تو انڈسٹری اس کو کچھ اہمیت دے۔ یہ بھی ایک یاد رکھنے والی بات ہے کہ پہلے پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹس ہوتے تھے، 1973ء اور 1974 کے کیلنڈر ایوز میں اور خاص کر 1974ء میں ان کو ٹیکنیکل کالجز میں بدل دیا گیا اور یہ صرف نام کی تبدیلی نہ تھی، بلکہ کورس کو upgrade کیا گیا۔ کورسز میں یا تو نئے subjects شامل کیے گئے، نئی ٹیکنالوجیز استعمال کی گئیں، مثلاً اس سے پہلے آٹوموبائل ٹیکنالوجی خاص سطح کی نہیں پڑھائی جاتی تھی تو وہ استعمال کی گئی، اور اگر کوئی چیز ٹیکنالوجی میں سرے سے شامل ہی نہ تھی، تو نئی ٹیکنالوجی شامل کی گئی۔ اور جو ٹیکنالوجیز شامل تھیں کورس میں ان کا درجہ اس سطح تک بڑھایا گیا تاکہ وہ صنعت کے اصل تقاضے پورے کر سکیں جب وہ طلبہ باہر آئیں۔ میں اس کے لیے کچھ اعداد و شمار پیش کرتا ہوں کہ 72-71 میں جب کہ پینتیس کروڑ کا تعلیم پر خرچ تھا، کیلنڈر ایر 1974ء میں جو کہ 75-74 کا ایک حصہ بنتا ہے، اس میں یہ خرچ 73 کروڑ تک پہنچ گیا۔ میں یہ پھر دہراتا ہوں کہ 72-1971 مالی سال میں جو خرچ پینتیس کروڑ سارے محکمۂ تعلیم پر تھا، اس کو تبدیل کر کے 75-74 میں 73 کروڑ کر دیا گیا۔ اور اسی طرح محکمہ تعلیم میں اس قسم کی decentralization کی گئی کہ دو ڈائریکٹوریٹ سے پانچ کر دیے گئے اور انیس ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز قائم کیے گئے تاکہ طلبہ اور خاص طور پر اساتذہ کے مسائل مقامی سطح پر حل ہو سکیں اور مقامی سطح پر پہلی بار، پہلی بار، ڈویژنل سطح کو ختم کر کے پی۔ٹی۔سی کی آسامیاں ضلع کی سطح پر بھرتی کرنی شروع کی گئیں۔ اساتذہ نے اس اقدام کو بہت ہی مستحسن سمجھا اور اس کو بہت سراہا کہ اب ان کو بہت دور اپنی ملازمتیں حاصل کرنے کے لیے نہیں جانا پڑے گا۔ بلکہ تفویضی سال 1974ء میں پہلی بار پنجاب کی تاریخ میں پی۔ٹی۔سی اساتذہ کی بھرتی کے لیے تحصیل کو ان کا ایک کیڈر مقرر کیا گیا۔ ہر تحصیل پر تاکہ تحصیلوں

کے اساتذہ کو بھی اپنی تحصیل میں ملازمت حاصل کرنے کا موقع ملے جو کہ وہ شاید ترقی یافتہ تحصیلوں کے لوگوں سے اگر مقابلہ کریں تو وہ حاصل نہ کر سکیں۔ یہ تعلیم کے شعبے میں ایسے اقدام تھے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے۔

اس کے بعد ایک نئی چیز جو اس سے پہلے کبھی ہماری تاریخ میں نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے کی حکومتوں نے تو خیر کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں دی کہ بھاری صنعت حکومت خود قائم کرے۔ لیکن ہماری حکومت نے پنجاب کی حکومت نے 1973ء کیلنڈر ایر کے آخر میں، شاید دسمبر کا مہینہ تھا، کیلنڈر ایر 1973 اور 1974ء میں پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ قائم کیا۔ جس کے ذمے یہ لگایا گیا ہے کہ وہ بھاری صنعتیں اس صوبے میں قائم کرے گی۔ اس کے لیے ایک لمبی مدت کی منصوبہ بندی کرے گی اور اس بورڈ نے چھ رائس شیلرز لگانا شروع کیے اور وہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب تقریباً کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تین ٹیکسٹائل ملوں کے لیے ایک پروگرام 74-1973 میں بنایا گیا کہ تین ٹکسٹائل ملیں، ایک بہاولپور میں ایک ڈیرہ غازی خان میں اور ایک ساہیوال میں قائم کی جائیں گی۔ اسی طرح سے چھ شوگر ملوں کے لیے، ایک کہالیہ میں۔ ایک پتوکی میں۔ ایک پسرور میں۔ ایک کوٹ ادو میں۔ اور ایک سمندری میں قائم کرنے کے لیے بھی منصوبہ جات شروع کیے۔ ان پر عمل درآمد 1973ء اور 1974ء کیلنڈر سالوں میں پہلی بار شروع کیا۔ بار بار جناب والا! میں یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان کا جب تک تقابل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ احساس نہیں کیا سکتا کہ حکومت پنجاب نے مالی سال 74-1973 میں کس قدر مستحسن اقدامات کیے۔ اس کے بعد جناب والا! سمال انڈسٹریز کارپوریشن جو کہ اگرچہ قائم تو پہلے سے تھی لیکن اس کی آپ فعالیت کا اندازہ لگائیں کہ 1972ء میں اس کو تین لاکھ روپیہ اپنی سالانہ کارکردگی کے لیے دیا گیا تھا۔ صرف تین لاکھ۔ سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا کام ہے کہ چھوٹے چھوٹے سرمایہ کاروں کے لیے ان کو سرمایہ لگانے میں مختلف قسم کی امداد فراہم کرے۔ ان کو پلاٹس فراہم کیے جائیں۔ اسٹیٹس میں جو ہمارے لاہور میں۔ گوجرانوالہ میں۔ سیالکوٹ میں۔ گجرات میں اور بہاولپور میں مہیا ہیں یہ ان کو قرضے بھی دیں بینکوں سے لے کر یا ان کو

اور جو انڈسٹری لگانے کے لیے بہت سی ہدایات ہوتی ہیں بہت سی امداد ہوتی ہے وہ فراہم کی جائے ۔ پنجاب کی حکومت نے 74-1973ء میں چھوٹی صنعتوں کو بہت اہمیت دی اور اس کی غمازی اس سے ہوتی ہے کہ 74-1973ء مالی سال میں جناب والا ! اس کی رقم جو اس سے پچھلے سال میں تین لاکھ تھی وہ ہم نے ایک کروڑ کر دی اور 75-1974ء مالی سال میں ایک کروڑ اور اکتیس لاکھ کر دی گئی تو یہ تھی جو ہم نے چھوٹی صنعتوں کو اور اس پر خاص توجہ دی ۔ اس لیے کہ پسماندہ علاقوں میں چھوٹے علاقوں میں قائم کی جا سکتی ہیں اور ان سے تھوڑے سرمائے سے ایسے علاقوں میں نہ صرف یہ کہ صنعتی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ لوگوں کو ملازمتیں بھی مل سکتی ہیں ۔

اس کے بعد جناب والا ! ایک اور چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ویسے تو ہمارے ملک میں منصوبہ بندی جب سعید حسن پلاننگ کمیشن کے چیئرمین ہوتے تھے کوئی 1950ء سے شروع ہوئی اور یہ منصوبہ بندی مختلف پروگراموں کے تحت چلتی رہی ہے ۔ لیکن یہ عوامی حکومت کے دور ہی کی بات ہے اور خاص طور پر 74-1973ء میں اس منصوبہ بندی کا سکوپ بڑھا دیا گیا مثلاً جو رقم تھی میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ 72-1971ء میں ٹوٹل اے۔ڈی۔پی جو پنجاب کا تھا وہ 32 کروڑ کا تھا اور 73-1972ء میں اس کو ایک سو چھ کروڑ کر دیا گیا اور 74-1973ء میں ایک سو بیالیس کروڑ اور 75-1974ء میں ایک سو پچپن کروڑ ۔ تو ایک تو گویا میں یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے پچھلے مالی سالوں میں واضح پالیسی کے ذریعے زیادہ رقم ترقیاتی کاموں کے لیے مختص کی اور یہ ترقیاتی کام جو تھے جن کی میں تفصیل بعد میں بتاؤں گا ان پر عمل درآمد کیا ۔ اس کے بعد گاؤں کے علاقوں میں ۔ دیہاتی علاقوں میں پینے کے پانی کے پروگراموں کو خاص اہمیت دی گئی کیونکہ بہت سے ہمارے علاقے خاص کر جو بارانی علاقے ہیں جو بارانی اضلاع ہیں ان میں پینے کا پانی نہایت اہمیت رکھتا ہے تو اس لیے اس کی طرف جناب والا ! ہم نے خاص توجہ دی ۔ پھر سڑکوں کی طرف پاؤسنگ کی طرف ۔ سکولوں ۔ ہسپتالوں ۔ ہیلتھ سینٹروں کی طرف بھی خاص توجہ دی گئی اور جہاں پر خاص طور پر توجہ یہ دی کہ دیہات میں اور خاص کر جو

بارانی علاقے ہیں ان کو پینے کا پانی کی زیادہ سے زیادہ فراہمی کی جائے۔ اس طرح جناب والا ! زراعتی طبقے زمیندار لوگ جو ہمارے معاشرے میں ہمارے صوبے میں نہ صرف ایک بہت بڑی تعداد ہیں بلکہ اہمیت کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان کو ہماری حکومت نے ان کی جو ایگریکلچر میں inputs ہیں جیسے کھاد ہے ۔ بیج ہے ۔ کرم کش ادویات ہیں یا ڈیزل ٹیوب ویلز کی انسٹالیشن کی سکیمیں ہیں ان پر کروڑھا روپے کی subsidy ان دو مالی سالوں میں دی گئی ۔ مثلاً میں آپ کو اعداد و شمار بتانا چاہتا ہوں کہ 56 لاکھ روپے کی subsidy تو بیج پر دی گئی ۔ پانچ کروڑ روپے کی subsidy کرم کش ادویات فراہم کرنے پر دی گئی اور دو کروڑ ستر لاکھ روپے کی sub-sidy ڈیزل ٹیوب ویل انسٹالیشن پر دی گئی ۔ تو یہ تو تھی inputs پر کہ جو چیزیں زمیندار اپنی زراعت میں استعمال کرتے ہیں حکومت نے ان میں subsidy کی جو پالیسی تھی وہ جاری رکھی ۔ دوسری طرف ان کی جو پیداوار تھی اس کی قیمتیں جس جس طرح ان کے اخراجات بڑھے جس جس طرح زمینداروں کی کھاد پر یا بیج پر یا ٹریکٹروں پر یا اور ان کی جو زندگی کا معیار ساتھ ساتھ بلند ہوتا رہا اس کے مطابق ان کی پیداوار کی قیمت بھی upward revise کر دی گئی ۔ بہتری کی طرف revise کر دی گئی ۔ میں مثال پیش کرتا ہوں کہ گندم جو 1971-72 میں -/17 روپے فی من تھی اس کو 1974ء میں جس کی رپورٹ آج زیر بحث ہے -/37 روپے من کر دیا گیا ۔ اسی طرح ہے گنے کی قیمت فی من جو 1971-72ء میں دو روپے پچاس پیسے تھی اس کو 1974ء میں پانچ روپے پچیس پیسے کر دیا گیا ۔ اسی طرح باسمتی چاول کی قیمت 1971-72ء میں 38 روپے تھی اس کو 80 روپے کر دیا گیا ۔ یہ جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں چند مثالیں پیش کر رہا تھا اور نہ صرف یہ کہ زمیندار طبقے کو اس کی inputs میں subsidy کی سکیم جاری رکھی ۔ زیادہ رقم مختص کی بلکہ اس کی جو پیداوار تھی اس کی قیمتوں میں بھی تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے معقول اضافہ کر دیا گیا ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا عوام پر بوجھ پڑنے سے ، بچانے کے لیے یا عوام پر بوجھ کو جس قدر کم کیا جا سکتا تھا حکومت نے اہتمام بلستور اس قدر کیا اسی قدر قیمتوں میں اضافہ کیا گیا ۔ مثلاً 1974ء میں جہاں گندم کی قیمت بڑھائی گئی قیمت خرید

پر تو زمیندار کو اس کی معقول آمدنی ملی ۔ اس لیے ہمیں 15 کروڑ روپے گندم کو subsidise کر کے تقسیم کرنے پر عوام پر خرچ کرنے پڑے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! چینی جو انتہائی عوامی ضرورت کی چیز ہے 1974ء میں اس کی کئی قیمتیں تھیں ۔ وہ کنٹرول پر نہیں تھی اور بہت سی قیمتوں پر ملتی تھی اور غریبوں کو دستیاب نہیں ہوتی تھی ۔ تو اس لیے 1974ء میں اس کی statutory rationing کی گئی اور اس کی ایک واضح قیمت مقرر کی گئی تاکہ یہ ہر شہری کو ایک خاص قیمت پر میسر آ سکے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! عوام کی ضرورت کی جو اور بہت اہم چیز ہے وہ ہے ہاؤسنگ مکانات ۔ اس میں نجی مکانات بنانے کے لیے سات کروڑ ستر لاکھ روپے کا قرضہ عوام کو پیپلز ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے ذریعے سے 1973ء اور 1974ء میں فراہم کیا گیا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! حکومت نے خود اپنے طور پر بہت زیادہ رقم اس کام کے لیے مختص کی ۔ مثلاً 1973-74 میں چھ کروڑ پینتیس لاکھ روپے ہاؤسنگ کے لیے رکھے ۔ میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں ۔ اور 1974-75 میں دس کروڑ پچاس لاکھ روپے اس کے لیے رکھے اور اس پیسے کے خرچ سے اکیس low income housing schemes مختلف علاقوں میں پنجاب کے اضلاع میں قائم کی گئیں جس سے کہ پچاس ہزار پلاٹس کی ڈویلپمنٹ ان مالی سالوں میں شروع کر دی گئی اور وہ مختلف مراحل پر اب تک یا تو تکمیل ہو چکے ہیں یا پایہ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں ۔ خاص کر فلیٹس اور کوارٹرز فراہم کرنے کے لیے حکومت نے دو ہزار ستائیس فلیٹس اور کوارٹرز لاہور میں جو لاہور ٹاؤن شپ سکیم کے تحت ہیں ان پر کافی پیسے خرچ کیے اور مقصد یہ تھا کہ عوام کو اور خاص کر غریبوں کو مکانات یا تو ان کو پرائیویٹ قرضہ جات سے فراہم کیے جا سکیں یا ان کو پلاٹ ڈیویلپ کر کے یا کوارٹرز بنا کر تقسیم کیے جائیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! میڈیکل کالجوں کے سلسلے میں آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کی کمی محسوس کی جا رہی ہے اور اپنے ہسپتالوں میں بھی کمی ہے ۔ ہم نے میڈیکل کالجوں میں سیٹیں جو کہ 1971-72ء کے مالی سال میں 549 تھیں میڈیکل کالجوں میں وہ 1974ء کے مالی سال میں ۔ چونکہ 1973ء امر کے راستے میں آ جاتا ہے ۔ 1974ء میں وہ 1750 تک پہنچ گئیں جو کہ 625 تھیں 1972-73ء میں 1971-72ء میں 549 تھیں اور 1973-74ء میں 1066 ہو گئیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! پسماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لیے ، ملک کے بہت سے علاقوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کے لیے حکومت نے ان دو سالوں میں خاص رقم مختص کی جس سے سڑکیں اور پل بہت بڑی مقدار میں ، بہت بڑی تعداد میں بہت بڑی لمبائی میں عوامی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بنائی گئیں ۔ جناب والا ! اس کی نشاندھی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ 1973-74ء میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے لیے 1 کروڑ اور ساٹھ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے ۔ جن کو 1973 ، 1974ء میں 23 کڑوڑ 18 لاکھ روپے تک بڑھا دیا گیا ۔ اور 74-75ء میں اس کو 32 کروڑ روپیہ کر دیا گیا ۔ اس سے 817 میل لمبی سڑک کی یا تو چوڑائی 18 فٹ سے 28 فٹ کی گئی یا اس کی maintenance کی گئی اور اس پر 30 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ۔ اس طرح 476 میل نئی سڑک کی تعمیر کی گئی ۔ اس طرح سے لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان جو اب بھی زیر تعمیر سڑک ہے اس کی ابتداء بھی اسی کیلنڈر ایر میں کی گئی ۔ شیر شاہ کا پل جو مظفر گڑھ کے علاقہ میں واقع ہے ۔ یہ مظفر گڑھ اور ملتان کے درمیان نہایت ھی اہمیت کا پل ہے اور سڑک ہے اس کی ابتداء بھی اسی کیلنڈر ایر میں کی گئی اس کے علاوہ ساہیوال گوجرانوالہ لائلپور میں اور ہیڈ برج بنانے کی بھی ابتداء کی گئی ۔ بہت سے نالے اور دریا چناب ، راوی ، سانگھڑ ، کانسی ، بھنبھر ۔ ان نالوں پر بھی بہت سے پل اور سڑکیں بنائی گئیں ۔ تاکہ علاقوں کو آپس میں ملایا جائے ، آپ پاشی میں ترقی ہو ، پسماندہ طبقے ترقی کر سکیں ، اور دوسرے علاقوں کے برابر آسکیں ۔

جناب والا ! میں نے آپ کی مہربانی سے بہت مختصر طور پر 1973 اور 1974ء کے سالوں میں پنجاب حکومت نے حکمت عملی کے رہنما اصولوں پر جو عمل درآمد کیا ہے ، اور خاص طور پر ان میں جو نئے اقدام کئے ہیں جن کی میں نے پرزور طریقے سے وضاحت کی ہے ۔ ان کی وضاحت میں نے اس لیے کر دی ہے تاکہ ہمارے فاضل اراکین حزب اختلاف تقابل کر سکیں ۔ اور موازنہ اور مقابلہ کریں معروضی حقائق کی بنیاد پر ۔ کہ اس سے پہلے کیا تھا اور 1973 اور 1974 میں کیا نئے اقدامات کئے گئے ۔ تاکہ وہ ایک صحیح نتیجے پر پہنچ سکیں ۔ دوسری گزارش جناب والا ! میں یہ

کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ جو صوبائی حکومت نے کیا اس کو ہم قومی prospective سے جدا نہیں کر سکتے ۔ اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ ہم پنجاب حکومت کی حکمت عملی کی پالیسی پر بحث کر رہے ہیں ۔ لیکن جناب والا ! یہ وہ سال تھے جن میں ہمارے علاقے ہندوستان سے آزاد ہوئے ، یہ وہ سال تھے جن میں 93 ہزار جنگی قیدی رہا ہوئے ۔ اگرچہ یہ مرکزی حکومت کا کام تھا ۔ ساری رقم مرکزی حکومت نے خرچ کی ، لیکن اس میں پنجاب حکومت کا بہت بڑا عمل دخل رہا ہے اس طرح سے جناب والا ! اسلامی سربراہی کانفرنس اس ہال میں منعقد ہوئی اور پہلی بار منعقد ہوئی ۔ لوگ حسرت سے کہتے تھے ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

تو جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک کب ہوئے ۔ اسی سال 1973-74ء میں ہوئے اور اس میں بھی پنجاب حکومت نے نہایت اہم کردار ادا کیا ۔ اگرچہ وہ بھی مرکزی حکومت سے اور خارجہ پالیسی سے تعلق رکھتا ہے ، مگر پھر بھی پنجاب کی تمام حکومت نے لوگوں نے ، ایم ۔ پی ۔ اے نے ایم ۔ این ۔ اے نے ، وزراء نے جناب سپیکر ! صاحب نے اور لوگوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں ، اور ان لوگوں کے دلوں میں ایک اچھا اثر چھوڑنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ، اور پنجاب حکومت نے نہایت اچھے اقدامات کئے اور جب ہم یہ اقدامات سوچیں ، یہ نہ بھولیں کہ انہی لوگوں پر کفر کے فتوے لگائے گئے ، اور انہیں لوگوں کی کوشش سے جو سینکڑوں سالوں سے ایک نہیں ہوئے تھے ، ان کے زمانے میں یہ ایک ہوئے ۔ جناب والا ! یہ شعر علامہ اقبال نے شائد ذوالفقار علی بھٹو ، اور سال 1974ء کے لیے اور اسلامی سربراہی کانفرنس کے لیے کہا تھا کہ ۔

میں بندہ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا ،
رکھتا ہوں نہاں خانہ لاہوت سے پیوند ،

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند ،

جناب والا ! یہ اک و لولہ تازہ کس نے دیا لاہور سے تا خاک بخارا وسمرقند ، تو جناب والا ! اس کو بھی ہم بھول نہیں سکتے ، جس سال میں

اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئی ۔ میں آخر میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان دو سالوں میں ، ان دو کیلنڈر ایرز کی ترقی کا ناپنا ، اس کو جانچنا میں یہ دھرا رہا ہوں لیکن میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ شائد اس کا اثر ہو یعنی تقابل کے بغیر نہیں کیا جا سکتا ۔ اور معروضی حقائق کے تقابل سے ۔ اس گزارش کے ساتھ میں جناب والا ! کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور معزز اراکین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : سینئر منسٹر صاحب کی اس جامع تقریر کے بعد چائے کا پروگرام ہونا چاہیے ؟

آوازیں : چائے کے لیے وقفہ ہونا چاہیے ۔

Mr. Speaker : There shall be a short tea break, and we shall reassembl at 11—55 A.M.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی وقفہ چائے کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker : Doctor Sahib ! have you finished with your speech ?

Minister For Finance : Yes Sir.

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hasan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : (Rahim Yar Khan 7) Mr. Speaker, we have heard the Senior Minister who opened the debate on the implementation of the principles of policy as contained in the Constitution of Pakistan. Mr. Speaker, senior as he is and able as he is I hoped that he would have spoken on the provisions but he deliberately side-tracked each of the provisions of the principles of policy and did not deal with the subject as intended to be implemented by the Provincial Government under the Constitution. By way of an example, I can say that he has dealt with Islamic way of life while the provisions of the Constitu-

tion contained in Article 31 of the Constitution are very elaborative and very wholesome. Merely introducing Islamiat as a compulsory subject in Matriculation, holding of a Seerat Conference and holding of a Summit Conference, of which you have been very proud, does not serve the purposes of the provisions contained in the Constitution. One of my colleagues will at length deal with this provision because, unfortunately, while the Senior Minister has been having the liberty of speaking for 55 minutes, we are restricted to 10 to 15 minutes. We cannot dismiss each issue summarily and let the Government off by touching each point for a minute or two .....

Mr. Speaker : The Leader of Opposition can avail equal amount of time.

Makhdumzada Syed Hassan Mahumd : I hope so, but we have chosen now to pick up one individual clause and deal with it at length. I will just touch a few points and then come to the subjects on which I wish to speak. The Minister has told us of his revolutionary and historical step that in their time education has been made free upto Matriculation. If I had the Senior Minister's attention who is at present absent.....

(*Interruptions*)

Mr. Speaker : He has been very attentive. He is in his seat now.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am referring to your revolutionary and historical step that you claim to have taken to make education free upto the Matriculation level. This historical step was taken in a small former State of Bahawalpur in 1951-52 when education not only upto Matriculation but upto Graduation was made free. To tell us that it is a very big revolutionary step is not convincing.

The Senior Minister has touched the Local Bodies and he has side-tracked the entire thing not telling us how these institutions are intended to be built up under the Constitution. He has merely gone on by saying that we are putting the MNAs and MPAs as Peoples Works Councillers and that how much grant they have given to the Municipalities and District Boards. The Local Bodies, during the British time, and the Municipalities functioned under the 1911 Act and, I think, the District Boards were established in 1883. Today, during the four years of their regime, they have destroyed the entire tier of democracy in this country. Not that they have introduced it in our absence but during our boycott they have passed a terrible legislative measure in consolidating the Local Bodies Act, but they proposed never to have Local Bodies elections even in future. What sort of democracy can we expect from this Government, who is not prepared to given Local Bodies to the people of this country who have enjoyed those powers of self-governance under this tier of Local Government since 1883 and 1911 ? Merely to talk of grants is side-tracking the issue. When were the Municipalities and District Boards not given grants ? They have their own taxes, they have their own resources but you have curbed them, you have finished them and for their actual running DCs are the Chairmen, and the most that you have now promised is that they will have everybody nominated on the Local Boards ; be it Municipalities, be it District Boards. I feel that for the training of our people in their political life these tiers of Local Bodies are essential institutions and it is contained in the Constitution itself. It is likely that they will be making a statement like India tomorrow that Constitution is not a dead thing but it is a living body and, therefore, it must go on changing. That is the concept that prevails in Pakistan also that because it is a living Constitution it must change howsoever bad it is but the provision is quite clear in regard to Local Government.

Article 32 lays down :—

> The State shall encuourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special respresentation will be given to peasants, workers and women.

It pre-supposed that you should have Local Bodies' elections. Now, through the Provincial Coordination C uncil, we understand that decision has been made that, while during the last four years they have had no elections, the Local Bodies, the Panchayats and all this will be consolidated into one system and that all people will be nominated but they will be called public representatives because they will be chosen by the Peoples Government into the Peoples Local Government.

Now, Mr. Speeker, we have talked about the women's participation in national life and the Senior Minister, with a very loud voice and emphasis, said that the previous governments had made rules that beyond the level of a Deputy Director, a Director could not be a woman. I remind him that very far back in the first Constitutent Assembly there were women, there were women in our time, there were women in this Assembly ; in this very House when it was West Pakistan Government as much as four women were Deputy Ministers leave alone the Director of Education. To admit them to an Engineering University does not tentamount to giving their rights. What have you given them by way of right ? You have not given the women their true place in our society and no country can make any progress if half of their population is not fully made responsible in sharing the responsibilities alongwith men for the tasks they are best suited. I think it is Chaudhri Nizam Din's Bethak where for some time past quite interesting topics have been discussed. I can only say that today

Doctor Sahib has provided ample material for Chaudhir Nizam Din's Bethak for next week's programme.

واہ واہ جی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہُنی ہن درسی کتاباں وی لائبریریاں وچ رکھ دتیاں گئیاں نیں جیہڑیاں کہ پہلوں کدے نہیں سن رکھیا جاندیاں ۔

That sort of thing, Mr. Speaker, does not convince the members of this Assembly. You should have kindly explained about the provisions of the Constitution and the spirit behind them and you should have answered on the floor of this House as to how for you have acted on those provisions. They should attach great importance to the judiciary and separation of executive from the judiciary and one of the fundamental principles of Islam, to which I draw their attention, is the basic right of justice Minus justice there is no proper Islamic Government. Dr. Khaliq talks of "Takreeme-e-Insan" in a society where there is no justice. Today, human beings are dealt with worse treatment than animals. There is a Society for the Welfare of Animals but I think there is need to create one in Pakistan for human beings also. What is happening to them who differ with them ? They should not be proud of this at all. Islam does not allow for that. If our differences are basic, if our political differences are there, they should be tolerated. Leave alone this, even your religion tells you and commands you to tolerate differences of other people, other communites and other sects, leave alone Muslims amongst themselves having political differences and they being subjected to such harsh and undemocratic treatment thereby the entire democratic traditions being ruined and spoiled.

Mr. Speaker, Sir, the Senior Minister said that in 1972-73 the Small Industries Corporation had only three lacs' funds at its disposal and in the subsequent year it was given one crore. Who was in Government in 1972-73 ? Against whom are they taking credit ? It was your Government. If there

was a lapse, it was a lapse on the part of your Government. Not us. It was not our doing. Then the Senior Minister claims that Heavy Industries Board of the Punjab has established sugar mills and textile mills. They are not heavy industries They are heavy industries compared to small power looms. They can be called medium scale industries. What credit Government could take on that account ? Mr. Speaker Sir, they suggest that the opposition should weigh the entire development in this field according to the resources available to the Province. The resources are being wasted on greater police force, on having more officers, on having more Ministers, on giving lavish allocations to various departments, on creation of new autonomous bodies. While the Principles of Policy lay down for them the decentralization of power, they are trying to divest the Provincial Government of certain constitutional powers vested in the province to please the Central Government. Resources are being wasted. I have been serving on the Public Accounts Committee and I can tell you that the funds that you are allocating to various departments, if not less 40% are being spent and more then 60% are being wasted.

Mr. Speaker : You are dealing with which years ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, we are examining 72-73. They say that because their resources are inadequate, they cannot implement the principles of policy fully. Sir, is the resources required for the elections of the Local Government or the Municipal Committees ? Is it the resources that prevented you from doing that ? Is that the resources that ask you to nominate people on these institutions ? For the last four years you have been in power and you have not held the Local Government elections nor you intend to do.

Similarly, Mr. Speaker Sir, to tell us about the rural water supply and the hand pumps as one of the biggest achievements of their Government in 1973-74 is ridiculous. It makes us laugh Hand pumps in the rural areas have been going on since partition. Is this the achievement they want to mention on the floor of the House and with so much of emphasis ? With as much emphasis as you would command, telling us repeatedly that text-books have been put in the libraries, for the first time, books have been given free, for the rural development hand-pumps have been installed. Is this the credit that the Government wants to be appreciated with ? I thought we will have more time. I am addressing the House without quorum merely because we don't want to go by default and swallow the Senior Minister's speech unanswered. At least Ch. Nizam Din will have something to say about our replies.

Now the Senior Minister has said that we have given so much support to the agriculturists in their inputs and purchases from them. Sir, who has made the diesel so expensive ? Who has made tractors so expensive ? Electricity so expensive ? Who has increased the cost of the inputs of the agriculturists ? Who has raised the Abiana ? Who has raised the land revenue ? And inspite of that, you expect the farmer to give you wheat at Rs. 37/- per maund. I tell you, if you don't give him round about Rs 50 to Rs. 55, next time there will be wheat shortage as much as there will be surplus this time. Two years ago we told you to raise the price of cotton to Rs 80 and I gave it in writing that your announcement on the floor of the House will not be practicable, and it turned out to be that the farmers did not get more than Rs. 74 per maund. It was last year that there was a shortage and the Agriculture Minister pointed out to the House that they have supported the price, and I put a question whether it was because of a shortage or was it

Government subsidy. Now you are proud of amounoing Rs. 300 per maund.

Mr. Speaker : Let us deal with the years which are under discussion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am discussing 1972-73.

Mr. Speaker ; The price was never increased in 1973 or 1974. Now the Minister from that side will get up and say that there is pensions for the labourers etc. That is not relevant.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They have a right to reply.

Mr. Speaker : I won't permit you. We have to confien ourselves only to two years' reports that are under consideration.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Will you not permit me to quote the prices of 1974 ?

Mr. Speaker : But not of 1976-77.

Minister for Law & Parliamentary Affairs : Time and again he is pointing out 1972. I don't think 1972's report is under discussion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I have said 1973.

Mr. Speaker : You have said about 1972.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I said you were in power in 1972.

Mr. Speaker : Please continue.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Now the Government could never give that price that they assured to the farmers. Whatever they do in future, the prices will rise higher and to give us this impression that this is being

done in the interest of farming community is not true. This price hike is out of their control. Because of their lavish expenses, they will keep on taxing the people and burdening more and more. They will not be able to control it unless there is stability, unless the people are assured of a constant policy both in economic field and agricultural sector.

Mr. Speaker Sir, you do stop me but the Senior Minister talked of the subsequent years also at that time.

Mr. Speaker : Unfortunately, I was not in the Chair.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is my misfortune. At that time Mr. Deputy Speaker was presiding and in my turn you are presiding. So I will confine myself to that but I merely point out that I give this much value to the Senior Minister's speech that this is a good subject for a week-long broadcast in Chaudhry Nizam Din's Bethak and no more than that. There is no credit that the Government deserves. With this, I thank you.

مسٹر سپیکر : خان امیر عبداللہ خان روکڑی - (موجود نہیں ہیں) - قاضی محمد اسماعیل جاوید -

قاضی محمد اسماعیل جاوید (ملتان 4) : بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب والا ! آج حکمت عملی کے اصول اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں بحث ہو رہی ہے - میں اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے سب سے پہلے اسلام کا نام لوں گا کہ موجودہ حکومت نے اسلام کے لیے کیا خدمت کی ہے - کیونکہ ہماری پارٹی کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ ''اسلام ہمارا دین ہے'' اور یہی وہ بنیاد تھی جس کے لیے سب سے پہلے خدمت کی گئی اور بعد میں وہ چیزیں ظہور پذیر ہوئیں مثلاً اسلامی سربراہی کانفرنس ، یا سیرت کانفرنس یا امام حرمین شریف کی آمد -

مسٹر سپیکر : آپ 74ء تک کی بات کریں جو زیر بحث ہے -

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! موجودہ حکومت نے ان دو

سالوں میں اسلام کی خدمت کی ، اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا اور اس میں علمائے کرام کے لیے جدید تعلیم کا بندوبست کیا گیا تاکہ علمائے کرام جدید تعلیم سے بھی آراستہ ہو سکیں ۔ جناب والا ! اس کے ساتھی ، اسلامی لائبریری کے لیے فنڈ مہیا کیے گئے ، حسن قرات یعنی قرآن مجید پڑھنے کے مقابلے منعقد ہوئے ۔ اور علمائے کرام کو فنڈز دئے گئے ۔ خانقاہوں پر کافی رقم خرچ کی گئی ۔ مسجدوں پر کافی پیسہ خرچ کیا گیا ۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ان دو سالوں میں ہوا ۔ اور یہ حکومت کی اعلیٰ کارکردگی تھی ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں تیسری دنیا کی طرف آتا ہوں ، استحصال کی شکار دنیا کی طرف آتا ہوں ، مزدوروں کی دنیا کی طرف آتا ہوں ، جس کے لیے میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دن رات کام کیا اور ان کے لیے اس حد تک کام کیا کہ سرمایہ داروں نے جو دو سنٹر قائم کیے ہوئے تھے جن کا مقصد مزدوروں کو مزدور اور غریب کو غریب رکھنا تھا ، جو کہ ایک تو جہالت کا سنٹر تھا اور دوسرا بے روزگاری کا سنٹر تھا ان کو ختم کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ۔ میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے غریبوں کے دل کی دھڑکنیں سنیں ۔ اور سب سے پہلے ان پر عمل کیا پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ جہالت کا سینٹر توڑنے کے لیے انہوں نے تعلیم پر سب سے پہلے زور دیا ۔ اور اس طرف دھیان کیا اور کروڑوں روپے تعلیم پر خرچ کیے ۔ آپ کو پتہ ہے کہ صرف یہ دو سینٹر تھے ۔ جن کے ذریعہ سے لوگوں اور مزدوروں ۔ کسانوں اور ان غریب محنت کشوں پر حکومت کر رہے تھے ۔ یہ کبھی بھی نہیں چاہتے تھے کہ غریب کا بچہ تعلیم حاصل کرے ۔ کوئی نہیں تھا جو کہ پوچھے کہ کون ہمارا استحصال کر رہا ہے ۔ کون لوگ ہیں جو کہ ہمیں لوٹ رہے ہیں ۔ کون ہیں جو کہ ظلم و استبداد کی چکی میں ہمیں پیس رہے ہیں ۔ سب سے پہلے میرے قائد نے تعلیم کی طرف دھیان دیا ۔ اور 1972-73 اور 1973-74 میں سینکڑوں پرائمری سکول قائم کیے ۔ میں اپنی تحصیل میلسی کی مثال دیتا ہوں ۔ کہ وہاں پر جاگیردار اور سرمایہ دار کبھی نہیں چاہتے تھے کہ یہاں پر سکول قائم ہوں اور غریبوں کے بچے یہاں پڑھیں ۔ یا کسی اعلیٰ نوکری پر جائیں ۔ یا یہ ہمارا مقابلہ کریں ۔ یہ ہم سے پوچھیں کہ آج تک

تم نے پاکستان کے لیے کیا کیا ۔ جس کے لیے ان غریبوں مزدوروں اور کسانوں نے اپنا خون دیا تھا اور یہ پاکستان بنایا تھا ۔ جناب والا ! سب سے پہلے میرے قائد نے جہالت کا سنٹر بند کیا۔ اور نئے پرائمری سکول کھولے ۔ پرائمری کو بڑھا کر مڈل ۔ مڈل کو ہائی اور ہائی کو کالج بنایا ۔ میں تو مشکور ہوں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا کہ انہوں نے ہمیں کالج دیا ۔ ہم جہاں ایک پرائمری سکول کا بھی نہیں سوچ سکتے تھے ۔ ہمیں کالج مل گیا ۔ اسی طرح سے جہالت کا سینٹر بند کیا ۔ اور اس کے لیے ایک قدم اٹھایا ۔ جو کہ آہستہ آہستہ آگے ہو رہا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ! بے روزگاری کا سینٹر تھا ۔ وہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ یہاں پر کوئی مل لگ جائے ۔ یہاں کوئی ایسا کارخانہ کوئی سمال انڈسٹریز قائم ہوں جن میں غریبوں کو کام مل جائے اور مزدور کمائیں ۔ یہ ہمیشہ ان کو اپنے نیچے رکھنا چاہتے تھے ۔ اور اپنا غلام رکھنا چاہتے تھے ۔ یہ ہمیشہ ان سے بےگار لینا چاہتے تھے ۔ انہوں نے بےگار کیمپ کھولے ہوئے تھے ۔ یہ نہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ کبھی اوپر آئیں ۔ اور کسی بھی صورت میں یہ لوگ اپنا حق لیں اور مزدوری کمائیں ۔ اس کے لیے میرے قائد نے بڑے بڑے ترقیاتی منصوبے اور کام 73-1972ء میں کیے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست کی تصحیح کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر میں قائدعوام کا حوالہ بار بار دے رہے ہیں وہ صوبائی حکومت پر تبصرہ نہیں کر رہے ہیں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : ہماری ساری پالیسی قائدعوام کی مرہون منت ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا اعتراض درست ہے ۔ آپ نے اگر کہنا بھی ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے آپ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ قائدعوام کے ارشاد کے مطابق یا ان کے حکم کے مطابق صوبائی گورنمنٹ نے یہ کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر اس طرف سے قائدعوام کی ذات پر حملے ہوئے تو پھر یہ روک نہیں سکیں گے ۔ اگر ہم نے کہا کہ یہ قائدعوام نے کہا تو اس وقت آپ کھڑے ہو جائیں گے کہ یہ قائدعوام پر حملہ نہ کریں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : یہ قائدعوام کی قیادت کا نتیجہ تھا کہ

انہوں نے تعلیم پر زیادہ توجہ دی ۔ جو بھی پالیسیاں بنائی گئی ہیں ۔ ان کے مشورے اور ہدایت کے مطابق بنائی گئی ہیں ۔

سپیکر : اب ان کا اعتراض ٹیکنیکلی ٹھیک ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر میں حملہ کروں گا ۔ تو آپ بوکھلا اٹھیں گے ۔ اگر میں آپ کے قائدعوام کے خلاف بولوں گا ۔ تو آپ بھڑک اٹھیں گے ۔ کہ ہم دائرہ اختیار سے باہر جا رہے ہیں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : آپ بول ہی نہیں سکتے ہیں ۔ کسی صورت میں بول ہی نہیں سکتے ہیں ہر آدمی اندھا نہیں ہے ۔ ہر آدمی ان کی کارگزاری اور کارناموں کو جانتا ہے ۔ اگر آپ مخالفت برائے مخالفت کریں تو کریں ہم ان کے کارنامے اس ایوان میں لائیں گے ۔ انہوں نے ایسے ایسے کارنامے کیے ہیں جن پر ہمیں بولنا پڑتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : تو پھر سننے کے لیے بھی تیار رہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ پنجاب کی حکمت عملی پر تبصرہ کر رہے ہیں ۔ رپورٹ حکومت پنجاب کی ہے میں تو فاضل ممبر کی تصحیح کے لیے عرض کر رہا ہوں ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرا خیال یہ ہے کہ چوہدری امان اللہ لک صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے Principles of Policy جو Affairs of the Province of the Punjab کے متعلق ہیں یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے ۔ صوبے کے اندر Principles of policy کے متعلق جو حکومت نے جو ریاست نے پنجاب کی حکومت نہیں بلکہ جو ریاست نے اقدامات کئے ہوئے ہیں ۔ ان کے بارے میں تبصرہ کیا جا سکتا ہے ۔ اور اس کا sphere یہاں تک کہ حکومت پنجاب نے کہاں تک کیا ہے یہ بات نہیں ہے کیونکہ یہ رپورٹ گورنر کی طرف سے اس صوبہ میں پیش کی جاتی ہے ۔ صوبہ میں جو ریاست نے Principles of Policy کو implement کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے ہوں ۔ وہ سارے کے سارے ڈسکس ہو سکتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ پیپلز پارٹی کی حکومت کا ذکر کر سکتے ہیں ۔ کہ پیپلز پارٹی نے یہ کیا اور وہ کیا ریاست کا مقصد فرد واحد نہیں ہے ۔ جمہوریت میں ریاست کا مقصد ایک اجتماعی فورم ہے اور آپ کی پیپلز پارٹی جس نے یہ اقدام کئے ہیں وہ مراد نہیں ہے ۔

وزیر قانون : آپ کی بات نہیں ہے - یہ بات تو شاید آپ کی سمجھ میں بھی نہ آئی ہوگی -

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! دوسرا سینٹر بےروزگاری کا تھا - جس کے لیے بڑے بڑے ترقیاتی منصوبے بنائے گئے ہیں - مزدوروں کو کام دیا گیا سپاہ دانش جیسی چیزیں بنائی گئی ہیں - کافی پڑھے لکھے لوگ جو کہ احساس کمتری کا شکار تھے - جو کہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتے تھے - انہیں سپاہ دانش میں لایا گیا - اور ان کی عقل کے مطابق ان سے کام لیا گیا - اس کے ساتھ اور بھی بہت سے صنعتی کام ہوئے مثلاً سہال انڈسٹریز کھولی گئیں - دیہاتوں میں پیپلز ورکس کے تحت کافی کام ہوئے - کافی پیسہ دیا گیا اور وہاں پر ایم - پی - اے اور ایم - این - اے کو اس میں شامل کیا گیا - وہاں کے مزدوروں کو اور وہاں کے غریبوں کو جو یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر بنیں گے - وہاں انہیں ممبر بنایا گیا - اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے علاقہ کے کام کئے - لاکھوں اور کروڑوں روپے لگائے گئے - میں اپنی مثال دیتا ہوں - پبلتھ کے لیے میلسی کو کبھی دس ہزار روپیہ بھی نہیں دیا گیا تھا - لیکن 72-73 اور 73-74 میں ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا - اب وہ تکمیل ہونے کو ہے - اور وہ کام ہو رہا ہے - جناب والا ! یہ بھی ہم مشکور ہیں کہ پہلے بڑی بڑی جگہوں پر پیسے دیئے جاتے تھے ، اب دیہی آبادی جو کہ اس ملک کی 85 فیصدی آبادی ہے اب اس کا خیال رکھا جا رہا ہے - اب یہ میرے دوست پھر بولیں گے - اور کہیں گے کہ آپ پھر قائد عوام کا نام لے رہے ہیں - میں کہتا ہوں کہ یہ قائد عوام کی ہی شخصیت تھی جس نے کہ دیہاتیوں کی طرف توجہ دی - اور دیہاتوں میں تعلیمی میدان - صحت کے میدان - زرعی اصلاحات کی طرف توجہ دی - زرعی اصلاحات میں کافی زمینیں دی گئیں - مالیہ اور آبیانہ اور بیج تک مزارعوں کو معاف کرکے مالک کے ذمہ لگایا گیا - شفع کا حق بھی مزارعین کو دیا گیا - اس سے پہلے یہ حق مزارع کو نہ تھا - یہ ہمارے قائد کی مہربانی تھی اور اس کے لیے ہم ان کا نام لیتے ہیں تو انہیں پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے بڑی معقول بات کہی تھی - اور میں نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا ہے - آپ نے اس طرف توجہ نہیں دی ہے - یہ ڈسکشن اس بات پر ہو رہی ہے کہ کیا ذمہ داریاں ہیں -

Responsibility of each organ and authority of the State, and in this connection the President in relation to the affairs of the Federation and Governor of each province in relation to the affairs of the province.

رپورٹ پیش کریں گے ۔ ان کی بات بالکل صحیح تھی ۔ انہوں نے قائد عوام کے نام پر اعتراض نہیں کیا تھا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر ان کا حکم ہے ۔ تو پھر آپ یوں کہیں کہ صوبائی گورنمنٹ نے ان کے حکم کے مطابق ہمیں یہ چیز دی ۔ قائد عوام نے یہ حکم دیا اور صوبائی گورنمنٹ نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ کام کیا ۔ انہوں نے آپ کی debate کو پارلیمنٹ کے انداز میں لانے کی کوشش کی ہے ۔ آپ کو اس پر چڑچڑاپن کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے ۔ انہوں نے قائد کے نام پر اعتراض نہیں کیا ۔

قاضی عبد اسماعیل جاوید : جناب والا ! پھر لیبر اصلاحات ہوئیں ۔ مزدور کو بیماری اور فوتیدگی کی صورت میں اور معذوری کی صورت میں اس کا حق دیا گیا ۔ پینشن مقرر کی گئی ۔ اس کے بعد صنعتی اصلاحات ہوئیں صنعتیں قومیائی گئیں ۔ مثال کے طور پر چینی کے کارخانے یا گھی کے کارخانے ہیں تو جناب والا ! جس چیز کی قلت ہوتی تھی اسے فوراً قومیا لیا جاتا تھا ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ انصاف کے حصول کے لیے اقدام اٹھائے گئے ۔ مجسٹریٹوں کی تقرریاں کی گئیں ۔ مزید مجسٹریٹ مقرر کئے گئے تاکہ مقدمات جلد نمٹ سکیں اور عوام جلد انصاف حاصل کر سکیں ۔ شکریہ ۔

عوامی اہمیت کے امور کے متعلق بیان

لاہور کے شہریوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں بہم پہنچانے کے متعلق حکومت پنجاب کے اقدامات

مسٹر سپیکر : وزیر ٹرانسپورٹ صاحب مہربانی کر کے بتائیں کہ آپ کا ایک وعدہ تھا تو کیا وہ وعدہ آج پورا کر دیا جائے گا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : جی ۔ جناب والا ! ۔

مسٹر سپیکر : کیونکہ پھر یہ رہ جائے گا ۔ اگر آپ آج تکلیف کر

سکیں تو یہ بہت ہی اچھا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سردار نصراللہ خان دریشک صاحب کا بھی آج کا ایک وعدہ تھا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آج وزراء صاحبان ہی آپ کا سارا وقت لے جائیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے ان کو بلا کر کہہ دیا تھا کہ وہ کل کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک : بہتر ہے ۔ جناب والا ! ۔

مسٹر سپیکر : وزیر ٹرانسپورٹ ۔

وزیر ٹرانسپورٹ (چوہدری بریگیڈیر صاحبداد خان) : جناب والا ! اس ہاؤس کو یہ واضح یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ٹرانسپورٹ کے متعلق جو سہولتیں لاہور کے شہریوں کو ہیں اس کے متعلق میں ایک سٹیٹمنٹ دوں اور میں اس ایوان کو بتا سکوں کہ آپ کی حکومت اس وقت جو کچھ کر رہی ہے اس میں اس کو کس حد تک کامیابی ہوئی ہے اور کیا کچھ کیا گیا ہے تو اس طرح کی جس ڈیبیٹ کو آج ہم کر رہے ہیں یہ آرٹیکل ۔ 38 کے تحت آتی ہے کہ ہم نے ملک اور صوبہ کی well-being کے لیے کیا کیا اقدامات کئے ہیں ۔

جناب والا ! جس وقت دسمبر 1971ء میں یہ حکومت برسراقتدار آئی اس وقت لاہور اوسنی بس سروس کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ تھی ۔ ان کے پاس اس وقت صرف 208 بسیں تھی اور ان کی حالت نہایت خراب تھی ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت سوچا یہ جا رہا تھا کہ اس ادارے کو ختم کر دیا جائے اور اس پر قرض کی یہ حالت تھی کہ ٹرانسپورٹ ہاؤس کو نیلام کرنے یا بیچنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے ۔ اس ادارے کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ یہ اپنا قرض ادا کر سکے ۔ تو سب سے پہلا قدم جو اس حکومت نے اٹھایا وہ یہ تھا کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض دیا تاکہ اس وقت کا ادارہ جو کارپوریشن کے نام سے مشہور تھا اپنا قرض ادا کر سکے ۔ جناب والا ! ٹرانسپورٹ کے بارے میں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ developing countries میں یا developed countries میں جو بھی آبادی کی تعداد ہوگی اس کا ایک تہائی حصہ ہر وقت متحرک رہے گا اور اس کے لیے ٹرانسپورٹ ضرور ہوگی ۔ مثلاً اس وقت شہریوں کی تعداد 21

لاکھ تھی اور آج یہ تعداد بڑھ کر تقریباً 28 لاکھ ہو گئی ہے ۔ تو اسی قاعدے کے مطابق آبادی کا ایک تہائی حصہ یعنی تقریباً 9 لاکھ آدمی ہر وقت ایسے ہوں گے جو ٹرانسپورٹ کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ جائیں گے ۔ جناب والا ! اس کے لیے صرف لاہور اومنی بس ہی نہیں بلکہ ہمیں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ ٹرانسپورٹ کی پوری سہولتیں دینے کے لیے اور کیا اقدامات کئے جائیں ۔ کیا سڑکیں اس کے لیے متحمل ہو سکتی ہیں؟ لیکن چونکہ میں نے صرف اومنی بس کے متعلق یہ یقین دہانی کرائی تھی تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم نے وہ کون سے اقدامات کئے ہیں جو ہمیں اس سمت میں لے جا رہے ہیں ۔

جناب والا ! سب سے پہلے تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو ٹرانسپورٹ کے ادارے کو قائم رکھا جائے اور لاہور کے لیے تین سال کے اندر یعنی 1976ء تک ایک ہزار نئی بسیں سڑکوں پر چل سکیں ۔ جناب والا ! آج میں بڑی خوشی سے کہہ سکتا ہوں کہ نو سو نئی بسیں اس ادارے کے پاس صرف لاہور کے لیے مختص ہیں اور ان نو سو میں سے پانچ سو بسیں ہر وقت چلتی رہتی ہیں ۔ جناب والا ! آج حالت یہ ہے کہ ہر پانچ منٹ کے بعد کم از کم ایک بس چلتی ہے اور زیادہ بارہ منٹ میں چلتی ہے ۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے طلبہ کے کرایوں میں رعایت کی وجہ سے لاہور اومنی بس کے ادارے کو 64 لاکھ روپے سالانہ نقصان ہو رہا ہے تا کہ 86000 طلبہ کو یہ مراعات حاصل ہو سکیں ۔ اب اس سے آگے چل کر یہ کس طرح کیا گیا ۔ جناب والا ! یہ دو طریقوں سے کیا گیا ۔ ایک تو debentures float کئے گئے جس پر یہ ادارہ 13 فیصد سود بھی دے گا ۔ لیکن سب سے بڑھ کر صوبہ میں equity investment یعنی اپنی طرف سے آج تک اس ادارے میں 15 کروڑ روپے لگائے گئے ہیں تا کہ شہریوں کو وہ سہولتیں میسر ہو جائیں جو ان کا حق ہے ۔ پھر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صرف اومنی بس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لیے شاید ایک سرکار ریلوے لائن بھی لگانی پڑے اور ہر قسم کی ٹیکسی اور رکشہ کی تعداد بھی بڑھانی پڑے ورنہ صرف اومنی بس تو لاکھ شہریوں کو ایک وقت میں اٹھانے کے لیے پوری نہیں ہوگی ۔ بہرحال ان میں سے سب سے اہم اومنی بس کا ادارہ ہے ۔

جناب والا ! اومنی بس سروس کے علاوہ یہ بھی زور دیا گیا ہے کہ نجی ٹرانسپورٹ بھی بڑھے ۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ٹیکسی کی تعداد دن بدن کم ہو رہی تھی ۔ جناب والا ! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 1971ء میں ٹیکسیوں کی تعداد 1840 تھی ۔ 1972ء میں یہ تعداد بڑھ کر 2900 ہو گئی تھی لیکن 1973ء میں فوراً کم ہو کر 1313 رہ گئی ۔ 1974ء میں 1127 اور 1975ء میں صرف 997 تو جناب والا ! یہ تعداد دن بدن اس طرح سے کم ہوتی گئی اور یہ تعداد اس وجہ سے کم ہو گئی کہ ایک تو پرزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوگیا اور دوسرے پٹرول بھی مہنگا ہوگیا ۔ اس لیے بڑی سوچ و غور کے بعد نئی قسم کی ٹیکسی سوزوکی جس کی قیمت تقریباً تیس ہزار روپے یا 32 ہزار روپے ہے لائے ہیں ۔ اس میں پانچ آدمی بیٹھ سکتے ہیں اور وہ اب سڑکوں پر چلے گی ۔ امید ہے کہ اس سے ٹیکسیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا ۔ برعکس اس کے رکشہ کی تعداد بھی بڑھ گئی اور یہ مندرجہ ذیل ہے ۔ 1971ء میں 3203 ۔ 1972ء میں 3230 ۔ 1973ء میں 3785 ۔ 1974ء میں 4176 ۔ 1975ء میں 4946 ۔

پھر بھی یہ ضرورت کے لیے کافی نہیں ۔ رکشے کا کرایہ بڑھا کر 80 پیسے فی میل کیا گیا ۔ لیکن اس کے باوجود سواریوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس نوعیت کے وہیکل کو بھی بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ اس لیے ہم نے ایک نئی قسم کا رکشہ جس کے تین پہیے ہیں چین سے منگوایا ہے اور اس رکشہ میں چار آدمی آسانی سے بیٹھ سکتے ہیں ۔ ہم نے اس رکشہ کے لیے پرمٹ دیے ہیں ۔ امید ہے کہ یہ رکشہ یہاں پر کامیاب رہے گا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوکل ویگن بھی چلائی گئیں اور وہ آج کل بڑی مقبول ہیں ۔ ان کے بارے میں ابھی تک مجھے شکایات ضرور آتی ہیں کہ ان کا کرایہ زیادہ لیا جا رہا ہے تو اس کے بارے میں ہم اقدامات کر رہے ہیں لیکن بنیادی وجہ یہ ہے کہ سواریوں کی تعداد کے لیے ابھی تک ٹرانسپورٹ کا انتظام اس طرح سے نہیں ہو سکا جس طرح سے یہ گورنمنٹ چاہتی تھی ۔ لیکن جو اقدامات کیے جا رہے ہیں امید ہے کہ ہم اس مسئلہ کو بطریق احسن حل کر سکیں گے ۔ اس وقت شہروں میں 230 روٹ پرمٹ ہیں اور 247 اومنی بسیں چل رہی ہیں ۔ اب 138 اور نئے روٹ پرمٹوں کا اجراء کر رہے ہیں اور امید ہے کہ بہت جلد ہی ان اومنی بسوں کی

تعداد 385 ہو جائے گی ۔ تو جناب والا ! یہ ساری سٹیٹمنٹ اس لیے دی ہے کہ ایک تو اس پر assurance دینی تھی اور دوسرے یہ واضح ہے کہ economic well-being کے لیے گورنمنٹ ہر وہ قدم اٹھا رہی ہے جس سے ان شہریوں کو سہولتیں میسر آ سکیں ۔ یہ تو میں نے صرف لاہور کے لیے کہا تھا لیکن لاہور شہر کے ارد گرد کے لیے بھی ہم چاہتے ہیں کہ اس کا دائرۂ کار وسیع کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو باہر سے آ کر لاہور میں کام کرتے ہیں ان کو بھی یہ سہولتیں میسر آ سکیں ۔

جناب والا ! جہاں تک صوبے کا تعلق ہے تو میں اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ 3410 نئی بسیں چیسز کی صورت میں آ چکی ہیں اور ان کی باڈیاں بہت جلد تیار ہو جائیں گی ۔ لیکن جناب والا ! ہمیں ڈرائیوروں کی بڑی تکلیف ہے ۔ ڈرائیور دستیاب نہیں ہیں ۔ جس قسم کے اور جس سٹینڈرڈ کے ہمیں ڈرائیور چاہئیں وہ اس ملک میں نہیں ہیں کیونکہ وہ باہر جا رہے ہیں ۔ تو جناب والا ! اس کے لیے ڈرائیونگ کا سکول کھولیں گے ۔ ڈرائیونگ لائسنس میں کچھ ردوبدل کریں گے اور اس کے ساتھ ڈرائیونگ ٹیسٹ زیادہ اچھے کر دیں گے ۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میرے پاس ڈیڑھ سو بسوں کی باڈیاں تیار ہیں لیکن ڈرائیور معیار کے نہیں مل رہے ۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ بس سڑک پر تب ڈالی جائے جب ڈرائیور معیاری مہیا ہو جائے کیونکہ بسوں کو ایکسیڈنٹ سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ڈرائیوروں کا معیار اچھا ہو ۔ جہاں تک ٹرانسپورٹ کا تعلق ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ صرف لاہور ہی میں نہیں بلکہ پورے صوبے میں ایک ایسا مشترکہ منصوبہ بنایا جائے جس میں ریل ، ٹرانسپورٹ، نجی ٹرانسپورٹ شامل ہوں ۔ تو یہ ٹرانسپورٹ اس طرح چلے گی جس طرح ایک ٹائم ٹیبل کے تحت ریلوے سٹیشن سے گاڑی چلتی ہے ۔ اس طرح ہم تمام بسوں کے اڈوں پر یہ کریں گے کہ یہ بسیں کسی پروگرام کے ماتحت چلیں۔ خواہ ہماری اپنی گورنمنٹ کی ہو یا نجی ٹرانسپورٹ ہو سب ٹرانسپورٹ کسی پروگرام کے ماتحت چلے گی تاکہ پبلک کو پتہ ہو کہ فلاں بس کہاں سے کہاں تک اور کس وقت چلے گی اور کب مل سکے گی ۔ اس کے لیے ایک سکیم بن رہی ہے جو کہ جامع سکیم ہوگی ۔ ہم صرف یہی نہیں چاہتے کہ بسیں چلائی جائیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ساتھ پٹرولنگ بھی ہو اور خدا

خواستہ ایکسڈنٹ کی صورت میں تمام سہولتیں میسر ہوں جیسے فرسٹ ایڈ اور مواصلات ہے تاکہ پتہ ہو سکے کہ ایکسیڈنٹ کہاں ہوا ہے ۔ یا خرابی کہاں ہوئی ہے اور ان کو سڑکوں سے لانے کے لیے بریک ڈاؤن وھیکلز مہیا ہو سکیں تاکہ یہ سارا سلسلہ اس طرح چل سکے جیسے آج کل ریلوے ٹریک پر ایک ریلوے گاڑی چلتی ہے ۔ جناب والا ! اس کے لیے مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ ٹرک بھی چل رہے ہیں اور ان کی تعداد صرف پنجاب میں 14 ہزار سے تجاوز کر گئی ہے ۔

جہاں تک سڑکوں کی سہولیات کا تعلق ہے اس کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ ٹریفک بہت زیادہ ہو گئی ہے جن میں اومنی بسیں ہیں ٹیکسی کاریں ، ٹرک ، نجی بسیں اور اس کے علاوہ انٹرنیشنل ٹرانسپورٹ یا جو ڈیفنس کی ٹرانسپورٹ چلتی ہے ان کو دیکھتے ہوئے سڑکوں کی ضرورت ہے ۔ اس لیے سڑکوں کو اور بڑھایا جائے اور جلد بڑھایا جائے ۔ اس معاملے میں اگر کوئی چیز مانع ہے تو وہ فنڈز ہیں ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے پلان ہی نہیں بنائے یا پہلے سے سوچا نہیں ہے ۔ اس وقت آپ کو پتہ ہے کہ بجٹ کے لحاظ سے ایک بڑی خطیر رقم سڑکیں بنانے کے لیے اور سڑکوں کو چوڑا کرنے کے لیے مختص کی گئی ہے اور نہایت اچھے طریقے سے ہم سڑکیں بنا رہے ہیں لیکن اس کے لیے ہمیں وقت چاہیے ۔ مجھے بالکل یاد ہے کہ اگر کسی نے سڑک بنانی ہے تو اس سلسلے میں آپ حضرات میرے پاس بڑی دفعہ آئے ہیں کہ یہ سڑک بائی وے کو دی جائے باوجود اس کے کہ ہم پر کئی اعتراضات ہوئے ۔ سڑکیں اور پل بنانے کے لیے ہمارے پاس محکمہ بڑے اچھے طریقے سے کام سرانجام دے رہا ہے اور خاص کر پلوں کے لیے ہمیں باہر سے کسی کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ ہمارے فنی معیار کا یہ عالم ہے کہ ہم پل نہایت آسانی سے ہر موسم میں ہر جگہ بہت اچھے بنا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ میری ان گزارشات کے بعد سمجھ گئے ہوں گے کہ ٹرانسپورٹ کے لیے کیا کچھ کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! لاہور کے اندر یا صوبے میں اگر کوئی چیز ہے تو وہ ڈرائیوروں کا ناپید ہونا ہے ۔ اس کے لیے ہم اقدام اٹھا رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں دوسری چیز فنڈز ہیں جو صوبہ یا سنٹر یا کسی سے مانگ سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اس کے بعد میں یہ بھی عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ حصہ

موجودہ جو آرٹیکل (38) Principle of policy کے ماتحت زیر بحث ہے اس سے ہم زیادہ سے زیادہ اپنے صوبے کے لوگوں کی اکنامک well-being کے لیے کوشاں ہیں اور اس سلسلے میں ٹرانسپورٹ کا یہ اپنا دائرۂ کار ہے۔

حکمت عملی کے اصولوں کی بابت رپورٹ

تعزیری سال 1973ء اور 1974ء کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ پر عام بحث

(جاری)

مسٹر سپیکر: کنور محمد یاسین خان۔ معزز ممبر موجود نہیں ہیں۔ میاں سردار احمد اویسی۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ مسٹر نذر حسین منصور۔

مسٹر نذر حسین منصور (ساہیوال-4) جناب سپیکر۔ وزراء صاحبان کی تقاریر کے بعد جو تاثر میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ موضوع زیر بحث اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا اہم اور وسیع موضوع تھا۔ لیکن اب افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس حکومت کے معرض وجود میں آنے سے پہلے جو ادارے تھے وہی اب ہیں۔ محکمہ اوقاف بھی پہلے تھا۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور بھی پہلے تھی۔ ٹرانسپورٹ کا محکمہ بھی پہلے تھا۔ جتنے پہلے ادارے ہیں ان پر انہوں نے صرف تبصرہ کیا ہے اور اس حد تک کامیاب ہونے کی کوشش کی ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جو کہ پہلے تھی اسے انہوں نے جدید بنا دیا ہے۔ ٹرانسپورٹ کا ادارہ جو کہ اس پارٹی کے برسراقتدار آنے سے پہلے تھا اس کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے یہ یہ کیا ہے۔ تعلق میدان میں کچھ اصلاحات کیں۔ اس حکومت نے books banks اور وظائف جیسے کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ ان پر انہوں نے میرا حاصل بحث کی ہے۔ لیکن آج کا یہ دور جو ہے یہ پیپلز پارٹی کی اس انقلابی جماعت سے ایک نئے انداز سے سوال کرنے کا متقاضی ہے اور وہ اس لیے کہ آپ نے کونسا نیا ادارہ پیدا کیا؟ وہی ادارے جو پہلے تھے وہی عرصہ سے بہترین ادارے ہیں کہ میں مانتا ہوں کہ ان میں آپ نے چند خرابیاں دور کرنے کی کوشش ہوگی اور آپ نے کچھ ڈویلپمنٹ قائم کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن کیا گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا ادارہ محکمہ اوقاف کا ادارہ یا اس قسم کے جو اقدامات کئے نئے ہیں اور جن اداروں کے متعلق آپ نے بحث کی ہے۔ میں کہتا ہوں

کہ ان کا جو مجموعی معیار ہے ان کی جو کارکردگی ہے اس کے متعلق ہمیں بتائیں کہ کیا وہ 1969ء کے مقابلے میں اب بہتر ہے ؟ کیا ٹرانسپورٹ میں اب رشوت نہیں ؟ کیا وہاں سفارشات نہیں ہیں ؟ کیا محکمہ اوقاف کا مزاج جو 1969ء میں تھا وہ بدل چکا ہے ؟ کیا وہاں Islamic way of life اس حد تک آپ نے prevail کر دیا ہے کہ وہاں افسران کی روزمرہ کی زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھل گئی ہے ؟ کیا وہاں پر اسلام کے تقاضوں اور اسلام کے نظریات اور جو پیغامات ہیں وہ اس ادارے میں پہلے سے زیادہ مرتب کرنے شروع کیے ہیں ؟ اگر ایسی بات ہے تو آئین کا جو آرٹیکل (29) ہے اس کے تحت معاشرے میں آپ کی جو زندگیاں ہیں مثلاً فرد کی زندگی ہے ۔ قوم کی زندگی ہے اس پر مجموعی اور عمومی تاثر اسلام کے رنگ کا غالب نظر آئے گا ۔ آپ ایمانداری سے کہیں کہ کیا محکمہ اوقاف پہلے سے زیادہ اسلامی ہے ؟ کیا ٹرانسپورٹ میں کام کرنے والے اور ٹرانسپورٹ کے سربراہ لوگ جو ہیں ان میں اسلامک لائف کا رنگ زیادہ بھر چکا ہے ؟ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جس کو آپ کہتے ہیں کہ جدید بنائی گئی ہے اس کی کیا پوزیشن ہے ؟ میں کہتا ہوں آئین یہ تقاضا کرتا ہے کہ اسلامک آرڈر آف لائف کی روشنی میں فرد کے لیے قوم کے لیے اور ادارے کے لیے اہتمام کریں ۔ لیکن آج ہم شرمندگی سے جھک جاتے ہیں کہ آئین میں مملکت اسلامیہ کا جو تقاضا تھا وہ ہمیں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور ایک نظریاتی قوم کے فرد کی حیثیت سے کہیں نظر نہیں آتا ۔ یہ کیا ہو گیا کہ آپ نے تیرہ ہزار وظائف دے دیے ۔ آپ نے بک بینک کے ڈپو کھول دئے ۔ آپ نے ٹرانسپورٹ میں ڈرائیور زیادہ کر دئے ۔ میں کہتا ہوں کہ ایک غیر شرعی اور غیر مسلمان حکومت اس سے بڑے اقدامات کر سکتی ہے ۔ کیا پاکستان ان اداروں کے فروغ کے لیے بنایا گیا تھا ؟ نہیں ۔ اس لیے کہ ان اداروں میں اسلامی روح اور ایک ایسی روح جس کے لیے یہ پاکستان قائم ہوا ہے اور اس روح کی بیداری کے لیے ۔ اس جذبے اور شعور کو فروغ دینے کے لیے یہ ادارے اور یہ تمام قسم کے لوکل گورنمنٹ کے ادارے ۔ یہ اسمبلی بڑی اسمبلی ۔ ٹرانسپورٹ ۔ سکول اور کالجز بنائے تھے کہ یہاں اسلام کی خاطر سب اقدامات کیے جائیں گے اور اسلام ہی کی خاطر یہ ملک قائم کیا گیا ہے اور ان کے نتیجے میں ان میں جانے والے افسران ۔ ان میں کام کرنے والے افراد

اور ان کے سربراہ اور حکمران اس طریقے سے ان اداروں کو چلائیں۔ طریقہ کار میں انقلاب پیدا کریں۔ اور لوگوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کریں کہ اس انقلاب کی منزل اسلامک ہو۔

جناب سپیکر! وقت کم ہے اس لیے میں مختصراً عرض کروں گا کہ آج ہم کیوں رو رہے ہیں۔ بہت سی اور اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے کے باوجود آج پاکستان اور پنجاب کے افراد مطمئن نظر نہیں آتے۔ آج مزدور جو ہے وہ بھی مطمئن نظر نہیں آتا۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید: جناب والا! معزز ممبر 1972ء۔ 1973ء اور 1974ء کی بات کریں یہ آج کی بات کیوں کر رہے ہیں؟

مسٹر سپیکر: ہاں ان کی بات ٹھیک ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور: جناب والا! میں 1972ء اور 1973ء کی بات کر رہا ہوں۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید: جناب والا! معزز رکن 1972ء۔ 1973ء اور 1974ء میں گورنمنٹ پارٹی میں تھے۔ تو یہ اس وقت اعتراض کرتے لیکن آج کیوں اعتراض کر رہے ہیں؟

Mr. Speaker. The objection is upheld.

مسٹر نذر حسین منصور: جناب سپیکر! جناب آپ 1972ء۔ 1973ء اور 1974ء کی حکمت عملی پر بحث کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں آپ کی حکومت نے جو کچھ کیا ہے اور اس کے جو حوصلہ فرسا نتائج نکلے ہیں اس کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر مسٹر رستم علی خاں بلوچ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! آج کے دور میں جو اس قسم کی بے چینی اضطراب اور یہ جو ہیجان ہے اور یہ جو واقعات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کو دیکھنے کے لیے اگر تاریخ کے پس منظر میں جائیں گے تو ایک نقطہ تاریخی پس منظر میں آپ کے سامنے نہیں ہوگا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ایسی ہزار مملکتیں اس مملکت سے پہلے اسلام کے نام پر دنیا کے نقشے پر ابھریں لیکن جب آپ کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر مملکت بنائی گئی تھی تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلام کا لانے والا اور اسلام کا داعی اور دنیا میں پہلی مملکت قائم کرنے والا وہ کون شخص تھا۔ وہ کس کردار کا

مالک تھا ۔ اس کا رنگ کیسا تھا ۔ اس کا لباس کیسا تھا ۔ اس کا سوشل بیک گراؤنڈ کیا تھا ۔ اس کا اکنامک سٹیٹس کیا تھا ۔ اگر یہ حقیقت ہے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اوڑھنا بچھونا ایک عام آدمی سے بھی کم تھا ۔ جو امیر نہیں تھا ۔ جو جاگیردار نہیں تھا ۔ جو دولت کا دلدادہ نہیں تھا ۔ اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ تاریخ کا تیسرا تجربہ ہے کہ 1947ء میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ جس کی ذات جاگیردار نہیں تھی ۔ جس کا خاندان صنعت کار نہیں تھا ۔ وہ زمیندار نہیں تھا ۔ اس کی وجہ سے ایک عظیم مملکت معرض وجود میں آئی ۔ ثابت یہ ہوا کہ اسلامی مملکت میں ہی وہ کردار ہیں جن کے کردار اچھائی اور بھلائی کے مالک ہیں ۔ اس لیے آنے والے حکمران طبقے کو اسلام کے مطابق وہ ماحول پیدا کرنا چاہیے ۔ اور جب تک ہم اس حکمران طبقے کے کردار کو معاشی اور معاشرتی نقطۂ نظر سے زیر بحث نہیں لائیں گے تو لازمی طور وہ نتائج نہیں نکل سکتے جس کا رونا رو رہے ہیں ۔ اس میں آپ کا حکمران طبقہ جو ہے وہ میں مانتا ہوں ۔ ۔ ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ تو آج کی بات کر رہے ہیں ۔ یہ وہ پس منظر بتائیں جس میں یہ ہمارے ساتھ تھے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : مجھے گذارش کرنے دیجئے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ۔ میں بھی کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے سپاہ خدمت بنائی ۔ سڑکیں بنائیں ۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ فرسودہ معاشرہ میں یہ جو چور دروازے تھے ان میں انقلاب لانا تھا ۔ یہ تو آپ سے پہلے بھی قائم تھے ۔ یہ ٹوٹی ہوئی سڑکیں اور یہ لوکل سلف گورنمنٹ جن کی پامالی جن کی درماندگی کا رونا رو رہے ہیں ان میں آپ نے کیا ہلچل مچائی ہے یہ ادارے تو اسی طرح فرسودہ چلے آ رہے ہیں ۔ آپ نے اس میں مزید کیا پیوندکاری کی ہے ۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے آدمیوں کو ملازمتیں دی ہیں ۔ اتنے آدمی بھرتی کئے ہیں ۔ اس میں ہمیں کوئی انقلابیت کی روح نظر نہیں آتی ۔ میں یہ کہوں گا کہ فرسودہ نظام کو جدید طریقے سے اپنے مخصوص انداز میں اسلامی انداز میں زندہ رکھنے کی کوشش کریں ۔ اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ اس ملک کا سربراہ اس صوبے کا سربراہ اس کی back ground کیا ہے ۔ اس کا

سوشل status کیا ہے ۔ اس کا اکنامک status کیا ہے ۔ اس کا اسلامی status کیا ہے ۔ اس کا اٹھنا اس کا بیٹھنا اور اس کا کردار ۔ اس کا لباس اور روز مرہ کی زندگی ایک عام آدمی کی زندگی سے بالکل مختلف ہے ۔ جناب والا میں آپ کی کوششوں کو سراہے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ آج وزراء ایم ۔ پی ۔ اے ۔ خدا کی قسم مجموعی طور پر استثنائی صورتیں چھوڑ کر میں ان کے کردار کو appreciate کرتا ہوں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی انقلاب کی داعی بن کر آئی تھی ۔ پیپلز پارٹی 1970ء میں آئی اور یہ پہلی جماعت تھی جس نے عوامی طبقے کو دعوت دی اور وہ عوامی طبقے اس کی دعوت پر آ گئے ۔ اور یہ ملک اور قوم کے مفاد میں تھا ۔ اس کے بعد جناب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ باوجود آپ کے دعووں کے اور آپ کی نیک نیتی کے وہ نتائج مرتب کیوں نہیں ہو رہے ۔ کیا یہ سوچے سمجھے طریقے سے اس فرسودہ نظام کے لیے جو پہلے تھا اور ویسٹرن مفاد کے تحفظ کے لیے ایک حکمران طبقہ جو اس کلاس سے تعلق نہیں رکھتا جس نے پاکستان کی پہلے بھی مخالفت کی تھی اور آج بھی اس پاکستان کے اندر اندر ہی اور پنجاب کی حکومت میں بھی اسی طبقہ کی وجہ سے یہ ادارے فرسودہ ہو رہے ہیں ؟ میں کہتا ہوں کہ آپ کی محنت بیکار جا رہی ہے ۔ ڈاکٹر خالق اس حقیقت کی تردید نہیں کر سکتے ۔ یہ جانتے ہیں ۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ مجھے بارہ آنے فیس کے ملتے تھے ۔ ان کو پتہ ہے کہ غریب کا درد کیا ہے ۔ ان کو پتہ ہے کہ غریب کو مشکل کیا ہے ۔ ان کو پتہ ہے کہ 4 میل چلنے والے بچے کا درد کیا ہے ۔ وہ روزانہ کچے راستے پر چل کر جاتا تھا ۔ اس زمانے میں اتنی فیس نہیں ہوتی تھی ۔ میں بھی اسی سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہوں ۔ اس وقت بارہ آنے مشکل تھے لیکن آج ایک روپیہ مشکل نہیں ہے ۔ آج حکمران طبقہ جس کے ہاتھ میں ہماری تقدیر ہے ۔ جن کے ہاتھ میں انتظامی کنٹرول ہے ۔ جن کے ہاتھ میں ہر قسم کا کنٹرول ہے کیا وہ غربت کے سائے میں نہیں رہے ؟ میں اسی لیے آپ سے کہتا ہوں کہ کم از کم یہاں صحیح بات کریں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! پیپلز پارٹی اس وقت فخر سے سر بلند کر سکتی ہے جب وہ کچھ کر کے دکھائے ۔ ان کے پاس ایک ہی نعرہ تھا جس نے عوامی

طبقے کو دعوت دی تھی اور آج وہ عوامی طبقہ آگے آ گیا لیکن المیہ یہ ہے کہ وہ کروڑوں عوام ۔ کیا عوام ۔ کیا مزدور ۔ کیا کسان نہایت پسماندہ ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ لیکن اندھیر کیا ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہو رہا کی بات نہ کریں بلکہ ان سالوں کی بات کریں کہ ان سالوں میں کیا ہوا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! 1972 ، 1973 اور 1974ء میں آپ دیکھیں کہ ان تین سالوں میں کیا ہوا ہے ۔ میں یہ بات کسی اور انداز میں کہتا ہوں ۔ میں مانتا ہوں 1972ء میں بہت کچھ ہوا ہے اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ 73 اور 74 میں بھی بہت کچھ ہوا ہے لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کا سربراہ کون تھا ۔ کیا غلام مصطفےٰ کھر نہیں تھا ؟ کیا حنیف رامے نہیں تھا ؟ میں انہیں کی بات مانتا ہوں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آگے کا دور کس نے دیکھا ہے اگر آپ اس دور کی بات کرتے ہیں تو اس وقت پنجاب کا سربراہ کون تھے ۔ وہ کون لوگ تھے ۔ وہ کہاں گئے ہیں ۔ ان کو کس نے نکالا ہے ۔ وہ کیوں نکلے ہیں ؟ اس لیے کہ پنجاب ترقی نہ کر سکے ۔ پھر یہ بات مجھے اس طریقے سے کرنے دیں ۔ جہاں اسلامی کانفرنس کی بات ہوتی ہے ۔ امام حرمین کی بات کرتے ہیں ۔ تو یہ موجودہ وزارت کا اس سے کیا تعلق ہے ۔ جناب سپیکر ! جماعتی تعصب سے بالا تر ہو کر میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ملک اس معاشی اور معاشرتی نظریے کے تحت معرض وجود میں آیا تھا جس کی اسلام اجازت دیتا ہے ۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف تقاریر میں اسلامی سوشلزم سے متعلق کہا تھا جس کو آگے لے کر آپ کے چیئرمین چلے ۔ اگر اس حقیقت کو آپ مانتے ہیں تو پھر اس نظریے کی ترغیب ترویج اور تنظیم ان ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی جن طبقات کے خلاف یہ نظریہ پیدا کیا گیا ۔ جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مقدس آئین جس کو میں بھی مقدس کہتا ہوں ۔ اور یہ مقدس دستاویزات جو لوگوں کے اخلاق اور قوانین اور ضابطہ کار اور لوگوں کی مال و جان کا تحفظ کرتا ہے اس لیے یہ مخلوق خدا کے لیے مقدس ہے لیکن یہ ایک لمبی داستان ہے ۔ اور آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آئین کی کس طریقے سے دھجیاں اڑا رہے ہیں ۔ میں اس موضوع کو نہیں چھوڑتا لیکن مجھے یہ جواب دیں کہ یہ قائد عوام کو کس طرح exploit کر رہے ہیں

اور اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ قائد عوام کی پوزیشن کو کیوں خراب کرتے ہو ۔ آپ قائد عوام کے نام پر رشوت کیوں بند نہیں کرتے ہو ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب ! یہ تمام میرے متعلق کہہ رہے ہیں ۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ بھی اپنے آدمیوں کو اکھٹا کر لیں اور میں بھی کر لیتا ہوں ۔ پھر آپ دونوں کے کردار کا مقابلہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ کا نام نہیں لے رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ منصوبہ بڑا طویل ہے اور جہاں تک لوکل سیلف گورنمنٹ کا تعلق ہے کم از کم میں ڈاکٹر صاحب کی زبانی کچھ سننے کی امید نہیں کر سکتا ۔ اگر آپ کہیں کہ ہم نے یہ کر دیا ہے تو میرا خیال ہے کہ میں اس کی توقع نہیں کر سکتا حالانکہ انہوں نے یہ بات کہی ہے آپ کے ضمنی انتخاب پر میں تبصرہ نہیں کرتا کہ وہاں کیا ہوا اور یہ کہ آپ لوکل باڈیز کے انتخابات کیوں نہیں کراتے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو 1970ء کی بات ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! یہ 1976ء کی بات نہیں ۔ لوکل باڈیز کا قانون باقاعدہ مسٹر حنیف رامے کے دور میں پاس ہو چکا ہے جس میں کسانوں ، مزدوروں اور مزارعین کی نمائندگی کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ایک ایسا آدمی تھا جس نے اپنے دور میں پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہو کر مزدوروں اور ورکروں کے لیے ، ان کی بہتری کے لیے یہ پروویژن رکھ دی اب موجودہ دور میں آپ انہیں نافذ کیوں نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر : حافظ علی اسداللہ !

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میرے پانچ منٹ ضائع ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے 18 منٹ تقریر بھی تو کی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب ! میں غیر متعلقہ ہو گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو نہیں کہا کہ آپ غیر متعلقہ ہو گئے تھے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : اگر یہاں سرداری نظام کی بات ہو سکتی ہے اور اسلامی سربراہی کانفرنس کی بات ہو سکتی ہے - - -

مسٹر سپیکر : کسی نے سرداری نظام کا ذکر نہیں کیا ہے -

مسٹر نذر حسین منصور : یہ انہوں نے کیا ہے ، یہی کر سکتے ہیں ، اور کون کر سکتا ہے -

مسٹر سپیکر : کوئی بات نہیں ، پھر بھی موقع آئے گا - ابھی کل بجٹ ہونی ہے - ابھی تو سیڈ کارپوریشن پر بحث ہونی ہے - حافظ علی اسد اللہ !

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! اس کے بعد میں ختم کر رہا ہوں ، مجھے ایک منٹ دے دیں -

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے - ایک منٹ تقریر کر لیں -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ لوکل سیلف گورنمنٹ کے اداروں میں 74-1973ء میں نامزدگیوں کی بات آپ کے سامنے ہو چکی ہے - میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ پیلز ورکس پروگرام بھی ہو چکا ہے اور خصوصی طور پر آج کے سال میں تو اس کا بالکل ہی جنازہ نکل چکا ہے - کوئی سڑک ، کوئی ڈسپنسری خاطر خواہ طریقے سے کام کرتی ہوئی نظر نہیں آتی اور انہوں نے جو درمیان میں سپاہ خدمت لکھا ہے اس کے متعلق سوائے اس کے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا کہیں وجود ہی نہیں -

مسٹر سپیکر : آپ 1976ء کی بات کر رہے ہیں اور وہ 1974ء کی بات کر رہے ہیں -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! یہ سپاہ خدمت اور پیلز ورکس پروگرام کی بات تو 73-1972ء کی ہے ، 1976ء میں تو ان کا وجود ہی ختم کر دیا گیا . تو میں کہتا ہوں کہ پیلز ورکس پروگرام ایک بہترین صوبہ گیر پروگرام تھا جس کے تحت دیہاتی ترقی کی ضمانت دی گئی تھی ، دیہات میں سڑکیں بنانے ، سکول اور ڈسپنسریاں کھولنے اور ان کی فلاح و بہبود کا اہتمام اس پروگرام میں کیا گیا تھا ، لیکن اس پروگرام کی حالت یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں سے اس کے سالانہ بجٹ کی رقم بھی واپس لے لی گئی اور آج کل دیہات میں رہنے والے کسان اور کاشتکاران کو کوئی

فائدہ نہیں پہنچ رہا ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ یہاں کتنی تقریریں کر لیں ، جو کچھ مرضی ہے کریں لیکن ''عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی'' ۔ تو خدا کے لیے ان باتوں کو سامنے رکھیں ۔ اس قسم کے بلند بانگ دعوے قوم کے ذہن اور مزاج کو مزید خراب کرنے کے مترادف ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : حافظ علی اسداللہ ! ۔

حافظ علی اسداللہ (بہاول نگر ۔ 3) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسول الکریم ۔ جناب سپیکر ! 1973ء اور 1974ء کے حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ہو رہی ہے تو اس ضمن میں میں یہ کہوں گا کہ 1973ء اور 1974ء میں ہم نے سب سے پہلے طبقاتی اثرات اور سیاسی اجارہ داریوں کو ختم کیا اور اس کے بعد جب ہماری حکومت نے کام کرنا شروع کیا تو اس نے ہر شعبۂ زندگی میں اصلاحات کرنے کی کوشش کی ۔ اس نے تعلیمی اصلاحات کیں ، لیبر اصلاحات کیں ، قانونی اصلاحات کیں ، انتظامی اصلاحات کیں ، غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی میں اصلاحات کر کے اس صوبے کے گیسوؤں کو سنوارنے کی کوشش کی اور جہالت سے بھرپور معاشرے کو درست کرنے کی کوشش کی ۔ اس نے سیاسی مسافروں کے دماغ درست کرنے کی کوشش کی جو ہر شعبے میں گھس کر ہر حکومت کے اصلاحی اقدام کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ان لوگوں کو ختم کرنے کی حکومت نے 1973ء اور 1974ء میں کامیاب کوشش کی ۔ بعض سیاسی اجارہ داروں کی طرف سے ہمارے ماتھے پر 1973ء اور 1947ء میں کلنگ کے داغ بھی لگے ، عوام پر پولیس کی طرف سے مظالم بھی کیے گئے اور عوامی حکومت کے نام پر کیے گئے ، بعض لوگوں نے بھی مظالم کیے اور اپنے ہی دوستوں کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں ۔ انہیں قید میں ڈالا ، اپنے ہی دوستوں پر گولیاں بھی چلوائیں اور اسی عوامی حکومت کے دور میں اپنے فرسودہ نظام کا سکہ چلانے کی کوشش کی ان تمام کا مقابلہ کرتے ہوئے اور ان تمام سیاسی مسافروں کو اپنی صفوں سے باہر نکالتے ہوئے ہمارا کارواں اور ہمارا قافلہ کامیابیوں کی طرف بڑھا ۔ ہمارے صوبے کے اولوالعزم لوگوں نے کچھی سڑکوں کو پختہ کرنے کی کوشش کی ۔ جو لوگ دیہات میں بغیر علاج کے تڑپ رہے تھے ان کے لیے

ہسپتال بنانے کی کوشش کی اور وہ لوگ جو کلمہ سے ناواقف تھے ان کے لیے خطیب اور ائمہ بھیجے اور ان کی تربیت کا انتظام کیا ۔ ہمارے دیہات کے بچے جو تعلیم کے بھاری اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے ان کے لیے میٹرک تک تعلیم مفت کی ۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کو اسلامی یونیورسٹی میں بدلا ، ملتان یونیورسٹی قائم کی اور اسی طرح ہر قسم کی اصلاحات کی گئیں ۔ 71 1973ء سے پہلے جو نعرہ تھا کہ لڑا دے ممولے کو شہباز سے ، تو وہ شہباز ممولوں میں تبدیل ہوتے رہے اور ممولے پھر شہبازی کی طرف آتے رہے اور وہ شہباز پھر ممولے بنتے رہے ۔ ہم نے اس آنکھ مچولی کا بھی مقابلہ کیا ۔ اس ماحول کی موجودگی میں ہم نے وہ وہ اصلاحات کیں کہ میرا خیال ہے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر رہے گی ۔ ہمیں کیا معاشرہ ملا تھا ؟ ہمیں کیا ورثہ ملا تھا ؟ ہمیں ورثہ میں ملی تھی رشوت، ہمیں ورثہ میں ملا تھا چوروں کا نظام ، ہمیں ورثہ میں ملا تھا ڈاکوؤں کا نظام ، ہمیں ورثہ میں ملا تھا جاگیرداری کا نظام ، ہمیں ورثہ میں ملا تھا سرمایہ داری کا نظام ، ہمیں ورثہ میں ملا تھا استحصال پسندی کا نظام ، ہمیں ورثہ میں ملا تھا ظالموں کا نظام ، سرکشوں کا نظام ۔ ہم نے اس نظام کو ختم کرنے کے لئے ، مظلوموں کو ساتھ لے کر ، مزدوروں کو ساتھ لے کر ، استحصال کے شکار طبقے کو ساتھ لے کر 1973ء اور 1974ء کے سالوں میں عوامی طبقوں کی بحالی کے لئے ، عوامی حاکمیت ابھارنے کے لئے کام کیا ۔

(قطع کلامیاں)

اور ان دیہی عوام کی بالا دستی قائم کرنے کے لئے ہم نے ایسے لوگوں کے پڑخچے اڑا دیے اور انہیں اپنی صفوں سے اٹھا کر باہر پھینک دیا ۔ ہم نے انگریزوں کے پروردہ اور انگریزی ذہنیت کے شکار رجعت پسندوں کو اپنی صفوں سے باہر نکال دیا ۔ ہم نے ایک نیا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کی ، ہم نے لوکل باڈیز کا نظام قائم کیا جس میں ہم نے مزدوروں کو شامل کیا اور خواتین کو شامل کرنے کا خاکہ پیش کیا ۔ ہم نے اس میں کسانوں کے نمائندوں کو شامل کرنے کا خاکہ پیش کیا ۔ تو یہ وہ تمام خاکے اور کامیابیاں تھیں جو ہم پنجاب کے عوام کو دکھا رہے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ رشوت ختم نہیں ہوئی لیکن رشوت کھانے والے ، رشوت لینے والے ، رشوت دینے والے دونوں طرف موجود ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : حافظ صاحب ! اس طرف سے پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! میں کہتا ہوں کہ کہیں وہ تقریر کرتے کرتے بے ہوش نہ ہو جائیں ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

حافظ علی اسداللہ : جناب سپیکر ! میری سمجھ میں مسٹر نذر حسین منصور کی بات نہیں آئی ۔ میں کہتا ہوں کہ رشوت کھانے والے اور رشوت لینے والے دونوں طرف موجود ہیں ، حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے عوام اور شہری بھی ملک میں موجود ہیں اور برسراقتدار طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی موجود ہیں ۔ کون رشوت کھاتا ہے ، کس نے رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کون بد عنوانیاں کر رہا ہے ، یہ سب کچھ دیکھنا ہمارا کام ہے ۔ آج سے دس سال پہلے ایک شخص برسراقتدار ہوتا ہے ، پانچ سال کے بعد پھر وہ برسراقتدار آتا ہے اور چھ سال کے بعد وہ پھر برسراقتدار آتا ہے ، وہ دیکھتا رہتا ہے کہ کہیں اس کی اجارہ داری ختم نہ ہو جائے ۔ ایک اور طبقہ ہے ، جاگیرداروں کا طبقہ ، مراعات یافتہ طبقہ ، وہ ہر دور میں حکمران رہا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس طریقے سے وہ لازمی طور پر بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر یہ بھی ہے کہ وہ اسمبلی کی روایات اور وقار کے خلاف جا رہے ہیں ، معلوم نہیں وہ کس سے لڑ رہے ہیں ، وہ تحمل مزاجی سے اور با ہوش ہو کر الفاظ استعمال کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ! آپ تشریف رکھیں ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر ! یہی میرا انداز گفتگو ہے ، یہی میرا طریق کار ہے ، میں اسی طرح بولا کرتا ہوں ، اگر میرا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں مسٹر نذر حسین منصور سے گرم ہو رہا

ہوں ۔ میں پارلیمنٹ کے حقوق ، اختیارات اور اس کی عظمت کا قائل ہوں لیکن میرا گلا ہی ایسا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔

جناب والا ! ہمارے سامنے استحصال زدہ عوام اور استحصال زدہ معاشرہ موجود ہے ۔ اس کے ازالے کا ایک طریق کار ہمارے سامنے ہے جو ہم کر رہے ہیں ۔ 1973ء اور 1974ء کے دوران میں ہم نے اصلاح احوال کی بہترین کوششیں کی ہیں ۔ لیکن مجھے اعتراف ہے کہ چور آج بھی موجود ہیں ، ڈاکو آج بھی موجود ہیں ، سیاسی لٹیروں کی نظر آج بھی عوام کی جیبوں پر ہے ۔ وہ آج بھی عوام کے ضمیروں کا سودا کرنے اور انہیں گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن والوں سے کہتا ہوں کہ نکال دو اپنی صفوں سے ان چوروں ، ان ڈاکوؤں اور ان اجارہ داروں کو جو ہر دور میں سیاست کے اجارہ دار رہے ہیں ۔ اور ہم بھی انہیں اپنی صفوں میں نہیں گھسنے دیں گے ۔ ایسے لوگوں کو دھکے دے دے کر باہر نکال دیں گے ۔ جب 1975ء اور 1976ء کی حکمت عملی کی رپورٹ ایوان میں پیش ہوگی تو اس پر ہم نئے انداز سے اور نئے ماحول میں بحث کریں گے ۔ اگر ہمارا معاشرہ پاک نہیں ہو رہا ، اگر ہماری اصلاحات میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے ، اگر چوریاں اور ڈاکے ختم نہیں ہو رہے تو اس کی وجہ ایک ہی ہے کہ خوشامدی ، کاسہ لیس ، ابن الوقت اور موقع پرست دونوں طرف کی صفوں میں گھسے ہوئے ہیں ۔ ان سب کو نکالنا ہے ۔ جب تک ہم انہیں اپنی صفوں سے نہیں نکالتے ، اس وقت تک 1973ء اور 1974ء میں کی گئی انتظامی اور قانونی اصلاحات سے پنجاب کے عوام کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کے عوام کو ایک نئی زندگی سے روشناس کرائیں تو یہاں پنجاب کی حکومت قائم ہوگی ، اور ہے ۔ کوئی سرمایہ دار جاگیردار یہاں نہیں چل سکتا ۔ کیونکہ پنجاب میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں جو دور چلا ہے اس کی بدولت ہمیں لوگ دھوکہ نہیں دے سکتے ۔ خواہ وہ اس طرف سے دھوکہ دیں ، خواہ وہ اس طرف سے دھوکہ دیں ۔ بات ان کے درمیان ایک ہی ہوتی ہے ۔ انٹرسٹ ان کا ایک ہی ہوتا ہے ۔ عوام کو روندنا ، مظلوموں کو کچلنا ، مزارعین پر ظلم کرنا یا اپنے نظام کو مسلط کرنا ۔ جب تک ہم ان کی ذہنیتوں کو ذہن میں رکھ کر ایک نیا پروگرام ، نیا لائحہ عمل مرتب

نہیں کرتے ، اس وقت تک پنجاب کے عوام استحصال اور ظلم کا شکار رہیں گے اور 1973ء اور 1974ء کے سال میں ہم نے استحصال پسندوں کو اپنی صفوں سے صرف اس لیے نکالنے کی کوششیں جاری رکھیں کہ پنجاب گروہ بندی کا شکار نہ ہو اور پنجاب میں اتحاد کی فضا پیدا ہو ۔ پنجاب کے عوام بھائی بھائی بنیں ۔ پنجاب کے ہر ضلع ، ہر طبقے ، ہر خاندان اور ہر قبیلے کے لوگ باہم شیر و شکر رہیں ۔ پنجاب کی ترقی کے لیے شب و روز کام کریں اور مجھے اس ضمن میں یہ کہنے میں باک نہیں کہ ہم نے پنجاب کے عوام میں اتحاد کی داغ بیل ڈال دی ہے ۔ پنجاب کے عوام اپنے حقوق کی بحالی کے لیے ، اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے متحد ہو رہے ہیں ۔ پنجاب کے عوام ظالموں اور جاگیرداروں سے نجات حاصل کرنے کے لیے متحد ہو رہے ہیں ۔ پنجاب میں عوامی حاکمیت کا سورج طلوع ہو رہا ہے ۔ اور نصف النہار تک پہنچ چکا ہے ۔ اس طرح 1973ء اور 1974ء کی حکمت عملی کی جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس ضمن میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں مجموعی طور پر ورثے میں جو نظام ملا تھا اور اس میں جو تضادات ہیں ، وہ ہماری طبائع میں ہیں اور ہم ابھی تک سوچتے کچھ ہیں ، کرتے کچھ ہیں اور کر کچھ رہے ہیں ۔ دن میں ہم کچھ کرتے ہیں اور رات کو کچھ ۔ یہ سب کچھ ان تضادات کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ اگر ہم اپنی طبیعت سے دو عملی دور کر دیں اور اس معاشرے میں آ جائیں جو حقیقی معاشرہ ہے ۔ جس میں ہمارے عوام رہ رہے ہیں ۔ جس میں مزدور اپنے آپ کو دیکھتا ہے ۔ جس میں دہقان اپنے آپ کو دیکھتا ہے ۔ جس میں کسان اپنے آپ کو دیکھتا ہے ۔ ہم عیشوں کے محلوں میں بیٹھ کر مزدوروں اور غریبوں پر پتھر نہ ماریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پیپلز پارٹی کی حکومت مزدوروں کسانوں کے لیے جو انقلابی اصلاحات کر رہی ہے وہ جس طرح 1973ء اور 1974ء میں بارآور ثابت ہوئیں، آئندہ اس سے زیادہ بارآور ثابت ہو سکتی ہیں ۔ جناب سپیکر ، ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ محمد افضل خان (گجرات 5) : جناب والا ! آج جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے ، اس میں موجودہ حکومت کی حکمت عملی کی پالیسی ہے کہ اس پر کہاں تک عمل درآمد ہوا ۔ اسلام کا جو خاکہ پیش کیا گیا ،

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا تعلق صرف گفتار تک ہے ، عمل تک نہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک اچھا قانون پیش کیا جائے مگر اس کا کسی ملک میں نفاذ نہ کیا جائے تو وہ لاقانونیت کے برابر ہوتا ہے ۔ یہی حساب ہمارے اسلام کا ہے ۔ جس طریقے سے خدمت کی جا رہی ہے وہ عملاً خدمت نہیں ۔ اس کا نفاذ لازمی ہے ۔ جس وقت یہ حکومت برسراقتدار آئی تو انہوں نے عہد کیا کہ ہم مساوات محمدی قائم کریں گے ۔ سب وزیروں اور اراکین نے بڑے بڑے اجتماعات میں سب لوگوں کو اس کی یقین دہانی کرائی کہ ہم مساوات محمدی کا نظام لائیں گے ۔ اور دراصل وہ اسلام کا نفاذ ہے ۔ لیکن کسی وزیر یا رکن کو یہ سمجھ نہ تھی کہ اس کا مطلب کیا ہے ۔ میں اس کی تشریح کرنا چاہتا ہوں ، تاکہ آئندہ وہ وزرا یا اراکین مساوات محمدی کا جب نام لیں تو اس کا اصلی مقصد سمجھیں ۔

مساوات محمدی پانچ بنیادی اصولوں کا مجسمہ ہے جس کی حدود یا مثال پانچ اہل حق نے پیش کی ۔ پہلا اصول نیکی تھا جو حضرت ابوبکر نے پیش کیا جس کی مثل اتنی بلند تھی کہ حضور نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی ۔ دوسرا اصول حضرت عمر نے پیش کیا اور وہ انصاف کا تھا ۔ انہوں نے انصاف کی ایک ایسی حد پیش کی کہ انہوں نے اپنے بچے کو بھی ایک گناہ کے سلسلے میں کوڑے لگوانے سے گریز نہ کیا ۔ تیسری حد حضرت عثمان غنی پیش کی جو سخاوت کی حد تھی ۔ جب دین اور لوگوں کی بہتری کا معاملہ آیا تو انہوں نے اپنا سب کچھ ، تمام سرمایہ دین اور ملت کے لیے پیش کر دیا ۔ چوتھی حد حضرت علی نے بہادری کی پیش کی ۔ جب وہ کفر کے مقابلے میں دشمن پر وار کرنے لگے تو اس نے آپ کے منہ پر تھوکا ۔ انہوں نے بہادری کا مقام پیش کیا اور انتقام لینے کے بجائے اسے معاف کر دیا کیونکہ میں تو دین کی خاطر قتل کر رہا تھا اور اب یہ ذاتی مسئلہ بن گیا ہے ۔ پانچویں اور آخری حد حضرت امام حسین نے پیش کی جب کہ دین کی قیادت کا مسئلہ تھا ۔ جہاں پر کہ نیک ، مخلص اور اعلیٰ کردار کے آدمی کا مسئلہ اٹھتا ہے ۔ قیادت اپنے نبی کی نیابت سمجھ کر ، انہوں نے اسلام کی قیادت حضور کی جانشینی کا حق سمجھ کر ایک باطل حاکم سے اس حد تک ٹکر لی کہ اپنا بچہ بچہ ذبح کروا دیا ۔ وہ ایثار کی مثال تھی جو امام حسین نے پیش کی ۔ یہ پانچ اصول تھے جو اسلام کی

زندگی اور قیادت کا خاکہ تھے جس کو قبول کرنے کے لیے کوئی قیادت آج تک تیار نہیں ہوئی - یہی وجہ ہے کہ ہم اسلام کو کتابوں تک محدود کیے بیٹھے ہیں ، اس کا نفاذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے - حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی نافذ کر دے تو کوئی حاکم یا کوئی ایسا آدمی جس کے اندر عیب ہیں اسلامی قانون کے نفاذ کے ساتھ پہلے ہی ان کو capital punish-ment مل سکتی ہے -

جناب والا ! وہ یہ قانون کیسے نافذ کر سکتے ہیں - حضور نے اپنے آخری خطبہ حج الوداع میں ایک سیدھا سادہ مشورہ پیش کیا ، ایک عمل پیش کیا کہ جو خود کھاؤ ، غلام کو کھلاؤ - جو خود پہنو وہ غلام کو بھی پہناؤ - کون سی قیادت اس پر عمل کر رہی ہے ؟

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا* * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

* * * * * *

Mr. Deputy Speaker. This is no Point of Order and this is expunged from the proceedings of the House.

---

*حکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس رپورٹ میں صوبائی تعصب اور سماجی انصاف کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر دو پہلو سماجی انصاف اور صوبائی تعصب کا ازالہ کر سکتے ہیں ۔ اور صوبے کی ذمہداری ہے کہ اگر کسی صوبے سے صوبائی تعصب کی لہر نکل رہی ہو ۔ اگر اس کے اثرات اس صوبے پر اثر انداز ہو رہے ہوں تو اس بات کا حکومت کا فرض ہے کہ صوبائی تعصب کو ختم کرنے کے لیے فوراً ایسے اصول اپنائے کہ وہ صوبائی تعصب پیدا نہ ہو سکے لیکن پنجاب کی حکومت نے صوبائی تعصب کو ہوا دی ہے صوبائی تعصب ختم نہیں کیا ۔ مثال میں اس طرح دیتا ہوں کہ اگر ایک صوبے کے اندر ایک بہت بڑا پروجیکٹ لگتا ہے تو اس پر وعدہ کیا جاتا ہے کہ پنجاب میں بھی پانچ ایسے پروجیکٹ لگائے جائیں گے ۔ جب کہ وزیر اعظم صاحب بھی خرد وعدہ کرتے ہیں لیکن صوبائی حکومت پنجاب نے اس وعدے کو پورا کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی تاکہ لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ یہاں انصاف ہو رہا ہے مگر آپ دیکھیں کہ اس وقت ہمارے دو سربراہ ہیں ۔ ایک انتظامیہ کے سربراہ اور ایک سربراہ مملکت ۔ آپ خود دیکھیئے کہ آج کل ہمارے ملک پاکستان میں ایک علاقے کی ترقی کے لیے تمام راستے کھول دیے گئے ہیں ۔ کیونکہ اس علاقے کے لوگوں نے اس علاقے کے ووٹروں نے بہت صحیح اقدام کیا اور انہوں نے ایک سربراہ مملکت پیش کیا ۔ جیسے کہ صوبائی حکومت سندھ نے لاڑکانہ کو نوازا وہاں کے وزیراعظم کی خوبیوں کو دیکھ کر ان عوام کو نوازا ۔ اس طرح یہ ضروری تھا کہ صوبہ پنجاب کے لوگ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں پریگیڈئیر صاحب داد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔ مجھے ان کی بات سن لینے دیں ۔

وزیر تعمیرات و مواصلات : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! اس وقت بجٹ 1973ء اور 1974ء کی حکمت عملی پر ہو رہی ہے سربراہ مملکت کا یہاں ذکر کرنا اور پھر مقابلہ کرنا سربراہ انتظامیہ سے میرا خیال ہے اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! وزیر موصوف فلسفہ نہیں فلسفہ سمجھتے ہوتے تو صوبائی تعصب کس طرح سے پھیل سکتا ہے ۔ یہ ان کو پتہ

ہونا چاہیے تھا کہ اگر کہیں بھی ناانصافی ہو گئی ۔ اگر ایک صوبے کی حکومت اس ناانصافی کے اثرات کو زائل نہیں کر سکتی تو اس سے صوبائی تعصب پیدا ہوگا ۔ میں آپ کو ایک سیدھی سادھی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ پر یہ لازماً فرض تھا کہ اگر لاڑکانہ میں ترقی کے منصوبے کھڑے کیے گئے ہیں تو صدر مملکت چوھدری فضل الہی کے گاؤں میں بھی ترقی کے منصوبے ہونے چاہئیں تھے ۔ میں اس لیے وہاں کا ذکر کر رہا ہوں کہ میں خود بھی اس حلقہ انتخاب سے تعلق رکھتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : راجہ صاحب جب سپیکر بولنا چاہے تو ممبر کو فوراً خاموش ہو جانا چاہیئے ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ صدر مملکت ایک symbol ہیں پاکستان میں ۔ آپ ان کو یہاں پر ڈسکس نہیں کر سکتے ۔

راجہ محمد افضل خان : میں ان کو ڈسکس نہیں کر رہا بلکہ ان کے حلقے اور ان کے علاقے کے متعلق بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ سب کے لیے قابل احترام ہیں آپ کے لیے بھی ہمارے لیے بھی ۔ وہ متفقہ طور پر منتخب ہوئے ہیں اور آپ کی سیاست میں وہ پارٹی نہیں ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کا سب سے زیادہ پسماندہ علاقہ وہ ہے جہاں کی ہزاروں ماؤں نے گودیں اس ملک کے دفاع کے لیے ۔ اس ملک کی آزادی کے لیے اس ملک کی عزت کے لیے خالی کی ہیں ۔ وہاں کا یہ عالم ہے اور وہاں پر نہ تو سکول ہیں بلکہ خود صدر مملکت کے آبائی گاؤں کا جو سکول ہے اس کی بھی چھت موجود نہیں ہے ۔ اور یہاں دھوے کیے جا رہے ہیں کہ ہم نے تعلیم پر یہ خرچ کر دیا ۔ وہ خرچ کر دیا ۔ 1973-74ء میں کسی نہ کسی قسم کا کوئی مستحسن اقدام نہیں کیا ۔ کسی کو جرات نہیں ہوئی کہ اپنے لیے رقم مانگ سکے اور یہ کہہ سکے کہ ہم نے بھی پاکستان کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں ہمارا بھی حق بنتا ہے ۔ ہم نے بھی ایک سربراہ مملکت دیا ہے پاکستان کو ۔ کیوں نہیں ہمارا حق بنتا ۔ یہ ہے طریقہ صوبائی تعصب ختم کرنے کا ۔ ان کو چاہیے تھا کہ اندرونی سطح پر بیٹھ کر وزیراعظم سے بات کرتے اور اس تعصب کی لہر کو روک سکتے لیکن انہوں نے نہیں روکا ۔ اور میں کہتا ہوں کہ صوبائی تعصب پیدا کرنے کی ذمہدار ہماری پنجاب کی

صوبائی حکومت ہے ۔ میں نہ اس میں وزیراعظم سے گلہ کر سکتا ہوں نہ کسی اور وفاقی حکومت کے سربراہ سے ۔ جناب والا ! جہاں تک اس ملک کی ترقی کا تعلق ہے آپ کے سامنے حالات موجود ہیں ۔ حکومت کے وزراء ایسے بیانات دے رہے ہیں جیسے انہوں نے اس قوم پر احسان کیا ہے ۔ تعلیم اور فلاح و بہبود اور ہسپتالوں پر ہم نے یہ خرچ کر دیا ۔ وہ خرچ کر دیا ۔ لیکن میں آپ کو 1958ء کے اعداد و شمار پیش کرتا ہوں جو انہوں نے خود پیش کیے ہیں اور وہ یہ کہ 1958ء میں تین سو روپیہ ایک خاندان ٹیکس دے رہا تھا اور 1974ء میں ایک خاندان 15 سو روپیہ ٹیکس دے رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ چالیس ارب روپیہ ان چار سالوں میں قرض لیا گیا ہے جب کہ مغربی پاکستان کے لیے پچھلے بیس سال کے اندر چالیس ارب روپیہ لیا گیا تھا ۔ جب جناب اتنا روپیہ قرض لیا جائے ۔ اتنا ٹیکس لگایا جائے ۔ ساری عوام پر اتنے خاندانوں پر کہ ٹیکس کی شرح بھی تگنی چوگنی کر دی جائے پھر اس کے بعد دعویٰ یہ کرنا کہ ہم نے احسان کیا ہے ۔ ہم نے بڑے منصوبے بنا دیئے ہیں ۔ اگر آپ اپنی منصوبہ بندی کے اعداد و شمار اکٹھے کریں تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آبادی کے لحاظ سے منصوبے اتنی تیزی سے اور اتنے اچھے طریقے سے نہیں بنائے جا رہے ۔ لوگوں میں آج تنگ دستی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پر لوگوں تک جانے کے راستے بند کئے جاتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی آواز کو بند کیا جا رہا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دفعہ 144 کا نفاذ پورے ملک ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جلسے جلوسوں پر پابندی ہے کہ کہیں لوگ اٹھ کر یہ نہ کہیں کہ ہمارے حالات پہلے سے بد تر ہو گئے ہیں ۔ آپ یکمشت یہ آواز سننا نہیں چاہتے کہ عوام اٹھ کر یہ کہیں کہ ہمارے حالات پہلے سے ناگفتہ بہ ہیں ۔ اس لیے یہ پابندیاں لگائی جا رہی ہیں ۔ یہ خوشحالی کے نغمے صرف اس ایوان میں گائے جا رہے ہیں یا اخباروں میں گائے جا رہے ہیں ۔ لوگوں نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں ۔ اس لیے آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ اعداد و شمار ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں آیا ان کی کوئی حقیقت بھی ہے یا کہ نہیں جیسا کہ ہمیں بتایا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! جہاں تک ترقی تعلیم کا تعلق ہے یہ ایک غلط

منصوبہ بندی کے تحت قوم کا سرمایہ ضائع کیا گیا ہے ۔ اس کی ضرورت تھی کہ جو تعلیمی ادارے موجود تھے ہائر کلاسز موجود تھیں اور وہاں پر اتنے طلباء موجود تھے جو کہ ٹیکنیکل ، میڈیکل ادارے نہ ہونے کے باعث وہ تعلیم حاصل کر کے قوم کی خدمت نہیں کر سکتے تھے ان کو پروان چڑھایا جاتا لیکن اس حکومت نے تمام سرمایہ صرف پرائمری سکولوں میں صرف کیا ہے یہ بتانے کے لیے کہ ہم نے ایک بہت بڑی کارکردگی کی ہے ۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ پرائمری سکول جو ہیں ان کی ضرورت نہیں تھی ۔ پرائمری سکول تو مساجد میں بھی لگ سکتے ہیں ۔ ہر محلے میں ہر گاؤں میں اتنی مساجد موجود ہیں ان میں باآسانی پرائمری کلاسز کا اجراء کیا جا سکتا تھا لیکن یہ نہیں چاہتے کہ وہ ان اداروں کو پرائمری سکولوں کو یہاں قائم کر کے بچوں کے اندر اسلام کا ایک صحیح جذبہ اور ایک صحیح ماحول پیدا کر سکیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : راجہ صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کو تقریر کرتے ہوئے بیس منٹ ہو گئے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! ابھی تو مجھے پندرہ منٹ بھی نہیں ہوئے ۔ باقیوں کو آپ نے اٹھارہ اٹھارہ منٹ دیے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے یہاں ٹائم نوٹ کیا ہوا ہے اور ویسے بھی دو بج چکے ہیں ۔

اب شام ساڑھے چار بجے تک کے لیے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام ساڑھے چار بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

شام کی نشست

حکمت عملی کے اصولوں کی بابت رپورٹ

تعلیمی سال 1973ء اور 1974ء کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ پر عام بحث

(جاری)

(مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل صاحب آئے نہیں ہیں ۔ انہوں نے تقریر کرنا ہے ۔

وزیر خزانہ : وہ تقریر کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بہرحال مکمل تصور ہوگی ۔ مسٹر محمد حنیف نارو ۔

مسٹر محمد حنیف نارو (رحیم یار خان 4) : جناب والا ! آج ہم آرٹیکل 29 کے تابع اس معزز ایوان میں بحث کر کے آرٹیکل کی requirements کو پورا کر رہے ہیں ۔ اس دستور میں جو رہنما اصول دیے گئے ہیں ان کے نفاذ کے لئے کوشاں رہیں ۔ اور ان کے نتائج حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں ۔ وہ رہنما اصول کیا ہیں ۔ پہلا اصول ہے اسلامی طرز زندگی کا فروغ ۔ دوسرا بلدیاتی اداروں کا فروغ ۔ تیسرا علاقائی و دیگر تعصبات کی حوصلہ شکنی ۔ اس کے بعد اسلامی زندگی میں خواتین کی مکمل شمولیت ۔ اس کے بعد عائلی معاملات میں تحفظ ۔ اقلیتوں کو تحفظ اور عوام کی معاشی اور معاشرتی زندگی کو فروغ ۔ جناب والا ! ان تمام اقدامات پر 1973ء او 1974ء میں کیا کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور کن کن معاملات کو آگے بڑھایا گیا وہ اس رپورٹ میں پوری طرح موجود ہے ۔ اسلامی طرز زندگی کے لئے سب سے زیادہ اہمیت محکمہ اوقاف کو ہے ۔ محکمہ اوقاف نے بہت سے سکول کھولے اور علما کے لئے ایک اکیڈیمی کا اہتمام کیا ۔ تجوید القرآن کے لئے مدرسے کھولے اور علما کی اکیڈیمی کے لئے اساتذہ کرام کو جو تعلیم دی گئی وہ موجودہ تقاضوں کے مطابق دی گئی ۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ علمائے کرام اور اساتذہ ان سکولوں میں دقیانوسیت کی تعلیم ہی نہ دیتے رہیں ۔ جس طرح ان میں پچھلے سالوں میں ہوتا رہا ۔ حکومت نے اہتمام کیا ہے کہ موجودہ تقاضوں کو ہم آہنگ کرنے کے لئے اساتذہ کو ٹریننگ دی جائے ۔ تاکہ بچوں کو موجودہ تقاضوں کے مطابق تعلیم دی جا سکے ۔ اور ہمارے بچے ان مسجدوں سے غلط قسم کی تعلیم لے کر نہ نکلیں ۔ بلکہ ان میں ایسا جذبہ موجود ہو جس کو ہمارے قومی معاملات میں اہم مقام حاصل ہو ۔

مسٹر نذر حسین منصور : مسجدوں کے امام اور غلط بات کہہ دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کی تقریر آپ کو ایڈیٹنگ کے لئے بھیج دوں گا ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب یہ قابل غور بات ہے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! جو سب سے اہم قدم اٹھایا ہے وہ جامعہ بہاول پور کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا ہے۔ بہاول پور اسلامی اقدار کے لحاظ سے پاکستان کا اہم خطہ رہا ہے۔ اس کے نام سے اسلامی روایات قائم رہی ہیں اور وہاں اسلامی قوانین کافی حد تک رہے ہیں ۔ آج بھی بہاول پور کو اسلامی روایات کا نشان سمجھا جاتا ہے ۔ اس لئے حکومت نے وہاں ایسی تعلیم کا بندوبست کیا ہے ۔ جامعہ بہاول پور کو یونیورسٹی کا درجہ دینے سے ہی ایک مقصد حاصل نہیں ہو جاتا ، حکومت کا اسے اور بھی اہمیت دینے کا ارادہ ہے اور حکومت اسے جامعہ از ہر کے درجے تک پہنچانے کا عزم رکھتی ہے ۔ یہ معاملہ ایک سال یا دو سالوں میں نہیں ہو جائے گا بلکہ اس پر کافی عرصہ لگے گا لیکن حکومت نے بہت سے اقدامات کیے ہیں اور بہت سا کام کر رہی ہے ۔

جناب والا ! اسلامی طرز زندگی کے لئے سب سے زیادہ اہمیت کی بات یہ بھی تھی کہ بعض لوگوں نے سازش کی تھی کہ قرآن میں ایسی باتیں درج کی جائیں جو ہماری زندگی کا رخ بدل دیں ۔ لیکن حکومت نے یہ اہتمام کیا ہے کہ اغلاط سے پاک قرآن شریف کی طباعت کی جائے اور آئندہ کوئی غلطی قرآن شریف میں درج نہ ہو ۔ اس سلسلے میں بھی حکومت نے بہت سا کام کیا ہے ۔ اسلامی طرز زندگی کے لیے جو ادارے اب کھولے گئے ہیں حکومت نے ان کے لئے رقوم بھی دل کھول کر دی ہیں ۔

جناب والا ! اس کے بعد ہے Promotion of Local Govt. Institutes - 1974ء میں اسی ایوان میں لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا گیا تھا ۔ اس میں مزارعین ، مزدور اور محنت کش طبقے کی نمائندگی کا اہتمام کیا گیا تھا جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا ۔ تو 1974ء میں اس قانون کا بنایا جانا اس بات کا غماز ہے کہ حکومت اس سلسلے میں انتہائی مخلص ہے کہ عوام کو ان اداروں میں شامل کیا جائے اور جب وقت آئے تو ان اداروں کے انتخابات کرا کر تمام لوگوں کو ، جو مختلف الخیال ہیں اور مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں ، ان میں نمائندگی دی جائے ۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ حکومت نے اب تک انتخابات نہیں کرائے تو جناب والا ! اس سلسلے میں حزب اختلاف شروع سے ہی یہ کہتی تھی کہ معاملات بہت سنگین ہیں ۔ اس ملک

کو بہت سے قومی معاملات پیش آئے ہیں ۔ مثلاً جنگی قیدیوں کا مسئلہ تھا ۔ اسی طرح پاکستان کا بہت سا حصہ ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا تھا ۔ 1973ء میں ایسے تباہ کن سیلاب آئے جن کی وجہ سے حزب اختلاف اس خیال کی حامی تھی کہ لوکل باڈیز کے انتخابات کے لیے وقت موزوں نہیں ۔ تو یہ وجوہ تھیں اور خود حزب اختلاف کا اپنا یہ خیال تھا اور حکومت بھی اسی طرح سوچتی تھی کہ وہ وقت انتخابات کرانے کے لئے موزوں نہ تھا ۔ لیکن جب بھی مناسب وقت آیا تو انتخابات کرانے سے گریز نہ کیا جائے گا۔

جناب والا ! علاقائی اور دیگر تعصبات کی حوصلہ شکنی کے لیے حکومت نے بہت سے اقدامات کیے ہیں ۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے سرکاری ملازمین کو سختی سے ہدایات ہے کہ وہ parochial تعصبات میں قطعاً کوئی دل چسپی نہ لیں اور اگر انہوں نے کوئی ایسا قدم اٹھایا تو ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے گا ۔ تو اس طرح سے اس بات کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے ۔ نہ صرف مذہبی تعصبات کی بلکہ برادری کے تعصبات کی بھی حکومت نے حوصلہ شکنی کی ہے اور حکومت نے کسی مرحلے پر ایسا موقع نہیں دیا کہ لوگ برادری کی بنیاد پر سیاست چلائیں ۔

اسی طرح قومی زندگی میں خواتین کی شمولیت کے بارے میں حکومت نے بہت سے اقدامات کیے ہیں اور مزید تیزی سے اقدامات کر رہی ہے ۔ حکومت نے دس سال کے عرصہ کی منظوری دی ہے کہ اس عرصے میں خواتین کو تمام قومی معاملات میں شمولیت کا موقع دیا جائے گا ۔ نہ صرف یہ کہ بڑے اہم قومی اداروں جن میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی بھی شامل ہیں ، میں خواتین کو نمائندگی دی گئی ہے بلکہ لوکل گورنمنٹ میں بھی خواتین کی نمائندگی کی شق موجود ہے ۔ اسی طرح سے دوسرے اداروں میں بھی خواتین کے لیے بہت سے مواقع فراہم کیے گئے ہیں ۔ مثلاً انڈسٹریل ہوم ہیں ، سوشل اکنامک سنٹر ہیں اور فیملی پلاننگ میں انہیں ملازمتیں دی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ نرسنگ اور مڈوائفری کے سلسلے میں بھی انہیں ملازمتیں دی گئی ہیں ۔ گرل گائیڈز کی تنظیم بھی بنائی گئی جو بعض قومی آفات کے موقع پر کام کرتی ہے ۔ اسی طرح مسلم فیملی لاز آرڈیننس میں عورتوں کو بڑا تحفظ دیا گیا ہے ۔ بعض خاوند جو اپنی بیویوں کو destitute کر دیتے ہیں اور انہیں maintain نہیں کرتے ، تو اس قانون میں اس بات کو بڑا

تحفظ دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کی کفالت کریں - پھر اسی طرح اس قانون میں guardianship کا معاملہ بھی طے کر دیا گیا ہے اور یہ پوری طرح عمل میں لایا جا رہا ہے -

اسی طرح جو اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ کیا گیا وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں - اقلیتوں کو عوامی ، جمہوری اور ملک کے بڑے بڑے اداروں میں نمائندگی دی گئی ہے اور حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ اس ملک میں دوسرے لوگوں کے شانہ بشانہ کام کریں اور پورے مساوات کے احساس کے ساتھ قومی معاملات میں حصہ لیں - اسی طرح لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں بھی اقلیتوں کو نمائندگی دی گئی ہے - اسی طرح لوگوں کو سوشل جسٹس دینے کے لیے بھی حکومت نے بہت سے اقدام کیے ہیں - سماجی برائیوں کو ختم کرنے کے لیے بھی حکومت نے بہت سے اقدام کیے ہیں - ان تمام باتوں کا اعتراف میرے دوست جناب نذر حسین منصور نے بھی بڑے حسین انداز میں کیا تھا - بہرحال اس کے بعد پس ماندہ طبقات کے لیے اور پس ماندہ لوگوں کے لیے بھی حکومت نے خاطر خواہ کام کیا ہے ، مثلاً پیلز ورکس پروگرام کا ایک شعبہ ہے -

مسٹر نذر حسین منصور : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! میں عرض کروں گا کہ فاضل مقرر نے میرا نام لے لیا ہے ، وہ بتائیں کہ میں نے کیا بات کی تھی -

مسٹر محمد حنیف لاڑو : آپ نے بڑے حسین انداز میں یہ بات کی تھی -

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں !

مسٹر محمد حنیف لاڑو : تو پیلز ورکس پروگرام اور اے ڈی پی کے لیے بہت سی رقوم مختص کی گئی ہیں - اسی طرح تعلیم کے میدان میں بھی مڈل تک تعلیم مفت قرار دی گئی اور اسی طرح میٹرک تک بھی اب تعلیم مفت ہے - ٹیکنالوجیکل اور پیشہ ورانہ تعلیم کے لیے بھی حکومت نے بہت زیادہ اہتمام کیا ہے حتیٰ کہ پانچویں جماعت سے زراعت کی تعلیم اور اسی طرح دوسرے vocational کاموں میں طلبا کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے موقع فراہم کیے گئے ہیں - اسی طرح طلبا کو ٹیکسٹ بکس بھی دی گئی ہیں اور انہیں وظائف بھی دیے گئے ہیں -

جناب والا ! میرے خیال میں حکومت نے کسی امر سے بھی چشم

پوشی نہیں کی اور کوئی اغماض نہیں برتا بلکہ پوری طرح تمام قومی معاملات میں خلوص کے ساتھ ان راہنما اصولوں پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے - جس طرح کہ بعض دوستوں نے اعتراف کیا ہے کہ فلاں فلاں شعبے نے کام کیا ہے ، تو ان کا یہ اعتراف میں سمجھتا ہوں حکومت کی طرف سے ان معاملات کو آگے بڑھانے کی کامیابی کی دلیل ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر !

مسٹر رؤف طاہر (لاہور - 10) : جناب سپیکر ! آپ کی نذر کرتا ہوں :

اے خاک نشینو اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت اکھیڑے جائیں گے ، جب تاج اچھالے جائیں گے

آپ 70ء پر گھوم رہے ہیں یا اسی پر گھومنا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر : ویسے شعر میں لفظ ''گرانے'' ہے ، ''اکھیڑے'' نہیں -

مسٹر رؤف طاہر : چلو آپ اکھاڑ دیں اور اگر اکھاڑ نہیں سکتے تو گرا ہی دیں - جناب سپیکر ! جو رپورٹیں اس ایوان میں آج پیش کی گئی ہیں انہیں جانچنے کے لیے اور ان کا صحیح طور پر جائزہ لینے کے لیے اس تاریخی پس منظر میں جانا ضروری ہے اور ان تاریخی عوامل کا جائزہ لینا ضروری ہے جن کی وجہ سے یہ پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے - اس وقت اسے پیپلز پارٹی کہنا میں سمجھتا ہوں کہ لفظ پیپلز کی توہین ہے - یہ اس وقت در حقیقت یونینسٹ پارٹی کا روپ دھار چکی ہے - انہوں نے دعوے کیے اور عوام کو الٹے سیدھے نعرے دیے اور یہ دعوے کیے کہ ہم اس ملک میں ایک ایسا انقلاب لا رہے ہیں جس کے ذریعے یہاں پر مزدوروں کسانوں اور عام آدمی کی حکومت ہوگی - ان نعروں کی وجہ سے لوگوں نے جس جذبے اور جوش کے ساتھ اس پارٹی کو ووٹ دیے میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ میں یا پارلیمانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی - لیکن ستم ظریفی کی یہ انتہا ہے اور تاریخ کا یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے جس طریقے سے اس پارٹی نے اس ریولیوشن کو جس کا مقصد پرانے پیداواری رشتوں کو یکسر منسوخ اور ختم کرکے ایک نیا سماج ، ایک نئی دنیا ، کسانوں اور مزدوروں کی دنیا پیدا کرنا تھا ناکام بنایا -

جناب سپیکر ! آپ انقلاب کی تاریخ سے ہمیشہ واقف ہیں کہ کچھ

counter-revolutionary انقلاب کے نام پر برسر اقتدر آتے ہیں اور وہ عوام کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ اس کے بعد جب ان کے چہرے سے نقاب اترتا ہے تو وہ اصل روپ میں ، انقلاب دشمن کے روپ میں عوام کے سامنے نظر آتے ہیں ۔ جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا اور جہاں تک ممکن ہوا میں ذاتیات میں نہیں الجھنا چاہتا ۔ اصولی بات کروں گا ۔ counter-revolution کیا ہے ؟ کاؤنٹر ریولیوشن ایک ambiguous mixture ہوتا ہے new اور old کا ۔ کیونکہ کوئی بھی انقلاب دشمن کاؤنٹر ریولیوشنری گروہ پیداواری رشتوں کو جوں کا توں قائم نہیں رکھ سکتا ۔ لیکن وہ ان میں معمولی سی ترمیم کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے لیے قابل قبول ہوں ۔ جناب من ! آپ نے یہ دیکھا اور پنجاب گواہ ہے کہ یہ رپورٹ جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اس میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم نے سڑکیں بنائی ہیں ، پل بنائے ہیں اور لوگوں کو ملازمتیں دی ہیں ۔ جناب من ! انقلاب کی صحیح پہچان اور صحیح معیار یہ ہے کہ عوام کے معیار زندگی ، ان کی معاشی ، تہذیبی اور ثقافتی زندگی میں کون سا انقلاب بپا ہوا ہے ۔ اس لحاظ سے اس رپورٹ کا اگر بغور ملاحظہ کریں تو اس رپورٹ میں کوئی روح اور جان نہیں ہے ۔ محض لفاظی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ انگریزوں کے دور میں ان کے ٹوڈی اور ان کے مختلف حاشیہ نشین اس کے بارے میں پمفلٹ چھاپتے تھے اور پوسٹر چھاپتے تھے کہ ہندوستان میں یہ سڑکیں ، یہ پل ، یہ ریلوے ، یہ کالج اور یہ سکول ۔ بھرتی کی جانے والی فوج اور دوسرے محکموں میں بھرتی ۔ دور انگلشیہ کی برکات ہیں ۔ جناب من ! یہی نہیں ، عوام میں اس انقلاب کے جو فوائد ہونے چاہئیں تھے وہ کہاں ہیں ؟ وہ بالکل نظر نہیں آ رہے ۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ لیکن اس سلسلے میں میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ایک انڈسٹری جس میں قریباً سات سو ملازمین ہیں اور جن کا جی ۔ پی فنڈ گیارہ لاکھ بنتا ہے اور گریجوٹی کی رقم بتیس لاکھ ہے ۔ یا تینتالیس لاکھ روپیہ ہے ۔ یہ اس انڈسٹری کے ریکارڈ سے ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ تینتالیس لاکھ روپے کی کوئی رقم ان مدوں میں اس انڈسٹری میں جمع نہیں کرائی گئی ۔ اور یہ taken over انڈسٹری ہے ۔ یہ criminal offence ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ ایک ممتاز

وکیل رہے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ ان رقوم کو ، ان کے اس جی ۔ پی فنڈ کو صرف sureties میں انویسٹمنٹ کیا جا سکتا تھا ، کسی اور شکل میں ان کو خرچ نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ یہ taken over انڈسٹریز میں سے ایک انڈسٹری کی میں مثال دے رہا ہوں اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نئی انڈسٹریز کو نیشنلائز کیا ہے ، قومی تحویل میں لیا ہے ۔ جناب من ! یہی انڈسٹری ایوب خان کے دور میں بھی اور انگلش دور میں بھی تھی جو عوام کے لیے بہت بڑی لعنت ہے اور عوام دشمنی کی وجہ سے مشہور ہے ، اس کا نام ہے پی ۔ پی ۔ ایل ۔ آپ کہیں گے کہ یہ مختلف موضوع ہے ، یہاں زیر بحث نہیں آ سکتا ۔ اگر آپ اخبار پڑھتے ہیں اور آپ پاکستان ٹائمز ضرور پڑھتے ہیں ۔ اس میں کیسے تبصرے ہوتے ہیں ۔ اگر رؤف طاہر یا میرے کسی دوست کی تقریر نہیں دینا چاہتے ، مت دو ۔ distort مت کرو ، comments مت کرو ، اور اگر تم نے comments کرنے ہیں تو اداریے میں کرو ۔ لیکن یہ کوئی حق نہیں کہ لکھو کھا روپیہ سفید ہاتھی بن کر ہضم کر لیں ۔ اور جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں ۔ آپ اس کیس سے بھی متعلق رہے ہیں کہ سینتالیس لاکھ روپے کا میاں افتخارالدین کا فارن ایکسچینج تھا جب یہ ایوب خان کے دور میں ٹیک اوور کیا گیا ۔ آج مسٹر بھٹو نے برسراقتدار آنے کے بعد کہا کہ ہم ٹرسٹ کو توڑیں گے ۔ لیکن اس ٹرسٹ کی حالت کیا ہے ؟ میں نے صرف دو مدوں کی بات کی ہے ، جی ۔ پی فنڈ کی اور گریجوٹی کی ۔ یہ سینتالیس لاکھ روپیہ کہاں گیا ؟ اور اسی پر بس نہیں ۔ اگر وہاں کی یونین کا سیکرٹری یا یونین کا صدر ایسا اشتہار چھاپتا ہے تو اسے معطل کیا جاتا ہے ۔ جناب یہ ہے وہ انقلاب یہ ہے ورکرز کی بہتری جن کے لیے یہ رپورٹ پیش کی جا رہی ہے اور یہ کہا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر ! آپ یہ بھی جانتے ہیں ، جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ انگریزوں کے ٹوڈی ، اور اس کے بعد اگر آپ دیکھیں گے تو ایوب خان کے دور میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے کہا کہ ہم ایوب خان کی ترقی کا دس سالہ جشن ترقی منائیں گے ۔ یہ رپورٹ ، یہ کاغذات کا ایک بےکار پلندہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ایوان سے باہر کون سمجھے گا کہ کیا معاشی ترقی ہوئی ؟

اسی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فلاں سن میں ہم نے تعلیم پر پینتیس کروڑ روپیہ خرچ کیا اور اگلے سال ستر کروڑ خرچ کیا ۔ جناب ! آپ ملاحظہ کیجیے ۔ جو چیز ایک روپے کے حساب سے بازار میں ملتی تھی ، اس کا ریٹ آج پانچ روپے ہے ۔ مثال کے طور پر سکولوں کی عمارات بنانی مقصود تھیں تو آج سے تین سال پہلے اینٹوں کا بھاؤ پچاس ساٹھ روپے سے زیادہ نہ تھا ۔ لیکن آج اینٹوں کا بھاؤ اڑھائی سو سے تین سو روپے تک پہنچ گیا ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے پینتیس کروڑ سے بڑھا کر ستر کروڑ کر دیا ۔ آپ نے اس ملک میں inflations پیدا کیں ، آپ نے اپنے ملک میں مہنگائی پیدا کی ۔ یہیں پر بس نہیں کیا ، آپ نے اس ملک کی زرعی اور صنعتی معیشت اور ثقافتی زندگی کو تباہ کیا ۔ اس کے بعد آپ یہ دعوے کرتے ہیں کہ یہ لیجیے کاغذات کا پلندہ اور اس ایوان کے ذریعے پنجاب کے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہاں پر مزدوروں ، کسانوں اور عام لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوگیا ہے ۔ یہ محض ایک ایسی چال ہے ، جسے عوام سمجھ چکے ہیں ، جان چکے ہیں ۔ اس قسم کی رپورٹیں اور اس قسم کی تقاریر عوام پر اثر نہیں کر سکتیں ۔

پھر اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا ہے ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اسی ایوان میں جناب وزیر قانون نے یہ فرمایا تھا کہ ہم عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر رہے ہیں ۔ لیکن جو مجسٹریٹ عدلیہ کے کام کریں گے ، وہ ماتحت ہوں گے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے آپ بھی قانون دان ہیں ۔ آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ جو پہلو ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ الگ ہوگی اور اس کے بعد وہی مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت ہوگا ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مذاق ہے ۔ یہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے ۔ جناب والا ! قانون کی حکومت کیا ہے ؟ اس سلسلے میں مختصراً گزارش کروں گا ۔ کوئی بھی ذی شعور اور پڑھا لکھا شخص ، خواہ یہ ادھر بیٹھا ہے ، خواہ ادھر ، اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ قانون کی حکومت سے مراد کیا ہوتی ہے ۔ قانون کی حکومت سے مراد یہ ہو سکتا ہے ، اور یہی ہو سکتا ہے کہ ملک کے عام قانون کے تحت عوام کے ذمے کوئی رقوم ہوں ، انہوں نے کوئی جرم کیے ہوں تو ان کی ٹرائل عام عدالتوں

میں ہو سکے ۔

جناب سپیکر ! وزیر قانون سر ہلا رہے ہیں ۔ میں اس طرف بھی آتا ہوں ۔

سپیکر : میں تو ان کو سر ہلانے سے نہیں روک سکتا ۔ آپ روک سکتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! ایک تو بالکل انہوں نے بنیادی طور پر وہ بات غلط کی ہے کہ میں نے کسی دفعہ یہاں پر ایوان کے کسی بھی اجلاس میں یہ کہا ہو کہ عدلیہ سے یہ مراد ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے تحت کر دینے سے عدلیہ آزاد ہو جائے گی ۔ میں نے کبھی کوئی ایسی سٹیٹمنٹ نہیں دی ۔ میں نے ایک دفعہ یہ ضرور کہا تھا کہ آئین کے تحت یہ گورنمنٹ پر پابندی ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرے لیکن جیسے وہ اخبارات پر ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے ۔ میرے بارے میں سٹیٹمنٹ جو میں نے دی ہے اس پر تنقید ضرور کریں لیکن جو بات میں نے کہی نہیں اس کے بارے میں کچھ کہنے سے گریز کریں ۔ کیونکہ مجھے separation of executive and judiciary کا پورا پورا پتہ ہے کہ اس سے کیا مراد ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر : میں وزیر موصوف کا مشکور ہوں لیکن میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو مجسٹریٹ ہیں ان کی سطح تک کیا وزیر قانون بتا سکیں گے اگر ان کو بتایا گیا ہے کہ آیا جو مجسٹریٹ ضلعوں میں صرف عدالتی کام کریں گے وہ براہراست ہائی کورٹ کے ماتحت ہوں گے یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ۔

وزیر قانون : میں نے کبھی اس قسم کی بات نہیں کہی ۔

مسٹر رؤف طاہر : ٹھیک ہے ۔ آپ میری تصحیح فرما دیں تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں ۔ آپ یہ وضاحت کر دیں کہ آیا وہ مجسٹریٹ براہراست ہائی کورٹ کے ماتحت ہوں گے یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ۔

وزیر قانون : میں نے آپ کو بحث کرنے سے نہیں روکا ۔ میں نے کبھی یہ بات نہیں کہی جو آپ فرما رہے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : آپ نے نہیں کہی تو کسی اور وزیر نے کہی ہوگی ۔ جناب سپیکر ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں اور پھر یہ کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے تو اس لیے وہ مجسٹریٹ جو ان کے فرمان کے مطابق براہ راست

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت ہوں گے تو اب اس میں جھجھکنے کی کیا بات ہے ۔ جناب والا ! میرے نقطۂ نظر سے بلکہ میرا یہ پختہ ایمان ہے کہ یہاں ہر سب لوگ ایک سیاسی طریقہ کار سے ایک سیاسی عمل سے اس ایوان میں آنے میں کامیاب ہوئے اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے ۔ لیکن آپ اگر اس چیز کی طرف دیکھیں کہ جس راستے سے یہ پارٹی برسراقتدار آئی اس سیاسی عمل سے یا ان تاریخی عوامل کی وجہ سے جن کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جانا چاہتا لیکن یہ ضرور ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ برسراقتدار پارٹی کے جو ممبران ہیں فاضل اراکین ہیں وہ بھی میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ یہاں پر جو بھی ممبران 1970ء کے الیکشن میں خواہ ادھر سے کامیاب ہوئے خواہ اُدھر سے کامیاب ہوئے ایک سیاسی عمل کی وجہ سے ہوئے ۔ لیکن آج کیا ہو رہا ہے یا اس سے پہلے کیا ہوتا رہا ہے ؟ یہ ایک سازش ہے کہ اس سیاسی عمل کو بند کر دیا جائے اور نہ صرف یہ کہ اس سیاسی عمل کو بند کر دیا جائے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب ایک حکومت جمہوری طریقے سے آئی ہو اور غیر جمہوری طریقے سے برسراقتدار رہنے کی کوشش کرے تو اس کا انجام کیا ہوگا ۔ اس ملک کے ساتھ اور پاکستان کے ساتھ ماضی میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے ۔ میں ان تفاصیل میں بھی نہیں جانا چاہتا لیکن یہ پارٹی بھی عوام سے ڈر کر عوام سے خوفزدہ ہو کر اور صوبے میں خوف و ہراس کی فضا پیدا کر کے خود قلعہ بند ہو گئی ہے ۔ رائے عامہ سے ڈر کر انہوں نے مختلف کالے قوانین کے ذریعے ۔ ڈی پی آر کے ذریعے اور دوسرے متشددانہ قوانین کے ذریعے اب یہ قلعہ بند ہو کر ان کالے قوانین کو شیلڈ کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر پارٹی کا حق ہے کہ عوام کے پاس جائے ۔ اپنا نقطہ نظر پیش کرے خواہ وہ برسراقتدار پارٹی ہو خواہ مخالفین ہوں یا اپوزیشن پارٹی ہو ۔ ہر ایک کو آئین کے مطابق حق ہے ۔ میں اس آئین کی بات کرتا ہوں جس پر تمام پارٹیوں کے سربراہوں کے دستخط ہیں اور جس آئین کا اس پارٹی نے قومی سطح پر بین الاقوامی طور پر بڑا ڈھنڈورا پیٹا ہے ۔ میں اس متفقہ آئین کی بات کر رہا ہوں جس میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ لوگوں کے پاس ہر پارٹی کے لوگ ہر مکتبہ فکر کے لوگ جا سکیں ۔ اپنی بات کر سکیں ۔ اپنا نقطۂ پیش نظر کر سکیں ۔ اپنا پروگرام عوام کے پاس لے جا سکیں ۔ لیکن

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو رپورٹ ہے اس کی وجہ سے آپ عوام میں بہت مقبول ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ آپ مقبول ہیں یا نہیں ۔ لیکن اس رپورٹ کی موجودگی میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہم نے چار سال میں یا تین سال میں یا دو سال میں عوام کی بہت خدمت کی ہے ۔ عوام کو نوکریاں دیں ۔ عوام کے لیے پل بنانے ۔ سڑکیں بنائیں ۔ اگر آپ کا یہ دعویٰ درست ہے کہ آپ نے عوام کے لیے بہت کچھ کیا ہے اور آپ عوام میں بہت مقبول ہیں تو پھر آپ اپنے جو سیاسی مخالفین ہیں ان کو اجازت کیوں نہیں دیتے ۔ عوام سب سے بڑی شیلڈ بنیں گے اگر آپ عوام میں واقعی مقبول ہوں گے ۔ لیکن اگر آپ صوبے میں مسلسل دفعہ 144 اور معمولی معمولی تقریروں پر ڈی ۔ پی ۔ آر لگا رہے ہیں ۔ سپیشل ٹریبیونلز بنائے جا رہے ہیں تو جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے یہ اپنے آپ پر بھی وہ راستے بند کر رہے ہیں ۔ لیکن میں اس ایوان میں آخری شخص ہوں گا جو اس راستے کو پسند نہ کرے جو Civilian method ہے جو Democratic method ہے ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! یہ 1973ء اور 1974ء پر بحث کر رہے ہیں یا 1975ء اور 1976ء پر ۔

مسٹر سپیکر : رؤف صاحب ! ان کا اعتراض ہے کہ آپ 1976ء پر بحث کر رہے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو نقطۂ نظر ہے جس کا برسراقتدار پارٹی برملا اعلان کر رہی ہے ۔ شیخ صاحب بار بار کھڑے ہو رہے ہیں آپ بات کر لیں میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد : میں نے تو یہی عرض کی ہے کہ اس وقت آپ لوگ برسراقتدار تھے ۔

مسٹر رؤف طاہر : میں تو کبھی بھی برسراقتدار نہیں تھا یہ آپ سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے پوچھ لیں ۔ ڈاکٹر صاحب کو میں Provoke نہیں کر رہا ۔ میں صرف گواہی مانگ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو تقریر کرتے ہوئے بیس منٹ ہو گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : بس میں دو چار منٹ میں ختم کیے دیتا ہوں ۔ تو جناب سپیکر میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس ملک کے مفاد میں یہ ہے کہ خدا

کے واسطے ان سیاسی اور آئینی راستوں کو بند مت کرو بلکہ وہ سیاسی اور آئینی راستے بند ہونے سے پہلے ہی یہ ملک دو ٹکڑے ہو چکا ہے ۔ سیاسی عمل کو جاری رہنے دو ۔ اگر آپ مقبول ہیں ۔ اگر آپ عوام کو اپنے ساتھ 1970ء کی طرح لے جانا چاہتے ہیں اور 1970ء کی طرح عوام کو اپنے ساتھ لے جانے کے زعم میں ہیں تو پھر سیاسی عمل کو جاری رہنے دیں ۔ لیکن آپ کی جو حرکات و سکنات ہیں جو کچھ آپ کر رہے ہیں اور جس طرف آپ اپنے ملک کو لے جانا چاہتے ہیں وہ نہ ہمارے لئے اور نہ میرے ان فاضل دوستوں کے لئے بہتر ہے جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں ۔ دونوں کے لئے انتہائی نقصان دہ بات ہے ، انتہائی مضر بات ہوگی کیونکہ آپ نے وہ تاریک رات دیکھی جس وقت اس ملک میں 7 اکتوبر کو فوجی آمریت لاگو کی گئی۔ اس آمریت کی وجہ سے اس ملک میں بے تحاشہ شگوفے پھوٹے ۔ اور یحییٰ خان کی گورنمنٹ بھی اس کا ایک حصہ تھی اور اس دور میں کیا ہوا ، کیا نہیں ہوا ۔ ساری دنیا جانتی ہے ۔ لیکن آج میں پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے اپنی قیادت کو مجبور کیجئے ، میرے لئے نہیں اس پاکستان کے لئے ، اس پنجاب کے لئے ، خدا کے لئے وہ سیاسی راستہ کھلا رہنے دو ، اگر وہ سیاسی راستہ کھلا رہے گا تو میں بھی رہ سکتا ہوں ۔ آپ بھی رہ سکتے ہیں ، آپ اس پوزیشن میں ہیں ، اس طرف بیٹھے ہوئے دوست ، میں ان کا انتہائی احترام کرتا ہوں ، وہ اس پوزیشن میں ہیں ، اور میں یہ بھی عرض کر دوں کہ وزارتیں آنی جانی چیز ہیں ۔ حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی رہتی ہیں ، خواہ ایک ہی پارٹی کی حکومت کیوں نہ ہو ، وزیر بھی بنتے ہیں اور نکل بھی جاتے ہیں ، اقتدار آنی جانی چیز ہے ۔ کوئی شخص بھی خدا سے اس امر کا پٹہ لکھوا کر نہیں لایا کہ وہ تاصر اقتدار میں رہے گا ، لیکن یہ ملک ہمیشہ رہنا چاہیے ۔ ہمیں ایسی کوشش کرنی چاہیے اور اس راستے کو بھی کھلا رہنے دینا چاہیے جس سے پاکستان کا عام آدمی یہ محسوس کر سکے کہ وہ جس پارٹی کو چاہے ، جس شخص کی قیادت کو قبول کرنا چاہے کر سکتا ہے ۔ تو پھر جناب والا ! وہ راستہ کھلا رہ سکتا ہے ۔ لیکن اگر آپ نے اس راستے کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا تو پاکستان میں جو پہلے تجربات ہو چکے ہیں کہ مختلف آمروں نے مختلف دوروں میں کوشش کی کہ ہم ہمیشہ اقتدار میں رہیں لیکن ان کے اقتدار میں رہنے کی ہوس نے

پاکستان کو توڑا ، اور آج وہ خود بھی اقتدار میں نہیں رہے ، اس لئے جناب سپیکر ! میری پھر یہ التماس ہے کہ آئینی ، پرامن ، سیاسی طریقے جو جمہوری ملکوں میں ہوتے ہیں اختیار کریں باقی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ الیکشن کے نام پر ہم regimentation کریں گے ۔ جناب ایسا تاریخ میں کبھی نہیں ہوا ۔ بالکل نہیں ہوا ، اور میں ان تفاصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ جو شہری حکومت سویلین طریقے سے برسراقتدار آتی ہے اس کی اگر یہ کوشش ہو کہ وہ regimentation کے ذریعہ جبر کے ذریعے برسراقتدار رہ سکتی ہے تو یہ غلط فہمی ہے ۔ جناب والا ! سویلین حکومت میں نہ ہی regimentation قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ افسران جن پر آپ تکیہ کر رہے ہیں آپ کا ساتھ دیں گے۔ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ نہ آپ کا ساتھ دیں گے اور نہ میرا ساتھ دیں گے ۔ کیونکہ اگر آپ حکومت ان افسران کی بدولت چلا رہے ہیں ۔ اگر آپ جمہوری ادارے عوام کی رائے سے نہیں چلا رہے ، اگر آپ جبروتشدد اور دفعہ 144 کے ذریعے اور ڈی ۔ پی ۔ آر کے ذریعے یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے اقتدار کو طول دے سکتے ہیں تو پھر آپ اس کے لیے جمع خاطر رکھیے اور ں پوری ذمہ داری کے ساتھ اس ایوان میں کہتا ہوں کہ آپ اس طریقے سے اقتدار میں نہیں رہ سکیں گے ۔ اور وہ طریقہ جو ہے میرے نقطۂ نظر سے اس ملک کے لیے پاکستان کے لئے انتہائی خطرناک ہوگا ۔ اس لئے میں آخر میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ وہ سیاسی ذرائع اور وہ سیاسی راستے کھلے رہنے دیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔)

Begum Syeda Abida Hussain : (P. P. 182, Women-2) Mr. Speaker ! as we know, the strength and capacity of a Government is or should be judged by the quality of a Government that provides to the average citizen the means whereby it improves the quality of life for the average citizen. Sir, we all came into this House, into this august Assembly with dreams of changing the world around us. After some time of sitting in these assemblies and functioning Government it was realised, it was felt and it is by now an accepted reality that at the basis of all change is change in policy or chage in direction and policy bears fruit in the

due course of time. In the year 1973-74 despite the fact that the beginning of international recession has been a very heavy set back to the most of strong economies in the world. Despite that, the change of direction in the policy of the present Government was of a kind that has led to an extent already. When I say this I speak particularly about the attitude of the present Government with regard to bring betterment and development to the countryside. Mr. Speaker, in the Province of the Punjab the overwhelming majority of our people lives in the countryside. Therefore, growth in the countryside and development of the rural areas is of vital importance for any Government, and it may be seen through the ADP plans of the years that are under discussion today that very important effort was made to bring this development and to accelerate the pace of development in the rural areas and with regard to this several measures were taken. To beging with, in the years 1973 and 1974 two very important programmes were launched which have this end in view. The first is the Integrated Rural Development Programme and the second is the Peoples Works Programme. Both the Integrated Rural Development Programme and the Peoples Works Programme aim at improving the quality of life in the rural areas.

Mr. Speaker ! I am sure that the august members of this House will agree with me that those of us that know the privileges of the city life, that know the advantages of metalled road electricity, free access to water, and so on and appreciate that those of our brothers and sisters and who constitute the majority that lives in the countryside know not these privileges, are very unfortunate indeed, and the first duty of any Government is to provide this majority with these very basic facilities so that when we talk in terms of a developed of nation or in terms of an aware nation or a progressive nation, we don't apply ourselves to certain

restricted areas of averge communities, but we talk about a nation as a whole. Mr. Speaker Sir, the I.R.D.P was a programme that is intended to improve quality of life in certain specified project areas and to build these areas as models for similar pattern throughout the Province and I am sure that it will be agreed and it will be felt that some of these project areas are in advance of others in terms of time and some of them are showing more response than others in keeping with the mentality or psycholog of the people in that particular area However when you go into an I.R.D.P. project area you realise that an infra structure is being laid out or you are able to discern that an infra structure is being laid out which is going to enable the peasants of that particular area to improve the quality of his life to grow better crops to earn more, and consequently to have the means to spend better and to live better. Similarly, Peoples Works Programme is a very important programme Althought I agree with Mr. Rauf Tahir that the roads in themselves are not enough but if the roads were enough the British would have been perhaps more lauded towards the end of their rule in this part of the world. However, roads are very important and a very important end to the means of prosperity. The fact is that with the commencing of the Peoples Works Programme, in the rural areas, today, every village with a population of a couple of thousands is aspiring to attain a link road, is applying for the construction of a link road. is applying for some sort of attention to be given to that particular community so that it can put itself in touch with the bigger world and improve the quality of its life. The P.W.P. has, indeed, generated a kind of activity in the rural areas with regard to the development of the means of communication which will provide a base for improvement in future.

Mention has been made by several members of this House about women. I am very happy indeed to reflect upon these comments because, during the four years that we have sat in

this Assembly, this is the first occasion, I believe, that the gentlemen members of this House have cared to comment on women at all which, in itself, is a very happy sign. However, we were talking about what was done for women in the year, 1973-74. Mr. Speaker, two very important issues were attempted for women during this year. The first one is that some sort of attempt was made to realise or to build a realisation that women need certain protections in jobs. These protections are not so enormous as to exclude women from the pail of workers. What I mean to say is that these protections should not be a deterrent to the working women or to the employers or agencies in employing working women because, in fact, these protections are very minor in terms of real work. These protections were necessary, namely, protection of certain working hours, protection of maternity leave, protection for maintenance in the case of dissolution of marriage. These are very important measures which were brought into effect in 1973-74 for women It is a matter of profound regret that because the condition of women is governed by social prejudices in our society, these efforts of Government have not as yet gained the kind of impact that they should have because no law, no policy is really successful without the support of the people. I make this comment because I know as a woman that many of my sisters, who will perhaps hear these few words uttered for them in this august House, have this general complaint that their quality of life is not improving in a way it should have considering the fact that they are now in the Decade of Women. However, the fact remains that during 1973-74 some very important steps were initiated. When we speak from the international forums and from the platforms of international women we said that in the subsequent year 1975, the Government of Pakistan and some Provincial Governments in particular have taken certain specific measures to improve the quality of life for women and to make

them equal partners in society. Apart from these concessions regarding working conditions and the maintenance allowance in a dissolution suit, an important contribution was made when 2000 industrial homes were opened in this Province for women. This was important because these homes provided women a means of self-employment and towards earning money without necessarily disturbing the pattern of their life Since many of the patterns that govern the lives of women are very rigid indeed, this programme is a very useful one to assist women to work themselves out through the channels that are provided without the kind of struggle, without the kind of pain that is often brought to a women when she steps out of the main-stay or starts in a direction that may be trail-blazing in some way for herself. In other words, the industrial homes have come to be very welcome institutions both in our agrarian and urban societies and communities. The dramatic increase in the number of these industrial homes was a contribution indeed. Apart from the industrial homes, at the divisional and district level socio-economic centres were set up which provide means for women to learn crafts and to be able to increase their earnings without, as I have already said, disturbing the pattern of their life while sitting in their own homes without having to face the exposure that many brothers, husbands, fathers and sons are not happy to see their women facing.

Lastly, I would like to comment briefly on the very good aspect of the educational policy which was brought into effect in 1973-74. We saw tremendous change in Government policy towards education. The honourable Deputy Leader of this House tells us very eloquently and in great detail as to how Government's policy in education has brought benefit. I do not wish to go into all that detail but, however, I will say that this stress on education can be of tremendous value not only to us but of great and lasting value to that generation of children that we hope will grow up in a truly develop-

ed Pakistan.

I would like to comment on the Government's effort to create an Industrial Development Board in the Province to look-after those industries which were nationalised. A majority of members of this House comes from the agrarian sector and will perhaps share the resentment that I bear on the issue that whenever an effort has been made to bring economic reforms in this country, before the advent of the Peoples Government, it was always the land reforms that were thought of It was brought in one instance but discussed more often and yet the principle of feudalism does not in any way differ from the Elitist Capitalism. In fact, Elitist Capitalism in an objective condition like ours has perhaps contributed rather more ferociously to the increase of a certain kind of mentality that has kept us rather bound than allowed us to liberate ourselves. With this end in view an Industrial Development Board was set up which could bring competition in the public sector that industry could be established by every one, that it does not require the expertness of an individual alone to maintain it but that in fact the management of industry is not as complicated as was made up by the industrialists. This was a very progressive and much needed step and I am sure that the over-all progress of the Industrial Development Board will, in course of time, establish that public sector can be made as viable as the private sector but the private sector, in any case, is entirely dependent upon the Government and flourishes as a result of Government's protection and patronage.

In conclusion, I would like to mention a matter which I over-looked while talking about the benefits that were brought to the country-side. I did not mention that the direction of credit has been changed from heavey concentration in the industrial sector towards providing means or motivating people living in the rural areas to avail of the

credit facilities. That has been a very healthy step and has brought a sense of business to the grower which is very important from the agricultural point of view. I would also like to mention the subsidies which were given for tubewells, fertilizers and chemicals to the farmers ; particularly for tubewells. I come from a backward area where the sub-soil water is good but canal water supply is inadequate. I know as an absolute fact that the subsidies which were provided by Government in 1973-74 for the sinking of tubewells have made a solid impact on our agricultural life in that year and also in the year 1975-76. Indeed, this impact will continue to increase and make itself felt more and more as more and more land comes under the plough as a result of these subsidies which were provided to the farmers. It was a really remarkable and beneficial step which the Government took and not only subsidies for tubewells but also many other subsides were provided as well.

Mr. Speaker Sir, I apologise for hopping a little bit in my context but I have overlooked one or two things when I was talking about the women. I mean I overlooked the fact that a very important institution was set up in this year, 1973-74 exclusively for women This is the Government Poly-Technic Institute in Lahore. This Poly-Technic Institute is perhaps the first of its kind for women's training in what is known as vocational training, which is a very viable thing and much needed-aspect of training through which our women can come into and take their due place in national life.

I would in the end thank you, Mr. Speaker Sir, giving me the time this evening, and the time without interruption, which is a rare opportunity for a minor speaker of this House.

(Applause)

مسٹر سپیکر : مسٹر رستم خان بلوچ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ میاں ظہور احمد ۔ وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ راجہ منور احمد ۔ وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک (گجرات ۔ 8) : جناب والا ! آج بڑی اہم نقویمی رپورٹ زیر بحث ہے اور ہم نے اس رپورٹ کو دو صورتوں میں دیکھنا ہے کہ وہ کون سے حالات تھے جن کے پیش نظر صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت یا جس کو پیپلز پارٹی کہا جا سکتا ہے برسراقتدار آئی اور جہاں سے موجودہ حکومت کی مشکلات قومی حکومت کی مشکلات اس پروگرام پر عمل درآمد کرنے میں حائل ہوئیں ۔ تو جناب والا ! واقعات یہ تھے کہ موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے سے قبل معاشرے کا ایک وہ طبقہ تھا جس میں مزدور تھے وڈیرے تھے غریب آدمی تھے ۔ اقتصادی طور پر وہ ایک غریب طبقہ تھا جس کی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک اقتصادی نعرہ دیا گیا اور تمام قوم کو اقتصادی انصاف دینے کے نعرے کے پیش نظر صوبائی حکومت نے وہ فیصلے کئے جن سے لوگوں کی توقعات اور لوگوں کی خواہشات یکایک ابھریں ۔ جب حکومت اقتدار میں آئی تو ان خواہشات اور نظریات کا جو طوفان پیدا کیا گیا تھا وہ ختم ہوگیا اور لوگوں کا جب ایک ریلے کا ریلہ ذہنی طور پر اٹھا تو اس کے بعد موجودہ صوبائی اور قومی حکومت کو اس پر کنٹرول کرنا بے حد مشکل ہوگیا ۔ تو جناب والا ! ان حالات اور واقعات کی روشنی میں 72۔73ء کی رپورٹ اس وقت زیر غور ہے ۔ اور اس پس منظر کی روشنی میں جب ایک غریب آدمی کی توقعات اور تمنائیں اور اس کی وہ خواہشات پوری نہ ہو سکیں تو اس کے بعد قومی حکومت نے صوبائی حکومت کو امداد دینی شروع کی اور جب قومی حکومت اپنے ملکی مسائل کے پیش نظر اپنی آمدنی میں اضافہ نہ کر سکی تو ان حالات کے ہوتے ہوئے تمام ملک کو جس میں صوبہ پنجاب بھی شامل ہے غیروں کے ہاتھ میں گروی رکھنا پڑا ۔ یہ امر اس وقت واشگاف ہوگا جس وقت حکومت اقتدار میں نہیں رہے گی ۔ جناب والا ! اب تک جو ڈویلپمنٹس کی گئی ہیں جیسا کہ صوبائی سطح پر سڑکوں کی تعمیرات ہیں ۔ کئی پلوں کی تعمیرات ہیں تو یہ بڑی حوصلہ افزا ہیں ۔ جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی سابقہ حکومت نے

تعمیراتی رنگ میں اتنی ترقی نہیں کی جتنی صوبائی حکومت نے کی ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ productive ہے یا non-productive ہے۔ ہم نے سوشل جسٹس کو۔ اکانومک جسٹس دینے کے اس وعدے کو پورا کیا ہے یا نہیں کیا ہے اور یہ پیسے کہاں سے آئے ہیں۔ ہم نے اپنے وسائل کو بجٹنگ سسٹم میں کہاں تک per capita income میں اضافہ کیا ہے۔ تو بہرحال اس وقت چونکہ لوگوں کے ذہنوں میں ایک انقلاب آیا تو اس انقلاب کو meet out کرنے کے لیے بے تحاشا قرضے حاصل کئے گئے جن کا حساب کتاب آپ کے بعد آنے والے دیں گے تو یہ جناب والا! اسلامک وے آف لائف کا پہلا پرنسپل تھا جس کے لیے آئین میں واضح شق رکھی گئی تھی۔ جناب والا! اس کے متعلق آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے سے پہلے اسلامک وے آف لائف تھا یہ نہیں تھا۔ اب بہرحال جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے اور جو basic value عوام کے ذہن میں ہے اور اسلام پر عمل کرنے کی جو روایات تھیں ان کو پامال کیا اور ان جذبات کو۔ اسلامی نقطۂ نگاہ کو اور نظریات کو جو بھی اچھے تھے یا برے تھے اقتصادی کہا گیا اور عوام کے ذہنوں میں ڈالا گیا۔ لیکن اقتصادی طور پر ہم وہ مساوات قائم نہ کر سکے۔ اس ضمن میں جناب والا! تین stages تھیں جن پر ہم عمل کر سکتے تھے۔ ان تین سٹیجز میں سے ایک تو انڈسٹری تھی۔ جناب والا! جب انڈسٹری کو عمل میں لایا گیا تو مزدوروں کے چھوٹے سے طبقے کو خوش کرنے کے لیے اس کی قیمت کہاں سے ادا کروائی۔ حکومت انڈسٹری اور پرائیویٹ سیکٹر پر حملہ آور ہوئی۔

رائے سخاوت علی خان: جناب والا! لک صاحب فرما رہے ہیں کہ ''مزدوروں کے چھوٹے سے طبقے کو'' تو یہاں تو اکثریت ہم مزدوروں کی ہے اور وہ چند لوگ ہیں جو وسائل کے مالک ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک: شکریہ۔ بہرحال اگر آپ اعداد و شمار دیکھیں کہ مزدور پیشہ کتنے ہیں تو ان کی تعداد ایک چھوٹی سی بنے گی۔ جناب والا! اس طبقے کو خوش کرنے کے لیے پرائیویٹ سیکٹر پر حملہ آور ہونے۔ پرائیویٹ سیکٹر کی مزید ڈویلپمنٹ روک دی گئی اور پرائیویٹ سیکٹر میں لوگوں نے پیسہ لگانا بند کر دیا۔ تو جناب والا! یہ 73.72ء کی

پالیسی تھی جس پر ہم عمل پیرا ہوئے اور جس کے اثرات آج پبلک سیکٹر میں نظر آ رہے ہیں ۔ چونکہ ہمارے پاس وسائل نہیں تھے اس لیے وہ جو اس وجہ سے خلا پیدا ہوگیا تھا اس کو ہم meet out نہ کر سکے ۔

جناب والا ! جہاں تک زراعت کا تعلق تھا وہ تو ایک دوسرا شعبہ تھا جہاں سے ہم پروڈکشن حاصل کر سکتے تھے ۔ وہاں پر مزارع اور مالک کا وہ شاندار مظاہرہ کیا گیا اور مزارعوں کو سیاسی طور پر اس انداز پر ابھار گیا ۔ قانونی طور پر تو اس کو آزادی یا تحفظ نہیں دیا گیا لیکن سیاسی طور پر اس کو اسقدر اچھالا گیا کہ مالک اور مزارع کے تعلقات آج بھی اسقدر کشیدہ ہیں جس سے وہ اراضی کی کاشت اور پروڈکشن پر اثرانداز ہوئے ہیں ۔ جناب والا ! وہ 72-73ء سے شروع ہوئے اور آج وہ دو طبقوں میں بٹ چکے ہیں ۔ جو ہم نے ان کو سیاسی نعرہ دیا تھا اس کی وجہ سے قتل و غارت ۔ تباہی و بربادی کا یہ نتیجہ نکلا تو جناب والا ! ہم نے اقتصادی طور پر مزارع کو کوئی سہولت نہیں دی تھی کیونکہ یہ ایک قانونی بات ہے جس کے تحت وہ زمیندار ان کو بے دخل بھی کر سکتے تھے ۔ اس میں ہم نے اضافہ کیا ۔ اس مسئلے کو الجھایا ۔ آج فصل کو نہ تو کاشتکار کاشت کر رہا ہے اور نہ ہی مالک اراضی کر رہا ہے تو جناب والا ! یہ وہ اقتصادی پالیسی تھی جس پر ہم نے 72-73ء میں بڑی شدومد کے ساتھ حملہ کیا ۔ اور اس کی وجہ سے انتظامیہ کو پیپلز پارٹی کے ان دوستوں کو اور صوبائی حکومت کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور مزارع اور جاگیردار اقتصادی طور پر ہم پر اثرانداز ہوئے ۔ جناب والا ! 72-73ء میں یہ روش تھی ۔ سوشلزم اور سوشلسٹ معیشت کی وہ پالیسی تھی جس پر کامزن ہوئے لیکن جب اس کے اثرات نفی میں تبدیل ہوئے تو اب پنجاب کے وہ لینڈ لارڈزجن کی نفی پر اقتصادی نظام مبنی تھا اور جس پر یہ صوبائی حکومت لڑی تھی آج ان کو سیاسی طور پر ہمنوا بنایا گیا اور آج ان کو گورنمنٹ میں شامل کیا گیا ۔ آج وہ طبقہ جس کے خلاف مزارع یا landless tenants کے دل میں نفرت پیدا کی گئی تھی ، وہ طبقہ جس کے خلاف ہم نے 1972ء اور 1973ء میں سیاسی اور اقتصادی طور پر جنگ کا آغاز کیا تھا آج وہ شریک سفر ہے اور صف اول میں بیٹھا ہوا ہے ۔ اس نے مالک اور مزارع میں تعلقات کشیدہ کئے لیکن وہ طبقہ جس نے

جدوجہد کی تھی اس کو ignore کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! جہاں تک Islamic way of life کا تعلق ہے اس میں زکواۃ کی collection، مساجد اور درباروں کو اپنی تحویل میں لینے کے سلسلے میں محکمہ اوقاف پیدا کیا گیا اور اس کی ڈویلپمنٹ کی گئی۔ لیکن یہ سب کچھ ایک angle کے ساتھ ہوتا رہا۔ یہ سارے ادارے محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لیے صرف عوام کو سیاسی طور پر Islamic way of life دینے کے لیے نہیں بلکہ مذہبی راہنماؤں کو سیاسی طور پر پس انداز کرنے کے لیے اور ایک انداز فکر میں ڈھالنے کے لیے۔ جناب والا! 1972ء اور 1973ء میں جو پالیسی اختیار کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ انتظامیہ کو مفلوج کرنے کے لیے ان کے خلاف ایسے قوانین استعمال کئے گئے جن سے ان میں عدم تحفظ پیدا ہوا جس سے وہ ڈر گئے۔ کسی ملک کی انتظامیہ اس ملک کو چلانے کے لیے ذہن کا کام دیتی ہے۔ اس میں سیاسی طور پر اس قدر غیر ذمہ دار، نااہل اور unqualified لوگوں کو بھرتی کیا گیا تاکہ انتظامیہ میں سیاسی مخالفت ذہنی طور پر کی جا سکے۔ لہذا انتظامیہ کو مفلوج کر دیا گیا۔ جہاں تک سیاسی طور پر لوگوں کی participation کا تعلق تھا وہ جمہوری طریقہ کار جس کے مطابق ہم یہاں اس ایوان میں آئے، اس دو سال کے عرصہ میں جو ظلم اور زیادتی اور تشدد کیا جا سکتا تھا وہ کیا گیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس صوبہ میں نہ کوئی لوکل باڈیز کا وجود ہے اور نہ ممبران اسمبلی ذہنی طور پر آزاد ہیں۔ عوام کو یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ اب جمہوری طریقہ کار صرف ایک ہے اور وہ ہے پیپلز پارٹی اور وہ موجودہ دوست جو اقتدار میں ہیں ان کی اتباع کیونکہ اس کے بغیر اب کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ یہ تھی 1972ء، 1973ء کی پالیسی جس کے اثرات آج واضح ہو رہے ہیں۔

جناب والا! جہاں تک زرعی شعبے کا تعلق ہے اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے سابقہ حکومت نے جس کے خلاف نفرت پیدا کر کے موجودہ حکومت برسراقتدار آئی تھی۔ سرکاری ٹیوب ویل کا سسٹم نافذ کیا اور ٹیوب ویل لگائے۔ ہم 1972ء اور 1973ء سے لے کر آج تک مسلسل پنجاب کی حکومت کے علم میں یہ بات لا رہے ہیں کہ وہ پانی کا متبادل انتظام جو نہری پانی کی کمی کی وجہ سے کیا گیا تھا ناکام اور فیل ہو چکا ہے۔ لیکن صوبائی حکومت

اس پر کنٹرول حاصل نہ کر سکی ۔ جناب والا ! جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا کہ 1972ء اور 1973ء میں گندم اور گنے کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے ۔ ہم اس کے لیے تہہ دل سے مشکور ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ کیا ہی کچھ نہیں ۔ کچھ کیا گیا ہے ۔ لیکن لوگوں کے اقتصادی ذہن کا جو طوفان اٹھا تھا اس کو آپ دوست meet out نہیں کر سکتے تھے ۔ اس کے دو طریقہ کار تھے ۔ ایک طریقہ کار یہ تھا کہ ہم اپنی زندگی کو ایک عام آدمی کی زندگی کے برابر ڈھالتے ۔ حکومت کے اہلکاران جن میں ایم ۔ پی ۔ اے حضرات ، ایم ۔ این ۔ اے حضرات وزراء صاحبان اور منٹرل حکومت کے تمام اہلکاران ہیں اپنی زندگیوں کو اس انداز سے ڈھالتے کہ عوام کے اس طبقے کو یہ شکوہ نہ ہوتا ۔ ہم نے تو اپنی اقتصادی زندگی کو اس حد تک luxurious کر لیا ہے ۔ اس پر اخراجات اس قدر زیادہ کر لیے ہیں جو عوامی نقطہ نظر سے قطعی نا مناسب ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : اس لیے آپ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے تھے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ واقعات پیپلز پارٹی کے اندر دیکھنے کے بعد عرض کر رہا ہوں ۔ وہ بھی شاہد ہیں کہ وہاں کیا ہو رہا تھا ۔ اور کیا کہا گیا تھا ۔ جناب والا ! Islamic way of life میں یہ تھا کہ ہم نے منشیات کو کس حد تک بند کیا اور بطور مسلمان شراب پر کس حد تک پابندی عائد کی ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں نے یہ کہا تھا کہ یہ جو اتنا گنے کی قیمت کے بارے میں طوفان اٹھا تھا اس واسطے آپ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے تھے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جب میں پیپلز پارٹی میں داخل ہوا اس وقت جو حالات تھے وہ میں عرض کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اپنی باتیں آیات سے پیش کرتے ہیں اور فارسی کے شعر بھی بولتے ہیں ۔ شائد وہ اندر سے مخلص ہوں لیکن جو حالت میں نے وہاں شراب خانوں میں دیکھی ہے اور جو حالت ان دوستوں کی دیکھی تھی اور جو نظارہ اندر جا کر دیکھا اس کے مطابق میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ چیز کتنی برعکس ہے اس کے کہ ہم مجبور تھے اور پابند تھے کہ ہم لوگوں کو اسلامی طریقہ کار اور Islamic way of life adopt کرائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! پھر دوسری طرف سے بھی اس قسم کی گفتگو شروع ہو جائے گی ۔

Let us not unnecessarily dwell on this.

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! شیخ عزیز احمد صاحب نے فرما دیا تھا اس لیے مجھے کچھ کہنا پڑا ۔

مسٹر سپیکر : میرا مطلب ہے کہ بحث بڑے اچھے ماحول میں ہو رہی ہے ۔ لیکن یہ کہنا کہ ہے خانے کیسے ہیں تو اس سے بحث کا ایک نیا ذکر شروع ہو جائے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! شیخ صاحب بزرگ ہیں لیکن اگر آپ ان کو تنبیہ فرما دیں تو ماحول ذرا اچھا رہے گا ۔

مسٹر سپیکر : ایک طرف تو آپ انہیں بزرگ کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں انہیں تنبیہ کردوں ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ ایک سمت جس کا تعین 1972ء اور 1973ء میں کیا گیا وہ تھی one party rule 1972ء اور 1973ء میں انتظامیہ کو ایسے ڈھانچے میں ڈھالا گیا ، جمہوریت کو ایسے انداز سے چلایا گیا اور اقتصادی ڈویلپمنٹس ایسے انداز فکر سے کی گئیں جس کے اثرات آج بڑے واشگاف الفاظ میں اور بڑے صاف ستھرے ہمیں نظر آرہے ہیں ۔ صوبائی حکومت کو مرکزی حکومت نے صوبائی رابطہ کمیٹی کی آڑ لیتے ہوئے اس طرح مجبور کیا کہ وہ تمام سماجی اور سیاسی صوبائی اختیارات سلب کر لیے گئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ کابینہ اور موجودہ کابینہ اس مسئلے میں بے بس اور مجبور ہے جس طریقے سے یہ صوبہ صوبائی رابطہ کمیٹی اور سنٹرل حکومت کی تحویل میں جا چکا ہے ۔ یہ تھی وہ حکمت عملی جس کا آغاز 1972ء اور 1973ء میں کیا گیا تھا ۔ اس کے پیش نظر اس جمہوری نعرے نے عوام کو کس کے رکھ دیا ۔ پنجاب کی انتظامیہ کو مفلوج کر دیا گیا اس کی سروس کو عدم تحفظ دیا گیا ۔ اور انتظامیہ کو ہم مجسٹریٹ صاحبان اور باقی افسران کے وقت کا $\frac{3}{4}$ حصہ سیاسی crushing اور سیاسی شکست دینے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ یہ تھا وہ احساس یہ تھے وہ پرنسپلز جو ہم نے جمہوری process کو آگے لانے کے لیے مقرر کئے تھے اور دستور کے ماتحت جس کی ہم نے پابندی عائد کی تھی ۔

جہاں تک اقتصادی ترقی کا تعلق ہے ۔ غریب آدمی کو وسائل مہیا نہیں کئے جا سکے ۔ جو پرائیویٹ سیکٹر تھا وہ بند ہو چکا تھا دیہاتی معاشرے میں landless tenants اور لینڈ لارڈ کے تعلقات کشیدہ ہونے کی وجہ سے وہاں مزید ڈویلپمنٹ نہ ہو سکی ۔ بے دخلیاں شروع ہوئیں جس کے پیش نظر ہم employment نہ دے سکے ۔ جناب والا ! اگر صوبے میں employment دی گئی تو وہ دو شعبوں میں دی گئی ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس امر کے گواہ ہیں کہ تعلیم بالغاں کے سنٹر کھولے گئے جس پر پیسہ خرچ کیا گیا لیکن وہ آج ناکامی سے دوچار ہیں ۔ یہ ان کو ماننا پڑے گا کہ سپاہ خدمت یا سپاہ دانش میں ان کے سیاسی دوستوں کے رفیق سفر بھرتی کئے گئے ۔ لیکن دو سال کے بعد ناکامی کے ساتھ ہمیں ان سے دست بردار ہونا پڑا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ غیر اقتصادی پروگرام تھا جس کو ہم نے employment کرنے کے لیے سیاسی رشوت دی ۔

جناب والا ! جہاں تک قیمتوں کے اضافے کا تعلق ہے وہ میں عرض کر رہا تھا کہ وہ بالکل بجا اور درست ہے ۔ لیکن اس دو سال کے عرصہ میں جس طریقے سے اقتصادی بحران آیا اور باقی قیمتوں میں اضافہ ہوا ۔ اس کے پیش نظر آج وہ قیمتوں میں اضافہ کاشت کار کے لئے نامکمل ہے اور unpro-ductive ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ زرعی شعبہ جس طریقے سے تباہ و برباد کر دیا گیا ہے اور جس طریقے سے بنیے کی طرح کاشت کار کو زرعی قرضے دینے میں جکڑا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں آج تک کسی حکومت نے یا کسی سابقہ حکومت نے کبھی یہ فعل نہیں کیا کہ کاشت کار کو اس قدر قرضے دیے جائیں جن کے پیش نظر وہ نسل در نسل ان قرضوں کو ادا نہ کر سکیں ۔ ان کا اپنا بجٹ 1972-73 میں متاثر ہوا تھا جس کے اثرات آج بھی ظاہر ہو رہے ہیں ۔ وہ اقتصادی حالت کی بہتری کے لئے نہیں تھے ۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ یہ تمام واقعات جو اب تک حکومت نے آرٹیکل 30 کے تحت کیے ہیں ۔ وہ یہ آمریت کا راستہ تھا ۔ one party rule کا راستہ تھا اس سلسلے میں حکومت خود مجبور ہے اور صوبہ اپنے اختیارات سنٹر کو دے رہا ہے یا جو اختیارات ان دوستوں کے پاس ہیں ان رفقا کے پاس ہیں ۔ وہ میرے دوست 1972-73 میں مجبور تھے اور آج بھی مجبور ہیں ۔ کیونکہ جو ان کو حکم ملتا ہے انہیں کرنا پڑتا ہے ۔

اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے اقتصادی طور پر اور سیاسی طور پر بہتری نہیں کی ہے ۔ بہرحال میں ان کے لئے دعا گو ہوں کہ خدا ان کو اس مجبوری سے نکالے تاکہ وہ صوبے کی بہتری کے لئے کوئی قدم اٹھائیں اور صوبے کی عوام کی خوشحالی کے لئے کچھ کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب آپ حصہ لے رہے ہیں ؟ میں نے آپ کا نام پکارا تھا ۔

راجہ محمد اقبال خان : میں جناب خاکوانی صاحب کے بعد بول لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون ۔

وزیر قانون (مسٹر ایس ایم مسعود) : جناب والا ! 1973ء اور 1974ء کے بارہ میں یہ رپورٹ ہے جب میں پہلے دن اسمبلی کا رکن بن کر آیا تھا اسی دن سے مطالبہ جاری ہے اور اس سلسلے میں التوا پر التوا ہوتا رہا ۔ وہ التوا جو پچھلے سالوں میں رہا گو وہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی لیکن وہ لوگ برسراقتدار تھے جو پارٹی کے منشور پر الیکشن لڑ کے آئے تھے اور جن کی وجہ سے پارٹی کے منشور کو عملی جامہ پہنانے میں اور پارٹی کے منشور پر صحیح عمل نہ کرنے سے پارٹی کو بدنامی و رسوائی مول لینا پڑی ۔ لیکن آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ غلطیاں جو ہمارے رفقا سے سرزد ہوئیں ہم ان کا اعادہ نہیں کر رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ 1973ء اور 1974ء کی رپورٹ 1976ء میں زیر بحث آ رہی ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! وزیر موصوف اس کی وضاحت کریں اور یہ اعتراف کریں کہ 1973ء اور 1974ء کی جو رپورٹ پیش کی ہے اور اتنے بلند بانگ دعوے کر رہے ہیں کہ یہ بہت اچھی رپورٹ ہے تو پھر ان لوگوں کا نام کیوں نہیں لیتے جن کے زمانے میں یہ سب کچھ ہوا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب پوائنٹ آف آرڈر اتنا لمبا ہوا نہیں کرتا ۔

چوہدری محمد اشرف : آخر جناب وہ کون لوگ تھے ۔ آخر اس وقت کون سربراہ تھے ۔

مسٹر سپیکر : آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب یہ چوہدری شاہ صاحب ہیں وہ سید شاہ

صاحب ہیں ۔ ہم انہیں کیا کہہ سکتے ہیں ۔

(قہقہہ)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں گذارش کر رہا تھا کہ انقلاب کا واسطہ دے کر یا انقلاب یاد دلا کر یہ بتایا گیا تھا کہ 1970ء کی وہ جماعت جو اس ملک میں انقلاب لائی تھی وہ انقلاب کے راستے سے ہٹ گئی ہے ۔ انہوں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ انقلاب کے راستے میں Counter Revolutionaries شامل ہو گئے ہیں ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس ملک میں Counter Revolutionaries انقلاب نہیں لائے تھے ۔ کچھ extremists اور opportunists اس انقلاب میں شامل ہوئے تھے ۔ انہوں نے انقلاب کے راستے کو روکنے کی کوشش کی ۔ آج وہی Counter Revolutionaries اور opportunists اس جماعت سے باہر نظر آتے ہیں ۔ وہ اس لئے کہ وہ جس جماعت کے اصولوں پر اور منشور پر آج وہ کہتے ہیں کہ اصولوں کی بھی قربانی دی جا سکتی ہے ۔ دنیا میں آج تک تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا ۔ آج وہ لوگ انقلاب کے نام پر دوسروں کو طعنہ دے رہے ہیں ۔ Counter Revolutionaries بلکہ میں کہتا ہوں کہ opportunist Revolutionaries وہ لوگ ہیں جو اصولوں کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ اصول بھی قربان کئے جا سکتے ہیں ۔ لیکن آج تک اس جماعت نے کوئی اصول قربان نہیں کیا ہے ۔ آج بھی انہیں اصولوں پر قائم و دائم ہے ۔ جیسا کہ میرے دوست رؤف طاہر نے کہا ہے کہ یہ لوگ چلے آ رہے ہیں ۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ سیاسی طور پر ان کی جڑیں اس ملک سے کٹ چکی ہیں ۔ ان چار سالوں میں بلوچستان میں اس پارٹی نے بہت اہم اصلاحات کی ہیں ۔ بلوچستان میں ایوب خان بھی جرأت نہ کر سکا کہ سرداری نظام کو ختم کر سکے ۔ اور یہ چیز اس پارٹی نے کی اور جس دن سرداری نظام ختم ہو رہا تھا اس دن وہاں کا سردار اعظم وزیر اعظم کے سلیوٹ تالیاں بجا رہا تھا ۔

چوہدری عبد اشرف : جناب والا ! یہ بلوچستان اگر زیر بحث آ سکتا ہے تو سندھ بھی زیر بحث آئے گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے شاید رؤف طاہر کی تقریر نہیں سنی وہ تو اس کا جواب دے رہے ہیں ۔ اس ایوان میں حزب اختلاف کی طرف سے جو تقاریر کی جا چکی ہیں ان کا وہ جواب دے رہے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس وقت وزیر اعظم پاکستان یہ اعلان کر رہا تھا کہ اس ملک کا سرداری نظام ختم کیا جا رہا ہے تو بلوچستان کی زمین کا سردار اعظم اس کے ساتھ تالیاں بجا رہا تھا ۔ اور یہ اس پارٹی کی سب سے بڑی انقلابی ہونے کی دلیل ہے ۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اس ملک میں سیاسی طور پر واپس آ سکتا ہے تو تاریخ میں کبھی وہ واپس نہیں آ سکتا ۔ تاریخ میں ہمیشہ بتدریج عمل کیا جاتا ہے ۔ 1974-1973ء کی رپورٹ اس کا واضح ثبوت ہے میں آپ کو انقلاب کی تاریخ میں لے جانا چاہتا ہوں ۔ جن ملکوں میں انقلاب آیا ابتدائی سالوں میں وہاں بدحالی پھیلی means of production کم ہو گئے ۔ کیوں ؟ یہ انقلاب کے نتائج ہوتے ہیں ۔ ان کے لیے تیار رہنا چاہیے کیونکہ بیشمار ملکوں میں انقلاب آیا ہے اور اگر کسی اصلاحات کے فوری طور پر نتائج برآمد نہ ہیں تو یہ قطعی غلط ہے ۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ انقلاب کے بعد وہ کونسی جد و جہد ہے جس کی طرف زیادہ توجہ دینا ہے ۔ وہ کونسی پالیسی ہے اور وہ کونسی حکمت عملی ہے جس پر حکومت چلے ۔ جناب والا ! پچھلے دنوں روس کا پارلمنٹری وفد آیا تھا ۔ ان کے ڈپٹی لیڈر سے گفتگو ہوئی تو دوران گفتگو میں انہوں نے مجھے سے پوچھا کہ آپ لوگ انڈسٹریل پروگرس کی طرف بڑی توجہ دے رہے ہیں ۔ بڑے لوگ انڈسٹریل پروگریس کے خواہشمند ہیں ۔ یہ کیا بات ہے ؟ میں نے ان سے کچھ باتیں کیں ۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ اس ملک میں انقلاب لانا چاہتے ہیں تو تعلیم کے ذریعے انقلاب آئے گا ۔ آپ دیکھ لیں کہ1973ء 1974میں پاکستان میں اور پنجاب کی حکومت نے سب سے زیادہ تعلیم پر پیسہ خرچ کیا ہے ۔ یہ انقلاب کا صحیح راستہ ہے ۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ سڑکوں پر پیسہ خرچ کیا گیا ہے ۔ شاید ان کو انقلاب کے راستے کا پتہ نہیں ۔ جو لوگ اقتصادی طور پر ترقی کرتے تو ہیں meas of communication پر زور دیا جاتا ہے ۔ ان جگہوں پر سڑکیں پہنچا دی جاتی ہیں جہاں سے لوگ اپنا سرمایہ اپنی افرادی طاقت کو ملک کے دوسرے حصوں تک پہنچا سکیں ۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے کسی خطے میں جہاں سڑکیں بنانے کی کوشش کی گئی وہاں ہنگامے برپا ہوئے ۔ صحیح طور پر انقلاب کے راستہ کا مطلب یہ نہیں کہ یہاں پر زمینیں راتوں رات بانٹ دی جائیں ۔ انقلاب کا دوسرا step جو لیا جاتا ہے وہ افرادی قوت ہے جس کو شامل کر کے

لوگ جد و جہد کی قوت کو استعمال کریں ۔ حکومت کے سرمائے اور ملک کی اعانت سے ملک کے اندر انقلاب آتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ رؤف طاہر نے دو باتیں کہیں اور بیگم سیدہ عابدہ نے نہایت خوبصورتی سے اس کو explaion کیا کہ یہاں پرائیویٹ انڈسٹری لگ رہی ہے وہ چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ۔ یہ بھی حکومت کے سرمائے اور حکومت کی مدد سے لگتی ہے ۔ یہ ایک historical process ہے یہ ایک تدریجی دور ہے جس سے ہم گذر رہے ہیں ۔ ہم ملک میں آج سوشلزم کے ساتھ ساتھ mixed economy یا democratic planning کے تحت گذر رہے ہیں ۔ آپ نے دیکھا کہ وہ تمام اصلاحات جو اس ملک میں اور اس صوبے میں کی گئیں ، جو اس پارٹی کی حکومت نے کیں ، وہ تمام کی تمام اسی راستے پر لے جا رہی ہیں جہاں ملک کے اندر صحیح طور پر سوشلسٹ انقلاب یا عوامی انقلاب آئے گا ۔

جناب والا ! کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں rule of law نہیں ۔ کہا گیا ہے کہ اس صوبے میں rule of law نہیں ۔ مجھے چیلنج کیا گیا ہے کہ آپ بتائیں کہ judiciary and Executive کو علیحدہ کرنے کی جو پروویژن آئین میں رکھی گئی ہے اس سے کیا مراد ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ کون ہے rule of law کی بات کر رہے ہیں ۔ کیا وہ جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے ، جو آئین میں لکھا ہوا ہے جو مقدس ہے اور جو آئین اس وقت بھی موجود ہے ۔ آئین میں لکھی بہت سی باتیں ممکن ہے کہ وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بدلنی پڑیں ۔ اسی آئین کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اسی ایوان میں بنیادی حقوق کے مطابق کچھ قوانین پاس کیے گئے لیکن انقلاب کے راستے میں یہ جوڈیشیل سسٹم کبھی چل نہیں سکتا ۔ یہ جو افراد کے بنیادی حقوق لکھے گئے ہیں یہ انقلاب کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں ۔ یہ انقلاب کے راستے کو آگے نہیں لے جاتے ۔ جب نیشنلائیزیشن کرنی ہو تو ملک کا یہی judicial process رکاوٹ کا باعث بنتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں انقلاب آتے ہیں ، جہاں یہ خواہش ہو کہ ہم نے اقتصادی انقلاب لانا ہے تو جو تحریری بنیادی حقوق ہوتے ہیں ان کی کوئی بنیاد نہیں ۔ rule of law سے کیا مراد ہے ۔ rule of law سے کبھی یہ مراد نہیں لی گئی کہ افراد کورٹ کے سامنے برابر کے حقوق رکھتے ہوں ۔ یہ ایک خالصتاً مغربی سوچ ہے ۔ rule of law سے مراد وہی rule of law

ہے - جہاں ملک کے چھوٹے سے چھوٹے اور ادنے سے ادنے انسان کو پورے اور مساوی حقوق حاصل ہوں ، وہی صحیح طور پر rule of law ہوگا - لیکن اگر rule of law سے یہ مراد لی جائے کہ عدالتوں کے سامنے افراد کو برابر کے حقوق ہوں تو وہ rule of law نہ ہم نے کبھی تسلیم کیا ہے اور نہ ہم اس کو مانتے ہیں - ہم وہی rule of law چاہتے ہیں جہاں غریبوں کو ، مزدوروں کو ، کسانوں کو اور پسے ہوئے طبقوں کو مساوی حقوق ملیں ، opportunities ملیں - لیکن یہ سرمایہ دارانہ نظام کا جو جوڈیشیل سسٹم ہے وہ یہ کبھی نہیں دے سکتا - اور یہی counter-revolutionaries انقلاب کے راستے کو روکنے کے لیے کبھی rule of law کی باتیں کریں گے ، کبھی بنیادی حقوق کی باتیں کریں گے - لیکن وہ لوگ جو صحیح طور پر سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے وہ ان باتوں سے آگے نکلتے جا رہے ہیں اور 1973-74ء میں باوجود ان لوگوں کی غلطیوں کے حکومت کی پالیسیاں واضح طور پر عیاں ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے وہ دوست جنہوں نے انہیں نافذ کرنے میں شاید غلطیاں کی ہوں ، ہم صحیح طور پر اپنی منزل کی طرف گامزن ہیں اور حکومت اپنی منزل کی طرف اور اپنے منشور کی طرف ، جس کا وعدہ 1970ء میں کیا گیا تھا ، رواں دواں ہے ، اس کو کوئی واپس نہیں لا سکتا ، کوئی روک نہیں سکتا -

جناب والا ! میرے دوست نے پروگریسو پیپرز کا ذکر کیا ہے - میں اس کا کچھ جواب دینا چاہتا ہوں - اس لیے کہ صحافت کی آزادی اچھی چیز ہے لیکن صحافت کی آزادی کن لوگوں کے لیے ؟ کیا صحافت کی آزادی ایک خاص vested لوگوں کے لیے ہے - کیا وہی لوگ مقدم ہیں - ظہور الٰہی کے زمانے میں پروگریسو پیپرز کو کس طرح لوٹا گیا کس طرح نیشنل بنک آف پاکستان سے پیسے لیے گئے اور پھر پروگریسو پیپرز کے نام پر کمالیہ ٹیکسٹائل ملز کے لیے زمینیں لی گئیں اور پھر ان کو ان کو کس طرح بیچا گیا - کیا ملک میں آزادی صحافت کے نام پر ایسے اداروں کی آزادی دی جا سکتی ہے ؟ لیکن اس حکومت کے آنے سے پہلے پروگریسو پیپرز لے لیے گئے - حکومت سمجھتی ہے اور محسوس کرتی ہے کہ یہاں پر ورکروں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کسی خاص فرد کے لیے آزادی صحافت کی اجازت دی جا

سکتی ہے تو ایسا نہیں اگر آزادی صحافت ہے تو پھر ملک کے تمام غریبوں ، کسانوں اور مزدوروں کے لیے ایک جیسی ہونی چاہیے ۔ انہیں بھی اخبارات میں اتنا ہی موقع ملنا چاہیے ، اگر نہیں ملتا اور سرمایہ دارانہ نظام میں یہ اخبارات کسی خاص گروہ کے حصے میں رہیں گے تو یہ کبھی آزادی صحافت نہیں ۔ جناب والا ! آج پروگریسو پیپرز اس لحاظ سے منافع بخش چل رہا ہے ۔ آج اس ادارے میں ورکروں کو بے شمار مراعات مل رہی ہیں اور جس بیسے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بھی ان کے پاس بحفاظت موجود ہے اور اس پراویڈنٹ فنڈ میں سے ورکروں کو قرضے مہیا کیے جا رہے ہیں ۔ لیکن میں اپنے دوست سے کہوں گا کہ revolutionary بننے میں counter-revolutionary کا ساتھ نہ دو provocator agents کا ساتھ نہ دو ۔ اگر revolutionary ہو تو پھر ان جماعتوں میں جا کر کام کرنا چاہیے جو انقلاب کے راستے پر چل رہی ہیں ۔ لیکن اگر ان جماعتوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کریں یا پیچھے کے راستے سے یا ان جماعتوں میں کام کریں جن کو لوگ چھوڑ چکے ہیں ، جن کو لوگ اس ملک سے ختم کر چکے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر انقلاب کے ساتھ اور کیا دھوکہ ہو سکتا ہے ۔ وہ لوگ جنہوں نے انقلاب کے لیے ووٹیں دیں ، کیا انہوں نے یہ اس لیے دی تھیں کہ وہ جا کر ان جماعتوں کے ساتھ شامل ہو جائیں جو اس ملک میں کبھی انقلاب کا راستہ نہیں دیکھ سکتیں ، کبھی غریب عوام کا ساتھ نہیں دے سکتیں ۔ کبھی ان لوگوں نے ساتھ دیا جن کے پاس آج تک کوئی منشور نہیں ۔ جو منشور بنانے کے لیے ڈھونڈتی ہیں کہ کہاں سے لائیں ۔ کیا وہ جماعتیں ، اس ملک میں 1973-74ء کی رپورٹ کو سامنے رکھتے ہوئے انقلاب کے راستے میں لڑ رہی ہیں ۔ کبھی نہیں ۔ وہ Principles of Policy جو آئین میں لکھے گئے ہیں اور جو معاشی انصاف کی بنیاد پر ہیں وہ جماعتیں پورا نہیں کر سکتیں ۔ اگر انہیں کوئی پورا کرے گا تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی حکومت پورا کرے گی ، وہی جماعت جس نے 1970ء میں لوگوں سے وعدے کیے تھے ، اسی کی قیادت میں لوگ اپنی منزل کی طرف جائیں گے ۔ بہت بہت شکریہ !

مسٹر سپیکر : مسٹر ایم کے خاکوانی !

مسٹر وقف طاہر : جناب سپیکر ! میں انہیں بولنے کا موقع دینا چاہتا ہوں ۔

دفعہ 144 اٹھائیں ۔ پھر میں بھی موچی دروازے میں تقریر کرتا ہوں اور وہ بھی کر لیں اور کسان مزدور فیصلہ کریں گے ۔ جج آپ بن جائیں ، آپ پرانے سوشلسٹ ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اور آج بھی ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر : میں نے ''ہیں'' کہا ہے ''تھے'' نہیں کہا ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی (ملتان ۔ 9) : جناب والا ! پاکستان اس لیے معرض وجود میں آیا تھا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے اپنے لیے ایک علیحدہ خطے کا مطالبہ کیا تھا تاکہ سب مسلمان قرآن و سنت کے مطابق عمل کر سکیں ۔ Two Nation theory جسے نہ انگریز اور نہ ہی ہندو مانتے تھے ، آخر قائد اعظم کی جدوجہد اور تمام مسلمانان ہند کی کوششوں سے ان کو ماننی پڑی ۔ لیکن جناب والا ! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت نے Two Nation theory کو ختم کر دیا ۔ خواجہ خیرالدین کو جو مشرق پاکستان سے آئے تھے ، جو مسلمان ہیں اور جن کے پاس پاکستان کا پاسپورٹ تھا ، کہا گیا کہ وہ غیر ملکی ہیں ۔ کیا ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس لیے کیا تھا کہ جو لوگ اس بچے کھچے پاکستان میں رہتے ہیں وہی مسلمان اور وہی پاکستانی ہیں اور جو ہندوستان سے یا مشرقی پاکستان سے آئے ہیں وہ پاکستانی نہیں ؟ یہ بات میں آرٹیکل 31 کے حوالے سے کر رہا ہوں ۔ حضور والا ! اس حکومت کو حزب اختلاف نے بدنام نہیں کیا ، اس حکومت نے اپنے آپ کو خود بدنام کیا ہے ۔ اس کے قول و فعل میں اس قدر تضاد ہے کہ لوگوں کا اعتبار ان کی باتوں پر سے اٹھ گیا ہے ۔ ایک طرف تو یہ سیرت کانفرنسیں کراتے ہیں اور ان میں اعلان ہوتا ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور کوئی ازم پاکستان میں نہیں چل سکتا اور جونہی وہ مندوبین اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں تو پھر سو شلزم کا پرچار شروع ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : خاکوانی صاحب ! یہ رپورٹ تو 1973ء اور 1974ء کی ہے ۔ آپ نے شاید وزیر قانون کی تقریر نہیں سنی ہے ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : جناب والا ! ابھی ان لوگوں نے 1976ء کی باتیں کی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ! وہ تو مسٹر رؤف طاہر کی تقریر کا جواب تھا ۔ I could not stop him from making certain present references.

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : ٹھیک ہے جناب ! میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سوشلزم کا نام کیوں لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ بے شک کہیں اور بڑے زور سے کہیں لیکن 1973ء ۔ 1974ء کے حوالے سے کہیں ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : بہت اچھا جناب ! یہ سوشلزم کا نام لیتے ہیں ۔ اگر وہ سوشلزم پر یقین رکھتے ہیں تو یہ کہیں ۔ اگر اسلام میں یقین رکھتے ہیں تو یہ کہیں ۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ کسی چیز کو نہیں مانتے ۔ ہاں ، ایک چیز کو مانتے ہیں ، اور وہ ہے کرسی ۔ کرسی کو ہم چمٹے رہیں اور اگر اس کے لیے سوشلزم کا استحصال کرنا پڑے تو وہ کریں ، اسلام کا استحصال کرنا پڑے تو وہ کریں ، جمہوریت کا استحصال کرنا پڑے تو وہ کریں ، اگر آئین کی دھجیاں اڑانی پڑیں تو وہ اڑائیں ۔ حضور والا ! قادیانوں کو انہوں نے اقلیت قرار دیا اور ربوہ کے شہر کو کھلا شہر قرار دیا ۔ ایک طرف تو انہوں نے یہ بڑا اچھا قدم اٹھایا ۔ دوسری طرف مسلمان جب ربوہ میں نماز جمعہ پڑھنے جاتے ہیں تو انہیں یہ گرفتار کر لیتے ہیں ۔ حضور والا ! عرض یہ ہے کہ ان کے قول اور فعل میں تضاد ہے ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : یہ 1973ء ۔ 1974ء کا واقعہ نہیں ہے جسے یہ زیر بحث لا سکیں ۔ اس کا جواب پھر اسی طرح سے دینا پڑے گا جس طرح وہ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ایک اعتراض انہوں نے کیا ہے اور دوسرا اعتراض میں کر رہا ہوں ۔ ایوان میں پانی پینے کی کنونشن نہیں ہے ۔ اگر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تو دوسری بات ہے ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : جناب ! میں نے دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ رامے صاحب بھی یہاں پانی پیتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : یہاں بھی اور برٹش پارلیمنٹ میں بھی فنانس منسٹر کو صرف بجٹ کے ایڈریس میں پانی پینے کی اجازت ہوتی ہے ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : میں نے علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کو پانی پیتے دیکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جب کر ہی رہے ہوں گے تو میں نہیں کہہ سکتا ۔

تقریر کرتے ہوئے انہوں نے نہیں پیا ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی: پھر میں چھپ کر پی لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے آپ پر اعتراض نہیں ، اگر سب پانی پینا شروع کر دیں گے ایک ایک گلاس لے آئیں گے تو مشکل ہو جائے گی ۔ اور اس کے بعد اس امر کا بھی خدشہ ہے کہ گلاس آپس میں لڑانا نہ شروع کر دیں ۔

(قہقہہ)

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : میں اب آئین کے آرٹیکل 32 کی طرف آتا ہوں یہ لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ہے ۔ حالانکہ یہ حکمت عملی کی رپورٹ 1973ء ۔ 1974ء کی ہے ۔ لیکن آج ہم 1976ء میں ہیں ۔ ابھی تک لوکل باڈیز کے الیکشن نہیں ہوئے ۔ میں اس ایوان کے ممبران کو مبارک باد دیتا ہوں کہ پچھلے سال انہوں نے متفقہ طور پر لوکل باڈیز کا بل منظور کیا تھا جو کہ ایکٹ کی صورت میں ہوگیا ۔ لیکن پھر اس کا کیا حشر ہوا ؟ مرکز کے کہنے پر اس کو کولڈ سٹوریج میں رکھ دیا گیا ۔ یہ لوگ نعرے تو ایسے دیتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ لیکن یہ عوام کو کوئی طاقت دینے کے لیے تیار نہیں ۔ ان سے اور کوئی امید ہو ہی نہیں سکتی ۔ جس پارٹی کو پانچ چھ سال ہو گئے ہیں اور اس نے اپنی پارٹی میں انتخابات نہیں کرائے جس کی کوئی سنٹرل کمیٹی نہیں جہاں کوئی اکثریتی فیصلے ہوں ۔ جس نے لوکل باڈیز کے الیکشن نہیں کرائے ۔ جو پارٹی ضمنی انتخابات میں عوام کی رائے کو درگزر کرتی ہے ، اس پارٹی سے ہم کیا امیدیں رکھ سکتے ہیں کہ وہ اس ملک میں جمہوری ادارے مستحکم کرے ؟

حضور والا ! میں آرٹیکل 37 (جی) کی طرف آتا ہوں ۔ یہ فحش لٹریچر سے متعلق ہے ۔ اس میں یہ دیا ہوا ہے کہ حکومت کی طرف سے فحش لٹریچر کی ممانعت ہوگی اور اس کا فروغ نہیں ہوگا ۔ لیکن میں پرسوں کا اخبار دیکھ رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے بھی تو بتائیے کہ وہ کون سا ہے ۔ ہم بھی تو دیکھیں ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : یہ آپ کے ٹرسٹ کا ہے ۔ مجھے تو فلموں کا شوق نہیں لیکن میں یہ دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک ہی صفحہ میں پھاڑ کر لایا

ہوں۔ اس میں تین فلموں کے اشتہار ہیں۔ ذرا دیکھیں کہ ایسے اشتہاروں سے ہماری بہنوں اور بیٹیوں پر کیا اثر پڑے گا۔ یہ ہے، "ریکس ایر کنڈیشنڈ سینما میں آئندہ پروگرام۔ نفرت اور انتقام کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں فلائی ہوئی ایک عظیم فلم، جس کا ہر منظر آپ کے رونگٹے کھڑے کر دے گا۔ گھوڑوں کے پیروں تلے روندے جانے والے انسانوں کی دردناک چیخیں جو آپ کا دل ہلا دیں گی"۔

مسٹر سپیکر: آپ اس کو فحش تو نہیں کہہ سکتے۔ شاید کچھ اور کہہ سکیں۔ ویسے یہ تو ممبران کی مرضی ہے کہ وہ اس کا کیا فیصلہ کریں۔ ظاہری طور پر تو یہ فحش نہیں لگتا۔

نوابزادہ نصر اللہ خان خاکوانی: ٹھیک ہے جناب! یہ دوسرا اشتہار دیکھیں "آج شب کو ایک طوفان تھا۔ ایک عزت لٹ گئی۔ ایک طوفان تھا۔ کئی گھر اجڑ گئے۔ ایک بہن اور ایک بھائی کی عظیم محبت کی لازوال داستان جسے ہر ماں اور بہن نے بے حد پسند کیا"۔ تیسرا اشتہار دیکھیں ان کا یہ شعر ہے:

میرے دل کو توڑنے والے کس کس کا دل توڑے گا
اپنے نئے جیون ساتھی کو یہ تو بتا کب چھوڑے گا

اس قسم کے اشتہار ایک مسلم ملک میں روزانہ آتے ہیں! میں نے تو یہ کہا ہے کہ میں نے یہ اشتہار اتفاقاً دیکھے ہیں۔ اس سے بھی فحش فحش چیزیں یہاں پاکستان میں آ رہی ہیں آپ آئین کی اس آرٹیکل پر کس طرح عمل کر رہے ہیں۔

حضور والا! میں تھوڑا سا اسی آرٹیکل 37 (آئی) کا ذکر کروں گا جس میں decentralisation کے بارے میں کہا گیا ہے۔ میں پہلے بھی ایوان میں عرض کر چکا ہوں کہ جو کچھ صوبائی اختیارات ہمیں دیے گئے تھے، ہمیں خوشی تھی کہ پہلی دفعہ یہ آئین فیڈرل آئین تھا۔ لیکن صوبائی اختیارات ہم سے چھینے جا رہے ہیں اور یہاں وہی فضا پیدا کی جا رہی ہے۔ جس کے باعث مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوگیا۔ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے۔ پھر آئین کی آرٹیکل 37 (آئی) میں ہے کہ decentralise کریں۔ آپ اپنے محکموں کو، اپنے اختیارات کو تاکہ لوگوں کو سہولتیں ملیں اور ان کو انصاف جلد مل سکے۔ وہ decentralisation کدھر رہی، جو آپ

کے صوبائی اختیارات ہیں وہ بھی آپ قراردادوں کے ذریعے مرکز کے حوالے کر رہے ہیں - آج صحیح پوزیشن یہ ہے کہ وحدانی نظام کی صورت میں مغربی پاکستان کو چلایا جا رہا ہے جس طرح کہ نواب آف کالا باغ کے وقت میں چلایا جاتا تھا - حضور والا ! یہ آئین کی خلاف ورزی ہے - یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ایوان میں آئیں اور حکومت کو بار بار متنبہ کریں کہ خدارا ، اپنے ہی بنائے آئین کو ، جس پر آپ فخر کرتے ہیں ، نہ توڑیں -

مسٹر سپیکر : ملک اللہ دتہ -

ملک اللہ دتہ (لاہور 16) : 1973 اور 1974 دی حکمت عملی دے اصولاں دی جیڑی رپورٹ اس ایوان دے وچ اج پیش کیتی گئی اے اوہدے تے میرے بہت سارے ساتھیاں نیں وچار کیتا اے - لیکن ویکھنا ایہہ وے کہ ایہناں سالاں وچ جو کجھ پنجاب دی حکومت نیں اپنے صوبے وچ پیپلز پارٹی دے منشور تے قائد عوام دے فرمان دے مطابق ملکی حالات نوں سامنے رکھ دیاں ہویاں جیہڑے منصوبے بنائے کیا اوہ عوامی مفاد دے حق وچ سی یا ایناں وچ کجھ خامی یا غلطی یا کوتاہی سی یا اوہ منصوبے کسے استحصالی طبقے دے واسطے بنائے گئے ؟ جناب والا ! اسان نوں ایہدے واسطے پاکستان دے بن توں پنجی سال دا پہلا ریکارڈ ویکھنا پے گا - تے پھر سانوں ایہہ معلوم ہووے گا کہ ایہناں دو سالاں وچ عوام دی بھلائی دے واسطے جنے ترقی دے کم ہوئے نیں اتنے پچھلے پنجی سالاں وچ نئیں ہوئے - عوام دے مفاد دے مطابق جنے ہوئے نیں اوہ 25 سال دے اندر نہیں ہوئے - ایس دے اندر قومان دی ترقی دے واسطے نظام فطرت دے مطابق بنی نوع انسان نوں سب توں پہلاں ماں دے پیٹ دے وچوں بچہ جس ویلے باہر اوندا اے تے تکر اے جیہڑا اوہنوں شعور دیندا اے اور جس نوں تعلیم کہیا جاندا اے ماں دے پیٹ وچوں باہر اوندیاں ای سب توں پہلاں تعلیم دا اظہار بچہ رو کے کر دا اے - تعلیم ایک ایسی چیز اے جیہڑی اوس ویلے توں لے کے قبر تیک جان تک ہر بشر دے واسطے لازمی اے - اوہ حاصل کردا اے اور آخیری دم تیک مرن تیک اوہنوں حاصل ہوندی رہندی اے خواہ اوہ شعوری طور تے اوس نوں سوچدیاں سمجھدیاں ہویاں تسلیم کرے یا غیر شعوری طور تے علم حاصل کرن دے نال معاشرے

وچ رہن دے نال روز مرہ دے کماں وچ حصہ لین دے نال تجربات دے نال اوس نوں تعلیم حاصل ہولدی رہندی اے ۔ پیپلز پارٹی عوام دے واسطے جیہڑا پروگرام رکھدی اے اوہدے واسطے دیکھنا پئے گا کہ 1973-1974 دے اندر تعلیم دے واسطے کنے کو پرائمری سکول تیار کیتے گئے ۔ کنے پرائمری سکولاں نوں پرائمری توں مڈل کیتا گیا ۔ کنے ہائی کیتے گئے اور کنے ہائی سکولاں توں کالجاں دے وچ بدلے گئے ۔ جیہڑا اک طبقہ ساڈیاں بھیاں دا طبقہ اے عورتاں دا طبقہ ہے جتھے دیہات دے اندر شاذ و نادر ای کوئی سکول ہندا سی اوہناں دے واسطے سب توں زیادہ ہر آبادی دے اندر پرائمری سکول قائم کیتے گئے نیں تے ایس تعلیم دا ثمر اے جیہڑا جس دے نال قوماں ترقی کر دیاں نیں چند سالاں دے بعد جا کے ایہدا صحیح ثمر حاصل ہووے گا ۔

اس دے علاوہ بعض دیہات دے اندر جتھے کہ ساڈی زراعت ہمیشہ توں لے کے آج تیک، پاکستان بنن دے بعد غلہ باہر توں منگوایا جاندا سی اسی غلہ باہر تو برآمد کردے رہے آں جس وقت 74-1973ء دے وچ منصوبے شروع کیتے گئے نے انشاء اللہ تعالیٰ خدا دے فضل دے نال اپنی فصل جس ویلے پختہ ہو کے آوے گی تو ساڈھی ضرورت توں وافر غلہ ساہنوں میسر ہووے گا ۔ جناب والا ! ایس دے واسطے کیہہ کجھ کیتا گیا اے اور زراعت کس طرح ترقی کر سکدی اے ایہہ ساہنوں دیکھنا پئے گا کہ ایس دے واسطے سب توں پہلے زرعی اصلاحات ، اس دے بعد وسائل دا ہونا ، فیر بیج دی فراہمی ، بجلی مہیا کرنا ٹیوب ویل لوانے اور subsidy دے نال لوانے ۔ ٹریکٹر باہروں منگوا کے دینے ۔ کھاد دا انتظام کرنا بہترین توں بہترین بیج کساناں نوں مہیا کرنا ایس دے بعد جا کے جس ویلے سب وسائل مہیا کیتے گئے نیں جیہڑے کہ 74-1973ء وچ شروع کیتے گئے سن تے 1976ء دے وچ آ کے ساڈھی زراعت جیہڑی اے اوہ ایس مقام دے پہنچ گئی اے کہ ساڈھی ضرورت دے مطابق غلہ پیدا ہووے گا ۔

ایس دے علاوہ ساڈھی پیپلز پارٹی دے منشور دے مطابق پارٹی دا وعدہ قائد عوام دے حکم دے مطابق دیہاتاں دے اندر جتھے کہ ایہہ حالت سی کہ کوئی بیمار ہو جاندا سی تے کسے نزدیک دے ہسپتال وچ وی کوئی

ہسپتال نہیں سی - اوتھے جا کے وی عطاراں تے کمپاؤڈراں کولوں دوائیاں حاصل کیتیاں جاندیاں سن - اوہدے واسطے وی اوتھے نہیں سی پہنچیا جاندا تے ہن جناب کتنے منصوبے دیہاتاں دے واسطے اوہ عوام جیہڑے سب توں زیادہ پسماندہ سی جنہاں دا سب توں زیادہ استحصال کیتا جاندا سی اوہناں دے واسطے کنیاں سڑکاں صوبے دے اندر مکمل ہو چکیاں نیں - کنیاں سڑکاں بنان دے منصوبے شروع نیں - حالات دے مطابق جتنا جتنا سرمایہ فراہم ہووے گا جس ویلے ایہہ مکمل ہون گیاں اوہناں لوکاں توں کنی سہولت مل سکدی اے ایہدا اندازہ اوہی لوک کر سکدے نیں - ایس دے نال مختلف تھاواں تے جیہڑے کہ ہیلتھ سینٹر ساڈے جیہڑے کہ پیپلز پلرٹی دے پروگرام دے مطابق جیہڑا کہ منصوبہ اے دس سالہ جس دے اندر ایہہ کہیا گیا ہئی چار یونین کونسلاں دے اندر اک ہیلتھ سینٹر ہووے گا اور ہر یونین کونسل دے اندر اک ڈسپنسری ہووے گی - کنے ہیلتھ سینٹر مختلف جگہہ تے بن چکے نیں اور کنے ای ہیلتھ سینٹر شروع کیتے جا رئے نیں - میں عرض کراں گا کہ میری تحصیل چونیاں جس دے اندر صرف اک معمولی ہسپتال تحصیل ہیڈ کوارٹر تے سی اس دے اندر دو ہیلتھ سینٹر مکمل ہو چکے نیں - دو شروع ہوئے ہوئے نیں - دو عنقریب شروع ہو جان گے تے عوام دی خاطر جتنا سرمایہ حکومت نوں مہیا ہوندا گیا اتنا سرمایہ لا کے عوامی مفاد دے مطابق ہنی علاج دے واسطے کنہاں ای کجھ 1974-1973ء توں شروع کیتا گیا تے اج وی کیتا جا رئیا اے -

مسٹر لقمہ حسین منصور : جناب سپیکر ! اینہاں دی تقریر تو مستفید ہون واسطے بارہ منٹ ای کافی نیں -

مسٹر سپیکر : تسی جناب پورے 22 منٹ تقریر کیتی اے اوہناں نوں حالی چھ منٹ ای ہوئے نیں -

ملک اللہ دتہ : جناب نے میں ایہہ عرض کر رئیا سان ہئی اج اوہناں دیہاتاں دے اندر 80 فی صدی آبادی جیہڑی بسی ہوئی سی - جنہاں دا کوئی مقام نہیں سی - جنہاں دے واسطے منصوبیاں دے مطابق پلاٹ دتے جا رئے نیں اور شہراں دے اندر مزدوراں دے واسطے ہاؤسنگ سکیماں 1973-74ء توں جاری کیتیاں گئیاں سن اوہ ہن مکمل کیتیاں جا رئیاں نیں اور کوہیاں آبادن دے ہن والیاں نوں ملکیت دے حقوق دتے جا رئے نیں - کیا اوہ

عوام دے مفاد دے مطابق ایس حکومت دا ستھری کارنامہ نہیں ؟ پنجاب دی حکومت دا اپنی پارٹی دے قائد دے فرمان دے مطابق ایہہ ستھری کارنامہ اے ۔

جناب ! بڑی شدو مد دے نال جیہڑا کہ اج کل استحصال کرنے دے واسطے مسئلہ شروع ہویا اے جس طرح جناب نوں وی پتہ اے کہ سن 46-1945ء دے الیکشناں دے وچ پاکستان حاصل کیتا گیا سی تے ایدی بنیاد کیہہ سی ۔ پاکستان مسلم لیگ دا نظریہ کیہہ سی ۔ مسلم لیگ دا نعرہ اوس ویلے ایہہ سی ہئی ساڈی قوم دی بنیاد اسلام تے وے تے کسے نسلی دے نال ۔ کسے زبان دے نال یا کسے کلچر نال یا کسے علاقائی حیثیت دے نال ایدھا کوئی تعلق نہیں ۔ ایس قوم دا تصور صرف مسلمان دا تصور اے ۔ ایہہ اسلام دا تصور اے تے ایہدا گورے چٹے نال کوئی واسطہ نہیں ۔ اوس تحریک وچ وی جناب جدہے وچ جناب وی حصہ لیندے رہے نیں جناب نوں پتہ ہوئے گا کہ مسلمان جیہڑے سن اوہناں دے اندر اوس ویلے وی کنیاں ہور جماعتاں سن ۔ مجلس احرار ، خاکسار ، جمعیت العلمائے ہند جدے بانی حسین احمد مدنی سن ۔ سومن کانفرس ۔ جماعت اسلامی دا اوس ویلے سیاسی وجود تے نئیں سی پر فیر وی اوہناں نہیں بندواں دے نال مسلم لیگ دی مخالفت کیتی اور اوس ویلے کفر دے فتوے لائے گئے تے اوہواے فتوے 1970ء وچ اوہواے عنصر جیہڑے کے اوس وقت پاکستان دے خلاف سن ہن وی پاکستان نوں تباہ کرن دے واسطے سن 1970ء وچ وی اوہواے فتوے اوہناں پیپلز پارٹی نوں دتے ۔ لیکن عوام دا شعور ایہہ سی کہ اوہناں جس طراں پاکستان بنن دے ویلے اوہناں فتویاں نوں علیحدہ ہندیاں ہویاں پاکستان دے حق وچ ووٹ دتے اور پاکستان حاصل کیتا ۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایس دنیا توں کجھ چر بعد سفر کر گئے تے اوسے ای پروگرام ۔ اوسے ای منشور ۔ تے اوسے ای نظرے نوں عملی جامہ پنان دے واسطے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو دی قیادت نوں لبیک کہندیاں ہویاں اوہناں پیپلز پارٹی نوں ووٹ دتے تے کامیاب بنایا ۔ جناب والا ! جس وقت پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی سی اس ویلے اقتدار منتقل کرن واسطے بڑیاں رکاوٹاں پیدا کیتیاں گئیاں سی تا کہ اناں نوں اقتدار نہ مل سکے ۔

مسٹر لذر حسین منصور : جناب والا ! میرے قائد ایوان صاحب ہے ہے

پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ قائد عوام اور قائد اعظم کا نام لے رہے ہیں ۔1970ء سے پہلے انہوں نے قائد اعظم کا کیا مشن پورا کیا ؟

ملک اللہ دتہ : جناب والا ! 1970ء سے پہلے اس منشور کو تباہ کرنے والے کون تھے ؟

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور صاحب ! آپ ملک صاحب کو اس بات پر آمادہ کر رہے ہیں کہ وہ 1974ء 1973ء کی پالیسی زیر بحث لانے کی بجائے کوئی اور بحث کریں ؟

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! یہ پالیسی کی بات کریں یہ تو قائد اعظم اور قائد عوام کا ذکر کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب آپ اپنی تقریر رپورٹ کے متعلق کریں ۔

ملک اللہ دتہ : جناب والا ! 1970ء میں جس وقت پیپلز پارٹی کو اقتدار منتقل کیا جا رہا تھا تو اس وقت بھی ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر : آپ پیپلز پارٹی کی تاریخ کا ذکر نہ کریں بلکہ رپورٹ پر بحث کریں ۔

ملک اللہ دتہ : جناب والا ! میں اس طرف آ رہا ہوں ۔ اس وقت قائد عوام نے فرمایا تھا کہ آپ ہمیں اس وقت اقتدار منتقل کریں گے جس وقت ہم لینے کو تیار نہیں ہوں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! ملک اللہ دتہ صاحب پنجابی بول رہے ہیں یا اردو بول رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اردو ہماری قومی زبان ہے اور پنجابی ہماری صوبائی زبان ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب ! لاہور دی پنجابی ایہو جیہی اے ۔ (قہقہہ)

مسٹر سپیکر : معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر نذر حسین منصور نے حضرت امیر خسرو کا کلام نہیں پڑھا ۔ وہ تو بیک وقت بھاشا ، فارسی ، اور عربی میں شاعری کرتے تھے ۔ اور آپ انہیں دو زبانوں میں تقریر نہیں کرنے دیتے ۔

ملک اللہ دتہ : جناب والا ! یہ عالم ہمیں تو ارما دیں ''اردو'' کا مطلب کیا ہے ۔ اور اس میں کتنی زبانیں شامل ہیں ؟ جناب والا ! میں

عرض کرتا ہوں اردو کے معنی لشکر ہے اور سب زبانیں اس میں شامل ہیں ۔ اس میں انگریزی کے الفاظ بھی شامل ہیں ۔ تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 1971ء میں جس وقت پیپلز پارٹی کو حکومت ملی یہ کوئی ایسی چھپی بات نہیں ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس وقت ملک کی حالت کیا تھی اور اقتصادی لحاظ یا دوسرے مسئلوں پر ملک کی حالت کیسی تھی ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر کو پندرہ منٹ ہو گئے ہیں اس لیے آپ اپنی تقریر رپورٹ پر کریں ۔ پھر آپ کہیں گے وقت نہیں دیا گیا ۔ اور میری تقریر رہ گئی ہے ۔

ملک اللہ دتہ : جناب والا ! پنجاب حکومت نے جو بھی پروگرام شروع کیے ہیں یا تکمیل کئے ہیں وہ وقت اور سرمایہ کے عین مطابق ہیں ۔ اور جو کچھ بھی اس دور میں ہوا ہے سابقہ کسی دور میں آج تک نہیں ہوا ۔ جناب والا ! یہ سب کچھ قائد عوام کے فرمان کے عین مطابق ہوا ہے ۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پنجاب کی حالت پہلے سے مختلف ہے ۔ ایس واسطے اے جیہڑی رپورٹ پیش کیتی گئی اے قومی مفاد دے عین مطابق اے ۔ اور عوام دی امنگاں دے مطابق اے ۔ اور ایسے طرح پنجاب حکومت ہن وی پارٹی پروگرام اور عوام دے مفاد دے مطابق ، استحصالی قوتاں دے خلاف کم کر رہی اے ۔ پیپلز پارٹی دے پروگرام دے مطابق پاکستان دے نظریے دے مطابق کم کردیاں ایسے حکومت نے ایک مقدس کتاب آئین وی اناں سالاں وچ بنایا اے ۔ تے اس دے اندر اے شق وی رکھی گئی اے کہ 9 سال دے اندر اندر تمام قانون ضابطہ حیات اسلام دے مطابق ڈھان دتے جان گے ۔ اس تے جناب پیپلز پارٹی ضرور عملی جامہ پہنائے گی ۔ اور اس معاملے وچ ہر طرح دا قدم اٹھائے گی (شکریہ) ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر سخاوت علی خان !

رائے سخاوت علی خان (لائل پور 11) : جناب سپیکر ! 1973 اور 1974ء حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بڑی تفصیل سے تقریر کی ہے ، بڑی اچھی طرح سے اس پر روشنی ڈالی ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے بڑے مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے ۔

جناب والا ! جس وقت پیپلز پارٹی نے عنان حکومت سنبھالی اس وقت

ایوبیہ دور کا اختتام اور یحیٰی خان کے دور کے اثرات کچھ اس طرح سے رونما ہوئے کہ ملک کا ایک بڑا حصہ ختم ہو کر رہ گیا ۔ اور اس برصغیر میں اس وقت ایک خانگی جنگ بھی لڑی جا چکی تھی ، اور اقتصادی حالت بھی اتنی بگڑ چکی تھی کہ خزانے بالکل خالی ہو چکے تھے ۔ جناب والا ! ان حالات میں جب پیپلز پارٹی نے حکومت سنبھالی تو ہر ذی ہوش انسان انگشت حیرت بدنداں کئے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ اس ملک کا کیا بنے گا ۔ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی چھائی ہوئی تھی ۔ تو اس وقت ایک قائد عوام ہی رہ گئے تھے جو ان بیوگان اور یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیر سکتے تھے ۔ پھر اس کے بعد جناب والا ! عوامی حکومت نے جو بھی منصوبے بنائے اس پر عمل درآمد کیا گیا ۔ اور یہ عمل درآمد 1973-74ء میں کیا گیا ۔ گو خزانہ خالی تھا مگر پھر بھی مزدوروں نے قائد عوام کی قیادت میں اپنے منصوبہ ارادوں کے ساتھ ہتھوڑا اور کدال اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے شب و روز اتنی محنت کی کہ اس ملک کو پھر ایک نئے ولولے کے ساتھ ہمت عطا فرمائی ۔ قائد اعظم کے بعد جو قیادت کا خلاء پیدا ہو گیا تھا اس کو بھی آ کر پر کیا ۔ اس طرح آہستہ آہستہ اس ملک کا وقار بحال کر دیا اور آج پاکستان کا نام دنیا میں پھر سے روشن ہو گیا ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ عوامی حکومت نے بے روزگاری ختم کرنے کے لئے اور دیہی عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیپلز ورکس جیسے پروگرام شروع کئے ۔ اور 72 لاکھ روپیہ صرف پسماندہ علاقوں کی ترقی پر خرچ کئے گئے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! جیسا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا ہے 4,476 میل لمبی سڑکیں ذرائع آمدورفت میں سہولت کے لئے تعمیر کی گئیں ۔ اس کے علاوہ مزید ایسے منصوبے بنائے گئے جس سے پسماندہ علاقوں کی ترقی ہو سکے ۔ 9 اضلاع کو پسماندہ قرار دیا گیا تاکہ ان کی پسماندگی اور تاریکی کو دور کیا جا سکے ۔ سال 1973ء میں انڈسٹریل ہوم ایک لاکھ 88 ہزار کھولے گئے ۔ اور خواتین کو انجینیئرنگ یونیورسٹی ۔ زرعی یونیورسٹی اور دوسرے مختلف شعبوں میں جیسا کہ انتظامیہ کے ڈائرکٹر کی پوسٹیں ان کے لئے منع تھیں وہ ان کو دی گئیں ۔ لینڈ ریفارمز کا 31 لاکھ ایکڑ رقبہ بغیر کسی معاوضہ کے تقسیم کیا گیا ۔ اس معاشرہ کے پسے ہوئے لوگوں کو جو کہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے استحصال کے پنجے

میں بس رہے تھے ان کو یہ حق دیا گیا اور مزدوروں کو زندہ رہنے کا حق دیا گیا ۔ ان کے بارے اصلاحات کی گئیں ۔ غریب انسان جو ماں کی گود سے باہر آنے کے بعد اس زمین پر صبح و شام کام کرنے کے علاوہ بھاگ دوڑ میں مصروف رہتا ہے اس کے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی ۔ ان کے لئے ہاؤسنگ سکیم شروع کی گئی تاکہ وہ بھی اس دنیا میں رہنے کے لئے کوئی مکان رکھتا ہو ۔ تعلیم پر 38 لاکھ روپے خرچ ہوئے ۔ طلبہ کو قرضہ جات دیے گئے ۔ ابتدائی تعلیم کے دوران ان کے پاس پیسہ کم ہوتا تھا ۔ اور وہ اکثر تعلیم چھوڑ کر ناکام زندگی بسر کرتے تھے ۔ ان کے لئے بغیر سود کے قرضہ دیا گیا ۔ جو وہ دوران ملازمت آہستہ آہستہ واپس کریں گے ۔ تعلیم پر ایک کروڑ 70 ہزار روپیہ خرچ کیا گیا ۔ اور اس میں 3400 پرائمری سکول کھولے گئے ۔ 400 سکولوں کو پرائمری سے مڈل کیا گیا ۔ اور 100 سکولوں کو مڈل سے ہائی کیا گیا ۔ اسی طرح سے سارے تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر ایک ایک کالج کھولا گیا ۔ یا چند منصوبے بنائے گئے ۔ انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بورڈ پنجاب قائم کیا گیا ۔ جہاں سرمایہ کی کمی ہو عوام پیسہ لگانے سے قاصر ہوں وہاں حکومت اپنی گرہ سے اور اپنے کنٹرول سے رقم لگا کر اس ملک کی پسماندگی کو دور کر کے اور اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کے لئے سمال انڈسٹریز کھولی گئیں ۔ جن کے لئے پہلے تین لاکھ روپیہ ہوتا تھا ۔ ان کو ایک کروڑ روپیہ دیا گیا تاکہ سمال انڈسٹریز سے کام لے کر اور ان بے کار مزدوروں سے زیادہ سے زیادہ کام لے کر اس ملک کو خوش حال کیا جا سکے ۔ اس ملک کی اکثریتی آبادی ۔ 86 فیصدی آبادی دیہات پر مشتمل ہے جن کا تعلق زراعت سے ہے ان کی اجناس کے بھاؤ کو 17 روپے من سے 37 روپے من کیا گیا ۔ ان حالات کے تحت ہر طرح کسی سہولیات جو کہ ممکن ہو سکتی تھیں ۔ اس صوبہ کے عوام کو بہم پہنچانے کے لئے حکومت نے پورے پورے اختیارات استعمال کئے۔

مسٹر سپیکر : راجہ منور احمد ۔

راجہ منور احمد (جہلم ۔ 4) : جناب والا ! جیسا کہ میری تقریر سے پہلے ملک اللہ دتہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی نے تقریر فرمائی ہے تو آپ نے اس وقت فرمایا کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور پنجابی ہماری صوبائی زبان ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کو پوری طرح سے ملحوظ خاطر

رکھتے ہوئے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور یہ حکم قائد اعظم کا حکم تھا کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اس لئے ہمیں اردو کا پورا پورا احترام ہے اور اس کے ساتھ ہمیں پوری عقیدت ہے ۔ اس کے باوجود میں یہ عرض کروں گا کہ میں آج آپ سے اجازت چاہوں گا کہ آپ مجھے پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت دیں ۔

مسٹر سپیکر : اجازت ہے ۔

راجہ منوراحمد: جناب میں پنجابی وچ تقریر کرن دی ضرورت ایس واسطے محسوس کیتی کہ حقیقت ایہہ وے کہ پنجابی بولن والے اور پنجابی سمجھن والے اور پنجاب دے وچ رہن والے لوکاں نوں شاید احساس کمتری ہے ۔ جناب سندھ دے وچ سندھی تقریر کر دے نیں ، سرحد وچ پشتو دے وچ تقریر کر دے نیں ، بلوچستان وچ اسمبلی دے ممبر بلوچی دے وچ تقریر کر دے نیں ، اتھے تقریر اگر کوئی پنجابی دے وچ کرے تے میرے اپنے دوست اودھے اوتے مذاق کر دے سین اور پھبتیاں کس رہے سن ۔ میں سمجھدا ں کہ اے بڑی غلط گل اے ۔ اگر پنجاب دے لوگ اپنی زبان وچ ۔ اپنے دل دی زبان وچ کوئی گل کہنی چاہندے نیں تے کی وجہ اے کہ اناں نوں اے حق نئیں دیا جاندا اے ۔

مسٹر سپیکر : میں تاں نہ صرف بول دا واں بلکہ لکھداواں ۔ رسالہ پنج دریا دے وچ میرا مضمون ہیر وارث شاہ تسی پڑھنا ں ۔

راجہ منور احمد : میں عرض کر رہیا سا ں کہ 1973ء ۔ 1974ء دے متعلق آئین وچ درج شدہ حکمت عملی دے اصولاں تے بحث اس ایوان وچ ہو رہی سی ۔ اودھے اتے بے شمار طریقیاں نال اعتراض کیتا گیا ۔ سارے ناواں وڈا اعتراض اہے سی جیہڑا اس دھڑے دے لوگاں تے کیتا گیا اے جیدہر میں کھلوتاواں ۔ ہاں اوہ ایہ سی کہ 1973ء ۔ 1974ء دے سالاں وچ تسی لوگ اس حکومت دے اقتدار وچ سی ۔ اور بعضے ممبر اس حکومت دے رکن سن ۔ اور ایس حکومت دے ٹکٹ تے منتخب ہوئے سن ۔ میں جناب اس توں وی اگے جاناں واں انہاں دوستاں نے جنہاں نے اعتراض کیتا ہے انہاں دی تاریخ 1970ء دے چناؤ تک اے اور اس ویلے توں اس جماعت دے نال اوہ وابستہ نیں ۔ میں اس توں وی اگے جاناں واں ۔ اج جس

جماعت دی پاکستان تے پنجاب وچ حکومت اے۔ جناب والا! اس جماعت دے اکثر اوہ لوگ جنہاں نے اس جماعت نوں بنایا سی ۔ جنہاں نے اینہوں نال دیتا سی ، جنہاں نے اس دے جھنڈے دا انتخاب کیتا سی ۔ اوہ اس جماعت دے رکن نئیں سن ۔ اور ایہہ اک بڑی سوچن والی گل اے کہ اوہ کی نظریاتی بحث اس ملک وچ چلدی ہئی اے ۔ اوہ کئی تاریخی حقیقت اے کہ اوہ لوگ اس جماعت نوں انی جلدی چھوڑ گئے نے ۔ جیہڑی جماعت اقتدار دے وچ بیٹھی اے اودے ممبر ۔ اودے اراکین خود اوہ لوگ جیہڑے اپنے وڈے عہدیاں تے اپنے نے اوہ انی جلدی اس جماعت دے اقتدار دے دوران اس جماعت نوں چھڈ کے لگے گئے نے اور اوہ لوگ جیہڑے اس جماعت دی مخالفت کرکے اس جماعت دی نظریاتی مخالفت دے باوجود اس اسمبلی وچ آئے سن اوہ دوڑ کے اس پاسے کیوں چلے گئے نے ۔ جناب ۔ 1973ء تے 1974ء دی حکمت عملی دے اتے ایہہ ساری جھڑی بحث اے ۔ تے ایس حکمت عملی دا اس ملک دے وچ نے اس صوبے دے وچ جھڑا نافذ کرنا سی ایہہ اینہاں دو حکومتاں دے وس وچ سی ۔ تے ایہہ اینہاں دا فرض سی ۔ تے اینہاں دا کم سی جنہاں دے سربراہ اس ویلے حزب اختلاف دی جماعت نال وابستہ نیں ۔ تے ایہہ اوہ جماعت اے جس جماعت دی اسیں نمائندگی کر دے ہئے آں ۔ ایس واسطے ایہہ اعتراض بار بار اٹھایا جاندا اے ۔ میں اینہاں دوستاں نوں جنہاں دا میں ذکر کیتا سی دسدا آں کہ اینہاں نوں تے ایس جماعت دی تاریخ دا ای پتہ نئیں ۔ اینہاں نوں ایہہ وی پتہ رکھنا چاہی دا اے کہ جناب ! ایہہ جماعت جنہاں لوکاں نے بنائی سی انہاں نے کیوں بنائی سی تے اوہ جماعت دے بنان لئی کیوں اپنا خون پسینہ اک کر دے رہے سن ۔ اینہاں نے کیہہ سوچ سوچی سی کہ اوہ ایس جماعت نوں بنان واسطے پرائم منسٹر بھٹو دے ہر وقت قریب رہندے سن ۔ جناب ! میں تے اوس وقت وی بھٹو صاحب دے نال ساں جس ویلے بھٹو صاحب نے ایہہ پارٹی نئیں بنائی سی ۔ تے جس ویلے بھٹو صاحب دے ذہن دے وچ ایس پارٹی دا ناں وی نئیں سی ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! کیا جماعت زیر غور ہے یا پالیسی زیر غور ہے ؟

مسٹر سپیکر : کچھ ممبروں نے آپ کی طرف سے اس کے متعلق کہا تھا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! اگر وقت ہی گزارنا ہے تو پھر بہتر ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو کسی بات کا جواب دے رہے ہیں ۔

راجہ منور احمد : جناب ! جس ویلے کسی حکمت عملی دی گل کیتی جاوے گی تے ایہہ گل ضرور زیر بحث آوے گی کہ جس حکومت یا جس گروہ دا دور اقتدار سی اوس نے کی کی کم کیتا سی ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : ایک فاضل رکن نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ لوگ پارٹی چھوڑ کر جا رہے ہیں ۔ یا یہ ہے یا وہ ہے ۔ ان کا یہ حق نہیں ہے ۔ تو اس قسم کی تقاریر تو ہوتی ہیں ۔ اس لیے اب تو انہوں نے اس کا جواب دینا ہی ہے ۔

شیخ عزیز احمد : حکمت عملی یہ ہے ۔

governed by certain articles of the Constitution and not by the party manifesto.

مسٹر سپیکر : نہیں نہیں ۔ participants کی discussion تو اس میں relevant ہے ۔ ان سے پہلے جن فاضل اراکین نے تقاریر کی ہیں ان کو ان کا نوٹس لینا چاہیے Rule of debate یہ ہے ۔

شیخ عزیز احمد : بہرحال ان کی تقریر حکمت عملی تک محدود رہنی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : وہ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

راجہ منور احمد : جناب والا ! میں اپنی بحث نوں حکمت عملی دے اصولاں دے اتے تے اینہاں دے بالکل قریب رکھاں گا تے حکمت عملی دے اصولاں دے خلاف اپنی بحث نوں نئیں کھڑاں گا ۔ لیکن میں پھر عرض کراں گا کہ جس ویلے حکمت عملی دے اصولاں دے اتے بحث کیتی جاوے گی اہدے نال یقینی طور تے ایہہ چیزوی زیر بحث آوے گی کہ حکمت عملی دے اصول کی نیں ۔ حکمت عملی نوں کسے وی آئین دے وچ کیوں درج کیتا جاندا اے جناب ! ایہہ ایس واسطے درج کیتا جاندا اے کہ حکمت عملی اور بنیادی نظریہ ہوندا اے تے اور منشور ہوندا اے کہ جیہڑا ملک دے بنان دے واسطے ضروری ہوندا اے ۔ اگر اوس ملک دا جس ملک دے

دستور دی بنیاد دی گل کیتی جاوسے گی تے پھیر ایہہ ضرور ویکھیا جاوے گا کہ جس جماعت دے ہتھ وچ اج حکومت اے ۔ اوہ منشور نوں کنی حد تک نافذ وی کر دی اے ۔ تے جناب ! ایس واسطے ایہہ ضروری اے کہ اس بحث نوں چھیڑنا اے لیکن میں ایہہ عرض کراں گا کہ میں ایسی بحث نوں نان چھیڑ دا لیکن کیونکہ سب نالوں زیادہ اعتراض ایہہ کیتا گیا اے کہ 1973ء تے 1974ء دی جھڑی حکمت عملی اے اوہ اک جماعت جھڑی کہ ایس ویلے حزب اختلاف وچ بیٹھی اے ایس جماعت دے اوہ لوگ برسراقتدار من ۔ ایس واسطے ایہہ بحث ایس ایوان دے وچ ہو رہی اے ۔ جناب ! میں ایہہ عرض کر رہا ساں کہ اس جماعت دے وچوں جس وقت 1966-67ء دے وچ بھٹو صاحب نے وزارت خارجہ دے قلمدان توں استعفیٰ دتا تے باہر تشریف لے آئے اپنے جت سارے لوکاں نے انہاں نوں مل کے مختلف تجویزاں دتیاں کہ تہانوں ایس ملک نے قوم نوں بچان دے واسطے کی کرنا چاہی دا اے ۔ جناب ! میں اس دا عینی شاہد واں تے میں چاہندا آں کہ تاریخ دے حوالے اج ایہہ واقعہ تے ایہہ حقیقت دسے دتی جاوے تاکہ ایہہ لکھ دتا جاوے کہ اوس ویلے منظر بشیر صاحب اور جاوید اقبال صاحب نے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نوں عرض کیتا کہ جناب تسیں ایس ملک دے وچ اگر سیاست کرنی اے تے پھر ایہہ زیادہ بہتر ہووے گا کہ تسیں مسلم لیگ نوں join کر لو ۔ اوس دے بعد جھڑی اوتھے بحث ہوئی اوہ چونکہ ایس موضوع توں ہٹ کے وے ایس واسطے میں اوہدا ذکر نئیں کردا کیونکہ اوہ بحث بڑی لمبی اے ۔ تے اوہدے حق دے وچ تے اوہدے خلاف بھٹو صاحب دے پاس کئی دلائل من ۔ تے بھٹو صاحب نوں دولتانہ صاحب نے مسلم لیگ join کرن واسطے پیش کش کیتی لیکن میں صرف ایس واسطے ایسی بحث کرنی چاہندا واں کہ اوس ویلے انہاں نوں اک درخواست کیتی گئی کہ جناب ! تسیں مسلم لیگ نوں join کرو ۔ بھٹو صاحب نے ایہہ کیہا کہ جناب ! میرون 1945-46ء دا منشور جھڑا مسلم لیگ نے پاکستان نوں بنان واسطے ایس برصغیر ہندوستان دے لوکاں دے سامنے رکھیا سی کہ اسیں ایس قسم دا پاکستان بناواں گے ۔ اوہ وعدہ جھڑا مسلم لیگ نے 1947ء دے انتخابات دے ویلے کیتا سی اوس منشور دا مسودہ دانیال لطیفی نے بنایا سی ۔ ایہہ اوہ دانیال لطیفی اے جھڑا اج توں پاکستان دا چوٹی دا کیمونسٹ تے سوشلسٹ اے ۔

مسٹر سپیکر : اب شائد factually ٹھیک نہیں ہے That may not be relevant, کہ آج کیا ہیں ۔

راجہ منور احمد : جناب تسیں جیہڑی irrelevant دی گل کہہ رہے او کیا اوہ گل تسیں دانیال لطیفی دے منشور بنان دے متعلق کہہ رہے او ۔ factually غلط کہہ رہے او ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ آپ کی پہلی بات ٹھیک ہے اور آخری بات ممکن ہے ۔

راجہ منور احمد : جناب ۔ تسیں بھٹو صاحب والی گل کر رہے او یا دانیال لطیفی دی گل نوں contradict کر رہے او ؟

مسٹر سپیکر : میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ شائد relevant نہ ہو کہ آج دانیال لطیفی کیا ہے ۔ That part may not be relevant.

راجہ منور احمد : جناب والا ! یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ ذرا یہ وضاحت فرما دیں کہ دانیال لطیفی آج بھی ہندوستان میں ہے ۔ وہ سوشلسٹ یا کیمونسٹ ہے یا نہیں ۔ لیکن 1946ء میں جب اس نے یہ منشور دیا تھا تو وہ نظریاتی طور پر ہندوستان کا ایک نامی سوشلسٹ تھا ۔

جناب میں عرض کر رہا ساں کہ مسلم لیگ دے دستور دے متعلق جناب وزیر قانون صاحب نے سب نالوں وڈا اعتراض ایہہ کیتا کہ مسلم لیگ دے کول منشور نئیں اے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے تو مسلم لیگ کا نام ہی نہیں لیا ۔

راجہ منور احمد : جناب میں صرف انہاں نوں ایہہ دسنا چاہنا واں کہ جناب ایس ملک دا جیہڑا منشور سی اوہ مسلم لیگ نے دتا سی جیہڑا کہ دانیال لطیفی نے بنایا سی تے تہانوں خود ایس منشور نوں پڑھن دے وقت پتہ لگ جاوے گا کہ ایہہ اک انقلابی منشور سی ۔ ایس دے بعد جناب والا ! گل بنیادی طور تے ایہہ وے میں ایس ویلے زیادہ اس بحث نوں نئیں الجھانا چاہندا ۔ میں ایس بحث نوں صرف ایس رستے دے اتے رکھ کے عرض کراں گا کہ جناب اسیں ایس جماعت توں کیوں الگ ہوئے ۔ 1973ء تے 1974ء دے وچ ایہہ جیڑی حکمت عملی سی ۔ تے اوہنوں جیہڑا نافذ کرنا سی ۔ تے اوہدے وچ جیڑی ساڈی ناکامی اے ہو سکدا اے کہ ایہی سب نالوں

وڈی وجہ ہووے جیہدی وجہ توں ایہہ جیہڑے ایس جماعت نوں بنان والے سن اوہ ایس جماعت کولوں الگ ہو گئے نیں ۔ ہو سکدا اے کہ ایہی سب نالوں وڈی وجہ ہووے کہ انہاں نے ایس جماعت نوں کیہا ہووے کہ اساں ایس جماعت نوں چھڈیا اے کیونکہ ایہہ جماعت جیہڑی اے ایہہ ملک دے وچ ایس منشور دی حکمت عملی نوں نافذ نئیں کر سکدی ۔ ایس واسطے میں جناب نوں عرض کرناں واں کہ جناب جس وقت ایہہ گل ہوئی کہ مسلم لیگ دا منشور کی اے تے مسلم لیگ دے منشور نوں انج کیتا جاوے یا نہ کیتا جاوے ۔ کچھ عرصہ گزرن دے بعد 1967ء دے وسط وچ جا کے انہاں نیں ایہہ کیتا کہ نئیں ۔ اسیں اک نئی جماعت بنانواں گے ۔ جس وقت جناب ایس ملک دے وچ اک نئی جماعت دی سوچ پیدا ہوئی تے سوال ایہہ پیدا ہویا کہ ایس دا ناں کی ہونا چاہیدا اے ۔ جناب میرے دوستاں نوں شائد ایس گل دا نئیں پتہ کہ ایہدا ناں پھر کتھوں آیا اے ۔ ایس جماعت دا ناں جس جماعت دے ناں اتے تسیں اس ویلے حکومت چ کردے او ایس دا ناں جناب پھر علامہ اقبال صاحب دے اوس خط وچوں آیا سی جیہڑا کہ انہاں نے 1934ء دے وچ حضرت قائد اعظم نوں لکھیا سی تے جندے وچ انہاں نے کیہا سی کہ جناب اگر تساں مسلم لیگ نوں دوبارہ لوکاں وچ لیونان اے ۔ اگر تساں مسلم لیگ نوں دوبارہ زندہ کرنا اے تے ایہدا صرف واحد ذریعہ یا طریقہ ایہی اے کہ ایس جماعت نوں in the real sense of the word "Peoples Party" بناؤ ۔ عوام دی جماعت بناؤ ۔ اوس جگہ نوں تے اوس جماعت نوں عوامی بناؤ ۔ چونکہ مسلم لیگ دے متعلق اوس ویلے ایہہ خیال کیتا جاندا سی کہ ایہدے وچ ایس قسم دی قیادت آ گئی اے جیہڑی تہاڈے نال منسوب اے ۔ ساڈے نال منسوب نئیں اے ۔ اوس قیادت نے ایس مسلم لیگ نوں چونکہ تباہ کیتا جیہڑی کہ ایس ملک دی مان سی ۔ انہاں نے کیہا کہ جناب چونکہ مسلم لیگ نوں تباہ کیتا گیا اے اسیں ایس مسلم لیگ نوں revive نئیں کر سکدے چونکہ ایہدے اتے میاں ممتاز دولتانہ صاحب بیٹھے ہوئے نیں ۔ لہذا میں اک نویں جماعت بنانواں گا تے اوہ ہووے گی "پیپلز پارٹی" ۔ جناب ایہہ گل ٹھیک اے کہ تساں پیپلز پارٹی بنائی سی ۔ تساں جناب اوہ وعدے کیتے سن ۔ جناب تسیں جیہڑے منشور دے اتے بحث کر دے پے او تے جس منشور دی روشنی دے وچ تسیں

بے کہندے او کہ تساں ایہہ انقلابی اصلاحات کیتیاں نیں ۔ میرا خیال اے کہ تہاڈے وچوں کسے نیں وی ایہہ نئیں پڑھیا ہووے گا لیکن ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نیں تے جناب سپیکر صاحب نیں تے جناب لاء منسٹر صاحب نے ایہہ دستاویزات ضرور پڑھیاں ہون گیاں کہ ایس ملک دے وچ اک نئی سیاسی جماعت کیوں بنائی جا رہی اے ۔ جناب والا ! بحث ایس گل دی نئیں اے کہ ایہہ جیہڑی سیاسی جماعت اے تے پنجاب دی حکومت جیہڑی اے ایس نے 1973ء تے 1974ء دے وچ سیاسی حکمت عملی ، معاشی حکمت عملی تے مذہبی حکمت عملی دے اتے عمل کیتا یا نئیں کیتا بلکہ سوال ایہہ وے کہ تساں جس بنیادی دستاویز دے اتے قسم کھادی سی کہ اسیں ایہدے اتے قائم روواں گے تے ایس ملک دے وچ اک ایسی سیاسی جماعت بنانواں گے جیہڑی کہ صحیح معنیاں دے وچ عوامی جماعت ہووے گی۔ اوہ دستاویزات جیہڑیاں نیں اوہ اج ایس ایوان دے سامنے لیا کے پڑھ دیو ۔ جویں جویں تسیں اوس دی اک اک سطر پڑھدے جاوو گے تہاڈے سر شرم دے نال تھلے جھکدے جاون گے ۔ جناب ۔ تہانوں یاد ہونا چاہی دا اے کہ تساں نے اپدے وچ ایہہ گل وی آکھی اے ۔ اگر تساں اپدے وچ ایہہ گل نہ آکھی ہووے تہ تاں کی اے ۔ سوال ایہہ وے کہ اس بنیادی حقیقت توں کوئی بندہ انکار کر سکدا اے کہ ایہہ ملک جیہڑا اے اک نظریاتی ملک اے ۔ ایہہ ملک جیہڑا اے ایہہ پوری دنیا دے ملکاں دے وچ اپنی اک مثال اے ۔ کیوں ؟ اس واسطے جناب والا ! میں آخر وچ صرف اک چیز کہنا چاہنا آں جیہڑی اس ایوان دے واسطے تے اس ایوان دی تاریخ دے واسطے ضروری اے ۔ اوہ ایہہ وے جناب والا ! کہ ایہہ ملک دنیا دا پہلا واحد ملک اے جیہڑا سیاسی جمہوری عمل دے نال معرض وجود وچ آیا سی ۔ ایہہ صرف اس واسطے بنیا سی کہ اپنے دے اکثریتی عوام نے 1935ء دے ایکٹ دے تحت 1946ء دے الیکشن وچ مسلم لیگ دے ٹکٹ دے اتے ایہہ کہیا سی کہ جناب ایہہ ملک بننا چاہی دا اے اس واسطے ایہہ ملک بنیا سی ۔ اس ملک دیاں جغرافیائی سرحداں جیہڑیاں نے اوہ لوکاں نوں اتنی زیادہ عزیز نئیں ہین جتنیاں اس ملک دیاں نظریاتی سرحداں عزیز ہین ۔ کیونکہ اس ملک دیاں صرف اور صرف نظریاتی سرحداں ہین ۔ اگر نظریاتی سرحداں تہ ہوندیاں تسیں اپنے بنیادی دستاویز دے وچ ایہہ گل کیوں کہندے کہ

جناب اسیں تاں جھڑے ریڈکلف ایوارڈ ہین اوہنوں وی تسلیم نئیں کر دے۔ اسیں جھڑی اپنی territorial پاؤنڈری اے اوس نوں وی تسلیم نئیں کردے۔ اپنی جھڑی re-adjustment اے اوہنوں وی open کران گے۔ اگر تسیں اس ویلے دے ریڈکلف ایوارڈ نوں نئیں منندے تے ہن تسیں مشرقی پاکستان نوں وی چھڈ کے اپنوں بھلاناں چاہندے او۔ تے صرف اس واسطے اس ملک وچ اسلامک summit کراندے او کہ تسیں بنگلہ دیش نوں منظور کرنا چاہندے او۔ اس واسطے تسیں کہندے او کہ تساں نظریاتی سرحداں نوں مضبوط کیتا۔ اگر تساں نظریاتی سرحداں نوں مضبوط کیتا اے تے پھر میں ایہہ عرض کران گا کہ اس توں پہلاں 28 سال دے وچ کسے حکومت نے پاکستان دیاں نظریاتی سرحداں دے اتے اتنے وڈے حملے نئیں کیتے جتنے اس حکومت نے کیتے نے۔ اس واسطے اس جماعت دے رکن دا ایہہ حق نئیں۔

جناب والا! اسیں محض اور محض اس جماعت نوں چھڈ کے صرف اور صرف دوسری جماعت جھڑی مسلم لیگ اے اپنوں اپنا ناں دتا اے تے اس دے وچ شامل ہوئے آں کہ اسیں سمجھنے آں کہ ایہہ ملک نظریاتی طور تے بنیا اے تے اس ملک دیاں نظریاتی سرحداں دی حفاظت جھڑی اے سبھ نالوں زیادہ عزیز اے تے ایتھوں دے مسلماناں دا فرض اے۔ اس واسطے اسیں سمجھنے آں کہ اکوای ایہہ جماعت اے جھڑی نظریاتی طور تے اس ملک دیاں نظریاتی سرحداں دی حفاظت کر سکدی اے تے اسیں اپنے وچ آنے آں۔

جناب والا! آخر وچ میں اک گل عرض کران گا کہ دوسری طرف تے ایہہ کہیا گیا کہ 1972ء اور 1973ء دے وچ تے 1973ء تے 1974ء دے وچ جھڑے لوک حکمران سن اوہ اس جماعت نوں چھڈ کے چلے گئے۔ جناب والا! اپنے وچ اک ہور پہلو وی اے۔ تہانوں یاد ہووے گا کہ اگست 1973ء دے وچ آئین نافذ ہویا۔ اگست 1973ء دے وچ تساں جھڑے حکمت عملی دے اصول دتے سن تے 1973ء دے شروع وچ یا 1973ء دے آخیر وچ جھڑی حکومت سی اوہ اوہناں نوں اس طریقے دے نال نافذ نئیں کر سکدی سی۔ ایہی وجہ سی۔ ایہی اک شرم سی جھڑی سانوں ماردی ہئی سی۔ خدا گواہ اے کہ میں تہانوں دسدیاں تے میں اس ایوان دے وچ

خدا دی قسم کھا کے کہنان وان کہ پچھلے سال جس وقت اس حکمت عملی تے بحث دی گل ہوئی تے مینوں حنیف رامے صاحب نے حکم دتا کہ اس تے بحث کیتی جاوے یا نہ کیتی جاوے ۔ میں اہنان نوں کہیا کہ جناب ! سانوں تاں شرم آندی پئی اے کہ اس تے بحث کی کیتی جا سکدی اے ۔ اساں کیتا کی اے ۔ جناب ! تساں جتنی بحث کیتی اے کیا جناب 1973ء تے 1974ء دے وچ ایہہ جھڑا مذہبی طور تے کیتا اے ۔ ایہہ جھڑا معاشی طور تے کیتا اے اہدے وچ زیادہ توں زیادہ محکمے جھڑے رپورٹ دے وچ ہن اوہنان وچوں محکمہ اوقاف ایسا محکمہ اے جس نے ایہہ کم کیتا اے ۔ محکمۂ اوقاف اوہ اداراہ اے جھڑا ایوب خان نے بنایا سی ۔ جھدے خلاف تساں جہاد کرکے حکومت لئی ۔ ایہہ سارے دا سارا کریڈٹ ایوب خان جاندا اے ۔ تساں جتنا کم کیتا اے تے تسیں جھڑا کہندے او کہ اس دیاں مذہبی بنیاداں اساں قائم کیتیاں سن ۔ اصل گل ایہہ وے اہدیاں بنیاداں محکمۂ اوقاف نے قائم کیتیاں سی تے محکمۂ اوقاف پیپلز پارٹی نے نئیں بنایا سی ۔ ایہہ تاں ایوب خاں دی اس مسلم لیگ نے بنایا سی ۔

مسٹر سپیکر : کوئی محکمہ آپ نے بنایا بھی ہے یا سب پرانے آپ نے inherit کئے ہیں ؟

راجہ منور احمد : جناب والا ! تمام جھڑے پرانے محکمے نیں اوہناں دی جھڑی کارروائی اے تے اوہناں دی جھڑی کارکردگی اے اوہنوں ایہہ کہندے بے نیں کہ ایہہ ساڈی اے ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! آپ relevant تو رہیں ۔

راجہ منور احمد : ایہہ کہندے نیں کہ جھڑی کارروائی تے کارکردگی پرانے محکمیاں نے کیتی اے اوہ ساڈی اے ۔ حالانکہ اس جماعت دے ولوں اگر کوئی صحیح معنیاں وچ بحث کردا تے اوہنوں ایہہ کہنان چاہی دا سی کہ جناب ایہہ تمام پالیسی جھڑی اے ایہہ تے پچھوں اسیں inherit کر رہے سان ۔ اسیں اپنی پالیسی جھڑی اے ہن مرتب کر رہے آں ۔ تے اگر کوئی پالیسی ہوندی یا کوئی پالیسی مرتب کر رہے ہوندے تے اوہ واشگاف لفظاں وچ کہندے کہ ایہہ ساڈی حکمت عملی سی جس دے تحت اسیں ایہہ سب کچھ کر رہے آں ۔ جناب جھڑا ملک جمہوری نظریات دے اتے تے جمہوری process دے نال آیا اوہ ملک جمہوری نظریات تے جمہوری

قدراں دے تال اس شکل وچ پرویا ہویا اے تے اس دے نالوں کدی وی وکھ نیں ہو سکدا ۔ اہدی مثال ایہہ اے جس طرح مچھلی پانوں توں بغیر زندہ نئیں رہ سکدی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : (Lyallpur 10) Sir, I am grateful to you for granting me this opportunity of speaking on the Principles of Policy in this august House. Strictly speaking, most of the hon'ble members of this House have transgressed the limits prescribed, namely this discussion stands confined to the years 1973-74 and it stands confined to Articles 31 to 38 of the Constitution. Any-how most of what I wanted to say has already been said in this august House. So far as the Islamic way of life is concerned, I think this Government has sincerely tried to do its utmost to promote Islamic way of life. But I will ask a question. Whether we have failed to revolutionize our personal selves we have succeeded in revolutionizing our personal selves or whether we have failed to revolutionize the life of the people at large ? I must say that in this practical field we are lagging behind. This we shall have to confess.

As far as the Local Government institutions are concerned, we should frankly accept our failure Our Leader Mr. Zulfiqar Ali Bhutto has openly expressed his failure to control soaring prices in a T.V. speech some time back. Any-how we have enacted the Local Government Act. In my view the law is of no use unless the same stands enforced. What is the use of an enacted law which remains to be enforced ?

(At this stage Mr. Deputy Speaker, occupied the Chair)

Then Mr. Speaker Sir, so far as the parochial prejudices and provincial prejudices are concerned, I think I will be perfectly fair in saying that some elements in the opposition

have tried to fan these prejudices ; I mean the opposition within this House and opposition out of the House. The tendency to fan these prejudices must be curbed with a strict hand otherwise this Pakistan cannot stand in an intergrated form as it stands to day.

Then Mr Speaker, I will come to the next item of these principles of policy and that relates to the protection of minorities. I think the Government has been successful enough in giving a benevolent treatment to the minorities in this country. I however, think that for a part of the Christian minority, who is carrying on the dirtiest job, something more requires to be done.

Then Mr. Speaker Sir, I will refer to a question which has been discussed by some members of the opposition and our Law Minister. Sir, I think a new theory has been propounded by our Law Minister today. He has stated in unequivocal terms in this august House that the rule of law, the fundamental rights and even the judiciary he has gone to that extent—at times obstruct the process of revolution. I must remind the Law Minister that the permanent Constitution has given a due respect to this rule of law, a due respect to the fundamental rights and a due respect to the judiciary of the country. I think nobody except the Law Minister, who has the advantage of sitting on the Ministerial Benches, could get up and say that the rule of law, the fundamental rights and the judiciary in our country obstruct the process of revolution. So far as this Constitution stands, so long as this Constitution is in force in this country and so long as our present institutions, the judiciary, the legislature and these agencies of the Government and the State are working under that Constitution we cannot go and argue against the provisions of the constitution.

Minister for Law : Point of order.....

Mr. Deputy Speaker : Minister for Law is on a point of order.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir, I am just going to finish my speech. So far as the economic well-being of the people is concerned, I think the Government is making efforts to bring about an economic system whereby this well-being of the people may stand assured but I think their efforts are impeded by the spiral of soaring prices in the country. Sir, whenever the Government has interfered in the matter of prices, they have raised the prices and they have never tried to bring them down. I give an example. The price of wheat has been fixed by the Government at the rate of Rs. 37.00 per maund. In the market it is available at the rate of Rs. 33.00 at Lyallpur and at so many other places. Mr. Speaker, if they fix the prices in the way that they think the prices can be controlled in an artificial manner I think it is a wrong concept. So far as this question of prices is concerned, it is quite easy that a man may purchase the wheat at the rate of Rs. 33.00 from the market and sell it at the rate of Rs. 37.00 per maund in the same market. It is quite possible and it did happen, I must say. This is an artificial method of controlliog prices. Anyhow, the efforts of the Government are sincere and I do think that in the course of time it may enable itself to control this spiral of soaring prices and the economic well-being of the people may be assured thereby.

With these few words I conclube my speech and I am thankful to the Speaker also.

Minister for Law : Sir, I would like to make an explanation in regard bo what my learned friend, Ch. Muhammad Yaqoob Awan, has said in respect of my speech Mr. Speaker, I actually want to make clarification because my learned friend is in the habit of saying some thing which I never said. He is also in the habit of looking on things in the manner in

which he wants to see things. But in fact what I said was that the judicial system in our country is obstructing or it always causes hindrance in the way of progressive society or in the way of country's revolution. Sir, I still stick to that Sir, for your information and for the information of the House I never said that the Judiciary is creating hindrance. There is very much distinction between the "judiciary creating a hinderance" and the "judicial system creating hindrance".

Mr. Deputy Speaker : I will not allow to open debate on this.

Minister for Law : Mr. Speaker, I am not opening debate. I was just explaining and giving clarification. My learned friend has said that I said Judiciary is creating a hindrance. But I make my position clear on the floor of the House that I never said that. There is a lot of difference in the judicial system and the judiciary.

Mr. Deputy Speaker : Mr. Mukhtar Ahmad Awan.

ملک مختار احمد اعوان (ملتان ۔ 1) : جناب سپیکر! آج کی اس بحث میں حزب اختلاف کی طرف سے جن دوستوں نے حصہ لیا ہے اور حکومت کی حکمت عملی اور پالیسیوں پر تنقید کا حق استعمال کیا ہے ان میں اکثریت ان دوستوں کی تھی جو کل پیپلز پارٹی کے رکن تھے ۔ جو کل پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے تھے جو کل تک اس حکومت کی طرف سے دئے گئے تمام ان احکامات پر عمل کرتے رہے جو احکامات 1973ء ۔ 1974ء میں صادر کئے گئے ۔ جناب والا! میں نہایت ادب سے آپ کی وساطت سے اتنی بات کہوں گا کہ ۔

بات اتنی بڑھی کب تھی کہ تیرے شہر کے لوگ
میرے نزدیک سے گزرے حریفانہ چلے

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں حکمت عملی ۔ اس کی تاریخ اور اس کی وضاحت کو تلاش کرنے کے لیے ایک فاضل رکن نے

تحریک پاکستان کے اور اق پلٹنے کی جسارت کی ۔ وہ آج تاریخ کا ایک نیا باب کھول رہے ہیں ۔ اور وہ ایک ایسا نام اس ایوان کو بتلانا چاہتے ہیں کہ شاید اس ایوان کے ممبر جو ایک ایک لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں وہ اس نام سے روشناس نہ ہوں ۔ میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ قائد اعظمؒ نے جس شخص کو 1940ء میں مسلم لیگ کا منشور رقم کرنے کے لیے حکم دیا تھا وہ شخص سوشلسٹ تھا ۔ سوشلسٹ نظریات کا پرچار کرتا تھا اور برصغیر کے سوشلسٹوں میں اس کا نام سر فہرست تھا ۔ اس کو دانیال لطیفی کہتے ہیں ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ وہ عوام دوست اور ترقی پسند تھا تو پھر میں آج کے مسلم لیگ کے ان نام نہاد لیڈروں سے سوال کرتا ہوں کہ خدا انخواستہ ۔ نعوذ باللہ قائد اعظمؒ جنہوں نے ایک ملک ابھی اور حاصل کرنا تھا اور پھر اس ملک کی بنیادوں کو استوار کرنا تھا ۔ کیا وہ جغرافیائی یا نظریاتی سرحدوں کا اہتمام کرنا تھا ۔ کیا پھر ان کی نظر میں برصغیر کے اس حصہ میں جس میں آج ہم رہتے ہیں جس کو سرحد ۔ بلوچستان ۔ سندھ ۔ پنجاب کہا جاتا ہے کیا پھر اس علاقہ سے ایک جاگیردار ایک سرمایہ دار ان کے ذہن میں یا ان کے سامنے نہ تھا جس کو وہ کہتے کہ مسلم لیگ کا منشور لکھو ۔ تو حضور والا! میں جناب کی توجہ اس دور کی طرف دلانا چاہتا ہوں جب قائد اعظمؒ نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد تمام تر جدوجہد کو عملی جامہ پہنانے کے بعد ہم سے جدا ہوئے ۔ وہ حکم ایزدی تھا ۔ وہ حکم باری تعالیٰ تھا ۔ حضور والا! قائد اعظم کے جدا ہونے کے بعد اس مسلم لیگ کی غلطیوں کی وجہ سے اس کی قیادت پر جاگیرداروں نے غاصبانہ قبضہ جما لیا تھا جس نے مسلم لیگ کی گلی کوچوں سے اٹھتی ہوئی قیادت کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ کیا پھر ان غلطیوں کی طرف آپ کی توجہ دلانے کا میں حق رکھتا ہوں یا نہیں ۔ اگر مجھے یہ حق حاصل ہے تو پھر میں یہ کہوں گا کہ قائد اعظم نے بجا طور پر دانیال لطیفی کو حکم دیا تھا کہ تم اس مسلم لیگ کا منشور لکھو کیونکہ قائد اعظم سوشلزم پر ایمان رکھتے تھے ۔ قائد اعظم اسلام کے سنہری اصولوں کے تابع رہ کر استحصال کا خاتمہ چاہتے تھے ۔ حضور والا! قائد اعظم نے کبھی یہ نہیں فرمایا تھا کہ اے پاکستانیو! جب میں تم سے جدا ہو جاؤں تو پھر کسی بت بڑے پیر، کسی بت

بڑے وڈیرے کو مسلم لیگ کا سربراہ بنا لینا اور دانیال لطیفی کے لکھے ہوئے منشور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قائد اعظم نے کبھی پیر پگاڑو کا نام نہ لیا تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جب پاکستان حاصل ہوگا تو وہاں وہی شخص اس کی قیادت کرنے کا اہل ہو سکتا ہے جس کی identification لوگوں کے ساتھ ہوگی ، کسانوں ، مزدوروں طالبعلموں اور دکھی انسانیت کے ساتھ ہوگی ، جس کے کردار کا ایک پہلو ایسا ہوگا کہ وہ غریب لوگوں کی بات کرے گا ۔ میں فاضل رکن کی اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب پارٹی کو پاکستان پیپلز پارٹی کا نام دیا ، جب یہ نام عوامی انقلابی تحریک کو دیا تو اس وقت ملک پر فوجی ٹولے کا غاصبانہ قبضہ تھا ۔ اس وقت ایسے حکمران یہاں پر موجود تھے جو جمہوریت کے راستے سے ہٹ کر پچھلے دروازے سے اقتدار میں آئے تھے ۔ تو ان لوگوں سے ٹکرانے کی بات تھی ۔ حضور والا ! پھر اگر وہ یہاں حکمت عملی کی بات کرتے ہیں تو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اسے پیپلز پارٹی کا نام دیا تو یہ نام ایسے راستے کی نشاندہی کرتا تھا جو کٹھن راستہ تھا ، جو کانٹوں پر چلنے کی بات تھی ، جو آسان راستہ نہ تھا ۔ حضور والا ! اسی لیے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ قائد اعظم کی حکمت عملی بھی صرف یہ تھی کہ انہوں نے اپنی محنت کے بل بوتے پر ، کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرتے ہوئے ، یہ ملک حاصل کیا تھا اور اس کی حکمت عملی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اگر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بھی اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرتے ہوئے ، کٹھن راستہ چنا تو وہ جدوجہد کا راستہ تھا اور غاصب حکمرانوں سے ٹکراؤ کا راستہ تھا تاکہ ہم یہاں پر جمہوریت کو بحال کریں ۔

حضور والا ! یہاں نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کی بات کی گئی ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس دور کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جب 1970ء میں اس ملک پر فوجی حکمران حکومت کرتے تھے ، تو ایک ایسے شخص نے جو فوج سے متعلق تھا ، جو اس آمریت کے دور کا ایک مہرہ تھا لیکن اس کے پاس وزارت تھی ، اس کے پاس بہت اہم وزارت تھی ۔ وہ وزارت

جس کے تحت تمام پریس ، ریڈیو ، ٹیلیویژن اور اسی قسم کے دیگر تمام اداروں تھے ۔ اس کا نام شیر علی تھا ۔ اس نے بھی اس وقت یہ بات کہی تھی کہ پاکستان میں نظریاتی سرحدوں کو جغرافیائی سرحدوں پر ترجیح دینا ہوں ۔ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی جانی چاہیے ، جغرافیائی سرحدیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں ۔ حضور والا ! میں اس دور کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانے کی جرأت نہیں کرتا کہ اس ایوان میں حکمت عملی پر بحث کی آڑ میں نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی بات نہ چھیڑی ہوتی ۔ یہاں ایک دوست نے کہا کہ نظریاتی سرحدیں بنیادی بات ہے ۔ حضور والا ! ہم نظریاتی سرحدوں پر یقین رکھتے ہیں لیکن ہمیں اختلاف رائے کا حق دیجئے کہ کون سی نظریاتی سرحدیں ؟ کیا وہ نظریاتی سرحدیں کہ جس نظریے کو توڑ مروڑ کر اس ملک میں 23 سال تک پیش کیا جاتا رہا ۔ حضور والا ! آج سے پہلے بانگ دہل اس عظیم فرزند دانیال لطیفی کا نام کسی اسمبلی میں نہ لیا جاتا تھا ۔ میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج جب ان کا دور ہے تو ان اسمبلیوں میں ، پارلیمنٹ میں ، تاریخ کے سنہری اوراق پلٹ کر ان سنہرے نقوش کو پیش کیا جاتا ہے ۔ یہ بھی اسی جدوجہد کا ایک حصہ تھا کہ نظریاتی سرحدیں کیا تھیں ۔ جناب والا ! نظریاتی سرحدیں بہت صاف ستھری تھیں ۔ ہندو بنیے کے استحصال سے مسلمانوں ، غریب اور محنت کش مسلمانوں کو نجات دلانا مقصود تھا اور وہ نجات کیسے دلائی جا سکتی تھی ۔ ایک ملک حاصل کرکے ، ایک خطۂ زمین حاصل کرکے ۔ لیکن اس نظریے کو اگر کسی نے یوں پیش کیا کہ جناب نکتہ تو حاصل ہوا لیکن یہاں پر نظریاتی سرحدوں کے نام پر دو طبقات پیدا کر دیے جائیں ، ایک امیر کا طبقہ اور ایک غریب کا طبقہ ایک لوٹے اور دوسرا لٹتا رہے ۔ جناب والا ! یہ کبھی قائد اعظم کا نظریہ نہ تھا اور نہ یہ کبھی قائد عوام کا نظریہ ہو سکتا ہے ۔

چوہدری محمد حنیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پیر پگاڑو تو جاگیردار ہے لیکن مسٹر بھٹو جو ان کی پارٹی کے چیئرمین ہیں ، وہ کون ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اس controversy کو نہ چھیڑیں ۔

ملک مختار احمد اعوان : میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے پوری

مریدی کی بات کی ہے اور میں پھر کرتا ہوں ۔ میں نے تعویذ لکھنے کی بات کی ہے ، اسلام کے نام کو بیچنے کی بات کی ہے ۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کبھی تعویذ نہیں لکھے ، کبھی پیری مریدی نہیں کی ۔ ان کے مرید سیاسی کارکن ہیں ۔ اسی لیے میں نے یہاں یہ بات کی ہے کہ قائد اعظم نے کبھی یہ نہ کہا تھا کہ جب میں آنکھیں بند کر لوں تو جو منشور دانیال لطیفی نے لکھا ہے ، جس کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا جا رہا ہے ، اس منشور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تعویذوں پر بھروسہ کرو ۔ قائد اعظم تو اپنی قوت بازو پر یقین رکھتے تھے ، قائد اعظم تو ایک کٹھن راستے پر یقین رکھتے تھے ۔ حضور والا! میں پھر یہ کہوں گا کہ down-trodden لوگوں کی جدوجہد کے ساتھ مشابہت کی بات ہے کہ یہ مشابہت کس نے اپنے آپ میں پیدا کی ہے ۔ حضور والا! اس لیے اگر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکمت عملی پر بھی تنقید کی گئی ہے تو مجھے بھی حق دیجئے کہ میں بھی اپنی جماعت کا نقطۂ نظر یہاں پر پیش کر سکوں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا! کیا قائد اعظم نے بھٹو صاحب کا نام لیا تھا کہ وہ میرے منشور پر عمل کریں ۔

ملک مختار احمد اعوان : میں نے کسی کی تقریر میں مداخلت نہیں کی ، میں نے سب کی بات سنی ، میں نے سب کے نوٹس لیے لیکن وہ لوگ جو نوٹس نہیں لے سکتے وہ اٹھ کر میری تقریر میں مداخلت کرتے ہیں ۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیجئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تقریر کے دوران مداخلت درست نہیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا! میں ان سے اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا قائد اعظم نے یہ کہا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ مداخلت نہ کریں اور اس بات کو چھوڑ دیں ۔

ملک مختار احمد اعوان : آپ کو تقریر کرنے کا حق ملے گا ، آپ اس وقت جواب دیں ۔ میں اپنا تقریر کا حق استعمال کر رہا ہوں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا! میں ان سے ایک بات پوچھنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ، چوہدری محمد اشرف ! آپ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنا سکے ۔ آپ تقریر کرنی چاہتے

ہیں ۔ آپ کو بھی موقع دیا جائے گا اور ابھی ایک دو منٹ کے بعد میں آپ کو موقع دے رہا ہوں ۔

مسٹر محمد اشرف : بڑی مہربانی ۔

ملک مختار احمد اعوان : حضور والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پھر نظریاتی سرحدیں یہ نہ ہو سکتی تھیں کہ دو طبقات پیدا کر دیے جائیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب سپیکر ! وہ 1973-74ء کی بات کریں جب وہ وزیر تھے ۔ وہ اپنی شکل یہاں پر بتائیں ۔

ملک مختار احمد اعوان : میں سب شکلیں بتلاتا ہوں ۔

مسٹر محمد اشرف : آپ بتائیں کہ آپ کس کے پٹھو تھے ۔

ملک مختار احمد اعوان : میں سب شکلیں بتلاتا ہوں ۔ آپ یہ** نہیں کریں ، آپ یہ پٹھو کا لفظ واپس لیں ۔ آپ کیا تھے ، آپ کس کی ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں آپ کس کو پٹھو کہتے ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب سپیکر ! یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

Mr. Deputy Speaker : This is all personal. I hope that the hon'ble members will refrain from it.

ملک مختار احمد اعوان : میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ پٹھو کا لفظ واپس لیں ۔ وہ بھی پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ۔ وہ کس کو پٹھو کہہ رہے ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق کوئی بات نہیں کرتے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہ تھا ۔

مسٹر محمد اشرف : کیوں نہیں بنتا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں ، وہ* کر رہے ہیں ، وہ غلط کہہ رہے ہیں اور انہیں ایسی باتیں کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے پھر عرض کروں گا کہ اس چیز کا نوٹس لیں ۔

---

*بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چودھری محمد اشرف ! یہ جو کچھ آپ نے کہا ہے آپ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! پہلے انہوں نے کہا ہے ، پہلے وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر اس طرف سے* کا لفظ استعمال کیا جائے گا تو اس طرف سے بھی اسی طرح کا جواب دیا جائے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مجھے پلس پوائنٹ موجود ہے اور میرا فیصلہ یہ ہے کہ اگر دونوں طرف سے* کا لفظ استعمال ہوا ہے تو چاہے یہ کسی طرف سے بھی ہوا ہے مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ۔

I order that it should be expunged from the proceedings of the day.

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب مزید controversy نہیں چاہیے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! جب ایک سیاسی پارٹی کی طرف سے بات کی جاتی ہے تو دوسری طرف سے اس کا جواب بھی آئے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب ! آپ انہیں تقریر کرنے دیں ، ان کے بعد چوھدری محمد اشرف کی باری ہے ، وہ تقریر کریں گے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : جب کوئی ایسی تقریر کرتا ہے تو اس میں دوسروں کی بات برداشت کرنے کا حوصلہ بھی چاہیے ۔

ملک مختار احمد اعوان : بابا ! ہم نے سب باتیں سنی ہیں ، ہم کیا برداشت کریں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ملک مختار احمد اعوان آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

---

*بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ! جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کی بات ابھی ضرورت ہیں لیکن تھی کہ کراچی سے خیبر تک چار قومیتوں کے نعرے کو ختم کرتے ہوئے ، ایک قوم کی شکل میں ہم غریب اور امیر کی تمیز کو مٹا دیں ۔ اور ہم کسان جو سندھ کا ہے ، بلوچستان کا ہے ، سرحد کا ہے ، پنجاب کا ہے ، اس کو یہ شعور دیں کہ ماضی میں اگر اس کے حقوق غصب کیے گئے تو اس ناعاقبت اندیش قیادت کی وجہ سے جو یہاں نظریات کو twist کرتی رہی ، نظریہ پاکستان کو غلط طور پر پیش کرتی رہی تو اس کے بلند شعور کی وجہ سے ہم پھر آگے کی طرف قدم بڑھائیں اور انقلاب کی منزل تک پہنچیں ۔ حضور والا ! پھر پاکستان کی سلامتی کی بات ایک لازمی امر ہے ۔ کیونکہ اگر کہیں پر نظریہ نافذ کرنا مقصود ہے تو وہ خلا میں نہیں ، کسی خطہ زمین پر نافذ کیا جاتا ہے ۔ اگر وہ خطہ زمین محفوظ ہے ، اس میں بسنے والے کروڑوں عوام خوش حال ہیں ، ان میں تعلیم عام ہے ، ناخواندگی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور پھر اگر کوشش کی جا رہی ہے کہ پورے پاکستان کو انڈسٹریالائز کر دیا جائے ، سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے ۔ تا کہ پھر کوئی سردار نہ رہے ، کوئی امیر نہ رہے ، کوئی فرعون نہ رہے ، کوئی لوٹے نہ کوئی لٹے تو یہی نظریہ پاکستان تھا اور یہی دانیال لطیفی نے منشور لکھا تھا ۔ اس منشور کے نفاذ اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کٹھن راستہ چنا ہے اور آج بھی وہ کٹھن راستے کی طرف جا رہے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حضور والا ! اگر جمہوریت کی بقا کا سوال ہے تو کوئی بھی نظریہ جمہوریت کے بغیر نافذ نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر جمہوری اداروں کو فروغ ملے گا ، جمہوریت پنپے گی تو نظریہ پاکستان نافذ ہوگا ، سوشلزم بھی نافذ ہوگا ۔ جمہوریت کا بڑا اگر اس طرح پر فرق کرنے کی بات ہے کہ پارلیمنٹرین ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالیں ، تنقید برائے تنقید کریں ، اصولوں کی بات نہ کریں تو پھر اس کے پس پردہ یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ طاقتیں جن سے پہلے باوٹی کے جیالے کارکنوں نے اپنے قائد کی قیادت میں آمریت کے خاتمے کے ساتھ ساتھ جمہوریت کو بحال کیا تھا ، جن سے آمریت کو ختم کرا کے جمہوریت حاصل کی گئی تو خیبر والا یہ بات

ذہن میں ابھرتی ہے کہ کیا کوئی ایسی سازش تو نہیں کہ حکمت عملی پر بحث کے پس پردہ ایسے آمروں کو سپورٹ کیا جائے جو ایوانوں کے باہر بیٹھ کر اپنے زخم چاٹ رہے ہیں اور جمہوریت کو پسند نہیں کرتے۔

حضور والا ! میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ میرے دوست ایم ۔ کے ۔ خاکوانی صاحب نے حکمت عملی کی بحث میں فحاشی کی بات کی ۔ سبحان اللہ ! ایم ۔ کے ۔ خاکوانی صاحب نے فحاشی صاحبہ کی بات کی ۔ اس کا حکمت عملی سے کیا تعلق ہے کہ اخباروں کے یہاں پر تراشے پڑھے گئے ۔ وہ تو آپ نے اجازت دی ، آپ نے ساری بات سنی ۔ لیکن میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا فحاشی غریبوں کے گھروں سے آتی ہے ۔ پڑھے لکھے لوگ کون ہیں ؟ غریب تو ناخواندہ تھے بے چارے ۔ وہ تو یہ اخباریں پڑھ نہیں سکتے ان خبروں کے پڑھنے سے کس کے جذبات الجھ سکتے ہیں ؟ پڑھے لکھے لوگوں کے ۔ اگر غریبوں پر فحاشی کے دروازے بند کیے گئے تھے تو پھر اس فحاشی سے خطرہ ان امرا کو ہو سکتا ہے ، ان طبقات کو ہو سکتا ہے جو یہاں پر استحصال کو جاری رکھنا چاہتے ہیں ۔ آپ نے کہا کہ ایوان میں پانی نہ پیا جائے ۔ آپ نے رولنگ دی ۔ لیکن وہ پانی نہیں پی رہے تھے ۔ صرف گلاس رکھا ہوا تھا ۔

Mr. Speaker : No personal observation.

ملک مختار احمد اعوان : میں یہ کہوں گا کہ وہ گلاس کو ، پانی کو صرف دیکھ رہے تھے ۔ میں آخر میں صرف یہ کہتا ہوں :

پانی کو مت گھور کے دیکھو ، پانی سر سے گذرا ہے
حشر کا قصہ تم نے سنا ہے ، میری نظر سے گزرا ہے

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد اشرف ۔

مسٹر رؤف طاہر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرے فاضل دوست سوشلسٹ ہیں ۔ انہوں نے جاگیردار ۔ یہ اور وہ بڑی اچھی باتیں کی ہیں ۔ لیکن یہ جو امیر بہاول پور ۔ والی قلات وغیرہ ہیں کیا یہ کسان مزدور ہیں ۔

ملک مختار احمد اعوان : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ حضور والا ! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جن جاگیرداروں کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں ، میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ یہ لوگ تو پارٹی میں شامل ہوئے اور پارٹی میں موجود ہیں اور پارٹی کو دھوکہ نہیں دیا ۔ لیکن جن کی قیادت

میں یہ جاننا چاہ رہے ہیں ، انہوں نے جس پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے ، وہ آج بھی سینیٹر ہیں ۔ اس پارٹی کے نامزد ، اس ایوان نے انہیں سینیٹر بنایا ۔ لیکن ان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ سینیٹ کی سیٹ سے استعفیٰ دے دیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : انہوں نے میرے سوال کا جواب تو نہیں دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال جواب آپ باہر نکل کر کریں ۔ اس سے میں آپ کو منع نہیں کرتا ۔

مسٹر رؤف طاہر : وہ بڑے انقلابی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ میں ان سے دوستانہ مراسم کے طور پر پوچھ رہا ہوں ۔ ایسی بات نہیں ۔

مسٹر سپیکر : پھر آپ کی تقریر کے متعلق ، یا راجہ صاحب کی تقریر کے متعلق یا خاکوانی صاحب کی تقریر کے متعلق بھی پوچھیں گے ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! میری تقریر کا تو انہوں نے نہ کوئی ذکر کیا ہے اور نہ کچھ اور کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ اچھا ہی کیا ہے نا ؟ یہاں پر ایک فاضل رکن اخبار کے تراشے پڑھ رہے تھے تو اس میں مجھے فحاشی کا کہیں لفظ نظر نہ آیا ۔ مگر میں ان کی تقریر تو روک نہیں سکتا تھا ۔ کیونکہ تقریر کرنا ان کا حق تھا ۔ اس میں سب کچھ ہے مگر فحاشی کی کوئی بات نہیں ۔ چوہدری محمد اشرف ۔

مسٹر محمد اشرف (ساہیوال ۔ 5) : جناب سپیکر ! میرا تقریر کرنے کا ارادہ تو نہ تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مگر میرے اصرار پر آپ تقریر کر رہے ہیں ۔ یا پبلک کے پر زور اصرار پر ؟

(قہقہہ)

مسٹر محمد اشرف : اپنے نظریاتی دوست کی اس ایوان میں تقریر کے بعد مجھے خواہش ہوئی کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ جس 1973ء 1974ء کی حکمت عملی پر بحث کی جا رہی ہے ، اس وقت وہ اس ایوان میں وزیر قانون کی حیثیت سے موجود ہوتے تھے ۔ اور جو جو اپنے دور وزارت میں اپنی حکمت عملی اس ایوان کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں ، اس کا نقشہ تھوڑا آپ کو بتانا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ! انہوں نے نظریے اور اصولوں کی

بات کی ہے ۔ جناب والا ! میں اپنے متعلق کہنا چاہوں کہ اتنی تنخواہ پر پنجاب کی تمام ذمہ داری اس شخص پر ہے جس نے اپنے غلط اقوال ، غلط نظریات سے اور اپنے کردار کی بنا پر ہمارے جیسے مخلص اور معصوم دوستوں کو اس حد تک پہنچا دیا ۔

مسٹر سپیکر : 1973ء 1974ء کی حکمت عملی کی پالیسی پر بحث کریں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! ذاتی حملے بھی نہیں کر سکتے ۔

ملک مختار احمد اعوان : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن : جناب والا !

مسٹر سپیکر : کیا یہ آپ کی طرف اشارہ ہے ؟

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ! یہ وضاحت کر دیں کہ کن کی طرف اشارہ ہے ۔ یہ آپ سے مخاطب ہیں حضور والا مخاطب کو آپ سے ہی ہوا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو ذاتی طور پر اب بھی ان سے پیار ہے ۔

ملک مختار احمد اعوان : اشرف صاحب اپنے آپ کو معصوم کہہ رہے ہیں ۔ ہم تو معصوم لوگوں کو کہتے ہیں کہ واپس پلٹ آؤ بھائی ۔ اس راستے پر نہ چلو ۔

مسٹر چراغ اشرف : جناب سپیکر ! آج ایک بات کا مجھے سخت افسوس ہے کہ صبح سے جو بحث حکمت عملی 1973ء اور 1974ء کی ہو رہی ہے ۔ حزب اقتدار کی طرف سے بہت سے مقررین ایسے آئے ہیں جنھوں نے بجائے اس کے کہ وہ 1973ء اور 1974ء کی حکمت عملی پر بحث کرتے ہوئے اس کی تعریف کرتے اور یہ کہتے کہ وہ پروگرام جو 1973ء اور 1974ء میں حکومت پنجاب نے پیش کیا تھا ، وہ بہت ہی اچھا اور سنہری زمانہ تھا ۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے رہے ہیں کہ 1973ء اور 1974ء میں ہم نے جو پروگرام اور اصلاحات اس صوبے میں نافذ کی ہیں اسے خراج تحسین پیش کرتے ہیں ۔ اور دوسری طرف تضاد بیانی کرتے ہیں کہ 1973ء اور 1974ء میں اس پارٹی کے جو پنجاب کے سربراہ تھے ، یہ مجھے پتا نہیں کہ کون تھے اور کون سی پارٹی اس وقت برسراقتدار تھی ۔ ان کا ذکر کرتے رہے ہیں جیسے وہ 1958-59ء کی بات کرتے ہیں ۔ اس وقت 1973-74ء کے جو لوگ تھے جنھوں نے یہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے تھے ، جنھوں نے حکمت عملی کو عملی جامہ پہنایا تھا ، جنھوں نے ان تمام اصلاحات کو کامیاب کرنے کی

جد و جہد کی تھی ، وہ لوگ ہم نے پارٹی سے نکال دیے ۔ جناب والا ! اگر وہ یہ بات کہتے ہیں کہ ہم نے ان لوگوں کو جنہوں نے اس حکمت عملی کو 1973ء اور 1974ء میں کامیاب کرنے میں جد و جہد کی تھی ان کو پارٹی سے نکال دیا ہے تو ان کا یہ حق نہیں ہے اور ان کو آج چاہیے تھا کہ 1973ء اور 1974ء پر بحث ختم کر کے 1975ء اور 1976ء پر بحث کرتے اور اس دور پر بحث کی جاتی جس دور میں یہ برسراقتدار ہیں ۔ یہ تو انہیں کے دور کے قصیدے گائے جا رہے ہیں جن کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو باہر نکال دیا ہے ۔

جناب والا ! میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جہاں پر بہت سے جھوٹے کہے ہیں اور ایک بات میں خاص طور پر کہنا چاہتا تھا جو میں بھول گیا تھا یہ ایک طرف تو یہ بات کہتے ہیں اور دوسری طرف میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کہ 74-1973ء کے ان لوگوں کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان کی غلط کاریوں کی وجہ سے ہم تو اسی وقت بھی یہی کہتے تھے کہ یہ لوگ جو ہیں یہ غلط ہیں ۔ جناب والا ! یہ 74-1973ء کی پیداوار ہیں جب کہ اس وقت کے لوگوں نے جہاں پر جمہوریت کا گلا کاٹ کر یہاں پر ہر چیز کو تباہ کر کے ان لوگوں کو اس ہاؤس میں آنے کے لئے موقع دیا ۔ جناب والا ! اگر یہ غلط کاریاں 1973ء اور 1974ء میں نہ کی جاتیں تو یہ معزز اراکین جو آج یہاں پہ بیٹھے ہیں کہ ہم نے ان لوگوں کو پارٹی سے نکال دیا ہے یہ کبھی بھی اس ہاؤس میں آ کر یہ بات نہیں کہہ سکتے تھے ۔ جناب والا ! 74-1973ء میں جنہوں نے پنجاب میں حکمت عملی کو کامیاب کیا جس کی آج آپ بات کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اور آج آپ جس سنہری دور کا ذکر کر رہے ہیں آپ دیکھیں کہ وہ آج کیمبل پور کی جیل میں پڑا ہوا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف رامے : اب تو لاہور آ گیا ہے بھئی ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! بات کرتے ہیں جمہوریت کی اور 1973ء اور 1974ء کی حکمت عملی کی ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ شرمندہ بھی نہیں ہوتے کہ ہم 1973ء اور 1974ء کی حکمت عملی پر بحث کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کر رہے ہیں اور جنہوں نے 1973ء اور 1974ء میں پنجاب کی حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے جو کچھ کارہائے نمایاں سرانجام دئیے ہیں وہ آج کہاں ہیں ۔

جناب سپیکر ! میں تھوڑا سا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پیپلز ورکس پروگرام اور سپاہ دانش کی بات کی ہے - آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا جناب والا ! کہ وہ سپاہ دانش کا جب پروگرام یہاں پیش کیا گیا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ اس وقت ہاؤس کے تمام ممبران نے متفقہ طور پر یہاں پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ کو مجبور کیا تھا کہ اس کو ختم کیا جائے - یہ بالکل ایک غلط اقدام ہے - اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے - آپ کی پالیسی بالکل غلط ہے - تو اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے اسی وقت سپاہ دانش کے پروگرام کو ختم کر دیا تھا - تو جناب والا ! اس کے علاوہ انہوں نے یہاں پر لوکل باڈیز کا قانون پاس کرایا تو کیا اب وہ انہیں باتوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور وہ صرف اس لیے ان باتوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں کہ کچھ لوگوں کو پسند نہیں تھا کہ یہ قانون پاس ہو - پھر جناب والا ! انہوں نے بات کی ہے کہ وہ لوگ جن کے خلاف انہوں نے جہاد کیا تھا اور وہ لوگ جو پیپلز پارٹی کے منشور کو عملی جامہ پہنانے نہیں دیتے تھے یا نہیں چاہتے تھے اب جناب والا ! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ تمام کی تمام جد و جہد جو آپ نے 1970ء میں کی تھی ، اس پر آپ نے مکمل طور پر پانی پھیر دیا ہے اور جن لوگوں کے خلاف آپ نے جد و جہد کی تھی وہ تمام کے تمام اب آپ کے کاندھوں پر سوار ہیں - آپ کے نیچے بھی نہیں - تو جناب والا ! میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کہاں ہے وہ دولتانہ جس کی آپ بات کرتے ہیں - آپ نے مسلم لیگ کی مخالفت نہیں کی تھی آپ نے شخصیتوں کی مخالفت کی تھی یا تو آپ یہ کہیں کہ مسلم لیگ غلط تھی وہ پارٹی غلط بنائی گئی تھی - لیکن آپ نے تو شخصیتوں کی مخالفت کی تھی کہ یہ لوگ غلط ہیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب وہ شخصیتیں کہاں ہیں - وہ دولتانے وہ ممدوٹ اور وہ ٹمن وہ تمام جاگیردار جو ہیں وہ آپ کے سر پر بیٹھے ہیں اور آپ پر حکومت کر رہے ہیں - وہ آپ کے کارکن نہیں ہیں - وہ تو اب ان عہدوں پر فائز ہیں جہاں پر آپ کی ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی -

ملک سرفراز احمد : نواب ممدوٹ کو تو اس میں سے منفی کر دیں -

مسٹر چھ اشرف : ان کے بیٹے بھتیجے بہت ہیں آپ جیسے - جناب سپیکر ! یہ پیپلز ورکس پروگرام کی انہوں نے بات کی ہے - میں قسم اٹھا کر کہتا

ہوں کہ میرے حصہ میں یا ایک ممبر کے حصے میں چار سال میں صرف چار لاکھ روپے پیلز ورکس پروگرام کے تحت دئیے گئے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو کتنا ملنا چاہیے تھا ؟

مسٹر محمد اشرف : جناب سپیکر ! میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں اپنی ذات کے متعلق نہیں کہہ رہا ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو سمجھا کہ ذاتی طور پر اتنے روپے ملے ہیں اور میرے ابھی بقایا پڑے ہیں ۔

(قہقہہ)

مسٹر محمد اشرف : میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں جناب والا کہ ہمارے حلقے کے لیے جہاں سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں اس حلقے کے لیے اس حکومت نے آج تک چار لاکھ روپے خرچ کیے ہیں ۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں اور آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ جو بڑی بڑی کتابیں ہمیں دی گئی ہیں اس میں ہمارے علاقوں میں انہوں نے لاکھوں روپے کا خرچ دکھایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : چار لاکھ بھی تو لاکھوں میں ہی ہوتے ہیں کروڑوں میں تو نہیں ہوتے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب سپیکر ! یہ تمام فگرز جو انہوں نے دی ہیں یہ بالکل بوگس ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہیں ۔ جناب سپیکر ! انہوں نے یہ بھی کہا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ یہاں پر انہوں نے صحت کی بات کی ہے کہ ہم نے بہت کام کیا ہے ۔ وہ بھی یہ عوام جانتے ہیں کہ اس حکومت کی یہ ہیلتھ پالیسی جو ہے اور اس کا جس طرح اس حکومت نے ستیاناس کیا ہے جس طرح سے یہ ہیلتھ پالیسی لائے اور تین سال ضائع کیے وہ بھی عوام سے پوشیدہ نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ کو معلوم ہے کہ اس پالیسی کی پھر اس حکومت نے اس طرح contradiction کی کہ جنرک ناموں کی سکیم دینے والے کو کتنا ذلیل کیا یہ بھی آپ جانتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب اگر آپ سلجھے ہوئے الفاظ استعمال کریں تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ انگریزی کا ایک محاورہ ہے کہ اچھے الفاظ سے کسی کی پگڑی نہیں اچھلتیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب سپیکر ! یہ بھی انہوں نے فرمایا ہے کہ صوبے میں ادویات کے لیے 1972-73ء میں ہم نے ایک کروڑ چونسٹھ لاکھ روپے خرچ کیے تھے اور اس کے بعد ہم نے 1974ء میں اسے بڑھا کر ایک کروڑ چوراسی لاکھ کر دیا ۔ جناب سپیکر ! جو ادویات اس وقت تیار کی گئی تھیں جو کہ گھر گھر میں گلبرگ یا ماڈل ٹاؤن میں فیکٹریاں تھیں ان کے لیے تو دس کروڑ بھی خرچ کر دیتے تو وہ گولیاں جو تھیں وہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ان میں کتنا اثر تھا اور اس نے لوگوں کو کتنا فائدہ پہنچایا ۔ جناب والا ! یہ باتیں کر دینے سے ہی مسائل حل نہیں ہو جاتے ۔ ہم بھی جناب سپیکر ! یہی رونا رو رہے ہیں کہ جو پالیسیاں انہوں نے یہاں پر دیں انشاء اللہ تعالیٰ جب آپ جائیں گے وہ ان کے جانے تک تمام ختم ہو جائیں گی اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح یہ آئے تھے اسی طرح فارغ ہو کر جائیں گے اس کے بعد کوئی اور آ کر اور ہی پالیسی وضع کرے گا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا بھی شکریہ ۔ ڈاکٹر بلال شاہ موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری (بہاول پور ۔ I) : جناب سپیکر ! حکمت عملی کے حوالے سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے میں آپ کے توسط سے حکمران جماعت کی خدمت میں ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

جناب سپیکر ! حکمت عملی کے اصولوں پر عمل درآمد سے متعلق 1973-74ء کی یہ دو رپورٹیں ہمارے بڑے اصرار اور شدید مطالبوں کے بعد اس ایوان میں پیش کی گئی ہیں لیکن جب ہم نے ان رپورٹوں کا مطالعہ کیا تو ہمیں یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ دستور کے اس سنہری حصے سے متعلق ، دستور کے ان بنیادی اصولوں سے متعلق اور دستور کی ان قرارداد مقاصد سے متعلق صوبائی حکومت کو جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی تھیں وہ اپنی ان بنیادی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں ۔ 1973ء کی حکمت عملی سے متعلق رپورٹ ایک انتہائی بے جان خشک اور بے روح رپورٹ ہے ، جسے چند کلرکوں ، چند اسسٹنٹوں اور چند افسروں

بے ترتیب جملوں کے ذریعے مکمل کر کے اس ایوان میں پیش کر دیا ہے۔ نہ اس میں کوئی ربط ہے، نہ استدلال، نہ اس میں حکومت کے کردار و عمل کی کوئی تفصیلی رپورٹ ہے اور نہ اس کا تجزیہ، محض اس اعلان پر اکتفا کیا گیا ہے کہ "حکومت مختلف شعبوں میں کیا اقدامات کر رہی ہے اور آئندہ کیا اقدامات کرے گی"۔ یہ رپورٹ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ حکومت نے مختلف شعبوں میں حقیقتاً کن تبدیلیوں کو لانے کی جدوجہد کی ہے۔ اس طرح سے 1974ء سے متعلق رپورٹ، اگرچہ الفاظ کی بنا کاری پر مشتمل ہے، اگرچہ مفاہیم کی اس میں کچھ ملمع سازی کی گئی ہے، اگرچہ اس میں اعداد و شمار کی کچھ جادوگری دکھائی گئی ہے۔ لیکن مجموعی اعتبار سے وہ بھی اس لحاظ سے غیر موثر ہے، اس اعتبار سے بے معنی ہے، اس اعتبار سے غیر انقلابی ہے کہ اس کے ذریعے ہمیں حکومت کی جانب سے کسی انقلابی تبدیلی کسی انقلابی پالیسی اور کسی نئے رجحان کی نہ عکاسی نظر آتی ہے نہ اس کے کوئی آثار دکھائی دیتے ہیں۔

جناب والا! ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنی طویل مختصر تقریر میں ان دو رپورٹوں پر حاشیہ آرائی کی کوشش کی ہے اور میں نے ان کی پوری تقریر کو بڑے تحمل کے ساتھ بڑے غور کے ساتھ بڑی دلچسپی کے ساتھ سنا، لیکن مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ وہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود، ہمیں یہ تاثر دینے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ ثبوت فراہم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ 73ء اور 74ء میں انہوں نے کچھ ایسے اقدامات کئے ہیں۔ کچھ ایسی کارروائیاں کی ہیں۔ کچھ ایسی نئی اصلاحات کی ہیں جو ماضی کی حکومتوں نے نہیں کی تھیں۔ جناب والا! ان کی تقریر اصل میں 73ء اور 74ء کی بجٹ تقریر کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اور ان میں بنیادی طور پر وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو روایتی طور پر گذشتہ 27 سال سے ہر بجٹ کا حصہ ہوتی ہیں۔ اور ہر بجٹ میں جس طرح مختلف مدوں میں مختلف شعبوں میں جن اعداد و شمار کی جھلکیاں نظر آتی ہیں اور جس طرح سے مختلف اقدامات کو نئے اقدامات قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح سے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بھی اپنی تقریر میں حکمت عملی کے اصولوں کا نام لے کر محض روایتی اقدامات کو اور عکاسانہ کارروائیوں کو انقلاب کا حسین نام دے کر اس ایوان کو مرعوب کرنے کی کوشش کی ہے اور فریب دینے کی بھی۔

جناب والا ! یہ درست ہے کہ حکمت عملی کے اصولوں پر عمل درآمد مالی وسائل پر منحصر ہوتا ہے ، یہ درست ہے کہ یہ کام کسی ایک سال میں یا چند مہینوں میں نہیں کیا جا سکتا ۔ مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ حکومت نے بعض شعبوں میں نیم دلانہ اقدامات کے ذریعے کسی نہ کسی حد تک حکمت عملی کے اصولوں پر عمل درآمد کرنے کی طرف کچھ قدم بھی بڑھائے ہیں ۔ لیکن یہ نیم دلانہ اقدامات حکمت عملی کی اس روح سے ہم آہنگ نہیں ہیں جو دستور میں محض اس بنیاد پر فراہم کی گئی ہے کہ وہ ہماری قومی علاقائی اور صوبائی زندگی میں راہنما اصول کی حیثیت سے نافذ ورائج کی جائے گی ۔ جناب والا ! مالی وسائل یقیناً انہیں وہ تمام کچھ کرنے کی اجازت نہیں دیتے جو یہ حکمت عملی مطالبہ کرتی ہے ۔ لیکن ہم یہ تو دیکھ سکتے تھے ، ہم یہ تو جان سکتے تھے کہ حکومت اپنے محدود مالی وسائل کے باوجود حکمت عملی کے ان بنیادی عوامل اور محرکات اور ان اصولوں کو سچے دل سے عملی جامہ پہنانے کے لیے عمل پیرا ہونے کے لیے تیار ہے ۔ اور اس پوری رپورٹ میں اس کی تو جھلکی بھی نظر نہیں آتی ۔ ہمیں تو اس رپورٹ میں وہ مواعید اور یقین دہانیاں بھی نظر نہیں آتیں جن کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکیں کہ اگر انہوں نے 73ء اور 74ء میں اس رپورٹ کو اس لیے نامکمل رکھا ہے کہ وہ اس وقت یہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے لیکن آئندہ وہ ایسی بنیادیں فراہم کرنے کے لیے تیار ہیں ، جس پر ہمارے اجتماعی ترقی اور خوشحالی کا محل تعمیر ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ! میں حکمت عملی کے تمام اصولوں پر یہاں بحث اس لیے اس وقت تحصیل حاصل سمجھتا ہوں کہ مختلف احباب نے اس پر بڑی تفصیل سے اظہار کیا ہے ۔ میں صرف چند پہلوؤں پر اپنی گفتگو کو محدود رکھنے کی کوشش کروں گا کیونکہ وقت بھی بہت زیادہ ہوگیا ہے اور یہ ایوان بھی معزز اراکین کی اکثریت سے خالی ہے ۔ جناب والا ! یہ اور بھی افسوس ناک بات ہے کہ حکمت عمل جیسی مقدس دستاویزات پر بحث کرتے ہوئے ہم اس ایوان میں اس دلچسپی کا اظہار نہیں کر رہے جس کی یہ رپورٹ یا یہ پالیسی مستحق اور سزاوار ہے ۔

جناب والا ! دستور کے آرٹیکل 31 کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ مملکت اسلام کے بنیادی اصولوں اور تصورات کے مطابق مسلمانوں کی

انفرادی اور اجتماعی زندگی کو نئے سرے سے خالصتاً اسلامی اقدار روایات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گی اور ان میں قرآن و سنت سے ہم آہنگ بنائے گی - یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کے گرد حکمت عملی گھومتی ہے جو ہمارے دستور کی اساس ہے - جو ہماری حکمت عملی کا بنیادی تصور و محرک ہے - جناب والا! اگر حکمت عملی کے اس بنیادی اصول کی روشنی میں ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ 74-73ء میں ہماری صوبائی حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں تو ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ان دو سالوں میں شہریوں جان و مال اور عزت تحفظ سے محروم رہی ہے - ان سالوں میں اسلامی معاشرے کے اصولوں کے خلاف شہریوں کی بنیادی آزادیاں سلب کی جاتی رہی ہیں - یہ سال اس اعتبار سے خوف ناک سال تھے کہ ان میں شرافت اور قانون پسندی کی قدریں سرنگوں ہوتی گئیں - اور غنڈہ‌گردی دہشت ، درندگی اور آمریت کی زنجیریں پورے ملک میں لامحدود طور پر پھیلتی چلی گئیں - جناب والا ! آپ نے دیکھا ، ہم نے دیکھا ، کہ یہ سال بے عملی کا سال تھا ، یہ سال لاقانونیت کا سال تھا ، یہ سال وہ تھا جب انسانی خون پانی کی طرح سستا تھا اور انصاف ہوا کی طرح نایاب تھا - یہ سال وہ تھے جب قتل ، اغواء اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں پہلے کے مقابلے میں کئی فیصد بڑھ گئی تھیں - یہ وہ سال تھا جب سیاسی قتل ہمارے پورے ملک میں ہنگامہ کا سبب بن گئے ، ایسے سیاسی قتل جن کے لیے الزام عائد کیا گیا کہ خود حکومت ان قتل کے محرکات میں اور عوامل میں شریک ہے - اور یہ وہ سیاسی قتل تھے جن پر پورے ملک میں اضطراب کی لہریں ہی نہیں اٹھیں ، یہی مطالبہ ہی نہیں ہوا کہ قصوروار افراد کے خلاف شدید کارروائیاں کی جائیں بلکہ یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ اگر ان سیاسی قتل کو معمول بنا لیا گیا تو ہمارے ملک کی جمہوری اور پارلیمانی تاریخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسخ ہو کر رہ جائے گی - اور جمہوریت کا کارواں بے یقینی - تذبذب اور آمریت کے اندھیروں میں بھٹک کر رہ جائے گا - جناب والا ! یہ سال جو تھے ان میں چھوٹے مقدمات کی بہار رہی - اور بے گناہ لوگوں کو ان کے ناکردہ گناہوں کی پاداش میں جیلوں میں ٹھونسا گیا - یہ وہ سال تھے جب کہ سیاسی کارکنوں پر تشدد کی بے پناہی نے ہمارے ملک میں ایک ہولناک تاریخ کا اضافہ کیا - اور یہ تشدد برصغیر میں

ایک ایسا تشدد تھا جس کی مثال نہیں ملتی ہے اور اس تشدد کے نتیجہ میں ملک محمد قاسم کی پسلی توڑ دی گئی ۔ مقدس علماء کو بے زبان اور ننگی رانڈیوں کے ساتھ تصویریں اتروانے پر مجبور کیا گیا اور گرفتار شدگان کو جیل کی کوٹھڑیوں میں برف کی سلوں پر سونے پر مجبور کیا گیا ۔ ان کی کوٹھڑیوں میں فضلہ پھیلایا گیا ۔ اور ان کے ساتھ ایسی غیر انسانی حرکتیں کی گئیں کہ جس پر پوری سیاسی تاریخ شرم سے سرنگوں ہے ۔ اور پوری بین الاقوامی دنیا میں ہم اپنے لیے کوئی باعزت اور یا افتخار مقام حاصل کرنے سے محروم رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ وہ سال تھے جب کہ آزادی صحافت اور آزادی اجتماع اور آزادی رائے ایک عمومی جرم بن کر رہ گئے ۔ اخبارات پر اقتصادی پابندیاں تیز تر کر دی گئیں ۔ عامل صحافیوں پر مقدمات قائم کئے گئے ۔ اور پریس ٹرسٹ کو ان کی ٹریڈ یونین ازم سے روکا گیا ۔ پریس ٹرسٹ کو توڑنے کی بجائے اور زیادہ آمرانہ سانچوں میں اسے جکڑ کر اپنا آلہ کار بنا لیا گیا ۔ اور آج مجھے یہ سن کر حیرت ہوتی ہے جب وزیر قانون نے یہ اعلان کیا ہے کہ یہ پریس ٹرسٹ منافع میں جا رہا ہے اور پریس ٹرسٹ آزاد ہے ۔ حالانکہ یہ پیپلز پارٹی کے منشور کا بنیادی حصہ تھا کہ پریس ٹرسٹ کو توڑ کے عامل صحافیوں کے حوالے کیا جائے گا ۔ لیکن 1973ء ، 1974ء کے سالوں میں اس وعدے کی تکمیل کی بجائے اس وعدے کے خلاف پریس ٹرسٹ کو ایک سرکاری محکمہ کی حیثیت دے دی گئی ۔ اس کے ملازمین کو سرکاری ملازمین کی حیثیت دے کر ان کو بری طرح سے انتقامی کارروائیوں کا شکار بنا کر اپنی مقصد براری کے لیے استعمال کیا گیا ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ جب پریس ٹرسٹ کو وہ منافع اور مزدوروں کی بھلائی کا ادارہ کہتے ہیں ۔ تو اس میں وہ 43 لاکھ روپے کی رقم جو کہ قلم کے مزدوروں کو ملنی تھی ۔ وہ غبرد برد کر دی گئی ۔ اور جب ان قلم کے مزدوروں نے پریس ٹرسٹ کی یونین کے عہدیداروں نے اس کا انکشاف کیا تو ان کو معطل کر دیا گیا ۔ ان کی ملازمتیں ختم کر دی گئیں ۔ اور انہیں نت نئی انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا گیا ۔ اور آج بھی بنایا جا رہا ہے ۔ اس کے باوجود یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ 1973ء ۔ 1974ء کہ یہ سال امن عامہ کے سال تھے ۔ اور یہ سال آزادی کے سال تھے ۔ یہ سال لوگوں کی بھلائی اور بہبود کے سال

تھے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ان واقعات کی روشنی میں اور اس سیاہ کارناموں کی موجودگی میں ان دو سالوں کو کسی بھی اعتبار سے قابل فخر اور قابل تحسین سال نہیں کہا جا سکتا ۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ حکومت جان و مال کے تحفظ اور امن عامہ کی برقراری میں قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے ۔

جناب والا ! اسلامی معاشرہ کا ایک لازمی اور اہم اصول عدل و مساوات ہے ۔ ہمیں توقع تھی کہ اس سلسلہ میں صوبائی حکومت حکمت عملی کے اصولوں کی روشنی میں ایسے اقدامات کرے گی ۔ جو کہ اس صوبہ میں اسلامی معاشرت کے قیام اور فروغ میں مد و معاون ثابت ہوگی ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ حکومت نے اس بنیادی اور دستوری ذمہ داری کو پورا کرنے کی بجائے ایسا طریق کار اختیار کیا ہے ۔ جس کے نتیجہ میں عدل و انصاف کے پیمانے چکنا چور ہو کر گئے ہیں ۔ اور آرڈیننسز اور بلوں کے ذریعہ سے ایسی قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے ۔ جس سے عدلیہ کے اختیارات محدود سے محدود تر ہوتے گئے ہیں ۔ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی ہمارے دستور کا ایک لازمی اور ناگزیر حکم اور فیصلہ ہے ۔ لیکن ان دو سالوں میں دستور کی اس اہم ترین شق کو پورا کرنے کے لیے اور اسلامی معاشرے میں عدل و مساوات کے فروغ کے لیے judiciary اور executive کو الگ الگ کرنے کی کوئی ابتدائی کوشش بھی نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج بھی ہماری چھوٹی عدالتیں انتظامیہ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنے فرائض سے قطع نظر بعض ایسے کام کر رہی ہیں ۔ جس کی وجہ سے خود عدلیہ کے بنیادی کردار پر حرف آ رہا ہے ۔ جناب والا ! صرف یہی نہیں کیا گیا ۔ بلکہ عدل کے اصولوں کو تہ تیغ کرتے ہوئے سرکاری ملازمین کے تحفظات ختم کر دیے گئے ہیں اور انہیں صفائی کا موقع دیے بغیر بڑی تعداد میں نکال دیا گیا ۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ انتظامیہ حکمران پارٹی کے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے تحفظات سے محروم ہونے کے باعث تابع مہمل بن کر کام کرنے پر مجبور ہو جائے ۔ اور سیاسی مخالفوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا چکر تیز کرنے کے لیے انہیں آسانی سے استعمال کیا جا سکے ۔ جناب والا ! حکومت یہ بھول گئی ہے کہ جب سرکاری ملازمین یا انتظامیہ کو بے ضمیر کر دیا جائے کہ وہ

محض اپنی شکم پری کے لیے حکومت کی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہو تو وہ ایک بکاؤ مال بن جاتے ہیں اور اس بکاؤ مال کو کوئی بھی بولی دے کر خرید کر سکتا ہے ۔ وہ چاہے اس ملک کا فرد ہو یا اس ملک سے باہر کا کوئی فرد ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پالیسی آج بھی جاری ہے اور 1973ء 1974ء میں سرکاری ملازمتوں کا تحفظ ختم کرنے کے لیے جو کارروائیاں شروع کی گئی تھیں ۔ انہیں روز بروز آگے بڑھا کر ایسا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے کہ سرکاری ملازمت کی ساری جاذبیت اور ترغیب ختم ہو کر رہ گئی ہے اور ہمارا talent ہمارا دانشور طبقہ اور ہمارا ذہین نوجوان ملک سے باہر جانے پر خود کو مجبور پا رہا ہے ۔ جناب والا ! عدل و مساوات کا تقاضا یہ ہے ۔ کہ تمام شہریوں کے لیے ترقی ملازمت اور کاروبار کے وسیع اور یکساں مواقع مہیا کیے جائیں لیکن ہم دیکھتے رہے ہیں کہ ان سالوں میں بھرتی کے لیے سرکاری ملازمتوں پر تقرری کے لیے اہلیت اور قابلیت کو ختم کر کے محض سفارش اور سیاسی تعلق اور رشتہ داریوں کو اصول اور معیار بنا لیا گیا جس کے نتیجے میں سرکاری ملازمتوں میں ایسے نا اہل افراد کی یلغار ہو گئی ہے جو مختلف شعبوں میں حکمت عملی کے بنیادی اصولوں پر عمل درآمد کرنے کے اہل ہی نہیں اور ان میں وہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں اور تصورات کو نہیں بلکہ قانون کی بنیادی ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر شہریوں کو ان کا حق بخش سکیں ۔

جناب والا ! اس حکومت نے اب یہ قدم بڑھایا ہے کہ معاش اور رزق کے مختلف ذرائع پر کنٹرول حاصل کر لے تاکہ کوئی شخص آزادی ضمیر کے ساتھ ۔ آزادی رائے ۔ دیانت اور امانت کی ذمہ داریوں کے ساتھ اس ملک میں اپنے فرائض ادا کرنے کے قابل نہ رہے ۔ جناب والا ! اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرد اور فرد کے درمیان تفریق اور امتیاز کی دیواریں کھڑی کر دی گئیں اور مختلف طبقوں کو مختلف انتقامی کارروائیوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا اور یہ تاثر عام کر دیا گیا کہ جو شخص حکمران پارٹی کے دائرہ کار میں آ جائے گا ۔ جو اس کی آغوش میں پناہ لے گا اس کے لئے تمام ترقیوں کے دروازے وا ہوں گے ۔ اس کے لئے آسائشیں ہوں گی ۔ اس کے لئے پرمٹ ہوں گے ۔ اس کے لئے ملازمتیں ہوں گی اور اس کے لئے خوشحالی کے

نت نئے دروازے کھلے ہوئے ملیں گے ۔ اور دوسری طرف ایسا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے کہ جس میں وہ لوگ جو حکومت کے دائرہ کار سے باہر ہیں ۔ وہ لوگ جو اپنے ضمیر کی آزادی برقرار رکھتے ہوئے اپنا سیاسی اور سماجی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں ان کو ان تمام مراعات اور ان تمام سہولتوں سے اور ان شہری آزادیوں سے محروم کر دیا گیا ہے جو دستور اور قانون کے تحت ان کا مقدر ہونا چاہیے ۔ جناب والا ! اس طرح سے صوبائی حکومت نے معاشرے کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے ۔ ایک طبقہ پسندیدہ اور محدود طبقہ ہے اور دوسرا طبقہ معتوب اور ناپسندیدہ طبقہ ہے ۔ یہ جو طبقے بڑھ رہے ہیں یہ ہمارے ملک میں ایک ایسی ہنگامی صورت حال کو جنم دے رہے ہیں اور ایک ایسی بے اعتمادی ۔ بے یقینی اور تذبذب کی سی فضا پیدا کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں کوئی شہری یقین کے ساتھ اور اعتماد کے ساتھ حکومت سے نہ تعاون کرنے پر تیار ہوگا اور نہ اپنے فرائض کی انجام دہی پر آمادہ ہوگا ۔ ہر شخص اپنے آپ کو مصائب اور مشکلات سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اپنی جان و مال اور آبرو کو بچانے کے لئے اپنا سودا کرنے پر خود کو مجبور پائے گا ۔ جناب والا ! جب پورے ملک میں اس قسم کی صورت حال پیدا ہو جائے گی تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی حکومت حکمت عملی کے اصول ہی کیا کسی قانون کسی پالیسی یا کسی فیصلہ پر بھی عمل درآمد کی پوزیشن میں ہوگی اور یہاں امن عامہ کے طور پر اور معاشرے کے سکون کے اعتبار سے ایسی صورت حال پیدا ہو سکے گی کہ ہم اس ملک کو اس صوبہ کو حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق آگے بڑھا سکیں ۔

جناب والا ! حکمت عملی کے اصولوں میں ایک بنیادی فرض مملکت کا یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو فروغ دے ۔ جناب والا ! ہمیں احساس ہے اور رپورٹ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ انہوں نے اوقاف کے ذریعے اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے قیام کے ذریعے اس سلسلہ میں بعض اقدام کئے ہیں ۔ لیکن ان اقدام کے مؤثر نتائج اس لئے برآمد نہیں ہو سکے کہ وہ نیم دلانہ تھے اور بادل نخواستہ کئے گئے تھے ۔ مقصد محض یہ تھا کہ اس طرح سے لوگوں کو اسلام کے نام پر فریب دے کر ان کی زیادہ سے زیادہ تائید و حمایت حاصل کی جائے ورنہ یہی اسلامیہ یونیورسٹی

1973ء اور 1974ء سے لے کر آج تک اس انداز سے اور اس طریقہ کار کے مطابق اور طلبہ کی اتنی ہی تعداد کے ساتھ کام کر رہی ہے جو 73-74ء میں اس وقت بھی اس اعلان اور یقین دہانی کی حیثیت فریب کی تھی اور آج بھی اسے دھوکے سے زیادہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔

جناب والا! اسلام کے نام پر صوبائی تعلیمی اداروں میں غیر اسلامی اور ملحدانہ نظریات کا فروغ اب فیشن کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور 73-74ء کی یہ رپورٹ ہمیں یہ بتانے سے قاصر ہے کہ وہ ایسے کیا اقدام تھے۔ وہ ایسی کیا سکیمیں تھیں جن کے نفاذ کے ذریعے صوبائی حکومت اسلامی تعلیمات سے متعلق اپنے ان اہم فرائض سے سبکدوش ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ جناب والا! ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان سالوں میں بھی اور آج بھی تعلیم اور تعلیمی اداروں بے مقصدیت اور بے نصب العینی کا شکار ہیں اور ذہنی انتشار کی ایسی فضا پیدا ہو گئی ہے کہ اساتذہ اور طلبہ کے درمیان نہ صرف عزت اور احترام ختم ہو گیا ہے بلکہ ایک دوسرے کے درمیان ذہنی اور فکری خلا پیدا ہو کر ہمارے پورے ملک میں گمراہی کی ایک نئی صورت نے جنم لے لیا ہے۔

جناب والا! تعلیمی اداروں میں نہ صرف یہ کہ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے بنیادی کوششیں رائج و نافذ نہ کی گئیں بلکہ اساتذہ اور طلبہ کو سرکاری مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی ایک دوڑ شروع کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف اداروں میں اساتذہ اور طلبہ کے ایسے گروہ پیدا ہو گئے جو اپنی تعلیم اور تدریس سے قطع نظر محض حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہمارا اجتماعی تعلیمی معیار اور تعلیمی مستقبل خوفناک خطرے سے دوچار ہو گیا ہے۔ جناب والا! ان گروہوں میں ضمیر فروشی کے ایسے جراثیم پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ وہ پاکستان کے بنیادی نظریات اور حکمت عملی کے اصولوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ایسی مغربی تہذیب اور ایسی مغربی تعلیم کی طرف راغب ہیں کہ ہم اپنی نہ صرف نظریاتی جڑوں سے ہٹ گئے ہیں بلکہ ایک ایسی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں جو ہمیں لادینیت اور ملاں پرستی کے غاروں میں دھکیل رہی ہے۔ جناب والا! ملاں پرستی کی یہ دوڑ تعلیمی اداروں میں ایک المیے کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں نہایت

دلسوزی کے ساتھ اور نہایت دردمندی کے ساتھ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 1973ء اور 1974ء کے سالوں میں اگر آپ تعلیمی اداروں کو اسلامی ڈھانچوں میں ڈھالنے میں ناکام رہے ہیں تو اس کا اعتراف کیجیے۔ اور آئندہ کے لئے عہد کیجیے کہ آپ اپنی پالیسیاں اس طور پر مرتب کریں گے کہ ان اداروں میں کردار بگاڑنے کی بجائے کردار بنانے کے پہلوؤں کو اجاگر اور روشن کیا جائے گا اور ہماری نوجوان نسل کو ہمارے نظریاتی نصب العین سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ایک ایسی مہم اور ایسی جد و جہد شروع کی جائے گی جو ہماری حکمت عملی کے اصولوں سے ہم آہنگ ہوگی بلکہ ہمارے اس عظیم نظریے سے ہم آہنگ ہوگی جس کی بنیاد پر اس ملک کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ جس کے تحت ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم دنیا میں ایک ایسے معاشرے کو جنم دیں گے جس کی روح پر شعبۂ حیات میں جاری و ساری رہے گی۔ جناب والا! اسلامی طرز معاشرت کے لئے اسلامی قوانین کا نفاذ بھی ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ معاشرے میں اجتماعی فلاح کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ ایسے قوانین رائج و نافذ کئے جائیں جن کے ذریعے معاشرے کی برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے اور معاشرے کی اچھائیوں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے کی جد و جہد کی جا سکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ جن اخلاقی انحطاط کا شکار ہے جس معاشی بحران میں مبتلا ہے اور جن سیاسی و سماجی گمراہیوں سے دوچار نظر آتا ہے اس کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اسلامی قوانین کو اور اسلام کی تعزیرات کو اس صوبے میں نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ 1973ء اور 1974ء کے سالوں میں ہم نے اس سلسلے میں کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔ اس سلسلے میں ہم نے کوئی نئی جد و جہد نہیں کی اور آج بھی ہم اپنی اس جد و جہد سے اور اپنے اس راستے سے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جناب والا! اگر واقعی صوبے میں جرائم کا قلع قمع مقصود ہے اور ایک فلاحی معاشرے کا قیام ہمارا مقصد اور محور ہے تو پھر ہمیں کسی پس و پیش کے بغیر اور کسی ذہنی تحفظ کے بغیر اسلامی قوانین رائج و نافذ کرنے کی اور موجودہ قوانین کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ بنانے کے لئے بلاتاخیر اقدامات کرنے ہوں گے۔

جناب والا! حکمت عملی سے متعلق آرٹیکل 37 میں مملکت کی یہ

ذمہداری قرار دی گئی ہے کہ وہ عصمت فروشی ، قمار بازی ، منشیات اور شراب نوشی کے خاتمے کے لیے اقدامات کرے گی ۔ فحش ادب اور اشتہارات کو ختم کرنے کے لیے تدابیر بروئے کار لائے گی ۔ اس آرٹیکل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ربا اور سود کو جلد از جلد ختم کرنے کے اقدامات کرے گی ۔ 1973ء اور 1974ء کی یہ رپورٹ اس اعتبار سے کھوکھلی ہے ، بے معنی ہے اور غیر مؤثر ہے کہ اس میں ان بنیادی اقدامات کے سلسلے میں کوئی کسی عمل کی تفسیر یا تشریح ہمارے سامنے نہیں رکھی گئی ۔ ہم بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے دارالحکومت میں اور صوبے کے ہر بڑے شہر میں عصمت فروشی کی دکانیں بے حیائی کے ساتھ سجی ہوئی ہیں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جوئے خانے روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں ۔ منشیات نے ہماری نوجوان نسل میں اس طور پر اثر و نفوذ کیا ہے کہ اب منشیات کا استعمال صرف لڑکوں ہی میں نہیں بلکہ لڑکیوں میں بھی ایک لعنت کی حیثیت سے راسخ ہوتا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! 1973ء اور 1974ء کے سالوں میں ہم یہ نہیں دیکھتے کہ شراب نوشی پر پابندی عائد کی گئی تھی بلکہ ہم نے یہ دیکھا کہ ان سالوں میں سرکاری تقاریب میں بھی شراب serve کی گئی ۔ اور شراب کے پیمانے انڈھائے گئے ۔ ہماری اس اسلامی مملکت میں جس کی حکمت عملی کے اصولوں کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ان سماجی برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کی جائے گی وہاں ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہماری یہ دونوں رپورٹیں اس جدوجہد سے عاری ہیں اور خالی ہیں ۔ جناب والا ! ہم یہ بھی دیکھ کر افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نہ صرف یہ کہ حکومت نے حکمت عملی کے اصولوں کے تحت فحش ادب کے خاتمے کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کی اور فحش اشتہارات کو مٹانے کے لیے عملی اقدامات کرنے میں ناکام رہی بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ سرکاری ذرائع ابلاغ کو اس فحاشی کے لیے اس جنسی بے راہ روی کے لیے اس فکری گمراہی کے لیے مختلف صورتوں میں مختلف طبقے استعمال کر رہے ہیں ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بےحیائی ، فحاشی اور غیر اسلامی اقدار نے ہماری تاریخ کو مسخ کرکے رکھ دیا ہے اور ان روایات کا جنازہ نکال دیا ہے جو ہمارا سرمایہ افتخار ہے اور جو ہماری صوبائی ثقافت اور ہماری علاقائی تہذیب و تمدن کی علامت کہی جاتی تھی ۔ آج ہم

دیکھتے ہیں کہ فلموں کے ذریعے ۔ فحش اشتہارات کے ذریعے ۔ ڈائجسٹوں کے ذریعے ۔ جنسی بے راہ روی ۔ سستی کہانیاں ۔ جاسوسی افسانے اور دیومالائی کہانیوں کی ایک ایسی یلغار کر دی گئی ہے کہ پوری نئی نسل کا ذہن انتشار و اضطراب کا شکار ہو کر رہ گیا ہے ۔ ایسا زہر گھولا جا رہا ہے اور ایسی فضا پیدا کی جا رہی ہے کہ نوجوان ذہن اور موجودہ نسل ہندو مائتھالوجی سے متاثر ہو کر اپنے دین اور مذہب سے گانگی اختیار کر رہے ہیں ۔ ہندومت کی ترغیب اور اس کی جاذبیت نئے سرے سے جنم لے رہی ہے ۔ یہ ایک ایسی سازش ہے ۔ یہ ایک ایسی گناہ ہے اور یہ ایک ایسا زہر ہے کہ جس کا اگر فوری رد عمل تلاش نہ کیا گیا اور اس کا تریاق نہ ڈھونڈا گیا تو ہماری پوری موجودہ نسل ہپیوں کی صورت میں تبدیل ہو کر رہ جائے گی اور ہم ان اسلامی اقدار اور اسلامی روایات سے بے بہرہ ہو جائیں گے جن کے نفاذ اور جن کے رواج کے لیے ہم نے اس ملک کا قیام عمل میں لانا ضروری سمجھا تھا ۔

جناب والا ! میں آخر میں صرف دو پہلوؤں پر آپ کی توجہ چاہوں گا ۔ ان میں سے ایک بلدیاتی اداروں کے فروغ سے متعلق حکمت عملی کے اصول کا نفاذ تھا ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ 1973ء اور 1974ء میں بلدیاتی اداروں کو بڑی گرانٹس دی گئی ہیں لیکن آپ یہ نہیں بتا سکے کہ بلدیاتی اداروں کے فروغ کے لیے ان کی حکومت نے ان سالوں میں انتخابات کا اہتمام کیوں نہیں کیا 73-74ء میں کن وجوہ کی بنا پر بلدیاتی اداروں کو نئے سرے سے انتخابات کے ذریعے منظم نہیں کیا ۔ وہ کیا وجہ ہے اور کیا بے اعتمادی ہے جس کی بنیاد پر نوکر شاہی کے نامزد افراد کیوجہ سے خود کو مجبور پاتے ہیں ۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں ہے کہ عوام کا اعتماد کھونے کے بعد یہ حکومت اب بلدیاتی انتخابات کرانے کے اہل نہیں اور ڈرتی ہے بلکہ خوف زدہ ہے کہ اگر ان بلدیاتی اداروں میں صحیح نمائندے آگئے تو نوکر شاہی کی گرفت ڈھیلی ہو جائے گی اور حکمران پارٹی اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ان اداروں کی رقوم کو اور ان اداروں کے اثر ونفوذ کا استعمال نہ کر سکے گی ۔

جناب والا ! اسی طرح سے پسماندہ علاقے کی ترقی حکمت عملی کا اصول ہے اور اہم پہلو بھی ہے ۔ جناب وزیر خزانہ نے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ

پسماندہ علاقے کی ترقی بنیادی اہمیت کی حامل ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ پسماندہ علاقوں کے لیے انہوں نے بنیادی طور پر کیا نئے اقدامات کئے ہیں جو پچھلی حکومت نہیں کرتی رہی ۔ انہوں نے جس کوٹے کا ذکر کیا ہے اور جن زیادہ رقوم کا ذکر کیا ہے وہ ہمیشہ سے پسماندہ علاقوں کو ملتی رہی ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ اس پسماندگی کو دور کرنے کے لیے انہوں نے وہ کون سی انقلابی تبدیلیاں کی ہیں جن کے نتیجے میں ان صدیوں کے تباہ حال فاقہ مست علاقوں میں خوشحالی کا نیا سورج نکل سکے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پورے ملک کے مختلف حصوں میں پسماندہ علاقوں کے لیے مرکزی حکومت نے مختلف فنڈز کے ذریعے بڑی بڑی رقوم عنایت کی ہیں ۔ یا بڑی بڑی مراعات سے نوازا ہے ۔ پنجاب اس اعتبار سے 1973ء ۔ 1974ء میں محروم رہا اور آج بھی محروم ہے ۔ اس کے بعد پسماندہ علاقوں کو ان کی پسماندگی کے اعتراف کے باوجود مرکز کی طرف سے کوئی بڑی رقوم نہیں دی گئیں ۔ حکومت کا فرض تھا کہ وہ پسماندہ زون کو علیحدہ طور پر recognise کرا کر مرکزی حکومت سے رقوم لیتی جس کے ذریعے معاشی اور اقتصادی شعبے کی ترقی کے لیے بڑے کارنامے اور بڑے منصوبے شروع کرائے جا سکتے ۔ جناب والا ! سال 1973ء ۔ 1974ء اس اعتبار سے خوفناک سال ہے کیونکہ اس میں خونی سیلاب آیا اور ہمارے صوبے کو تہس نہس کرتا چلا گیا تھا ۔ اس سیلاب میں نہ صرف سینکڑوں جانیں نذر ہوئیں ۔ نہ صرف یہ ہزاروں دیہات صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گئے ، بلکہ اقتصادی اور معاشی بحران کو جنم دیا ۔ اس سے زرعی پسماندگی کی طرف دھکیلا گیا اور آج بھی ہم اس کے اثرات سے نجات نہیں پا سکے ۔ خاص طور پر پسماندہ علاقوں میں پسماندگی کے وہ سائے اور زیادہ گہرے ہوتے چلے گئے ۔ جناب والا ! مجموعی طور پر اگر میں ایک جملہ میں یہ کہنا چاہوں کہ یہ رپورٹ کیا حیثیت رکھتی ہے تو مجھے کہنے دیجئے ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ حکمت عملی کی نہیں بلکہ حکمت بے عملی کی رپورٹ ہے اور اپنے ان بنیادی تقاضوں اور اس بنیادی ذمہ داری کی روح سے عاری ہے جس کے پیش نظر دستور نے اسے پہلے باب کی حیثیت دی تھی ۔ جناب والا ! میرا مقصد یہ ہے کہ 1973ء ۔ 1974ء کی یہ رپورٹ ایک ناکام رپورٹ ہے ۔ غیر مؤثر رپورٹ ہے اور اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ مختلف شعبوں میں اور مختلف میدانوں

میں 1973ء ۔ 1974ء میں حکومت نے جو کارروائی کی ہے اس کے اعتبار سے ان سالوں کو ناکام سالوں کی حیثیت دی جا سکتی ہے ۔ چونکہ اگر یہ کامیاب سال ہوتے تو ان سالوں کے ہیروز کو ان سالوں کے حکمرانوں کو اس میعاد کے بااقتدار لوگوں کو آج انعام و اکرام سے نوازا جاتا ۔ اگر یہ کامیاب سال ہوتے تو آج انکو خلعتیں ملی ہوتیں مگرآج وہ معتوب بھی ہیں ۔ مفرور بھی ہیں اور جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں بند بھی ہیں ۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ 1973ء ۔ 1974ء کے یہ کامیاب سال نہیں تھے ۔ اگر کامیاب سال ہوتے تو وہ لوگ جو ان سالوں میں برسراقتدار تھے ان کو آج معتوب اور مفرور نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ محبوب و پسندیدہ ہونا چاہیے تھا ۔

جناب والا ! اپنی تقریر کے اختتام پر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا ۔ کہ یہ ملک اسلامی نظریۂ حیات کی بناء پر بنا اور محض اسی بنیاد پر اس کی اجتماعی ترقی کا اور خوشحالی کا انحصار ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت اور پیپلز پارٹی اپنے مقاصد اور منشور سے ہٹ کر جس کردار کا مظاہرہ کر رہی ہے اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ حکومت نہ اسلام پر یقین رکھتی ہے اور نہ سوشلزم پر یقین رکھتی ہے بلکہ نہ محض opportunism میں یقین رکھتی ہے ۔ opportunism کے ذریعے اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے مختلف ہتکنڈے استعمال کر رہی ہے ۔ ایسے ہتھکنڈے ممکن ہے چند ہفتوں یا چند مہینوں کی مہلت تو دے دیں لیکن عوام میں اسقدر غیر مقبول اور ناپسندہ بنا دیں گے کہ جب یہ عوام کی عدالت میں پہنچیں گے تو عوام کی احتسابی قوتیں ان سے انتقام لیں گی ۔ ایسا انتقام جو تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ یہ توقع کرتا ہوں کہ حکومت 1973ء 1974ء کی ناکامیوں کا تجزیہ کر کے اگر اب بھی عہد کر لے اور آئندہ کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کو اپنا رہنما بنا لے گی اور اس کے مطابق اسلام ہی کو اپنا مقصد اور محور بنا کر اس صوبے کی تقدیر کا فیصلہ کرے گی تو یہ آج بھی اس کی طرف سے اچھا عہد ہوگا ۔ ایک صحیح منزل کا تعین ہوگا اور ایک ایسے نصب العین کی طرف سفر ہوگا جس کے نتیجے میں ہم اپنے ملک و قوم کو نئے اور شاندار مستقبل سے روشناس کرا سکیں گے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ کچھ عرض کریں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! کا بہت بہت شکریہ اور فاضل اراکین کے صبر اور شوق کا کہ انہوں نے اچھی طرح سے بحث میں حصہ لیا - میں جناب والا ! ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے ایک بات ضرور ثابت ہو گئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ حکومت حکمت عملی کے راہنما اصولوں پر عمل کرتی رہی ہے بلکہ ان کو زیر بحث لانے میں کوئی تردد بھی نہیں کرتی - شکریہ -

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس 20 اپریل 1976ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا -)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سترھواں اجلاس

منگل ۔ 20 اپریل 1976ء
(سہ شنبہ ۔ 19 ربیع الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

پ ۶ ـــــ س ۵ ـــــ رکوع ۱۱ ـــــ آیات ۴۸

اور اے (پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان سب میں شامل ہے پس جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا ہم نے تم میں سے ہر (فرقے) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے پس اچھے و نیک کاموں میں جلدی کیا کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے وہ تم کو (صاف صاف) بتا دے گا۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔

راجہ محمد افضل خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کورم مکمل نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ گھنٹی بجائی جائے۔ گھنٹی بجائی گئی۔ اس وقت ہاؤس میں 55 ممبران موجود ہیں۔ ملک شاہ محمد حسن۔

صوبہ میں کھاد کی فیکٹریوں کا قیام

***5016 ۔ ملک شاہ محمد حسن :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ یکم جنوری 1972ء سے آج تک صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے متعدد بار استدعا کی ہے کہ پنجاب میں سرکاری سطح پر کھاد کی مزید فیکٹریاں قائم کی جائیں اور موجودہ سرکاری فیکٹریوں میں کھاد کی پیداوار میں مزید اضافہ کیا جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبائی حکومت نے مذکورہ فیکٹریاں کہاں کہاں قائم کرنے کی استدعا کی تھی اور وفاقی حکومت نے کہاں کہاں قائم کرنے کی یقین دہانی کرائی ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے اس سلسلے میں اس عرصہ کے دوران کوئی باقاعدہ درخواست نہیں کی۔ البتہ آئندہ پنج سالہ ترقیاتی منصوبہ کی تیاری کے سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کی گئی ہیں جو فی الحال وفاقی حکومت کے زیر غور ہیں۔

(ب) حصہ (الف) کے جواب کی روشنی میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ جب صوبے میں کھاد کی اتنی کمی تھی تو چار سال تک صوبائی محکمہ

صنعت نے وفاقی حکومت سے کیوں درخواست نہیں کی کہ نئی فیکٹریاں قائم کی جائیں۔ چار سال تک صوبائی محکمہ صنعت کیوں سویا رہا ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! چار سال پہلے تو چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب بھی وزیر تھے۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تو حکومت کی طرف سے جواب دینا ہے۔

There is nothing personal either with Mr. Khalid Malik or Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon.

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! وزیر موصوف کو مہلت دی جائے تاکہ وہ اس سوال کا جواب آئندہ اجلاس میں دے دیں۔ جناب والا ! اب میں دوسرا سپلیمنٹری کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! بات یہ ہے کہ آپ نے سپلیمنٹری تو کیا ہے لیکن انہوں نے ایک واقعہ بیان کر دیا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی درخواست نہیں دی گئی۔ اور آپ پوچھتے ہیں کہ درخواست کیوں نہیں دی گئی۔ اس لئے نہیں دی گئی کہ نہیں دی گئی تھی۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! کیا کھاد کی ضرورت نہیں تھی۔ جبکہ بلیک فروخت ہو رہی تھی اور کیا کچھ کھاد کے لئے نہیں ہو رہا تھا ؟

مسٹر سپیکر : میں تو جواب نہیں دے سکتا۔ یہ ابھی لوگوں کو کھاد کے استعمال کرنے پر motivate نہیں کیا گیا تھا۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ اب انہوں نے جو تجاویز بھیجی ہیں ان میں کتنی نئی فیکٹریاں لگانے کی استدعا کی گئی ہے اور کہاں کہاں لگائی جائیں گی ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! پنجاب میں یوریا کی موجودہ تنصیب شدہ صلاحیت کو 2 لاکھ 11 ہزار میٹرک ٹن سالانہ سے بڑھا کر 1980-81ء تک 6 لاکھ 22 ہزار 3 سو 80 میٹرک ٹن سالانہ کر دیا جائے گا۔ اس پیداواری صلاحیت کو حاصل کرنے کے لئے فوجی فاؤنڈیشن کھاد کی فیکٹری ماچھی پورہ ضلع رحیم یار خاں میں لگائی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ داؤد ہرکولیس اور پاک عرب فرٹیلائزر کی موجودہ پیداواری صلاحیت کو بڑھایا جا رہا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر متعلقہ بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے یہ تجاویز کب وفاقی حکومت کو بھیجی تھیں ؟

وزیر صنعت : یہ تجاویز 81-1976ء کے پنج سالہ ترقیاتی منصوبے کے سلسلے میں بھیجی گئی تھیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ کب بھیجی گئی تھیں ؟

وزیر صنعت : یہ جناب پچھلے سال بھیجی گئی تھیں ۔

ٹیوب ویلوں کے لئے مہیا کئے جانے والے ڈیزل میں ملاوٹ

***5826 ۔ میاں خورشید انور :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ٹیوب ویلوں کے لئے مہیا کئے جانے والے ڈیزل میں اکثر مقامات پر ملاوٹ کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ٹیوب ویل مالکان کو سخت نقصان اور پریشانی ہوتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ملاوٹ کے اس دھندہ کو بند کرنے کے لئے کوئی مؤثر کارروائی کرے گی ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : اس میں کوئی شک نہیں کہ فروری 1975ء سے قبل ٹیوب ویلوں میں استعمال ہونے والے لائٹ ڈیزل آئل میں ملاوٹ کے امکانات موجود تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ مٹی کے تیل کی قیمت لائٹ ڈیزل آئل کی قیمت کے مقابلہ میں کم تھی لہذا مٹی کا تیل ڈیزل آئل کے ساتھ ملایا جاتا تھا ۔ لیکن وفاقی حکومت نے فروری 1975ء میں دونوں اشیاء کی قیمتیں برابر کر دیں جس کی وجہ سے ملاوٹ کرنا سود مند نہ رہا ۔

چونکہ اس مسئلہ کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے لہذا اس نے اپنے قوانین میں ضروری ترمیم کر کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو اختیار دیا ہے کہ وہ ملاوٹ کرنے والے پٹرول پمپوں / دیگر ڈیلران کے خلاف ضروری تادیبی کارروائی کر سکتے ہیں ۔ اس ضمن میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان اپنے اپنے اضلاع میں تمام پٹرول پمپوں ڈیلروں کا ہر ماہ معائنہ کرواتے رہیں اور نمونہ جات حاصل کر کے انہیں میسرز اٹلک آئل کمپنی راولپنڈی پاکستان نیشنل ریفائنری لمیٹڈ کراچی کے پاس بغرض معائنہ / تجزیہ بھیجتے رہیں ۔ اگر نمونہ جات میں ملاوٹ ثابت ہو جائے تو ڈپٹی کمشنر صاحبان کو اختیار حاصل ہے کہ پٹرول پمپ یا ڈیلر کا سٹاک سر بمہر کر سکتے

ہیں اور پھر وفاقی حکومت اس ضمن میں مزید کارروائی کر سکتی ہے اور ملاوٹ کے مجرم کو تین سال سزا دی جا سکتی ہے ۔ ان اقدامات کے باعث اب ملاوٹ کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کتنے نمونہ جات معائنہ کے لیے بھیجے گئے اور کتنے سر بمہر کئے گئے ؟

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : موجودہ طریقہ کار کے مطابق نمونوں کو بھیجنا اور ان کے نتیجے آنے پر کتنا عرصہ لگتا ہے ؟

وزیر صنعت : تین ماہ ۔

سید نایش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان نے اب تک ان اختیارات کو کتنا استعمال کیا ہے ۔ کتنے نمونے بھیجے ہیں اور کیا ان نمونوں کے نتیجے واپس آ گئے ہیں ۔ اور کتنوں میں ملاوٹ ثابت ہوئی ہے ؟

وزیر صنعت : 22 نمونہ جات اب تک حاصل کئے ہیں ۔

سید نایش الوری : ان 226 نمونوں میں سے کتنے نمونے صحیح پائے گئے اور کتنے نمونوں میں ملاوٹ پائی گئی ؟

مسٹر سپیکر : کتنوں کا جواب آ چکا ہے اور ان میں سے کتنے ٹھیک ہیں ۔ کتنے غلط ہیں ۔

وزیر صنعت : جناب والا! 46 مالکان اور سیلز مینوں کے خلاف کیس رجسٹر کئے جا چکے ہیں ۔ اور 8 افراد گرفتار ہو چکے ہیں ۔

صنعتوں کے لیے رقوم کی تخصیص

*6542 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وفاقی وزارت خزانہ نے ترقیاتی منصوبہ نے ملک میں صنعتوں کے فروغ اور اس میدان میں نجی شعبوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ترجیحی بنیادوں پر 13 ایسی صنعتوں کا اعلان کیا ہے جن میں فوری طور پر سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی اس واقعہ ہے کہ وفاقی حکومت نے مزید اعلان کیا ہے کہ نئی صنعتوں میں ساڑھے تین ارب روپیہ لگانے کی گنجائش موجود ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وفاقی حکومت نے اس مقصد کے لیے صوبہ پنجاب کے لیے کتنا سرمایہ مختص کیا ہے اور صوبہ میں کس کس قسم کی صنعتیں نجی شعبے میں لگانے کی اجازت دی گئی ہے نیز مذکورہ صنعتی نجی ادارے کہاں کہاں لگائے جائیں گے ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) جی ہاں ۔ ایسا اعلان وزارت مالیات و ترقیاتی منصوبہ حکومت پاکستان نے جولائی 1974ء میں کیا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔ لیکن صوبوں کے لیے سرمایہ کی تخصیص نہیں کی گئی ۔

مندرجہ ذیل تیرہ (13) صنعتوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جانے کی گنجائش تھی : ۔

(1) ٹیکسٹائل (2) چمڑا (3) کاغذ (4) چینی (5) کاٹن جننگ اور چاول ۔ (6) پٹ سن کی مصنوعات ۔ کاغذ کے تھیلے ۔ گتہ وغیرہ ۔ (7) ماچس ۔ صابن ۔ سائیکلیں اور دوسری پائیدار اشیائے صرف ۔ (8) انجینئرنگ (9) تعمیرات (10) بجلی کی مصنوعات (11) شیشے اور مٹی کی مصنوعات ۔ (12) گہرے پانی میں مچھلیاں پکڑنا ۔ (13) معدنی ذرائع کا استعمال ۔

یہ نجی شعبے کی صوابدید پر ہے کہ وہ جس موزوں جگہ پر چاہے صنعتیں لگائے ۔ لیکن سرمایہ کار اس کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ حکومت کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا اور حکومت کی پالیسی اسی سلسلہ میں یہ ہے کہ صنعتی سرمایہ کاری کے لیے پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جائے ۔ اس مقصد کے لیے وفاقی حکومت نے پسماندہ علاقوں میں لگائی جانے والی صنعتوں کے لیے درآمد شدہ مشینری پر کسٹمز ڈیوٹی میں چھوٹ کی رعایت مہیا کی ہوئی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر متعلقہ بیان فرمائیں گے کہ

جب آج سے ڈیڑھ یا دو سال پہلے ڈھائی تین ارب روپے صنعتوں کے لیے مخصوص کئے گئے تھے تو محکمہ صنعت پنجاب نے کتنے منصوبے بنائے اور ان پر کتنا خرچ کیا گیا ؟

وزیر صنعت : یہ تو انڈسٹریل شیڈول کی بات ہے۔

میاں احسان الحق پراچہ : کیا وزیر موصوف بیان کر سکیں گے کہ صوبہ پنجاب نے کتنی رقم کے لیے درخواست کی تھی ؟

وزیر صنعت : جناب والا! یہ 376 کروڑ bulk allocation تھی۔

مسٹر سپیکر : وہ تو allocation تھی آپ نے اپنے صوبے کے لیے کتنے مانگے تھے ؟

میاں احسان الحق پراچہ : آپ نے اپنے صوبے کے لیے کتنے روپے کا مطالبہ کیا تھا ؟

وزیر صنعت : جناب والا! پرائیویٹ سیکٹر میں جو جتنی چاہے صنعتیں لگا سکتا ہے اور ہمارے پاس جتنی درخواستیں وصول ہوئی ہیں ان پر باقاعدہ غور کیا جاتا ہے۔

مسٹر سپیکر : پنجاب نے کتنی تجاویز بھیجی ہیں ؟

وزیر صنعت : کوئی ایسی درخواست نہیں بھیجی گئی۔

چودھری امان اللہ لک : کیا وزیر متعلقہ بیان فرمائیں گے کہ وفاقی حکومت نے صوبے کو صنعتیں لگانے کے سلسلے میں کتنی درخواستوں پر اجازت دی ہے کیونکہ موجودہ جواب ناکافی ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس میں ناکافیت کیا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ 850 کروڑ روپے صنعتوں کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں۔ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ کتنی نئی صنعتیں اس صوبے میں لگائی گئی ہیں اور نجی شعبے میں کتنی لگی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو نجی شعبے کی صوابدید پر ہے کہ لگائیں یا نہ لگائیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ جنرل پالیسی ہے اس لیے کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنی درخواستیں

آئیں اور ان میں سے کتنی درخواستوں پر اجازت دی گئی ہے - اور کتنی التوا میں ہیں ؟

وزیر صنعت : جناب والا! ان کے سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ان کے سوال کا جواب یہاں دیا ہوا ہے -

چودھری امان اللہ لک : یہ فنڈ وفاقی حکومت سے allocate ہونے کے بعد صوبے میں جو حالات پیدا ہوئے یا جو بھی سرمایہ صوبائی حکومت کے پاس تھا اس کے پیش نظر کتنے لوگوں نے صنعتیں لگانے کے لیے درخواستیں دیں اور کتنوں کو اجازت دی گئی ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک علیحدہ سوال بن جاتا ہے -

وزیر صنعت : جناب والا! یہ ایک علیحدہ سوال ہے - اگر وہ اس کے لیے الگ سوال کریں تو میں الگ جواب دوں گا -

چودھری امان اللہ لک : جناب والا! اس سے کیا مراد لیں گے - یہ سوال آپ نے ہی منظور کیا ہے کہ کس کس قسم کی صنعتیں نجی شعبے میں لگانے کی اجازت دی گئی -

مسٹر سپیکر : اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے اور انہوں نے 13 صنعتیں گنوا دی ہیں -

چوھدری امان اللہ لک : بالکل نہیں ! وہ تو جنرل پرنسپل کے طور پر بتایا گیا ہے کہ ان کی اجازت ہے -

مسٹر سپیکر : اور صوبے میں کس کس قسم کی صنعتیں نجی شعبے میں لگانے کی اجازت دی گئی ہے - اس کا تو جواب آگیا ہے -

چوھدری امان اللہ لک : یہ جواب نہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ 13 صنعتیں تھیں جن کا پالیسی کے طور پر حکومت نے فیصلہ کیا تھا - میں نے پوچھا ہے کہ کتنی درخواستیں آئیں -

مسٹر سپیکر : آپ نے کوئی اجازت دی ہے ، آپ نے اس شعبے میں صنعتیں لگانے کا کوئی فیصلہ کر لیا ہے ؟

وزیر صنعت : کس چیز کی ؟

مسٹر سپیکر : وہ پوچھتے ہیں کیا کسی کو اجازت دی گئی ہے ، آپ نے اس کا جواب نہیں دیا ، آپ نے یہ بتایا ہے کہ ان کی گنجائش ہے - کیا یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے -

وزیر صنعت : جناب والا! درخواستیں process ہو رہی ہیں - یہ ایک الگ سوال ہے - اگر وہ علیحدہ سوال پوچھیں گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! جو سوال ہم نے پہلے لکھ کر دیا تھا اس میں یہ بات ہے - اس کے بعد یہ آج جواب کے لیے تشریف لائے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ درخواستیں process ہو رہی ہیں -

سید قابض الوری : جناب والا! اس سوال کو دہرا دیجیے کیونکہ اصل سوال یہ ہے کہ کس کس قسم کی صنعتیں نجی شعبے میں لگانے کی اجازت دی گئی ہے نیز مذکورہ صنعتی نجی ادارے کہاں کہاں لگائے جائیں گے - یہ بڑا واضح اور specific سوال ہے - اگر ان کے پاس جواب نہیں تو آپ اس سوال کو دہرا دیں تاکہ وہ آئندہ اس کا مکمل جواب دے سکیں -

مسٹر سپیکر : یہ سوال دہرایا جائے گا -

قصبوں اور دیہاتوں میں آٹے کی تقسیم

*6996 **ڈاکٹر غلام بلال شاہ :** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) تحصیل شاہ پور میں کتنے قصبوں اور دیہاتوں میں کل کتنا آٹا ماہوار تقسیم کیا جا رہا ہے -

(ب) قصبوں اور دیہاتوں میں فی کس کے حساب سے کتنا آٹا دیا جا رہا ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) تحصیل شاہ پور کے تین قصبوں شاہ پور صدر - شاہ پور شہر اور سیاہی وال میں تقریباً 2،214 من آٹا ماہوار تقسیم کیا جا رہا ہے -

(ب) مندرجہ بالا تین قصبوں میں آٹا بحساب 2 سیر فی کس ماہانہ راشن ڈپوؤں کے ذریعے تقسیم کیا جا رہا ہے - جب کہ دیہاتوں میں گندم کی قیمتیں معقول ہونے کے سبب کوئی آٹا تقسیم نہیں کیا جا رہا -

چوہدری ممتاز احمد کلہلوں : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا

چاہتا ہوں کہ دو سیر آٹا فی کس ماہانہ کی شرح کیا ناکافی نہیں۔ کیا اس شرح کو بڑھانے کی طرف غور کیا جائے گا ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! آٹے کی تقسیم کسی علاقے میں گندم کے فاضل ہونے یا کم ہونے یا گندم کے نرخوں کی حیثیت سے کی جاتی ہے۔ یہ علاقہ فاضل گندم کا ہے۔ یہاں دو سیر آٹا فی کس ماہانہ کی شرح سے راشن ڈپوؤں کے ذریعے تقسیم بالکل صحیح ہے اور اس سے زیادہ کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا لاہور فاضل گندم کا علاقہ نہیں ، یہاں آٹے کی شرح کیا ہے ؟

پنڈی بھٹیاں (گوجرانوالہ) میں راشن ڈپوؤں کی تعداد

***7004 ۔ چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــ

(الف) موضع پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں راشن ڈپوؤں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) موضع مذکور کے ہر ڈپو کے لئے آٹے اور چینی کا ماہوار کتنا کتنا کوٹہ مقرر ہے ؟

وزیر خوراک (چد یار خان لاشاری) : (الف) موضع پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں کل تین راشن ڈپو ہیں۔

(ب) موضع مذکور کے راشن ڈپوؤں کا مندرجہ ذیل ماہوار کوٹہ مقرر ہے :ــ

نام ڈپو ہولڈر	آٹا	چینی
عبدالرشید	297 من . .	58 من
بیگم بی بی	306 من . .	66 من
غلام چد	297 من . .	58 من
میزان	900 من	182 من

دیہاتوں میں راشن کارڈوں کا اجراء

***7060 ۔ صوفی نذر چد :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ کیا حکومت شہری حلقوں کی طرح دیہاتوں میں بھی راشن کارڈ سسٹم رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : جی نہیں ۔

صوفی نذر محمد : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ محکمہ خوراک کو دیہی علاقوں میں راشن کارڈ بنانے میں کیا کیا مشکلات درپیش ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ مشکلات کی بات نہیں ، یہ تو پالیسی کی بات ہے ۔

پنڈی بھٹیاں (گوجرانوالہ) کے راشن ڈپوؤں پر آٹے کی دستیابی

***7044 ۔ چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے مکینوں کو راشن ڈپوؤں سے راشن کارڈوں پر صرف چینی مہیا کی جاتی ہے لیکن آٹا دستیاب نہیں ہوتا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ میں زیادہ تعداد دوکانداروں ۔ مزدوروں اور ملازم پیشہ افراد کی ہے اور انہیں کھلی منڈی میں آٹا پچاس روپے فی من دستیاب ہوتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ کے مکینوں کو راشن ڈپوؤں پر آٹا مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی نہیں ۔ قصبہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے مکینوں کو چینی کے علاوہ 900 من آٹا ماہوار تقسیم کیا جا رہا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ البتہ اس قصبہ میں کھلی منڈی میں آٹے کا نرخ تقریباً 42 روپے فی من ہے ۔

(ج) جزو (الف) کے جواب بالا کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سونے کے زیورات پر قرضوں کا اجراء

***7049 ۔ صوفی نذر محمد** : کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کے

علاوہ کوآپریٹو بنک بھی قرضے جاری کرتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کوآپریٹو بنکوں میں سے صرف چند بنکوں کو سونے کے زیورات کے عوض قرضے جاری کرنے کی اجازت ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان بنکوں کے نام بتائے جائیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبے کے تمام کوآپریٹو بنکوں کو سونے کے زیورات کے عوض قرضے جاری کرنے کی اجازت نہ دینے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) ماسوائے سنٹرل کوآپریٹو بنکس ، بنکوں کو سونے کی کفالت پر قرضے جاری کرنے کی اجازت ہے جو یہ ہیں :-

(1) انڈسٹریل کوآپریٹو بنک گوجرانوالہ ۔

(2) ٹریڈرز کوآپریٹو بنک سیالکوٹ ۔

(3) مرکنٹائیل کوآپریٹو بنک سرگودھا ۔

(4) گجرات خواجگان اربن کوآپریٹو بنک گجرات ۔

(5) نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو بنک گجرات ۔

(6) انڈسٹریل کوآپریٹو بنک گجرات ۔

(ج) سنٹرل کوآپریٹو بنکس کے ممبران صرف انجمن ہائے ہیں اس لئے یہاں سونے کی کفالت پر قرضے دینا عملاً ممکن نہیں ہے ۔

صنعتوں کا قیام

*7151 (الف) ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا نہایت پسماندہ تحصیل ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں مزید صنعتیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) حقیقت یہ ہے کہ ضلع سرگودھا کی تحصیل خوشاب میں مندرجہ ذیل صنعتیں لگی ہوئی ہیں اور کام کر رہی ہیں ۔

1 ۔ تین ٹیکسٹائل ملیں ۔
2 ۔ ایک شوگر ملز ۔
3 ۔ ایک کاٹن جننگ فیکٹری ۔
4 ۔ ایک اون کی مل ۔
5 ۔ ایک ہلڈنگ پلانٹ ۔

اس کے علاوہ ایک چھوٹا شیشے کا کارخانہ ۔ اینٹوں کے بھٹے اور صابن بنانے کے کارخانے بھی موجود ہیں ۔ اس سے ظاہر ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا بھی پسماندہ تحصیل نہیں ہے ۔

(ب) فی الحال سرکاری شعبہ میں اس تحصیل میں صنعت لگانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے ۔ البتہ نجی شعبہ میں صنعتوں کے قیام کے لئے اس علاقہ کے لئے ہر طرح کی سہولتیں موجود ہیں ۔

علاوہ ازیں تحصیل خوشاب میں سرمایہ کاری کی رفتار تیز کرنے کے لئے درآمد شدہ مشینری پر 10 فیصد ڈیوٹی کی چھوٹ دی جاتی ہے ۔

تحصیل شکرگڑھ ضلع (سیالکوٹ) میں زرعی یونین کے انتخابات

*7242 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** : کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں زرعی سوسائٹی کے ڈائریکٹروں کے انتخابات کی بجائے ان کی نامزدگی کر دی گئی ہے جب کہ قانونی طور پر ان کا انتخاب ہونا چاہیے تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے اس سلسلہ میں ایک میٹنگ بلائی تھی جس میں کوآپریٹو سوسائٹیز کے افسران ۔ ممبران صوبائی اسمبلی اور ممبران قومی اسمبلی نے حصہ لیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں فیصلے کئے گئے

تھے کہ عنقریب سال رواں کے لیے قانونی طور پر تحصیل شکر گڑھ کی تمام زرعی سوسائٹیز کو ممبر بنا کر زرعی یونین کا منصفانہ انتخاب کروایا جائے گا۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ میٹنگ کے فیصلوں پر اب تک عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) درست نہیں ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔ فیصلہ ہوا تھا کہ تمام زرعی انجمن ہائے کو ممبر بنا کر زرعی یونین کا انتخاب کروایا جائے۔ لہذا اس سلسلہ میں پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ تمام زرعی انجمنیں ممبر بن جائیں۔ قانون کے تحت فیس داخلہ اور رقم حصص اب تک کچھ انجمنوں کا بقایا رہ گیا ہے۔ جونہی بموجب فیصلہ تمام زرعی انجمنوں نے ممبر شپ کے واجبات ادا کر دیئے ، فوری بعد اجلاس عام کروا کر دوبارہ انتخابات کر دیے جائیں گے۔

(د) ملاحظہ فرمائیں جزو (ج) مندرجہ بالا۔

چوہدری مشتاق احمد : اگر میں یہ کہوں کہ زرعی یونین کے انتخابات آج تک نہیں ہوئے بلکہ محکمہ میں ساز باز کرکے اور کچھ لوگوں کو نامزد کرکے اور یوں انتخابات کرکے انہیں ڈائرکٹر بنا دیا گیا تو کیا وزیر موصوف اس بارے میں جوڈیشیل انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں ؟

وزیر امداد باہمی : جناب والا! انتخابات ہونے والے تھے۔ میرے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے کہ زرعی انجمن ہاء کے نمائندگان کے انتخابات صحیح نہیں ہوئے۔ میں نے اس سلسلے میں حکم دے دیا ہے کہ اس کی تحقیقات کرائی جائے۔ جونہی زرعی انجمن کے ممبران کی تصدیق ہو جاتی ہے ، فوری طور پر انتخابات کا انعقاد کرا دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر میاں ظہور احمد کرمی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری مشتاق احمد : جناب والا ! میں نے یہ عرض کی ہے کہ کیا آپ اس بارے میں جوڈیشیل انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں ؟

وزیر امداد باہمی : جوڈیشیل انکوائری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ میں نے محکمہ کو ان کی تصدیق اور تحقیق کا حکم دے دیا ہوا ہے ۔

چوہدری مشتاق احمد : آپ نے جواب کے جز (ج) میں کہا ہے کہ یہ فیصلے 1975ء کے اوائل میں ہوئے تھے اور آج 1976ء ہے ۔ اب تک انتخابات میں التوا کس بنا پر ہو رہا ہے ؟

وزیر امداد باہمی : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ انہیں بخوبی علم ہے کہ انتخابات ہونے والے تھے اور آج تک انتخابات ہو چکنے تھے لیکن چونکہ زرعی انجمن کی ممبر شپ مشکوک ہو گئی تھی ۔ لہذا ان کی تحقیقات کے لیے انہیں کچھ دیر کے لیے ملتوی کر دیا گیا ہے ۔ انتخابات تیار ہیں اور کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ۔

جنگ سے بے گھر ہونے والے افراد کو قرضہ جات پر واجب‌الوصول سود کی معافی

***7243 . چوہدری مشتاق احمد :** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ 1971ء کی جنگ سے بے گھر ہونے والے وہ افراد جنہوں نے انجمن ہائے امداد باہمی سے قرضہ جات لے رکھے ہیں انہیں بے گھر رہنے کے عرصے کے دوران حکومت ایسے قرضہ جات پر واجب‌الوصول سود معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : جی ہاں ۔ ایسی انجمن ہائے جن کے ذمہ حکومت کے قرضہ جات ہیں کی معافی کا معاملہ زیر غور ہے ۔ مگر ایسے افراد جن کو انجمن ہائے امداد باہمی نے اپنے سرمایہ سے یا سنٹرل کوآپریٹو بنکس سے قرضہ برداشت کرکے قرضہ جات جاری کئے ہوئے ہیں کا تعلق حکومت سے نہیں ہے ۔ اس سلسلہ میں انجمن ہائے متعلقہ اور سنٹرل کوآپریٹو بنکس ہی اپنے مالی حالات کی روشنی میں فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں ۔

ایس ہی گجرات کے دفتر کے لیے سٹیشنری کی فراہمی

*7269 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ایس ہی گجرات کے دفتر نے 1970ء تا 1974ء سالانہ سٹیشنری کے حصول کے لیے کل کتنی رقم گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں جمع کرائی نیز اس رقم میں سے کتنی رقم کی سٹیشنری مذکورہ دفتر کو ہر سال مہیا کی گئی اور کتنی رقم ابھی تک گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کے پاس بقایا ہے ۔

(ب) اگر کوئی رقم گورنمنٹ پریس میں بقایا ہے تو مذکورہ پریس کب تک باقی ماندہ رقم کی سٹیشنری مذکورہ دفتر کو مہیا کرے گا ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) ایس ہی گجرات کے دفتر نے 1970ء تا 1974ء جو رقوم برائے حصول سٹیشنری جمع کرائیں اور جتنا مال اٹھا اور جو رقم باقی بچی اس کا گوشوارہ مندرجہ ذیل ہے :-

کل رقم وصولی بمعہ تاریخ			جاری شدہ سٹیشنری کی کل مالیت	بقایا
1			2	3
روپے		1970-71ء	روپے	روپے
700·00	—	29-10-70		
400·00	—	30-6-71		
1100·00	—	کل	694·92	405·08
		1971-72ء		
405·08	—	سابقہ بقایا		
900·00	—	10-11-71		

3	2	1		
		1100.00	—	25-6-72
184.13	2220.95	2405.08	—	کل
		۔1972.73		
		184.13	—	سابقہ بقایا
		900.00	—	5.12.72
		2000.00	—	30-6-73
2000.16	1083.97	3084.13	—	کل
		۔1973.74		
		2000.16	—	سابقہ بقایا
		2600.00	—	11-4-74
		3095.00	—	51-6-74
1535.06	6160.10	7695.16	—	کل
		۔1974.75		
		1535.06	—	سابقہ بقایا
		4088.00	—	5-11-74
0.64	5622.42	5623.06	—	کل

(ب) باقی ماندہ رقم صرف 0.64 پیسے ہے۔ جس کی سٹیشنری طلب کرنے پر دی جا سکتی ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری سر۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ سٹیشنری کی ترسیل نہایت غیر ذمہ دارانہ طریقے سے ہوتی رہی ہے۔ پرنٹنگ پریس کا موجودہ نظام جس کے ذریعے حکومت کی یہ سٹیشنری چھپ رہی ہے، انتہائی ناقص ہے۔ وزیر موصوف اس کی اصلاح کے لئے کیا پروگرام رکھتے ہیں؟

وزیر صنعت : جناب والا ! میر صاحبان نے بھی شاید ابھی حال میں اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ میں نے اس کی تحقیق کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے ۔ حالانکہ یہ سوال بالکل ہی مختلف ہے لیکن پھر بھی ان کی اطلاع کے لئے میں نے بتا دیا ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : سپلیمنٹری ۔ جناب والا ! یہ علیحدہ سوال نہ تھا ۔ اس وقت گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کا چھپائی کا کام انتہائی ناقص ہے ۔ سوال تو یہ تھا کہ متعلقہ ایس پی صاحب کے دفتر میں جو سٹیشنری پہنچتی رہی ہے ، وہ پیسے جمع کرانے کے باوجود چھ سات ماہ لیٹ ہے ۔ اس ضمن میں وہ relevant سوال تھا اور اس کے بعد وہ کمیٹی کیا کرے گی ، تحقیقات کیسے کرے گی ، کیا ہوگا ، وہ تفصیل فرما دیں ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! گجرات کے دفتر سے زیادہ رقوم مالی سالوں کے اختتام پر جمع کرائی گئی تھیں ۔ اس لیے انہیں سٹیشنری دیر سے ملتی رہی ۔

چوھدری امان اللہ لک : میں نے ان سے سوال پوچھا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : کمیٹی کے سپرد جو کام کیا ہے ، وہ کرے گی ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ کمیٹی قائم کر دی ہے اور جو جو مسائل اس کے سامنے آئیں گے وہ اس کی تحقیقات کرے گی ۔ اخباروں میں بھی آیا ہے ۔ ابھی تین چار روز کی تو بات ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : کمیٹی کا دائرۂ اختیار کیا ہے ؟

مسٹر چیئرمین : جو کمیٹی کے علم میں آیا ، وہ منسٹر صاحب کو اپنی رپورٹ پیش کر دے گی ۔ وہ پھر ایکشن لیں گے ۔ یہ بات تو واضح ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : کس مقصد کے لئے کمیٹی بنائی گئی ۔ اخبارات کو آپ دو منٹ کے لئے چھوڑ دیں ۔ آپ بھی وہی حوالہ دے رہے ہیں جو وزیر موصوف نے اخبار کا دیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اخبار کا حوالہ وزیر موصوف نے نہیں دیا ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ میں نے کمیٹی قائم کر دی ہے ، اخبار میں آپ نے پڑھا ہوگا ۔

وزیر صنعت : آپ کے پوچھنے پر میں نے بتایا ہے ۔ اگر آپ کے

خیال میں کوئی ایسی بےقاعدگی ہے تو بتائیے گا ۔ اس کی بھی انکوائری ہو سکتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں تو پوچھ رہا تھا کہ وزیر موصوف نے کمیٹی بنائی ہے تو اس کا دائرہ اختیار کیا ہے ؟ میں یہ وضاحت کے لئے پوچھ رہا تھا تاکہ ممبران کو بھی پتا چل جائے ۔ آپ نے ایک اچھا کام کیا ہے ، اس کی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا ہے ، اس کی میں مزید تفصیل معلوم کرنی چاہتا تھا ۔ آپ کو تو علم ہے ۔ آپ نے پریس کانفرنس بھی کی اور ممبران کو وہاں خطاب بھی فرمایا ۔ وہی میں اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا کہ اس کا دائرہ اختیار کیا ہے یا اس کا ممبر کون ہے ۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل فرما دیں ۔ بڑا ضروری سوال ہے ۔ آپ نے اگر اچھا قدم اٹھایا ہے تو اس کے لئے وضاحت فرما دیں ۔

مسٹر چیئرمین : ویسے یہ سوال relevant تو نہیں ، بہرحال ۔

چودھری امان اللہ لک : اگر آپ مفاد عامہ کے پیش نظر اجازت فرما دیں تو وہ تفصیل فرما دیں گے ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : اگر آپ کے خیال میں irrelevant ہے تو اس کی اجازت نہ دیں ۔ یا تو relevant فرمائیں ، یا irrelevant ۔

مسٹر چیئرمین : irrelevant سوال ہے ۔

سال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام صنعتوں پر اخراجات

***7347 ۔ حافظ علی اسد اللہ :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام کس کس قسم کی صنعت پر 1972-73ء اور 1973-74ء میں کتنا کتنا روپیہ صرف ہوا ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) ! پنجاب سال انڈسٹریز کارپوریشن کا قیام یکم جولائی 1972ء کو عمل میں لایا گیا ۔ اس وقت سے کارپوریشن چھوٹی صنعتوں کی ترقی و ترویج کے لئے مقدور بھر کوششوں میں مصروف ہے ۔

حکومت پنجاب نے مالی سال 1972-73ء کے دوران کارپوریشن کے مندرجہ ذیل دو منصوبوں کی تکمیل کے لئے مبلغ دو لاکھ نوے ہزار روپیہ

فراہم کیا تھا جو کہ حسب پروگرام خرچ ہوا ۔

رقم خرچ شدہ

1 ۔ ہینڈی کرافٹس ڈیویلپمنٹ سنٹر راولپنڈی ۔

ایک لاکھ پچاس ہزار

2 ۔ ہینڈی کرافٹس ڈیویلپمنٹ سنٹر مری ۔

ایک لاکھ چالیس ہزار

میزان دو لاکھ نوے ہزار

1973-74ء کے مالی سال کے دوران کارپوریشن نے مندرجہ ذیل قائم شدہ منصوبوں کی تکمیل و ترقی پر مبلغ ایک لاکھ چھ ہزار روپیہ صرف کیا ۔ تفصیل حسب ذیل ہے ۔

1 ۔ ہینڈی کرافٹس ڈیویلپمنٹ سنٹر راولپنڈی 64 ہزار

2 ۔ ہینڈی کرافٹس ڈیویلپمنٹ سنٹر مری 42 ہزار

میزان ایک لاکھ چھ ہزار

اس رقم کے علاوہ سال مذکورہ میں یعنی 1973-74ء کارپوریشن ہذا نے نئے منصوبوں کے قیام اور کچھ موجودہ منصوبوں کی تنظیم نو اور علاقائی فنون کی ترقی کے لئے ذیل میں دیے گئے منصوبوں پر 98 لاکھ 41 ہزار روپیہ صرف کیا ۔

1 ۔ پاکستان ہینڈی کرافٹس شاپ بمقام سرگودھا لائل پور اور لاہور 4 لاکھ 61 ہزار

2 ۔ کنڈوکے پتوں سے چٹائی بنانے کا مرکز بمقام علی پور (مظفر گڑھ) 98 ہزار

3 ۔ 35 مراکز قالین بافی بمقام (فہرست لف ہے)

48 لاکھ 98 ہزار

4 - پروٹو ٹائپ ڈیویلپمنٹ شاپ برائے کٹلری نظام آباد (گوجرانوالہ) 6 لاکھ 6 ہزار

5 - ماڈل ٹیننگ اینڈ فٹ ویئر سنٹر گوجرانوالہ 4 لاکھ 21 ہزار

6 - میٹل انڈسٹریز ڈیویلپمنٹ سنٹر سیالکوٹ 1 لاکھ 86 ہزار

7 - ربڑ اینڈ پلاسٹک ریسرچ سنٹر سیالکوٹ 1 لاکھ 86 ہزار

8 - چھوٹی صنعتوں کی بستی سیالکوٹ 22 لاکھ 1 ہزار

9 - سیلاب سے متاثرہ مراکز کی تعمیر نو کے لئے 7 لاکھ 85 ہزار

میزان 98 لاکھ 44 ہزار

کل میزان 1973-74ء 99 لاکھ 47 ہزار

مقامات مراکز قائم ہائی

نام جگہ جہاں پر 1973-74ء میں مراکز قائم کئے گئے	نام ضلع
1 - کار سیداں	راولپنڈی
2 - حضرو	کیمبل پور
3 - پنڈی گھیب	ایضاً
4 - چکوال	جہلم
5 - چوہا سیدن شاہ	ایضاً
6 - دینا	ایضاً
7 - جلال پور جٹاں (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	گجرات
8 - پھالیہ	ایضاً
9 - شجاع آباد	ملتان
10 - کھرڑ پکا	ایضاً

11 ۔ عارف والا	ساہیوال
12 ۔ شہر سلطان (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	مظفر گڑھ
13 ۔ تلیری	مظفر گڑھ
14 ۔ جام پور	ڈیرہ غازی خان
15 ۔ راجن پور	ایضاً
16 ۔ بھاگٹانوالہ (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	سرگودھا
17 ۔ شاہ پور صدر	ایضاً
18 ۔ کپالیہ	لائل پور
19 ۔ لالیاں	جھنگ
20 ۔ بھوانہ (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	ایضاً
21 ۔ کلورکوٹ	میانوالی
22 ۔ عیسیٰ خیل	ایضاً
23 ۔ کاہنہ نو	لاہور
24 ۔ ماناںوالہ (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	شیخوپورہ
25 ۔ چیند پور	ایضاً
26 ۔ واہنڈو (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	گوجرانوالہ
27 ۔ حافظ آباد	ایضاً
28 ۔ ستر (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	سیالکوٹ
29 ۔ کوٹ نینان	ایضاً
30 ۔ سکھو چک	ایضاً
31 ۔ حاصل پور	بہاول پور
32 ۔ فورٹ عباس	بہاول نگر
33 ۔ منچن آباد	ایضاً
34 ۔ ظاہر پیر (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	رحیم یار خان
35 ۔ رحیم یار خان	ایضاً

لاہور شہر میں "کواپ" نام کی دوکانوں کی تعداد

*7446 ۔ **چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور شہر میں 1974ء میں کواپ نام سے کتنی دوکانیں

کھولی گئیں اور ان میں سے کتنی بعد ازاں بند کر دی گئیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متعدد دوکانیں خسارے کی وجہ سے اور بعض افسران کی بدعنوانیوں کے باعث بند کی گئیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب الباب میں ہے تو مذکورہ دوکانوں سے خسارہ کس قدر ہوا نیز خسارہ کی وجوہ کیا تھیں اور کتنے افسران اور اہلکاران کے خلاف بدعنوانی کے تحت کارروائی کی گئی ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) کوئی نئی دوکان نہیں کھولی گئی پہلے سالوں سے جو تیرہ دوکانیں چل رہی تھیں وہ چلتی ہیں ۔ کوئی بند نہیں کی گئی ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ کوئی دوکان خسارہ یا افسروں کی بدعنوانی کی وجہ سے بند کرنی پڑی ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ دکانیں کامیابی سے چل رہی ہیں اور اس میں منافع اور خسارے کی شرح کیا ہے ؟

وزیر امداد باہمی : جناب والا! یہ دکانیں منافع سے چل رہی ہیں ۔ میرے پاس پچھلے دو سالوں کے اعداد و شمار ہیں :

سال	PURCHASES	SALES
1974-75	58 لاکھ 61 ہزار	63 لاکھ 25 ہزار
1975-76	80 لاکھ 98 ہزار	81 لاکھ 91 ہزار

سید تابش الوری : سپلمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اخراجات نکالنے کے بعد ان دکانوں سے کس قدر منافع ہوا ؟

وزیر امداد باہمی : علیحدہ سوال دے دیں ۔ تفصیل سے جواب دے دیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ سوال کا جز "ج" repeat فرما دیں ۔ اس لیے کہ وزیر موصوف نے صحیح جواب نہیں دیا ۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! جزو (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ

مذکورہ دکانوں سے خسارہ کس قدر ہوا تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر چیئرمین : بالکل ٹھیک جواب ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا! میں نے پڑھا ہے ۔ پڑھنے کے بعد میں عرض کر رہا ہوں ۔ آپ میری گزارش سن لیں اور اس کے بعد آپ جو فرمائیں گے ۔ آپ کے تقدس کے پیش نظر ہم اسے قبول کریں گے ۔ گزارش جناب والا! یہ ہے کہ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ خسارہ کسقدر ہوا ۔ یہ لکھتے کہ کوئی خسارہ نہیں ہوا بلکہ منافع ہوا ہے ۔ یہ جواب تھا ۔ اس کے بعد اگر یہ غلط ہوتا تو پھر میں یہاں تحریک استحقاق دے سکتا تھا میں نے پوچھا تھا کہ خسارے کی وجوہات کیا تھیں ۔ یہ جواب دیتے کہ کوئی وجہ نہیں تھی ۔ اور پھر میں نے یہ پوچھا تھا کہ کن کن افسران اور اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے ۔ تو اس کا جواب دیتے کہ کسی افسر یا اہلکار کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی ۔ تو یہ ایک واضح جواب ہوتا ۔ یہ کیا بات ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کہ اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر چیئرمین : انہوں نے جواب بالکل درست دیا ہے ۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! اگر خسارہ ہوتا تو اس کی تفصیل دی جاتی اور افسران کا نام دیا جاتا ۔ اب جب خسارہ ہوا نہیں تو کارروائی کس کے خلاف کی جاتی ۔ اس لیے کسی افسر کا نام نہیں دیا گیا ۔ لیکن اس کے باوجود میں جناب کی وساطت سے معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی تسلی نہیں ہوئی تو میرے کمرے میں تشریف لائیں ۔ مجھ سے مل لیں اور اگر ان کے نوٹس میں ایسی کوئی بات ہوئی تو اس کا ازالہ کیا جائے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک : میں تنقید کے لیے ہی ضمنی سوال نہیں کر رہا میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ افسران جو ہمیں جواب دیتے ہیں یہ ان کا ایک طریقہ کار ہے جواب دینے کا ۔ اس سے نہ تو کوئی تحریک استحقاق ہم دے سکتے ہیں اگر میرے علم میں کوئی بات آئے کہ فلاں افسر کے خلاف کارروائی ہوئی یا منافع ہوا یا نقصان ہوا تو آپ اس جزو (ج) کے جواب کو خود ہی پڑھ لیں ۔ بڑا مہمل سا جواب ہے ۔ اس لیے میں ان سے گزارش کروں گا کہ کم از کم آئندہ کے لیے ۔ ۔ ۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! جزو (ج) ایک مکمل اور علیحدہ سوال کی صورت میں دیں ۔ میں اس کا تفصیل سے جواب دے دوں گا اور اگر کوئی غلط بیانی کی گئی تو یہ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : پہلے بھی میں نے تفصیل سے لکھ کر دیا تھا کہ خسارہ کتنا ہے ۔ اگر آپ یہ سٹیٹمنٹ دے دیں کہ کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور خسارے کی بجائے منافع ہوا ہے تو ہم کل کو پریویلیج موشن موو کر سکیں گے ۔

مسٹر چیئرمین : کہ صاحب خسارے کا تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ قطعاً خسارہ نہیں ہوا ۔ باقی جو مسائل ہیں اگر اس کا جواب اثبات میں ہوتا تو تب ہی پیدا ہوتے ہیں ۔ انہوں نے صحیح جواب دیا ہے ۔ اگر آپ کو مزید معلومات درکار ہیں تو آپ علیحدہ سوال دے دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ میں اور کیا لکھ کر دوں ۔ یہ صرف جزو (ج) کے سلسلے میں میرے ضمنی سوال پر یقین دہانی کرادیں کہ کیا واقعی کسی افسر کے خلاف بددیانتی کے سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی ؟

وزیر امداد باہمی : اس کے لیے علیحدہ سوال چاہیے یہ بالکل ایک الگ چیز ہو چکے رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہی بتا دیں کہ کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے یا نہیں ؟

مسٹر چیئرمین : وہ کیسے بتا دیں جب خسارہ ہی نہیں ہوا ۔ اگر خسارہ ہوتا تو آپ کا یہ سوال پیدا ہوتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر! صرف مفروضات پر تو بات ختم نہیں ہو جاتی وہ الفاظ کی صورت میں واضح یقین دہانی کرائیں ۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے (ج) جزو جس وقت لکھا تھا اسی وقت اس میں یہ تفصیل لکھ دیتے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ پڑھیں تو سہی ۔ میں نے لکھا ہوا ہے کہ کن اہلکاروں کے خلاف بدعنوانی کے تحت کارروائی کی گئی ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ کسی کے خلاف نہیں کی گئی ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کس امر کا سوال پیدا نہیں ہوتا ؟ اس میں کیا میں نے نہیں لکھا کہ کتنے

افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے لکھا ہے کہ مذکورہ دکانوں سے خسارہ کسقدر ہوا ۔ انھوں نے کہا ہے کہ کوئی خسارہ نہیں ہوا تو خسارہ نہیں ہوا تو خسارے کی وجوہات وہ کیا بتائیں اور جب خسارہ ہی نہیں ہوا تو کسی کے خلاف کارروائی کیا ہونی تھی ۔

چودھری امان اللہ لک : وہ یہی فرما دیں کہ کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔

مسٹر چیئرمین : جب خسارہ ہی نہیں ہوا تو کارروائی کس کے خلاف کی جاتی ۔

سرکاری گوداموں کی تعمیر

***7469 ۔ چوھدری لال خان** : کیا وزیر خوراک از راہ کرم گودام فرمائیں گے کہ چینی سٹور کرنے کے لیے آج کل صوبے میں کتنے سرکاری گودام موجود ہیں ۔ اور کتنے مزید گودام بنانے کا بنانے کا پروگرام ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : حکومت پنجاب کے پاس اس وقت 5،65،000 ٹن اناج ذخیرہ کرنے کے لیے سرکاری گودام موجود ہیں ۔ اس وقت صوبائی حکومت 22،500 ٹن اور مرکزی حکومت ایک لاکھ ٹن اناج کا ذخیرہ کرنے کے لیے گودام تعمیر کر رہی ہے ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ چینی سٹور کرنے کے لیے صوبے میں کتنے سرکاری گودام موجود ہیں ۔ اس کا جواب سرے سے موجود نہیں ہے ۔ تو کیا وہ یہ بتائیں گے کہ چینی اور اناج ایک ہی گودام میں رکھے جاتے ہیں اور اگر یہ درست ہے تو وہ کتنے گودام ہیں ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! گودام جو ہیں ان میں چینی بھی سٹور کرتے ہیں انہی میں دوسرا اناج بھی سٹور کرتے ہیں ۔ اس میں گندم بھی سٹور کرتے ہیں ۔ جو اس کے لیے ٹارگیٹ صوبائی حکومت کے ذمے ہوتا ہے وہ ساری اجناس ہم سٹورز میں سٹور کر لیتے ہیں ۔ مثلاً اس سال چینی کی جو مقدار ہمیں سٹور کرنی ہے وہ کوئی تین لاکھ ٹن ہے ۔ تو ہمارے پاس تین لاکھ ٹن چینی سٹور کرنے کے لیے گودام کی گنجائش موجود ہے ۔

سید ناہض الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حکومت تقریباً دس لاکھ ٹن گندم خریدنے کا ٹارگیٹ رکھتی ہے اور تین لاکھ ٹن چینی خریدنے کا ٹارگیٹ ہے تو یہ پانچ لاکھ پینسٹھ ہزار ٹن کی گنجائش جو ہمارے پاس موجود ہے اس میں تمام اجناس کیسے رکھی جا سکیں گی ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ ہم کچھ گودام محکمہ خوراک کے لیے کرائے پر لے لیتے ہیں اور کچھ ہماری ضرورت اس طرح حل ہو جاتی ہے کہ دوسرے صوبوں کو ہم اپنی فاضل اجناس بھیجتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ماہانہ کھپت بھی جاری رہتی ہے ۔ لہذا کسی قسم کی کوئی مشکل اگر پیش آئے تو کرائے پر گودام لے کر کمی پوری کی جاتی ہے ۔

چوہدری عبد اشرف : کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ان کے علم میں ہے کہ پچھلی دفعہ کافی گندم ضائع ہو گئی تھی اور یہ گودام جو اب تعمیر ہو رہے ہیں یہ اسی سال میں مکمل ہو جائیں گے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے کہ پچھلے سال کتنی گندم ضائع ہو گئی تھی ؟

میاں احسان الحق پراچہ : کیا وزیر موصوف یہ تفصیل بتائیں گے کہ صوبے میں کہاں کہاں سٹور تعمیر کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر خوراک : باوجود اس کے کہ یہ علیحدہ سوال ہے لیکن میں اس کی تفصیل عرض کئے دیتا ہوں ۔ جناب والا ! 1975-76ء میں گوجرانوالہ کے لیے ایک ہزار ٹن کے سیمنٹ کے بن ۔ کامونکی میں ایک ہزار ٹن کے سیمنٹ کے بن ۔ سرگودھا میں ایک ہزار ٹن کے لیے سیمنٹ کے بن ۔ ڈیرہ غازی خان میں ایک ہزار ٹن کے لیے سیمنٹ کے بن ۔ 1976-77ء کے لیے ڈسکہ کے لیے تین ہزار ٹن کے عام گودام ۔ سلانوالی 2 ہزار ٹن ۔ سمبڑیال 5 ہزار ٹن ۔ اسلام آباد 3 ہزار ٹن ۔ حسن ابدال 1 ہزار ٹن ۔ سرگودھا 5 ہزار ٹن ۔ ننکانہ صاحب 2 ہزار ٹن ۔ وارہرٹن 5 ہزار ٹن ۔ سانگلہ ہل 5 ہزار ٹن ۔ علی پور 5 ہزار ٹن ۔ فورٹ عباس 5 ہزار ٹن ۔ کل میزان 2 لاکھ 22 ہزار 5 سو ٹن ہے ۔

میاں احسان الحق پراچہ : یہ مرکزی حکومت اپنے اخراجات سے تعمیر کرے گی تو کیا ان کی تفصیل آپ بتا سکیں گے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں تو میں جواب دے دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ اس سال گندم کی خرید کا جو ٹارگٹ مقرر کیا گیا ہے وہ سابقہ سالوں سے زیادہ ہے تو کیا محکمہ خوراک نے اس کو سٹور کرنے کا مکمل انتظام کر لیا ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس سوال کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے - یہ الگ سوال دے دیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت 2500 ٹن کے گوداموں کی گنجائش کے لیے جو گودام تعمیر کر رہی ہے ان پر کتنا خرچہ آئے گا اور یہ گودام کب تعمیر ہوں گے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! معزز رکن روپے کی تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں - سید تابش الوری صاحب تو جناب والا بڑے فاضل ممبر ہیں ۔ عالم آدمی ہیں - تو ان کو چاہیے تھا کہ سوال کرنے سے پہلے سوچ لیتے کہ یہ الگ سوال ہے یا نہیں ہے - یہ فگرز میں کیسے دے سکتا ہوں ۔ روپے کا معاملہ ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اس سے پہلے تو تفصیل ان کے پاس موجود تھی وہ انہوں نے بیان کر دی تھی ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آپ کو معلوم ہے کہ ان سوالات کے متعلق جو بدیہی جواب یا ضمنی سوال ہوتے ہیں اس کے لیے وزراء تیار ہو کر آتے ہیں جیسے انہوں نے یہ بتایا کہ 22500 ٹن کی گنجائش کے گودام کہاں کہاں تعمیر کئے جا رہے ہیں - تو لازماً انہیں یہ پتہ ہوگا کہ یہ کتنی قیمت سے تعمیر ہو رہے ہیں - کہاں کہاں تعمیر ہو رہے ہیں اور کب ان کی تعمیر مکمل ہو جائے گی - یہ نیچرل سپلیمنٹری سوالات ہیں ۔ اس لیے اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین : جب وزیر موصوف نے جواب دیا تھا تو انہوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ میں اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں لیکن یہ سوال کا حصہ نہیں ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وہ بتا سکیں گے کہ اس کی

تعمیر کب تک مکمل ہو سکے گی ؟

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ایک گودام میں کتنے من اناج سٹور کیا جاتا ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! یہ کوئی سوال ہے کہ ایک گودام میں کتنے ٹن اناج سٹور کیا جاتا ہے گوداموں کی capacity ہوتی ہے ، کسی میں پانچ سو ٹن ہوتا ہے ۔ کسی میں ایک ہزار ٹن سٹور کیا جاتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جعلی راشن کارڈ رکھنے کے الزام میں ڈپوؤں کی منسوخی

***7469 ۔ چوہدری لال خان :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1974ء سے آج تک حکومت نے لاہور کارپوریشن کی حدود میں واقع راشن ڈپوؤں پر سپیشل چھاپے مار کر کتنے جعلی راشن کارڈ پکڑے ۔

(ب) کتنے ڈپو ہولڈرز اس جرم میں ملوث پائے گئے اور کتنے راشن ڈپو جعلی راشن کارڈ رکھنے کے الزام میں منسوخ کئے گئے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) راشن ڈپو ہولڈروں اور محکمہ نے عوام کو متنبہ کیا ۔ اور اپیل کی کہ وہ اپنے جعلی راشن کارڈ جمع کرائیں اور غلط راشن کارڈوں کی صحت کرائیں نتیجتاً 23،323 راشن کارڈ جن میں مندرجہ آبادی، 2،40،346 پونٹ تھی کی کمی ہوئی ۔

(ب) عوام اور راشن ڈپو ہولڈروں کو رضاکارانہ طور پر کارڈ جمع کرانے کی ہدایت کی گئی تھی ۔ البتہ ایک راشن ڈپو پر 97 جعلی راشن کارڈ پکڑے گئے اور ڈپو معطل کر دیا گیا ۔ ڈپو ہولڈر نے دیوانی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ۔ مقدمہ زیر سماعت ہے ۔

کھاد کے نئے و سرکاری کارخانے

***7731 ۔ سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) علاقہ پنجاب میں سال 1968ء میں کھاد کے کتنے نجی و سرکاری کارخانے قائم تھے اور وہ کس قدر سالانہ کھاد تیار کرتے تھے ۔ اور آج کل ان کی اوسط پیداوار کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ علاقے میں 1968ء کے دوران کاشتکاروں کو کتنی کھاد کی ضرورت تھی اور آج کل کتنی ہے اور ان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ نیز کھاد تیار کرنے کے لیے مزید کارخانے کہاں اور کب تک تعمیر کرنے کا پروگرام ہے ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) 1968-69ء میں پنجاب میں کھاد بنانے کے چار کارخانے تھے یہ کارخانے ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کے توسط سے پبلک سیکٹر میں قائم کئے گئے تھے ۔ اب بھی یہی ادارہ جس کا موجودہ نام پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ ہے ان کارخانوں کو چلا رہا ہے ۔ نجی شعبہ میں 1968-69ء میں کھاد کا کوئی کارخانہ نہ تھا ۔ مندرجہ بالا کارخانوں نے 1968-69ء میں 82،010 نیوٹرینٹ ٹن کھاد تیار کی 1974-75ء میں پبلک سیکٹر اور نجی شعبہ کے کارخانوں نے مجموعی طور پر 2,30,916 نیوٹرینٹ ٹن کھاد تیار کی ۔

(ب) 1968-69ء میں پنجاب میں کھاد کا استعمال اس کی ضرورت کے مطابق 2،47،000 نیوٹرینٹ ٹن کیا گیا ۔ 1974-75ء میں پنجاب میں کھاد کا استعمال 2،87،840 نیوٹرینٹ ٹن کیا گیا ۔ حکومت نے زراعت کو فروغ دینے کے لیے کھاد کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کا ایک پنجسالہ جامع منصوبہ مرتب کیا ہے ۔ اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن ملتان میں کھاد کا ایک کارخانہ لگا رہی ہے ۔ جو 1977-78ء میں تجارتی سطح پر پیداوار شروع کر دے گا ۔ اس کے علاوہ فوجی فاؤنڈیشن بھی ماچھی گوٹھ تحصیل صادق آباد ۔ ضلع رحیم یار خان میں کھاد کا کارخانہ لگا رہی ہے جو 1977-78ء میں تجارتی سطح پر پیداوار شروع کر دے گا ۔ اس

کے علاوہ جڑانوالہ میں پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کے کارخانہ کی پیداواری استعداد کو دوگنا کیا جا رہا ہے جو کہ اگست 1971ء تک تجرباتی پیداوار شروع کر دے گا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ پنجاب میں حکومت جو کھاد کا کارخانہ لگا رہی ہے اس کی اوسط پیداوار روزانہ کیا ہوگی ؟

وزیر صنعت : جناب والا! یہ ایک بالکل علیحدہ سوال ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! وزیر موصوف ہی فرما دیں کہ ہم کس قسم کے ضمنی سوالات پوچھیں ؟

وزیر صنعت : جناب والا! یہ اپنا سوال پڑھیں اور پھر یہ دیکھیں کہ اس سوال سے ضمنی سوال بنتا ہے یا نہیں ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کارخانوں میں کھاد کی پیداوار کی اوسط قیمت کیا ہے ؟ اور اگر اس کے ساتھ ساتھ فروخت کی قیمت بھی بتا دیں تو ہم ان کے زیادہ مشکور ہوں گے ۔

وزیر صنعت : جناب سپیکر! انہوں نے علیحدہ علیحدہ کارخانوں کی بات پوچھی ہے یا کسی خاص کار خانے کی بات پوچھی ہے ؟

سردار صغیر احمد : جناب والا! میں نے پنجاب کے چار کارخانوں کا ذکر کیا ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کارخانوں میں کھاد کی تیاری پر کیا لاگت آتی ہے اور ان کارخانوں کی کھاد کی فروخت کس قیمت پر ہوتی ہے ۔

وزیر صنعت : جناب والا! یہ اعداد و شمار کی بات ہے ۔ بالکل ایک الگ سوال ہے ۔ اگر اس کا جواب پوچھنا ہے تو اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ۔ پروڈکشن کے متعلق تو جتنا آپ کا جی چاہے پوچھ لیں اور علیحدہ علیحدہ کارخانوں کی پروڈکشن اگر آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ بھی میں اجازت دے دوں گا ، اور پھر سوال 1968ء کے متعلق ہے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! پیداوار اور قیمت کا تعلق بہت اہم ہے۔ ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہاں یہ پوچھا گیا ہے کہ اوسط پیداوار کیا ہے تو انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان پر لاگت کیا آئے گی۔ جب اوسط پیداوار پوچھی گئی ہے تو قیمت کا بھی پتہ ہونا چاہیے۔

مسٹر سپیکر : قیمت تو اس میں نہیں لکھی گئی ہے۔

سردار صغیر احمد : جناب والا! قیمت اگر نہیں لکھی گئی تو پھر بھی پیداوار اور قیمت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

وزیر صنعت : جناب والا! میں پیداوار کے بارے میں بتا سکتا ہوں قیمت کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے۔

مسٹر سپیکر : بالکل ٹھیک بات ہے۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہیے۔

چوہدری چھ اشرف : جناب والا! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ جو کارخانہ ملتان میں لگا رہے ہیں اس میں کون سی کھاد تیار کی جائے گی اور جو کارخانہ یہ جڑانوالہ میں لگا رہے ہیں اس میں کون سی کھاد تیار کی جائے گی ؟

مسٹر سپیکر : نئے کارخانے کے متعلق پوچھ رہے ہیں جو ابھی لگے گا ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! پاک عرب فرٹیلائزر ملتان میں کیلشیم امونیم نائیٹریٹ بنائے گا اور جڑانوالہ میں سپرفاسفیٹ بنائے گا۔

چوہدری چھ اشرف : جناب والا! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ سپرفاسفیٹ جو ملک میں تیار کی جائے گی اس سے ملکی ضروریات پوری ہوجائیں گی یا اس کے لیے مزید کوئی کارخانہ لگایا جائے گا ؟

صوبہ میں گندم کی خرید

*7737 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں 1974ء اور 1975ء کے دوران آج تک کتنی کتنی گندم پیدا ہوئی اور کتنی کتنی سرکاری طور پر خرید کرنے کا پروگرام تھا اور کتنی کتنی خرید کی گئی۔

(ب) مذکورہ بالا پر دو برسوں میں گندم کی خرید میں کمی بیشی

کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) تفصیل:

	سال 1974ء	سال 1975ء
	ٹن	ٹن
(1) گندم کی پیداوار	56،75،300 تقریباً پچپن لاکھ پچھتر ہزار تین سو ٹن	56،94،200 تقریباً چھپن لاکھ چورانوے ہزار دو سو ٹن
(2) گندم کی سرکاری طور پر خرید کرنے کا پروگرام	18 لاکھ ٹن	9 لاکھ ٹن
(3) گندم جو خریدی گئی	8،13،453 تقریباً آٹھ لاکھ تیرہ ہزار چار سو ترپن ٹن	9،25،558 تقریباً نو لاکھ پچیس ہزار پانچ سو اٹھاون ٹن 5 ۔ اپریل 1975ء تک ۔

(ب) چونکہ کاشتکار اور آڑھتیوں پر حکومت کو گندم سپلائی کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اس لیے سال 1974ء کی مقرر کردہ حد تک گندم کی خرید لازمی نہیں تھی ۔ خرید کردہ مقدار (8،13،453 ٹن) صوبہ میں اس سال گندم کی پیداوار کے لحاظ سے مناسب تھی ۔

سال 1975ء میں خریداری کی مقرر کردہ حد (9 لاکھ ٹن) پوری ہو چکی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : سپلیمنٹری سر ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے سوال کے جواب میں جز (الف) کے ضمن (2) میں بتایا ہے کہ 18 لاکھ کا target مقرر کیا گیا ۔ یہ ایک اتنا unrealistic target ہے کہ یہ پورا نہیں کیا جا سکتا ۔ اور پھر اس target کو پورا کرنے کے لیے اور اس کی فراہمی کے لیے زمینداروں کو

ذلیل اور خوار کرکے گندم اکٹھی کی جاتی ہے - یہ اتنا زیادہ target کیوں مقرر کیا جاتا ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا! یہ procurement کا جو target ہے ، وہ وفاقی حکومت صوبائی حکومت کے سپرد کرتی ہے - یہ جو 18 لاکھ کا target مقرر کیا گیا تھا ، اس کے حصول کے لیے کوشش کی گئی لیکن کم گندم procure ہو سکی تھی - حکومت کی ہر سال یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ گندم procure کرے ، تاکہ وہ اس سے زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ بچا سکیں - اور گندم کی درآمد کم سے کم ہو -

Mr. Speaker : The question hour is over. Would the Hon'ble Minister like to put the remaining questions on the table ?

وزیر خوراک : جناب والا ! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

وزیر صنعت : جناب والا! میں بھی اپنے بقیہ سوالات اس ایوان کی میز پر رکھتا ہوں .

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

جلالپور پیروالہ (ملتان) میں راشن ڈپوؤں کا اجراء

***7775 - دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ (ملتان) چودہ ہزار نفوس پر مشتمل قصبہ ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ میں صرف دو راشن ڈپو قائم ہیں جو وہاں کے مکینوں کے لیے ناکافی ہیں -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ قصبہ کے لیے کافی عرصہ سے 5 راشن ڈپوؤں کی منظوری دی تھی مگر اس پر آج تک عملدرآمد نہیں کیا گیا -

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکور قصبے میں

مزید تین راشن ڈپو اب تک نہ کھولنے کی کیا وجوہ ہیں اور مذکورہ ڈپو کب تک قائم کر دئے جائیں گے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ مذکورہ قصبہ میں اب پانچ ڈپو قائم ہیں جو اس قصبہ کی ضرورت کے پیش نظر کافی ہیں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ قصبہ کے لیے کل پانچ ڈپو منظور کئے گئے تھے ۔ ماہ جون 1975ء سے تین نئے ڈپو قائم کئے جا چکے ہیں ۔

(د) قصبہ جلال پور پیروالہ میں اس وقت پانچ راشن ڈپو قائم ہیں ۔

صوبہ میں گھی چینی اور آٹے میں آمیزش

***7815 ۔ بیگم ریحانہ سرور :** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1972ء اور 1973ء میں صوبہ میں گھی ۔ چینی اور آٹے کی علیحدہ علیحدہ پیداوار کتنی تھی ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ اشیاء کے خالص ہونے کے بارے میں جانچ پڑتال کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان میں آمیزش کے سلسلہ میں مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے مقدمات دائر کئے اور ملاوٹ کو روکنے کے لیے حکومت آئندہ کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) صوبہ میں سال 1972ء اور 1973ء کے دوران چینی آٹا اور گھی کی مندرجہ ذیل پیداوار ہوئی ۔

	سال 1972ء	سال 1973ء
(1) چینی ۔	147061 (ٹن)	180627 (ٹن)
(2) آٹا ۔ (گورنمنٹ اکاؤنٹ)	613973 (ٹن)	723026 (ٹن)

(3) ویجیٹیبل گھی ۔

102021	115001
(ٹن)	(ٹن)

(ب) جی ہاں ۔

حکومت مذکورہ اشیاء کے خالص ہونے کے بارے میں جانچ پڑتال کرتی ہے ۔ مذکورہ عرصہ میں محکمہ خوراک نے عدالتوں میں 418 مقدمات دائر کئے ۔ ملاوٹ کو روکنے کے لیے آٹا کی ملوں اور دیگر دوکانداروں کے سٹاک سے اشیائے خوردنی کے وقتاً فوقتاً نمونہ جات برائے تجزیہ حاصل کئے جاتے ہیں ۔

کوآپریٹو بنکوں کے واجبات کی وصولی

*7897 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** : کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کوآپریٹو بنکوں کا کل کتنا روپیہ ابھی تک وصول نہیں ہوا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925ء کے تحت اس روپے کی وصولی آسان نہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ وصولی کو آسان بنانے کے لیے کیا طریق کار اختیار کرے گی ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ رقم 30 جون 1975ء کو 28.9318 کروڑ تھی ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) حکومت نے کوآپریٹو بنکوں کے قرضہ کی مؤثر وصولی کے لیے مندرجہ ذیل قوانین نافذ کئے جن سے قرضہ کی وصولی آسان ہو گئی ۔

(1) ویسٹ پاکستان کوآپریٹو سوسائٹیز کوآپریٹو بنک (ری پیمنٹ آف لون) آرڈیننس 1966ء ۔

(2) ویسٹ پاکستان کوآپریٹو سوسائٹیز کوآپریٹو بنکس (ری پیمنٹ آف لون (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1972ء ۔

(3) مارشل لاء آرڈر نمبر 16 ۔

(4) مارشل لاء آرڈر نمبر 241 ۔

چشتیاں ضلع بہاول نگر میں ویجی ٹیبل آئل ملز کی تنصیب کے لیے لائسنس کی منسوخی

*7961 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں ضلع بہاول نگر میں ویجی ٹیبل آئل ملز کی تنصیب کے لیے لائسنس جاری کیا گیا تھا ۔ مگر لائسنس ہولڈر اس کی تنصیب میں ناکام رہا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ لائسنس ہولڈر کا لائسنس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صنعت (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ غلط ہے ۔

(ب) جزو بالا جواب (الف) کی روشنی میں اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : یہ تحریک استحقاق میاں منظور احمد وٹو صاحب کی ہے ۔ یہ محکمہ تعلیم سے متعلق ہے ۔ اس کی کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے فاضل محرک کو بتا دیا ہے کہ میں اس پر فوری عمل درآمد کراؤں گا ۔ اور وہ مطمئن ہو گئے ہیں ۔ میرے خیال میں میری اس یقین دہانی کے بعد وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کریں گے ۔

میاں منظور احمد وٹو : جناب والا ! اس سلسلہ میں میں نے ابھی ایک تار بھی موصول کیا ہے ۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 32 کے سلسلہ میں ہے کہ ابھی تک باوجود تبادلہ کے وہ وہاں پر موجود ہے ۔ وہاں حاجی فیض احمد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہیں ۔ ان کی واضح یقین دہانی کے باوجود کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب اقدامات کریں گے ۔ پھر مجھے ایک تار موصول

ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سلسلہ میں آپ کو یقین دہانی کرائی ہے ۔

میاں منظور احمد سوہل : جناب والا ! اس یقین دہانی کے بعد پھر یہ تار موصول ہوا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب ! وہ بھی میں کہہ چکا ہوں ۔ جیسا کہ میں پہلے ان کو یہ یقین دہانی کرا چکا ہوں ۔ میں اس پر فوری طور پر عمل درآمد کراؤں گا جو آرڈر انہوں نے پاس کئے ہیں ، میں ان کو cancel کروں گا ۔ وہ بھی میں کہہ چکا ہوں کہ میں وہ واپس کراؤں گا ۔ اسے حق نہ تھا کہ وہ ایسے آرڈر پاس کرے ۔ میں فاضل ممبر کی خواہش کے مطابق اس کو cance کروں گا ۔

Mr. Speaker : It is not being moved.

میاں منظور احمد سوہل : جناب والا ! میں تحریک پیش نہیں کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : It is not moved.

مسٹر سپیکر : اب تحریک استحقاق نمبر 33 زیر غور ہے اور یہ چوہدری غلام قادر صاحب کی ہے ۔ تو کیا یہ کسی متعلقہ وزیر نے دیکھی ہے ؟ یہ میں بعد میں لیتا ہوں ۔

چوہدری غلام قادر : جناب سپیکر ! اگر آپ اس کو ابھی لے لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ! میں اس کو لیتا ہوں لیکن ابھی تو وہ فاضل سینئر وزیر کے پاس پہنچی نہیں ہے ۔ یہ ایگریکلچر کا محکمہ کن کے پاس ہے ؟

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! یہ محکمہ جناب سردار نصر اللہ خان دریشک کے پاس ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ شکایت کن کے خلاف ہے ؟

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! یہ شکایت ڈائریکٹر (سیلز) کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ڈائریکٹر (میاز) کس محکمہ کے ہیں ؟

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! یہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا اسم گرامی کیا ہے ؟

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں اس تحریک استحقاق کو پڑھ دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں پڑھنے کی بات تو بعد میں ہوگی ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! فاضل رکن میرے پاس تشریف لے آئیں میں فاضل رکن کی تسلی کرا دوں گا ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں چاہتا ہوں کہ پہلے میں اس کو پڑھ دوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ فاضل ممبر کو assure کرائیں گے کہ پورا ریلیف ملے گا اور اگر ان کی آزادی میں کوئی حرف آیا ہے تو ان کی عزت بحال ہوگی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! فاضل رکن کو تحریک استحقاق پڑھنے دیں تاکہ ہمیں علم ہو کہ کیا ہو رہا ہے اور حکومتی جماعت کے ساتھ سرکاری ملازم کس حد تک ناراض ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر آبپاشی نے جو بھی assurance دینی ہے وہ بیان کریں ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! جب میں اس کو پڑھوں گا تو پھر ہی فاضل وزیر assurance دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر آبپاشی نے جو بھی assurance دینی ہے وہ اٹھ کر دیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! مارکیٹ میں سودے بازی ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو ٹیکنیکل وجوہات پر پیش نہ ہونے دوں ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں آپ کے توسل سے اپنے معزز رکن

اسمبلی کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وزیر ہونے سے پہلے میں خود ایک ایم ۔ پی ۔ اے ہوں اور مجھے اس معزز ایوان کے ہر رکن کا اس طرح پاس ہے جس طرح اپنی عزت کا پاس ہوتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو جناب والا ! میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اگر کسی افسر نے ان کے خلاف بدتمیزی کی ہے یا ان کے ساتھ غلط طریقے سے پیش آیا ہے تو اس افسر کے خلاف کارروائی نہیں کی جائے گی ۔ ان کی پوری تسلی کی جائے گی اور ان کی عزت کو بحال کیا جائے گا ۔ میں اس افسر کو ابھی بلاؤں گا ور فاضل ممبر کی پوری تسلی کراؤں گا ۔

چوہدری غلام قادر : ٹھیک ہے ۔ جناب والا !

In view of the statement of the minister, I withdraw it.

مسٹر سپیکر : تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اس موشن کو پیش نہیں کرتے ہیں ۔

چوہدری غلام قادر : ٹھیک ہے ۔ جناب والا ! میں فاضل وزیر کی یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک پیش نہیں کرتا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ! اپنی تحریک ہائے استحقاق اپوزیشن ممبران کی طرف سے بھی پیش ہوتی رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : پہلے آپ مجھے بھیجیں ۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ پہلے میری گزارش سن لیں ۔ آج تک کسی وزیر کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ اپوزیشن ممبران کی تحریک استحقاق کے بارے میں اس قسم کی یقین دہانی کرائیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ ایسی یقین دہانی کراتے رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس قسم کی بہت سی تحریک ہائے استحقاق آ چکی ہیں کہ ان کے ساتھ کسی پولیس افسر نے یا کسی سرکاری ملازم نے زیادتی کی ہے اور ان کی ناجائز بےعزتی کی ہے ۔ لیکن آج تک حکومت کی طرف سے اس قسم کی کوئی بھی یقین دہانی نہیں کرائی گئی ۔ تو جناب والا ! میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس طرح differentiate کیوں کیا جا رہا ہے ۔ کیا ارکان اسمبلی برابر نہیں ہیں ؟

مسٹر سپیکر : وہ ابھی اس قسم کی یقین دہانی کرا دیں گے کہ اگر کوئی ایسی بات ہو تو ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف کو بہت ساری باتوں کا علم نہیں۔ جناب والا! مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب گواہ ہیں کہ ان کی ایک تحریک استحقاق پر جس پر میرے کئی ایک دوست مجھ سے ناراض بھی ہوئے ہم نے متعلقہ افسران کو خاصی تنبیہ کی اور وہ جانتے ہیں کہ اگر کسی افسر سے کوئی ناجائز حرکت ہو تو اس کے لیے بھی ہمارا رویہ ایسا ہی ہوگا۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! میں آپ کے توسل سے فاضل وزیر قانون سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے دوست ان سے اس وجہ سے ناراض ہوئے تھے کہ اپوزیشن کے ممبر کی کیوں بات سنی گئی تھی؟

مسٹر سپیکر : نہیں۔ نہیں۔ ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! اس سے حکومت کے attitude کا پتا چلتا ہے۔

وزیر آبپاشی : جناب والا! پوزیشن یہ تھی کہ وہ تحریک استحقاق ٹیکنیکل وجوہات کی بنا پر خارج ہو چکی تھی۔ اگرچہ اس تحریک استحقاق کا الیکٹرسٹی ڈیپارٹمنٹ سے تعلق تھا پھر بھی ان کے حکم پر۔۔۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It was given to the Privileges Committee.

مسٹر سپیکر : چلیے جو کچھ بھی ہے۔

وزیر آبپاشی : جناب والا! کمیٹی میں فیصلہ ہونے کے باوجود بھی ان کے حکم پر وزیر قانون نے سارے افسران کو بلایا اور ان کے حکم کے مطابق باقاعدہ تنبیہ کی گئی۔

Mr. Speaker : Let us not discuss the details.

وزیر آبپاشی : جناب والا! ہم اس لیے یہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ وہ شک کا اظہار کر رہے ہیں اور ہم اس کی وضاحت کر رہے ہیں۔

Mr. Speaker : Don't give the details. Now, the leave applications.

اراکین کی رخصت

بیگم ریحانہ سرور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور صاحبہ

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I bring to your kind notice that I could not attend the Assembly Session on 14-4-1976, 15-4-1976 and 16-4-1976 because I had to attend a meeting in Rawaldindi. Kindly grant leave of the House and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ عزیز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شیخ عزیز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بیمار ہو جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس 20-4-76 اسمبلی میں شرکت نہیں کر سکتا ۔ لہذا رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار pending رکھی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : pending تو بہت سی تحریک ہائے التوائے کار رکھی ہوئی ہیں ۔ آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میری اس تحریک التوائے کار کا جواب جناب وزیر قانون صاحب نے آج دینا تھا ۔

مسٹر سپیکر : جب آپ اس کا نمبر بتائیں گے تو پھر دیکھیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! ایک تو پولیس کی وردیوں کے متعلق تھی اور دوسری ویٹری ڈاکٹروں کے متعلق تھی۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر 116 ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جی۔ جناب والا! یہی ہے اور یہ آپ نے آج کے لیے ملتوی فرمائی تھی۔

مسٹر سپیکر : اس کو کون فاضل وزیر ڈیل کر رہا تھا؟ یہ ڈیری ٹیکنالوجی میں 11 لاکھ روپے کے غبن کی بات کرتے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! وزیر قانون صاحب یہاں موجود ہیں۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ کسی کا محکمہ ہے یا نہیں ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! یہ کسی کا محکمہ نہیں ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! جناب اکبر منہاس صاحب جو اس تحریک التوائے کار سے متعلقہ ہیں وہ ابھی تشریف نہیں لائے ہیں۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون سے یہ تحریک التوائے کار شاید آپ کے پاس نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کہیں غبن ہوگیا ہے اور وہ کہہ رہے کہ اگرچہ پرچہ رجسٹر ہو گیا ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

چوہدری امان اللہ لک : جی ٹھیک ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! یہ جو غبن ہوا ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : بلکہ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ان کو ناجائز ترقیاں دے دی گئی ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جی۔ جناب والا! ان کو تو الٹی ترقیاں دے دی گئی ہیں۔

Mr. Speaker : You will look into the matter.

وزیر قانون : جناب والا! یہ examine کر لیں گے مگر ترقی کے متعلق تو میں یہ کہتا ہوں کہ جب پوری طرح سے اس پر liability نہ ڈالی جائے اس وقت تک تو ڈیپارٹمنٹل کیس نہیں چل سکتا۔ چونکہ میں اس کے

بارے میں کوئی واقعات نہیں جانتا اس لیے اس سلسلہ میں پوری تحقیقات کرکے اس پر پورا ایکشن لیا جائے گا۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں تو مختصراً الفاظ میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ۔
The matter will be looked into.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! وہ ٹھیک ہے اور میں نے سن لیا ہے۔ لیکن جناب والا! اس اسمبلی میں گزشتہ سال ویٹری ڈاکٹروں کے متعلق ایک تحریک التوائے کار آئی ہوئی تھی اور اس پر جناب والا! وزیر متعلقہ نے پرچے کے متعلق بیان دیا۔ لیکن پرچے کے بعد یہ نتیجہ ہوا کہ جو افراد اس غبن میں ملوث تھے ان کی ترقی کردی گئی اور پرچہ کو داخل دفتر کر دیا گیا۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ اگر تو داخل دفتر ہوگیا تھا تو پھر تو انکوائری ہوئی ہوگی۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں۔ جناب والا! اس میں انکوائری بھی نہیں ہوئی۔ کچھ بھی نہیں ہوا تھا اور اگر اس سلسلہ میں تمام وزراء صاحبان چاہیں تو اس کی مکمل تحقیقات کر سکتے ہیں۔ جناب والا! وہاں پر حکومت پنجاب کی بے عزتی کی گئی ہے اور پوری پنجاب اسمبلی کی بے عزتی کی گئی ہے کیونکہ وہ تحریک استحقاق پچھلے سال اس اسمبلی میں پیش کی گئی تھی لیکن اس کے باوجود اس کا یہ اثر ہوا تھا۔ وزیر قانون صاحب اس کے بارے میں یہ کیوں نہیں فرماتے کہ اس کی پوری تحقیق کریں گے۔ جناب والا! اس میں violation کی گئی ہے۔ حکومت کا اس میں مفاد ہے۔ حکومت کا پیسہ غبن کیا گیا ہے اور جن لوگوں نے غبن کیا ہے ان کو ترقی دے دی گئی ہے اور ان فائلوں کو رکھ دیا گیا ہے۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب! دیکھئے۔ اس میں بات یہ ہے کہ
I do not like this House to become a court of trial and condemn people unheared.
اس لیے اس میں پارلیمانی پریکٹس جس بات کی اجازت دیتی ہے اس حد تک تو آپ یہ بات کریں۔

But do not come to the conclusion that they were really guilty and instead of punishing them they have been promoted. This is not fair.

نوابزادہ نصر اللہ خان خاکوانی : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ میرے ذاتی علم میں ہے اس میں انکوائری ہوئی تھی اور ان افسران کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ نہ صرف اس میں ڈیری ٹیکنالوجی والے ہی ملوث ہیں بلکہ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ والے بھی ملوث ہیں ۔ جناب والا! یہ 12 لاکھ روپے کا غبن ہے اور گیارہ افسر معطل کئے گئے تھے ۔ میں نے ایس ۔ پی کو یہ کہا تھا کہ چونکہ اس میں بڑے بڑے افسران ملوث ہیں تو آپ خود اس کیس کو لیں ۔ اگر ان کا Suspension Order بھی ختم ہوگیا ہے اور اگر ان کو ترقی بھی دے دی گئی ہے تو یہ پھر بہت ہی اہم مسئلہ ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! جب میں نے بحیثیت وزیر قانون کے یہ فرما دیا ہے کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تو

Why it should not be kept pending. Let us wait for the minister concerned. He should come and.....

منسٹر سپیکر : بہت اچھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! جب نوابزادہ ایم ۔ کے ۔ خاکوانی صاحب وزیر تھے تو اس وقت یہ تحریک پیش کی گئی تھی اور انہوں نے سارے سلسلے کو take up کیا تھا اور آج وزراء صاحبان اس کی responsibility قبول نہیں کر رہے ہیں ۔

موضع نوکھر ضلع گوجرانوالہ میں ایک ذاتی مکان میں پنجاب دیہاتی محنت کش محاذ کے کنونشن کے مندوبین پر پولیس کا لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوائے کار نمبر 119 چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے ۔ کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 25 مارچ 1976ء کی خبر کے مطابق

پنجاب دیہاتی محنت کش محاذ کا اجلاس موضع توکھر ضلع گوجرانوالہ میں مورخہ 23 مارچ 1976ء کو ہو رہا تھا جو کنونشن خلاف قانون نہ تھا۔ یہ اجلاس ذاتی مکان پر جاری تھا کہ پولیس نے مکان کے اندر گھس کر لاٹھی چارج کر دیا اور کنونشن کے 52 مندوبین اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا اور مکان جس میں کنونشن ہو رہا تھا کو خاصہ نقصان پہنچایا اور بےشمار کارکنوں کو نظربند کر دیا گیا ہے۔ اس واقعہ سے عوام میں شدید اضطراب پیدا ہوگیا ہے کہ سیاسی اور شخصی آزادی کو حکومت نے ختم کر دیا ہے اور ایسے واقعات جمہوریت کو ختم کر کے آمریت کی طرف لے جا رہے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس سلسلہ میں کیس رجسٹر ہو چکا ہے اور باقاعدہ کورٹ کے پاس یہ کیس ہے۔ کچھ لوگ ضمانت پر آئے ہیں۔ تو جناب والا ! میں یہ subjudice سمجھتا ہوں۔

چوہدری اللہ لک : جناب والا ! گرفتاریوں کا مسئلہ تو subjudice ہو سکتا ہے لیکن وہاں جو حرکت کی گئی ہے جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کل بیان دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ مکان کے اندر جلسے کی ممانعت نہیں ہے اور آج ان کا بیان بھی اخبارات میں چھپ گیا ہے۔ جناب والا ! جو نقصان مالک مکان کو پہنچا ہے اور جو نقصان جائیداد کو پہنچا ہے وہ تو under trial نہیں ہے۔ انہوں نے تو پولیس کے خلاف اور حکومت کے خلاف کوئی استغاثہ نہیں کیا۔ میں تو جناب والا ! اس حصہ کے متعلق عرض کروں گا۔ کہ یہ اس امر میں تحقیقات فرمائیں۔

مسٹر سپیکر : نہیں ! یہ جو سارا ایکشن ہے یہ تو اس کا حصہ ہی ہے کہ پولیس وہاں پہنچی اور بقول آپ کے پولیس نے کوئی غیر قانونی بات کی اور پھر لوگوں کو گرفتار کر لیا اور پھر عدالت میں پیش کر دیا۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! سوال یہ ہے کہ انہوں نے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اس لیے ان کے خلاف یہ کیس درج ہوا اور ان کو گرفتار کر کے چالان پیش عدالت کر دیا۔ لیکن اب اس تحریک التوائے کار میں جو کہا گیا ہے وہ تو یہ ہے کہ ایک چار دیواری کے اندر ایک جلسہ ہو رہا تھا جہاں کسی نقص امن عامہ کا کوئی خدشہ نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود پولیس نے اس مکان میں داخل ہو کر لوگوں پر لاٹھی چارج کیا

اور ان کو ہراساں کیا ۔ جناب والا ! ایک طرف تو یہ بلند بانگ دعوی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپوزیشن کو بولنے کا موقع دیا جائے گا اور اپوزیشن کو کھلی آزادی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : یہ بھی کوئی سیاسی پارٹی ہے ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کل بھی وزیر قانون صاحب نے یہ کہا تھا ۔ جناب والا ! اگر یہ سیاسی پارٹی نہیں بھی ہے تو کیا یہ مذہبی پارٹی ہے ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ! مجھے پتہ نہیں ہے ۔ میں تو آپ سے پوچھتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! کیا اس میں کوئی مذہبی منافرت پھیلانے کا اندیشہ تھا ۔ جناب والا ! اگر یہ مذہبی پارٹی بھی نہیں ہے سیاسی پارٹی بھی نہیں ہے تو پھر ان کو خدشہ کیا تھا ۔ یہ لاٹھی چارج کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور بہت سے لوگوں کو وہاں پر گرفتار کس بنا پر کیا گیا ۔ کیا ان کے وہاں ایک گاؤں میں جمع ہونے سے ان کو اپنا تختہ پلٹتا نظر آ رہا تھا ؟ جناب والا ! کل یہ بیان دے رہے تھے کہ اس کی قطعاً کوئی ممانعت نہیں ہے کہ کوئی جہاں چاہے چار دیواری کے اندر لاؤڈ سپیکر کے بغیر اپنی organization کر سکتا ہے ۔ جلسہ کر سکتا ہے ۔ لیکن آج اس تحریک التوائے کار کے سلسلے میں قطعاً وہ دوسری بات کر رہے ہیں اور جو کچھ تحریک التوائے کار میں کہا گیا ہے وہ نہیں ہے ۔ اب وہ کہتے ہیں کہ معاملہ subjudice ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! یہ بات بھی قطعاً غلط ہے کہ کسی گھر میں جلسہ ہوا ہے ۔ جناب والا ! یہ تو باقاعدہ ایک جلسہ عام ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں جی ! آپ سے پہلے تو انہوں نے یہاں پر یہ کہا نہیں ہے ورنہ تو میں اس کی اجازت نہ دیتا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ جلسہ عام ہوا ہے ۔ پانچ ۔ چھ ۔ سو آدمی وہاں شریک ہوئے ہیں اور ان میں سے کم از کم 42 آدمیوں کے قریب اس وقت ضمانت پر ہیں جنہوں نے کورٹ سے bail کروائی ہے ۔ اب آپ اندازہ کیجیے کہ 42 آدمی جو ضمانت پر ہیں ۔ کیا یہ گھر کے اندر بیٹھ کر جلسہ کر رہے تھے اور کیا یہ پانچ ۔ چھ سو آدمیوں کا جلسہ عام نہیں تھا ۔ اور جناب والا ! وہاں پر اتنی اشتعال انگیز تقاریر ہوئی ہیں ۔ میں سمجھتا

ہوں کہ جس طرح آپ نے اشارہ کیا تھا کہ اگر عدالت میں معاملہ ہو اور ہم اس پر یہاں بحث کریں تو ہم نے یہ دیکھنا ہے - - -

مسٹر سپیکر : یعنی آپ کہتے ہیں کہ یہ ایگزیکٹو - لیجسلیچر اور جوڈیشری کی separation ہونی چاہیے -

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ separation کے متعلق نہیں ہے - ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ پانچ - چھ سو آدمی وہاں جمع تھے اور انہوں نے جلسہ عام کیا ہے اور تقاریر کی ہیں تو جناب والا ! کیا ہم ان سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ جب جلسہ کر رہا ہوتا ہے تو کیا اس میں پانچ - چھ سو سے کم لوگ ہوتے ہیں - اس لیے لاٹھی چارج نہیں ہوتا اور یہ تقاریر جن کا یہ اس وقت ذکر رہے ہیں اس وقت ہو نہیں رہی تھیں - اس وقت تو کلچرل شو ہو رہا تھا جس وقت انہوں نے وہاں جا کر حملہ کیا - جناب والا ! غلط بیانی سے کام لینے کی ان کی عادت بن چکی ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! جس وقت یہ کہتے ہیں کہ تقاریر نہیں ہو رہی تھیں - -

چوہدری طالب حسین : آپ تو اس بات کا جواب دیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کتنے جلسے کر رہے ہیں -

Mr. Speaker : That is not relevant.

چوہدری طالب حسین : کیا وہاں دفعہ 144 کا نفاذ نہیں ہوتا -

Mr. Speaker : In view of the statement of the minister that the matter is subjudice, the police arrested about 45 persons from a gathering of about 500 persons, which according to him was an unlaw-ful assembly, the matter being subjudice, I cannot entertain it.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا انہوں نے کہا ہے کہ یہ ناجائز gathering ہوئی تھی -

مسٹر سپیکر : ہاں ! ہاں انہوں نے کہا ہے کہ unlawful gathering ہوئی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وزیر قانون صاحب بغیر تحقیقات کے یہ بیان دے دیتے ہیں -

وزیر قانون : تو پھر آپ اخبارات کی statement پر تحقیقات کر کے یہ تحریک ہائے التوائے کار لے آتے ہیں ؟ آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر ایک انجمن کاشتکاراں کا جلسہ کر لیتے ہیں اور پھر اس پر آپ ایک تحریک التوائے کار لے آتے ہیں ۔

Chaudhri Talib Hussain : This is not true. So many people are here who were participating in that meeting. It is not true that you have enquired into the matter. We do not make statements like you.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! گذارش یہ ہے اور یہ میں وزیر قانون کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ سارے کا سارا واقعہ میرے ذاتی علم میں ہے اور ظلم و تشدد بڑھ رہا ہے ۔ ابھی ایک منٹ پہلے اس وزیر موصوف نے بیان دیا تھا کہ یہ واقعات میرے علم میں نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ! آپ نے تو اس میں اخبار کا حوالہ دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں ذاتی علم سے بھی عرض کر رہا ہوں ۔ آپ وزیر موصوف کی ذہنیت کا اندازہ کر لیں کہ چند منٹ پہلے یہ لاعلمی کا اظہار کر رہا تھا اور اب اس کے بعد یہ بیان دے رہا ہے ۔

Mr: Speaker : I would not like the singular form to be used addressing any member. This is very unparliamentary. یہاں convention یہ ہے کہ جب بھی ہم ایک دوسرے کو address کرتے ہیں یا کسی کا ذکر کرتے ہیں تو عزت سے اس کا ذکر کرتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ اپنا روئے سخن اس طرف کریں کیونکہ کئی روز سے محترم وزیر موصوف جو میرے دوست بھی ہیں وہ اشتعال انگیز اور غیر ذمہ دارانہ قسم کی بات کر کے حالات کو انگیخت کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جو مرضی ہے آپ کہیں ۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے ۔ مجھے form پر اعتراض تھا آپ کے contents پر میں نے اعتراض نہیں کیا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ کیوں ذاتیات پر اترتے ہیں ۔ جب موشن چل رہی ہے تو اس پر بیان کیوں نہیں دیتے اور اس ضمن

میں اپنا موقف بیان کیوں نہیں کرتے ۔ وہ جب بھی کسی ممبر سے بولتے ہیں تو ذاتیات پر اتر آتے ہیں ۔ کیا یہ اپنے خاندان کا تجزیہ اور نسب یہاں بیان کریں گے ۔ ہم تو بڑے دنوں سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ ذاتیات میں نہ الجھا کریں ۔ جناب والا ! وزیر موصوف واقعات اور حکومت کا جو موقف ہے وہ بیان نہیں کرتے ۔

وزیر قانون اور پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میں نے بارہا یہ بتانے کی کوشش کی ہے ۔ آخر میں نے تو وہاں جا کر انکوائری نہیں کرنی ہے ۔ مجھے investigating agency سے جو رپورٹ ملتی ہے اس کی بنیاد پر میں سٹیٹمنٹ دیتا ہوں اب یہ کہنا کہ میں تحقیقات کرکے بیان نہیں دیتا ۔ تو کیا ہر تحریک التوائے کے متعلق میں وہاں جا کر trial کروں اور انکوائری کروں ؟ اگر ان کی بنیاد یہ ہوتی کہ میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے اور ممکن ہے میرا یہاں یہ جواب ہو ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس طرح کی تحقیقات کرتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! وہ ایک اخباری خبر کی بنیاد پر آتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ میں وہاں جا کر تحقیقات کرکے بتاؤں ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ حکومت ہیں ، آپ کے پاس حکومت ہے اور ذمہ دار ہیں ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر نے ایک بڑی مناسب بات کہی ہے ۔ اگر ان کی تحریک التوا میں یہ ہوتا کہ میرے ذاتی علم میں ہے تو پھر اس کے متعلق facts کسی اور انداز میں اکٹھے ہوتے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ہم یہ نہیں کہتے کہ وزیر موصوف وہاں خود جا کر انکوائری کریں ۔ ان کے پاس افسران ہیں جو یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں ۔ لیکن سوال صرف یہ ہے کہ اگر ان کی grip ہو اور افسران ان کو صحیح حکومت تسلیم کریں تو ان کو کبھی غلط حقائق نہیں دے سکتے ۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ صحیح واقعات پیش کریں تاکہ اس کے مطابق یہ سٹیٹمنٹ دے سکیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! جس طرح کہتے ہیں کہ ہر بات میں refrain ہی ہو جاتا ہر بات میں آپ اس بات پر آ کر بات ختم کرتے ہیں ۔ یہ مناسب نہیں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پھر وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ باقی وزراء بھی ہیں ۔ اگر وہ حکومت کی پالیسی کے سلسلے میں یا واقعات سے deny کرتے ہیں تو کریں ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں ۔ لیکن وزیر موصوف جب کسی ممبر سے بات کرتے ہیں تو ذاتیات پر اتر آتے ہیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس حصہ کی نشاندہی کر رہا تھا جو ان کی بہتری کے لیے تھا ۔

مسٹر سپیکر : چوھدری صاحب ! انھوں نے بالکل کوئی ایسی بات نہیں کہی ۔ انھوں نے جو کہا ہے اس پر آپ نے اصرار کیا کہ انھوں نے بات صحیح طور پر بیان نہیں کی ۔ پھر وزیر موصوف نے کہا کہ آپ نے اخبار پر rely کیا ہے ۔ اب آپ اخبار کو اتنا معتبر سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے ۔ اس پر آپ provoke ہوگئے ہیں ۔ لیکن provoke ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! ان کے فرمانے کا ہمیشہ طریقہ کار یہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہمیشہ کی بات کو آپ چھوڑیں ۔ اور آج کے طریقہ کار کی بات کریں ۔

There is no occasion to be proveked.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ وہ ذاتیات پر کیوں اترتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ذاتیات پر انھوں نے کیا کہا ہے ؟ انھوں نے تو یہ کہا ہے کہ ان کی اطلاع ایک اخبار کی خبر پر مبنی ہے اور اس کو وہ بڑی اہمیت دیتے ہیں ۔ جو اخبار میں خبر چھپے وہ اس طرح ہے جس طرح اکبر الہ آبادی کہتے تھے کہ جو ''پائنیر'' میں چھپے وہ تو خبر ہے جو ہم دیکھیں وہ خبر نہیں ہے ۔ اس لیے انھوں نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ انھوں نے کوئی ذاتیات کی بات کہی ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا! انھوں نے انتہائی عجیب سی بات کہی ہے کہ گھر میں بیٹھ کر لکھ دیتے ہیں ۔ اخبارات کو دیکھ کر لکھ دیتے ہیں ۔ انجمن بنائی ہوئی ہے ۔ فلاں سے ہوتا ہے ۔ فلاں سے ہوتا ہے تو یہ ایک ان کا طنزیہ کلام ہے جو وہ کرتے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک التوا ایک اخباری خبر کی بنیاد پر ہے۔

مسٹر سپیکر : اب پتہ چلا ہے کہ انہوں نے انجمن کاشتکاران کے سلسلے میں یہ بدلہ نکالا ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! آپ ان سے کہیں کہ ہم گھر پر بیٹھ کر لکھتے ہیں اور وہ مینار پر چڑھ کر لکھتے ہیں۔ چلیے اسی طرح سہی۔ معزز ممبر آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! ہم گھر پر بیٹھ کر لکھیں۔ آپ کے دفتر میں بیٹھ کر لکھیں یا جناب مسعود صاحب کے دفتر میں بیٹھ کر لکھیں اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے ؟

Mr. Speaker : Let this matter be dropped.

نوبزادہ چھ خان خاکوانی : جناب والا! اگر ایک matter subjudice ہے تو یہ ہاؤس کے دونوں طرف کے ارکان کے لیے matter subjudice ہے۔

مسٹر سپیکر : بالکل ٹھیک ہے۔

نوابزادہ چھ خان خاکوانی : جناب والا! اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر قانون کا یہ بیان کہ ''اشتعال انگیز تقاریر ہوئیں اور یہ ہوا'' یہ ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے پہلے بات نہیں کہی تھی بلکہ جب انہوں نے دوبارہ invite کیا ہے اس کے بعد بات ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں تو یہ بات اسی لیے کرنی ہی نہیں چاہتا تھا ورنہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں وہ جو نعرے ہیں وہ بھی سنا سکتا ہوں اور جو تقاریر ہیں وہ بھی سنا سکتا ہوں لیکن میں نے ہمیشہ restrain کیا۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ

The matter is subjudice.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! کچھ دوستوں کی اس بات سے تسلی نہیں ہوئی۔

نوابزادہ چھ خان خاکوانی : جناب والا! ان کا بیان ریکارڈ سے حذف کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ جب یہ کہا جائے کہ یہ matter subjudice ہے تو اس کے بعد بحث نہیں ہونی چاہیے ۔ اور اس سلسلے میں میرا ہمیشہ یہی موقف رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ فاضل وزیر کے اس بیان کے بعد matter subjudice ہے ۔ باقی ساری کارروائی حذف کر دی جائے تو میں اس کا حکم دینے کے لیے تیار ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا! حذف کرنے کی کوئی بات نہیں ہے ۔ ویسے لفظ ''اشتعال انگیزی'' کی اگر definition disclose ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے ۔ اس لیے کہ جس میں ان کی تعریف نہ کی جائے وہ اشتعال انگیز تقریر بن جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 182 ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! کل میری ایک تحریک التوا پولیس کی نئی بھرتی کے سلسلے میں تھی ۔ جناب وزیر قانون صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس کا جواب دیں گے اور جناب نے واضح ہدایات دی تھیں کہ وزیر موصوف آج کے لیے تیار ہو کر آئیں ۔

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل صاحب آپ کی کل ایک تحریک التوا تھی اس کا نمبر کیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خاں : جناب والا! اس کا نمبر 179 ہے ۔

مولانا عبدالستار نیازی پر نا معلوم حملہ آوروں کی طرف سے فائرنگ اور انہیں لاٹھیوں سے زدوکوب کرنا

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 18 اپریل 1976ء کی اس خبر سے کہ مولانا عبدالستار نیازی پر حملہ ہوا ۔ 17 اپریل کو سہ پہر شاہراہ قائد اعظم پر بعض نا معلوم حملہ آوروں نے مولانا عبدالستار نیازی پر فائرنگ کی اور لاٹھیوں سے زدوکوب کیا ۔ جس سے ان کے کندھوں اور بازوؤں پر شدید چوٹیں آئیں ۔ مولانا کراچی سے لاہور پہنچے تھے اور رکشہ پر سوار ہو کر ہوائی اڈے سے شہر آ رہے تھے ۔ ان کے رکشہ کو تعاقب کرنے والی کار نے ٹکر

مار کر روک لیا اور یہ تمام کارروائی کی ۔ اس خبر سے عوام میں حکومت کے خلاف غم و غصہ پایا جاتا ہے کیوں سیاسی لیڈروں کو قتل کروانے اور بالخصوص پنجاب کی مخلص اور نیک شخصیتوں کو ختم کرنے میں حکومت ایک خاص انداز سے ایک منصوبے پر عمل کر رہی ہے اور ملک میں سیاسی عمل روک کر تشدد کا رجحان پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! مورخہ 17-4-76 کو مولانا عبدالستار نیازی کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے اور رکشہ میں سوار جب وہ شاہراہ قائداعظم پر قربان لائن سے کچھ آگے پہنچے تو ایک کار نمبر اے ۔ جی ۔ کے 1011 ٹیوٹا سفید رنگ جس میں تین نوجوان لڑکے بیٹھے ہوئے تھے ۔ انہوں نے رکشہ کو روکا ۔ ان آدمیوں کے پاس ایک سٹین گن ۔ ایک ریوالور ۔ ایک ہاکی سٹک تھی ۔ سٹین گن والے نوجوان نے نیازی صاحب کو للکارا اور دوسرے نے ریوالور سے فائر کیا جو کہ خالی گیا ۔ مگر ہاکی والے نوجوان نے مولانا کے سر اور ہاتھ پر ہاکی ماری ۔ قربان لائن کے سامنے کچھ سپاہی کھڑے تھے جو وہ واقعہ دیکھ رہے تھے ۔ وہ ان کی طرف دوڑے جس پر حملہ آور فرار ہو گئے ۔ مقدمہ زیر دفعہ 307 ، 34 ، 379 کے تحت رجسٹر ہو چکا ہے اور کارروائی جاری ہے ۔ ایس ۔ پی کینٹ اس کی تفتیش کر رہے ہیں اور کار کی برآمدگی اور ملزمان کو گرفتار کرنے کے لیے بے شمار چھاپے وغیرہ مارے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! حکومت کے بارے میں یہ کہنا کہ حکومت سیاسی طور پر کر رہی ہے یہ قطعاً غلط ہے ۔

مسٹر سپیکر : حکومت اس سلسلے میں مستعدی سے کام کر رہی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جی ہاں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب سپیکر ! طریقۂ واردات ایک جیسا ہے ۔

Mr. Speaker : I wouldn't permit speeches on this. That is not relevant .

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! انہوں نے یہ کہا ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : In view of the statement that the police is more vigilant.....

راجہ محمد افضل خان : جناب والا! کم از کم میری بات تو سنیں۔

Mr. Speaker : The House is adjourned for five minutes.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی پانچ منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : اب تحریک التوا نمبر 118 لی جاتی ہے۔ وزیر قانون صاحب کل آپ نے کہا تھا کہ اس پر کچھ روشنی ڈالی جائے گی۔ یہ پولیس کی وردیوں کے متعلق ہے۔

وزیر قانون : اس سلسلے میں عرض ہے کہ پنجاب میں foot کنسٹیبلز کی تعداد 29695 ہے اور تجربے کے طور پر لاہور اور راولپنڈی میں 650 کنسٹیبلوں کے لیے یہ وردیاں بنائی گئی تھیں۔اور اس پر دو لاکھ 90 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ان کو ابھی استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ ان کی پرانی وردیوں کی وجہ سے انہیں abandon نہیں کیا گیا۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب یہ دو روز میں کیا ہوگیا ہے۔

Mr. Speaker : It is disposed of accordingly.

راجہ محمد افضل خان : پوائنٹ آف انفارمیشن۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : اس پر نہیں ہوتا ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جناب یہ 120 نمبر تحریک التوائے کار ہے۔

Mr. Speaker : Do you want to force me to adjourn the House again. You have no concern with the present adjournment. Will the Member resume his seat please ?

Raja Muhammad Afzal Khan : It is the same adjournment motion.

میری بھی اسی قسم کی ہے۔

Mr. Speaker : If it is the same, it also stands disposed of. Please come to my Chamber.

مسٹر طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! یہ 143 ہے۔

مسٹر سپیکر : وقت تو ہو گیا ہے۔

It is only a matter of courtesy that I was extending to Syed Tabish Alwari on the request of the Leader of the Opposition.

مسٹر طاہر احمد شاہ: جناب والا ! میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا کون سا نمبر ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : یہ 147 ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بہت پیچھے ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ آپ پکار رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ میں صرف لیڈر آف دی اپوزیشن کی request پر تحریک التوا نمبر 183 لے رہا ہوں ۔

سابق رکن قومی اسمبلی اور انقلابی محاذ کے راہنما مسٹر مختار رانا کی بیماری کا صحیح علاج نہ کرنا

مسٹرسپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ معاملہ یہ ہے کہ سابق رکن قومی اسمبلی اور انقلابی محاذ کے راہنما مسٹر مختار رانا جیل میں سخت بیمار ہیں اور ان کے بھائی مسٹر اجمل رانا کے مراسلہ برقیہ کے مطابق ہائی کورٹ کی ہدایت کے باوجود مسٹر مختار رانا کا صحیح معالجہ نہیں کیا جا رہا ہے ۔ اور نہ انہیں میو ہسپتال لاہور منتقل کرنے کے احکام جاری کئے گئے ہیں ۔ مسٹر مختار رانا کی تشویش ناک علالت سے عوامی و جمہوری حلقوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

اس کا آپ کو نوٹس ہے لیکن یہ جیل کا محکمہ رانا صاحب آپ کا ہے ۔

وزیر جیل خالد جات : جناب والا ! 3 اپریل کو ہائی کورٹ نے حکم دیا کہ ان کا دوبارہ معائنہ کرایا جائے ۔ 4 اپریل کو کوٹ لکھپت جیل میں آن کر لایا گیا اور ایک بورڈ تشکیل کیا گیا جس میں ڈاکٹر افتخار ڈاکٹر گردیزی اور پروفیسر ڈاکٹر اختر پرنسپل کے ۔ ای ۔ کالج ۔ امر کے چیئرمین تھے ۔ ان کو میو ہسپتال میں پیش کیا گیا ۔ انہوں نے معائنہ کیا اور معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ ان کا علاج ہونا چاہیے ۔ اس کے بعد ان کو چٹھی لکھی گئی کہ ان کی تشخیص لیں کہ کس طریقے سے ان کا علاج ہو ۔ کونسی گولیاں ہیں ۔ کون سے ٹیکے ہیں ۔ انہوں نے لکھ کر دے دیا ہے ۔ ان کا علاج ہو رہا ہے اور جس وقت رانا صاحب چاہیں

ڈاکٹر ان کے پاس پہنچ جاتا ہے ۔ اب یہ حکومت کی ذمہداری ہے کہ ان کی حفاظت کرے ۔

سید نابش الوری : جناب سپیکر ! یہ انسانی مسئلہ ہے ۔ مختار رانا صاحب اپنی پچھلی نظر بندی کے دوران بھی کوئی سوا سال میو ہسپتال میں رہے اور ان کی بیماری ایسی ہے جس کا علاج صرف میو ہسپتال میں رہنے کے ذریعے کیا جا سکتا ہے ۔ اس لیے بورڈ قائم کیا گیا تھا کہ ان کی اس بیماری کا صحیح طور پر تعزیہ اور تشخیص کرنے کے بعد انہیں میو ہسپتال میں داخل کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : آپ بورڈ کی ہدایات کو مانتے ہیں یا نہیں گے یا پھر کیا پوزیشن ہے ؟

سید نابش الوری : جناب والا ! اس بات کی وضاحت ہونی چاہیے کہ کیا بورڈ نے یہ لکھا ہے کہ ان کا علاج میو ہسپتال میں ضروری نہیں اور جیل میں ہی ان کا علاج ہو سکتا ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات : بورڈ نے یہ نہیں لکھا کہ ان کا علاج ہونا چاہیے ۔ بورڈ نے لکھا ہے کہ ان کے سینے اور گردن میں تکلیف ہے ۔ انہوں نے کوئی دوائی بھی تجویز نہ کی تھی کہ ان کا علاج کیسے کریں ۔ ہم نے از خود کہا کہ چونکہ آپ ایکسپرٹ ہیں ، آپ رائے دیں کہ ان کا علاج کس طریقے سے کیا جا سکتا ہے ۔ تو جو نسخہ انہوں نے دیا ۔ اس کے مطابق مختار رانا صاحب کا علاج ہو رہا ہے اور انہیں کوئی ایسی تکلیف نہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو بالکل واضح ہے ، یہ اتنا eminent بورڈ ہے جس میں ڈاکٹر اختر ہیں اور ڈاکٹر گردیزی ہیں ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! یہ معاملہ اس لیے بورڈ کو پیش کیا گیا تھا کہ وہ دیکھے کہ کیا ان کی تکلیف واقعی اس نوعیت کی ہے اور یہ کہ ان کا علاج کہاں ہونا چاہیے ان کا علاج صرف میو ہسپتال میں ہو سکتا ہے اور یہ بڑی ایکسپرٹ رائے ہے ۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا ! میں نے بالکل صاف کہا ہے کہ بورڈ نے یہ نہیں کہا کہ ان کا علاج کہاں ہونا چاہیے ۔ بورڈ تو اس لیے تشکیل دیا گیا تھا کہ رانا صاحب نے درخواست دی تھی کہ مجھے یہ بیماری ہے ، میں اپنا علاج کرانا چاہتا ہوں ۔ تو ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق

ہم نے انہیں بورڈ کے سامنے پیش کیا - بورڈ نے جیل حکام کو لکھا کہ آپ ان کا علاج کرائیں - ہم نے خود ڈاکٹر صاحب سے پوچھا ، چیئرمین سے پوچھا ، بورڈ سے پوچھا کہ کیا علاج کریں تو انہوں نے ہمیں ٹیکے دے دیے -

مسٹر سپیکر : تو اب ان کی تجویز کے مطابق آپ ان کا علاج کر رہے ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات : جی بالکل ! ان کی تجویز کے مطابق ، انہیں کا نسخہ ہے ، ان کا علاج ہے -

چوہدری طالب حسین : اس کا مطلب یہ ہوا کہ بورڈ نے یہ تجویز کیا ہے کہ رانا صاحب کا علاج صرف جیل میں ہی ہو سکتا ہے ؟

سید ناہش الوری : جناب والا ! اس سے تو کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ شدید بیمار ہیں اور ان کی بیماری کا علاج جیل میں بھی ہو رہا تھا - ہائی کورٹ نے اس بنا پر یہ حکم دیا ہے کہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے یہ plea لی تھی کہ اگر انہیں میو ہسپتال منتقل کیا گیا تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا - اس پر ہائی کورٹ نے کہا کہ وہ سوا سال تک میو ہسپتال میں رہے ہیں اور کوئی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہ ہوا تو کیا وجہ ہے کہ اب - - -

مسٹر سپیکر : اب ہائی کورٹ نے حکم دے دیا ہے کہ نہیں ؟

سید ناہش الوری : ہائی کورٹ نے یہ حکم دیا کہ ان کے لیے میڈیکل بورڈ ان افراد پر مشتمل بنایا جائے جو یہ بتائے کہ ان کا علاج کہاں ہو سکتا ہے - یہ وہ نکتہ ہے جس کے لیے ہائی کورٹ نے بورڈ بنانے کی ہدایت کی تھی -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا کہ علاج کہاں ہونا چاہیے -

سید ناہش الوری : جناب والا ! انہوں نے رپورٹ ہی مکمل نہیں کی - جس حد تک انہوں نے بورڈ سے پوچھا کہ کیا وہ بیمار ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں بیمار ہیں -

مسٹر سپیکر : تو اب ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے -

سید ناہش الوری : جناب والا ! انہوں نے پوچھا کہ کیا علاج ہونا

چاہیے تو انھوں نے گولیاں اور ٹیکے تجویز کر دیے۔ یہ ریفرنس ہی غلط ہوا تھا۔ ریفرنس یہ تھا کہ آیا ان کا علاج میوہسپتال میں ہو سکتا ہے یا جیل میں ہو سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر : یہ ریفرنس کس نے کیا، آپ نے کیا یا ہائی کورٹ نے کیا ؟

سید تابش الوری : یہ ہائی کورٹ کا ریفرنس ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو آرڈر بھجوا سکتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات : جناب والا! ہائی کورٹ نے کہا کہ بورڈ بنا کر رانا صاحب کا معائنہ کرایا جائے۔ اس کے بعد بورڈ تشکیل دیا گیا اور جیسے کہ میں نے پہلے کہا ہے پروفیسر ڈاکٹر اختر اس بورڈ کے چیئرمین ہیں اور ان کے علاوہ ڈاکٹر انتخار ہیں، ڈاکٹر گردیزی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ان کا علاج ہونا چاہیے۔ ہم نے دوبارہ ریفرنس دیا کہ آپ بتائیں کہ علاج کیسے ہونا چاہیے۔ تو جو ہائی کورٹ کا حکم ہے اور جو ڈاکٹروں کی رائے ہے ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : اب ہم اس مسئلے پر مزید بحث نہیں کر سکتے۔

چوہدری طالب حسین : تو یہ plea کیوں نہیں لیتے کہ بورڈ نے کہا ہے کہ ان کا علاج صرف جیل میں ہی ہو سکتا ہے اور کہیں نہیں ہو سکتا سردار نصراللہ خاں دریشک صاحب آپ کا ایک بیان رہتا ہے جو آپ نے دینے کا وعدہ کیا تھا۔

Mr. Speaker : It is accordingly disposed of.

عوامی اہمیت کے اُمور کے متعلق بیان

وزیر آبپاشی و برق لوت کا سیم و تھور کے انسداد سے متعلق بیان

وزیر آبپاشی و برق لوت (سردار نصراللہ خان دریشک) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وجعلنا من الماء کل شیءحی "اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ رکھا ہے"، جناب والا! پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ملک کی آبادی کے سب سے زیادہ حصے کا انحصار زراعت پر ہے۔ جناب والا! بعض علاقے ایسے ہیں کہ وہ پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔ کاشت تو کاشت انہیں

پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ تک بھی میسر نہیں ۔ چند علاقوں میں صورت حال یہ ہے جب کہ چند دوسرے علاقوں میں سیم اور تھور نے اتنی اچھی اچھی زمینوں ، سونا اگلنے والی زمینوں کو ناکارہ کرکے رکھ دیا ہے ۔ جناب والا ! یہ بالکل اسی طریقے سے ہے جیسے ڈاکٹر ایک نشتر کو استعمال کرتا ہے تو وہ اپریشن کرکے ایک انسان کو موت کے منہ سے نجات دلا سکتا ہے لیکن اسی نشتر کا جب ایک انسان غلط استعمال کرتا ہے تو دوسرے انسان کی جان ضائع ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! انسانی جسم خالق حقیقی کی ایک بہترین تخلیق ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ دنیا پیدا کی تو سب سے پہلے زمین کا فرش بچھایا ، پھر اس میں روئیدگی کی مخفی قوت رکھی ۔ پھر پانی کے اور دریاؤں کے چشمے پھوٹے اور باران رحمت کے ذریعے سے ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! فاضل وزیر زراعت پر بیان دے رہے ہیں یا کسی اور مسئلہ پر بول رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کا بیان سیم اور تھور کے متعلق ہے

وزیر آبپاشی : جناب والا ! سیم اور تھور پانی سے ہی ہوتی ہے اور چشمے اور دریا سے بھی پانی ہی بہتا ہے ۔ جناب والا ! تو میں کہہ رہا تھا کہ قدرت نے زمین میں روئیدگی کی مخفی قوت رکھی ۔ اس سے نباتات پیدا ہوئی ۔ انسان نے اپنے صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ، اس زمین کا سینہ چیر کر اپنی خوراک پیدا کرنے کے لیے کھیتی باڑی کا سلسلہ شروع کیا ۔ جناب والا ! خوش قسمتی سے پنجاب ایسی سرزمین ہے جس میں بہترین زمین اور وافر مقدار میں پانی موجود ہے ، جس کے نتیجے کے طور پر دو کروڑ 0 : لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کرنے کے لیے نہروں کا نظام مروج کیا گیا جو دنیا میں اپنی قسم کا سب بڑا نہری نظام ہے ، جو ہمارے صوبے میں واقع ہے ۔ جناب والا ! جب نہری نظام شروع ہوا تو بدقسمتی سے اس وقت کی حکومتوں نے ، اس وقت کے لوگوں نے ، اس وقت کی برسراقتدار پارٹیوں نے ، اس بات کا احساس نہ کیا کہ یہ پانی جو اب تک ہمارے لیے واقعی طور پر پیداوار میں اضافے کا موجب بنا ہوا ہے لیکن ایسی سٹیج بھی آ سکتی ہے جب یہ ہمارے لیے مصیبت کا موجب بھی بن سکتا ہے ۔ جناب والا ! ایسے ہوا کہ شروع میں جب یہ نہری سلسلہ جاری ہوا تو پیداوار میں بھی بڑا اضافہ ہوا لیکن گزشتہ ربع صدی سے یہ محسوس کیا

گیا کہ پانی کی سطح اونچی ہو رہی ہے اور اس سے پیداوار میں کمی ہو رہی ہے۔ ہوا یہ کہ آج سے تقریباً 25 سال پہلے جب پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہ تھا تو پانی کی سطح 60 سے 100 فٹ نیچے چلی گئی۔ اور بڑھتے بڑھتے ہوزیشن یہ ہو گئی کہ تقریباً 97 لاکھ ایکڑ زمین میں پانی کی سطح 5 فٹ سے 10 فٹ تک نیچے رہ گئی جو پہلے 60 سے 100 فٹ تک تھی۔ جناب والا! اس سے پیداوار میں بھی کمی ہونے لگی۔ اس مسئلہ کی سنگینی کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسول کے مقام پر رسول پراجیکٹ بنایا گیا جس کے تحت بڑی بڑی نہروں کے کناروں پر ٹیوب ویل لگا کر، جو پانی رس رس کر سطح کو اونچا کر دیتا تھا، ان ٹیوب ویلوں کے ذریعے اسے دوبارہ نہروں میں ڈالا جاتا تھا۔ تو رسول پراجیکٹ کے تحت 1300 ٹیوب ویل لگائے گئے لیکن اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ پھر حکومت کو اپنی پالیسی 1958ء میں بدلنی پڑی اور یہ فیصلہ ہوا کہ چار سکارپ قائم کیے جائیں اور ان کے ذریعے موگوں کے ہیڈز پر ٹیوب ویل لگائے جائیں جن کے نتیجے کے طور پانی کی سطح بھی نیچی ہو جائے اور آبپاشی کے نظام کو بھی بہتر بنانے میں مدد ملے۔ جناب والا! مجھے ایوان میں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ان چار سکارپوں سے تقریباً چالیس لاکھ ایکڑ رقبہ reclaim ہو چکا ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ جناب وزیر اعظم پاکستان نے اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسے top priority دے کر اس کا ایک سالہ منصوبہ بنانے کا حکم دیا جس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ تقریباً سترہ نئے سکارپ بنیں گے۔ ان میں سے 9 کی پلاننگ وغیرہ مکمل ہو کر ان پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ اس پر تقریباً چالیس سے پچاس کروڑ سالانہ خرچ ہوگا۔ اس سال ہمیں جو بجٹ دیا گیا اس میں سے بتیس کروڑ روپیہ واپڈا کی disposal پر رکھا گیا ہے جو اس سال خرچ کیا جا رہا ہے۔ اس سے توقع کی جا سکتی ہے کہ انشاء اللہ اس لعنت پر قابو پایا جا سکے گا۔ تقریباً دو کروڑ تیس لاکھ ایکڑ میں سے چالیس لاکھ کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے، باقی ایک کروڑ نوے لاکھ ایکڑ میں نئے سکارپ جناب وزیر اعظم پاکستان کے حکم سے بن گئے ہیں اور تمام کا تمام سم اور تھور کی لعنت کا شکار علاقہ cover ہو جائے گا۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ میں اس کی تفصیلات میں جاؤں ، میں اس ایوان کو مختصراً سیم اور تھور کی definition بتانا چاہوں گا ۔

سیم : جہاں زیر زمین پانی اس حد تک اونچا ہو جائے کہ پودے کی جڑوں میں سے ہوا کا گزر نہ ہو سکے ، وہ زمین سیم زدہ کہی جاتی ہے ۔ اگر اس پانی کی اونچائی صفر سے پانچ فٹ تک ہو ، تو وہ سیم کا بہت ہی شدید حملہ ہوتا ہے ۔ اگر پانچ سے دس فٹ ہو تو وہ زمین بھی سیم کے خطرے کی زد میں آتی ہے ۔

تھور : جب زمین کی سطح پر مضر قسم کے نمکیات بیٹھ جاتے ہیں جو نباتات کی نشو و نما نہیں ہونے دیتے ، وہ تھور زدہ زمین کہلاتی ہے ۔ تھور کی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔ کالا تھور اور سفید تھور ۔ سفید تھور کی reclamation تو آسان ہوتی ہے ، مگر کالے تھور کی خاصی دشوار ہوتی ہے ۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، اس وقت دو کروڑ تیس لاکھ ایکڑ رقبہ ہمارے نہری نظام کے تحت ہے ۔ اس میں سے قابل کاشت رقبہ تقریباً ایک کروڑ ستانوے لاکھ ہے ۔ اڑسٹھ لاکھ ایکڑ رقبہ جو اس کا کوئی 34 فی صد بنتا ہے ، سیم سے متاثرہ ہے لیکن کم ۔ اور کوئی انتیس لاکھ ایکڑ رقبہ جو کہ پندرہ فی صد کے قریب بنتا ہے ، سیم اور تھور سے شدید متاثر ہے ۔ اس طرح کل رقبے کا پچاس فی صد تقریباً ساڑھ لاکھ ایکڑ رقبہ اس وقت سیم سے کم یا زیادہ متاثرہ ہے ۔ چورانوے لاکھ ایکڑ رقبہ ایسا ہے جس کی زیر زمین پانی کی سطح تقریباً دس فٹ ہے ۔ اس کو بھی خطرے سے باہر نہیں کہا جا سکتا ۔ اس ساری تکلیف کی وجہ یہ ہے کہ شروع میں حکومتوں نے سیم کی اہمیت کو نہ سمجھا اور شروع میں بڑی lukewarm policy اختیار کی گئی ۔ مثلاً نہروں کی بندی کی میعاد کو طول دے کر ، غیر دوامی نہروں کو چلا کر سیم نالیوں کی کھدائی کرکے اس مرض کو روکنے کی کوشش کی گئی ۔ لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا پھر ، جیسا کہ میں نے رسول پراجیکٹ والے تیرہ سو ٹیوب ویلوں کا ذکر کیا ہے ، ان سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا پھر 1958ء میں حکمت عملی میں تبدیلی کی گئی ۔ اس طرح چار نئے سکارپ بنا کر ان میں اڑسٹھ سو ٹیوب ویل حکومت نے ایک ارب بتیس کروڑ روپے

خرچ کرکے تکمیل کیے ۔ جناب والا! ہمارے ان علاقوں سے تعلق رکھنے والے فاضل اراکین خاص طور پر اس چیز کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ اس سے نہ صرف وہ زمین reclaim کرنے میں فائدہ ہوا ، بلکہ اس علاقے میں آب پاشی کے لیے زیادہ پانی دینے میں بھی کافی فائدہ ہوا ہے ۔ جناب والا ! اڑسٹھ سو ٹیوب ویل ان سکارپوں کے تحت لگائے گئے اور قریباً پانچ سو میل لمبی سیم نالیاں بنائی گئیں ۔ اس طرح سے تقریباً بیالیس لاکھ ایکڑ رقبے سے نکاسی آب کا انتظام کیا گیا ۔ یہ سکارپ شیخوپورہ ، گوجرانوالہ ، لائل پور ، جھنگ ، گجرات ، سرگودھا ، مظفرگڑھ اور سیالکوٹ اضلاع میں کام کر رہے ہیں ۔ شروع میں ان میں واپڈا نے یہ سارے سکارپ وغیرہ بنائے اور پھر ان کو صوبائی حکومت کو منتقل کر دیا گیا ۔ جناب والا! اس 1975-76ء میں صرف ان سکارپوں کو چلانے اور maintain کرنے کے لیے حکومت کا خرچ کوئی چودہ کروڑ تیئیس لاکھ روپیہ ہوا اور اس سے آمدنی تقریباً پانچ کروڑ کی ہوئی ۔ اس سال حکومت نے کاشتکاروں کو نو کروڑ روپیہ سبسڈی کے طور پر اپنے پلے سے دیا ۔ جناب والا! یہاں پر یہ گزارش کرنا مناسب ہوگا کہ اگر کسی پرائیویٹ ٹیوب ویل سے ہمارے کاشتکار بھائی پانی لینا چاہیں تو انہیں پانی کا کرایہ چھ سے آٹھ روپے فی گھنٹہ دینا پڑتا ہے ، جب کہ ہم اپنے سکارپ ایریا میں ان ٹیوب ویلوں سے نوے پیسے فی گھنٹہ کے حساب سے پانی دیتے ہیں ۔

جناب والا! اس کے علاوہ حکومت نے پچھلے سال ضلعی بجلی کمیٹیاں بنا کر بجلی کے ٹیوب ویلوں کو کنکشن دینے کے لیے کوشش کی ۔ تقریباً انتیس ٹیوب ویلوں کو کنکشن ملے ۔ ایک لاکھ پرائیویٹ ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں ۔ ان سے بھی واٹر لاگنگ وغیرہ میں کافی فائدہ ملتا ہے ۔ حکومت کی سبسڈی سکیم کے تحت بھی کافی لوگوں کو فائدہ ہوا ہے جس کے تحت محکمہ زراعت سبسڈی دیتا ہے اور جس سے کافی لوگوں نے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں ۔ جناب والا! خاص طور پر ان دوستوں کی اطلاع کے لیے جن کے علاقوں میں سکارپس پہلے سے کام کر رہے ہیں ، میں ایوان میں واضح طور پر یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کام "آگے دوڑ پیچھے چوڑ" والا نہیں ۔ پہلے جو ٹیوب ویل خراب ہیں ، ان کے متعلق جب جناب

وزیر اعظم پاکستان کی توجہ دلائی گئی تو مجھے یہ بات کرتے ہوئے فخر ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اور صرف پنجاب کے لیے تین کروڑ روپے کی خصوصی امداد عنایت فرمائی ۔ اس وقت پنجاب میں چھ ہزار آٹھ سو ٹیوب ویلوں میں سے سات سو کے قریب بور اور میجر ریپیئرز کی وجہ سے خراب پڑے ہوئے ہیں پہلے ہمیں جو سالانہ بجٹ ملا تھا ، اس میں سے بمشکل ایک کروڑ روپے ہمیں دیے گئے تھے ۔ بڑے ٹیوب ویل کی تو بورنگ کے لیے بھی قریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کا خرچ پڑتا ہے ۔ تو اس ایک کروڑ روپے سے ہم بمشکل ساٹھ ٹیوب ویلوں کی میجر ریپیئرز کر سکتے تھے ۔ وزیر اعظم پاکستان کی خصوصی مہربانی کی وجہ سے ساٹھ کے علاوہ 250 پرانے ٹیوب ویل جو ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر لذر حسین منصور : پوائنٹ آف انفرمیشن ۔ جناب والا ! جب سے ہم ادھر آئے ہیں ، انہوں نے پنجاب کی بات کرنی زیادہ کرنی شروع کر دی ہے ۔

وزیر آبپاشی و برقیات : یہ سوال آپ اپنے آپ سے پوچھتے تو زیادہ اچھا ہوتا ۔

سید تابش الوری : جو کچھ ہو رہا ہے ، اس میں وزیر اعظم پاکستان کی مہربانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بھی یہ کچھ ہو رہا ہے ۔ کیونکہ چھٹی دفعہ انہوں نے کہا ہے کہ وزیر اعظم کی مہربانی ہے ایک دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کہہ دیتے !

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو اپنی تقریر کا آغاز ہی بسم اللہ سے کیا ہے ۔

وزیر آبپاشی و برقیات : میں نے تو شروع ہی اللہ کے نام سے کیا ہے جس پر بعض لوگوں نے مجھے مولوی ہونے اور بعض نے کچھ ہونے کا خطاب دیا ہے ۔ وہ نہ ٹھنڈا برداشت کرتے ہیں اور نہ گرم ، تو ہم کدھر جائیں ۔

جناب والا ! ساٹھ ٹیوب ویل پہلے اور دو سو پچاس ، اس تین کروڑ روپے سے یہ 310 ٹیوب ویل سات سو میں سے 30 جون 1976ء تک مکمل طور پر ریپیئر ہو جائیں گے جو کہ تقریباً پچاس فی صد کے قریب ہو جائیں گے ۔ اور مجھے یہ اعلان کرکے بھی خوشی ہے کہ بقایا چار سو ٹیوب

ویلوں کے بارے میں بھی جناب وزیر اعظم پاکستان ، with the apology to my friend ، کے حکم کے مطابق ، کیونکہ حکم ان کا ہوتا ہے ۔ تو اس وجہ سے مجھے ان کا ڈائریکٹیو ہے انشاء اللہ العزیز 31 دسمبر 1976ء تک باقی چار سو ٹیوب ویل سارے کے سارے مرمت ہو جائیں گے اور انشاء اللہ 31 دسمبر تک کوئی ایک ٹیوب ویل بھی پنجاب میں ایسا نہیں رہے گا جو کہ مرمت طلب ہو ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا! اس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کی بہت سی ٹیکنیکل قسم کی مشکلات ہوتی ہیں یہ فلٹرز میں کیمیکل میٹریل وغیرہ جمع ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے پانی کم آتا ہے ۔ اور بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا میں اس کی تفصیل میں جانا چاہتا ہوں ۔ ان سکارپس سے بالکل جیسے کوئی معجزے ہوتے ہیں اس قسم کے نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔

جناب والا! اب میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے اعدادوشمار پیش کروں گا ۔ سکارپ نمبر 1 کی پوزیشن یہ ہے کہ یہاں پر 5 لاکھ 40 ہزار ایکڑ رقبہ زیر اثر تھا ۔ 45 فی صدی اس سکارپ کا یہ ایریا 5 لاکھ 40 ہزار بنتا ہے ۔ جناب والا! مجھے یہ اعلان کرکے فخر اور خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس وقت 5 لاکھ 40 ہزار میں سے صرف 8 ہزار ایکڑ بچ گئے ہیں جو کہ 45 فی صدی سے صرف 1 فی صدی باقی ہے ۔ باقی سارا رقبہ reclaim ہو چکا ہے ۔

(نعرے ہائے تحسین)

جناب والا! سکارپ نمبر 2 جو ہے اس کی پوزیشن یہ ہے کہ ایک لاکھ 34 ہزار ایکڑ رقبے پر یہ سکارپ محیط تھا جو کہ کل رقبے کا 13.6 فی صد بنتا تھا ۔ اس میں سے صرف 36 ہزار ایکڑ رہ گیا ہے جو 3.6 فی صد بنتا ہے جو reclaim ہونے والا ہے ۔ 13.6 سے 3.6 بچ گیا ہے ۔

جناب والا! سکارپ نمبر 3 کا جو رقبہ زیر اثر تھا وہ 3 لاکھ 78 ہزار ایکڑ تھا جس میں سے صرف 1 لاکھ 10 ہزار ایکڑ بچ گیا ہے جو کہ پہلے 38.5 فیصدی تھا اب 11.5 فیصدی رہ گیا ہے ۔

سکارپ نمبر 4 جو ہے اس کا 2 لاکھ ایکڑ رقبہ تھا اس سے بھی 34 ہزار ایکڑ رقبہ بچ گیا ہے جو کہ پہلے 38.5 فیصدی تھا اب 6.5 فیصدی رہ گیا ہے ۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ جو ٹیوب ویلز ہیں یہ جو سکارپس ہیں یہ دوہرے مقاصد کے لیے ہیں۔ ایک طرف تو انہوں نے زیر زمین پانی کو نیچا کرکے وہ زمین جو ہے اس کو قابل کاشت بنایا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرا جو پانی آبپاشی کے لیے میسر تھا اس کو مزید supplement کیا گیا ہے۔ اس کے لیے مزید انتظام آبپاشی کا کیا گیا ہے۔ یہ بھی نتائج جو ہیں بہت ہی حوصلہ افزا ہیں۔ ہاؤس کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ سکارپ نمبر 1 میں پہلے 8 لاکھ پچاس ہزار ایکڑ رقبہ جو ہے اس کو پانی دیا جاتا تھا جو کہ کل رقبے کا 75 فیصدی تھا اور جو اس سکارپ ایریا میں تھا۔ اب 12 لاکھ اور 50 ہزار ایکڑ رقبے کو دیا جاتا ہے اور یہ 75 فیصدی سے بڑھ کر 109 فیصدی ہوگیا ہے۔ اس علاقے میں آبپاشی کے نظام کی کارکردگی یہ ہے کہ سکارپ نمبر 2 میں پہلے 8 لاکھ ایکڑ رقبے کو آبپاشی کے لیے پانی میسر تھا۔ اب 11 لاکھ 40 ہزار ایکڑ ہوگیا ہے یعنی 86 فیصدی سے 122 فیصدی ہوگیا ہے۔ اس میں مزید 140 فیصد بڑھنے کی گنجائش موجود ہے اور اس کے لیے ہم کام کر رہے ہیں۔ سکارپ نمبر 3 کا رقبہ 7 لاکھ 40 ہزار ایکڑ تھا جو اس آبپاشی سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ اب اس کا 9 لاکھ 25 ہزار ایکڑ ہوگیا ہے۔ یہ 77 فیصدی سے بڑھ کر 96 فیصدی ہوگیا ہے اور اس میں 120 فیصدی کی گنجائش موجود ہے۔ سکارپ نمبر 4 کا رقبہ 3 لاکھ 60 ہزار ایکڑ تھا۔ اب بڑھ کر یہ 4 لاکھ 75 ہزار ایکڑ ہوگیا ہے اور یہ 76 فیصدی سے بڑھ کر 88 فیصدی ہوگیا ہے۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے گزشتہ دو تین سالوں سے موجودہ حکومت نے 17 نئے سکارپس کے لیے احکامات جاری کیے ہیں اور یہ 2 کروڑ 30 لاکھ ایکڑ سے باقی 42 لاکھ ایکڑ پہلے جو ہے اس میں چار سکارپس موجود ہیں۔ باقی ان میں 1 کروڑ 90 لاکھ رقبہ جو ہمارا اپنی علاقے میں جہاں جہاں بھی ہے وہ سارے کا سارا ان 17 سکارپس cover ہو جائے گا۔ اس پروگرام میں جناب والا! کوئی دو بڑی سیم نالیاں بھی شامل ہیں۔ ان میں سے ایک پہاڑی نالہ ہے۔ ایک سکھ بیاس ڈرین ہے ان کی تفصیل میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ جناب والا! 75-1974ء سے ان سکارپس کے منصوبوں پر مرحلہ وار عملدرآمد شروع ہوگیا ہے۔ جناب والا!

جناب وزیر اعظم پاکستان نے یہ جو اس اکیس سالہ منصوبے کا حکم دیا ہے اس پر تقریباً 12 ارب روپیہ خرچ ہوگا۔ اس پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔

اب یہ جو نئے سکارپس بننے ہیں ان کے بارے میں بھی میں تھوڑا سا وقت لینا چاہتا ہوں اور اس کے بارے میں میں مختصراً عرض کروں گا کہ سکارپ نمبر 1 اور سکارپ نمبر 2 چج دوآب کھارے پانی کا رقبہ ہے۔ اس میں تقریباً کوئی 5 لاکھ ایکڑ رقبے کی اصلاح کی جائے گی۔ سکارپ نمبر 3 لوئر تھل دوآب کھارے پانی کا علاقہ ہے۔ یہاں 1 لاکھ 40 ہزار ایکڑ رقبے کو سیم اور تھور سے نجات دلانے کے لیے کام کیا جائے گا۔ سکارپ شاہ پور پنج دوآب 1 لاکھ 20 ہزار ایکڑ رقبے کی اصلاح ہوگی۔ سکارپ شور کوٹ کمالیہ 4 لاکھ ایکڑ رقبے کی اصلاح کرکے اس کو قابل کاشت بنایا جائے گا۔ جناب والا! سکارپ پنج ند عباسیہ 16 لاکھ 70 ہزار ایکڑ رقبے کی اصلاح مطلوب ہے۔ 2 لاکھ ایکڑ رقبے کی پلاننگ ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ اس پر کام تیزی سے جاری ہے۔ اس میں کوئی 341 ٹیوب ویل لگنے ہیں۔ سکارپ نمبر 6 شجاع آباد یہ 8 لاکھ ایکڑ رقبہ پر محیط ہے اور اس کی اصلاح ہوگی۔ سکارپ فورٹ عباس 16 لاکھ 30 ہزار ایکڑ رقبہ اس سے مستفید ہوگا۔ سکارپ سیتانا 2 لاکھ ایکڑ رقبہ اس سے مستفید ہوگا۔ جناب والا! اس کے علاوہ کھارے پانی کے اخراج کے لیے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جو ٹیوب ویلز سکارپس کے بند ہو گئے تھے ان میں 49 ٹیوب ویل جو کھارے پانی والے ہیں ان کو دوبارہ چالو کیا جا چکا ہے۔ ان پر تقریباً چالیس فیصدی کام مکمل ہوگیا ہے۔ 2 بڑی سیم نالیاں۔ ایک پہاڑی نالہ جس کا ذکر میں نے پہلے بھی کیا تھا یہ جناب والا! لائلپور کے ضلع کو سیم سے بچانے کے لیے تقریباً 55 میل لمبا نالہ ہے جس میں کوئی 10 کروڑ مکعب فٹ مٹی ڈالی جائے گی۔ محکمہ انہار پنجاب اس پر کام کر رہا ہے۔ اس وقت تقریباً چالیس فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس پر کام تیزی سے جاری ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ ستلج بیاس ڈرین جو ہے اس پر بھی کام جاری ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! مندرجہ بالا سکارپس کی سکیموں کے علاوہ نئے سکارپس جو ہیں ان کی پلاننگ جاری ہے جن میں سے سکارپ دیپالپور اور بہاول پور کینٹ ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ یہ جو

سکا رہیں ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ accelerated پروگرام وزیر اعظم پاکستان کے سپیشل ڈائریکٹیو پر مروج کیا گیا ہے اور یہ 21 سالہ منصوبہ ہے جس پر تقریباً 12 ارب روپے خرچ ہوں گے اور کوئی چالیس سے پچاس کروڑ روپیہ سالانہ اس پر خرچ کیا جائے گا ۔ اس سال ہم 32 کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! آخر میں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے محکمہ آبپاشی کا ایک ونگ ہے جسے لینڈ ریکلیمیشن ڈائریکٹوریٹ کہتے ہیں ۔ وہ بھی بہت مفید کام کر رہا ہے ۔ تقریباً 30 ہزار ایکڑ رقبہ جو ہے اس کی محنت سے ہر سال reclaim ہوتا ہے ۔ وہ سیم اور تھور کے علاقے میں پانی دے کر پہلے چاول کی کاشت کرتے ہیں ۔ جناب والا ! آخر میں ۔ میں یہی گذارش کروں گا کہ ہماری حکومت اس مرض کی اہمیت کو اچھی طرح سے سمجھتی ہے ۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس ایوان کو ان سارے حالات سے آگاہ کیا ہے چونکہ ہمارے معزز ممبران کی زبردست خواہش تھی اور میری بھی دلی خواہش تھی کہ ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ حکومت اس سلسلہ میں اس موذی مرض کے تدارک میں کس قسم کے اقدامات کر رہی ہے ۔ آخر میں جناب والا میں صرف اتنی گذارش کروں گا کہ حکومت اس کام کی اہمیت کو سمجھتی ہے اور اپنے محدود وسائل کے باوجود کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی اور اس موذی مرض کا حتمی طور پر قلع قمع کرے گی ، میں جناب والا کا بہت مشکور ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned for fifteen minutes and we shall reassemble at quarter to twelve.

(The House then adjourned for fifteen minutes.)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پنجاب کی پانچ یونیورسٹیوں ۔ پاکستان ریلویز لوکل ایڈوائزری کمیٹی لاہور اور فلم سنسر بورڈ کے لیے ارکان اسمبلی کا انتخاب

مسٹر سپیکر : پنجاب کی پانچ یونیورسٹیوں ، پاکستان ریلویز لوکل ایڈوائیزری کمیٹی لاہور اور فلم سنسر بورڈ میں ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب

پنجاب کی پانچ یونیورسٹیوں ۔ پاکستان ریلویز لوکل ایڈوائزری کمیٹی لاہور اور فلم سنسر بورڈ کے لیے ارکان اسمبلی کا انتخاب

کی نمائندگی کے لیے انتخاب عمل میں آنا ضروری ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء سے قواعد نمبر 121 اور 124 کے تحت نائب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف میں اس انتخاب کے سلسلے میں مکمل اتفاق ہے ۔ اس لیے مندرجہ ذیل ارکان اسمبلی کو ان کے نام کے سامنے درج اداروں کا منتخب رکن قرار دیا جاتا ہے ۔

1.	Mr. Taj Muhammad Khanzada.	Member, Senate of the Punjab University.
2.	Mr. Manzoor Hussain Janjua.	- do -
3.	Miss Nasira Khokhar.	- do -
4.	Ch. Talib Hussain.	- do -
5.	Sh. Muhammad Riaz.	- do -
6.	Mr. Ihsan-ul-Haq Pirzada.	- do -
7.	Sardar Saghir Ahmad.	- do -
8.	Malik Sarfraz Ahmad.	- do -
9.	Ch. Ali Muhammad Khadim.	- do -
10.	Syed Tabish Alwari.	- do -

1.	Ch. Mumtaz Ahmad Kahloon.	Member, Syndicate of the Punjab University.
2.	Sh. Aziz Ahmad.	- do -
3.	Begum Syeda Abida Hussain.	- do -
4.	Mian Ismail Zia.	- do -
5.	Mr. Rauf Tahir.	- do -

1.	Hafiz Ali Asadullah.	Member Senate of the Agriculture University, Lyallur.
2.	Mian Muhammad Afzal Hayat.	- do -
3.	Syed Fida Hussain.	- do -
4.	Ch. Muhammad Yaqub Awan.	- do -
5.	Syed Tahir Ahmad Shah.	- do -

1.	Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa.	Member, Syndicate of the Agriculture University, Lyallpur.
2.	Rao Muhammad Afzal Khan.	- do
3.	Ch. Jamil Hassan Khan Manj.	- do -

1.	Sardar Ata Muhammad Khan Laghari.	Member, Senate of the University of Engineering & Technology.
2.	Ch. Ghulam Qadir (Sialkot).	- do -
3.	Kanwar Muhammad Yasin Khan	- do -
4.	Babu Muhammad Hanif Khan (Rawalpindi).	- do -
5.	Nawabzada Muhammad Khan Khakwani.	- do -

1.	Mr. Umar Hyat Sial.	Member, Syndicate of the University of Engineering & Technology.
2.	Sh. Muhammad Asghar.	- do -
3.	Malik Shah Muhammad Mohsin.	- do -
4.	Mian Khurshid Anwar.	- do -
5.	Mr. Nazar Hussain Mansoor.	- do -

1.	Syed Muhammad Razi Shah.	Member, Syndicate of the Multan University.
2.	Syed Nazim Hussain Shah.	- do -

1.	Begum Bilquis Habibullah.	Member, Syndicate of the Islamia University, Bahawalpur.
2.	Mian Abdur-Rauf.	- do -

1.	Mr. Ahmad Baksh Theem.	Member, Pakistan Railways Advisory Committee, Lahore.
2.	Ch. Muhammad Azam (Sialkot).	- do -

1.	Begum Rehana Sarwar.	Member, of the Film Censor Board.
2.	Ch. Muhammad Sarwar Jaura.	- do -
3.	Haji Muhammad Saifullah Khan.	- do -
4.	Mr. Muhammad Hanif Naru.	- do -
5.	Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.	- do -

Mr. Speaker : Mr. Law Minister, What is the position of the House.

وزیر قانون : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بے شمار یونیورسٹی کے اداروں میں ابھی nomina-tions رہتی ہیں ۔ تو موجودہ ممبران ابھی ان میں elect نہیں ہوئے ہیں تو حکومت ان کو nomination کے ذریعے ان اداروں میں nominate کرے گی ۔

مسٹر سپیکر : سیشن کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

وزیر قانون : سیشن کے متعلق جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ میرا خیال تھا کہ ایک دو دن میں ہم بل منظور کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : کل تو چھٹی ہے ۔

وزیر قانون : جی ہاں ! کل چھٹی ہے ۔

Mr. Speaker : Then I adjourn the House sine-die.

(The House then adjourn sin-die)

———